

تاریخ ابن کثیر

اور ترجمہ
البدایۃ والنہایۃ

— جلد اول —
| حصہ اول : دوم

یہ حصہ میں گفتگو اور رد و جواب، تحقیق و مناقشہ اور حضرت امام دہلوی علیہ السلام کی تحقیق و رد کے بعد حضرت دیلمی علیہ السلام
آئے اسے خیرا کہ تم کہتے ہو کہ اس کی قوموں کے عبادت اور ان کی قوموں کا تعلیمی و تہذیبی و قرآنی و سنت کی روشنی میں یہ کہہ رہے۔
یہ امر اس کی مشہور و غیر مشہور انباء و احوال کا ذکر ہے جو حضرت کمالی علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ہو تا ہے۔ یہ عرب جاہلیت کے دور میں کی تاریخ ہے اور ان فرسینہ و تہذیبوں کی بحث کے احوال ہیں۔

حافظ غلام الدین ابوالفتح انور علی ابن کثیر دمشقی

ترجمہ

شیخ ابو طلحہ محمد شافعی

دارالاشاعت
لاہور

ترجمہ تحقیق کے ماحولوں کیلئے حق نامہ مفت ہے

ماہنامہ : ظہیر شرف خان
 عنوان : نوہر شرف علی گڑھ
 نمبر : 804 صفحات

قدیمی - راجپوتانی

اپنی جتنی بات کو عقل کی جان سے کہہ دیا، ہاتھ نہ بڑا، وہ ملکیت اپنی انت کی گمانی
 کے لئے اور بھی مستقل ایک نام جو رہے ہیں، ہر ایک اپنی نفسی طور پر قرار دیا، یہ
 مطالعہ کا کوئی عام نام کی بات، اور انہی میں سے دست دیکھنے، ہر ایک کے

﴿..... ملنے کے پتے.....﴾

ادارہ اسلامیات پاکستان، لاہور
 جی 20، لاہور 20
 پتہ: جی 20، لاہور 20
 ٹیکسٹ: لاہور 20
 ٹیکسٹ: لاہور 20

ادارہ اسلامیات پاکستان، لاہور
 جی 20، لاہور 20
 پتہ: جی 20، لاہور 20
 ٹیکسٹ: لاہور 20
 ٹیکسٹ: لاہور 20

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Islamic Books Centre
 100-100, 100, 100
 100-100, 100, 100

Islamic Books Centre Ltd
 100-100, 100, 100
 100-100, 100, 100
 100-100, 100, 100

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

Islamic Books Centre
 100-100, 100, 100
 100-100, 100, 100

Islamic Books Centre Ltd
 100-100, 100, 100
 100-100, 100, 100

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست مضامین الہدایہ والتہایہ معروف بہ تاریخ ابن کثیر حصہ اول و دوم

۲۹	آیات کی تفسیر	۳	فہرست مضامین
۳۰	جمعیہ کی تفسیر	۱۷	حصہ ثانی النبی
۳۱	زمین کے سات طبقات کا ذکر	۱۹	نبی علیہ السلام کا قطبہ تخلیق کا کائنات
۳۱	زمین کی فطری وسعت تخلیق	۲۰	ما قبل کون مخلوق کون؟
۳۲	سمندر اور دریا	۲۰	پھر روز میں تخلیق ہوش و حواس
۳۲	جرین سے کیا مراد ہے؟	۲۰	سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی؟
۳۲	بکرہ	۲۱	ہوش کی تخلیق پہلے ہوئی
۳۸	مظاہر قدرت	۲۱	ایک اور روایت
۳۹	تخلیق سموات اور ان میں موجودات سے متعلق قرآنی آیات	۲۲	ہوش کی صفات
	قرآنی کا ذکر	۲۲	دوسرے کتب اور ہوش کا ذکر
۳۹	خلا و سکون	۲۳	ہوش کی فطری تخلیق
۳۷	نور و تاریکی قرآن کا ذکر	۲۳	ہوش ایک تخت ہے
۳۷	تخلیق ملائکہ علیہم السلام اور ان کے اوصاف	۲۵	ایک ہوش
۵۵	حضرت جبرئیل کے پردہ کے بارے میں تصدیق و ایت	۲۵	کری کیا ہے؟
۵۹	ملک ابہال	۲۵	ہوش کی کری پر فعالیت
۶۰	تقسیم ملائکہ	۲۶	بے غل گل نظر ہے
۶۵	خوشی و غصہ میں انسان؟	۲۶	کری اور قلب متعلق ہیں
۶۵	اولاد آدم سے پادوسار کوئی مخلوق نہیں	۲۶	لوہ کھنڈ کیا ہے؟
۶۶	ذکر تخلیق جنت و جہنم شیطان	۲۶	لوہ کھنڈ کیا ہے؟
۶۶	"من عارج" سے کیا مراد ہے؟	۲۷	"کری و کائنات اور ان کے مابین اشیاء کی تخلیق کا ذکر قرآن
۶۶	جنت کی پیدائش آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی یا بعد میں؟		اصناف و اقسام اور تاریخ کی روشنی میں؟

۶۶	جنت کی چھ قسمیں	۱۰۶	ان امارت کا ذکر جو حضرت آدم علیہ السلام کی بیعت ایش کے
۶۷	ابلیسؑ سلطان الارض کہلا چکا تھا		بارے میں وارد ہوئیں
۷۰	شیطان کی نیت	۱۰۹	اولاد آدم میں یونس اور یونس اور جنسوں کا ذکر
۷۰	ابلیس کی قیام گاہ	۱۱۳	ذلت ایش
۷۱	شیطان دھوکہ دہا اس سے نجات	۱۱۳	آدم کے جنت میں ٹھہرنے کا وقت
۷۲	شیطان کے عرصے اللہ کی پناہ مانگی جائے	۱۱۳	دنیا میں آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا اور لباس
۷۳	کھڑے ہو کر پینے پر ممانعت	۱۱۵	آدم علیہ السلام کے فرزندان قاتل و بائیل کا قصہ
۷۳	وقت شیطانی	۱۱۸	اولاد آدم کا یحییٰ
۷۳	طوبیخ آفتاب اور شیطانی کا اٹھنا سرسرت	۱۲۱	حضرت آدم علیہ السلام کی وفات اور آپ علیہ السلام کا اپنے
۷۴	شیطان کی زبان اور اللہ		فرزند حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت
۷۵	نار میں باہر ہو کر کھڑا ہوا چاہے	۱۲۳	حضرت ادریس علیہ السلام کا قصہ
۷۵	اگر سامنے توکل کرو	۱۲۶	حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ
۷۵	اسم بخت بھاگ نکلا	۱۲۷	نوح علیہ السلام کا نسب نامہ
۷۶	سورۃ البقرہ کے فضائل	۱۲۷	نوح علیہ السلام کے بارے میں قرآنی آیات
۷۷	سچے خواب اللہ کی طرف سے ہیں	۱۳۳	قرآن مجید کی دعوت کیلئے کہا گیا
۷۷	شرک مسمومہ شیطان کا ہوتا ہے	۱۳۳	قرآن کریم میں ہے
۷۸	شیطانوں کی چوری	۱۳۸	حضرت نوح علیہ السلام کی ذات مبارک کے مخلص کچھ ذکر فرم
۸۰	آپ ﷺ کی دعا	۱۳۹	حضرت نوح علیہ السلام کے دو دو کا ذکر
۸۰	حق کا مطلب	۱۳۹	حضرت نوح علیہ السلام کے حج کا ذکر
۸۱	ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں جو قرآن میں	۱۳۹	حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت کا ذکر جو انھوں نے اپنے
	بازل ہوا		بیٹوں سے کی
۸۵	خلافت اربعی کے بارے میں گفتگو	۱۵۰	آپ کی عمر مبارک
۸۵	حقیقی آدم کی فرشتوں سے گفتگو	۱۵۰	مرقد مبارک
۸۵	علم کا ایسا ہوا کہ انبیاء	۱۵۱	حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ
۸۷	فرشتوں سے آدم کو کلمہ کرنا	۱۶۵	قوم ثمود کے قبیر حضرت صالح علیہ السلام کا قصہ
۹۰	آدم دوا کی جنت میں داخل	۱۶۹	اونٹنی کے حجر سے نکلنے کا قصہ
۹۱	شجر ممنوعہ	۱۷۵	نبوک کے سال ارض ثمود کی وادی جبر سے نبی اکرم ﷺ کا گزار
۹۱	شجر ممنوعہ کی تفصیل	۱۷۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ
۹۲	حضرت آدم علیہ السلام کی جنت آسمان میں تھی یا زمین میں	۱۸۹	حضرت ابراہیم کے منارے کا ذکر اس شخص کے ساتھ جو
۹۲	حضرت آدم علیہ السلام کی جنت دائمی تھی		مسنوی حکمت ویدائی کی چادر میں حکیم و بلیل ذات سے
۱۰۱	حضرت آدم دہائی میں اللہ اسلام کا منارہ		جھگڑے ہوئے خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا

۲۹۸	اصحاب اہلس	۱۹۰	مناظرہ کب ہوا
۳۰۱	قوم یمن کا قصہ	۱۹۱	اللہ کے دوست ابراہیم علیہ السلام کا شام کے شیعوں کی طرف ہجرت فرمانا
۳۰۳	حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ	۱۹۶	حضرت ہاجر علیہ السلام سے حضرت اسماعیل کی پیدائش
۳۱۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ مبارک	۱۹۸	حضرت ابراہیم کا اپنے فرزند اسماعیل اور ان کی ماں ہاجرہ کے ساتھ داران کی چٹنوں کی طرف ہجرت فرمانا اور وہاں بیت عتیق یعنی کعبہ اللہ کو تعمیر فرمانا
۳۲۱	موسیٰ علیہ السلام کا مدین سے کوچ	۲۰۲	اللہ تعالیٰ کی راہ میں بذریعہ ہونے والے قصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۳۲۸	جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد انتقام اور اذیت	۲۰۵	اللہ کی راہ میں ذبح ہونے والا کون تھا
۳۵۱	فرعون اور اس کے لشکر یوں کی ہلاکت	۲۰۶	بہترین استاد لال
۳۵۸	نبی اسرائیل کے حالات فرعون کی ہلاکت کے بعد	۲۰۸	حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر مبارک
۳۶۲	بیت المقدس کا کوئی	۲۱۱	قدیم گم ہونے والی بیت اللہ کی تعمیر کا ذکر غیر
۳۶۵	نبی اسرائیل کا یہ میں داخل ہوا وہاں کچھ نبیات کا پیش آنا	۲۱۳	تعمیر کعبہ اللہ کا کچھ ذکر
۳۶۹	چاندنی اور دیوانی کی درخواست	۲۱۶	اللہ عزوجل کا اپنے رسول اور دوست کی تعریف فرمانا
۳۷۳	چھوٹے کو بیوا اور اس کی عبادت کا قصہ	۲۲۵	جنت میں حضرت ابراہیم کے محل کا ذکر
۳۷۵	موسیٰ علیہ السلام کا اپنی گمراہ قوم کے پاس آنا	۲۲۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محلے مبارک کا ذکر
۳۸۱	موسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب سے مراد انہوں کا سوال	۲۲۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا ذکر اور ان کی عمر کے حقائق اقبال
۳۸۳	نبی اسرائیل کے محل کا ذکر	۲۲۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش
۳۸۶	موسیٰ علیہ السلام کا حضرت علیہ السلام کی ملاقات	۲۲۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر
۳۹۸	مذکورہ قصے کے حقائق متفرق باتیں	۲۲۹	حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ
۳۹۳	موسیٰ علیہ السلام کی زندگی آزمائشوں کے جال و جال حدیث اقصیٰ	۲۳۰	حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ
۴۰۳	قیامان کی تعمیر کا ذکر	۲۳۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر غیر
۴۰۶	قاران کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ	۲۳۰	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر مبارک
۴۰۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل عبادت صفات و وفات کا ذکر	۲۵۳	حضرت اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام بکرم بن
۴۱۲	قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر	۲۵۳	بکرم کا ذکر غیر
۴۱۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیت عتیق (یعنی کعبہ اللہ) کے حج فرمانے کا ذکر اور اس کی صفت	۲۵۸	حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ
۴۱۵	موسیٰ علیہ السلام کی صفت	۲۶۵	قصہ یوسف و زلیخا
۴۱۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر	۲۸۹	حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ
۴۱۹	حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت اور موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے بعد نبی اسرائیل کی کھجائی فرمانا	۲۹۵	حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ
۴۲۲	پلیم کا قصہ	۲۹۸	ان سے پہلی باتوں کا ذکر جو تمام نبیوں سے پہلے ہوئی تھیں
۴۲۷	حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ مبارک		
۴۳۱	کیا اب بھی حضرت علیہ السلام ہائی ہیں		

۵۵۸	حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا تذکرہ	۳۳۲	ایک عجیب قصہ
۵۶۳	حضرت یحییٰ علیہ السلام کی معذرت اور خصوصیات	۳۳۵	حدیث تخریص رسول اکرم ﷺ
۵۶۷	دین یحییٰ میں اختلاف	۳۳۶	حضرت ایسا علیہ السلام کا قصہ مبارک
۵۶۷	بیت لحم اور القلندر کی تعمیر	۳۳۶	پیر علی ابن کثیر رحمہ اللہ
۵۶۸	گزشتہ اقوام کے حالات	۳۳۷	تعمید و توثیق لفظ
۵۶۸	ذوالقرنین کا ذکر	۳۳۸	حضرت عزرائیل علیہ السلام کا قصہ
۵۷۲	آب حیات	۳۵۱	حضرت یسوع علیہ السلام کا قصہ
۵۷۳	یاجوج ماجوج کا ذکر	۳۵۲	یوحنا بن یونان علیہ السلام کی وفات کے بعد شمول علیہ السلام کی پیغمبری
۵۷۶	اصحاب کہن کا بیان	۳۵۳	حضرت شمول علیہ السلام کا قصہ جن کے زمانے میں حضرت
۵۸۰	مومن و کافر کا قصہ		داؤد علیہ السلام کی ابتداء ہوئی
۵۸۳	قصہ اصحاب بدر	۳۵۸	حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ
۵۸۳	ایلیہ الہوں کا قصہ	۳۶۱	حضرت داؤد کی زندگی کا کشاف پہلو
۵۸۶	قصہ لقمان	۳۶۷	حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر اور وفات کا تذکرہ
۵۸۶	لقمان کن تھے؟	۳۷۰	حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا قصہ
۵۸۷	لقمان کا طبع مبارک	۳۸۳	حضرت سلیمان کی حیات کا تذکرہ
۵۹۱	قصہ اصحاب لادھو	۳۸۷	عبدالمومن بن امصا علیہ السلام کا قصہ
۵۹۳	نبی اسرائیل کی پانچ بیویاں کسے کا ذکر	۳۸۹	ارمیا بن حلقا علیہ السلام کا قصہ
۵۹۵	نبی اسرائیل میں ایک مہادت گزار جرجا کا قصہ	۳۸۹	بیت المقدس کی ویرانی کا ذکر بلوس ناک
۵۹۶	قصہ برصیحا	۳۹۸	حضرت داوید علیہ السلام کا قصہ
۵۹۷	حنن آدمیں کا قصہ جو غار میں پھنس گئے تھے	۵۰۱	بیت المقدس کی ویرانی و تعمیر
۵۹۸	یوحنا برص زدہ اور ایک گھنگے کا قصہ	۵۰۳	حضرت عزرائیل علیہ السلام کا قصہ
۵۹۹	ایک ہزار روپے قرضی کے گواہوں کے قصہ	۵۰۶	حضرت عزرائیل علیہ السلام کی نبوت
۵۹۹	سجائی اور استقامت پر مبنی ایک واقعہ	۵۰۸	ذکر ابراہیم علیہ السلام کا قصہ مبارک
۶۰۰	تعلقہ واقعات	۵۱۵	حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا سبب
۶۰۵	اٹل کتاب کی تحریکات اور اپنے مذہب میں ان کے کھلے بدل کا ذکر	۵۱۹	مریدانہ حران علیہ السلام کا قصہ
۶۰۹	انجیل کا مکی یا حنی	۵۲۷	حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر
۶۱۲	عرب کی تاریخ	۵۳۵	اللہ عزوجل کی اولاد سے پاک جن
۶۱۲	عربی کی تاریخ، پہلے عرب مورث اعلیٰ اور عرب خارہ	۵۴۵	حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جانے پہچانے اور بچپن
۶۱۲	عرب مشرق	۵۴۳	کتب لاریہ کے نزول اور اوقات
۶۱۲	یمنی عرب	۵۵۱	دوسرے خزانہ کا قصہ
۶۱۲	نبی اسرائیل	۵۵۳	حضرت یحییٰ کے بعض احوال اور مواضع

۶۱۸	شق	۶۱۲	اسلم قبیلہ خزانہ سے ہے
۶۱۹	غروب اور اٹنی تعبیر	۶۱۲	قبیلہ اوس و خزرج
۶۱۹	شق کا صحن کی تعبیر	۶۱۲	قطیف اور سعد ثانی
۶۲۰	اقصیٰ علی مذکور	۶۱۲	قطیف
۶۲۰	نعمان بن منذر	۶۱۳	قطیف و قطیفی ہیں
۶۲۰	فتح الی کرب کا اہل مدینہ کے ساتھ ایک برتاؤ کا بیان	۶۱۳	ایک اور قول
۶۲۰	دیت کا یہ مسئلہ کا حوراس کی تحقیر	۶۱۳	مذکورہ دونوں اقوالوں میں تحقیق
۶۲۰	کعبہ پر (مکلی بار) خلاف چرچا	۶۱۳	عرب تین قبائل پر منقسم ہے
۶۲۰	چنان اسد	۶۱۳	ان کا مشورہ کی تحقیق
۶۲۱	چوہنہ	۶۱۳	ذکر قطیف
۶۲۱	فوش کوئی	۶۱۳	باشاہوں اور مشرکوں کا باہمی سلام
۶۲۱	فتح کا حقیقہ	۶۱۳	قصہ سہا
۶۲۱	آل بؤعلی کی بدعتی	۶۱۳	سہا کی وجہ تسمیہ
۶۲۱	فتح کا طواف بیت اللہ اور حجاج کی ضیافت	۶۱۵	اس کے اشعار
۶۲۲	ایک خواب اور خلاف کعبہ	۶۱۵	”سہا“ مرثیہ یا عورت تھی
۶۲۲	صحیح آموز اشعار	۶۱۵	پادشاہوں کے کتاب
۶۲۳	بحرین میں یہودیت کی بکھر چکی	۶۱۶	چشمی کا اہام
۶۲۳	فیصلہ آگ کے واسطے یہودیت کی وجہ کا سبب	۶۱۶	بخت انبیاء
۶۲۳	بخت کدو آم	۶۱۶	سہا و سب
۶۲۳	فتح کا اسلام	۶۱۶	سبک بنیاد
۶۲۳	فتح کی لڑکیاں	۶۱۶	نصرت کی چشمی
۶۲۳	حسام بن حیان و حور شہر بنی ہاشم کی وجہ تسمیہ	۶۱۶	قطیف و حورہ کے خلاف اس کی مذکور
۶۲۵	بنی کاکل موجب ملاکت	۶۱۶	آیت کریمہ میں الفاظ کے معانی
۶۲۵	لعین و غلو شاعر کا سخن پر قابضانہ قبضہ	۶۱۷	کفر کا بدلہ
۶۲۵	جرات کا ثمرہ	۶۱۷	خود اور نجد کا اختصار
۶۲۵	لوٹ	۶۱۷	بڑا سکونت
۶۲۶	ذوہد اس کو شکست فاش کا سامنا اور بار بار لوٹ	۶۱۸	حور بن حاکم کا سخن کی بوجھ کوئی
۶۲۶	چوہنہ شہر کی بنیاد اور جنگ	۶۱۸	شہرہ جوشی حکومت
۶۲۷	شہرہ جوشی کی تاریخی اور مت حکومت	۶۱۸	ربیع بن لہر بن ابی عاص شہر بن حور بن حاکم کی کا قصہ
۶۲۷	اور ہاکم اقصیوں کے حورہ و عرب کعبہ کے حرم کا سبب	۶۱۸	علم کی وجہ تسمیہ
۶۲۷	اور ہاکم	۶۱۹	شیخ اور شق کے حالات

۶۳۹	بادشاہ اور ان کی رعایا کا قتل اسلام	۶۳۷	ہاشمی سے لڑتا ہے
۶۳۹	یمن میں شامت اسلام	۶۳۷	سکائی کا اشتعال اور لڑائی کا آغاز
۶۴۰	لعیان کے نسب میں اختلاف اور ساطرون کا قصد	۶۳۸	ذوالقرد اور یحییٰ کا حرام ہونا
۶۴۰	ہانی قلعہ مدح	۶۳۸	امیر حاکم
۶۴۰	ساطرون کون تھا؟	۶۳۸	الاست
۶۴۱	ساتر ساسانی کا حاکم	۶۳۸	محمد میں اوشہ مار
۶۴۱	ساطرون کی بیٹی کی اپنے باپ سے دعا بازی اور انجام کار	۶۳۸	رئیس کی طلی
۶۴۱	قلعہ میں داخل ہونے کے بارے میں دو مختلف اقوال	۶۳۹	لواؤں کا مطالبہ
۶۴۱	رب غورق بنی بادشاہ اور اس کو عطا و نصرت	۶۳۹	عبدالمطلب کی دعا
۶۴۳	طوائف اسلام کی کی بنیاد	۶۴۰	ایرہ سے لشکر پرندوں کا مطلب
۶۴۳	ازد کا اشتعال اور اس کا بیٹا	۶۴۰	ایرہ کا حال
۶۴۳	آل اسماعیل اور زمانہ جاہلیت سے زمانہ نبوت تک کے امور کا بیان	۶۴۱	انجیل
۶۴۳	قیقہ جرم کا قیام	۶۴۱	لفظ باطل کی تحقیق
۶۴۳	حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد	۶۴۱	آپ ﷺ کی ولادت با سعادت
۶۴۵	سکران کا سلسلہ	۶۴۱	ایرہ کی خدمت میں اشعار
۶۴۵	مطرض کا نسب	۶۴۳	قلیس کا انجام
۶۴۵	مطرض اور سیدہ ع کا آپس میں جھگڑا	۶۴۳	سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں جہنی حکومت کا زوال
۶۴۵	اساقہ دناک کی وکاری اور ان کا نسخ	۶۴۵	سیف بن ذی یزن کی کسری کے دہار میں حاضری
۶۴۵	خرامی حکومت	۶۴۵	ایک عورت جو بچہ
۶۴۷	عمر کی بی بی بکر اور بھانجی کو نصرت	۶۴۵	لشکر کی دعا کی
۶۴۷	مندر بالا اشعار کی صحت	۶۴۵	سرواق نے ایرہ سے لشکر ہرز کے مقابل کر دیا
۶۴۸	خرامہ اور عربین کی کا قصد اور عرب میں آغاز بت پرستی	۶۴۵	سرواق بن ایرہ کی ہلاکت
۶۴۸	سکرانی کا سلسلہ	۶۴۷	لفظ غمہ ان کی تحقیق
۶۴۸	ایک اسماء اور عروذ اسی	۶۴۸	غروب کی تعبیر
۶۴۹	بت پرستی کس طرح شروع ہوئی؟	۶۴۸	ہا
۶۴۹	چمر کی عبادت کس طرح شروع ہوئی	۶۴۹	یمن پر تائب کسری کی حکمرانی
۶۴۹	شریکہ تعبیر اور یمن کی ایجاد	۶۴۹	کسری کا زمانہ کے نام پیغام
۶۴۹	خرامی کی تحقیق	۶۴۹	مکتوب نبوت ﷺ اور کسری کا انجام
۶۵۰	کچھ وادو سائبہ بن زید کی تحقیق	۶۴۹	کسری کا قتل
۶۵۰	تواقب اور کتبہ	۶۴۹	رسول اللہ ﷺ کسری کو دعوت اسلام دینا
۶۵۰	کافر کے ساتھ قتل بصورت میں مشابہت	۶۴۹	نودان جنت کسری کا حکومت سنبھالنا

۶۵۵	جہاد میں عربوں کا عدنان تک سلسلہ نسب	۶۵۱	عرب کی جہالت
۶۵۶	حک	۶۵۱	بت اور ان کے پرستار
۶۵۶	اولاد احمد	۶۵۱	"
۶۵۶	اولاد قصص	۶۵۱	سورج
۶۵۶	مصر	۶۵۱	نبوت
۶۵۶	اولاد مصر	۶۵۱	یعوق
۶۵۶	علاء الدین کی جدِ نسب	۶۵۱	نسر
۶۵۶	اولاد ادرک	۶۵۱	مہاش
۶۵۶	اولاد خزیمہ	۶۵۴	سعد و سحر
۵۶	اولاد کنانہ	۶۵۲	اہل
۶۵۷	قریش (بنی نضر) کے نسب و نسل اور اس کے متعلق کا ذکر	۶۵۲	اساف اور نائک
۶۵۷	قریش کے بارے میں واقعات	۶۵۲	بت پرستی کا آغاز
۶۵۷	قبیلہ کنہ	۶۵۲	ایک بھوت
۶۵۷	بنی نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں	۶۵۲	آہا سلمیٰ
۶۵۸	قریش کی نقلی حقیقت	۶۵۳	"عزنی" نامی بت
۶۵۸	قریش کی جدِ نسب	۶۵۳	"کلات" نامی بت
۶۵۹	قریش کی نسبت	۶۵۳	"مناات" نامی بت
۶۵۹	بنی ہاشم سے نسبت کا انتخاب	۶۵۳	"نزد الخضر" نامی بت
۶۵۹	اولاد نضر	۶۵۳	"رام" نامی مہابت گاہ
۶۵۹	اولاد مالک	۶۵۳	رضاء
۶۵۹	اولاد طہر	۶۵۳	بنی سیدہ و گولک
۶۵۹	اولاد غالب	۶۵۴	"نزد الکلبات" نامی بت
۶۵۹	اولاد لوی	۶۵۴	مہابت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے
۶۵۹	سائب کا سلسلہ نسب	۶۵۴	جہاد کے جدِ اعلیٰ عدنان کا ذکر
۶۶۰	سائب شاعر	۶۵۴	زید، یزید اور امراق لغوی سے کیا مراد ہے
۶۶۰	سائب کی اولاد کے بارے میں اختلاف	۶۵۴	اور مہاشی کا ایک عجیب واقعہ
۶۶۰	شعبہ اور محف	۶۵۴	عدنان کا نسب
۶۶۰	بنی مرہ بن محف	۶۵۵	نسب صرف عدنان تک بیان کیا جائے
۶۶۰	قبیلہ اسلم	۶۵۵	پوری قوم ہمیشہ کا علم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے
۶۶۰	قبیلہ بیداد مصر	۶۵۵	بجہرہ و بیہ
۶۶۰	نبی علیہ السلام کا فرمان	۶۵۵	ابن شریک

۶۷۰	عاقم طائی کی فیاضی	۶۶۰	اولاد کعب
۶۷۰	انوار کی ایک خواہش	۶۶۰	اولاد کعب
۶۷۲	مکمل کی خدمت	۶۶۲	قصی بن کعب کا ذکر اور بیت اللہ کی قرابت کو خواہش سے چھین کر
۶۷۳	ایکہ عجیب واقعہ		قریش کے سپرد کرنا
۶۷۳	اسحاق	۶۶۲	قبیلہ صوفہ
۶۷۳	دمیت	۶۶۲	قبیلہ ہمدان اور ایسیادہ میلہ
۶۷۵	عبداللہ بن جدمان	۶۶۲	عامرہ دہلی اور مسئلہ وراثت
۶۷۶	امراء اہلسین بن جرجندی صاحب مسئلہ مملکت سق	۶۶۲	اشدلال کے لیے فیصلہ کی شرعی حیثیت
۶۷۶	شعر نے حیات کو بخشی	۶۶۳	رم نسبی کا سوچہ اور اس کا طریقہ کار نسبی
۶۷۷	امیر بن ابی صلت تفتی م ۶۳۶ھ	۶۶۳	کعبہ کی قرابت کا سلسلہ اور تفسیر کا فیصلہ
۶۷۷	زور بخلاصہ	۶۶۳	قرابت کعب پر قصی کا قبضہ اور اپنے لئے ہمدان کا انحصار
۶۷۸	پیشین گوئی	۶۶۳	قریش بخلاصہ اور قریش بخلاصہ اور
۶۸۰	ایضیان کی حالت	۶۶۳	دارالحدود
۶۸۱	خواب	۶۶۳	تکیم بن حزام
۶۸۳	نارو کا قائم وید واقعہ	۶۶۳	پانی کا انتظام
۶۷۳	حبیب بن امیہ کے پاس زائے	۶۶۳	روشنی کا انتظام
۶۸۳	اللہم بالمسک کی برکت اور عجیب واقعہ	۶۶۳	ایام حج میں حاجیوں کیلئے کھانے کا انتظام اور قادی
۶۸۳	حرب کی موت	۶۶۶	ہمدان کے حصول پر مجز اور حلف المصلحین کی وجہ تسمیہ
۶۸۳	جاوید کی زبان	۶۶۷	عبد مناف کی اولاد
۶۸۵	کرا	۶۶۷	اولاد ہاشم
۶۸۵	ایضیان شعار شہنا	۶۶۷	اولاد ابی لہب و قرنت عبدالمطلب بن ہاشم
۶۸۵	مکمل بن محمد بن صالحہ	۶۶۷	عبد اللہ بن عبدالمطلب
۶۸۶	سورج کا طلوع ہونا	۶۶۸	زمانہ جاہلیت کی شہرہ آفاق فضیلت
۶۸۶	اصحی امیہ کے یہاں شعار بن عمار کرتے تھے	۶۶۸	خاندان بن ثانی
۶۸۶	امیہ	۶۶۸	واقعہ بقیع
۶۸۷	بکیر اراہب کی فیاضیت	۶۶۸	مجھے ہم نے کرتے نکارنا
۶۸۸	قیس بن ساعدہ یادی	۶۶۸	توس نے نام لے کر پکارا
۶۸۹	چارو کا اسلام لانا	۶۶۸	دہ قنیاں
۶۹۰	قریشیوں کے بارے میں واقعہ سے سوال	۶۶۸	ایضیان
۶۹۲	ایکہ عجیب واقعہ	۶۶۹	عاقم طائی
۶۹۳	پیشین گوئی	۶۶۹	حسن و اخلاق کی قدر و قیمت

۶۰۸	تشریح کرلی	۶۹۳	اس رسالہ میں جس کے اشعار
۶۰۹	میرت رسول ﷺ	۶۹۵	نزدیک بن عمرو
۶۰۹	رسول اللہ ﷺ کے نسب کا بیان	۶۹۵	کعب بن لوی قرشی عدوی
۶۰۹	آپ کے والد کریم اور بیٹا	۶۹۶	ہرث بن نوفل
۶۰۹	آپ کی بہو صحابا	۶۹۶	نزدیک بن عمرو
۶۰۹	عبدالطلب کے مہاجر تہیہ	۶۹۷	سعید بن زید کی اپنے والدین کے لئے دعا کے معجزات گردان
۶۱۰	ہاشم کی جد تہیہ	۶۹۸	زید بن عمرو کا آپ ﷺ کا طبع بیان کرنا
۶۱۰	تیمردن	۶۹۸	عاصم بن ہبید کا آپ ﷺ کا سلام پہنچانا
۶۱۱	ہاشم اور ان کے محل خاتہ کی اسوات	۶۹۸	اساتذت الہی اکرم کی رسالت
۶۱۱	عبدالمناف	۶۹۹	زید کی وفات
۶۱۱	قصی کی جد تہیہ	۶۹۹	زید کا نقل
۶۱۱	قصی کی بہو لویوں کی والدہ کرنا	۶۹۹	نزدیک بن عمرو کے اشعار
۶۱۱	قصی کا کتاب مرثیہ لعل و لیلہ کی والدہ کا ذکر	۷۰۱	عمر بن حویرث
۶۱۱	کتاب	۷۰۱	زید بن حویرث کے بچاؤ کا حکم و احکامات
۶۱۱	مرثیہ	۷۰۱	تیمیر کعبہ
۶۱۱	کعبہ	۷۰۱	کعب بن لوی کا حق و باطلیہ طلب
۶۱۱	کوی	۷۱۲	آپ زہد کے کنوئیں کی والدہ فقیر
۶۱۱	عالمیہ	۷۱۲	ہاشم کی والدہ کا ہجوم رحم سلیم کرنا
۶۱۱	تیمر	۷۱۳	سوت کے سرش عبدالطلب کی علامات
۶۱۱	بالک	۷۱۳	والدہ ہاشم کے متعلق نبی زادہ
۶۱۲	تیمر	۷۱۳	کنوئیں کی ملکیت کا عجیب طریقہ
۶۱۲	کمان	۷۱۳	زحوم کے متعلق آپ ﷺ کا فرمان
۶۱۲	تیمر	۷۱۵	قصہ وطن کی تحقیق
۶۱۲	عبد کریم	۷۱۵	عاصم بن کریم کے لئے کا حکم
۶۱۲	بالک	۷۱۵	عبدالطلب کا اپنے بیٹے کی قربانی کی نذر ماننا
۶۱۲	سحر	۷۱۵	قریش کا عبدالطلب کو دکان
۶۱۲	رسول اللہ ﷺ کے نسب پر شعر	۷۱۵	عبدالطلب کا راج کرنا
۶۱۳	ابو قریان کا اعتراض	۷۱۶	ابن عباس رضی اللہ عنہ کی توفی
۶۱۳	ابو طالب کے اشعار	۷۱۶	عبدالطلب کا اپنے لڑکے عبداللہ کی شادی آمدن سے پہلے
۶۱۵	ہاشم رضی اللہ عنہ کے آپ ﷺ کی شان میں مدحیہ اشعار	۷۱۷	سے کرنا
۶۱۵	نکاح عبداللہ کی طرف سے اشعار کے متعلق دوسری رسالت	۷۱۷	کعبہ عبداللہ کو اپنی طرف سے مان کرنا

۷۲۰	شہدہ راجپوت کی ایک عبادت	۷۱۶	آپ ﷺ کی ولادت سے قبل محمد نام کے چھ نام
۷۲۱	عہدہ مطلب کا آپ ﷺ بیت اللہ	۷۱۶	محمد نام کے ستر نام کا معنی نبوت نہ کر
۷۲۱	آپ ﷺ حضرت زین العابدین	۷۱۶	رسول اللہ ﷺ کی ولادت
۷۲۲	جرمنی میں اسلام کا پھیلنا	۷۱۷	بعض ائمہ کا حضور ﷺ کی تاریخ کے متعلق علمائے ائمہ کا خیال
۷۲۲	دستر و حریب اور آپ ﷺ کا نام	۷۱۷	حضرت جبریل
۷۲۲	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا آپ کی سفارت بیان کرنا	۷۱۷	دفعہ اول
۷۲۳	رسول اللہ ﷺ کی شب ولادت کے واقعات	۷۱۷	دفعہ اول
۷۲۳	انجس کا چھانڈنا	۷۱۷	دفعہ اول
۷۲۳	یہودی کا کرنا جب واقعہ	۷۱۷	جبریل علیہ السلام کے نزدیک آپ ﷺ کی تاریخ ولادت
۷۲۳	یہودی کی زبان کوئی	۷۱۷	دفعہ اول
۷۲۴	پیش کا آپ ﷺ کے متعلق اہل	۷۱۷	دفعہ اول
۷۲۴	لبن باطنی ہوتی	۷۱۷	دفعہ اول
۷۲۴	آمران کے حکامات کا لڑنا	۷۱۷	دفعہ اول
۷۲۴	کشمکش کرنا ایک جھڑپ اور وہ ابن کا خواب	۷۱۷	رمضان
۷۲۴	شاہ قاری کی پریشانی	۷۱۸	دن عباس رضی اللہ عنہ کی ولادت
۷۲۴	گھڑی کا خط	۷۱۸	تیسرے دفعہ اول
۷۲۴	عہدہ کا شیخ سے ستر مرگ پر فنا	۷۱۸	۱۲ رمضان
۷۲۵	شیخ کی تعمیر	۷۱۸	۱۳ رمضان
۷۲۶	قاری کے چھ کسرئی	۷۱۸	سبکی کا قول
۷۲۶	شیخ کا تب ہر ایک کے برابر	۷۱۸	حاصل اول اور آپ ﷺ کی ولادت با سعادت
۷۲۷	شیخ کی کتاب اور قریش کے متعلق کے حالات غامض	۷۱۸	ابن عباس کی تحقیق
۷۲۸	امامان کی شہادت اللہ علیہ کی مذکورہ بالا حدیث کے متعلق رائے	۷۱۸	محمد بن جبریل کی تحقیق
۷۲۸	شیخ کی عمر	۷۱۸	آیات کا قول
۷۲۸	شیخ کے علم کو غلط	۷۱۸	سویہ کی روایت
۷۲۸	عہدہ کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا ذکر کرنا	۷۱۸	جبریل کا قول
۷۲۸	شاہی داسبی کی خوش گوئی	۷۱۸	رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے واقعات
۷۲۹	رسول اللہ ﷺ کی ایک کھاپیہ اور وہ چائے والی	۷۱۸	اسلامی کا ائمہ اربعہ میں
۷۲۹	امامان مسلمانہ کی کتاب	۷۱۸	عہدہ کا بیان کرنا
۷۲۹	ام حبیب بنت ابن صفیان کا رسول اللہ ﷺ کی ایک نکتہ سے نکاح	۷۱۸	عہدہ کی روایت
۷۲۹	کتاب کا بیان اور آپ ﷺ کا خواب	۷۱۸	والدہ کی نامہ سحر کی تحقیق
۷۲۹	ابوہب کا خواب میں دیکھا	۷۱۸	آپ ﷺ کی والدہ کا خواب

۴۲۸	بہتر ترک پر مبرا مطلب کی وصیت	۴۲۰	رسول اللہ ﷺ کی رعایت کا بیان
۴۲۸	سکایا منصب	۴۲۸	عبر سہریہ آپ ﷺ کی ہدایت
۴۲۸	الوطاب رسول اللہ ﷺ کے نقل	۴۲۱	شرح ممد
۴۲۸	آپ ﷺ کی یمن میں حجۃ وکات	۴۲۶	آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کی آمد کی وضاحت
۴۲۸	آپ ﷺ کے تعلق قیادہ شمس کی رائے	۴۲۱	آپ ﷺ کی فریاد
۴۲۹	الوطاب کے ساتھ شہر کا سفر اور بخیر کی حفاظت	۴۲۲	فرشتوں کی گفتگو
۴۲۹	بخیر کی راہب کا دعوت کرنا	۴۲۲	آپ ﷺ کے یمن کے حالات آپ ﷺ کی زانی
۴۲۹	بخیر کی راہب کا آپ ﷺ کا طلب کرنا	۴۲۲	نبوت کا علم
۴۲۹	قرآن مجید اور ان کی روایت کردہ حدیث پر تہرہ	۴۲۳	اسرائیلی کے کتابت
۴۲۱	نہ کوہیہ الحدیث کی ضرورت کا بیان	۴۲۳	حضرت امیر مومنین رضی اللہ عنہ کی حدیث
۴۲۱	الوطاب کے ہر کتابت	۴۲۳	جیسا کہ قاضی کاظم
۴۲۱	بخیر کے اصول	۴۲۳	ایک روایت آپ ﷺ کی کہہ گی کی
۴۲۲	نبی علیہ السلام کی اشد بلا تربیت پرورش حفاظت و نگہداشت	۴۲۳	انہی اسحاق کی روایت سے متعارف روایت
۴۲۲	محمد بنی میں ہذا مقام و یہاں فقر و غنا میں بدل دیا	۴۲۳	بخیر کی سب سے آپ ﷺ کی ہدایت کا تصور
۴۲۲	طیب سے آپ ﷺ کا نقل سے بچا	۴۲۳	خطیب ہزاروں کی فرما
۴۲۲	آپ ﷺ کا گمانے کی نقل سے بچنا	۴۲۳	خطیب ہزاروں کے اعداد
۴۲۳	انہی اسحاق کے نقل سے متعلق	۴۲۵	ہزاروں کے ہزاروں کے اعداد
۴۲۳	حدیث بخیر کی توثیق	۴۲۵	آپ ﷺ کی والدہ کا گویا سے علت فرما
۴۲۳	بشت سے بخیر کی آپ ﷺ کی حدیث میں قیام کرنا	۴۲۵	آپ ﷺ کی والدہ کا مقام و کثرت
۴۲۳	نبی علیہ السلام کی عرب فقہ میں حرکت	۴۲۵	آپ ﷺ کا ایمانی والدہ کے سرکار پر بچنا
۴۲۳	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۵	آپ ﷺ کی والدہ کے لئے دعا سے مستقر کرنا
۴۲۵	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	نام مسلم روایت علیہ کی روایت
۴۲۵	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	کاغزوہ بنی الاجماع
۴۲۵	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	عورتوں کا قبرستان جانے کے بارے میں شدہ حدیث
۴۲۶	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	رجوع معافی کے حالات
۴۲۶	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	عبد المطلب کا دین
۴۲۶	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	آپ ﷺ کے والد بنی کا دینی ہونا آپ ﷺ کیلئے حبیب نہیں
۴۲۶	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	ابن کثیر کی رائے
۴۲۶	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	اسکلی کی روایت کی تحقیق
۴۲۶	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	بخیر کی سواک اور وصیت
۴۲۶	عرب کا رہی کہ تہمید	۴۲۶	عبد المطلب کا آپ ﷺ کی قرآنی کرنا

۷۶۹	اسلام پہلی بار ایک یہودی کا واقعہ	۷۴۹	آپ ﷺ کا کتاب اور مہر
۷۶۰	پیشینہ یہودی	۷۴۹	آپ ﷺ کی اولاد
۷۶۰	ابن بیان یہودی	۷۴۹	تاسم کے بارے میں مختلف اقوال
۷۶۱	زید بن مسعود کا اسلام قبول کرنا	۷۴۹	آپ ﷺ کی شادی کے وقت مہر مبارک
۷۶۱	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ	۷۴۹	شادی سے قبل رسول اللہ ﷺ کے مشاغل
۷۶۱	پادوں میں بیڑیاں	۷۴۹	حضرت رضی اللہ عنہا کی شادی کا وہی کون تھا
۷۶۲	ایک بدبانت عالم کی صحبت	۷۵۰	تکاح کی ولادت کے بارے میں مختلف اقوال
۷۶۲	ایک دوسرے عالم کی صحبت	۷۵۰	محمد ﷺ اسی راستہ کا نبی ہے لوگوں میں دورۂ کا اقرار
۷۶۲	سومل میں قیام	۷۵۰	کعبہ کی تعمیر توحید و نبوت سے پانچ سال قبل
۷۶۲	نصیبین میں قیام	۷۵۱	سب سے پہلی مسجد
۷۶۲	عمرو بن مسعود افس	۷۵۱	اسرائیلی روایات کا چندہ
۷۶۳	کعبہ کی خدمت	۷۵۱	کعبہ میں اللہ کی تعمیر اور خراساں
۷۶۳	وادی القری	۷۵۲	محمد رسول اللہ ﷺ نے غضب فرمایا
۷۶۳	دین طیبہ میں قیام	۷۵۲	از سر نو تعمیر کعبہ کیلئے کعبہ کا الہام مبارک کی وجہ
۷۶۳	علامات کے بارے میں احسان	۷۵۲	تعمیر کے دوران ایک مسجد کا تصور
۷۶۳	سب سے پہلے یہ مشق فرات ہونے والا مقامی	۷۵۳	کعبہ کی قدیم عمارت اور ایک اللہ بروت
۷۶۳	مغزات کا تصور اور نظامی سے آزادی	۷۵۳	تعمیر کعبہ کیلئے مدائن و غیرہ کا حصول
۷۶۳	ہر ایک مجاہد	۷۵۳	اور وہ سب کا کام
۷۶۳	تمہاری ملاقات میں علیہ السلام سے ہوئی ہے	۷۵۳	تعمیر کی تشبیہ
۷۶۳	تعمیر	۷۵۳	تعمیر
۷۶۵	آسمان سے جب ایک بار زلزلہ درست ہے تو	۷۵۳	محمد رسول اللہ کے بارے میں خدایا اور اس کا عمل
۷۶۶	تعمیر	۷۵۵	ساتھ میں محمد اللہ کا بیان
۷۶۷	رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے واقعات کا بیان	۷۵۶	قریش کی پائلہ عورت
۷۶۷	پوشن کوئی اور قرار	۷۵۷	رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور چند بشارت کا ذکر
۷۶۷	عبد المطلب کا خواب اور اس کی تعبیر	۷۵۷	رسالت سے علامات نبوت
۷۶۸	ابو سلمیٰ سے اسلام قبول کرنے کا واقعہ	۷۵۸	نبوت سے مرقعات
۷۶۹	عروہ بن عمرو مجنی کا واقعہ	۷۵۸	تہنیتی خیروں کی حفاظت
۷۷۰	کتوب نبوی ﷺ	۷۵۸	سب سے پہلے تہنیتی خیرہ مردوں کے ٹوٹنے سے گواہ ہوا
۷۷۰	ایک خصوصی مہر	۷۵۹	حجب کے کائنات کا واقعہ
۷۷۰	آپ ﷺ کی نبوت کب مقرر ہوئی	۷۵۹	نبوت پر مست یہود اور اسلام کی آمد
۷۷۰	نبوت خدایا پر نور	۷۵۹	نبوت نبی امی

۷۸۸	سیرہ کا پتہ	۷۷۱	آکر محمد ﷺ سے فرس جے بھی پیران کرتے
۷۸۸	بنی کاظمہ "نالی لڑکی سے ہماری کریمہ اس سے بچے پیدا ہوتا	۷۷۲	ایکے سے ایک تفسیر
۷۸۹	مصلح سیرہ	۷۷۲	امیر ایم علیہ السلام کی ایک بھینچ دیا
۷۸۹	انجمن مردوں کا اسلام قبول کرنے	۷۷۲	امیر وادہ اس کی تفصیل
۷۹۱	کئی لوگوں کے مسلمان ہونے کا واقعہ	۷۷۲	بہتر حرکت پر ایک بیوی نے بچے کا مسلمان ہونا
۷۹۲	راشیہ ابن میر تمیمی کا عجیب واقعہ	۷۷۳	ایک بیوی کو آپ ﷺ
۷۹۳	غیر اہل سے پتہ	۷۷۳	طہم بیوی کے عالم کا اقرار
۷۹۳	علی رضی اللہ عنہ کی جنات سے جنگ کا سبب بننا واقعہ	۷۷۳	کتب نبوی
۷۹۳	حضرت مروان سے محمد بن عبد اللہ و عروہ بن عبد اللہ کی غلامیت	۷۷۳	بنت نصر کا خوب اور انہما کی تفسیر
۷۹۶	نہاشی بن ابی اسود کا ذکر	۷۷۴	تورات اور قرآن میں آپ کی صفات
۷۹۷	حضرت زلی رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا	۷۷۵	تورات
۷۹۷	کتب نبوی	۷۷۵	آپ کی صفات
۷۹۸	گستاخ رسول جن کا قتل	۷۷۵	زبور میں خیر الامم کا ذکر
۸۰۰	حضرت جہاد بنی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کا واقعہ	۷۷۵	کئی شیوخوں میں آپ کے ذکر خیر کی تعداد قرآن مجید سے
۸۰۰	راشدہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کا عجیب واقعہ	۷۷۶	غار قلید
۸۰۱	حضرت غریب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ	۷۷۶	وکیل میں
۸۰۲	سلج کی عیسیٰ آغا اور عیسیٰ کوئی	۷۷۶	علیہ مبارک
	تقریب شدہ حصہ اولی دوم تاریخ ابن کثیر	۷۷۶	عجیب اور عجیب
		۷۷۷	امام علیہ السلام کی تصاویر
		۷۷۷	سید ابن ابی بن کاظمہ اور انکی رسول ﷺ کے متعلق بھارت
		۷۷۹	محمد صم کوئی دیکھا
		۷۷۹	انہما کی خوش گوئی
		۷۸۰	نبی آدم سے آپ ﷺ کی بعثت کا اقرار
		۷۸۱	سواہلین کا سب
		۷۸۲	سواہلین کا سب کا قبول اسلام
		۷۸۳	کے کا ارادہ
		۷۸۵	جن کا واقعہ
		۷۸۵	طہم سیرہ
		۷۸۵	جند
		۷۸۵	نارین علی
		۷۸۸	حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ کا سفر

الهدایہ والشمایہ
(معروف بہ)

تاریخ ابن کثیر
(مصر اول)

حافظ عماد الدین ابو القاسم اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
التوفی ۷۷۴ھ

سیرت انبیاء کرام علیہم السلام

انکشافات کے لئے چاہئے۔ کیونکہ فراہمیوں کو ایسا ہی ہے۔

نامہ نگار کی مرضی کے مطابق کتاب کی نگارش میں درج کیے گئے تمام حقائق کی تصدیق کی گئی ہے۔

[illegible]

یہ بات آپ نے اسرارِ کلمات کے لاکھاروتے بارے میں اوشا دھارمل کی جہی کے بارے میں دیکھا تھا خوش رہنا کی سبب معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ ہی میرا ان کی تصدیق یا انکار کی ضرورت ہے۔

ہم نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے، اس کے نقد کے بارے میں احتیاط رکھنا چاہیے۔ یہ ایک مشترک بحث ہے کہ اس سے ہمارے نزدیک جو اچھی مصداق ہیں، ان کے بیان اثر ضروری سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو رسول بخشا، وہ سب رسولوں سے بڑا اور افضل ہے اور اس پر جو کتاب ہے، نازل فرما دی وہ بہت اچھی، عالی ہے بڑا اور افضل ہے کہ ہم دوسری تمام کتابوں میں نہ رکھ سکتے اور نہ لکھ سکتے ہیں۔

انہی ضرورتوں سے وہ کامیاب رہی ہے جو انہوں نے دنیا کو کلمہ کی رسالت و اسرار کے ذریعے سے ہم تک پہنچایا۔ ان کوئی اسے سمجھے یا نہ سمجھے، حیرانہ کہ حضرت علیؓ اس کا طالب بھی تھے اور انہیں قرآن اور شریعت کی تعلیم بھی تھی۔ انہوں نے جو کچھ قرآن میں تحریر ہے، انہوں نے اس میں کلمہ اور احکام پر ان کے مصادر و آثار بھی تحریر کیا۔ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے توفیق و انوار سے کیا۔ انہوں نے اپنے توفیق سے ان کے علاوہ کسی اور کی مدد سے ان کو تعلیم دیا۔ ان کے توفیق سے ان کو علم حاصل ہوا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے اس کی علامت مبرا ہی ہے کہ ”مفسر“ نے اپنی افلاک سے پہلے تک ہمیں ہر بات کی تفسیر کوئی بھی کتاب کو پڑھا ہے۔
 اس نے دیکھتے دیکھتے اس کے لئے دے جس کی اس کا نام لے رہا تھا۔

امام باقر علیہ السلام سے حج بخوانی میں کراہت ہے، لہذا حج گزار میں فرمایا ہے:

(از میں نے ہر حال میں مسلمانوں اور اہل حق کو شہاب کا ایک دہرہ جیسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے تھے آپ ﷺ نے تحقیق کا ثبوت سے لے کر اہل حق کے ہر حال میں داخل ہونے اور دہرہ جیسے شہاب کے ذریعہ اہل حق کے ہر حال میں ہم سے جڑ کر رہے۔ ہر حال میں ہم نے انہیں یاد رکھا اور کھادور جس سے بھلا رہا سو بھلا رہا۔ یہ دعوت الٰہی سورت شمس اور انعام کی دہرہ جیسے ہمیں جان کر، یہ ہے جسے ہمیں بھلا رہا۔ اہل حق اور دہرہ کے کھادور سے لے کر اہل حق کے ہر حال میں۔

نبی علیہ السلام کا خطبہ تحقیق کا ثبات یہی روایت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں بیان فرمائی

[illegible]

ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر پر آکر کھانا کھا کر دیکھا۔ اس وقت وہ بے اختیار ہنس رہے تھے۔ ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی جس کا نام زینب بنت جحش تھا۔ یہ عورت بھی رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے تھی۔

فصل

خالق کون مخلوق کون؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ خالق کل وهو علی کل شیء وکیل“

اس لئے حقیقت میں وہی ہرچیز کا خالق ہے اور وہی تمام اشیاء کی مخلوق ہیں اور وہی ان تمام اشیاء کا منتظم و معینی ہے اور اس کا عرش و عیست ہے جو زمین کی آسمان سے چلتا ہوئی ایک اس مخلوقات جادو اور مافوق کے اوپر قائم اور دائم ہے اور اس کی ہمیشہ رہنے والی ذات ان سب مخلوقات کی معبود ہے اور یہ مخلوقات اسی کے جبر و قدرت کے تحت مختلف کاموں پر مامور ہیں اور اسی کے شعرف اور اہمیت کے تحت اپنے اپنے کام کر رہی ہیں اور وہی ذات پائے برہوت ہر جان کے ساتھ ہے اس لئے ان کے ہر کام کی تہراور نصرت حاصل ہے

”وہو معکم ایما کنتم والله بما تعملون بصیر“

چھ روز میں تخلیق ارض و آسمان..... تمام بنے جسے علماء اس بات پر متفق ہیں اور اس میں بالکل شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ زمین و آسمان اور جو آسمان کے درمیان میں ہے، چھ دنوں میں پیدا فرمایا ہے۔

البتہ اگر اس ضمن میں علماء کرام کے درمیان بظاہر کوئی اختلاف ہے تو صرف دائرہ آرائی چھ دنوں سے وہی ایک عرصہ ہیں جن کا نام اس دنیا میں شاد کرتے ہیں اور بتایا گیا کہ وہ دن عرصہ میں جن میں سے ہر دن ایک ہزار سال کے برابر ہے، بتایا گیا کہ یہ دن چھ دنوں کے درمیان میں چھ دنوں سے پہلے کی کوئی چیز تخلیق ہوئی تھی یا نہیں؟ اس موضوع پر امام کے طالب علم مکمل گفتگو کریں گے جیسا کہ ہم اپنی تفسیر میں اس آیت مبارکہ پر بحث کر چکے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ زمینوں اور آسمانوں کی تخلیق سے پہلے دن کے درمیان کوئی چیز موجود نہیں تھی اور ارض ٹوکہ یہ کہتے ہیں کہ تخلیق سے پہلے دن کے درمیان کوئی چیز موجود تھی۔ جس کے تحت میں وہ لوگ قرآن کریم سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ خدا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وہو اللہ علی السعوت فی سماء الارض وکان عرشہ علی الماء“

یعنی اس نے زمین اور آسمانوں کو چھ روز میں پیدا کیا جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔

جیسا کہ وہ بیت حمران میں موجود ہے۔ (جس کا ترجمہ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ عنہ مفصل بیان کر رہے ہیں۔)

تخلیق کا سات سے پہلے خدا کے سوا کوئی چیز موجود نہیں تھی بلکہ کائنات ایک دم سے عدم سے وجود میں آئی۔

”کان اظہ ولم یکن فیہ شیء وکان عرشہ علی الماء البع“

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہی حدیث علی بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے کئی روز اور رات گزری، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یا رسول اللہ ﷺ میں نے آسمانوں کی تخلیق سے پہلے اور جب کیا تھا؟“ اس سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”اولا آسمان میں تھا جس کے بعد پانی پیدا ہوا، پھر اس سے اپنے عرش پانی کی تخلیق فرمائی۔“

سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی؟ امام احمد نے بھی یہی حدیث روایت فرمائی ہے اور ان کے علاوہ ابن کثیر نے اس سے بیان کیا

ہے اور اس میں اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ کی چیز میں کا نام قرآن فی روضۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا کہ اسے ”اسے“ ”وہا“ ”حسن“ ”کہا“ ہے۔ اب ہم قرآن فی روضۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث بھی روایت فرمائی کہ ابی بنی امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ میں نے آسمانوں کی تخلیق سے پہلے کوئی چیز تخلیق فرمائی۔“ کو ملاحظہ کیے گا تو یہ حدیث تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تم پیدا کیا اور اس کے بعد پانی تمام اشیاء تخلیق فرمائیں۔

ابن ہشام کی روایت اس حدیث کی نقلی ترمیم کے بارے میں ہیں "ان اللہ فوقی عرشہ فوقی سمواتہ ہے جس کے بعد حدیث نبوی ختم ہوئی ہے اس حدیث کو عبداللہ بن ابی شیبہ اور ابن ہشام نے بھی منسوب بن عقبہ بن نجر بن محمد بن حنیبلہ اور ابن کے والد ابو داؤد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ابو داؤد نے اس حدیث کو کعبہ بن سعید کے حوالہ سے روایت کرتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی صحت پر جس جماعت کو اتفاق ہے ان میں شیخ بن یمن اور شیخ ابن حبان بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اس حدیث کو کعبہ بن سعید اور جماعت نے بھی روایت کیا ہے۔ بہر حال اس حدیث کا جو نسخہ ہمیں دستیاب ہوا ہے اس میں اس حدیث کو عبداللہ بن ابی شیبہ اور ابن ہشام نے حضرت سے منسوب کیا ہے اور اس سے اس طرح اس کا رد کیا ہے۔

بہر حال حافظ ابو القاسم بن مسعود مثنوی نے اس حدیث کے خلاف اس حدیث کی روشنی میں جڑی طور پر ہاتھ دے کر ایک کتاب لکھا ہے اور اس کا نام "ایمان الوہم والصلیٰ علیہ والاطیع فی حدیث الاطیص" رکھا ہے اور اس کے رد میں اس حدیث سے صرف کچھ حدیثیں نقل کر کے منظرِ حق کی ہے اور اس میں انگوٹوں کے انگوٹوں کو کرنا ہے۔ مالک بن انس رحمہ اللہ کا ذکر ابن ابی شیبہ کے علاوہ اس طرح کے حدیث کے خلاف میں انگوٹوں کے خلاف میں ابن سعید اور ابن جریر نے اس کی شرح کرتے ہوئے اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اپنی کتابوں "کنز الدقائق" میں اسی عنوان سے اس حدیث کا ذکر کیا ہے نیز ہزارے اپنی مسند اور حافظہ شافعی نے اپنی کتاب "مشکوٰۃ میں اپنی نقلی نسخے کے ذریعہ عبد اللہ بن علیہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ "ابن ہشام نے انکسرت رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ (ﷺ) میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے (میرے لئے) جنت میں داخل فرمائے" تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی نعمت، بزرگی کا ذکر فرماتے ہوئے اس حدیث سے فرمایا: "کیا تم جنت اور خدا سے بزرگ و بڑے عرض کر رہی ہو؟ کوئی ایسی فضا کی طرح کوئی محدود چیز سمجھتی ہو؟" اور مذکور بالا دونوں کے بھول جنت اور عرض کر رہی ہیں کہ ان کی وصیت کا ذکر فرمائیے۔" تو آپ نے اسی الفاظ "اطیص" کا ذکر فرمایا۔ عبد اللہ بن علیہ کے نزدیک بہر حال یہ حدیث غیر مستحکم اور اس میں حضرت کا سوال کل غلط ہے اور جن دوسرے راویوں نے اس حدیث کی روایت کی ہے اسے حدیث مرسلہ قرار دیا ہے اور اس سے خیال کیا بھی اس میں غریب اضافے ہیں۔ واللہ اعلم۔

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ انکسرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: "جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیا کرو تو اس سے فرودیں کا سوال کیا کرو۔ جنت کے اعلیٰ واسطہ درجات ہیں جن کے کوہِ اللہ تعالیٰ کا عرش ہے" اس حدیث نبوی ﷺ کا وہ نسخہ حافظ مری نے "حدیث بن" میں نقل کیا ہے۔ حدیث "کی جگہ متعلقہ" اور اس کے بعد عرض الرحمن "لکھا ہے لیکن بعض کتب اس حدیث میں راویوں نے یہ بھی لکھا ہے: "اگر فرودیں عرش کی طرف سے آتی ہوئی" علیہ (تو از میں نہیں ہے) جہاں حقیقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل ہوگی" جس کا مطلب فرودوں سے اللہ تعالیٰ کے عرش کی قربت ہے۔ مجموعہ اس حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ انکسرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: "میرے بنو اسرائیل کی موت سے عرش خوش ہو۔"

حافظ بن ہشام رحمہ اللہ ابن حبان بن ابی شیبہ اپنی کتاب مسند العرش میں بعض اصناف کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عرش کی تخلیق باقوت امر (مرخ) سے ہوئی اور اس کا قطر ایک طرف سے دوسری طرف تک پچاس لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے اور جیسا کہ ہم نے ارشاد ہادی تعالیٰ عز اس کے ارشاد "تصویر جہاں لکھ و الروح الیہ یوم کان مقدادہ خمسین الف سنہ" کی تفسیر کرتے ہوئے عرض کیا ہے کہ ارشاد درہانی کے مطابق طائر اور درج کے درجہ جہاں مسافت پچاس لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے اور یہ کہ عرش سے زمین کی طرف فرشتوں اور روح کی یا درخت برابر پچاس لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہوئی۔ متعلمین میں سے بعض کے نزدیک ہے کہ عرش ایک مسطح ہے اپنی ہر جانب سے عالم پر محیط ہے اور اس لئے عرش کو لکھ ہمہ لکھ اٹھس اور کچھ کام دبا ہے لیکن یہ بات شریعت کے خلاف ہے اس سے مطابقت نہیں رہتی کہ عرش کو لکھ اٹھائے ہوئے ہیں اور اس کے پائے میں انہیں کوئی اٹھائے ہوئے ہیں جب کہ کسی آسمان کے پائے نہیں ہیں اور وہ بے ستون قائم ہیں یعنی انہیں کوئی اٹھائے ہوئے نہیں۔ مگر یہ کہ عرش جنت کے اوپر ہے اور جنت آسمانوں کے اوپر ہے اور جنت کے سوا جہاں ہیں اور ان کے چاروں طرف کا درمیان فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان درجے کے قافلے کے برابر ہے چنانچہ عرش کو کسی کے نامی جو قافلہ ہے اسے آسمانوں کے درمیان فاصلے سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

ایک عرض..... لیکن ان چار فہموں کے بارے میں ان کی تعداد و مقامات کا ثبات جہم لے ان اساتذہ کی ذمہ داری ہے و آخرچہ بہت احوال سے متعارف ہے لیکن اس کی اہم تردید نہیں کر سکتے۔ واللہ اعلم۔

کری کیا ہے؟..... ابن جریر نے جوہر کے واسطے حسن بصری کے حوالے سے جوہر کا بیان کیا ہے اسے ضعیفہ جہا کہا ہے۔ جیسے کہ حقیقت کری ہی عرض ہے۔

لیکن اس حدیث کی روایت حسن بصری سے منسوب کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ کری کے بارے میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ کری وہ ہے کہ کری عرض کے علاوہ دوسری کوئی چیز ہے اور انہوں نے اس کے ثبوت میں ایک آیت کریمہ اور مسیح کرمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ کری وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا علم محفوظ ہے کری کے بارے میں صحیح حدیث کا مرجع ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس حدیث کو حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں بیان کیا ہے تاہم انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو سنایا تو وہی زور و جہاد یعنی مسلم بطینی، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے پیش نہیں کیا بلکہ اس کا استدلال متنبین (یعنی اللہ تعالیٰ اسے کیا ہے اور انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ کری کا موضوع تدقیر ہے۔ کہہ سکتے ہیں لیکن عرض کی مقدار و وسعت کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہے۔

اس روایت کو شمار میں محمد الطلاس نے اپنی تفسیر میں درج کرتے ہوئے اسے حدیث مرفوعہ بتلایا ہے اور اس کی صحت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان پر متوقف ظاہر کیا ہے۔ ویسے کری کو بیان جو ابن جریر سے ابوسوی شمری، شاک، ابن واہم، اسامہ بن عبدی، الکلبی اور مسلم بطینی کے حوالے سے مروی ہے اس میں ہمدی کے بقول کری کو عرض کے بجائے بتایا گیا ہے۔ ہمدی نے یہ بھی کہا ہے کہ زمین اور تمام آسمان کری کے درمیان ہیں اور خود کری عرض کے اور ممان ہے۔

ابن جریر نے اپنی اہل اہتمام اور شاک کی طرح بیان کیا ہے کہ آسمان سات ہیں اور زمین بھی پہلے سات طبقات میں منقسم تھیں لیکن بعد میں ایک ساتھ جڑ کر کری کی وصیت میں (اللہ تعالیٰ کے قسم سے ایک جگہ منہ نہیں۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ ان سے انہیں اس امر میں وجہ نے ان دنوں کی زبان بتایا کہ ان کے والد نے ان کو زور و جہاد یعنی اللہ عز و جہاد سے کہا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

”کری عرض سے ایک لہجے کے قطع کی طرح خلق ہے جیسے میری کمر کے گرد خاک داڑھ ہو اور کمر اس دائرے سے ملتی ہو۔“

لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور ابو ذر (رضی اللہ عنہ) کے بیان پر قائم ہو جاتی ہے اور ان سے بطریق معمول روایت کی گئی ہے۔

حافظ ابو بکر بن مردودہ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ انہیں سلمان بن احمد طبرانی، عبد اللہ بن دینار، طبری، محمد بن ابی ہریرہ صقلانی اور محمد بن عبد اللہ بن جابر نے قاسم بن محمد ثقفی، ابی اور یس خولانی اور ابو زور و جہاد یعنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمدی جب سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

عرض کی کری پر فضیلت..... ”جس ذات پاک کے لئے میں میری جان ہے اس کی قسم سات آسمان اور سات زمینیں (زمین کے سات طبقات) اس کے، اس کا وہ کری کے گرد محفوظ رہے ہوئے ہیں (اور کری بھی اس قطع میں) شامل ہے اور کونکس اس لئے جس طرح کسی اصل شے کو قطع پر فضیلت ہوتی ہے اسی طرح عرض کو کری پر فضیلت حاصل ہے۔“

ابن جریر اپنی کتاب تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ ان سے ابن کعب نے کہا کہ ان کے والد یعنی ابن کعب کے والد نے ابن کعب سے سلمان، امشل، نہشل بن عمرو، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بیان کیا کہ ان صحابہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عرض خلق عالم سے نقل پانی پر تھا اور پھر پانی کس چیز پر تھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پانی میں ہوا پر تھا اور تمام آسمان

دیکھیں اور جو لوگ ان میں سے وہ سب کا سب اس چیز کے گرد حلقہ میں قیام کرتے ہیں کہا جاتا ہے عبد ابن ابی اسلم سے بھی اسی طرح کی ایک حکایت مروی ہے۔

۱۰۔ یہ وہ سب کے سب کے لوگ ہیں جن کے گرد آسمانوں اور زمینوں نے لٹکا کے الماتی سے ملحق بنا رکھا ہے جسے محفوظ کی مثالوں سے اسے رنگ دکھا ہوا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض وقت ان کہتے ہیں کہ کڑی سے اور حقیقتاً انھیں آسمان مراد ہے جس میں ستارے جیت ہیں اور ان کے اسے ثواب یعنی ضررے ہونے سے اس کا آسمان کہا جاتا ہے۔

یہ قول محل نظر ہے۔۔۔ اس خیال کو جو وقت والوں نے پیش کیا ہے کہ دوسرے لوگوں نے یہ کہہ کر محل نظر کر دیا ہے کہ اگر یہ نگرانی تسلیم کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس آسمان کو باقی دوسرے سات آسمانوں سے بڑا تسلیم کیا جائے جو حدیث نبوی ﷺ سے اس بارے میں بالکل متضاد ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس نگرانی کو تسلیم کیے بغیر بھی وہ کڑی کو تمام آسمانوں اور زمین کے طبقات پر محیط سمجھتے ہیں لیکن یہ کوئی آسمان نہیں ہے۔

کڑی اور حلقہ متضاد نہیں ہیں۔۔۔ اس کے علاوہ عربی لفظ کڑی کو کسی عربی لفظ میں حلقہ کا مترادف نہیں بتایا گیا۔ دوسرے بھی اسلاف نے کڑی کو عرض اور سماں کی اصطلاح سے کہا جس سے بھی اس کا حلقہ ہوا ثابت نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ وقت والوں نے انھیں آسمان کا خیال جو ظاہر کیا ہے اس میں محتاروں کے لئے کمالی ثواب و جزا کوئی نہیں کیا یہ تمام نگرانیات اور ان کے بارے میں اختلافی نظریات بھی ان لوگوں کی متعلقہ کتابوں میں موجود ہیں۔ واضح الخیر۔

لوہ محفوظ کیا ہے؟۔۔۔ حافظ ابوالقاسم طبرانی فرماتے ہیں کہ (ازمیری عثمان بن ابی شریحہ، ابن جابر، ابو نعیم بن یوسف اور زیاد بن عبد اللہ نے لکھا، عبد الملک بن سعید بن عبید اللہ کے والد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لوہ محفوظ کو علیہ صوفی سے پیدا کیا ہے اس کے صلوات سرخ یا قوت کے ہیں، اس کا لقمہ لوری ہے جس نے اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے لئے لکھا ہے۔ لوہ محفوظ میں ہر دن کے تیس سو سالہ کچھ ہیں جن میں کثیف اور ذوق درستی موت و حیات اور صبح و روزاں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکام درج کیے جاتے ہیں اور ان کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ بھی لکھا جاتا ہے۔

الحق بن حنبلہ کہتے ہیں کہ اس مقام میں متعلق اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوہ کے درمیان میں فلاں اللہ، وحدہ وینہ الاسلام و محمد و رسول لکھا ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔ وہ اس قدر بیکار ہے کہ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا (قابل قبول) دین اسلام ہے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ”ہیں جو شخص خدا پر ایمان لایا جس کے جملہ حکام قبول اور تسلیم کیے اور ان کا اقرار کیا اور اس کے رسولوں کے حکام بھی مانے اور جنت میں جائے گا۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سب کچھ لوہ محفوظ میں لکھا ہوا اس کے علاوہ ذکر و اہل احقرات کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بتایا کہ لوہ محفوظ ایک لوہ ہے جو سفید سوئی سے بنا ہے اس کا طول زمین و آسمان کے درمیان کا صلے کے برابر ہے اور اس کا عرض مشرق و مغرب کے درمیان کا صلے کے برابر ہے اس کی جلد سوچوں اور باتوں سے بنی ہے اس کے باقی بھی سوچوں اور قوت سرخ کے ہیں اس کا لقمہ لوری ہے اور اس میں جو حکام درج ہے وہ عرض سے متصور ہے اس کی اصل یعنی جزا و عذاب کا قریبی ہے آخر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوہ محفوظ کے بارے میں یہ سب کچھ ان لوگوں کو آنحضرت ﷺ سے سن کر بتایا ہے۔

لوہ محفوظ ہے کہاں۔۔۔ اس میں مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوہ محفوظ اسرائیل کے سامنے ہے۔ ان کے علاوہ کچھ پہلے لوگوں کے بقول بھی یہ لوہ اسی سمت میں ہے لیکن مقام کے بیان کے مطابق یہ لوہ عرض کے دائیں جانب ہے۔

’ارض وسموات اور ان کے مابین اشیاء کی تخلیق کا ذکر قرآن، احادیث، تفاسیر اور تاریخ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد:

الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بآياته

نور انوار

خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام

آیات کی تفسیر..... ان آیات قرآنی کی تفسیر میں مندرجہ میں ہوا اشیاء کی تخلیق کا ذکر ہے لیکن جمہور نے ان آیات قرآنی کو اسی طرح مانا ہے جس طرح دو تازیانے ہیں اور ان چھ دنوں کو بھی وہی دن سمجھا جو ہماری اس دنیا میں ہوتے ہیں، لیکن اس میں اس قسم کا عقیدہ ہے اور کعب الاہبار کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر دن کی طوالت آٹھ سالہ ایک ہزار سال کی طوالت کے برابر ہے۔ یہی روایت ابن حاتم اور ابن جریر کی ہے اور اسی قول کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں لکھا ہے جس میں انہوں نے فرقہ خبیثہ کے اعاذی کی تردید کی ہے اور دوسرے بہت سے متاخرین نے بھی وہی تسلیم کیا ہے جو ان میں اس قسم کا عقیدہ نہیں ہے۔ اللہ اعلم۔ ہم اس موضوع پر آگے چل کر انکا اہل کلمہ کو لکھ کر دیں گے۔ ویسے ہی جریر نے شاکہ بن حزام و غیرہ کے حوالے سے ان چھ دنوں کے نام ایچہ، ہوز، حلی، یمن، یفص، اور فرستہ بتائے ہیں۔

ابن جریر نے ان چھ ایام کے بعد اہل تہذیبوں کے ہاتھ میں تین اقوال پیش کیے ہیں اور محمد بن الحنفی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اہل تہذیب (یہودی، نصرانی) کے بقول سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ابتداء ہم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تین دنوں کی (نصرانی) کے قول ابتداء نے نفس اللہ تعالیٰ نے پھر کدو کے کی اور ہم مسلمان جیسا کہ ہمیں انصاف کے درشاہ کی راہ سے معلوم ہوا تخلیق کائنات کی ابتداء تکبر کے دن سے ہوتے ہیں، لیکن اہل ان ساقی نے متعدد مسلمات کا حوالہ دیا ہے کہ اس کے حوالے سے پیش کیا ہے جن میں شافعی لوگ بھی شامل ہیں۔

ہم حال میں اس بار سے میں حدیث نبویؐ یعنی ابو جریر رضی اللہ عنہ کی روایت (خلق اللہ اسرۃ یوم السبت) اور اس کے علاوہ مختصر یہ اقوال بھی پیش کریں گے جن میں ابتداء سے تخلیق کائنات انور کے دن سے ہوئی ہے۔ ان کے اقوال کے راویوں میں ابن جریر ہیں جنہوں نے یہ اقوال مسلمہ میں اور ابوالکاسم کے حوالے سے پیش کیے ہیں۔

ان دو نظریات کے علاوہ ابن جریر نے ابی صالح ابن عباس رضی اللہ عنہما و ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے حوالے سے یہ نیز انہوں نے ان میں میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو بھی شامل کیا ہے۔ چونکہ یہی روایت انور سے آج سے اس لیے مکرر ملے اسلام نے بھی اس مسئلے میں ہم لاد یعنی انور کے روز کو شروع ہوا ہے۔ اور تخلیق کا آغاز ان روز کو کرنا یہ ہے جسے مسلمان چھ دنوں کی طرح سمجھتے ہیں اور ان دن کی تسلیت سے دیگر اہل کتاب کو کفر و کجی۔

یہ تمام باتیں ہم نے قبل کر انکا اہل کتب عربہ پیش کریں گے۔ اب آیت قرآنی پیش کر رہے ہیں میں تخلیق کائنات کا اللہ تعالیٰ علیٰ علم خدا نے ہر چیز کو فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا ثم استوى اليكم السماء فسوهن سبع سموات وهو بكل

شمر و علم

ہم اس نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

قل انكمم لتكفرون بالله الذي خلق الارض في يومين وجعلون له اندادا ذلك وب العالمين الخ

ان آیات سے چہرہ ہر ایک جن آسمانوں سے پہلے پیدا کی گئی اور تخلیق کائنات کی بنیاد پھر ہی، جیسا کہ قرآن العزیز نے ارشاد فرمایا
 اِنَّ الدِّیْ حَمَلٌ لِّکَہِ الْاَرْضِ فَاَوْفُو السَّعَادَہُ وَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ کَہْمُ... الخ
 نیز ارشاد فرمایا:

اَلَمْ یَجْعَلِ الْاَرْضَ مَعَادًا وَالْجِبَالَ فَوَاقِدًا... الخ
 پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

اُولَہِمْ بِرَ الدِّیْنِ کَلَمَوا اَنْ السَّمَوَاتِ الْاَرْضِ کَانَزِلًا فَلَیْسَ عَلَیْہَا وَجَعَلْنَا مِنْ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَلَا یَعْلَمُوْنَ... الخ

یعنی اللہ تعالیٰ کے دیش کے مطابق اس نے زمین و آسمان کے درمیان فصل پیدا کیا اور پانی بہا دیا کی اور پھر آسمان سے بارش برساتی اور زمین پر پڑنے لگی اور پھر اسے اور زمین کو پیدا کیا۔
 اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَلْفًا مَّحْظُوظًا وَہُمْ عَنِ اَیَّامِہَا مَعْرُضُونَ

آسمان میں اللہ تعالیٰ نے ظہور سے ہوئے ستارے و سیارے اور دوسرے روشن اجرام کو لپی پیدا کئے جو خالق ارض و آسمان کی محنت کی واضح دلیل ہیں۔

جیسا کہ اس نے خود ارشاد فرمایا:

اَوَکَیْفًا مِنْ اَیَّامِہِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ مَعْرُضُونَ عَلَیْہَا وَہُمْ عَنْہَا مَعْرُضُونَ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُہُمْ بِالْحَقِّ اَلَا وَہُمْ مُشْرِکُونَ

اس کے علاوہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے:

اَللّٰہُمَّ اَعِزِّ حَقِّقًا اَمَّ السَّمَاءِ وَبَلِّغْ رَفِیعَ مَحْکَمِہَا... الخ

چنانچہ بعض لوگوں نے اس آیت ربانی کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ آسمانوں کی تخلیق زمین کی تخلیق سے پہلے ہوئی۔

گویا جتنے زمین سے اس بارے میں جو ٹوکھلاؤ و منہ بہ من بالا دلوں آیات کی مرہنگی تردید کے علاوہ اس بات کا بھی صاف اظہار ہے کہ انہوں نے کبھی اُمت کر کے علاوہ اس ثابت کر کے کہ ظہور کی پہلی گھما ساری جگہ سے یا بعد میں اس بات کی تحقیق ہے کہ ابتداء میں ہی ارض اور اس سے پانی کے لائے گئے جو آج بھی ہمیں صاف نظر آتا ہے سمجھا جائے اور یہ سب پہلے تخلیق ارضیوں اس کے بعد تخلیق مادیات کا کمال شجرت ہے اور زمین کی یہ اقدار پہلے ہی سے قائم ہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”وَبَارِکَ فِیْہَا وَطَوَّعَہَا اَلْوَالِہَا“

یعنی پہلے زراعت، جنموں اور رہائش کی جگہ کی تشکیل ہوئی اور پھر اسی کے بعد عالم کی مطلق و مطلق افعال کی تشکیل ظہور پذیر ہوئی جبکہ خود ہی ارض اور اس سے خارج ہونے والی چیزوں یعنی تھالی اشیاء و انوار و غیرہ اور اجرامے کائنات و کائنات کی تخلیق بھی جو بعد از انوار و الاشیاء اور زمین سے خارج آج بھی اور اس سے پہلے ہر زمین کے ہر حصے میں مطلق و مطلق چیزوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے مثلاً:

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ دَحَاہَا اَخْرَجَ مِنْہَا مَاءً وَمَرَعًا

اس سے صاف ظاہر ہے اس آیت کریمہ میں ایک بار بار مرقع کیجئے:

وَالسَّيِّدَہُ بَنَیْنَاہَا بِاَیَّدِہِ الْاَلَمُ مَعْرُونَ ۝ وَالْاَرْضُ مِنْ قَبْلِہِ سَہَابًا فَعَمَّہَا الْمَاطِلُونَ ۝ وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ عَیْنًا

زَوَجْنٰ لَکُمُ الدَّکْرُوْنَ

”بانی“ یعنی ”المطوف“ ۝ ”والا لموعون“ سے صاف ظاہر ہے کہ آسمانوں کا ابتدا ہر پہلو میں سے ہوا جہاں دوسری چیزیں اس کے پہلے تھیں اور

۳۔ ان فی خلق السموات والارض واستلاب الليل والنهار والظلمک التي تجري فی البحر۔ الخ

(۱۱۵۰)

آپ ﷺ نے یہ اشارہ کیا کہ ”هو الظلم مظاہر والمحل متناہ“

ان آیات شریفہ کی جامعیت بیان فرمادی۔
اللہ تعالیٰ ہمیں ثبات دے۔ یہاں کہ ان آیات شریفہ سے ظاہر ہے کہ ان کے پانی کو صاف و شفاف اور شہادہ یا اودان کے متعلق نہیں ہیں۔
بکے اودان کے پانی کو ان کی قوتی سے صاف چیلان اور انسان کو ان کے حسب مقررہ پینے اور استعمال کرنے کا اختیار دیا اور اسے انسان کے ذوق کا
دریہ بنایا جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کھلا اور انسان پر اس کے رحم و کرم کا اظہار ہوتا ہے نیز جس سے اس کی نعمت کے علاوہ اس کا کامل اختیار
ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا تعالیٰ کے ارشاد ”والسبحر المسحور“ کے بارے میں مفسرین نے دو باتیں کی ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد وہ ہے جو
عرش کے نیچے ہے اور جس کا ذکر حدیث کو حلال میں آیا ہے یعنی وہ سات آسمانوں کے اوپر بیٹھے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان بھی
ہے۔ اور اس غرض سے کہ ابھی اللہ جل جلالہ کی ہر شے کی قدرت و قیوں سے زندہ ہو کر انھیں گھر اس میں یہ بھی آکر رہا ہے کہ ان سے زمین پر پانی ہوتی
ہے ہاتھوں کے ذریعہ اور اس پانی سے زمین پر رونے کے بعد پھر زکوٰۃ یعنی زراعت و تجارت کے لئے دیا اور قابل نشہ و لذت دیا جاتی ہے۔ یہ
قول روایت میں آتا ہے کہ اس کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ زمین ہے جس میں اس کے بعد ہر قسم کی شے ہے۔

”مذکورہ اس بارے میں جو مفسرین نے غلط فہمیاں کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ مفسرین سے مراد ”مفسر“ ہے۔ یعنی پھر اودان دوسری یہ کہ
اس سے مراد وہ ہے جو ہوا و آبی صورت میں نہ جاتے اور زمینوں کا واسطہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ مفسرین و مفسرین ہوں
محمول ہے کہ جب اس میں طوفانی آتی ہے تو زمین میں ڈھلنا آجاتا ہے اور زمین پر جو چیزیں ہوتی ہیں وہ محمول ہوتا ہے۔ یہ وہ بات والہی کی ہے۔ جسے
انہوں نے ان مہاس میں بھی حد حد کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ مفسر فی وجہ و کما بھی جی توں ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے امام
فہم و حدیث حدیث نے بیان کیا کہ ان سے بڑے مہم اور ان کے شے نے جان کیا کہ مہم بن خطاب کے تمام اہل اسلام حضرت محمد رضی اللہ عنہ سے بیان
کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دربار میں آیا کہ رات مسند پر جوش و طغیانی مہم آ کر تا فرمان مہم پر سر سرخوں کو غرق کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے لیکن اللہ
تعالیٰ اسے دیکھ کر کہتا ہے۔

”ماکان یمن راوی یہ کہتے ہیں کہ مہم بن حوشب نے شہر روایت کرتے ہیں کہ ان کی ساحلی علاقوں کی گھراؤنی کی اس قدر تھی کہ ایک رات میں نے
دیکھا کہ مسند پر مہم بن حوشب اور طغیانی میں تھا۔ اس کی بات یہ کہ وہ بالکل پانی میں تھکے ہوئے اور مہم بن حوشب نے کہا تو انہوں نے حضور ﷺ
کا مسند پر ڈال دیا۔ انھیں کیا کہ مسند پر مہم بن حوشب اور طغیانی مہم آ کر اللہ تعالیٰ سے ہاتھوں کو لٹو کر کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ مہم بن
مسند کی طغیانی اور اس کے بعد جو مہم بن حوشب کے انساخوں کے لئے اہل تجارت کے نقل و حمل کا درجہ بنایا ہے۔ اس میں اس کی خوراک کے لئے
چھیلوں کے علاوہ ایسے قیمتی اور بیش بہا چیزیں اور مہم بن حوشب کے لئے جو اسے کھیں اور سے استیجاب نہیں دیتے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ کی بھی
ہے۔ لیکن اس کی سند میں کچھ ہے۔

ماکانہ اور کہنے والی سند میں لکھا ہے کہ ان کی کھر سے ایک کتاب گزری جس میں مواد یہ ہندوئی کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ان سے
مہم بن حوشب بن عبد اللہ بن عمر۔ سبیل بنی صلی صالحان کے والد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسند کی روایت
دیا فرمائی ہیں۔

(۱) بہت غریبی۔

(۲) بہت شرفی۔

لیکن مہم بن حوشب نے مسند بنی بہت غریبی سے کہا کہ جس میں سے ہاں اپنے ہندوؤں کو بھیجوں گا تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

نہیں گا کہ میں فری کر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری بیعت اور نجات تجھے ملے گی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو سہرا پہنا دیا اور میری شاندار فتوحات کی نصرت سے نالی کر دیا۔

پھر بیت شرقی سے مخاطب فرمایا کہ میں تجھے اندھا پہنچاؤں گا۔ بعد میں کو کچھ دن کا تو ان سے کیا سلوک کرے گا؟
تجھے لگا دے عزت دوں گا۔

یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی بے گناہی بھرتی کر دی کہ اس کو یہ طریقہ دیا گیا کہ اس کو کچھ دنوں کی غمتوں سے فائدہ اٹھائے ہیں۔
بیت شرقی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرا راز سے باگیا۔ تم اس کو کئی چیزیں دے رہے ہو۔

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم سے جو حدیث بیان کرتی ہے اسے منکر ہو گیا ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے میرا راز میں ابی حاشا میں
میرا لفظ میں میرا جو بیان کیا ہے اسے منکر ہو گیا ہے۔

میں سمجھا ہوں کہ میرا لفظ میں میرا کہ بیان کے منکر ہو گیا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم سے جو حدیث بیان کرتی ہے اسے منکر ہو گیا ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے میرا راز میں ابی حاشا میں
میرا لفظ میں میرا جو بیان کیا ہے اسے منکر ہو گیا ہے۔

اس حدیث کے لئے میں نے فرمایا کہ میں تم سے جو حدیث بیان کرتی ہے اسے منکر ہو گیا ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے میرا راز میں ابی حاشا میں
میرا لفظ میں میرا جو بیان کیا ہے اسے منکر ہو گیا ہے۔

اس حدیث کے لئے میں نے فرمایا کہ میں تم سے جو حدیث بیان کرتی ہے اسے منکر ہو گیا ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے میرا راز میں ابی حاشا میں
میرا لفظ میں میرا جو بیان کیا ہے اسے منکر ہو گیا ہے۔

والا علی و ضعیفہا فلا یم فیہا لاکھفہ والخیل ذات الاکمام والحب والریحان فیہا آلاء
وہمکھا لکھفان۔

نہا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری بیعت اور نجات تجھے ملے گی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو سہرا پہنا دیا اور میری شاندار فتوحات کی نصرت سے نالی کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم سے جو حدیث بیان کرتی ہے اسے منکر ہو گیا ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے میرا راز میں ابی حاشا میں
میرا لفظ میں میرا جو بیان کیا ہے اسے منکر ہو گیا ہے۔

سمندر جو آج تک کھلا رہا لیکن تک پہنچنا چاہا گیا ہے وہی آج کل کی مشرقی جانب بڑھ کر شمال کی طرف مڑ گیا ہے جہاں وہ پہنچا جاتا ہے جسے "ہاجوئٹ" ہاجوئٹ کی "ہزار" (ہزار لیگن) کہتے ہیں۔ پھر بھی سمندر کا معلوم مقامات تک پہنچا گیا ہے لیکن اس کے مغربی اور شمالی جانب وہی شہر ہیں اور پھر مغربی اور جنوبی اطراف میں یہ بحر عرب مغربی سمت میں پھیلا ہے تو اس لیگن کے ساتھ تک پہنچا گیا ہے جو ارضی "تال" کہلاتی ہے جس کے مغرب میں شام کے علاقے آ جاتے ہیں اور پھر بھی سمندر اوش دہم کی طرف بڑھ کر وہی شہر اور قطیف وغیرہ سے پہنچا ہے۔ مشرقی سمندر اوش میں جزائر ککوت سے جاتے جاتے ہیں اور اگر وہ تک اس میں نظر جاسا تو سوا جزیرہ ہاوی اور ہونو اور ہوان چان سے ہیں۔ اس میں سوا کو "کرا" کہلاتا ہے جس کے مشرق میں "کونگن" مغرب میں "غری" اور شمال میں "خروندہ" سے گزرتا ہے جنوب کے علاقے اب تک نامعلوم اور مصروف ہیں۔

تجا کیا ہے کہ خرمندہ و خرمین کے درمیان فاصلے میں پہلے بھی واضح ہیں۔ اس میں آبی گودا گاہیں ہیں۔ ان کے کنارے سے گزرتے ہوئے
ہندو عقلمن کے درمیان تجارتی دراصل کی جس شکل ہوتی ہے جس طرح راجہ ساسنوں نے نقل و حمل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی کارساز ہے۔

“وجعلنا في الأرض رءوساً أن يعبدكم وجعلنا فيها رءوساً لعلكم تهتدون”

”اور ہم نے زمین میں پھاڑا اس لئے عام ہے کہ زمین ان لوگوں کو ملے کہ جو چاہتے تھے۔ اور ہم نے زمین میں کھادیں پڑھیں۔“

ہاں ہے، کہ لوگ منزل مقصود کو پہنچ جائیں۔"

[illegible]

فوت وہاں لگے جس کو اس واقعہ سمندر کو جڑ سے ہٹا دیا جا رہا ہے جس کی شکل اپنے طویل و کشادہ رنگی ہے لیکن یہ بھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شیشہ قندار ہے۔
عقبہ اسوں سے نکلا جاتا ہے لیکن وہ اپنی تیزابی تک سفروں سے ہے اس کا طول و عرض چوبیس میل ہے اور اس کے ہارے میں
اور اس کی جہت سے ہیکس کی جاتی ہیں۔ واقعہ اس طرح

یہی وہ مسئلہ ہے جس میں دو چیزیں ضرور دیکھے گئے ہیں۔ دو چیزیں زیادہ ہوتی ہیں۔ جس کی شرائط اور مغرب میں بھی ملتی ہیں۔ یہاں عینیت کے شریک سے دو چیزیں ملتے ہیں۔ ایک ایک کے بعد کھلتے شریک ہوتے ہیں اور دوسرے کی آخری تاریخ تک کھلتے رہتا ہے جس کو ”سود“ کہا جاتا ہے۔

[illegible]

«اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالْقُلُوبَ مِنَ الْحَمَاءِ مَا تَدْرِي بِهِنَّ مِنَ الْغُيُوبِ»

$$(\frac{1}{2} - \epsilon) \log \frac{1}{\epsilon} \leq \log \frac{1}{\epsilon} \leq (\frac{1}{2} + \epsilon) \log \frac{1}{\epsilon}$$
[illegible]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ کفرہ الامم ہٹ سے چھ چھٹا ہے جنت میں پہنچے والے اور اس کی شکل و صورت اور کیفیت

ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے ان کی برادر بڑے نے جان کیا اور محمد بن عمرو نے اپنی سہیل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دربار فرمایا کہ جنت سے جاری ہونے والے چار دروازے نکل گھرے استخوان و یخون ہیں۔ یہ سننا کہ جس شخص نے ان کی اپنے طور پر سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ وہ بالکل چار دروازے کو انحضرت ﷺ کے دروازے مانا ان کے صاف و شفاف اور جیسے پانی کی اور ان کی روانی کی وجہ سے ہو گا جیسا کہ ایک اور مقام پر انحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے کا پانی نہ برے شفا کا باعث ہے۔

اس حدیث نبوی ﷺ کو سعید بن عامر نے محمد بن عمرو اپنی سہیل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے جس کی صحت کی سند مسلم نے بھی دی ہے تاہم اس حدیث سے درحقیقت یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انحضرت ﷺ نے کچھ جھلن کو جنت کے جھلن سے تشبیہ کی اس طرح کہ وہ بالا چاند اور پائوں کو بھی جنت کے دروازے سے تشبیہ کی حالانکہ یہ چاند و پاؤں پر جنت ہیں اور ان کے متعلق بھی زمین ہی کے حصے ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے گرنی کی شدت کو گھرنی کی تشبیہ کی (۱) اور درخت کی شاخوں کے پانی سے تشبیہ کی کہ جب کہ زمین پر نہ والی وہ شدت کی گرنی بھی درحقیقت جہنم کی گرنی یا اس کی آگ ٹپکنی ہیں۔

جہاں تک وہ پائے تل کا تحقیق ہے وہ جہاں اتر (سید پناہوں) سے نکل کر اترتا ہے آخر اپنے پانی کے شیریں ہونے اور مٹائی میں دنیا کے دوسرے دروازوں میں اپنی نظیر نہیں دیکھا۔ یہ دروازے زمین کے سطری میں خط استوا سے ذرا اوپر جب کی طرف ہو کر رہتا ہے اور اس کا مشابہہ کرنے والا ہر شخص اس کے مذکورہ بالا وصف میں آج تک مطلب اٹھان ہے۔ اس دروازے کا مشابہہ بھی کیا جاتا ہے۔ جہاں اتر سے نکلنے کے بعد اس میں پانی دوسرے حصے سے دے دیا جاتا ہے کہ پہلے ہونے سمندر میں جا کر تے ہیں اور وہاں سے یہ چھوڑ کر ہو کر پھینکا ہوا سواں سے گزرتا ہے اور وہاں سے اسے دے دیا ہے تل کا کام یہاں جاتا ہے۔ جہاں اترنے والے اترتے۔ یہ دروازے سے گزر کر جب آگے بڑھتا ہے تو اس کے راستے میں سب سے بڑا شہر مقلات ہے جس کے بعد یہ سواں سے ہو کر مصری علاقے میں داخل ہوتا ہے اور جہاں بھی ان تمام مقامات کو میراب کہتے ہیں کہ وہاں آتا ہے جہاں بادشہاں کم ہوتی ہیں اور لوگ پانی کی نعمت کو کھاتے ہیں۔ یہ اپنی زرخیزی سے بھی جہاں کے پانی کے بہاؤ کے ساتھ بالائی علاقوں سے آتی ہے جاتے کے بہت سے علاقوں کو سرسبز و شاداب بناتی چلی آتی ہے اس کا بھی یہی کرشمہ ہے جس کی مثال سب اہل علم نے دی ہے

اولم یروا لما نسوق العاء الی الارض الحوراء فخرج بہ ذرعا کل منہ العنقہم والفسھم الملاء یحسرون

(ابو داؤد ۳۷)

وہ پائے تل مصر سے کسی قدر آگے بڑھ کر ایک بستی کے قریب پہنچے مغلوف کہتے ہیں وہاں میں ریت جاتا ہے، پھر اس کا سطری حصہ دھار دھار حصوں میں بٹ کر درختوں کا مقام سے گزر کر سمندر میں جا کر تے ہیں اس کا مشربی حصہ ”جوڑ“ کے قریب پھر وہ حصوں میں بٹ جاتا ہے، پھر اس کا بھی غریبی حصہ غریب میں دھار دھار سے گزر کر سمندر میں جا رہا ہے اور اس کا دوسرا مشربی حصہ بھی ایشیوں کی طرف سے گزرتا ہوا کچھ مشربی دھار دھار میں جا رہا ہے اس کچھ کے کچھ دھار دھار کے علاوہ کچھ دھار دھار میں بھی کیا جاتا ہے۔

وہ پائے تل کی اپنی غریب گزرا کہ جہاں کی حد سے اس کی عظمت کا اندازہ لگانا دشوار نہیں ہے اور اس کی حفاظت میں کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اسی سے بتا دے وہ پائے تل کی اس خصوصیت کے علاوہ دوسرے دروازوں کے مشابہہ میں اس کے کچھ اور اوصاف بھی بیان کیے ہیں۔ یہ دروازے ان لوگوں میں بھی جب دوسرے دروازے کی نوعیت مختلف ہو جائے ہیں اپنی اسی مثال سے بہتار جاتا ہے تاہم جن موزوں اور دوسرے معنیوں نے اسے پائے تل کے قرآن کو ”جہاں اتر“ سے بھی کسی بلندی پر جگہ بتایا ہے اور اس کی شکل و تصویر مانی اشیاء کی ہے وہ ان کے ماضی کی آخر حالت سے بتا رہا ہے کہ کچھ نہیں۔

عبداللہ بن سعید قیس بن جہان کے حوالے سے نیز ہمیں قیس نے قیس بن جہان کو یہ بات بتائی اس کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمرو بن عامر نے مصر فتح کیا تو وہاں کی لوہائی بستیوں خصوصاً سب سے بڑی آبادی اسی قصبہ کے لوگوں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ”یا امیر! وہ پائے تل مانی کے دوران میں کچھ حصے کے لئے خشک ہو جاتا ہے تو ہم لوگ پانی کی کھائی میں اور دھار دھار سے

(۱) قال علیہ السلام: الحوراء من الجنة ونجھا شفاء من جسم الحیدر

اور اہستہ فرمایا کہ آہن عظیم قدرت کو کچھ کر جن کا دھج و شام مشاہدہ کرتے ہیں، کیا کوئی نہ سکتا ہے کہ ان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور شریک ہو سکتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ان مظاہر قدرت میں صرف ان اقوام کے لئے نشانیوں ہیں جو بطور انصاف ان پر اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی عقل اور اس کی رضا کروغور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بنی نوع انسان کے علاوہ ہلکے حیوانات کے لئے رزق میں صرف ہی نے اہل راہ ہے جس کا کمال ذکر اس ہی روشن کتاب (قرآن پاک) میں موجود ہے جیسا کہ مذکورہ ذیل آیت شریفہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ مِنْ أَلْفٍ مِنْهَا وَعَلَى كُلِّهَا عَاشَرَةُ يَوْمٍ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (الحج: ۱۷)

حاشا عقلی نگاہ میں بھی، جیسے ہی واقعہ مذکور میں بنی نوع انسان کے لئے جو بڑے عظیم و عظیم (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے) اہل راہ کے لئے بیان کرتے ہیں کہ آفرین کے آفرین کے کارخانہ دار ہوتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں جن میں سے چوبیس ہزار مسودہ میں پائی جاتی ہیں ہر چار ہزار زمین میں پر موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے بعد مگر اسے پیدا ہوئی اور پاک ہوئی رزق میں حتیٰ کہ ایک روز یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔"

اس حدیث کو اگر چہ اجماعی ہے، مگر حدیثی الخصال و بخاری، ابوداؤد و دارقطنی قصہ مسودہ میں بھی مرسل ہے نہ ضعیف بتایا ہے اور اس کے معلق و دیگر اہل بھی پیش کیے ہیں لیکن منہ وجہ بل آیت قرآنی میں اس کی محنت کا ثبوت ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔

”وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا ظَلَرٍ يَطْبَعُ بَحْنًا حَبِيبًا إِلَّا مَعَهُ مِثْلُهَا مِنَ الْكَلْبِ مِنَ حَسْبِهِ لَمْ يَلَمْ

(الانعام: ۳۸)

وَيُحْمِلُهُمْ بِالْحَبْرِ وَالْحَبْرِ

تخلیق سموات اور ان میں موجودات سے معلق مزید آیات قرآنی کا ذکر

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان سے کل تخلیق فرمائی جیسا کہ مذکورہ ذیل آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”يَوْمَ يَدْعَىٰ خَلْقُكَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ حَمِيمًا لَمْ يَسْتَخِرْ إِلَى السَّمَاءِ فَمَنْ سَبَّحَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ يَكْبَلُ

(الأنعام: ۵۸)

فِي يَوْمٍ عَالِمٍ

زمین کی تخلیق کے واسطے اللہ تعالیٰ کا بارشاد بھی یاد رکھنے کا قائل ہے:

”قُلْ أَتَلْبِكُمُ الْكُفْرُ وَالْبِدْعَةُ خَلْقُ الْأَرْضِ فِي يَوْمٍ وَبِئْسَ مَا تَكْفُرُونَ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاءِ فَذَلِكُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ” (البغ)

(المائد: ۱۷)

اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا بارشاد بھی یاد رکھنا چاہیے۔

”وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيًا مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَلَدَّرَ فِيهَا فَاوْجُهَا . . . الْبَحْرُ” (المائد: ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے اس سطح میں بھی ارشاد فرمایا:

”الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْلُوكِ” (البغ)

ذَلِكَ وَفَوْقَهَا

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ زمین کا پچھلا آسمان کی تخلیق سے بعد کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْلُوكِ” (البغ)

(البغ: ۱۷)

أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيمُ الْغَوْرُ . . . الْبَحْرُ

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

”الْمُرُوا كَيْفَ عَقَلَ اللَّهُ مَعَ مَخْنُوعَاتِ طَبَقِهِ“ (نوح: ۱۵-۱۶)

ان آیات کے علاوہ تحقیقات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جن آیات شریفہ میں ذکر فرمایا وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ”تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَالْقَوَاعِ سِجَارًا، وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عِلْفَةً لِّمَن ارَادَ أَن يَذْكُرَ أَوْ ارَادَ شُكُورًا“ (القمر: ۷۰-۷۱)

۲۔ ”إِنَّا زَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوْكَبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ... الخ“ (الصافات: ۶۰-۶۱)

۳۔ ”وَجَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزِينًا هَٰذَا لِنُبَيِّنَ لَكُمْ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّكَ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ فَاتَّبِعُوا شَهَابَ مَعِينٍ... الخ“

(الزمر: ۱۵)

۴۔ ”وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَا بِمَاءٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ“

۵۔ ”وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَلْطَنًا مُّغْطًى مَّعْطُوفًا وَهَمَّ عَنْ آيَاتِهَا مَعْزُوفُونَ وَهُوَ الَّذِي عَقَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ“ (الأنعام: ۲۵)

۶۔ ”وَأَنبَأَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلُجًا مِّنَ النَّهَارِ فَإِذَا هُم مَّظْلُمُونَ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ

الْعَزِيمِ الْعُلَمِ وَالْقَمَرُ يُعْرَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ

الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ“ (النس: ۴۰-۴۱)

۷۔ ”فَالْقُلُوبُ الْأَصْبَاحُ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حَسْبَانَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيمِ الْعُلَمِ وَهُوَ

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لَهْتَدَ بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ الْبَحْرِ قَدْ فَتَنَّا الْآيَاتِ الْقَوْمَ الْيَاسُونَ“

۸۔ ”إِن رَّبَّكُمْ فَذُو الْعَرْشِ عَظِيمُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُبَشِّرُ

الَّذِينَ هُمْ بِطَاعَتِهِ عِلْفًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مَسْجُورَاتٌ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ

لَهُارِكُ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ“ (الفرقان: ۵۶)

مُلَیٰ آیات اور ان آیات کے علاوہ اس موضوع پر کثرت سے قرآن شریف میں آیات آئی ہیں جن میں سب کی تفصیر ہم نے اپنی کتاب تفسیر

میں کی ہے۔

ان آیات کے شان نزول میں آسمانوں کی تخلیق ان کی نعمت اور ان میں جو قدرت خداوندی کے آثار پائے جاتے ہیں انکی بصارت و بصیرت

کو ان سے آگاہ کرنا تھا اس میں جن تحقیقات میں اس کی بے مثال قدرت کے بارے میں خوب بات حضرت نے ارشاد فرمائی ”وَالسَّمَاءَ ذَاتَ الْحُبُكِ“

یعنی یہ جس تحقیق کے لحاظ سے بہترین اور درجیم اعلیٰ تفسیر تھی ہے اور اس میں یہ بھی اضافہ فرمایا کہ اگر کوئی اس میں کسی طرح کا نقص معلوم کرنے کے لئے

دست اندر نہ کرتا رہے تو اس کی بصارت ملے گی کہ اس میں کسی قسم کا نقص اور بات نہیں کر سکتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ آسمانوں کو ستاروں سے نہایت قیمتی مٹی سے بنا دیا دالے انھیں وہ کرشماتی محسوس کر سکیں

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس میں شہابیوں کی تخلیق اس لئے کی گئی کہ اگر شہابیہ آسمانوں کی طرف آتا ہے تو ان کی شفا میں ان کے

لئے مانع نہیں اور یہ بات بھی انبیاء غریبی کے لحاظ سے نہایت احکامات کے علاوہ دینی حکم و تنبیہ ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احادیث میں تحقیقات کائنات کی ابتداء یہ تفصیل سے منظر کی ہے اور علماء نے آسمانوں کو ستاروں سے مزین

کرنے کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو تین کواکب تخلیق فرمائے ہیں وہ آسمانوں کی تینیں کے علاوہ شہابیہ کی عالم انا کی

طرف حراست کے لئے، اگر کوئی شخص ان کے بارے میں کچھ اور کہتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ نہایت شایع حوادث ان ستاروں کے نہایت غمخوار ہندو ہے چنانچہ

اور امر قلعہ کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مہدیؑ پر الہامات میں سے ایک آیت شریفہ میں آسمان اولیٰ کو زمین کی حکمت چھت فرماتے کے علاوہ ستاروں سے اس کی توحین کو جہاں اہل فکر کے حیرت و استعجاب اور مسرت کا باعث فرمایا ہے وہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کی گفتگو کا ایک جب یہ بھی ہے کہ ان کے گذر میں اہل عالم بری و بری سوسن میں اپنی کج سمت کا پتہ لگا سکیں۔ ان باتوں کے علاوہ مفسرین نے بھی اس کی وضاحت کے سوا اور کچھ نہیں کہا اور جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا کہ جو لوگ زمین پر ولادت دے والے عبادت کو ان ستاروں کے اثرات سے منسوب کرتے ہیں وہ مبرا غلط کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اور شرکاء کے مطابق اس نے سات آسمانوں کی تخلیق میں طبقات رکھے ہیں یعنی انہیں ایک کے بعد ایک بنایا ہے (مخلقی سبع سموات طباق) لیکن حیرت و ان کہتے ہیں کہ ان آسمانوں کے درمیان خلا نہیں ہے جب کہ جیسا کہ ہم نے اس سے کچھ عہدہ مستند حوالوں سے حدیث اذاعا میں پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ جب عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ آسمان کی پادہ جانتے ہیں کہ سات آسمانوں میں کیا ہے اور انھوں نے جواباً عرض کیا کہ اسے اللہ اور اس کا رسول حق جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان اول سے پانچویں آسمان تک ہر آسمان کے درمیان کافرا صلا پانچ سو میل کی مسافت ہے اور اسی طرح پانچویں آسمان سے ساتویں آسمان تک ہر آسمان کا درمیان کافرا صلا اسی قدر ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آسمانوں کے درمیان فاصلوں میں اختلاف ہے یعنی وہاں آب و ہوا بھی کوئی لطیف نہیں ہے۔

اس حدیث کو تمام کمال محدثین رحمۃ اللہ علیہ والہم اجمعین نے روایت کرنا شروع کر دیا ہے اور اس حدیث میں بتایا ہے۔
 صحیح (صحیح مسلم بخاری) میں اس کی روایت کردہ حدیث اسرار میں دعاوی کے ساتھ کہ جب آپ ﷺ معراج اہل رات پہلے آسمان سے گزرے تو وہاں آپ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام ملے اور آپ کے دریافت فرمائے پر حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ اہل البشر ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا اور اس کے جواب میں حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کا خیر مقدم کرتے ہوئے آپ ﷺ کو معراج پر مبارکباد دی۔ پھر اسی طرح آپ ﷺ دوسرے تیسرے چوتھے پانچویں آسمانوں کے درمیان سے گزرے تو وہاں بھی ملاقاتیں ہوئیں اور ان کے ساتھ بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ پھر آپ ﷺ نے آسمانوں کے بارے میں آپ ﷺ کے حوالے سے جو کچھ بیان کیا ہے وہ بھی مستند احادیث کے حوالے سے کہا ہے واللہ اعلم۔

ابن حزم، ابن حجر اور ابوالفرج ابن جوزی نے نیز اور بہت سے دوسرے علما نے ان کا حوالہ دیا ہے کہ آسمان ایک گہرا حیدر ہے جس میں جن کے شعوت میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شمار "کمال فی ظلمک سبحون" بلکہ "کمال فی ظلمک سبحون" کے ساتھ کیا ہے اور اس میں آسمان نے "سبحون" کا مطلب "ہندوؤں" یعنی گھونٹنے والے بتایا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں غلط سے تعبیر دی ہے۔ چنانچہ اسی دائرے میں گھوم کر حدیث علیؑ کے ساتھ کہ آسمان ہندوؤں کے شعوت میں گردش کرتا ہے کتاب کو پیش کیا ہے جو شام کا مغرب میں غروب ہو کر صبح کو مشرق سے نمودار ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں امیر ابن ابی سلت کے دو مشہور شعر بھی یاد رکھنے کے لائق ہیں۔ وہ دو شعر یہ ہیں:

والفجر طلوع الشمس کمال آسمان لیلۃ

حسبہ رادہ طلوع لیلۃ ما تورد

لعلی لیلۃ لیلۃ لیلۃ لیلۃ

الامم لیلۃ والامم لیلۃ

"مغرب کے زمانے سے صبح سورج طلوع ہوتا ہے اور صبح کو آسمان گھامی ہوتا ہے۔ اور اس کی روشنی ہوتا چلتا ہے۔ پھر وہ حسب دستور

زیورہاں اور درخشاں طلوع ہوتا ہے۔"

یعنی ہم سورج کو مشرق سے طلوع ہوتے ہوئے اور مغرب میں غروب ہوتے ہوئے تو دیکھتے ہیں لیکن بعد از غروب اس کی گردش کو کبھی دیکھ سکتے ہیں۔ اسے آگلی طرح آسمان کا چکر سے بعد از طلوع ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔

آسمان و آسمان میں سے طوفان نے حالت کو سب سے بدتر بن گیا۔ جس کی اصلاح میں شیخ و صحابہ آئے۔
 ان مشرکین کے دلوں کو اسلام کے خلاف نہیں، جس دہشت میں انہیں تھا اس کے شکنجے میں دوشنبہ داخل ہیں کہ انہیں اپنے ان دلوں کے لیے دلیل پیش کرنے سے جواب تک قاصر رہے ہیں۔ جو مالک ان کے قاتلے ہوئے سات پیاروں سنگمات پر ہیں۔
 (۱) قرآن مجید (انعام) آیت ۱۱۱ میں ہے۔ (۲) عطار جو اصرارے آسمان میں ہے۔ (۳) زبور جو کہنے سے آسمان میں ہے۔
 (۴) انیس (۱۰۰) آیت ۱۰۱ میں ہے۔ (۵) سرخ، جو پانچویں آسمان میں ہے۔ (۶) مشرقی اور پچھلے آسمان میں ہے۔ (۷) اعلیٰ جو ساتویں آسمان میں ہے۔

باقی ان لوگوں کی توجہ نہیں دھڑکتے کہ جس ان کے نزدیک آسمان کی ایک طرف سے لگتی آواز میں ہے لیکن ان کو اس طرف سے آواز نہیں آتی۔ "کری" بتایا ہے کہ تمام آواز تمام طرف سے آتی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک یہ جملہ سارے اور سارے آسمان و پانی میں ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے ایک اور حصے کے لیے پچھلے آسمان میں کوئی قوت نہیں ہے۔ یہ آخری بحثیں اپنے دعوے کے ثبوت میں بطور دلیل مندرجہ ذیل آیات قرآن پیش کرتے ہیں۔

(۱) وَلَقَدْ رَٰٰنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مُصْبِحًا وَجَعَلْنَا هَارُوجًا مَّا لَهَا شَٰيَاطِينُ (الشع ۵)

(۲) فَفُضَّضْهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فَمِنْ يَدٍ مِّنْ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرًا هَا وَرَبَّنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا

مُصْبِحًا وَجَعَلْنَا ذَلِكَ تَخْذِيرَ الْعَرَبِ وَالْعَلِيمِ (الملك ۱۰)

وہ ان آیت قرآن سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں سے نہایت زیادہ اعلیٰ کے لیے آسمان دنیا کو انھیں کیا ہے۔ جنہیں ان ستاروں کے نام نہادوں پر بلا ہونے سے ان کی پیش کردہ دلیل میں کوئی کوتاہی واقع نہیں ہوتی۔ وہ انہیں اس لیے کہ ان تحقیق کے نزدیک ساتوں بلکہ آٹھوں آسمان اپنے ستاروں اور سیاروں سمیت مشرق سے مغرب کی طرف گردش کرتے ہیں۔ ان کا یہ قول بھی ہے کہ چاند پہلا سیارہ ہے چاند کی گردش ایک سال میں صرف چار چھ ماہ رہے۔ یہ بار بار عرض کرتے ہیں کہ چاند کی گردش چار ماہ کرتی ہے۔ جب کہ اعلیٰ جو ساتوں سیارہ ہے آسمان دنیا کی پانچویں سطح ہے اس لیے اس کی گردش بھی ساتوں سال میں کرتی ہے اور اس لحاظ سے سورج کی گردش آسمان کے اندر سے چار ماہ یعنی ۳۶۹ مرتبہ ہوتی ہے اور ایک سال کے یہی یعنی ۳۶۹ سال ہوتے ہیں۔

علم کلام کے نام نہادوں نے ستاروں کے مقامات ان کی حرکات و گردش اور ان کی وسعت پر غور کرنے سے جو علم اسلام پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ جو مدت انہیں بیان کی گئی اس مدت سے زیادہ مدت میں گزرتی ہے۔

لیکن ان کی ان اعتراضات میں سے علم کلام کی اصطلاحی مصلحت ہوتی ہے۔ یہ جو دن اگلے دنوں کی حساب کتاب اس میں سے غفلت نہ کرے اور انہیں نے اس مصلحت میں بہت سامنی سرمایہ چھوڑا ہے۔ یہ لوگ مہمانیہ مشن میں رہے جہاں انہوں نے اس مشن کے ساتھ دروازے کھولے تھے اور یہ دروازے سے ساتھ ایک دلیل (مہارت کا وہ) خیر کر کے ان کی جو مہارت ستاروں کی جو نگاہ و مہارت سے وہ اس کی تھی۔ ان ساتوں دیکھوں میں وہ مہارت کرتے تھے اور ان کے ایک ایک ستاروں سے اپنی اپنی جگہوں کے لئے دعا مانگتے تھے۔ یہ انہیں جملہ درجہ و درجہ کے انہیں میں خصوصاً "مصر المحکومہ" کے نصف کے چاند سورج اور دوسرے سیارے کے کھولنے سے انہیں بہت سی مہارتیں مل رہی تھیں۔ یہ کہ ان کے نظریوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ یہ مشرک تھے اور سات ستاروں کی مہارت کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کا یہ علم کلام پر مشن کے مشرکان اعلیٰ کے دعوے سے اللہ تعالیٰ نے روش فرمایا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا سَجْدَ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدْ وَاقْبُدْ لِلَّهِ

عَلَّيْهِمْ إِنَّ كُتُوبَهُمْ لَعَلُودُونَ

یعنی رات اور دن کی طرح شمس و قمر بھی اللہ تعالیٰ کی نشانوں (مظاہرہ قدرت) میں سے ہیں (اس لیے) انہیں سجدہ و قنود نہ کرنے

کے بجائے ان سے حمد و کرم بیان کا خیال ہے۔

اسی طرح تمام اللہ شریف میں ایک جگہ یہ دعا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یہ کہ میں نے ایک بار اس کے علم کلام کی خبر سے نہایت حیرت میں آیا۔ اسلامی دہشت میں حاضر ہو کر انہیں اس کے حسن و جمالی اور عظمت و جاودال کی خبر دی۔ جس کا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بدی زبانی فرمایا۔

۱۱ ای وحدت امر آتمل لکھم و انیت من کل شیء و الہا عرش عظیم و جہانہا و جہانہا اسجد و تسبیح من دون اللہ و زین اہم الشہقان اعما اہم قصد مد عن الیل لہم لایسور (الحجۃ: ۱۷۲) (المیل: ۳۲۳)

وَالشَّجَرِ الْمُنْتَجِبِ
 ۝۱۸۰ أَلَمْ يَرِ أَنْ يَنْزِلَ فِي الْمِطْرِ شَيْءٌ مِّنَ الْمَاءِ فَيَنسُجَ فِيهِ الزَّكَاةَ
 ۝۱۸۱ وَالنَّخْلَ مُتَدَلِّجًا مِّنْ أَعْيُنِ النَّاسِ يَأْكُلُهُمْ الْخَصْبُ ۝۱۸۲
 ۝۱۸۳ أَلَمْ يَجْعَلِ الْيَقْنَظَ حَمْرًا ذُو بَعْضٍ مِّنَ النَّجْوَى ۝۱۸۴
 ۝۱۸۵ أَلَمْ يَجْعَلِ السَّيْلَ الْكَبِيرَ حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۱۸۶
 ۝۱۸۷ أَلَمْ يَجْعَلِ الْوَسْطَى حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۱۸۸
 ۝۱۸۹ أَلَمْ يَجْعَلِ الْوَسْطَى حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۱۹۰
 ۝۱۹۱ أَلَمْ يَجْعَلِ الْوَسْطَى حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۱۹۲
 ۝۱۹۳ أَلَمْ يَجْعَلِ الْوَسْطَى حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۱۹۴
 ۝۱۹۵ أَلَمْ يَجْعَلِ الْوَسْطَى حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۱۹۶
 ۝۱۹۷ أَلَمْ يَجْعَلِ الْوَسْطَى حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۱۹۸
 ۝۱۹۹ أَلَمْ يَجْعَلِ الْوَسْطَى حَمْرًا مِّنَ الْمَعْنَى ۝۲۰۰

"أولم يهروا إلى ما خلق الله من شيء يشعوا ظلاله عن الحسن والشمال محمد لله وهم
فاخرون... الخ"
جاء في كتاب كوكب قمر

”وَاللّٰهُ يَجْعَلُ مِنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نَظِيْرًا ۝۱۰۰ وَكَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لِقَوْلِهِ بِالْغَدُوْدِ الْاِحْسٰنَ ۝۱۰۱“

كَمْ سَاحِلُ الْمَمَوَاتِ السَّعْيَ وَالْأَرْضُ مِنْ فَيْهِنَّ وَأَنْ مِنْ شَرِّ الْأَيَّامِ مَحَادَّةً وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ
تَسْبِيحَهُمْ إِنَّ كُنَّ جَلِيمًا عَقُورًا^١

ان مومنوں فرشتوں میں کتنے ہی ساحلِ اموات ہیں اور زمین ان میں سے کتنی ہی ہے اور ایاموں میں سے کتنی ہی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں جانتے ہو۔ اگر وہ بچہ ہو تو بڑھ کر

[illegible]

قال هذا ابي فلما افاق قال لابي فلما افاق قال لا احب الا اقبض فلما افاق قال لابي فلما افاق قال لا احب الا اقبض فلما افاق قال لابي فلما افاق قال لا احب الا اقبض

[illegible]

ومن آياته الليل والنهار والشمس والقمر -

اور مجھے ہر جگہ اور ہر لمحہ غم کی خوشی سے غم کی خوشی کا علم ہے

وَأَسْجِدْ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ لَكَ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ لَا تَكُن مِثْلَ النَّاظِرِ

[illegible]

”ان الشمس والقمر آيات من آيات الله عز وجل وانهدلا بكسفان لسوء احد ولا لعبا“ جی سورہ ابراہیم آیت ۳۵

اس بات پر کہ مسعود شجاعی نے ان کے لیے ایک اور ایسی ہی نیا بنائی جو وہ اپنے خوابوں کے لیے تیار تھے۔ اس میں جو صورتیں نکلیں

[illegible][illegible]

“أن التمسير والتجسس لروايتي هي البار يوم القيامة”

[illegible]

۱۔ اعداد و ارقام کا صحیح استعمال اور ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۲۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۳۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۴۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۵۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۶۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۷۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۸۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۹۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔
۱۰۔ ہر مسئلہ کا حل نکالنے کے لیے مناسب اور درست طریقہ اختیار کرنا۔

مختار احمد صاحب : اسی سے کہتے ہیں کہ مورخ پانچ سو سال سے کہتا ہے کہ مورخ نے اسے چار سو سال کی طرح سمجھا ہے کہ وہ اس کے
 اس سے کہتا ہے کہ اس نے اسے چار سو سال کی طرح سمجھا ہے کہ وہ اس کے اس سے کہتا ہے کہ اس نے اسے چار سو سال کی طرح سمجھا ہے کہ وہ اس کے

۱۔ اگرچہ ان کے پاس ایک کتاب تھی جس میں وہ لکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس امر پر متنبہ کیا ہے کہ ان کو اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا چاہیے اور کہ ان کو اپنی قوم سے جدا کر دینا چاہیے۔

المادة ١٠: لا يجوز للمحكمة أن تصدر حكمًا بغير حلف القضاة.

تم التوقيع على الاتفاقية في ١٢ كانون الثاني ٢٠٠٢

المادة ١٠ -

الم نسلخك انما عمار جاري ليس فريد

فہرست کتابیں

$$d_{\text{eff}}^{\text{eff}} = \frac{d_{\text{eff}}}{1 + \frac{d_{\text{eff}}}{d_{\text{eff}}^{\text{eff}}}}$$

النسابة حسب الجد "جدة" —

المادة ١٠٠: لا يجوز للمحكمة أن تصدر حكمًا بغير التماس من النيابة العامة.

Figure 1. Schematic diagram of the experimental setup.

[illegible]

www.elsevier.com/locate/jmb

يعتقد البعض عدم مس رمل لا مشقة

المسجد الكبير من الخشب في زعم

السر الجليل هو رسول الله الذي كان فينا

البغلي له انجاب وهاوي وذاخي

ملا رتہ جنس الطوائف تہیہ

$$J_{\text{eff}} = \frac{1}{2} \left(\frac{1}{J_1} + \frac{1}{J_2} \right) \left(\frac{1}{J_1} + \frac{1}{J_2} \right) \left(\frac{1}{J_1} + \frac{1}{J_2} \right)$$

— لا تحسدوا أنفسكم —

والى الأعداء من الجهتين هذه

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 278: 1025-1030.

المجلة العلمية في الطب

تاریخ: ۱۳۹۵/۰۵/۰۵

— *Journal of the American Medical Association*

[illegible]

وہی شگ آبِ نسی کی دیا
وہی شگ آبِ نسی کی دیا
لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

جس کو اس مہاجر جہان بابت کوئی خاص اور گہرا شعور و بات کے ساتھ اس کے بعد اس کی ایک اور کاپی تیار کی گئی۔

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

مجموعہ اور قوس قزح کا ذکر

اور ان کے لیے جتنے بھی کام ہیں ان سے علی گڑھ میں ان کے کام کو سمجھانے اور ان کو ان کے کام کے بارے میں جاننے کی کوشش کی جائے گی۔

[illegible]

(۶) "وَمَا لَنُزِلَ إِلَّا بِهَامٍ وَبِكَ لَهْمَاهِ بَيْنَ إِبْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ فَلَكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُبِينًا"

(۱۶۵: ۱۶۶)

(۷) "وَأَنْ عَلَيْكُمْ لِحَافِظِينَ كَرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَعْمَلُونَ"

(۱۶۷: ۱۶۸)

(۸) "وَمَا يَعْلَمُ جِنَّةً رَبُّكَ إِلَّا هُوَ"

(۱۶۹: ۱۷۰)

(۹) "إِنَّا الْمَلَائِكَةُ بَدَعَلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ"

(۱۷۱: ۱۷۲)

(۱۰) "الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةَ رِجَالًا مِنْ نَارٍ أَوَّلَىٰ بِإِخْتِصَاصِي وَثَلَاثَ

(۱۷۳: ۱۷۴)

رِمَاحٍ يَزِيدُ فِي الْحَقِّ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"

(۱۷۵: ۱۷۶)

(۱۱) يَوْمَ تَنْفِلُ الْخِج

(۱۲) "وَلَمَّا لَمْ يَنْصَرِفُوا لَمْ يَجِدُوا لِقَاءَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ يَبْكُ وَأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَكَفَىٰ لَهُمْ

إِسْتِكْبَارًا هَٰذَا هُوَ الَّذِي يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَلِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّكُم تَتَذَكَّرُونَ"

(۱۷۷: ۱۷۸)

(۱۳) "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ"

(۱۷۹: ۱۸۰)

(۱۴) "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ وَأَعْلِيكُمْ نَارًا وَلَوْ دَعَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ

(۱۸۱: ۱۸۲)

خَلَاءٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَعْلَمُونَ مَا يُمْرُونَ"

ان آیات میں جیسا کہ ہم نے پہلی کتاب "تفسیر" میں کی ہیں اور بتایا کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی تخلیق، ان کے مہل، ان کی تعلیم اور مختلف اشکال کا کریم سے فرمایا ہے، ہمارے ساتھ اور دیگر جہاں کے بھی ان آیات کی تفسیر میں وضاحت کی ہے کہ یہ فرشتے مختلف شکلوں میں زمین پر آتے رہتے ہیں خصوصاً جبریل بابیہ السلام کے حقیقی خود، حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں شہداء اور بھی وہی ہیں کی شکل میں بھی آتے ہیں اور ان کی اپنی اصلی شکل میں حاضر ہوتے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان کے ہر اور بازو جو ہیں جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں وہ آپ کے آئینے اور پادشاہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

آپؐ نے ان وقت جب دو آسمان سے زمین پر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سری پادشاہؑ کے ساتھ آپؐ کے آئینے سے یہ "سورۃ کشمکش" کے قریب دیکھے جو "جنت المادی" کے نزدیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد کے مطابق ہے جس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ہار سے میں فرمایا کہ

"عَلَيْهِ شَيْدَةُ الْوَلَوِي، اَوْمَرُ الْفَلَسْطَوِي وَهُوَ بِالْأَفْئِقِ الْأَعْلَىٰ لَمْ يَفْئِدْ لِي"

(۱۸۳: ۱۸۴)

اس حدیث مبارکہ کو مستجاب ہوا کہ شریعت کے حوالے سے ہمارے ساتھ وہی اور سب علماء و صحابہ نے بھی بیان کیا ہے جن میں امیر مسعودؑ اور جبریل علیہ السلام اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔ اس حدیث میں اس قول ہوا کہ "تَشْكِلُ فُتَاتٍ طَوَسِيْنَ" اور اس کے بعد جو الی عبدہ ما او حی" کی طرف صاف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے دو بزرگ صحابہ کرام علیؑ و ابی بکرؓ کی طرف اشارہ کیا ہے "اَوْحِيْ اِلَى عَبْدِهِ مَا اَوْحَىٰ" فرمایا کہ اس ارشاد فرمائی میں "اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ" سے حضرت علیؑ کی خدمت میں ہوا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی بات ہے۔

عطاء بن ابی رباح اور جابر بن عبد اللہ کے حوالے سے وہ حدیث تبریٰ جی جس میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سائقون آسمانوں میں کسی پر ایک قدم، ایک دانہ لہر ایک دانہ لہر کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اپنی مہر کو بخیر یا بکسر میں نہ ہوا اور نہ ہی قیامت کا دن آئے گا تو اس (روز بھی) اور سب کے سب نہیں گئے کہ ہم سے تیری عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکا۔ جو اسی کے کرم نے شکر نہیں کیا۔"

ان دونوں احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سائقون آسمانوں پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں عبادت قیام نہ کر رہے ہوں۔ یہی وجہ تو ان میں سے نہایت قیام، جو کہ عبادت کو بخیر یا بکسر عبادت جہاں مشکل طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور اپنی قیامت کی سزا کی حالت میں رہیں گے۔ واللہ اعلم۔

یہ حال اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے پر وقت واپسی طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تعلق و تعلق میں مصروف رہتے ہیں اور اسی طرح قیامت تک یہی کہتے رہیں گے۔ وہ ان کے یہ اعمال وہ ہیں جن کا انہیں خواہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے عطا کیا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود ارشاد فرمایا:

وَمَا نَالُوا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ وَاللَّحْنُ الصَّالِحُونَ وَاللَّحْنُ الْمُسَوِّجُونَ [احادیث: ۱۹۳، ۱۹۶]

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ آیا وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے صرف بہتہ ہوتے ہیں جس طرح فرشتے اس کی عبادت کے لیے صرف بہتہ ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ سے سن کر صحابہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ فرشتے جس طرح صرف بہتہ ہوتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ بھی صرف بہتہ ہوتے ہیں۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے ہمیں (مسلمانوں) کو اس کے جہوں دوسرے انسانوں پر جو فضیلت دی ہے وہ تمہارا توں کی وجہ سے دی ہے ایک یہ کہ ہم نے (لشکر ان انسانوں نے جو خدا کے واحد پر ایمان رکھتے تھے) اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک گھر زمین پر ہی مثل کا بنا دیا جیسا آسمان پر بہ دوسرے یہ کہ ہم نے اسے چاند مٹی سے عطا کیا ہے یہ کہ ہم اس کی عبادت کے لیے فرشتوں کی طرح مساجد (جی) اس کی طرح یعنی صرف بہتہ خدا کے حضور حاضر ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا رَمَكُمُ وَالْمَلَكُ صَفَاً

قیامت میں اس کے درپردہ جاری غاضبی کے پہ سے میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالصَّالِحُ صَفَاً لَا تَكْفُونَ الْإِيمَانُ الَّذِي لَهُ الرُّحُفُ وَالْقَالَ صَوَاباً

ان میں اس میں اور قیامت کے کیا کہ نہ صرف یہ کہ میں دوسرے عباد کی قیامت میں رہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں جنہیں "روح القدس" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہاں روح سے مراد روح ہے جسے جملہ مخلوقات کی روح سمجھا جاتا ہے۔

مٹی بنی ہوئی ہے اس میں سے اس کی قیامت کے بتایا ہے کہ اس سے مراد یعنی "یوم يقوم الروح... الخ" میں دوسرے مراد فرشتے ہیں جو انیشت کے لحاظ سے عجیب ترین ہے۔

ان میں رہتے ہیں کہ ان سے محمد بن خلف مصطفیٰ اور ابراہیم بن جراح نے اپنی تفسیر میں بیان کیا اور ابن مسعود کے حوالے سے آخر الذکر کے قول بیان کیا کہ "یہاں دوسرے مراد وہ تھے آسمان پر فرشتے جو جملہ مخلوقوں اور پیمانوں سے مٹی بنی زیادہ سمجھا جاتا ہے اور ہر روز وہ صبح یا شام ہر روز ہر وقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہے اور یہی قیامت کے روز وصوف ملائکہ میں سب سے اعلیٰ کمر اور گاہ میں یہ روایت بہت ہی غریب ہے۔

طبرانی بیان کرتے ہیں ان سے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز مصری (ابن وہب بن زرقان) اور ابو جابر بن کثیر (ابن کثیر) نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہوں کو اس کے حوالے سے انہی کی ذاتی بیان کیا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کے لیے سائقون آسمان اور زمین کے سائقون مخلوقات ایک نئے کی طرح ہیں یعنی وہ نہیں (اللہ کے حکم سے) اگرتا ہے خود یا جائے ایک نئے کی طرح مٹی سے لے کر اس فرشتے کی صفت ملک حیث بھت" ہے۔

حضرت جبرئیل کے پروں کے بارے میں متفقہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس موضوع پر ایک اور روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان سے زید بن حباب نے بیان کیا اور انہوں نے کچے بعد دیگرے یسین، یحییٰ، یحییٰ اور ابن مسعود کی زبانی سنا کی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام جب بھی آئے تو آپ نے ان کے پر ہمیشہ شفق الاوان اور چوں چپکتے ہوئے دیکھے جیسے بچہ موتی چپکتے ہیں۔

ابن جریر فرماتے ہیں کہ ان سے ابن یزید بخاندانی نے بیان کیا کہ انھیں احق بن منصور اور اسراہیل نے ابی احق، عبد الرحمن بن یزید اور عبد اللہ کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب (شب معراج) میں جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کو عرفہ پر سوار کر کے آسمان کی طرف اُٹھ کر پرواز فرمائے گا تو ان کا جسم (خودا میں اڑیں گے) آسمان تک پہنچا دے گا۔

یہ سب کچھ سن کر وہ ایک روایت مامر مضمی کے حوالے سے اس طرح درج ہے کہ اول اللہ کریمتی مسروق نے بیان کیا کہ ایک بار وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس موضوع پر گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے خود اللہ تعالیٰ کا قرآن میں یہ ارشاد نہیں پڑھا کہ

”وَلَقَدْ رَآهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُصَبِّحُ أَضْجًا مَّعْجُورًا“

اس کے بعد انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”میں اس امت میں کبھی فرد ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ سے کبھی اس کے بارے میں ارشاد یافت کیا تھا“ اور آپ ﷺ نے (جواباً) ارشاد فرمایا تھا کہ ”میں نے جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ اپنی عظمت کے لحاظ سے ہر اس چیز سے بڑے تھے جو (اپنے جیسے میں اڑیں گے) آسمان تک پہنچا دے گا۔“

مگر بخاندانی کی ایک روایت میں مگر سند کے ساتھ غور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں قرآنی ”وَمَا تَنْصُرُوا إِلَّا بِاللَّهِ وَمَنْ يَتَصَدَّقُ بِهِ“ کا حوالہ دے کر ارشاد فرمایا: ”میں نے انھیں ان کی اصلی شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔“

مگر بخاندانی کی ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ وہ نے ایک دن عربین میں حضور پروردگار صبر کے بعد مکمل سکوت اختیار کرتے تھے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تو وہ آپ ﷺ کی امامت میں نماز پڑھتے تھے۔ مردہ سے بین کر عربین میں حضور پروردگار نے ”اے مردہ جو تم کہہ رہے ہو میں اسے خوب سمجھ رہا ہوں کیونکہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کی زبانی ان کے والد کے حوالے سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل کی آمد پر جب وہ مجھے دیکھتا تھا اور مجھے سنا دے پتہ تو میں نے ان کے ساتھ پانچ مرتبہ نماز پڑھی ہے اور حضور نے یہ بھی بتایا کہ آپ ﷺ نے پانچ مرتبہ کی زیارت الہی کی تھی کہ فرمائی۔ جہاں تک اسراہیل علیہ السلام کا تعلق ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ ایک فرشتہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین پر اور صبر پر کھڑے ہیں۔ کبھی بار صبر پر کھڑے جاتے ہیں تو اس انسان میں بیچ بیکار پڑ جاتا ہے کہ جب کہ صبر کی دوسری آواز پر جو ہر دل کی کرن سے لاکھوں کہڑوں گنا زیادہ ہوگی خوف زدہ ہو کر ان کے دل اٹھ جائیں گے اور اس کی تیسری آواز پر مردہ قبروں سے اٹھ جائیں گے۔ اس کی تعلیمات ہم انشاء اللہ کے محل کر حسب موقع پیش کریں گے۔

پھر حال بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک روز صحابہ سے فرمایا: ”میں کیونکر آرام کر سکتا ہوں (اور کس طرح کس چیز سے لطف اندوز ہو سکتا ہوں) جب کہ ہر ایک صبر کا سدا بہار اہل اس کے پھونکنے کے لیے غم انگیزی کے شکر ہیں اور جبرئیل میکا کیل ہر تہیب ان کے دایم ہائیں کھڑے ہیں۔“

آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ سن کر صحابہ نے آپ سے دریافت کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ پھر ہم کیا کریں اور کیا کہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عَسَى اللَّهُ وَنَعْمَ أَلَوْ كَيْلُ“ اور ”عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا“ پڑھتے رہا کرو۔

یہ حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری نے علیہ رضی اللہ عنہ کی زبانی ابی سعید خدری کے حوالے سے روایت کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سنی روایت ایک اور جگہ اور معاویہ اور عائشہ کی زبانی اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زبانی سے بیان کیا ہے۔

امرا کی روایات میں سے ہیں۔ اس مسئلے میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث مرفوعہ بیان کی اس کی بھی جگہ جگہ ابن مسلمان نے تصحیح کی ہے۔ یہ حدیث ہمارے نزدیک بھی محل نظر ہے کہ چونکہ اس میں عبداللہ بن عمر کا جو جواب دیا گیا تو نہ خود روایتی ہے نہ اس روایت کی تفصیلی یا چھینا کتب اہل ہاد سے ملے ہوں گی جو پہلے مصری تھے اور اکثر امرا روایات پر مبنی واقعات بتایا کرتے تھے۔ ہم انکا جائزہ آگے چل کر مفصل میں موصوعہ پر مزید تفصیلی سے چھٹکر کریں گے۔

اسیسا کا خلاصہ یہ ہے کہ زہیرہ زوجہ ابنی ہاشمی ہاشمی کی قرہ بصرہ کی کھڑکریا تھے نے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی عواصی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ تذکرہ میں پایا جاتا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ جب ہجرت و ہجرت اس کی قبر سے خطاب ہوئے تو زہیرہ نے اس کی یہ خبر دہرائی کہ وہ اس کا ہمراہ تھا۔ یہاں سے اس کے بعد وہ جن سے انکرا تاں پر دست بردار ہوئی۔

اس مسئلے میں حاکم اپنی کتاب مستدرک میں ابن عباس کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اس زمانے میں زہیرہ پر رہنے والی عورت اپنے حسن و جمال کے لحاظ سے ممتاز و سزاوارتہ ہر وہ کی مثال تھی۔ ہمارے خیال میں حاکم کی یہ روایت قرین قیاس ہے اور اس لیے کہ وہی قول ہاشمی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہجرت اور ہجرت کا واقعہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں ہوا تھا جب کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قصہ حضرت سلیمان بن داؤد (علیہ السلام) کے زمانے کا ہے تاہم ہم نے اسے اپنی تفسیر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کی روایات کے مطابق نہیں لکھا ہے۔

یہ کیف اس قصے کا اصل کتب اہل ہاد ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اسے ثوری بن عوف بن عقبہ و سالم بن عمر اور کعب اہل ہاد میں سے حوالے سے بطور روایات کے نقل کیا ہے۔ یہی کعب اہل ہاد کے علاوہ یہ روایات ابن ابی شیبہ و احمد و یوسف کے حوالے اور اسناد کے ذریعہ میں حدیث بیان کی گئی ہیں ان میں صحیح مسلم کا بیان بھی شامل ہے۔ واضح ظہر۔

جو لوگ قرآن کی آیت شریفہ "وَمَا السَّوْلُ عَلَى الْمُحْلِكِينَ" مہمل ہاروت و ماروت میں "ہاروت و ماروت" سے روایات کے ذریعہ مراد لیتے ہیں وہ بھی بڑی عجیب اور عجیبہ قرآنی بات ہے اور ہر چند کہ ایسے لوگوں کے اس بیان کو ان حرم روایات کی ہے کہ جو حدیث قرآن میں "محلکین" کے لفظ سے یہ بات ظاہر کرتی ہے اس لیے وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ جو لوگ حدیث "یا ایہا قرآن میں "محلکین" کے حرف کاف و کسور یعنی زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں ہاروت و ماروت فارسی (ایران) کے دو جھگڑان (بادشاہ) تھے۔ یہ بات صحاح کے نقل کی ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہاروت و ماروت دو حقیقت و فرشتے تھے لیکن انھیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی مراد ہی تھی جیسے انھیں کو جو فرشتہ ہی تھا خدا تعالیٰ نے نافرمانی کی مراد ہی تھی۔ ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہاروت و ماروت فرشتے تھے اپنی جگہ درست ہے لیکن ان کا بطور مثال یہ کہنا کہ انھیں بھی فرشتہ ہی تھا خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ حقیقت میں تھا۔ اس موصوعہ پر اس وقت مزید یہاں تک تفصیل چھٹکر کریں گے۔

حدیث میں دو اور مسئلے کا متکرر ذکر کے نام سے ذکر آیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کے بموجب قرآن میں ہر صیت سے اس کے رب اس کے وین اس کے نبی اور اس کے نیک و بد اعمال کے بارے میں سوالات کریں گے جس میں ہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہم ہیں۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان فرشتوں کے گناہ نام لوگوں سے مختلف ہیں کہ چھوٹے گناہ و گناہ بڑے بلکہ ہر ایک گناہ ان کے کفایت بہت لیے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے سوالات کے جواب دینے میں مدد فرمائے اور قرآن کے احکامات سے محفوظ رکھے آمین۔

ملک البجالی ... بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن یوسف و ابن ابی ہریرہ نے ان کے جواب کے حوالے سے بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ ان جناب کو خود نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے حوالے سے فرمایا کہ (ایک روز) آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ انھوں نے اس کے روز میں جس روز میدانِ آدھ میں کھانا کھا کر مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی اس روز سے زیادہ سخت ہوئی تھی دیکھا ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا میں نے وہ دن دیکھا ہے اس روز میں عید النکاح میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی مجلس میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دے دیا تھا اسی سے غالب ہوا تھا۔ ہر حال اس عامر اور دوسرے کا ذکر کہ نے جو پراثر نظام کیا تھا کہ میں جتنا نہیں سکتا۔

جب علامہ تائی قویٰ اور میری قویٰ طرف سے مجھ پر یہ قسم ہو، یا تھا تو میری نگاہ ان کی طرف لگی اور میں نے دیکھا اپنے ہاں کا کھانا کھانے پر مایہ نیت اور کھانا اس کے بارے سے تالیف فرشتہ زمین کی طرف نہ رہا ہے جب وہ شہر میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ جبریں علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قوم کا سواک و گنجینہ بنا دیا آپ کے ہاں میں ان کے کونیا نعمت بھی ہے میں ان کے مجھے تائید ہے کہ اگر آپ کا حکم بہانہ ہو تو میں روئے زمین پر جیتے دھکات ہیں انہیں اٹھا کر آپ ﷺ کی اس قوم پر امان دیتی۔

جبریں علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے الہ کر مہے پاؤں کے بارے میں یہی کہ میں نے اس کا حکم کیا دیا اور جبریں علیہ السلام سے کہہ "تجلی بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے اصحاب سے اللہ تعالیٰ اپنے لوگ پیدا کرے جو صرف اسی کو سمجھ سکیں اسی کی عبادت کریں اور کسی دوسرے کو اس کا شریک نہ سمجھ سکیں۔"

پھر میں نے حکم لیا اللہ علیہ نے بھی ان کو جب کے واسطے جان لی ہے۔

فصل

تقسیم ملائکہ۔ فرشتے اپنی امانت اور پوری نعمت سے تقسیم کیے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو مہلین عرش ہیں اور کچھ عرش کے چاروں طرف رہتے ہیں۔ ان کے وہاں نیچے ہیں۔ فرشتوں کی یہ ہاں تیسیں اشرف الملائکہ ہیں درمقربین کہلاتی ہیں جن کا پہلے ذکر آیا ہے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا يَسْجُدُ الْمَسِيحُ ابْنُ يَكُونُ عَبْدُ اللَّهِ وَلَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ الْمَقْرُون"

جبریں اور یہ کچھ مہلین اسلام بھی انہی ملائکہ مقربین میں شامل ہیں۔ یہ فرشتے بھی ملائکہ مقربین اگرچہ عام مسلمانوں کے سامنے نہیں آتے تاہم ان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتے ہیں:

"وَيَسْتَعْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَإِنَّمَا تَغْفِرَ الْغُفُورُ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ"

وَقُلْ عَذَابُ الْعَذِيمِ أَلِيمٌ"

جب یہ فرشتے اہل ایمان کے ان مسلمات سے متعلق پڑتے ہیں جن کے لیے وہ ان کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں تو پھر وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"أَبَدَ وَأَبَدَ مَا يَدْعُوهُ بِلَاغٍ (مسلمان) کے لیے اس کے چوتھے پیچھے مانے کی دعا ہے تو فرشتے ان میں کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

جبر سے لیے بھی انکی ہی یعنی امان کی دعا ہے۔"

ان کے علاوہ دوسرے فرشتے جو مائوں آسمانوں میں قیام پذیر ہیں شب و روز ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مسلسل عبادت میں مصروف رہتے ہیں جیسا کہ انصاری نے ارشاد فرمایا کہ وہی وقت رب العزت کی عبادت سے غافل نہیں رہتے کوئی چیز جو اس میں جاتا ہے اور کوئی قیام میں۔ انکی فرشتوں میں وہ فرشتے بھی ہیں جو آسمان کے چھوڑ کر وہ ستر چار کی تعداد میں بیت المعمور کی طرف جاتے ہیں لیکن ان فرشتوں کی تعداد اتنی ہے کہ ستر چار کے ساتھ کہ وہ بارہ بیت المعمور میں اور بارہ بیت المعمور میں وہ ستر چار کی تعداد میں بیت المعمور سے جاتے ہیں لیکن ان فرشتوں کی تعداد اتنی ہے کہ قیام پذیر ہیں۔ یہ فرشتے ان کے اور ان کے متعلقین کے لیے تھے۔ کھانے پینے اور عبادت کا انتظام کرتے رہتے ہیں جن میں سے بارہ میں انسان کا خیال کی نہیں جاسکتا۔

عادت سے یہ بھی بد چلتا ہے کہ جنت کا دارودہ بھی ایک فرشتہ ہے جو دروازہ ان کا ہے اس کا عذر شریف میں تحصیل ہے نہ کہ موجود ہے۔ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو دروازے پر تھکتے ہیں ان کی تعداد ۱۹ (انیس) ہے ان فرشتوں کا سردار جو فرشتہ ہے اس کا نام مالک ہے اور دروازے کی ساری آگ کا وہی

”یعنی جب اللہ تعالیٰ نے جنت و عذاب کی تفصیلات بیان فرمائی تھیں تو اس کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ اس نے بیان کر دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے جنت و عذاب کی تفصیلات بیان فرمائی تھیں تو اس کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ اس نے بیان کر دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے جنت و عذاب کی تفصیلات بیان فرمائی تھیں تو اس کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ اس نے بیان کر دیا۔“

جس فرشتوں کی یہ گزارش تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مرثیہ فرمایا کہ میں ہر صلیب اسلام کی دعا سے بڑھاد وصال کوئی دوسری مخلوق نہ کرے گی انہیں کہو گے۔ کیا تمہیں نے آدم علیہ السلام کو اپنے دوست خود رب سے پیدا یا نہیں کیا ہے اس سے کہا کہ ہم کل ۱۰۸ مہینے۔

پایہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"خلق الإنسان من صلصال كالفخار وخلق الحان من مارج من نار لهاي آلاء وكمالاتكلمان"

$$\{A \in L^{\infty}(\mathbb{R}^d; \mathbb{R}^{n \times n}) \mid A^T = -A\}$$

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَءٍ مَسْنُونٍ، وَالْجَنَّ خَلَقْنَا مِنْ ظَلَمٍ مِنَ ظُلُمٍ

$$\left(\left(\frac{1}{2} \right)^{n-1} \cdot \frac{1}{2} \right)$$

”من حارج“ سے کیا مراد ہے؟ ... صحیحہ کی ایک آیت میں الفاظ ”من ملوج“ کے بارے میں اسی عبارت میں ملوث ہے مگر مراد مجاہد مسند احمدی بارہ حصہ دو نمبر ثانی نے دی ہے کہ جس میں کہیں سے مراد ملوج کی ہوئی آگ ہے لیکن ایک دوسری روایت میں اسے خالص آگ کہا گیا ہے۔ ہم نے تحقیق کیا کہ اس آیت کے حواصاف کے مضمون میں اس سے کوئی تعلق نہ ہو بلکہ یہ خود اودود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ملائکۃ فو سے پیدا کئے گئے جنہاں آگ سے اور حضرت آدم اس طرح پیدا کئے گئے جیسا کہ تمہیں پہلے بتایا جا چکا ہے“ یہ حدیث مسلم حدیث الطبری سے مروی ہے۔

جہنم کی یہ آتش آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی یا بعد میں؟... اس کو ملے تغیر کا یا ان کے کہ جہنم آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کیے گئے تھے جبکہ ان سے پہلے جہنم سے نکلے تھے۔ یہ مسئلہ حنفی کے ان پر جہنم کو مسلمانوں کی جنہوں نے ان کو حکم نہ کیا وہ ان کی جگہ میں برحق رہے۔

اسی نے اپنی تفسیر میں ابی مالک، ابی صالح، عمرو بن مسعود رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے صحابوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے حسب شان و عظمت کا نام سے دعا فرمے تو اس دعا میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر ضروری ہے۔

جہالت کی وجہ تسمیہ . . . ان کا نام جن اس لئے رکھا گیا تھا وہ جنت کے خلاف تھے اور انہیں بھی دوسرے فرشتوں کے ساتھ ان میں شامل تھا جن میں کے دل میں (باطل) کی لہلہاں نے جڑ بکڑی کہ وہ جنت میں قاتل فرشتوں کا سردار بن چکا تھا۔

خدا کا یہن مہا پس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات کرتے ہیں کہ جب جنات زمین پر خدا کو پہچانے اور انہیں قہر و قدرت کرنے لگے تو اللہ عزوجل نے ان کو دوسرے فرشتوں کی معیت میں اٹھیں کہ وہ اپنی بیچھا اور ان سب نے ان عقیدہ اور زمین پر جلاکت خیز یوں میں صحت جنات کو سننے، لی جزووں کی طرف اشارہ کیا۔

انہی وجوہات کی بناء پر انہی یا شیطان کو جو پہلے حوازل کو ہانا تھا اور اسے ملائکہ میں ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی ملا اہل سے باقی میں گرا رہا گیا وہ ان کی کائنات دہائی طور پر اس کے لئے حرام قرار دی گئی نہ میں وہ جیٹ کے لئے اس کا مستحق بنایا گیا اسے اور اس کی اہلیت کے علاوہ خود اس کی قوم اور اپنی آدم میں سے ان کو جو اس کی اولاد کی اطاعت کریں گے بطور سزا ان کو ان کے حق کا مستحق ٹھہرایا گیا جس سے ان کی ضرورت بھی کم رہا گیا البتہ حق یا انسان ان میں سے جو کسی صرف اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے انہیں جزائے خیر کی بشارت دی گئی۔ جیسا کہ درج اول قبیہ کر رہے ہیں:

ارشاد ہادی تعالیٰ ہے:

"إِنَّ أَوْلَىٰ لَكُمْ هَٰذَا الَّذِي كُوتَ عَلَیْهِ لِمَنْ آمَنَ مِنْ أَلِیِّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِأَنَّكُمْ كُنْتُمْ قَبْلَہِ الْإِنْسِیَیَ"

اور فرمائیے:

"قَالَ الذَّہَبِ لِمَنْ تَبِعَكَ مِنْہُمْ لِمَنْ جَہَنَّمَ حَزَاءٌ كَمَ حَزَاءِ مَوْفُورٍ وَ اسْتَغْفِرُ مَنْ اسْتَطَعَتْ مِنْہُمْ

بَصُورَتُكَ وَ اجْلِبْ عَلَیْہِمْ بِخِلَکَ وَ وِجْلُکَ وَ شَارَکَہُمْ فِی الْأَمْوَالِ وَ الْأَوْلَادِ وَ عَدَدِہِمْ وَ مَا یُعَدُّہُمْ

النَّبِیُّنَ الْأَعْرَافُ ○ ان عادی ایس لنگ علیہم سلطان و کھی برنگ و کھلا" (۱۶۵: ۶۲)

اس جیسے کا ترجمہ تفصیلی اگر ہم تفسیر آدم علیہ السلام سے متعلق کر دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہاں بتا رہا ہوں صرف یہ واضح کرنا تھا کہ جنات کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے اور وہ بھی نئی آدم کی طرح کائے پیتے پیرا اور ان کا سلسلہ خود تامل بھی انہی کی طرح چلتا ہے نیز یہ کہ ان میں بھی کافر و مؤمن دونوں موجود ہیں۔ جیسا کہ سورہ ناس کی درج اول آیت قرآنی سے ثابت ہے:

۱۔ "وَ اسْرِفْنَا إِلَیْکَ لِقَا مَنِ الْجَنِّ یَسْمَعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوہُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا انْقَضَىٰ

وَلَوْ أَلِیُّ قَوْمِہِمْ مِّنْہُمْ ○ قَالُوا یَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا الْکَلَامَ الْاَنْوَلِ مِنْ ہِندٍ مَّوْسٰی صَیْغًا لَّعَا بَیْنَہِہِ

یَہْدٰی اِلٰی الْحَقِّ وَ اِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ یَا قَوْمَنَا اَجِبُوا دَاعِیَ الْاَنْوَلِ اَمْتُوا بِہِ بِطَرَفِ لَکُم مِّنْ ذَلِیْکُمْ

وَ یَسْجُرْکُمْ مِّنْ عَذَابِ الِہِمِّ ○ وَ مَنْ لَا یَجِیْبُ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُحْجَرٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَہُ مِنْ قُوَّہِ

اَوْ لَیْہِ اِلَّا وَلِئَلَّکَ فِی ضَلَالٍ مُّیِّنٍ" (۳۳: ۳۸)

۲۔ "قَالَ اِلٰی حِوٰی اَلِیُّ اَلِہِ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ لِقَالِہِ اِنَّا سَمِعْنَا فِرَآءَ عَجِیْبَ یَہْدٰی اِلٰی الرَّشَدِ لَقَدْ اَتٰہُ

وَلِنْ لِّشَرِّکِ رَبِّنَا اَحَدًا ○ وَ اِنَّہُ تَعَالٰی جَذَرْنَا مَا جَعَلَ صَاحِبَہُ وَلَا وَلَدًا ○ وَ اِنَّہُ کَانَ یَقُولُ مَغْیِبًا

عَلٰی اللّٰہِ سَطَطًا ○ وَ اَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ یَقُولَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اللّٰہِ کَلِبًا ○ وَ اِنَّہُ کَانَ رَجُلًا مِّنَ الْاِنْسِ

یَعْرِضُونَ بِرَجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فِزَادَہُمْ وَ حَقًّا وَ اَلِہِمَّ عَلٰوًا کَمَا خَشِیْتُمْ اَنْ لَّنْ یَبْعَثَ اللّٰہُ اَحَدًا ○ وَ اَنَّا لَنَسْتَا

السَّعٰی فِرَاجِدْنَا مَا مَلَّتْ حَرَمًا شَدِیدًا ○ وَ اِنَّا کُنَّا لَنَقْدُہُ مَقَاعِدَ لِّلْمَسْمُوعِ لَمَنْ یَسْتَمِعُ الْاَنْ

یَجْعَلُ لَہُ شَہَادًا ○ وَ اَنَّا لَا نَدْرِی اَشْرَ اُرَیْدُہُمْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اُرَادَ بِہُمْ وَ بَہِمَّ رِشْدًا ○ وَ اَنَّا مَا

الصَّالِحِیْنَ وَ مَا دُونَ ذَٰلِکَ کُنَّا طَرِیْقَ قَدَدًا ○ وَ اَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ یُعْجِزَ اَلِیُّ فِی الْاَرْضِ وَلِنْ تَعَجَّرَہُ

ہَرَبًا ○ وَ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الِہْدٰی اَمَّا بِہُ فَمِنْ یُؤْمِنُ بِہِہِ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَلَا حَقًّا ○ وَ اَنَّا مَا

الْمُسْلِمُونَ ○ وَ مَا الْقَاسِطُونَ ○ لَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولَٰئِکَ لَنَحْرُورُ رِشْدًا ○ وَ اَمَّا الْقَاسِطُونَ فَکُنَّا لَہُمْ الْجَہَنَّمِ

حَقًّا ○ وَ اَنْ لَوْ اَسْتَظَاوُا عَلٰی الطَّرِیْقَةِ لَاسْقٰیْنٰہُمْ مَّاءَ عَقِطًا لِّنُغْتَبِہُمْ فِیْہِ ○ وَ مَنْ یَعْرِضْ عَن ذِکْرِ رَبِّہِ

یَسْلُکْہُ عَذَابًا مُّصَدًّا" (۳۳: ۳۸)

ہم نے اس آیت کی تفسیر اور جنات کا یہ تمام قصہ سورہ انفار کی تفسیر کے آخر میں پیش کیا ہے اور اس سلسلہ کی تمام متعلقہ آیات بھی ہیں پیش کی ہیں، یہی صحیح اور سچ ہے کہ بعض جنات کا ذکر کچھ کتابوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ وہ کہیں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہو کر رہے ہیں۔

تہنکے میں لیکن حقیقتاً اہل ایمان پر اسے تسلط حاصل نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ نیک لوگوں اور ان لوگوں کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں ملے جاتا ہے اور وہی ہر شے کا حقیقہ مطلق ہے۔

ہم ان آیات قرآنی میں سے کچھ آیات چن کر دیکھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ عہد دیا کہ وہ ہم پر اسلام کو مجبور نہ کریں اور جن کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی قسم لیکن شیطان کی طرف سے آدم کو مجبور کر کے اس کا ان کی اس سرکشی و نافرمانی و جنت کی آنک سے نکلتی ان کی زمین پر آبادیاں لیکن ان کی عہد و پیمان کی وجہ سے فرشتوں کے بارے میں ان کی کٹھن دماغی سے بے جا جلی اور سمندر کی ۱۶۶ آیتوں میں ان کی آبادی و عہد و پیمان چکا ہے آگے چل کر ہم آدم علیہ السلام کی تخلیق کے ضمن میں شیطان اور اس کی فتنہ پر بازی کے مفصلہ التفصیل پیش کریں گے کہ آیات قرآنی اور احادیث سے ان کے حوالے بھی پیش کریں گے، اللہ تعالیٰ رحمہ اللہ۔

شیطان کی کثرت :۔ دیکھتے ہیں قرآنی کے مطابق ابلیس کی بیچانی کارگزاریاں ابھی تک جاری و ساری ہیں اور تاقیامت جاری رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: "ان کبد الشیطان کان ضعیفا"

و کان اسد قلب معصبة العظيمة عزراہیل

اور اللہ نے اس کی کثرت اور کدوں تانی ہے اور اس کے علاوہ ایک روایت یہ کہ ایک وفد انحضرت ﷺ نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ آیا انہوں نے بھی شیطان کو دیکھا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ "ہاں ابلیس کا عرش سمندر سے زیادہ بلند ہے، میں نے اس کا عرش دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ بلند ہے" تو ہمارا اللہ احد سے زیادہ بڑا ہے، ہمارا اللہ اس کی قدرت زیادہ بڑی ہے، اس اور حق ہے۔

اس روایت کے بعد سے میں ابلیس کا عرش (اس کی مستقل سکونت) سمندر پر ہے، "نام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

عرش ابلیس فی البحر یعت سر ایاء کل یوم یفتنون الناس فاعظمهم عندہ منزلة اعظمهم فتنة للناس

(یعنی ابلیس کی مستقل سکونت سمندر میں ہے لیکن وہ انسانوں کو گمراہ دینے اور ان میں فتنہ پھیلانے کے لئے وہاں سے تمام نرے لے لیں گے، مگر وہ جتنا ہی بڑا ہے اس کے نزدیک اس کی مستقل اور عظیم ترین منزل انسانوں میں فتنہ پرانی ہے، پھر فتنہ پرانے کا اس کے ہاں بہت مقام ہے۔

ابلیس کی قیام گاہ :۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان فرماتے ہیں کہ ان سے دور اور ان جرات کرنے والوں کا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بتایا کہ جہاد میں عہد اللہ نے انحضرت ﷺ کو فرمایا تھا کہ "ابلیس کی مستقل قیام گاہ سمندر میں ہے لیکن اور اس دن انسانی بروری میں پھرتا رہتا ہے اور ان میں فتنہ پھیلاتے گا، ابلیس نے کوئی اور عہد اور عظیم ترین منزل نہیں رکھتا ہے" لیکن جو ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں اس حدیث کی روایت کو منقولہ حیثیت دی ہے اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں بیان کیا ہے۔ (المؤثر ج ۱)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ان سے منقول، شاذ اور علی بن ابی الدرداء نے جہاد میں عہد اللہ کے حوالے سے بیان کیا کہ انحضرت ﷺ نے ابن عباس سے فرمایا کہ انہیں ابلیس کے بارے میں کچھ معلوم ہے، تو انہوں نے عرض کیا کہ اس کا عرش یعنی اس کی قیام گاہ سمندر میں مایوں کے درمیان گھری ہوئی ہے۔

امام احمد جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا عرش پانی پر تھارتھ لیا اور مری پھیلاتے ان کو آپس میں لڑانے کے عمل سے مایوں نہیں ہوا۔

امام مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا عرش پانی پر تھارتھ لیا اور مری پھیلاتے کے لئے شیطانوں کی تشکیل کرتا ہے، مگر ہر ایک کی کارگزاری جتنا ہے۔ فتنہ پرانے اور آپس میں تفریق ڈالنے والے شیطان کی تفریق کرتا ہے، اور اس کو اپنا قریب بناتا ہے، مثلاً اپنی دعا ہے۔ یہ بات ہم نے آیت قولہ تعالیٰ: "ما یفرقون بہ بین العزہ و زوجہ کذلک میں دیکھی ہے، اس کے شیطان کا کام ہے مسلمانوں کی آپس میں محبت و الفت میں تفریق ڈالنے کے لئے، پھر جہاد میں۔ شیطان کی فتنہ پرانی سے بچنے کے لئے

مسح و تمیز اہل فرما لی گئی۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد مساجد و مکتبہ کے بارے میں ہدایت فرمائی:

ان الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم

خون کی روپائی کی طرح خون آدمی میں بہتا رہتا ہے۔

حافظ (۱)۔ خطی معررت الفس فی الشیء عنہ استمعیت کرتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

شیخاں لکھا دم کے بل پر اپنی ناک رکھ کر کہتا ہے اگر وہ اڑ کر رہا ہے تو سو رہے جانے ہے اگر وہ اڑ کر نہ سکتا ہے تو اس کے بل میں سو رہا ہے۔"

اللہ کے فرمان والا فکر و ملک افضل است میں یہ دعوت ہے کہ اللہ کے دعوے سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ شیطان کا سب سے پہلا وار انسان کے دل پہ ہوتا ہے اس کا دل اللہ کے دعوے سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں گھر کر لیتے ہیں۔ لہذا ان کے عارضہ سے شیطان قلعہ کرتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں لہیان کا عارضہ الا لہ ہے ان کو ہمالیہ قلعہ میں گھرا لئے گئے تھے۔ ہم نے سرورِ مہجرت کی تحریر میں یہ بات تصدیق سے لکھی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عامر نے ابو حمزہ کو رسول اللہ ﷺ کے جانب (یعنی سطر) کے حوالہ سے کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں آپ ﷺ کے کعبہ میں تھے تو آپ ﷺ نے غزنی مولوی پر کہنے لگے کہ آپ ﷺ کے کعبہ میں نے کی ہے جسے عیسٰی الشیطان نے شیطان کے عکس کرنے کی وجہ سے مولوی بد کہنے لگے ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہوں میں اس سے اس کی مرگئی اور بد بھگتی جس کی لگا ہوتی ہے سے بچنے کے لیے اس سے روکنا۔ پھر ہم اللہ کو گواہ کے لیے بھاڑا تو ہم نے ان حضرت ﷺ کے اس جانب کی تہ کی کہ ابھی یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں نے آپ ﷺ کے عزم کی جھلک کر کہ میرا گھوڑا اسی جو قراری بھول کر حسب معمول بڑھ کر میرا کارخانہ سے نکلا۔

[illegible]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی کئی سیر اور روزہ یعنی روزہ کی یاد دہانی اور کھل کر ہر روز روزہ رکھنے کے حوالے سے بیان کرنا ایک جدا جدا ہے۔ یہ کہ حضرت عائشہؓ نے انھیں حق انفرادی طور پر فرمایا کہ شیطان کو یہ بات سمجھ کر بھی جس دن اس کے ہاتھوں سے آدم (علیہ السلام) کے سد کیا نام احمد رحمۃ اللہ علیہ ہی شیطان کے بارے میں ایک قصہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ شاندار روایتیں سنیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک (محب) شخص کو اس کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو اس کی طرف دیکھا تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کسی سے گفتگو کر دوں لیکن اس نے فوراً ہی اسے گھر کو اس خواہش پر جبر کیا کہ ظاہر ہے کہ اس شخص کا قصد حضرت عائشہؓ سے اس سچے بارے میں حدیث کرنا تھا لیکن آپ ﷺ نے اسے صرف یہ جواب دیا کہ "اگر کلمہ کبر" خدا کا شکر ہے کہ اس نے (تمہارے لئے ان کی) عقل کے ذریعہ اس دورے کے کٹر اور خطرناک دنیا اس روایت کو ابھرا اور اسے اس کی جگہ پر سمجھ کر بطور ریاضت کیا ہے جب کہ کلمہ کبر کا معنی روشن کرنے کے حوالے سے اضافہ کیا ہے۔

[illegible]

اسی لیے کہ ایک اور حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں اپنی حکیم مردہ اور اہل جنت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے نقل کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی مثالی جانب سے کچھ بڑا ہے حق شیطان بھی (اس کے ساتھ) اس جانب سے جتا ہے۔

کھڑے ہو کر پینے پر مہنت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان سے جو مردہ حاضر ہو جائیں گے ان میں سے کسی نے اپنی زبان و لسان سے کچھ ایسا نہ بولا ہو جس کی زبان بٹنا کا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (ایک روئے) آپ ﷺ نے ایک شخص کو کھڑے ہو کر کچھ پینے ہوئے دیکھا یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ آیا وہ پیہند کرے گا کہ اس کے (طرز) پینے میں کئی بھی خال ہو جائے؟ وہ بولا ہرگز نہیں! اس کا یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما کر کہ تو دے اس طرح پینے سے تمہاری اس پینے والی جگہ میں اس سے کئی زیادہ پیہند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ شیطان کا شر ہے اس حدیث میں جو کچھ آنحضرت ﷺ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اس کی وجہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بطور خاص یاد فرما کر کے بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جی سے جو مردہ مردار ذاتی، مہملہ ایک دوسرے سے مل کر اپنا ہرج و مرج اللہ عزوجل کی ذات سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص کھڑے ہو کر کچھ پینا رہا ہے اگر اسے یہ معلوم ہو کہ اس کے جنت میں کیا جا رہا ہے تو فوراً ”لنی کرو“۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے چند دوسرے احادیث سے بھی یہ حدیث مدایت کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے جو مردہ مردار لہجہ نے ذہن کے معاملے سے جان کر کھینچنے جا رہے ہیں کہ ان میں سے کئی نے نماز کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مکان میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام پیتا ہے تو شیطان اس کے مکان سے یہ کہہ کر گھٹ جاتا ہے کہ اس گھر میں میرا دن میں اوقات میں قیام ہو سکتا ہے لیکن جب وہ شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت ہم اللہ نہیں کہتا تو شیطان کہتا ہے کہ میں ان اہل خانہ کو کچھ کہوں گا جس سے میرا یہ دن اوقات میں قیام ہو سکتا ہے اور وہی ہے جو حدیث میں کہنا سوال کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بالکل صحیح ہے آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا تھا۔

اوقات شیطانی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے مردہ اللہ عزوجل کے مالک و مہلک ہیں اور وہ بھی مردہ اللہ عزوجل کے معاملے سے جان کر کہہ گا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قلوب کے طوطا و قروہب کے وقت نماز پڑھا کر کہ کلمہ اذکار شیطان یا اوقات شیطانی ہوتے ہیں۔

مذہبی اور شیطان نے اپنی مثالوں سے یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ جب کبھی آنحضرت ﷺ کی طرف سے فرمایا کہ کھڑے ہوئے تو فوراً نہ بھوسو۔ کتنا اس طرف سے اچھے کام اور حدیث بھی شیطان ہی کی ہے۔

”سن“ میں بتلایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے خطاب میں اللہ عزوجل کو جو پورے نے کی اور مالی جگہ میں بیٹھنے سے یہ فرما کر فرمایا ہے کہ انہی جگہوں پر شیطان بھی آتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس طرح بیٹھنے سے انسان کے چہرے کی روشنی بڑھ جاتی ہے اور لوگ اس کی نور کو دیکھ کر شیطان کی ہمت کم ہوتی ہے۔

طوطا و قروہب اور شیطانی کا اظہار و مسرت چونکہ عام لوگ شیطان یا شیطان اور مہلک کے ضمن اختلاف میں اختلاف کر سکتے ہیں لہذا بطور احتیاط یہ فرمائی کہ انہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے طوطا و قروہب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

”مخلصها كما لا رؤس الشياطين“

جو کچھ طوطا و قروہب کے بعد جس طرح روئے زمین پر طرف امور جہت نظر آنے لگتے ہیں اور تمام انسانی عبادی امور صرف کا عروج و فتنی ہے بالکل اس طرح شیطان اور اس کی اور بعد کی الجہت فرجی میں اختلاف ہو جائے گا۔ لہذا یہ کہنے والے میں طوطا و قروہب کی چمک دکھ کر نہ فرماؤں گی کہ اکثر

خود، "قلبِ پستی میں جہاں کوئی تجھ کو اس کو اپنا بھگوان یا سہارا سمجھنے لگے، تجھے جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں شیطان کے بیج اُگ رہا ہو، اسے تجھے جیسا کہ جو سبب ہے اسلام کے خوبصورت اور راج کی طرح روشن چہرے سے غائب لہجے ہی دلچسپ کے پاس چمکی ہوئی عورتوں کی نظر میں بھیج کر۔"

"حاشا للہ ما عداہم اشرار بن ہذا الا ملک کوہم" (۲۰۰۲ء ص ۳)

ہائی لئے اللہ تعالیٰ سے نہیں ہوسکتا اور نہ ہی نہ چمکے سنا کر نہ ادا دے ہوئے نہ خدا کی مروتی مجاہدوں کے مذکور بالا غریب میں جلا اور نہ
دوسرے شیطان فرمایا کہ غرض طرح کتاب کے ارادے میں انہیں سے دھوکا کھانے کی وجہ سے "طعمہ" کا نام دوسرے الشیاطین "فریادہ"
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متواتر و متفقہ راویوں کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ "مختصر" جلا نے فرمایا کہ جب حرم ہوئے گئے یا
آفتاب غریب ہو جائے تو اپنے بچوں کو گھر میں کھانا کھاتا کر کے کھائیں اور اصرار اور کھیل جاتے ہیں اور جب انت کی ایک گھڑی گزر جائے تو
اپنے مکان بکھڑا کر دینا اور اس وقت کچھ کھانا کھا سہاڑے کھائیں پانی بھر دیا آنے میں ٹھیکہ لانا وغیرہ جلا نے تو اسے بدنام نہ کیا کہ اسے گھر سے خارج
کیا کہ وہ کھانا کھانا لینے سے شرم میں نہ ہو کسی کام سے تھک کر آئے ہو یا اس میں غفلت داخل ہو سکتے ہیں۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی "امان" میں جلا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ "شیطان بدنام نہ کرے نہیں کھانا کھانا"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے ہم اور شیخ نے حضور ﷺ کو اپنی الجعدہ، کرب اور ان میں دینی خدمت کے جوئے سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی، چھوٹے بھائی، بیوی یا کسی سے کلمہ پڑھو کرے تو کہے کہ بے شک مجھے میرے بھائی کا مالک اور شیخان سے چلا اور اسے بھی جوڑے۔ بطور رزق میں مصلحتاً فرما ہے شیطان سے بچنا تو ان میں سے کوئی کلمہ پڑھ کر کہے کہ بے شک میں نے شیطان کو اپنی نشان نہیں لکھا ہے کہ اس میں سے ہر مصلحت کو لے سکے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے ہم نے بھی سنا ہے کہ کرب اور ان میں دینی خدمت کے جوئے سے ان کے بھائی ایک حدیث بیان کی۔

علاء الدین احمد انصاری علیہ السلام نے اس حدیث کو اجماع، معقولہ، سابقہ، اربعہ، اربعین، عباسی، رضی اللہ عنہ کے مولے، عہد، ائمہ، شیخ، محمدی، وراثت، کہا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شخص اپنے دل میں اللہ کے پاس آئے اور اللہ اللہ کہہ کر کہے کہ یا اللہ میں شیطان سے بچ رہا ہوں تو حق نے میرے محافظ، یا بھائی سے بھی شیطان سے عبادت کرنا نہ تھی کہ میں نے اسے کوئی جہاد یا کام کو شیطان سے بھی لگا کر کسی انسان کو بھانسا نہ کیا۔

[illegible]

لاحزہ کی ہر حمد اللہ علیہ علیہ کی ایک اور صفہ ہے کہ کہی: کمال نے فرمایا:

”جب تم سے کوئی شخص بیزار ہو جو اس کو کہے، اس شخص کو نہ جاننا بھی اس طرح ناک صالح کہے، کیونکہ شیطان دانت کے دانت ناک میں کھرا کرتا ہے۔“

مسلم روحانی معین نے اس حدیث کو بشریں اہم اور سلامتی کے حوالے سے دعا کرتا کیا ہے جب کہ نساؤی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے گھر میں زہرا دار عبدالمعین بن علی کا نام کے حوالے سے دعا کرتا کیا ہے تاکہ آخرت میں ان دونوں نے اس میں جنتی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دے۔

الحاصل یہ کہ اسی دلیل کی ایک کڑی حد تک ممکن عن الی شیکہ زبان کو ترجمہ میں تصور دہانی وائل کو ترجمہ دہانہ کے نام سے دہانہ کی

ہے جس میں ایک ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے رات گزار لی، مگر اس کا ذکر حدیث میں نہیں ہے۔ کیا گیا۔ مگر اس کے کیا کسی کے دل کو کافور
و ایک کان میں شیطان نے رات کو چب کیا، جس سے محسوس کیا۔

اس وقت ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے کہ جب انسان کی آواز سنتا ہے شیطان تو ہوا چھوڑتا ہوا ابھاگ جاتا ہے اور جب نماز شروع
ہوتی ہے تو قرآن میں اذان ہے کہ نہیں کہتے پڑھی ہیں چاہ کر کسی صورت ہو تو بھیہ ہو کرے۔

نماز میں باجماع کر کے کھڑا ہونا چاہیے۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جھوٹے روایوں کے علاوہ اسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت
کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ نماز کا وقت میں میں بیٹھ گیا رکھا رکھا اور دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر اکیلے کھڑا ہوں گے
وہ زمانہ اگر وہ بھی خالی ہو گیا ہے تو شیطان اس کا کھڑا ہو جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری حدیث میں روایت فرماتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں کھڑا ہوا اور اس نے اپنے سر پر
”لوز (دھڑکتا) میں میں بیٹھ گیا رکھا رکھا اور دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر اکیلے کھڑا ہوں گے۔“
میں نے کہا (کہ) کیا میں نے اس کی قسم کھا کر دیکھا ہے کہ میں نے مسلمانوں کے غلو میں شیطان کی اعلیٰ ہوتے ہوئے دیکھا ہے جیسے کچھ کہہ رہا ہے۔“

اگر نہ مانے تو قتل کر دو۔۔۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے اسرار معلوم کر لئے اور میں نے عیدین میں ہلال اہل صانع اور اہل
سیر کے حوالے سے یہ بیان کیا کہ ہر سال اللہ تعالیٰ نے ایک کتبہ تم کو آویزا ہے جو ہر کتبہ میں ایک شخص کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں کھڑا ہوا اور اس نے اپنے سر پر
”لوز (دھڑکتا) میں میں بیٹھ گیا رکھا رکھا اور دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر اکیلے کھڑا ہوں گے۔“

اس حدیث کو مسلم ابو داؤد نے بھی مسلمانین میں شیعہ کی بیان کر دہ حدیث کی صحت میں عیدین میں ہلال اہل صانع اور اہل سیر کے حوالے سے روایت کیا ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بھی بیان کر دہ حدیث میں عیدین میں ہلال اہل صانع اور اہل سیر کے حوالے سے روایت کیا ہے۔
شیطان نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ

”رب المظفر لی وحب لی ملکا لا یبغی لاحد من بعدی الیک انت الوهاب“

رب ختمہ شبکہ کہ میں اباد اور ابی ورضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث ہوئی کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں کھڑا ہوا اور اس نے اپنے سر پر
”لوز (دھڑکتا) میں میں بیٹھ گیا رکھا رکھا اور دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر اکیلے کھڑا ہوں گے۔“
میں نے کہا (کہ) کیا میں نے اس کی قسم کھا کر دیکھا ہے کہ میں نے مسلمانوں کے غلو میں شیطان کی اعلیٰ ہوتے ہوئے دیکھا ہے جیسے کچھ کہہ رہا ہے۔“
خبر سے یہ چنانچہ اس وقت میں نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دوزخ پڑھی جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

”رب المظفر لی وحب لی ملکا لا یبغی لاحد من بعدی الیک انت الوهاب“

جب یہ حدیث اس حدیث کے بیان میں یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت نے شیطان کو دیکھا کہ وہ نماز میں کھڑا ہوا اور اس نے اپنے سر پر
”لوز (دھڑکتا) میں میں بیٹھ گیا رکھا رکھا اور دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر اکیلے کھڑا ہوں گے۔“
میں نے کہا (کہ) کیا میں نے اس کی قسم کھا کر دیکھا ہے کہ میں نے مسلمانوں کے غلو میں شیطان کی اعلیٰ ہوتے ہوئے دیکھا ہے جیسے کچھ کہہ رہا ہے۔“
خبر سے یہ چنانچہ اس وقت میں نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دوزخ پڑھی جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

کم بخت بھاگ لگا۔۔۔ اہل ادیس کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے ندر فرمے ہوئے تھے آپ سے عرض کیا: یا رسول اللہ
آج میں نے نماز میں آپ کی زبان مبارک سے حدیثیں سنیں جو پہلے کسی نے نہیں سنی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! یہ حدیثیں تم نے
جواب میں آپ نے فرمائی: ”وہ شیطان تھا جو میرے من پر آگیا کہ وہ کسی شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں کھڑا ہوا اور اس نے اپنے سر پر

اس حدیث کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن اور صحیح بتایا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے ابو الیمان اور ضعیف نے اپنی انکار اور اصرار پر بروہی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”ہر انسان اپنی ہر بات پر سلطان کر کے ہر طرح سے شیطان کو طعن دینی کرتا ہے اور جب کوئی شخص کسی ماہر یا مسلمان کی طرح (یعنی باپ کے نام و نشان پر) پیدا ہوتا ہے جب بھی وہ کچھ بھی دیکھتی ہوئی کسی شیطان ہی کو مطمئن کرتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بیان پر اس حدیث کو سن کر کے پیش کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عام بن علی اور ابن ابی ذئب کی زبانی اور مسند العنبر کی زبان کے والد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”بھائی! شیطان کی کار فرمائی سے ہوتی ہے۔ حتیٰ اگر انسان بھائی سے بچے انسان بھائی لینے وقت نہ مہل کر ”ہاں“ کہتا ہے شیطان ہوتا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے اور انسائی نے اسے ابن ابی ذئب کے حوالے سے بیان کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ مائی سے بچے، کیونکہ بھائی کے وقت نہ مہلنے سے شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے عبدالرزاق اور سفیان نے محمد بن عجمان، سید العنبر کی زبان کے والد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ چھک کو پسند کرتا ہے اور بھائی کو پسند کرتا ہے۔ جب انسان بھائی کے وقت نہ مہل کر ہاں کہتا ہے تو شیطان ہوتا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور انسائی نے اس حدیث کو کچھ بن عجمان کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے حسن بن علی اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عصف، عصف کے والد اور مسروق کے حوالے سے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے دوران کسی فحاشی سے قہر کے علاوہ کسی نامہری چیز کی طرف دھیان جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ شیطان دوسرے جو شیطان تم میں سے کسی نمازی کے دل میں جس نے نماز پڑھتے وقت ڈالتا ہے“ یہ حدیث ابو داؤد اور انسائی نے بھی مسروق کے حوالے سے عصف بن ابی شعیبہ، عصف بن احمد الکلابی اور عاصم بن علی کے والد کے روایت کر دہ حدیث کے طور پر پیش کی ہے۔

سچے خواب اللہ کی طرف سے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور روایت ازانی بن ابی نعیر رحمۃ اللہ علیہ بن ابی نعیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”سچے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جب کہ دوسرے خوابوں کا باعث شیطان ہوتا ہے لیکن وہ نہ سے خوابوں کا باعث بنے سے سچے خواب دیکھنے والے کے دل میں خوف پیدا کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی طرف (گمراہی) کو توجہ دے اور ہونا کہتے وہ شیطان کا پیرا کہ وہ خوف ڈر دے اور جاتا ہے اس شخص کو شیطان سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

”شکر“ کا مشورہ شیطان کا ہوتا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے عبدالرزاق اور مسند نے امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”تم میں سے کوئی شخص نہیں یہ مشورہ نہیں دیتا کہ تم اپنے کسی بھائی کے خلاف اصرار رکھو یا خدا کے مشورہ شیطان کا ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص شیطان کے اس مشورے پر عمل کرتا ہے تو اس کی ہزار آگ کا نور ہو اس حدیث کا متن و معنی و ترجمہ و تفسیر ابن ابی ذئب نے کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ شیطان کا ذکر میں فرماتے ہیں۔

۱ "وَلَقَدْ رَءَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بَمِصَابٍ وَجَعَلْنَا هَازِجُو مَالِلَتِ الْبَطْنِ وَاعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ"

۲... ان اذیت المساء العینا یزینہ الذکویک وحققا من کن شیطان ماود لا یسمعون الی الصلاه الاعلیٰ ویغفلون عن کل جانب وحرروا ولهم عذاب راحب الا من عطف الخلقه لایجده شهاب لعلب"

(نہجۃ ۱۰۶)

۳... ولقد جعلنا لی السماء بروجاً وزیناها للنظرین وحفظناها من کل شیطان رجیم الا من

(نہجۃ ۱۰۷)

۴... "وما کنزلت به الشیاطین وما ینبئہن لهم وما یستغفرون لهم عن السمع لعمرو لولن"

(نہجۃ ۱۰۸)

جنت کے اور ہے جس طرح شیطان نے خبر دیتے ہوئے یہ فرمایا:

"والانما سمعت السمعه لوجدها ملئت حرمنا شیطانا وشہبا ولما کنا لقمع منها لمقاہد لسمع لسن

(نہجۃ ۱۰۸)

یستمع الان یجدہ لہ شہبا بلہ صفا"

شیطانوں کی چوری..... امام باقر رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ ان دنوں سے الگ الگ ناکہ میں یزید نے سعید بن ابی جہل کے حوالے سے جان لی کر یا فرغ کر دیا، جو اس نے عروہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلا لگا، کان سے دشمن کی طرف آتے ہوئے جب بائیں کے درمیان سے گزرتے ہیں تو انہیں جس کی کمر کا بڑل کرتے ہیں جسے شیطان نہیں کر کہ ان کے کان میں اس طرح پکارتے ہیں جیسے تو رہے کا خطرہ چٹکا ہے یہاں میں بائیں طرف سے مجھ سے گت لگتی اس طرح پکارتے ہیں۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ و ائمہ بیت کو روایت کے آخر میں زہری کی بیان کردہ روایت کے طور پر بھی عروہ بن زہیر کے حوالے سے یہی بتایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے کچھ تمہارے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب فضول ہوتی ہیں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ سے یہی سنا کیا اور عرض کیا کہ ان کی کچھ باتیں درست بھی تو ثابت ہوتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (کاہن) اور کچھ بھی کہا ہے اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ شیطان انسان سے دشمن کی طرف آگے اور فرشتوں کی ہتھیار حقیقت انہیں اپنی رکناؤں کے کانوں میں ملاتے ہوئے ہندوں کی بیٹ کی طرح پکارتے ہیں جن میں کان میں سے سختوں جھولی جی اوتوں کا اٹھا کر دیتے ہیں۔

ای قبیل کی ایک اور روایت روایت کرتے ہوئے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے سعید بن سفیان اور عروہ نے جان کیا جب کہ عروہ لڑکر کے قبول انہوں نے مکر سے عروہ و عروہ رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا کہ جب روئے دے گا میں کے ہاتھوں یا عروہ دشمن کے بارے میں بارگاہ خداوندی سے پوچھا کہ ام ایمان دہا کے فرشتوں تک کیے بعد ہنگامے عقل ہوتے ہیں تو وہ انہیں اپنے ہاتھوں میں سمیٹ لیتے ہیں لیکن جب ان کی ترسل فرشتہ اہم کرتے ہیں جیسے وہاں اڑتے ہوئے ہندے کچھ بیانات باہم کر دے کہ وہ عروہ عقل کرتے رہتے ہیں تو انہیں ام ایمان دشمن کے درمیان کچھ چڑھا دینا چاہیے کہ ان میں عروہ سارا میں کے کانوں میں قدرت کی طرح عقل کرتے ہیں اکثر ان کو کوشی کوڑوں سے ملایا جاتا ہے۔ عروہ میں وہاں کا یا سارا دشمن کے ہاتھوں میں پھونکے ہوئے واسطے واقعہ و عروہ کے بارے میں تھوڑی بہت لکھ چکے ہیں لیکن ہر قدرت حاصل کر لیتے ہیں لیکن کچھ اپنے اٹھارے سے ان میں سختوں جھولی باتوں کی حادثہ بھی کہتے ہیں۔ عروہ عات ہونے والی باتوں پر عیناً عروہ اور عروہ سے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر قلابات ہوتی ہیں۔

عروہ کہ باقر رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ سے منقول پیش کیا ہے جب کہ مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے زہری کی روایت کردہ عروہ کے طور پر ہی منقول کیا ہے۔

نہجۃ میں ان عروہ میں عروہ اور عروہ کے بعد بیان عروہ کے حوالے سے تقریباً ہی اس طرح پیش کیا ہے۔

نہجۃ میں ان عروہ کے عروہ سے یہ ہیں۔

۱۔ "ومن یحیی عن ذکرا الرحمۃ یقصر له فیئذ لا یقولہ لفرین والہم لحدہ والہم عن اسیر
ویحسبون الہم یوقنون حتی اذا جاءہ قال یأیت بئی وینک بعد المشرقین فبئس النہین"

(قرآن ۳۹-۳۸)

۲۔ "ولصیتا لہم قرناء لہما یرتوا لہم ما بین ایدیہم وما خلفہم"

(تہمت ۳۵)

۳۔ "ل قال فمہنہ وما عدا طبعہ ولکن کان فی ضلال بعد قال لا یخصمون اللہ ولہ لغت الہکم
بالوعدہ ما یصل القول لئدی وما انا بعلام للعدید"

(آل ۷۰-۶۹)

۴۔ "و کذلک جعلنا لکل فسی عذابا فی لاس والسن یوسی بعضہم الی بعض زخرفہ
القول ہرووا ولو شاء ربک ما یغصوہ فترہم وما یفترون ولنعفی الی القلۃ الذین لا یؤمنون
بالآخرہ ولیرہوہ ولیقتر فوا ما ہم مقلون"

(الہن ۳۳-۳۲)

ام مانگہ کے مناف پیلے چون کر پنے جس۔ یہاں مانگہ اور عذاب کے بارے میں چھ ماہاریت میں کی جارہی ہے۔

- (۱)۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود کے طریق سے آپ ﷺ نے اور شافریا کر ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ ہے جو ہر طریقہ شرور و فساد کو دیکھتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے (میں کی وجہ سے اس کا دورہ میری چشم پڑتا) مجھے سوائے کبھی عمر نہ ہے۔
- (۲)۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ شیطان کا واسطہ ضرور پڑتا ہے۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا؟ آپ ﷺ نے اور شافریا ہاں میری مدد بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے اور میرا فرمان جاری ہو گیا ہے۔

ام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہی کی نقل کی ہے کہ ابو سعید و دیگر تابعین کے حوالہ سے ابو موسیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک دن کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے اٹھے تو مجھے بڑی غیرت آئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے کچھ کہ میری غیرت قابلِ کلیتہً کر لیکر کچھ لگے اور مجھ سے پوچھا کہ تم کو غیرت کبھی آئی؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "شیطان" کیا تھا میں نے غیرت کا قہار دیکھتا ہوں کہ "شیطان" آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا شیطان آپ ﷺ کے پاس بھی آسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا شیطان آپ ﷺ کے پاس آسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ ہر انسان کے پاس آسکتا ہے، اور اسی میرے نزدیک بھی آیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور مجھے اس کے فریب سے بچا لیا اور اسے میرا حلیہ کر دیا۔

یہی حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہی انہی حدیث کے حوالہ سے چند جگہ روایت کی ہے۔

ام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے قید بن مسعود اور ابن ابیہ نے بھی انہی روایات پر مراد بھی لکھ کر کے حوالے سے یہ کہ
"یہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ہر مومن کو اپنی شرارتوں سے اپنی طرف پھینکتا ہے جیسے تم سے کسی کو شرب و لذت اور اس شر
پریشان کرتا ہے۔"

ام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شیطان کی اس خصوصی حرکت کی وجہ سے جو اس حدیث سے ظاہر ہے اس حدیث کو ضرور کر کے نقل کیا ہے کہ اس کا
مطلب یہ ہے کہ شیطان اس کو ہر انسان کے ساتھ اس طرف پھینکتا ہے لیکن جب وہ یہ حرکت کسی مومن کے ساتھ کرے ہے تو اس کی کسی کردی
سے کو کو کھانسی یا غلبہ یا لہذا سے پہلے اس نے ضرور مومن اس کے ساتھ اپنے ایمان کی بنیاد پر وہی ملے کہ اسے جو کسی کو شرب و لذت کا ہر سوار
بچتا ہوتا ہے کہ اس کو کرتا ہے، اور اگر اس پر قہر پڑتا ہے۔ شیطان کی ایسی حرکت کہ اسے کی غاۃ پر اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا

"قال ہما۔ حقین۔ یا قعدا لہم عذابک المستقیم لہ لا یغنیہم من ہن۔ بل یضہون مختلفین وعن

”بھیل کا حامل خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پیلے آدم کا) علی سے قلاب بٹا کر لیا (یا کہ) (آسان) ہو جا تو وہ (آسان) ہو گیا۔“ (۵)

اور قرآن میں ہے

”لوگو! اپنے برادر سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (بھرا) اس سے اس کا جزا لٹا یا بھروؤں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے) اور (زمین پر) پھلا اپنے اور خدا سے۔ جس کے ہم کو تم اپنی مابیت والی کاڑھ بیٹھتے ہو، اور (ظلمت کا) دم سے (بچو) (بچو) شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ (۶)

یہی مضمون قرآن میں دوسری جگہ فرمایا:

”اے لوگو! تم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قوم میں اور قبیلے مانے تاکہ ایک دوسرے کو دشمن کر دے (اور) خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک خدا سب کو جانتا ہے (اور) سب سے خبردار ہے۔“ (۷)

اور قرآن میں ہے:

”خدا تعالیٰ ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا، اور اس سے خدا کی مقررہ چیز کا جس سے خدا صاف عمل کرے۔“ (۸)

اور قرآن میں ہے:

پھر ہم نے تم کو (ابتداء میں علی سے) پیدا کیا، پھر تمہاری اہل و عورت بنائی، پھر فرشتوں کو تم پر کیا، تم کے سامنے عہدہ کیا، اور (سب نے) عہدہ کیا، لیکن انہیں، کہ وہ عہدہ کرنے میں (مثال) نہ ملتا، خدا نے فرمایا، جب میں نے تم کو حکم دیا تو کسی چیز نے تم کو عہدہ کرنے سے باز رکھا، اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں تو نے کھٹاک سے پیدا کیا ہے اور اسے علی سے پیدا کیا ہے، اللہ نے فرمایا (و عبت) سے (ترجہ) تھے، لاکھیں کرتے ہیں، فرود کرتے، نہیں اٹھ جاتا، اٹھ کر ہے اس نے کہا کھٹے اس دن تک پہلے حفاظت فرما جس دن ہو کر (قرآن سے) اٹھائے جائیں گے۔

فرمایا:

(اچھا) تم کو جبلت دی جاتی ہے، (بھرا) شیطان نے کہا اچھے تو نے اٹھوں کہا ہے، میں بھی تیرے ساتھ ہوتا ہوں، پر (ان کو) گمراہ کرنے کے لئے، بھول گیا، بھران کے گمراہ سے اور پیچھے سے اور اٹھیا، اور کہا میں نے (فرشتہ) ہر طرف سے (آؤں گا) اور ان کو راہ خراب کر دے گا، اور آپ ان میں اکوڑ کر، گمراہ کر دے گا، (خدا نے) فرمایا، لگے جا میں سے نصرت (اور) اور جو ان میں سے میری حق دہی کر رہا ہے، میں ان کو اور تم کو ختم میں (ال کریم) سب سے ختم کر دے گا۔

(اور بھرا) میں نے) آدم (سے کہ) تم اور تمہاری ہی بہت میں، اور اور جہاں چاہو (اور) اور چاہو (خدا کی) مقررہ عزت کے پانی نہ جاتا، وہ نہ گمراہ نہ جاؤ گے، شیطان انہوں کو بھانے لگا، تاکہ ان کے پرہیزگری چیزیں جو ان سے پیچھے تھیں، کھل دے اور کہیں (تم کو) تمہارے پرہیزگار نے ان عزت سے صرف اس لئے مانگ لیا، ہے کہ تم فرشتے نہیں جاؤ، یہ پیش پیچے تھے، اور ان سے ختم کیا کہ تم کو تمہارا خیر خواہ ہوں، عرض (مرد) نے) اور کہا میں نے ان کو (مرد کی طرف) کھینچ دیا، جب انہوں نے اس عزت (کے چل) کو کھلایا تو ان کے پرہیزگری چیزیں میں گھس گھس کر، اور عہد کے (دوستان) کے اپنے (قرآن) کو اپنے اپنے چکانے لگے، (اور ستر چھپانے لگے) جب ان کے پرہیزگار نے ان کو بھاری، اور ان میں سے تم کو اس عزت کے پس جلد سے سنا، نہ کہ تمہارا خدا نہ تھا، کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے، اور اس عرض کرنے لگے کہ تمہارے پرہیزگار میں نے اپنی جاتی میں پرہیزگیاں کرنا، تمہیں نہ پہنچے گا، اور ہم پرہیز کرنے کو تو مبرا، اور جانیں گے (خدا نے)

فرمایا (تم سب بھڑت سے اتر جاؤ اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لئے ایک وقت (خاص) نکاح زمینی پر ملے گا اور (زندگی کا) سندان ہے، (اور) قرطیہ کی کسی شہر تہ راہ پہنچا ہو گا اور اس میں تمہارا مرنے والا ہی ہے (خبر سے کہو) (۱)

اور قرآن میں ہے

”اِنّی سے تم سے تم کو پیدا کیا اور اِنّی تم کو فنا کر دے گا اور اِنّی سے تم کو جہنم کا شیعہ بنائے گا۔“ (۲)

اور قرآن میں ہے

”اور ہم نے انسان کو کھنکھانے سے مڑے ہوئے رکھ دے سے پیدا کیا ہے اور جن کو ہم نے اس سے بھی پہلے جنم دیا تھا وہی آدم سے پیدا کیا تھا اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں تمہارا لئے مڑے ہوئے گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں۔ جب اس کو (صورت انسانی میں) اور مت کر لوں گا تو اس میں اپنی روح پھونک دوں گا تو اس کے آگے مجھ سے بھی نہ پڑنا تو فرشتے سب مجھ سے بھی تر پڑے مگر شیطان (و نہ ناور) اس نے مجھ کو کہنے والوں کے ساتھ ہوئے سے اٹھ کر دیا (خدا نے فرمایا) اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو مجھ کو کہنے والوں میں شامل نہ ہوا؟ کیا میں ایسا نہیں ہوں کہ انسان کو جس کو تو نے کھنکھانے سے مڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (کناہوں کی) حیرت کر کے دکھاؤں گا۔ اور وہ ہے اور تجھ پر تمامت کے دن تک سخت (برے کی) ہم (اس نے) کہا یہ نہ دو گا رکھے اس کی جگہ صحت دے جب لوگ (مرنے کے بعد) زندہ نہ کئے جائیں گے فرمایا کہ تجھے صحت دی جائے ہے۔ ات ضرر کے دن تک (اس نے) کہا یہ دو گا رکھا دیتا ہے جسے دے گا تک کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (کناہوں کی) حیرت کر کے دکھاؤں گا۔ اور ان کو رکھ دے گا اگر ان میں جو میرے ظلم سے ہیں (ان پر میرے زور نہیں)۔“

(خدا نے) فرمایا کہ ابلیس! یہ سیدھا راستہ ہے جو میرے (ظلم) بندے ہیں (ان پر تجھے کھنکھانے کی) تو ان کو کہ میں دُشمن بنے کیا کر اہوں میں سے کہ تجھے جہنم سے بھیجے ہیں (ان میں سب کے دھوکے کی جگہ جہنم ہے) اس کے ساتھ دھوکے ہیں، ہر ایک دھوکے کے لئے میں نے اس سے جہنم میں لے گیا ہے۔ (۳)

اور قرآن میں ہے

”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو مجھ کر دو سب نے مجھ کر دیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور وہاں میں اپنے ظلم کو مجھ کر لوں میں کو تو نے سنی سے پیدا کیا ہے (اور ابلیس اور اہل) کہنے لگا کہ کو کچھ تو ہی ہے وہ جسے تو نے مجھ پر نصیحت دی ہے اگر تو مجھ کو تو امت کے دن تک کی صحت دے تو میں تمہارے سے لوگوں کے سماں (آدم کی قسم) اور آدمی جو کافر ہوں گا۔ خدا نے فرمایا (ابلیس) اے ابلیس! اے ابلیس! ان میں سے میری بھڑک کر سے گاؤں تم سب کی سزا جہنم ہے (اور وہ) میری سزا ہے اور ان میں سے جن کو تو بھڑکا سکا: اپنی آواز سے بھڑکا اور ان پر اپنے سواروں اور چادروں کو چڑھا کر ان کا سر مبارک ان کے بال میں اور اولاد میں شریک بناتا اور ان سے (مجھ لئے) میرے کرناہ مار دے میرے بھی شیطان ان سے کرتا ہے سب ہوا ہے (اور اے شیطان) جو میرے ظلم سے ہیں (ان پر میرا جھڑکاؤ نہیں اور اے) دشمن! تمہارا یہ دو گناہ ساز اور کاف ہے۔“ (۴)

اور صریحاً قرآن میں ہے

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو مجھ کر دو سب نے مجھ کر دیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جہنم میں سے خدا کو اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہو گیا، کیا تم اس کی یاد کرو؟ یہ سب دوست بنائے ہوا حالانکہ وہ سب نے دشمن ہیں (اور اے شیطان کی ذاتی) ان لوگوں کے لئے جہاد ہے۔ (۵)

(۱) سورہ اعراف ص ۲۵۴۔ (۲) سورہ فاطر ص ۵۵۔ (۳) سورہ حجر ص ۳۳۔ (۴) سورہ اعراف ص ۲۵۴۔ (۵) سورہ اعراف ص ۵۵۔

دوسری جگہ قرآن میں ہے:

”اور ہم نے پہلے آدم سے عہد کیا تھا، تمہارے (اس کو) بھول گئے اور بھرنے ان میں میرا ہاتھ نہ تھا، اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو عید کو وہاں سب جگہ سے مگر چڑے، مگر انہیں نے انکار کر دیا، ہم نے فرمایا: تمہارے اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے، تم کھنڈ پر بیٹھو، اور بہشت سے نہ نکلو، مگر تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔“

یہاں تم کو یہ (”مائش“) ہے کہ نہ بھرنے اور نہ نکلنے اور نہ چڑے سے ہو، نہ وہ سب تھے، جو شیطان نے ان کے دل میں جو سوسا ڈال دی، اور اسی طرح تم کو (ایب) اور حوتہ (خمرود) اور (ایلی) اور مائست کر بھی ختم نہ ہو، وہ دونوں نے اس وقت کا بھی کھلایا، ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں، اور وہ اپنے (بکلوں) پر بہشت کے بچے چڑھ گئے، اور آہستہ آہستہ ہمارے (علم کے) اخصاف کا دوا (وہ اپنے مطلوب ہے) پر راہ ہو گئے، پھر اس کے پروردگار نے ان کو اولاد ان پر بھیجی، سے توجہ نہ لے، اور سیدھی رات کی فرمایا کہ تم یہاں سے یہ بھاڑ جاؤ، تم میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے، مگر اگر میری طرف سے تمہارے پاس حاجت آئے تو جو شخص میری حاجت کی ضرورت کرے گا، وہ نہ کرے گا، اور نہ تکلیف میں پڑے گا، اور جو میری نعمت سے نہ بھرنے، اس کی زندگی، تنگ ہو جائے گی، ہمارے حق سے اہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا میرے پروردگار نے مجھے اندھا کر کے کہا، اٹھایا، اس تو کہتا ہوا، خدا فرماتے: کیا نیامی (ہوئے) حیرے پاس داری، سستی آئیں، تو تو نے ان کو بھلا دیا، اسی طرح ہم آتی تھیں، بھلا دی گئے۔ (۱)

اور قرآن میں ہے:

کہہ دینا، ایک بڑی (عالمات کی) خبر ہے، جس کو قوم میں میں نہیں جانتے، تم کو اور ہر کی مجلس (دلوں) کا، جب وہ بھڑکتے تھے، جو بھی میں تھا، میری طرف تو کسی وحی کی پالی ہے کہ کس حکم تھا، وایت کرنے والا ہوں، جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا، میں میں سے انسان ہائے والا ہوں، جب میں کو دست کر لوں اور اس میں اتنی روح پھونک دوں، تو اس کے آگے نہ سے میں مگر پڑنا تو کما مفرشتوں سے بعد کیا، مگر شیطان اکثر بیٹھا، اور کافروں میں ہو گیا، (خدا نے) فرمایا: اسے جس انہیں نفس و میں نے اپنے ہاتھوں سے جلاؤ، اس نے کہا: تمہارے کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا؟ کہ تم فرماؤ، میں آگیا؟ تو اسے بچا، وہ لوگوں میں ہے، ہوا کہ میں اس سے بچتا ہوں، تو نے مجھے آگ سے بچا، کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا، (خدا نے) فرمایا، وہ یہاں سے اٹھ جائے، اور تمہاری قیامت کے دن تک میری منت (پڑائی) رہے گی، کہنے کا میرے پروردگار، مجھے اس روز تک کہ لوٹ، اٹھائے جائیں، مہلت دے، جس کا وقت مقرر ہے، کہنے کا مجھے میری قیامت کی خبر، میں ان سب کو بھلا کر ہوں، مگر اس کے جو حق سے ٹھکس بند سے ہیں، فرمایا ہے، اور میں بھی جانتا ہوں کہ میں تم سے اور جنات میں سے میری ضرورت کر رہی سب سے ختم کو بھلاؤ، مگر اے (خدا) کہہ دو، میں تم سے اس مسئلہ میں، تمہارا اور تمہارے عبادت کرنے والوں میں ہوں، یہ (قرآن) تو دل عالم کیلئے نصیحت ہے، اور تم کو اس کا حال ایک وقت کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ (۲)

اب تک قرآن کی متفرق جگہوں سے حضرت آدم کے خلق و ہر آیات و قرآن کی تفسیر کے متعلق تفصیل سے مہربانی تفسیر ابن کثیر میں لکھا کہ چکے ہیں۔ یہاں بھی ان آیات کے متعلق کچھ اعلیٰ کو پیش کرتے ہیں، جو اس تفسیر پر دلالت کر رہی ہیں۔ اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔

اور ابو اعلیٰ مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فرمان جو تم پر اتار دیتے ہو اس سے مفر فرشتوں کا یہ قول ہے کہ اہل ایمان اور کفار سے زیادہ تم سے ملے اور اگر تم (یا عزت) اسے لکھو تو نہ فرماؤ گے۔

فرشتوں سے آدم کو تجھدہ کرنا:..... اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو تجھدہ کر دو تو انہوں نے تجھدہ کیا سو انے انہیں کے کہانی نے انکار کر دیا اور چلی گئی۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو تجھدہ کرنا: یہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بڑے عظیم کام اور عظیم امتیاز کی بات ہے۔ جب انہی کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا پھر انہی میں روح پھونکی جیسا کہ فرمان ہے کہ میں جب ہم نے اس کو درست کر دیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی تو (ہم) کہہ گئے کہ اسی کے لئے عبادہ و راجہ موبدانہ (یعنی انہی میں ہمیں تمام پر اللہ تعالیٰ نے عبادہ و راجہ سے ان کو شرف و مرتبت سے نوازا۔) اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، انہی میں روح پھونکی، فرشتوں کو تجھدہ کرنے کا حکم فرمایا، اشیاء کے مسمیٰ کے ہم سے نوازا، اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام جب مادی میں آ گئے ہوئے اور انکا آپس میں مداخلہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا۔ آپ آدم ہیں، ہم ابلیس ہیں، آپ کا اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا، اب میں اپنی روح پھونکی، اب کفر فرشتوں کا سمجھو، چاہا آپ کو ہر چیز کا مصلحت فرمادے۔

یہ طریق اصل کفر کی قیامت کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کی رہی۔

اور صریح آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ہم نے آدم کو (ابتداء میں ہی سے) پیدا کیا پھر ہماری فعل و صورت بتائی پھر فرشتوں کو ہم پر آدم کے کئے گئے تجھدہ کر دو (سب نے) تجھدہ کیا، لیکن ابلیس تجھدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا (خدا) نے فرمایا کہ جب میں نے تم کو ٹھہرا تو کس چیز نے تجھے تجھدہ کرنے سے باز رکھا؟ میں نے کہا کہ میں اس سے ابلیس میں، مجھے تو نے تم سے پیدا کیا ہے لہذا اسے علی علیہ السلام ہے۔“^(۲)

حضرت شمس اہری روضۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ابلیس نے قیاس آرائی اور اجتہاد کیا اور اسی طریق سے یہ ابلیس قیاس کرنے والا بن گیا۔^(۳)

اور محمد ابن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اصل قصہ جس نے قیاس آرائی کیا وہ ابلیس ہے، جو سورج چاند کی پرستش بھی صرف قیاس کی بناء پر کرتا ہوتا ہے، یہی پہلو قیاس آرائی پر حضرت آدم علیہ السلام نے رایت رکھے ہیں۔^(۴)

اس کا مطلب جو ہے کہ ابلیس نے اپنے اہل آدم کے درمیان (مصلحت کے لئے) قیاس آرائی کی۔ لہذا اپنے وجود کو آدم کے وجود سے انحراف دلائی، کچھ نہ تجھدہ کرنے سے رک گیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کو اور سارے فرشتوں کو جاری ہو چکا تھا۔ (قیاس آرائی حکم سے ہوتے ہوئے) اس ابلیس نے قیاس آرائی کی اور جب مرتضیٰ حکم خدا ہی آجائے تو قیاس آرائی کو سدھور نہ ہوتا ہے، اور پھر یہ قیاس آرائی خدا ہی کا لٹاؤ، عام خیال پرستی ہے۔ اس لئے کہ کئی ایک سے زیادہ حق معبود بہتر ہوتی ہے، کیونکہ کئی میں عاجزی اور سکوت، مردمان کی طبیعت ہوتی ہے اور یہ چیز دین کی نشاندہی بھی

(۱) اس میں فرشتوں کو کہا گیا کہ آدم کو تجھدہ کر دو، اور جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے انہما علیہ السلام کے ہر طرف سے اہل ایمان کو تجھدہ کر دے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں اپنی قیامت ترک کر دی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قیامت ترک کر دی، لہذا انہما علیہ السلام کو یہ کہہ کر انہوں نے انہیں اس تجھدہ کو ترک کر دیا، لہذا انہوں نے عام حال میں اس سے قیاس آرائی کر کے اللہ تعالیٰ کو تجھدہ کر دیا، اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں میں قیامت ترک کر دی۔

(۲) سورہ بقرہ آیت ۲۰۰، (۳) سورہ اعراف آیت ۱۷۲

(۴) اہل صوفی کہتے ہیں کہ قیاس آرائی کا تھانہ انجیل قیاس کرنے والوں پر ہے، کئی میں نہیں تھا۔ (۵) تفسیر طبری ج ۱ ص ۱۸

خسرتیں کہ وہ اس بات میں اختلاف ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو جہنم کے لئے کن کن لڑشتوں کو عزم دیا تھا۔ کیا وہ تمام فرشتے ہیں جسے کسا آیات اسی پر ولادت کرتی ہیں اور یہی جہنم کا بھی فتنہ ہے یا صرف ان فرشتے پر عزم ہیں؟ جیسے کہ ابن جریر نے لکھا کہ کے طریق سے انہما سے یہ دعوت کیا گیا ہے اور اس میں اختلاف ہے اور یہاں بھی اجابت ہے، اگرچہ بعض صحابہ نے اسے اس کے ترجمانی ہے۔ لیکن زیادہ ظاہر یہی کہلی دلی بات ہے اور دعوت بھی اس پر ولادت کرتی ہے۔ فرماؤ اور حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے کہہ کر کہا۔ تو یہاں عام ہے کہ فرشتوں کے کسی خاص کردار کو ہم نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم

اور اللہ تعالیٰ کا کہ اس کو فرماں کہ "اعط صبا" (۱) جنت سے بھی تر چار اور معصوم صبا (۲) یعنی جنت سے لکل جانباً یعنی دیکھیں ہیں اس بات پر کہ ایسے اسان پر تھا جس کو پہلے اتنے کا حکم جاری ہوا اور اس حکم پر رہے اور بے اور مقام سے نکلے تو حکم فرمایا جو جہالت و طاعت کی یہ فرشتوں کے ساتھ اس کو حاصل تھا، اس طرح اس صحت و عزت کو اس کی نافرمانی کی وجہ سے بھیجنا تھا۔

آدم جہاں کی جنت میں رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ ہون کی یہی جنت میں سکونت فرمائیں اور فرمایا:

"اور ہم نے آدم کو کہا کہ تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور جہنم سے جا بڑے روک ٹوک کہو۔ (ی) لیکن اس وقت کے پاس نہ جانا اور نہ تم نکالوں میں داخل ہو جاؤ گے۔" (۳)

اور سورۃ اعراف میں فرمایا:

"فرمایا پروردگار نے (شیطان کو) اکل جاس جنت سے خلعت لے کر دھکا دھکاں دھاکیں جو تھی ان (انسانوں) میں سے تیری وہی کرے تو اس قسم سب سے جہنم کو گردن گھاسا آدم اور تیری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے جا بڑے روک ٹوک (یع) اور وقت کے قریب نہ جانا اور نہ تم نکالوں میں سے جا بڑے روک ٹوک۔" (۴)

اور فرمایا:

"اور جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ تم آدم کو جہنم کو تو انہوں (سب) نے کہہ دیا کہ تم میں نے انکار کیا تو ہم نے کہا کہ آدھ آدم پر تیرے تیری بیوی کا دشمن ہے (خلاف رکھنا) کہیں یہ تمہیں جنت سے نکال دے مگر تو تم غم جو جاؤ گے اور بڑے تلک جنت میں تھے ہو کہ تلک اور تھے جگہ گدگد تھے اس میں پاس لگے اور نہ صبا۔" (۵)

ان آیتوں سے یہ جہاں ہے کہ حضرت عواذ کی بیوی اس جنت میں حضرت آدم کے باطنی اہل سے پہلے ہوئی تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہن فرمایا:

"تو اسے آدم اور تیری بیوی جنت میں رہو۔" (۶)

اور صاف (۷) کہ ہم نے اس بات کو کھرا دھکا دھکا فرمایا ہے اور یہاں آیات سے ظاہر ہے کہ عواذ پر عظم ہوتا ہے۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صراط جنت اللہ علیہ السلام نے انہوں نے انہما سے رضی اللہ عنہ سے اور وہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دعوت کی کہ وہاں نہ گدگدوں سے بھی صبا پر گرام رضی اللہ عنہ ایک دعوت سے نکل گیا کہ وہ صبا پر گرام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس کو جنت سے نکالنا پھر (تھا) آدم کو اہل جنت کہا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام جنت میں پہنچے اور جے تھے راجحیت محسوس کرتے تھے کیونکہ ان کے لئے کوئی ساتھی (بیوی) نہیں تھی جس سے وہ رحمت و مہربانی حاصل کر لیں تو ایک مرد تجویز کی کہ وہ صبا سے جہاں سے وہ اپنے مر کے پاس ایک رحمت کو پہنچے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی پہلی سے پیدا فرمایا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے سوال کیا کہ رحمت کو ان کو کیا ہے؟ کیا کہ یہ رحمت ہونا ہی چاہئے؟ لیکن پیدا کی گئی ہے تاکہ تاکہ آپ کھ سے سکون و راحت حاصل کریں تو فرشتے جو کفر سے نکال رہے تھے

(۱) سورۃ اعراف آیت ۱۷ (۲) سورۃ اعراف آیت ۱۸ (۳) سورۃ اعراف آیت ۱۹

(۴) سورۃ اعراف آیت ۱۸ (۵) سورۃ اعراف آیت ۱۹ (۶) سورۃ اعراف آیت ۲۰

(۷) سورۃ اعراف آیت ۱۷ (۸) سورۃ اعراف آیت ۱۸ (۹) سورۃ اعراف آیت ۱۹

صنعت اور فائدہ دینا تو تمام کفر و غصہ ہے، چنانچہ جس طرح دوسری لکھن جو دینی ہوگی قرآن میں مجہول کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اس بارے میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ جب جنت میں حضرت آدم علیہ السلام داخل کئے گئے تھے وہ جنت آیا آسمان میں تھی یا زمین میں (حق) تو یہ اختلاف بھی آیا ہے جس سے کھانا اور ماکھل کرنا سب سے بڑے جینے گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی جنت آسمان میں تھی یا زمین میں اس میں مجبور و معذور کا یہ فرق نہ ہو کہ آسمان میں تھی اور جنت اعلیٰ (راستی) تھی (جنگاہ) آسمان میں بھی کیا گیا ہے، مگر نئے کفر و ہری آیات اور احادیث نیا یہ بھی کیا معصوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر تیرا بارہم نے کہا ہے تو وہ جو دینے کی جنت میں ہو۔^(۱)

اس آیت میں "الجنة" کا لفظ عام ہے اور اس کا تیسرے ہے یہ جو بیت کے لئے بھی جسے اور معصوم و فاضل کے لئے ہو سکتا ہے یہ ہر صراط میں ہے معصوم و حق کے لئے ہو گا معصوم و فاضل اللہ کی طرف ہے۔

دوسری جنت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے حضرت آدم علیہ السلام کو کھانا پینے اپنے آپ کو اور ہم کو جنت سے کون لکھو؟
 اہم مسلمہ جنت اعلیٰ یعنی جنت شریعتی، جنت اعلیٰ سے جنت کا نام مسجد بن حارثی ہے، اولیٰ سادہ مسلمہ اور دوسرے جنت حضرت الیہ و زمرہ جنت اعلیٰ علیہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ثابت کرتے ہیں اور اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں صحابی رسول ﷺ سے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ (قیامت کے بعد) انہوں کو جنت فرمایا گیے جسے ہر جنت میں بھیجے گئے جنت آراستہ کی جوئے کی تو یہ سب جنتیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور اس میں کریں گے اسے اور اسے (سب کے لئے اللہ کا احترام) ہمارے لئے جنت کھلا دی ہے حضرت آدم علیہ السلام، جس کے حق میں جنت سے میری لکھنوں میں سے تو کھلا ہے۔

اور جنت کی دینی زمین ہے اس بات پر کہ یہ جنت جنت اللہ کی تھی (اور یہ نظر سے خالی نہیں ہے)

حضرت آدم علیہ السلام کی جنت دینی نہیں تھی اور دوسرے علماء کہہ رہے ہیں کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو سکونت تھی وہ دینی جنت نہیں تھی۔ اس لئے کہ اس میں آیات و رحمت کے بلکل کو کھانے سے منع کیا گیا (بلکہ جنت میں کسی چیز کی روک ٹوک نہیں) دوسری بات یہ ہے کہ اس جنت میں حضرت آدم علیہ السلام نے تھے جبکہ جنت میں بیوقوف ہیں، اس لئے بھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہر اس جنت سے نکالا گیا (جبکہ اصل جنت میں جب تک اہل ایمان ہو گئے تو اس کے لئے وہیں سے نکال دیں گے)۔

اور اس لئے بھی کہ ان میں زمینیں ہیں جبکہ میں جاہل ہو گیا تھا (بلکہ جنت میں شیطان، شیطان کا اصرار منحوس ہے) تو یہ سب باتیں اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ جنت جنت اللہ کی تھی۔ اور یہی قول حضرت ابی بنی کعب، عبداللہ بن عباس، و سب ابن عباس، عیسیٰ بن عیینہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا ہے۔

اور اگر کچھ فرقہ علماء نے بھی اختلاف میں اس کو اختیار کیا ہے، اور قاضی منذر بن سعد بطریق نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا کہ زمین یا آسمان ہے اور اس مسئلہ میں جدا گانہ ایک تفسیر بھی فرمائی اور اس کو حضرت امام حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے سوا سب سے بھی نقل کیا ہے۔

ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ جعفر الرازی بن خلیف نے اپنی تفسیر میں کہا اللہ تعالیٰ اس کو اور اسے مسلم و غیبی سے نکال دیا ہے اور قرآن میں لے کر جہنم اور جنت سے اس کو اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

اور یہ بات موجودہ قراءہ میں صراحت کر رہے ہیں اس مسئلہ میں جن اسلامی علماء کا اختلاف ہے وہ اگرچہ جہنم سے کتاب (مفسر و مفسل) و اہل ایمان کو نکالنے میں غصہ ہے اپنی تفسیر اور وہ جہنم سے لے کر تفسیر میں لکھا ہے۔

اور مجھ سے پہلے اہل یہ قول ہے کہ جنت اصل ہے اور آسمان جنت ہے۔

ابو القاسم السمری اور قاضی باہلی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ جنت جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا اس میں شکاف ہے کہ آیا وہاں کی جنت تھی یا اللہ تعالیٰ نے اس کو دوسری جنت میں بھیجا تھا اس کو تو اس کی جنت کا تھا اور وہاں کی جنت نہیں جو جنت کی جنت ہے۔

ہوتے ہیں جس کو خداوند انا نام احمد نے زیادات میں حد بطن بخار سے علاحدہ بنے جواوین ملت سے انہوں نے عید سے عید کے حسن بصری سے، ممکن نے غنی بنی طمرہ مسعودی سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت رات قریباً آٹھ بجو تھا ان کو جنت کے گنبد کمانے کی خواہش تھی یہاں تو آپ کے بیٹے کی تلاش میں نکلے راستہ میں ان کا فرشتے نے فرشتوں نے بوجھ استعدا آدم کہاں کا راستہ ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہمارے والد معظم کو جنتی انگریز خواہش پیدا ہوئی ہے جنت جنت علیہ تو فرشتوں نے کہا کہ ہمیں چلو جس تم آدم کو کالی ہو مجھ تو سب دامن نوسے تو فرشتوں نے دروغ قبض کر لی پھر فرشتوں نے اسے غسل دیا وہ خوشبو لگائی، لیکن یہ کیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی غار چننا اور عالی چھپے فرشتوں نے ہمیں مرعوب کیں، پھر انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کر دیا پھر کھانا ڈکھا کہ یہ تمہاری صحت (طریقہ) ہے تمہارے مرید کے لئے۔

اور اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر زمین پر جنت نہ ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے جنتی انگریز کا ش میں زمین پر نہیں ہجرت ہوا تھا۔

اور جن علماء کا یہ فرمان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جنت زمین پر جنتی ان کی طرف سے یہ کلمہ بھی پیش کیا جاتا ہے فرمان ہادی قدسی ہے کہ "اے آدم آپ کو جنتی جنت میں رہو" (۱) کہیں اس آیت میں جنت کا تصور استعمال ہوا ہے اور اس پر ابھلا ہوا اہل کیا گیا ہے بیکار کا "ولی مسعودی پہلے نہیں گنوا جس سے کوئی شخص جنت مردہ بن جائے۔ لہذا اب ابھلا ہوا زمین میں طور پر محدود جنت کے لئے ہوا گنوا حاصل یہ ہوا کہ یہاں مردہ کی خاص جنت کا ذکر نہیں ہے بلکہ زمین میں ہمارے شہر باقی رہا ہے ان کے کلام سے یہ محدود جنتی پزل ہے۔ وہی طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین سے پیدا کئے گئے اور پھر کتب پر لکھی ہیں کہ کبریاں کو آسمانوں پر اٹھائی گیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جنت زمین ہی پر تھی اور ابھلا شہر ابھلا ہم سے مراد بھی نفعی جنت ہے اور اہل یہ بھی اہل شہر بھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بھی تو زمین پر رہنے کے لئے کیا گیا تھا جسے کہ قرآن کریم نے بیان کیا:

"بے شک، شہر میں زمین ایک طبقہ بنایا خدا تعالیٰ۔" (۲)

اور اس پیش کے علاوہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں مدثری لکھ رہا ہے

"بے شک ہم نے بنو گنواں کی اس طرح آزمائش کی ہے جس طرح ہم نے بنو نوح کی آزمائش کی تھی۔" (۳)

اور یہاں بالکل ظاہر ہے کہ جنت سے مراد زمین کا ہمارا ہے تو اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی جنت ہے۔ کہیں اس آیت میں بھی ابھلا شہر ابھلا ہم سے مراد کوئی مسجد و قلعہ نہیں گنوا گنوا ایک باقی رہا ہے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ محدود جنت کے لئے ہے اور اس سے مراد ہمارا ہے۔

تو ان دو آئی کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ جنت زمین میں تھی۔

لیکن اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو کیا کیوں عذاب کیا کہ عبطوا، عذاب کا جنت سے اتر جائے اس کا جواب یہ ہے کہ "آیت" آدم "عصا" آسمان سے اترنے پر ولایت نہیں کرتا کیونکہ اس طرح تو قرآن میں کی جگہ عبطوا کا لفظ آیا ہے لیکن وہاں یہ مراد نہیں ہے۔ جیسے کہ "قبیل" منسوج عبطوا۔ (۴) اور حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اتر اور یہ بھی عجب عجیب حضرت نوح علیہ السلام میں تھا اور وہ کسی جوی پر تھک رہی تھی کہ ہوائی زمین کی آواز سے نکل ہو چکا تھا کہ پھر حکم خداوندی نازل ہوا کہ زمین پر اتر دیا ہے ساتھیوں کو بھی اتر اور اتر تم وہاں خداوندی قدر کی ہو گئی ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں مدثری لکھ رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو حکم ہوا کہ عبطوا، مصصوا (۵) اور فرمایا ہے کہ اتر اور اتر تم وہاں خداوندی قدر کی ہو گئی ہے۔

(۱) سورہ بقرہ آیت ۲۵ (۲) سورہ بقرہ آیت ۲۵ (۳) سورہ بقرہ آیت ۲۵ (۴) سورہ بقرہ آیت ۲۵

(۵) سورہ بقرہ آیت ۲۵ (۶) سورہ بقرہ آیت ۲۵

اعادہ اور ملت میں بھی یہ نقطہ بہت جگہ پایا ہے لیکن یہ سنی مرد نہیں لایا گیا ہے کہ ان سے ترو۔

دوسری خیال کے حضرات علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نقطہ وسط کے سنی اور یہ سنی کے فرقے کرنے کے ہیں۔ مگر بھی یہ حضرت آدم علیہ السلام کی جنت کے زمین پر ہونے سے مانع نہیں ہے۔ بلکہ دونوں کی حقیقت یہی ہیں۔ اس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کی سکونت کی جگہ یعنی جنت زمین کے باقی حصوں میں سے بلندی پر واقع تھی اور وہاں جنت کی تمام آرائش و شکایات موجود تھیں اور وہ جگہ نہ لٹوں، پہاڑوں، ساجوں، جنوں اور فرشتوں سے بھی خالی تھی جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ یہاں ختم ہو (۱) آرائش و شکایات نہ ہو کہ وہ سب گئے۔ یعنی آپ کے باطن کو بھوک لائق نہ ہوگی اور آپ کا ظاہر کیڑوں کا محتاج نہ ہوگا۔ اور آگے فرمایا اور یہ کہ نہ بیاض نہ ہو اور نہ سوہا نہ ہو۔ یعنی آگے باطن کو بیکسی کی گرمی نہ چھوئے گی اور آگے ظاہر کو سورج کی گرمی نہ چھوئے گی۔ اور یہ قرآن کی خصائص و بلاغت ہے پہلے بھوک اور شکوہ نہ تھا۔ یہاں کیا بھر دیا اس اور سوہا کو ساتھ بیان کیا۔ اس لئے کہ دونوں کی ایکس میں حاجت رہا ہے۔

لیکن جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش صادر ہوئی تو ان عقیقی آرائش سے آپ کو انکی زمین میں اتار دیا گیا، چھٹی حالت، اشدت، بد قسمتی، وحشی، احتیاج و آزار کشی تھی اور وہاں لوگوں کے اندر دین میں، اخلاق میں، اعمال میں، معیشت میں، اقوال میں، افعال میں غرض ہر چیز میں ایک دوسرے سے اختلاف و بھٹکتا تھا جو آپ کی ایک قسم ہے۔

تو خدایا مذکورہ بات سے یہ دعا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی جنت میں تھے مگر غرض کی وجہ سے ان کو زمینی مشقت میں داخل دیا گیا۔

دوسری طرح اٹھ کا قرآن میں یہ فرمان ہے کہ تمہارے لئے زمین میں ایک مقررہ وقت تک ٹھکانا ہے (۲) تو اس فرمان سے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو اذیت نہیں آتا کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام ان میں تھے مگر زمین میں بھیجا گیا کہ لوگ اس طرح تو بنی اسرائیل کو بھی تم ہیں اور۔ اور ہم نے اس (قرآن کے کرنے) کے بعد بنی اسرائیل کو کیا کہ تم اس زمین میں رہو مگر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو تم کو بیت کر لے آئیں گے۔ تو کہنے کے یہاں بھی زمین میں رہنے کا فرمان تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ان سے اس وقت کے لغز علی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بھی زمین پر رہنے کا جو حکم ہے اس سے یہ نہیں مراد ہو سکتا کہ ان سے زمین میں آئے کا حکم ہے۔

تیسری:..... پھر دیکھا جائے کہ کھانا فرماتے ہیں کہ اس مذکورہ مانے و خیال سے منکر ہیں جنت و جہنم کی تائید کسی طرح نہیں ہوتی کہ لوگ اس مانے سے یہ کہاں لازم آتا ہے؟ اور کہاں سمجھا جاتا ہے؟ کہ پھر آج کے بعد جنت و جہنم کے وجود کے منکر ہیں، بلکہ اس خیال کے یہ کہوں اور علماء سے ان میں بھی جنت و جہنم کا جو عقول ثابت ہے۔

چہا کہ بہت ساری آیات و احادیث میں اس عقیدے پر وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور جب حضرت آدم جنت میں داخل پذیر ہو گئے ساتھ میں ان کی زوجہ حضرت حوا بھی تھیں۔ تو پھر انھیں زمین نے دونوں کو بھلا دیا، چاہا، قرآن میں ہے۔ مگر شیطان نے دونوں کو اس (جنت) سے بھلا دیا (اور) پھر دونوں جس (شیطن و شیطا) میں تھے اس سے شیطان نے ان کو ٹھکانا دیا۔ (۳) یعنی نعمت و رحمت خداوندی کی عوضی مرد سے ٹھکانا رکھت و شقت، تکالیف و آلائش میں ڈال دیا، اس طرح کہ شیطان ملعون نے دونوں کے دونوں میں یہ عز میں کہ شروع کر دے چھے قرآن نے فرمایا: پھر ان دونوں کو شیطان نے دوسرے میں ڈال دیا کہ ان کے سر کی چیز میں جرات سے پوشیدہ تھیں مگر ان کے لئے وہ کہنے کا تم کو تمہارے پروا کرنے اس وقت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا جیسا کہ وعدہ رہا۔ (۴) یعنی تمہارے مذہب سے تم کو اس وقت کے کھانے سے صرف اس لئے دھاک ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا جیسا کہ وعدہ یہ دونوں میں سے نہ ہو جاؤ، کیونکہ اگر تم اس وقت سے کھانے کو ہی طرح ہو جاؤ گے۔ مگر شیطان نے دونوں کو خوب یقین دلانے کے لئے قسم اٹھائی قرآن میں ہے۔ اور شیطان نے دونوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ یہ ملک میں تم دونوں کیلئے خیر خواہوں میں سے ہو۔ (۵)

[illegible]

دور رس قول کی اصطلاح بھی صحیح ہے علاوہ بات اہل کتاب سے بھی احتوا ہے جیسے کہ گنہگار اگرچہ آپ کا ظاہر ہونا خدا کرتا ہے کہ وہ دوست عام ہے لیکن خود وہ بات کو قبول کرنے سے کوئی منع ہرگز نہیں ہے واللہ اعلم۔

لہذا انی کعب فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کعب بنہارے آپ آدم علیہ السلام مجھ کو دے روخت کی طرح تیرا دور ہے، میرا رخ
 ہوا کا تھوڑا تھا، میرے تیرا دور لیے لیے بال تھے، (کہاں سے) کستر چھپا ہوا تھا، میرا چرب جنت میں ان سے لکھڑی حاصد ہو کر کمان کی شرم گمان پر گھس
 گئی میرا جنت سے لکھڑے (دراستے میں) ایک اور دست نے ہاتھوں سے ان کو نچھال دیا، پھر ان کے کسم و کس کو گوارا نہ دی کہ آپ آدم علیہ السلام مجھے
 سے تھے، میرا عرض کیا کہ میں کعب بنہارے سے شرم نہ دیا کی وجہ سے اس نے مجھ پر جس کا مجھ سے تار خطاب ہوا، آپ کی جہاں سے بروگردار (پکی بات ہے)۔

خاک و روہایت انہی مہار کے تھیں یہاں کے طریق سے نقل کیا ہے اور میں یہاں آگے چکر میں پھر لکھی ہیں کہ کعب سے عداوت کرنے ہیں
جناکوں انہی کی طاقت تھیں۔ لہذا جس سے اس مہار کے نے یہ عداوت پیدا کی انہی عداوت کے طریق سے نقل کیا کہ جس میں جی بن خضر علی بن کعب
سے اس طرح نقل کرتے ہیں ادا اور عداوت مذکور ہے۔

لہذا ان کے علاوہ بیچرین سلیمان کے طریق سے بھی اس کو تسلیم کیا جس میں دعویٰ صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ تھا کہ یہ ہے۔

پھر مودود کا قرآن میں فرمانے ہیں اور ان لوگوں کے یہود کا کہنے کی تلاوت کی ایک میں نے تم لوگوں کو اس درخت (کے کھانے) سے منع کیا تھا؟ اور میں نے کہہ دیا تھا کہ یہ شیطان تمہارا دوست ہے۔ (تو ان کا رد ہوا کہ) اے مودود اگر ہم نے انہیں اپنا پھلوں پر غم کیا اور اگر آپ ہم کو کھانا نہ فرمایا۔ اگر وہ ہمیں حجت نہ کریں گے تو ہم تمہارا اٹھانے والوں میں سے ہیں۔^(۱)

یہ بھی غلطی کا اصرار کہ وہ اس سے دوست نہ ہو، جو عورت اور مرد خداوندی میں عاجزان و ماکھڑائی عوامی فتنہ کی آغوش کی کامیاب ہے۔ لہذا ان کے اولاد میں سے بھی جن اس بارونہ غارت کے ساتھ خدا کی نگاہ و کرم کو گزرتے گھر بھی نہ نہ آخرت میں کامیاب و کامران ہوگا۔

پھر ہندو گورو علیہ السلام کا دلہا ہے جس نے فرمایا کہ تیرا جوا تیرا ہے لیکن بھل کے ہوئے اور تیرا ہے لئے زمین میں لٹکا ہے اور ایک حقیر روت تک نہیں رہا ہے۔^(۲)

قریب آج ہمیں اسلام آباد کو ترک کرنا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ساتھ میں جانب بھی اس حکمران کا حال تھا اور ان کو ترک ہوا کہ جنت سے نکلیں اس طرح کہ ان کے اہل بیت میں فساد و غش کی مچولی رہے گی۔

اور صاحب کے ہاں سے ملو کہ وہ بات پر اس حدیث سے دلیل لے گی کہ اگر آپ ﷺ نے صاحب کے ہاں سے ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

جس سے ہم نے ان (سائپوں) کے ساتھ جگہ مولی ہے تب سے ہم ان سے رابطہ کرنے۔^(۲۰)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شفیق کے چھٹے اہل سے مراد علی ہے جیسے فرقہ میں دوسری جگہ اور

وہاؤد و سلیمان الذہکمن فی الحرث الخفت فیہ غنم القوم و کنا لحکمہم شاعین (۴)

نہیں بلکہ ہم شمع کی شمعوں کی طرح تپکے رہے ہیں۔

لارہ سوزانہ فرما کی آیت ۳۹ میں تو فرمایا: اے تم اترج و تمہارے بعض: بعض کے دشمن ہوں گے پھر آیت ۲۹۵۳ میں فرمایا: اور اے تم کہہ دے، جس

(۱) اثرات گنجینه ۲۲، ۲۳ (۲) اثرات ۲۳ (۳) اثرات ۲۳ و ۲۴ (۴) اثرات ۲۳ و ۲۴

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

(۱) کو راہی میں کب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! اگر میں تو پر کھڑا اور جبرائیل تو پر آج کایا نہیں ہے کیا میں جنت میں رہا ہوں یا جہنم کا؟ تو سب نے فرمایا: ہاں۔ تو یہ دعوات کہ حضرت آدم نے آج پروردگار سے چند کلمات کہے۔

لیکن یہ عرض اس طریق کے ساتھ فریب ہے اور اس میں اختلاف ہے اور اہلِ اہلِ قیامت فرماتے ہیں کہ حضرت آدم سے مروی ہے کہ: اُکملت یہ ہیں

اللهم لا اله الا انت سبحانک ربی عذک ربی خلعت نفسي لاطلعتني ملک خبر الراحمين، اللهم لا اله الا انت سبحانک ربی عذک ربی خلعت نفسي فب علی الیک انت الغواب الوهم (۲)

”اے اللہ میرے سوا کوئی سہارا نہیں، تو پاک ہے، اُم میری تخریب کرتے ہیں، اے پروردگار! بے شک میں نے اپنی جان پر غم کیا، یہی میری مسرت فراہم ہے، بے شک آپ درگم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں، اے اللہ میرے سوا کوئی سہارا نہیں، تو پاک ہے، اُم میری تخریب کرتے ہیں، اے سب میں سے اہلِ جان پر نظر کیا میں میری توبہ قبول فرما بے شک آپ بہت قبول کرنے والے رحم ہیں۔“

نورِ امام ہاں کہنے والی سند کے میں سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ وہ کلمات جو آدم علیہ السلام نے آج پروردگار سے کہے، یہ ہیں: اے اللہ ربِ حضرت میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! کیا آپ نے مجھے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا؟ کیا میں؟ کیوں نہیں؟ ہاں، لیکن مجھ پر عرض کیا: اگر میں آپ نے مجھ میں اپنی روح مبارک نہیں بھیجا؟ جواب دیا: کیا، کیوں نہیں؟ ہاں، لیکن مجھ پر عرض کیا: اگر میں چاہتا ہوں آپ نے کہا کہ مجھ میں اللہ کی رحمت ہو، اور بے شک آپ کی رحمت کیا آپ کے غضب پر سبقت نہیں لے جاتی؟ جواب ملا: کیا میں؟ ہاں، لیکن مجھ پر عرض کیا: اگر میں آپ نے میری قدر میں لکھیں، کیا خدا کی رحمت میں ایسا کیا کہ میں؟ جواب ملا: کیا میں؟ ہاں، لیکن مجھ پر عرض کیا: تو میں عرض کرتا تھا: جب ہو جائوں تو کیا آپ مجھے جنت میں رہا ہوں؟ تو نے کہا: جواب ملا: ہاں۔

پھر امام ہاں کہنے والے یہ یہ سند بھی گناہ سے روکنا چاہتے ہیں کہ ان کے طریق میں فرمایا: (۳)

(۴) کہ حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم سے اللہ کی ملامت ہوئی تو انھوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: اے پروردگار! میں آپ سے کھنکھانے سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میری مسرت فرمادی، اللہ ربِ حضرت نے فرمایا: تو نے کہا کہ کیسے جان لیا؟ جبکہ اس کو آپ تک میں نے یہ انکس فرمایا۔

حضرت آدم نے عرض کیا: اے پروردگار... میں نے اس طرح جان لیا کہ جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا، اور آپ نے مجھ میں جان دالی، تو میں نے اپنے سر اٹھا کر عرض پر کھنکھایا: لا اله الا الله، محمد رسول الله، تو میں نے جان لیا تھا کہ جس ذات کا آپ نے اپنے نام کا ساتھ ملا، وہاں سے بلا کہ آپ کے نزدیک، اور ان کی محبت میں ہو سکتا۔

تو اللہ ربِ حضرت نے فرمایا: اے آدم! تو نے کچھ کہا، اور میرے نزدیک مخلوق میں سب سے محبوب ہیں، اور جب نے ان کے دل سے میرے کلمہ کو تو میں نے میری رحمت میں لکھ کر رکھا، اور اگر مجھ سے تو میں آپ کو بھی پیدا کرتا۔ (۵)

اور یہ بات اس آیت کے ضمن میں روایت کرتا ہے اور آدم سے اپنے رب کی عرض مبارک ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کے ہمارے پروردگار کے خالق اور نواز اور ان کی پائی میرانی کے ساتھ حبیب اور ان کی ساری رحمتیں اور ان کی رحمتیں۔ (۶)

(۷) (۸) (۹)

(۱) وقال من لم يحكم: حلفا على بن الحسين بن النعمان، حلفا على بن النعمان، عن سعد بن أبي عروب، عن حلفا بن الحسن بن أبي بن كعب

(۲) حلفا على بن الحسين بن النعمان، حلفا على بن النعمان، عن سعد بن أبي عروب، عن حلفا بن الحسن بن أبي بن كعب

(۳) حلفا على بن الحسين بن النعمان، حلفا على بن النعمان، عن سعد بن أبي عروب، عن حلفا بن الحسن بن أبي بن كعب

(۴) حلفا على بن الحسين بن النعمان، حلفا على بن النعمان، عن سعد بن أبي عروب، عن حلفا بن الحسن بن أبي بن كعب

(۵) حلفا على بن الحسين بن النعمان، حلفا على بن النعمان، عن سعد بن أبي عروب، عن حلفا بن الحسن بن أبي بن كعب

(۶) حلفا على بن الحسين بن النعمان، حلفا على بن النعمان، عن سعد بن أبي عروب، عن حلفا بن الحسن بن أبي بن كعب

(۷) حلفا على بن الحسين بن النعمان، حلفا على بن النعمان، عن سعد بن أبي عروب، عن حلفا بن الحسن بن أبي بن كعب

حضرت آدم وحویی علیہما السلام کا مناظرہ

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے ملنے گئے ہیں کہ حضرت موسیٰ، حضرت آدم سے یہ حکام ہوئے اور فرمایا آپ ہی ہیں اور؟
جن کی تلاش کی بناء پر انہوں نے کہ جس سے نکال لائی یا وہ آپ نے ان کی اس شعیب سے غلام کر دیا۔
پھر حضرت آدم نے حضرت موسیٰ کو فرمایا: آپ وہ (تعبیر غنیمت ہیں) جن کو اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے ساتھ ہنگامی کیلئے منتخب فرمایا (یعنی)
میرے لئے (اور جو) آپ مجھے سلامت کرتے ہیں اس بات پر جس کا اللہ نے میری بیعت سے پہلے میری قسمت میں لکھا تھا؟
حضور ﷺ نے فرمایا تو حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آگئے۔ (۲)

(۳) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم موسیٰ کی ہاکی مناظرہ نہ ٹھکروں بلکہ حضرت آدم
کو حضرت موسیٰ نے فرمایا: آپ آدم ہیں اور آپ کو آپ کی تلاش نے جس سے نکالا؟ تو حضرت آدم نے جواب دیا: اور آپ موسیٰ ہیں، اللہ نے آپ کو
اپنی رسالت اور اپنے ساتھ ہنگامی کیلئے منتخب فرمایا پھر آپ مجھے اس بات پر سلامت کرتے ہیں؟ جو اللہ نے میری بیعت سے پہلے میری تقدیر میں
لکھی تھی؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آگئے، آپ نے دوسرے کو فرمایا۔ (۴) اور دوسرے طریق سے یہ بھی
رہایت مروی ہے۔

(۵) کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:-

حضرت آدم موسیٰ کا مناظرہ ہوا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا: اے آدم آپ جیسا ہیں وہ جن کا اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، اور اس
کے ہاکی دوسرا ہادہ ہو گا اور آپ نے لوگوں کے ساتھ فریب دی کی اور ان کو سنت سے نکالا؟ تو حضرت آدم نے جواب دیا: آپ آدم ہی ہیں
جن کو اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے ساتھ ہنگامی کیلئے منتخب فرمایا، پھر آپ مجھے سلامت کرتے ہیں اس بات پر جس کا اللہ نے میری بیعت سے پہلے
میرے لئے (یعنی) انسان کی بیعت سے پہلے لکھی تھی؟ تو آدم موسیٰ پر غالب آگئے۔ (۶)
اور امام حنفی فرماتے ہیں اگر حضرت ابوبکر سے مانا گیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-

حضرت آدم موسیٰ کا مناظرہ ہوا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا: اے آدم آپ وہ ہیں آپ نے ہمیں نقصان میں مبتلا کیا، اور آپ نے
میں جنت سے نکل دیا؟ تو حضرت آدم نے جواب دیا: حضرت موسیٰ آپ وہ ہیں جن کا اللہ نے اپنی ہنگامی کیلئے چنا اور آپ کو اپنی رسالت
کے لئے چنا، اور آپ کے لئے اسے چاہو سے (کہ کہ تو بات) بھی تو کیا آپ (اسے بڑے منصب پر فائز ہونے کے لئے) مجھے اس بات پر

(۱) بقال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۲) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔
(۳) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔
(۴) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۵) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۶) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۷) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۸) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۹) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۱۰) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۱۱) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۱۲) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۱۳) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

(۱۴) قال ابن کثیر: حدثنا حماد بن ابی نصر، عن یحییٰ بن فی کثیر، عن ابی حنیفہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ۔

عشق کی بنا پر انسانوں کو کائن میں پرانا دیا اور حضرت آدم نے جو بدایا آپ موسیٰ ہیں آپ کہ کھڑے مڑا کر لے اپنی رسالت میں اپنے ساتھ ہو گئی کے لئے تشریف فرما کیا۔ آپ کو کلوارج (تھکڑیاں) صاف فرمائی جس میں سرچ کر روضات سے مارا پر کمر بستی ہوا اور دلا کے لئے اقرع پر جب کیا کہ آپ کو کلمہ پڑھنا کہ کلمہ ہے اور توحید (سیری میں نکل سے) کلمہ صریح لکھی تھی وغیرہ یعنی وہاں سوا جس مال اور حضرت آدم نے فرمایا تو کیا آپ نے اس میں کچھ (تھکن) پایا؟ اور آدم نے اپنے ہزاروں کا کلمہ لکھ کر دیا اور ایک کیا حضرت موسیٰ نے جواب دیا تھی وہاں کچھ حضرت آدم نے فرمایا تو کیا آپ مجھے اس بات پر حاسد کرتے ہیں جہاں سے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے سے میرے لئے لکھی گئی اور پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آدم میری پیدائش سے پچھتر سال پہلے۔^(۱)

(۲) انور امام محمد فرماتے ہیں، کہ حضرت اہل تسک کے حضرت ابوہریرہ سے سعادت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، حضرت آدم وسمیٰ کی بھی مولیٰ تھی حضرت موسیٰ نے حضرت آدم کو فرمایا کہ آپ ہیں وہ جس نے اپنے والد سے جہنم میں داخل کر دیا، تو حضرت آدم نے فرمایا اے موسیٰ آپ کی کفالت نے اپنی رسالت اور معکوسی کے لئے چھ چار عرصہ سات آپ پر نازل فرمائی، تو کیا آپ نے (اس میں) کیا کس سے دعا مانگا جس کا فرمایا جی ہاں۔ تو حضور نے فرمایا کہ آدم وسمیٰ پر قابو آئے۔ (۳)

اور حضرت سقیا کی بہت کمپ کے لیے اولاد کو جنم دینا شروع کر دیا۔ اس شہر چیت ہے (بلا ہر یہ حصول ملے)۔

(۱۲) یہ کوہِ قاف ہوا نہایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے تھی۔ کچھ یہاں مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عمر بن خطاب سلام نے ہمارا کوہِ قاف بھی دیکھا ہے، ہمارے یہ دروازہ بھی اسی کوہِ قاف پہنچے، چنانچہ اس نے ہم کو گواہ بنے آپ کو بھی جنت سے نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو نکلا دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا: آپ آدم ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔ پھر حضرت موسیٰ نے پوچھا: آپ ہیں؟ وہ بھی میں خلیفہ خدائی ہوں، پھر بھی گواہوں کی گواہیوں سے ہم کو نکلا دیا، کچھ فرمایا: ہم نکلتے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔ پھر حضرت موسیٰ نے گواہی کی کہ میرا کچھ چیز ہے اس بات پر اس کو آپ نے ہم کو بھی جنت سے نکلا دیا، پھر حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: آپ کو کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: میں آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ اپنی اسرا نکل سے شکر عرض کریں؟ آپ ہی سے اللہ نے یہ سب کچھ سے عطا فرمایا ہے؟ اور آپ کے گواہ اپنے دروازوں کو کبھی کبھار کبھی مقرر کیا؟ حضرت موسیٰ نے جواب دیا: جی ہاں (یہ ایسا ہے) پھر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ مجھے اس بات پر مصداق قرار دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ سب کچھ پہلے سے بھی جاننا چاہی؟ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام کو بھی یہ جواب آگئے، آدم کو بھی یہ جواب آگئے۔ (۱۳)

(۱) انکو ایک دوسرے طرح سے پہچانتے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دعا کرتے ہیں، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(١) قاله المؤلف، وسدسني به بطرح حسن، بن هارون ملكك، عن أبي عبيدة، عن النبي ﷺ وأما ما سلم عن الصحابي بن موسى الانتصار،

عن الحسن بن عمار، عن الجراحين بن قيس، قال: باب عن يمين هروم، والأعرج هي أبي هروم، هي الحسن بن عمرو.

(۲) ولایت محمد - سیدنا عبدالرزاق، امیرا سعید، عن الزهری، عن ابی سلمہ، عن ابی ہریرہؓ : ..

(٣٠) وعلمنا على السوطين والشيخ جعفر من هذا الخبر وأبى قوله إلا عتبت لنسبك الذي نذكره بهذا طريق هذا الحديث عن أبي حمزة، والله

[illegible]

ابن عسكرا، و همام بن هند، و عوف بن هرمزة، و ابو طلحة بن عبيد الله بن جهم

(٤) والمخبر عنه الحافظ أبو علي الموصلي في "مسنده" عن حديث عبد الرحمن بن عيسى بن الخطاب رضي الله عنه فقال: حدثني أبو حنيفة بن

يسكن المصري، جده عبد الله بن وهبه الخوري شهاب بن سعد، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن عمرو بن الخطاب، عن النبي ﷺ

(*) ورد في أبو داود - عن أحمد بن محمد طح الحضرى، عن ابن وهب، أنه،

(٦) قال البرقي: وحديثنا محمد بن فضال عن عبد الملك بن الربيع عن حماد بن عمار عن الرقي عن أبي بصير عن

ابن جعفر عن ابن جعفر عن عمر بن الخطاب قال أبو محمد: أكرم عليّ الله وأهل بيته...

نے حضرت موسیٰ کو جواب دیا کہ وہ ان سے بڑے تھے اور پہلے تھے اور کہا گیا ہے کہ وہ ان کے چپ تھے اس لئے کہ زبان اور کہا گیا ہے یہ دونوں مضر مختلف شریعتوں کے حامل تھے اور کہا گیا ہے کہ وہ دونوں عالم بزرگ تھے اور لوگوں کے دہم و گمن کے خلاف ان سے تمام تکلیف (شرعی) بڑھائی گئی تھی۔

اور فقہی بات یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے لفظوں کے ساتھ مقول ہے اور کہا گیا کہ عادیث مستحکم ہیں لہذا اس حدیث کی صحت کا انکار کرنا امر من وجرہی ہے اور یہ عادیث خواہ صحیحین میں ہوں، یا کسی اور حدیث کی کتاب میں ہوں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو موصیٰ الخیر کیا اس حدیث سے کہ نبیوں نے اپنے کما اور اولاد کو جس سے لکھا اور بد میں پر آدم علیہ السلام نے فرمایا میں نے تم کو جس سے نہیں نکالا، کیونکہ وہ خارج میرے ملک کھانے پر مزارع میں ہوا تھا، مگر میرا اور تمہارا دونوں سے نکتہ میری بیعت تھی پہلے اللہ عزوجل نے لکھ دیا تھا مقرر کہ یہ لفظ خدا آپ کا بھی حاکم کرنا ہے وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ مجھے اس بات کے کھانے سے روکا گیا تھا۔ لیکن میں نے وہ نہیں کھل کھل اور اس پر جس سے اللہ میرے ملک کی وجہ سے نہیں مولا اللہ اس نے نہ فی حق وہ نہ خود کو جس سے لکھا گیا۔ چونکہ جس اللہ کی قدرت و صنعت میں تھا اور اللہ کی اس میں حکمت اور پختہ ہیں۔ لہذا آدم کوئی علیہ السلام پر غالب لکھے اور جس لوگوں نے اس حدیث کو ہی مطلق دیا ہے یہ سراسر من وجرہی اور حاد ہے۔ کیونکہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحرا مقول ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی روایت مطلقہ و جبہ مسلم باطل ہے۔

دوران کے علاوہ دوسرے صاحب رسول سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ جیسے کہ مذکور ہوئی۔ اور ابھی ہم پہلے جاکھینے چاہے کہ اس حدیث میں لفظوں و معنوں کے اعتبار سے یہی ہیں۔ لیکن اصل حجاب میں لفظ بڑی کی تائید ہوتی ہے۔

دورانِ جنات میں چھپا جس فاضل بخاری ہیں۔ ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی ایسے حدیث سے کہ اس حدیث میں صانع کے کر کے ہلے نہ فرمائی ہو۔ دوسرا یہ کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ہاتھ کاٹل ماریا تھا جس کا ان کو حکم بھی نہ تھا لہذا انہوں نے اس سے بڑھ چکی (اسے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر ظم کیا ہے لہذا انکے کٹل دینے لہذا پروردگار نے اس کو کٹل دیا۔) تیسرا یہ کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو طاعت پر حجاب میں تھوڑی سی بات بھی چاہے تو ہم یہ لکھ دے کہ نہ مرکب کے لئے جس میں کھولتے، کہ وہ کچن ہمارے کہ لکھ دے میں تھا اور ہر حکم اس سے صاف تھا جس کو اللہ ہی مانتا تھا اور اگر تھوڑی کاوش لکھ دے دیکھیں کہ نہ لکھ دے جو لکھ دے گناہ پر کوئی دلیل پکڑنا جس سے بہت سے مفاد کے لئے نہ لکھ دے۔

اس وجہ لکھ کر کہ حضرت اطمینان نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب میں تھوڑے کے ساتھ مصیبت پر دلیل بھی پکڑی بلکہ اپنی مصیبت پر دلیل پکڑی پہلے کہ تھوڑے میں یہ مصیبت تھوڑی تھی، جو آج ہی پڑی۔ اور نہ گناہ کے بعد تو خود انہوں نے ہار گاہ و بے صورت میں ستر سال تک درود رکھا، کی معافی مانگی اور عرض کیا کہ

اے اللہ میرے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظم کیا ہے اگر ہمیں نہ بخشے گا تو ہم پر ہم نے فرمائے گا تو ہم جو ہونے والوں میں سے ہو جائیں گے تو یہ عرض کیا کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظم کیا ہے اگر ہمیں نہ بخشے گا تو ہم پر ہم نے فرمائے گا تو ہم جو ہونے والوں میں سے ہو جائیں گے

ان اعدائے کافکہرہ، جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں وارد ہوئیں

(الکلام) فرماتے ہیں: کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا اللہ نے آدم علیہ السلام کو ایک مثل سے پیدا فرمایا، جو قسم دینے زمین سے لگی گئی جلیبہ والی آدم علیہ السلام بھی زمین کے مطابق ہوئے، گوہرے کالے سرخ، اور اللہ کے درمیان وارد ہرے صاف و نرم طبیعت والے سخت طبیعت والے اور ان کے درمیان۔

(۲) یہاں سے آگے بھی زمین کے طبع کے مطابق ہے، اور حمزہ کے طریق سے بھی حصول ہے، حمزہ حواف سے دریا میں نہر سے عداوت کرتے ہیں کہ میں نے پھر بھی کہتے ہوئے: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ شک اللہ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹی ملی سے پیدا فرمایا جو قسم دینے زمین سے لگی گئی جلیبہ والی آدم کی اولاد بھی زمین کی طرح ہوئی، گوہرے سرخ، کالے سرخ و نرم طبیعت والے سخت طبیعت والے اور درمیانی، اور ہرے صاف و نرم طبیعت والے۔ (۳)

اور ان میں سے دوسرے کچھ صاحب رسول ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے جبرائیل کو زمین کی طرف بھیجا تاکہ اس سے کچھ مٹی اٹھائے، زمین حضرت جبرائیل کو زمین کرنے لگی، مٹی آپ سے اللہ کی پندہ گئی ہوں، اسی بات سے کہ آپ تھکے تھے، کچھ مٹی اٹھا کر (کم کر دی) پھر کچھ رب داد کر دی، پھر حضرت جبرائیل نے مٹی داغی، دھت کے سورہ پاگاہندہ کی مٹی عرض کیا: اے پروردگار! اس نے آپ کے نام سے پکارا، گدلی مٹی۔ لہذا میں نے اس کو پتہ دیا۔

پھر اللہ عزوجل نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا تو زمین نے ان سے بھی پکارا، مٹی، اور انہوں نے بھی پندہ دی، اور ہمارے خداوند کی مٹی ہر طرح عرض کر دیا، مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا: پھر اللہ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو زمین نے ان سے بھی پتہ دیا، مٹی، حضرت عزرائیل نے فرمایا: میں بھی تھکے ہوں، اس مٹی خالی آتھموت چاؤں، اور اللہ کے حکم کو پورا نہ کروں، لہذا حضرت عزرائیل نے زمین (کے مختلف جگہوں) سے مٹی اٹھا لی، اور اسی کو ڈال دیا، اور یہ مٹی خضید سیاہ سرخ، رنگ کی گئی، لہذا اس پر سے بنسی آدم کی خلق ہوئی، مگر حضرت عزرائیل مٹی کو لکڑی چھ، پھر پھر پٹی کے ساتھ اس کو کوہ جہنم کی کدہ کیس اور پٹنگی مٹی میں مٹی پھر پڑا، اللہ رب حضرت نے فرمایا:

میں مٹی سے ایک انسان کو پیدا کرتے دیکھا ہوں، تو جب میں اس کو درست کر لوں، جو اس شہابی اور کھکھوڑی مٹی میں اس کے کچھ ہے، میں کر چکا۔ (۴)

پھر اللہ عزوجل نے اس کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، اس کی ٹھیک ہا پر اپنی پوٹلی نہ کر سکے، پہلے تو ایک جسم انسانی پیدا فرمایا، اور مٹی اس صورت میں پھیر دیا کہ وہ بالکل سہل چار رہا۔

اور وہ وقت درحقیقت جسے کائنات کے بعد تھا، فرشتے اس کے پاس سے گزرتے جاتے تھے، اور وہ کہہ کر گھبراتے تھے، وہ سب سے زیادہ گھبراتے والا انھیں تھا، یہ اس کے پاس سے گزرتا تو اس کو بات، جس کی وجہ سے اس جسم سے مٹی آباد گئی تھی، جسے ٹھکانے مٹی کی ٹھکانے سے آباد گئی تھی۔

(۱) قال الامام احمد: حدثنا يحيى بن سعيد بن جعفر، حدثنا عوف، حدثنا قيس بن عمار بن زهير، عن ابي هريرة، عن النبي ﷺ.

(۲) ورواه ايضا عن حماد، عن عوف، عن قيس بن عمار بن زهير، عن النبي ﷺ.

(۳) ورواه ابو داود، والترمذي وابن حبان في "مصححه" عن عوف بن ميسرة، عن ابي هريرة، عن النبي ﷺ. ورواه ابو داود، والترمذي وابن حبان في "مصححه" عن عوف بن ميسرة، عن ابي هريرة، عن النبي ﷺ. ورواه ابو داود، والترمذي وابن حبان في "مصححه" عن عوف بن ميسرة، عن ابي هريرة، عن النبي ﷺ. ورواه ابو داود، والترمذي وابن حبان في "مصححه" عن عوف بن ميسرة، عن ابي هريرة، عن النبي ﷺ.

(۴) مروي عن ابن عباس، عن ابن مسعود، عن ابن عباس عن صاحب رسول الله ﷺ.

[illegible]

مگر جب وہ اتنے اکیسکے جس میں اللہ نے اس کے اندر روح پھونکی تھی تو اللہ وہ بہت محنت نے فرشتوں سے فرمایا: "جب میں اس میں روح پھونک لوں تو تم سب اسی کے آگے بھڑک رہے ہو۔"

بہارِ مزاج: مول نے سراسر صوفیانہ نمونگی تو پہلے روحِ رحیم اہلِ صوفی کی حضرت آدم علیہ السلام کو چھبکائی تو فرشتوں نے عرض کیا: مالکِ مائتہ کیجئے، حضرت آدم علیہ السلام نے مالکِ مائتہ کہا۔

پھر اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو کھانا دیا، ایک قلعہ پر اتار دیا اور کہا کہ۔

پھر جب دوح آنکھوں میں پہنچی تو حضرت آدم علیہ السلام نے سنت کے پھول کی طرف دیکھا، پھر جب دوح پیدہ میں پہنچی تو حضرت آدم علیہ السلام نے ہلکے عروس ہوا کی دکان پر پہنچ کر دوح کے پھول کی طرف لپکے، پھر جب دوح اذان تک پہنچی تو اس وقت اللہ نے فرمایا:

خلق الانسان من عجل ﴿۱﴾ انسان جنمى (کے دے) سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کا فرمان ہے مجھ فرشتوں نے عباد کیا تمہاری میں نے اس سے انکار کیا کہ وہ عیدہ کرنے والوں میں شامل ہو، (تمہارے اس طرح قصہ پھا کیا کہ تو یہ پورا قصہ نہ کہو نہ سے اس کی عطا دی گئی اور میری سفار سے گئی عیال سے مشورے ہے)۔

محقق فرماتے ہیں کہ اس قصے کے نگار جڑاؤ کر چھاوا دے، مافوق حیرت انگیز انکشافات سے لبراز ہے۔

(۳) امام احمد فرماتے ہیں: اصحرت انہی رضی اللہ عنہم حضور را کہرم ﷺ سے دعا کرتے فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو جب اللہ نے چاہا تو اس کو نبی (ملائکہ کے) چیلوں سے رکھنا اور انہی میں سے (اس میں) پھر رکھ کر آواز دے جب اس کو اللہ سے کوکھ لایا اور کھلی کہہ جائے کہ یا امانہ کہہ سکے گا۔

۱۷۔ اور میں حیاں و خفا کا عظیم محسوس تھا، مجھے ایک دوسری سند سے حضرت السید کا حک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حبیب آدم علیہ السلام میں درج چھوٹی تھی، تو درج پہلے سر میں بچھی (بدو، بک) تو ان کو چونک اُٹی، تو حضرت آدم علیہ السلام نے (غوراً) کہا: "الحمزة رب العالمین"۔

تو ہرگز ہرگز ختم ہونے لگی جواب میں فرمایا "ہر حکم اللہ"

[illegible]

اور اس حدیث کی سند میں کوئی کن (حرج) نہیں ہے۔ (۷)

(۷) اور جان لیں! اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[illegible]

پس موت گئے تو اللہ نے فرمایا یہ تیرا اور تیری اولاد کے دو سالانہ سلام ہو گا اور اللہ نے اپنے دست مبارک سمیت کرکریہ و بدادوں میں سے ایک کا تختہ کرکرا لیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا میں اپنے بندہ راگ کے دائیں اٹھ کا تختہ راگ رکھوں، جبکہ میرے پروردگار کے دونوں ہاتھ باہر کریت ہیں۔ پھر اللہ نے اپنے ہاتھ پہنچا دیئے تو ان میں سے آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد و دخترانی آدم علیہ السلام نے پوچھا ہے یہ درود گاہ کی ہے یا قریبا تیری اولاد ہے، اور اس وقت پر انسان کی عمر اس کی پوچھنی پہلوؤں آنکھوں کے درمیان کبھی ہوتی کہ اس درمیان شہنا یک بہت روشن چھندہ آؤ کی تھا۔ اور اس کی عمر صرف چالیس سال کبھی ہوتی تھی تو حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا ہے یہ درود گاہ کی ہے یا قریبا تیرا رخ خدا ہے۔ تو حضرت آدم نے عرض کیا ہے یہ درود گاہ میں کی عمر کو چھایا ہے فرمایا یہ کھنچ جا چکا ہے تو عرض کیا بیکر میں نے اپنی عمر سے ساٹھ سال کی کو بیٹے امرضا پہنچا ہے۔ تو جب میں اس کو وہ جواب تک اللہ نے چاہا حضرت آدم علیہ السلام جسد میں رہے۔ پھر وہاں سے اتار دیئے گئے۔ جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام اپنے آپ کو بہت طاقتور فرمایا کرتے تھے۔ پکارا عمر عمر میں اس کے پس تک الموت آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فلان سے مراد بنوئی: انوئی تو بہت ہندی کرنا؟ ہمیں کفر تو ہزار سال کبھی ہوتی تھی۔ عرض کیا: کیا میں اس میں سے آپ نے ساٹھ سال اپنے بیٹے کو دیا ہو؟ وہ بے تحاشہ لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے وہاں فرمایا تو ان کی اولاد بھی و کھار کر تائی رہتی ہے۔ اور وہ بھول گئے تھے تو ان کی اولاد بھی بھولتی رہتی ہے۔ تو اسی دن سے گواہوں ہاتھ لکھنے کا حکم فرمایا گیا۔

۱۰ امام بخاری نقل کرتے ہیں، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت فریضہ میں ان کا وہ ساتھ ساتھ جنت کو بلا لیا کہ ان کو فرمایا جہنم میں اس (گروہ) میں سلام کہ تم کو جو جہنم میں دیا، وہ تم پر اتنا ہی اتنا ہی اور ان کا سلام ہوگا، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ان کو کس سلام علیکم فرمایا، انہوں نے کہا کہ جہنم میں تو علیکم السلام اور جنت میں جنت فریضہ میں تو علیکم السلام کہ جہنم میں وہاں کے گھٹا پڑا حائل ہے، اور حضرت آدم علیہ السلام سے کہو گئے تھے، تو اگر جنت فریضہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر جنت میں داخل ہوتا ہے، جس کے واسطے کہ اس (سلام) کو کہہ کر جاتا ہے۔ (جو صحیح نہیں ہے)

اسی طرح امام بخاری نے اس حدیث کو صحیح بخاری کتاب الاستسوان میں روایت کیا ہے۔ (۱)

(۳) کہو امام احمدؒ حضرت ابو ہریرہؓ کا ہاتھ منہ کی حد سے لٹک کر آج ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کا تہہ ساتھ ہاتھ تھا، اور جو نازل سات ہاتھ تھے۔ اس حد سے کہ وہایت کرتے تھے امام احمد متفقہ ہیں، مستند احمدی ہے کہ حضرت ابان مہاسا سے مروی ہے کہ جب قرص کی آیت تائید ہوئی، اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے شک پہلا حق ہے، دوسرا غلط ہے، اور حضرت آدم علیہ السلام تھے۔

اللہ نے جب حضرت آدمؑ ضیاء السلام کی شان پر ہاتھ پکڑا، جس سے لہجہ کی تمام لکڑیاں جو قیامت تک تھے وہاں جن سب ٹکڑے آئی۔ اور ہر ایک حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے آجایا، حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں ایک چمکے ٹھکڑے دیکھا، اور چما لے، اور ہر ایک کو بولے ہے، افریاد تیرا پڑا ہے۔ ہر چہ سے پروردگار کی اس حق پر ہے کہ فرخندہ ساتھ سالہ مروی کیا ہے، پروردگار کی مروی عباد جیسے فرمایا ہو، ہلے یہ ہو سکتا ہے کہ جنی مرتب سے کہ کو گھنہ دینی کر دی جائے۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک جزو سال تھی۔ (حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس سال داؤد کو، سوائے قتل کے) سب فرشتوں کو گواہ
 کیا، تاکہ ان کو حضور فرادہ ہو، پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا وقت قربانہ فراموشی ان کی روح قبض کرنے ان کے پاس پہنچے، حضرت آدم
 علیہ السلام نے فرمایا اچھی تو میری عمر چالیس سال تھی۔ عرض کیا کیا لوگ، ہر ایک نے اپنے اپنے جیسے دایہ کو دے چکے تھے، ان فرمایا اچھا میں
 نے تم کو دیکھا ہے۔ پھر انہ نے ان کو اس کی ہوتی تو کو کلمہ پڑھا اور فرشتوں کی گواہی کو کھڑا کیا۔

(١) قوله تعالى: فاحذري حسنا عبد الله بن محمد، حدَّثنا عبد الوارث، عن محمد، عن عثمان بن ميه عن أبي هريرة عن النبي ﷺ

(2) عن يحيى بن عمار، ومسلم، عن محمد بن زكريا، 45 عن عبد الله بن زياد

(٣٦) إرفاق الإمام أحمد، عفتنا دار ج، حطتنا حطلا بن مطعة، عن علي بن زيد، عن محمد بن العصب، عن أبي هريرة بن النبي ﷺ

الحل . . . والذين لا يؤمنون بالله واليوم الآخر ولا يؤمنون بالذين هم أئمة من قبلهم ولا يؤمنون بالذين هم أئمة من قبلهم ولا يؤمنون بالذين هم أئمة من قبلهم . . .

[illegible]

اور پہلا جو حد لیا گیا تھا کہ کسی ہی ختم ہمارے ہوں، پھر میں ہی ختم ہوں۔
 تو وہ زبان کی فطرت سے بچنے لگی، جو کہ یہاں کی فطرت تو دنیا کا دل ہے، اہل دین میں خدا کا قرآن کریم میں فرمان ہے تو ترسے، بیکو
 ہو کہ یہ پر سے ہے، چاہے اور خدا کی فطرت کو کسی نہ کسی نے تو گھسی کہ یہ دنیا ہے، دنیا کے کچھ خدا کی فطرت میں آخر تبدیل نہیں ہو سکتا۔^(۱)
 اور فرقہ بنایا گئے اور انے، انہوں میں سے ایک اور انے ہوتے ہیں۔^(۲)
 اور دیکھو یہ ہم نے ان میں سے جو آسمان میں ہے (۱) انہوں نے دیکھا کہ ان میں کچھ ہیں اور کچھ تو بیکار ہیں، انہوں نے دیکھا کہ ان میں سے

اولت اٹھیں :۔۔۔ پہلے گندہ چکا کر جب حضرت آدم کے لئے فرشتوں کو بھیجے گا تو عمر بنی قرہ قرام سے عمر بنی احمات کی، عمر بنی احمس نے ہنر ملی کی، عمر بنی کوا آدم بنی السلام پر حودہ تھا وہاں سے شقی قحلی، جس کی عہد سنائے اس کو، حکماء، انصاری دست سے، میری کے لئے دار کرہاں باہر باہر لہو سے اس کو کھلاو، دارا کل و خوار شیان مراد کی ہزار میں پڑ گیا۔

(۱) کھور سے جو جس سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب ایسا نام آئے جب وہ کی عبادت کرتا ہے۔ اور پھر جو کہ لڑتا ہے تو شیطانی لگا ہو کر دے پٹنے لگے، جہاد رکھتا ہے بائے مشرک وہاں آجہا بھیجے گا عظم طاووس سے بھیکو کر لیا، جس سے اور دھند کا سختی ہو گیا اور مجھے جو سے کا حکم ہمارا ہو گئے نے باقرائی کی جس پر میرے لئے عظیم ہے یہاں حدیث کا سلسلہ لے لیکن روایت یہ ہے (۱)

آدم علیہ السلام کے جنت میں ٹھہرنے کا وقت : جب حضرت آدم جنت میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہ جنت زمیں میں ہوئے۔ آسمان میں یا جہاں کہیں وہ اٹھ کر اپنے ملائکہ اور ملائکہ جنت میں اتر کر ان کے پاس پہنچ گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہائش کے ساتھ، جہاں چاہتے تھے جگہ جگہ میں درخت کے پھل کو کھا لیا، جس سے ان کو روح کا کھانا خورق و حضرت دلائل الہیہ ان کا کھانا کیا اور ان کو زمین پر اتار دیا اور ان کے لئے کافہ چیزیں ڈال دیں۔

اور حضرت میں سکانت چھوڑے اس کے ہاتھ سے میں متلاش ہے۔
ایکے قول پر بھی ہے کہ چاہیے چلاں میں، ایک دن کا بھی کہ چھوڑے۔
اب پہلے مسلم کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف سے یہ روایت گذر چکی ہے کہ (ا) وہ ہم جیسے کہ ان کی گھڑیوں میں سے ایک گھڑی میں بیٹھا
ہوئے (۱) اور ہم جیسے کہ مردانہ شہر پہلے (۲) سے گذر چکی ہے کہ اسی دن میں (۳) وہ دنیا اسلام پر پہنچے اور ان کی دلی رحمت سے نکالے گئے۔

۱. معادله اسم این است ۲. حرف ر در این است ۳. نونه این است ۴. اسم این است ۵. حرف ه این است

۵. در اول اسامی عهد گفته بود احمد و زین العابدین و این حق است، اما این عهد هم نام مراد بوده، که در اسامی عهد نام مراد این عهد و زین العابدین است.

[illegible]

⁹ أبو الطالِب الإمام أحمد بن محمد بن حنبل، رحمه الله تعالى، في كتاب الإجماع، ص ١٠٢، عن أبي عبد الله، رضي الله عنه.

(۶) در ۲۷ مرداد ۱۳۵۷، جلسه در تجمیع و ابوابی بهانه به ۲۱ فصل

آدم میں پھر نہ ہو مگر اس میں لگائے گئے مردہ یا بھی ایک دن کے کام سے بھر دھریں ہوں۔ تو ماضی سے بھٹکا ہے۔ اور اس کا ہاتھ
 بند کر دیا۔ لیکن اس میں غلامی کا اسرار ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا نشان یہ ہے کہ اس میں وہ پیدا کئے گئے اور وہ پیدا ہو جانے کے
 پورا پورے لئے بھر دھیں، جیسے کہ ان میں اس میں بھی بھٹکا ہے۔ ان میں اس سے مروی ہے کہ حضرت آدم کا جنت میں ٹھہرنا بہت عرصہ تک رہا۔
 اور اس کے بعد اس نے اپنے گھر میں آکر ایک کڑی میں اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔ یہی وہی ہے جس کا ذکر ہے کہ اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔
 اس کا ذکر ہے کہ اس نے اپنے گھر میں آکر ایک کڑی میں اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔ یہی وہی ہے جس کا ذکر ہے کہ اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔
 اس کا ذکر ہے کہ اس نے اپنے گھر میں آکر ایک کڑی میں اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔ یہی وہی ہے جس کا ذکر ہے کہ اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔

اور حضرت آدم علیہ السلام جب سے ان کے پاس زمین میں رہے اور سر زمین میں قادیان
 ان کے پاس کوئی نہ تھا۔ لیکن یہی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس سے گئے۔ اور اس کے بعد ان کے پاس سے گئے۔ اور اس کے بعد ان کے پاس سے گئے۔
 لیکن اس بات میں اس کی ترقی حال یاد دہانی ہے۔ اور اس کے بعد ان کے پاس سے گئے۔ اور اس کے بعد ان کے پاس سے گئے۔
 اس کا ذکر ہے کہ اس نے اپنے گھر میں آکر ایک کڑی میں اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔ یہی وہی ہے جس کا ذکر ہے کہ اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔
 اس کا ذکر ہے کہ اس نے اپنے گھر میں آکر ایک کڑی میں اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔ یہی وہی ہے جس کا ذکر ہے کہ اس کی ترقی حال یاد دہانی کی۔

تو یہ جنت و جہنم کے ساتھ بیان کرتی ہے کہ شروع میں اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔

اور اس میں آدم علیہ السلام کا پہلا گناہ اور اولیاس
 اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔

اور اس میں آدم علیہ السلام کا پہلا گناہ اور اولیاس
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔

اور اس میں آدم علیہ السلام کا پہلا گناہ اور اولیاس
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔
 اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔ اور اس کے بعد اس کا نام تھا۔

دیکھتے ہیں جو جنہی میں تہمت دیتے ہیں۔^(۱)

(۲) اور حسان بن حسن لڑتے ہیں کہ حضرت آدم کی محس آپ کی تمام اولاد کے برابر تھی اور حضور ﷺ نے مسرت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس سے گزرنے کی خبریں دی، کہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس سے گزرا دیکھا تو ان کو نصف صن حنکا گیا تھا، علماء اس کے مطلب کے بارے میں فرماتے ہیں، کہ یہ نصف صن حضرت آدم علیہ السلام کے صن کا نصف تھا اور یہ بات بہت مناسب معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت آدم کو اللہ عزوجل نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور خود صورت بھی بنائی اور اپنی روح بھی بخشی لہذا اسب سے ممکن پیدا ہونا انہی کے لائق ہے۔

(۳) اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ عزوجل نے جنت کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے باگاہ رب العزت میں عرض کیا اے پروردگار یہ طارے لئے کہہ دیجئے کیونکہ آپ نے مسنس آدم کیلئے تو ایسا پیدا فرمایا ہے جس میں دو کھانسیں کے ہیں۔

تو اللہ رب العزت نے فرمایا میری عزت کی قسم میری بزدلی کی قسم نہیں، میں اس کو بگاڑوں گا اس کی سانگ اولاد کیلئے، جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور مجھے میں اس کو محکم کرتا ہوں وہ بگاڑتا ہے۔

اور بخاری و مسلم میں بھی سندوں سے حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے۔
 علماء نے اس حدیث کے بارے میں اور اس کے مطلب کی تفسیر میں بہت تفصیل سے کام لیا ہے اور ان کی مسلک اس میں مذکور ہے جس میں ان کی تفصیل و تشریح کی جا چکی ہے واللہ اعلم۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وفات اور آپ علیہ السلام کا

اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت

شیث کا معنی ہے اللہ کا علیہ اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام دونوں میں باپ نے اس کو یہ نام اس لئے دیا کہ اللہ نے من کو یہ اپنا نسل کے بدلے عطا فرمایا تھا اور یہ بہت بڑے عقیدہ گزرے ہیں، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے ایک سو پچھتے نازل فرمائے اور چار گنا ہیں نازل فرمائیں اور (صرف) حضرت شیث پر چھاس پچھتے نازل فرمائے۔

محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے فرزند حضرت شیث کو وصیت وصیت فرمائی اور دن رات کی گزروں کی پچاس گنا کی، اور ان اوقات کی حفاظت کی تعلیم دی اور اس کے بعد ایک بڑے طوفان کے قلع کی پیش گوئی فرمائی اور کہا جاتا ہے کہ آج تمام لوگوں کے نسب حضرت شیث علیہ السلام پر پہنچا کو پچھتے ہیں کہ تمہارا کے علاوہ دوسری اولاد آدم باطل قسم ہو گئی تھی، واللہ اعلم اور جسے کہ دن جب حضرت آدم علیہ السلام وفات پا گئے تو فرشتے حوا وغیرہ لئے کہ حضرت آدم کے پاس آئے اور اللہ عزوجل کی طرف سے جنت کا کلمن لائے پھر آدم علیہ السلام کے فرزند حضرت شیث کے اس کلمن میں ایمان کو کلمن لائیں اسحاق فرماتے ہیں کہ کتاب و ایجاب سات دنوں کا اور ایک گھنٹہ ہے۔

(۴) ابن حجر مہدی کہتے ہیں کہ میں نے سنیے میں ایک بزرگ کو دیکھا جو دعا فرما رہے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہنا یہی ان

۱) بهذا الحديث معنى (۲) وقال ابو بكر البرقوقي: حدثنا محمد بن العلاء: حدثني يونس بن عمرو: حدثنا هشام بن عمار: عن

الحسن قال (۳) يولد رويان عن عبدالله بن عمر: وابن عمر و ابنه اسود و رويان و مرارة: عن

(۴) يولد لادن عبد الله ابن الامام محمد: حدثنا حنيفة بن خالد: حدثنا حماد بن سلمة عن حماد: عن الحسن: عن يحيى: هو ابن عمرو السعدي: قال

عجب میں ہوا۔۔۔ تو وہی کسی کلب کے قریب۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا نقشہ قریب ہی تھا انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا۔
اے بیٹے! جنت کے بھروسے نہ کرو۔ تم لوگوں کو جنت کے محل تلاش کر کرنا کہیں، جاننے سے ان کو خوشی ملے گی۔ میں
نے ساتھ کئی اور خوشی بھی، اور تو کبریا کے لئے کہ کثرت بخیر، چاہا ہے تو کسی قریب رہا تھا جس نے فرشتوں نے قوم کے بیٹوں سے پہنچا اسے۔ کسی
آدم کو اس کی تلاش مل جا رہے تھے۔ آدم علیہ السلام نے اس اور جنت کے محل تلاش کرنا کہیں، جاننے سے ان کو خوشی ملے گی۔ وہ انہیں چلو
تھا۔ وہ والد کا نقشہ چھپا کر کیا ہے تو وہاں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں کو کھانا فرماتے ہیں اور کسی مقصد کے لئے آئے
ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے پہنچائے گئے تھے۔ ان کے لئے چھوڑ دیں اور حضرت آدم نے حضرت عیسیٰ کو کھانا کھا کر چھوڑ دیا۔ اس سے
میں خوش ہے۔ چنانچہ یہ آدم علیہ السلام، نبی خدا ہے۔ اور میرے مذہب کے فرشتوں کے اور یہی راستہ خالی کر دے۔ پھر فرشتوں نے ان کی روح قبض کر لی، اور میر
فلسفہ کا کل دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام۔

پھر زحاک اور افراتیم، خاں اور بلال حضرت آرمین کے تھے۔ جتوہ اور مرزا مراد علی وغیرہ میں داخل کیا اور تیس سال تک ان کو یہ سے ٹکڑی ڈال دیا۔ پھر کہا کہ آرمین کی اولاد یہ
تمہاری امت اور طرفہ ہے اس لیے ہند کی اصلاح کی ہے۔

۱۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی حضرت لوط علیہ السلام کی نماز پڑھانے سے منع کیا اور فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھاؤ اور تمہارے بھائی کو بھیج کر لے آؤ۔ (۱۲)

اور اہل طوائف کا ان کی قربی و جد کے بارے میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ اس پیرا گئے جس مدفون ہیں جہاں وہ رہے مگر اس کے پاس قبر سے
بچے اور ایک قرن سے بھی ہے کہ کہیں قبیلہ بنی قریظ کے پاس ہے اور کوہ جانا کہ ہے جب حضرت ساجد علیہ السلام کے لہانے میں طوائف کا وقت قریب
آیا تو حضرت نور نے اہل امام اور باقی ائمہ علیہم السلام کی انیس سو سالہ گواہی دے کر یہ گیت المقدس میں اس کو لے کر آج تھا اس کو لہان میں نقش فرمایا ہے۔
ان حوا کے لئے اللہ تعالیٰ بعض اہل کتاب سے نفاق کرتے ہیں کہ وہاں حضرت ساجد علیہ السلام تیار مسجد ابراہیم کے پاس ہے اور باقی بیت
المقدس کی چٹان کے پاس اور وہ ساجد علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کی مٹھی کی حالت میں صرف ایک سال بعد ہی دفن ہوئے۔

[illegible]

۱۱۔ اس دنوں کے درمیان مصروفیت و محبت بھی ملاکتی ہے اس لئے کہ اگر وہ ۱۰۰ روز قیامت میں ہے اگر مخلوق مان لیا جائے تو اس طرح دوسرے جانب اللہ اور لوگ تو ہم یہ کہیں گے کیا مدت ہے عمر اور مدت ہے جو جنت ہے تو میں ان کو اس سے جاننے کے بعد انھوں نے ہر کسی کو ۱۰۰ دنوں کو ۱۰۱ سال کی محنتی ہوس ہے اور یہ خبریں اعتبار سے ۱۰۰ سال ۱۰۱ سال میں ہے مگر ان میں ۱۰۱ سال ۱۰۱ سال تک کرتے ہیں ان میں جو جنت میں ہر کے واسطے طرح پر ۱۰۰ سال والی بات ہے نہ کہ ۱۰۱ سال ۱۰۱ سال قیامت میں فکروہ دنوں تک ہو جائیں گے۔

مطالعہ خدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام وفات فرمائے تو کُلوفِ ثمرات جلوس تک گریہ نہ ہوئی میں معصوم، رقی
بھی صرا کرتے اس کو دے فرمایا۔

پھر جب حضرت آدم و ہنوت پانچے نو اُن کے معاملات کے گن گن بن محفلت علیہ السلام بن آدم علیہ السلام بنے اور بھی کمی تھے اور پہلے حد نہ کر بھی کر حضرت ابراہیم و معصوم و شکستہ و است کر کے بن کاٹ نہ شیت نہ اسلام مریس مینے عادل فرما دے تھے۔

جب حضرت شیث علیہ السلام کی اوفت کا وقت بھی قریب آئے، پہلے تو انھوں نے اپنے چھ فرزندوں کو معاملات پر درگزر دے دیے، انوش کے بھائی کھول، محمد قیام، ہارن کے بعد قیام کا فرزند ہوا، نکل، ہار، اریالی، مکی، نوک، انجی کے ہرے میں خیال، کہنے کے کہ پر سات دلائلوں کے بدشاہ بنے اور یہ پہلے انجی ہیں جنھوں نے جنگلات کا قطع کر کے شہروں، دو قلعوں کی بنیاد ڈالی، ہار، انجی نے شہر ہارن اور شہر سوکنا آباد کیا۔

دو سالوں بعد ان کے لشکر یوں جنوں وغیرہ کو مکی، ہار، کریمین کی آہواؤں سے ہٹا کر دیانتوں اور کھائیوں میں دھکیل دیا، اور جنوں کی شہر بھڑکی۔

پھر سے بہت سوں کو قتل کیا، ہار، ہارن کا ایک بڑا مقیم باغ بھی تھا، ہار، یہ لوگوں کو دھکا بھی مارتے تھے، ہارن کی دہشتی چالیس سال رہی۔

جب ان کی بھی اوجہت قریب ہوئی تو انھوں نے اپنے فرزند خوش کو اپنے محمد کے کاموں کی وصیت کی، اور مشہور اقوال کے مطابق یہی خوش حضرت ادریس علیہ السلام تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں معرفت لوح علیہ اسلام کے واقعہ کے متعلق ایک عجیب صورت اور نوع کے نام سے ماحول فرمائی ہے کہ وہ لوح علیہ مشکوٰۃ ہے۔

ترجمہ شروع کرتے ہیں انہ کے نام سے جہاں انہ انہ تہا نہ دیکھ کر نے نہا ہے ہم نے انہ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ خوشترای کے کہ ان پر درویشی والا غلبہ واضح ہو اے انہ کو جہا ت کرنا انہوں نے کہا کہ ہاں میں ہم کو کھیلے طرح شہیت کرنا ہاں کہ نہ ان کی جہا ت کرنا انہ سے اڑا دیا ہے۔

[illegible]

مردمان نے اپنی تعمیر (انٹیکسٹر) محلہ ہمارے کے حلقہ محکمہ کی ۔ یہاں ان مقامات ذکر و کاغذ و نوکریں مطلب آئے ہیں کہ جس سے
 (انشاء اللہ) اور اسی طرح اس کے حلقہ کا حدیث اور بڑوں کو سننے کا قوس بھی دکر کر رہے۔

[illegible]

اور اچھے شعائی نے فرقہ گانہ قصہ میں فرمایا۔

ترجمہ..... اور یہ اہادی المسیح تھی جو میرے بڑا بھائی (علیہ السلام) کو گناہ کی ذمہ داری کے خلاف میں دعوے کی تھی، یہ کہ میں نے اس کے ساتھ ہر بے بند

گورنر ہے ہیں اسے قطعاً تہماً براہِ مذکور دانا (اور) خبرداد ہے۔ دراصل نے یہ کہ اسحق علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام (اور) سب کو ہدایت کی یہ اور پہلے نوح علیہ السلام کو بھی ہدایت دی تھی وہاں کی انوار میں سے قاذو علیہ السلام و یونس اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام (محمّد مصطفیٰ و استقامت) کو بھی مذکور ہے کہ انھوں کو اپنی ہی طاعت کرتے ہیں اور ان کے علیہ السلام اور محمدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور ایسا علیہ السلام کو بھی یہ سب نیکی کا رستہ اور راستگیں علیہ السلام پر وسیع (علیہ السلام بخیر نفس علیہ اسلام اور لوط علیہ السلام) کو بھی داد الہی سب کو جس کے لوگوں پر فضیلت بخش تھی اور بعض کائنات کے باپ اور مادرانہ اور بھائیوں میں سے بھی چونکہ ان کو گریہ بھی کیا تھا اور یہ حارثہ بھی دکھا تھا۔ تاریخ (الکتابان کا قصہ سورۃ اعراف میں بھی مرقر چکا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اس قدر تہذیب فرماتے ہیں:

[illegible]

ترجمہ: ... بھلا تم کو ان لوگوں (کے احباب) کی خبر نہیں پہنچی تو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح (علیہ السلام) اور عابد علیہ السلام اور شعوبہ علیہ السلام کی قوم اور جن انسان کے بعد تھے جن کا طرہ کے سوا کسی کو نہیں، (جب) ان کے پاس وہ غیر نیک بنائے نہ کرتے تو انھوں نے اپنے چاہنے والوں کے سفیہوں پر کھدائی (کا خاکوٹاں دیں) اور کہتے تھے کہ ہم تو جہنمی رحمانت کا تسلیم نہیں کرتے اور میں کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس کے بارے میں تو یہ شک میں ہیں۔ (۳)

اللہ رب العالمین تعالیٰ سے سورتہ اسراء میں فرمایا:

قریباً ۱۰۰ سالوں کی دوا درجن کو اسم کے خراج کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا ہے فلک لورج (ہیرے) شکر کو بند ہے (۴)

ترجمہ:..... اور ہم نے سورج کے بعد بہت سی استوں کو چٹاک کر ڈال دیا۔ تب ہمارا پروردگار اپنے بندوں کے ماحول کو جاننے اور سمجھنے والے کافی ہے۔ (اللہ مکران کا قصہ سورتہ قیام اور سورہ کوہن اور سورہ نازعات میں گزر چکا ہے۔

[illegible]

عصافہ تعالیٰ نے سوائے کسی سحر فرہ یا آثر جہاں سے پہلے نوح کی قوم پر عداوت رکھی تھی اور انہوں نے انہیں (اور اس کی قوم کے لوگ) بھی جیسا کہ چاہے۔
 فرمایا اور نوح کی قوم اور ان کے کھڑے ہوئے اہل گنہگار، ہیں ان سب نے غصہ کیا اور انہیں عذاب (لہذا) پر آج حجاز (لہذا)

اور اضافی قرائن کریم بھی آیا اور مقرر فرمائے ہیں (ترجمہ) ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم ہرمان کے بعد اور اسٹون نے بھی (دوسرے دن) ایک کھدکب کی اور ہر اسٹون سے اپنے ذخیرہ کے بار سے کسی بھی آئندہ کیا کرنا تو کچھ کمال اور سب دور (شہادت سے) منکوتہ رہا تاکہ اس سے حق

کونسل کو یہی احساس ہے کہ اگرچہ وہ کچھ اور بھی کر سکتا ہے مگر اس طرح کا فروغ کے بدلے میں بھی تباہی دے چکا ہے۔ ان کی بات پر اس نے ہنسی کی ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا مس ہے۔ (۱۹۱)

امام باقرؑ توفیق کا فرما رہے تھے کہ

—A. C. F. —

$$E_{\text{eff}} = E - \bar{\sigma} T_{\text{eff}}(r)$$
[illegible][illegible]

(۵) صورتی امر نقل آید:

١٠٠٠ (١٠٠٠)

(۷) امریکا میں بھی اس

$$-120 \text{ kJ/mol} \cdot \text{mol}^{-1} \text{ of } \text{C}_6\text{H}_6$$

گزر رہا اور ان کے پیو کا بھی ان کی اتار کرنے والے تھے، مگر جب یہ سب چلے گئے تو ان کے پیو کا دل نے کہا کہ اگر ہم ان کی صورتیں جانیں تو ان کی یاد میں ہم (اپنے پیو کا دل) کی پہنچ عبارت کر سکیں گے تو انھوں نے ان کی نگینیں جانیں تو جب یہی واقعات پائے گئے اور دوسرے لوگ آگئے تو انھیں نے ان کو دوسرے میں ڈالا اور کہا کہ ہمارے پیچھے تباہ فتنوں نے ان کو بلایا وہ بھی انہی کی عبادت کرتے تھے اور انہی سے ہارل (اور دوسری چیزیں) طلب کرتے تھے لہذا سب ان کی عبادت میں لگ گئے۔

ابن ابی حاتم، حضرت عمرو بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے فرماں میں ان کے معبودوں کے جو نام ہیں، اور، یثوت، یعوق، سوان، نسر یہ سب حضرت آدم کی اولاد ہیں، اور ان سب میں سے بڑا اور بیک صالح تھا۔

(۱) حضرت ابو جعفر باقر نماز چار حد سے بچے آپ کے گروہ کو لوگ جمع تھے انھوں نے یہ نہ بن سہل کا ذکر بھیجھا تو جب حضرت ابو جعفر باقر نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا تم نے یہ نہ بن سہل کا ذکر بھیجھا، پھر حال وہاں کی زمین میں نقل ہوا ہے، جہاں سب سے پہلے خیر اللہ کی عبادت کی گئی، وہ غیر اللہ والہ تھے جس کا سواہ قوس میں ذکر آیا مگر بہت بیک صالح مرقا، اور انہی قوم میں بہت محبوب تھا، جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی قوم کے لوگ اس کی قبر کے ارد گرد ہر ایک چار سے دو قبر کی زمین وہاں کے شہر میں بھیجی تو انھوں نے اس کی قبر پر گریہ و زاری میں قائم رہا، انھیں عین نے جب ان کے ساتھ رقم و رقم دیکھا تو ایک انسانی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ اس مرد پر بہت توجہ دے رہے ہو اور اس میں مصروف ہو رہے کیس کی تمہارے لئے اس مرد صالح کی صورت نہ بنا رہی؟ جس کو تم اپنی مجلس گاہ میں جا کر رکھو اور وہ کچھ کچھ کہ اس کی یاد میں اپنے کو تسکین دے سب نے کہا کیوں نہیں؟ تو شیطان عین نے اس کی صورت بنادی تو لوگوں نے اس کو اپنی مجلس گاہ میں رکھ دیا اور برائے اس کا ذکر بھیجئے تو شیطان نے (ترقی کرتے ہوئے) جب دیکھا کہ یہ ان کی یاد رکھ کر بہت ہی شہک میں تو ان سب کو کہا کہ میں تم سب کے لئے ایک ایک اس کی شکل نہ بنا دوں تم سب اپنے اس گھر کو رکھ لیا تو سب نے کہا کچھ ہے تو شیطان نے سب کو ایک ایک شکل بنادی تو گھروں میں ان کا ذکر پڑھ رہی جب ان کی اولاد ہوئی اور انھوں نے اپنے آپ کو دیکھا اور آہ لے لی ان کو دھت کی کہ ہمارے بعد اس کا ذکر یاد رکھنا تو سب آپاد چلے گئے تو ان کی اولاد نے اس کو پناہ بخود مانا تو اس طرح سب سے پہلے یہ غیر اللہ و نامیں معبود تھیں بنایا گیا جس کا نام وہ تھا جس نے خود اپنے کو اللہ کا لونی بندہ ظلام کا کر دکھا تھا اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام جنوں کی ابتداء جن کو بھی لوگوں نے پوچھا ان سب کی ابتداء اس وقت سے ہوئی اور وہ کہے کہ جب اس شکل کو کوئی مرد کر گیا تو اس کے چہرے میں اس کی شکل میں بنایا پہلے تو صرف صورت تھی، اس طرح ان کا معبود پہلے سے مضبوط و ثابت ہو گیا، اور اس کے علاوہ دوسرے بت جن کا قرآن میں اسی کے نام کے ساتھ ذکر ہے تو ان دوسرے تمام بتوں کی ابتداء اسی سے ہوئی، مگر جب کچھ حرمیت کیا تو ان کے چہرے میں نے ان جنوں اپنے معبودوں کو حرم ترقی دی، اس طرح سے کہ پہلے تو یہ شخص صورت میں تھے اب ان کے باقاعدہ سے جیسے بڑا لے لیا کہ یہ مضبوط و ثابت ہو جائیں اور اب تک تو ان کے ساتھ اللہ کی بھی عبادت ہو رہی تھی، مگر خود اللہ کی عبادت کو بالکل ترک کر کے ان پر مبنی اور جنوں کی عبادت میں ان کے چہرے میں ان کے بہت سے مسلک ہیں، جن کو ہم نے اپنی تحریر میں ذکر کیا ہے اور اللہ ہی کے لئے اس پر تمام تر تحریکیں اور احسان ہیں۔

مذکورہ بالا میں حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ کے پاس حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے ایک کر کے بے کار کر لیا، جنھوں نے حبش کی زمین میں دیکھا تھا، جس کو ہمارے کے نام سے پکارا جاتا تھا، اور دونوں ام المومنین نے اس کے سن اور اس کے اندر لگی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا تو اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، وہ لوگ ایسے تھے جب ان میں سے کوئی بیک صالح شخص وفات کر جاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر ایک سہ (تجدید) دیکھتے، پھر اس شخص کی صورت بنا کر اس میں رکھ لیتے یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک بہترین مخلوق تھے۔

تو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے گئے، اور حضرت نوح علیہ السلام تھے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو بخاری و مسلم میں ہے۔^(۲)

(۱) اقبال ابن ابی حاتم۔ حدیث احمد بن منصور، حدیث الحسن بن موسیٰ، حدیث بطریق بن ابی الطاهر، قال ذکر و اعادہ فی جملہ،

حوالہ آخر، وهو قائم بصلی بن عبد بن المہلب قال قلنا انقل من صلاۃ اللہ

(۲) ابن حبیب ابن حبان، عن ابی زعنا بن عمرو بن جریر، عن ابی حریزہ

”شخصیت کے بارے میں ہے کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وقایعت کے دن لوگ حضرت آدم کے پاس ”میں کیے اور عرض کیا کریں مجھے آپ ابی البیہر (انسانیت کے آپ) ہیں، واللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، آپ میں اپنی روح ہو چکی اور فرشتوں کا حکم سنانا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، اور آپ کا جنت میں ٹھہرایا، کیا آپ ہر دور کے لئے اپنے پروردگار کے ہی ساتھ رہنا نہیں گئے؟ کیا آپ حاضر فرمادے؟“

”جین کہ ہم کسی معیت سے دور ہیں اور کیا تکلیف نہ کہ آنحضرت ہی ہے؟“ حضرت آدم علیہ السلام فرمایا ”میں نے ہر بار دعا کی کہ آپ تخت غصب میں ہے، اس لئے غصب میں نہ پہنچ سکے گا، اور نہ ہی اس سے دور نہ ہوگا، مگر میں نے تجھے اس دور غصت سے متفرما، تاہم لیکن تجھے نہ سے ذرا فراموشی ہوگی (اے!) بہر حال آدم نے) میری جان تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس رکھنا جائز نہیں ہے۔“

[illegible]

قواسم صیغہ کسب پہلے، حوالہ سے احوال سے پہلے تہائی، حضرت آدم و حواء، اور لیکن علیہم السلام سبھی ۱

بہر حال جب منہ کر دیا کہ رسول نے حضرت نوح کو بھیجا یعنی رسالت عطا فرمائی مگر آپ نے اپنی قوم کو خاص عہد کی عہدت کے لئے بلا دیا اور وہی کی دعوت دی اور فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی مسم (بت) کی شکل کسی شیطان کو نہ دے جو اور اس کی عبادت کی وصایت کا اعتراف کرے اور اس بات کو تسلیم کر لے کہ یہ ملک سر کے سوا کوئی معبود نہیں بلکہ وہی طرح دوسرے پیغمبروں نے بھی جو عہد وغیرہ کی دعوت دی تھی اور بقیہ تمام پیغمبر اور علی نبی کے قول ہوا کہ ہیں، پیچھے آتے ہیں چار اہم کے ہیں (الوح) کی دعوت کوئی دہنے والوں میں کر دیا۔ اور دوسری پھر جن کے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دہے میں چار اہم کے ہیں ان دونوں طرح تو یہ دیا ابراہیم کی اولاد میں نبوت کوئی پہنچا، لیکن حضرت نوح کے بعد کے تمام انبیاء اور علی نبی کی اولاد سے یہی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام گیا۔ جنی اور وہ بھی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کے ہیں اور ان کے بعد کے تمام انبیاء اور علی نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اور ان کے واسطے سے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

تمام انبیاء کو تو حید کی دعوت کے لئے کہا گیا

قرآن کریم میں ہے: اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ انہی (خاص) امت کو اور شیطان سے بچ۔ اور قرآن میں ہے: اور (جو اپنے ظہور کے نام سے پہلے پہلے ہر امت کے سوال اور دریافت کو رد کر کے ہم نے خدا سے دینی سے اور اور معبود بنائے تھے) ان کی عبادت کی جائے اور فرمایا: اور (اور بخیر) ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم نے ان کی طرف دینی کی۔ بنے قلب صرف سوا کوئی معبود نہیں ہے جس پر ہی عبادت کر۔ اور اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنے قوم کو کہا: اے اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا معبود کوئی معبود نہیں رکھو۔ اور ان کے طالب کا خوف اور ہے۔ ہوا ایک جہ سے جو ہے۔ نہ کہاں نہ عبادت کر مگر اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے عذاب سے ڈرو اور انہی نے کہا: اے قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا معبود کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی کی ہم تم کو بھی دیتے اور جگہ ہے حضرت نوح نے فرمایا: اے قوم بنے قلب بھی سمجھیں۔ کھلاؤ انہی نے انہوں سے کہ تم جس کی عبادت کرو اور ان سے اور اور میری عبادت کرو۔^(۱)

7 ان آفرین جا، جھکوں میں اللہ نے حضرت نوحؑ کی راجی قوم کو دعوت کو ذکر کرنا مایہ جوتہ حیدر علیہ السلام میں دوسری جہتی تھی، خصوصاً سورۃ نوح میں

بھونچا کرتے ہیں، (حضرت نوحؑ نے) کہا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اپنے رب کی طرف سے دہلیز پر ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت عطا فرما لی ہو، جس سے تم کو نہ صدمہ نہ ہوگا، مگر حق کو چھٹا کر (جہالت) پر اور جس قسم اس کو ناپسند کرتے ہو؟ (ابن کثیرؒ ہوسکتا ہے) (۱۰)
 اس طرح ان سے قرنیہ لطف کے ساتھ خطاب کیا، اور دعوت حق میں ہٹ کر دی۔ کام لایا اللہ، نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کے سلام کو فرعون کے لئے عظیم ہدف قرار دیا تھا۔ (اسے موسیٰؑ و ہارونؑ اس کو نہ بات کو نہ لایا وہ سمجھتے حاصل کر لیں، بلا اللہ سے) اور جانے۔ (۱۱)
 ان قرآن میں حضور کو بھی اسی طرح ہوا، (اسے نبیؐ اپنے رب کے سامنے کی طرف (کو کرنا) حکمت اور ایقانیت (فریقے سے) سمجھتے رہے اور ان سے جھگڑا اس طریقے سے کہ جوا چاہیے۔ (۱۲)

(قرآنی آیات) سے معلوم ہوا کہ قریشوں کو اس طرح ذلیل و مست سے مدافعت و نصرت کا حکم ملیا۔

تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جو یہ فرمایا تھا: "کیا خیال ہے اگر میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہوں اور رب نے مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا فرمائی ہو؟" (کیا پھر بھی تم انکار کرو گے؟) (اس سے مراد ہے کہ نبیؐ اپنے رب سے مجھے نبوت اور رسالت سے نوازا ہے، تم قرآن میں جس سے تم اللہ سے کر دیتے ہو، یعنی قرآن نبوت کو سمجھ نہیں سکتے اور تم نے اس کی طرف جہالت میں حاصل کی۔ آگے فرمایا ہے:
 (پھر کیا تم یہ جہالت نہیں چنناؤں؟ اور تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔ نبیؐ اس جہالت میں اس کو ناپسند کرتے ہو، ایسا نہیں ہو سکتا، آگے فرمایا ہے) (حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: تم اس قوم میں جس پر تمہارا حق ہے، لکھا اس میں کہ: اور یہ اللہ پر صرف اللہ ہے۔ (۱۳)
 نبیؐ میں اس دعا و نصرت پر تم سے کیا اثرات کا سوال نہیں کرتا، اور یہ اللہ و نصرت جو کہ تمہارے لئے بہت مفید ہے۔
 آگے حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں: اور میں اس کو جو ایمان لائے، اور اپنے پروردگار سے لئے والے ہیں ان کو (اپنے پاس سے) دور کرنے والا نہیں ہوں۔

و معلوم ہوتا ہے کہ قافروں و کفاروں نے حضرت نوح علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ تم ان جھگڑاؤں کو اپنے پاس سے بڑا دھڑکا رہا آپ کی بات شہید نہیں ہو، حضرت نوح علیہ السلام نے اس کا یہ جواب عنایت فرمایا: اسی طرح قریش کے حکیم و حکماء نے حضور اللہ سے کہا تھا کہ اپنے پاس سے کرے چے ان لوگوں کو دور کر دو، اور جیسے حضرت ابراہیمؑ، اہل انجیل، علیہ السلام، محمدؐ و احمدؐ و غیرہ و انھوں نے یہ فرمایا کہ: ہاں اے اللہ عز و جل کی قدرت جوش شدائی اور فرمایا اس سے منع فرمایا، اور یہاں تک منع فرمایا کہ آپ مومنوں سے اپنی آنکھوں کو بھی نہ جھپکا میں یعنی، اکل مومنوں کی طرف متوجہ رہیں۔ جیسے سورۃ النعام اور سورۃ کہف میں جاننا کہ ہے۔
 اور حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اور میں تم کو یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور (نہ یہ کہ) میں فحشاء کا علم جاں بھوں ملو، نہ یہ کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔

یعنی بلکہ میں اللہ کا بندہ انسان اور رسول ہوں اور مجھے اپنی قدر علم ہے، جو اللہ نے مجھے عطا کیا اور میں صرف اپنی قدرت و حکمت ہوں جس نے اللہ نے مجھے قدرت دی ہے، اور میں اپنی جان ہی کا مالک ہوں اس کو قطع دینے میں یا نقصان سے بچانے میں مگر جو اللہ چاہے، آگے فرمایا اور جن لوگوں کو تمہاری لٹاؤں میں جہاد کا نہیں ہیں (یعنی مومنین) ان کو بھی یہی نہیں کہتا کہ اللہ تمہیں صلائی شدہ سے لگا لگا دیتا ہے جو تمہارا کھانا میں۔ (پھر) (پھر) اگر میں اس کو ان کی بل جھپکی کی کوئی بات کہوں جس سے تم کہہ رہے ہو، میں میں ظالمین میں سے ہو چلاؤں گا، (یعنی یعنی میں ان کے متعلق نہیں کہہ سکتا کہ قیامت کے روز اللہ کے ان لوگوں کے لئے کوئی صلائی نہ ہوگی اس بات کا طے ہی جاتا ہے اور ان کے دونوں کو بھی، اور ان کے دونوں میں جو کچھ ہے اللہ میں کو اس کا عبادہ و عطا فرمائے گا، اگر مجھے ملے ہوگی تو چاہا لو، گا، اور اگر نہ ملے ہوگی تو جہاد ہوگا۔

یہ طرے اور طریقہ حضرت نوح علیہ السلام و ان کی قوم کی آنکھیں میں کام لگائی ہوئی قرآن میں ہے:

(کافروں نے) کہا: کیا ہم آپ پر ایمان لائیں حالانکہ آپ کی اصلاح کچھ لوگوں نے کی ہے؟ (حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس کا کوئی علم نہیں جو دلیل کرتے ہیں (جس پر ایمان لے سکتا ہے) ہو، اگر تمہیں شعور ہو (جان رکھنا) کہ صاحب میرے پروردگار کے ہے، اور میں تو

(ان) کو منجن کھد کر کے دیا گیا تھا اور وہ شہر کو صرف کھلا دروازے والا دور (۱) کو انفرقہ ان کے گناہان کی قوم کے ایمان کی طرح حارہ و جھڑپا رہا جسے قرآن نے کہا ہے حضرت نوح علیہ السلام ان میں ساڑھے پندرہ سو سال غم سے بھرنا کھلوکان نے بکرا لایا اور وہ کھلوکان تھے۔ (۲)

اور اس میں چوبیس تین صحت میں جو کئی حد تک اسے نقصان پہنچے تھے۔ پھر ان کے سوا کوئی اسلام نہ لایا۔ پھر تو اس میں بد رویت دھڑکی پڑی مگر جب وہ انتقال کرتے تو اپنی آل و عیال کو وصیت کر جاتے کہ اس (نوح علیہ السلام) پر ایمان لے کر گزرا۔ بلکہ اس کی عیال کے اور اس کے ساتھ لڑائی چاہی رہی رہا، اور ہر کافر بالحدک مولا جب جس شخص کو شہر کی منزل کو پہنچا جاتی تو وہ اس کو نصیحت و نصیحت کرتے کہ تو اسے اسلام پر ایمان لے کر گزرا۔ اور جب تک نہ وہ اس نصیحت پر عمل نہ کرے۔

اور ان کی نصیحتیں ایمان کا انداز کرتی رہیں، اور ان کی حق سے بدگروائی کرتی رہیں، اور اسی وجہ سے فرماؤ قرآن میں اور وہ غم سے بچے مگر کافروں کا فرول کر۔ (۳)

اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ تک کہا قرآن میں ہے (اور انھوں نے) کہا اے نوح آپ نے ہم سے جھگڑا مولا لایا ہے ہم سے جھگڑا بہت زیادہ کمزور کیا ہے، ہمیں جس سے تم کو مارا ہے وہ (یعنی عذاب بد) لایا ہے اگر آپ بچے ہیں مگر کیا (نوح) نے کلام کو چھوڑ دیا کہ کافراں کو کافراں سے (خود) لایا ہے گا اور تم اس کو مار کر مارنے والے نہیں ہو۔ (۴)

یعنی مولا فرما کہ عذاب پہنچنے پر بد ہے، وہ خوب جھگڑا مولا نے ہے، اس کو لکھی چیز ما جو نہیں کر سکتی، اور تاسی کو کئی کیا بد ہے، بلکہ اس کی شان تو یہ ہے کہ جب کسی چیز کو مولا سے ہوا تو وہ ہو جاتی ہے۔

اور حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اور تم کو میرا نصیحت کن لایا تم کو مارے گا، اگر میں تمہارے لئے خیر خواہی کا انداز دیکھوں تو میں اس سے تمہارے ساتھ بہادری فرماؤں گا، (اور میرا نصیحت کرنا) کچھ عورت نہیں، (یعنی تمہارے والد) وہ دیکھ رہا ہے کہ اس کی طرف تم سب لڑتے ہو (۵) لیکن اگر تمہاری کے ساتھ چاہتے کہ انہوں نے فرمایا تو کئی اس کو واپس نہیں دے سکتا، وہ ہے جو چاہے چھوڑ دے، وہ ہے جو چاہے نہ کرے، اور وہ جو چاہے کرے، مولا سے ہونے پر دست نہ تھمتے، وہ خوب جانے والا ہے کہ کون بد ہے، کون حق ہے، مولا کو اس کا حق ہے، مولا کی حکمت بہت عظیم اور کارگر ہے اور اس کی حکمت بہت عظیم ہے۔

فرمایا: اور ان کی طرف وہی آگئی کہ میری قوم میں سے ہرگز ایمان نہ لائے، مگر میں ہی لوگ جو ایمان لائے ہیں، یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو مل کر رہی ہیں، ان کا فرول کی مخالفت سے کہ اس کی بدگروئی نہ کرے کہ وہ ایمان لائے ہیں۔ جو ایمان لائے ہیں، پھر ایمان نہ لائے، اور وہ کھلوکان فرمایا: ہمارے وجود نہیں کرے، آپ اس سے تم نہیں نہ چڑھیں۔ (۶)

یہ حضرت نوح علیہ السلام کو خود بعد ازل ہے کہ آپ زیادہ تر کو یہ جو ایمان لائے، لائے، لائے، عذاب الہی کی مخالفت کی بدگروئی کریں، کہ کھلوکان خود ہی تریب ہے، اور اس میں وہی تریب ہے، وہ یہ ہے فرمایا: اور ایک شخص سے کہ اس سے ایمان لائے، اور وہ کھلوکان میں چلا، اور جو لوگ کلام ہیں ان کے بارے میں ہم سے کھلوکان نہ کرے کہ وہ خود فرول کرے، چاہے چاہے۔ (۷)

اور یہ کلام نوح علیہ السلام کی تریب کی مخالفت ہے، اور جب حضرت نوح علیہ السلام ان کی اصلاح کا سامنا سے، یہاں سے کھلوکان کو کھلوکان میں کوئی بھلائی کا انداز نہ کیا، اور وہ ان کی حالت، اذیت، عذاب (بھلائی) یعنی ہر طرح سے ان کو کھٹ کرنے کے بعد، وہ کھلوکان کو کھلوکان میں حضرت نوح علیہ السلام نے عالم نامی میں (اور وہ اندری میں ان کے خلاف فرما دی جاتی اور اللہ کے غضب کو ان کی بدگروئی کی عطا نے ہی اپنے مظاہرہ مسمومہ کے کی وجہ سے ایک کھلوکان کی طلبہ کو کھلوکان کیا مولا نے فرمایا اور تم کو (نوح) سے چاہا کہ اسے نصیحت کے عالم میں) نوح نے کہا، سو (دیکھو کہ) ہم (دعا کو کیسے) اچھے قول کرنے والے ہیں، اور ہم نے ان کو کھلوکان کے کھلوکان کو یہی نصیحت سے نہایت دلی اور فرمایا: (نوح) علیہ السلام نے کہا ہمارے گروہ میں یہ قوم نے تو مجھے جھگڑا دیا، اس لئے تو میرے اور ان کے درمیان ایک کھلوکان پیدا فرما، اور مجھے جو مومن میرے

(۱) شعر ۱۱۱، ۵۵۔ (۲) شعر ۱۱۲، ۵۶۔ (۳) شعر ۱۱۳، ۵۷۔

(۴) شعر ۱۱۴، ۵۸۔ (۵) شعر ۱۱۵، ۵۹۔

(۶) شعر ۱۱۶، ۶۰۔

(۷) شعر ۱۱۷، ۶۱۔

[illegible]

یہ کچھ قصیدے اہل کی کہانیاں ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سب کچھ بتا دیا تھا لیکن آخرت میں ہر بھی دنیا کی طرح ہٹ دھری سے ہٹائے گی اور اٹھا کر رہے گی۔

تو ہر حال جب حضرت نوح علیہ السلام کی وادہ قبول ہوئی اور عہد بندہ ہی کیا کہ بیشکی یاد کو نہ بھولیں جو مسافر رہتے ہیں کہ بھلا فقہ نے ان کو یہ بھی علم کیا کہ ان کو درخت کا گڑہ جس سے بیشکی بنائی جائے گی تو حضرت نوح علیہ السلام نے ۱۰ درخت اکٹرا اور سرائیل تک اس کا انتظام کیا بھلا ان کو کات کر چھوڑا، بھلا کہ اس میں بھی ان کو قبل کے مطابق سہارا دیا اور سرائیل کے مطابق کات کر صلیب بھی بچا دیا سلم۔

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثوبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ملائی سامانوں کی بکری تھی بلکہ جس سے قول کے مطابق دو بکری مسودہ لست کی تھی بلکہ وہ انور قرأت کے حواشی ہے۔ حضرت ثوبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ثوبی کو حکم ملا تھا کہ اس کی لمبائی ای کی گز ہو اور گٹھ کے حصوں کی اور پیل کی حصوں پر ناکوں (ڈاسر) کی آجکی طرح مل جائے بلکہ اس کے سامنے حصہ باندھی کا پٹا ہوا ہو تاکہ وہ اپنی کوچہ نہ سکے۔

دور حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخی کی نمونہ تین سو گز شیخی اور چار لائی پیکار کو شیخی اور یہ لوگ امت مسلمہ کے ہر حصے کے مصلحتین۔
 ارشدین مبرور رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ شیخی کی نمونہ تین سو گز شیخی اور چار لائی پیکار کو شیخی اور یہ لوگ امت مسلمہ کے ہر حصے کے مصلحتین۔
 نمونہ تین سو گز شیخی اور چار لائی پیکار کو شیخی اور یہ لوگ امت مسلمہ کے ہر حصے کے مصلحتین۔

اور یہ اعتراف اس کی خود چڑائی میں تو ہے۔ لیکن انچوائلی میں سب ترہاے ہیں کہ وہ تیسرا گزیر چوائلی کی جتنی سڑکوں میں جس میں سڑکیں تھیں ہر منزل اور گزیر کی سب کی سب منزلوں پر جانوروں اور وحشی جانوروں کے لئے تھیں اور سب کی سب جانوروں کے لئے تھیں اور سب سے اونچے پرندہ کے لئے اور وہ اندازہ چڑائی میں تھا بلکہ اس کے اوپر ہوا ایک ڈھکیں تھا جس سے وہ اندازہ چڑائی تھیں۔ (۳)

انہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (حضرت نور علیہ السلام) کیا پروردگار میری رو کیجئے اس سے جو وہ مجھے جھوٹے ہیں۔ اور فرمایا، سو سچ ہے کہ
ایک بار مجھے۔

مراد ہے کہ لوحِ علیہ السلام نے ہم سے وعدہ کیا تھا، جس نے اللہ کی عہد کی جس سے وعدہ کیا سو اب وہ مجھے اس طرح سے کہہ رہا ہے کہ میں نے ان کو نعمات پانے کے لئے تم کو دعا کیا کہ تم میں سے کسی کو بھی ایسا نہ ہو کہ وہ دعا کا تمام اثر آپ کی محنت پر سے ہٹا لیں (پھر)

(١) إمامنا الميرزا محمد باقر حجة الله عليه من يونس، عن الفاضل، قال: سلم، قال: ابن عمر

(۲) کو هذا الحديث في الصحيحين انما من حديث عثمان بن عبد الرحمن بن يحيى بن ابي جهمر عن ابي مقلبة بن عبد الله حمز، عن ابي

مراجعة النظم. (٣) مخطط التشغيل.

(۴) تم کو آج کل کے زمانے کے ساتھ ساتھ، عقیدہ ایمان، اجماعی افادے حضرت ابو حنیفہؒ اور حضرت ابو یوسفؒ کا یہ بھی بخیر و غلظت یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے ہاں اہدیا سے

اور اللہ نے جو فرمایا: جس کی نسبت میرا فیصلہ عذاب کا کر رہا تھا (اس کے حصص کوئی دھماکا نہ پڑا یعنی وہ فرشتوں کے درمیان میں نہ ہو گیا اور انہی میں حضرت نوح علیہ السلام کا نوازا گیا) یہی حق فریق ہو گیا۔

اور انہ نے فرمایا: (سوار کرلو) ان کو جو ایمان لائے تھے یعنی آپ کی امت کے جو افراد بھی ایمان سے سرفراز ہو گئے اور وہ بہت ہی کمزور تھے۔ فرمایا اور اس کیساتھ ایمان لائے نہ تھے ان سے افراد (اور یہ کمزور)۔ یہ افراد بھی جب ایمان لائے جب بہت طویل مدت تک ان میں ایمان کی محنت کی اور ان کو ان ہفت روزہ کی مختلف کیفیت طریقوں سے کھنگھڑا کر رکھا، عذاب دمیہ سے ڈرا کہ بھی تو قریب اور بہت دُشوار (آخر میں یہ طریقہ سے ان کو سزا دینے کو سہل تک دیتے رہے بلکہ کئی طرف چھانرا ایمان لائے اور دیکھتے تھے کہ کئی میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے سوار ہوئے؟ تو اس میں ملکا کا اختلاف ہے، لیکن ہم میں دینی مفسرین سے مروی ہے کہ وہ ۸۰۰ تھے اور ان کے ساتھ ان کی زوجہ (یعنی) بھی تھے اور سب عباد سے مروی ہے وہ ۷۰۰ تھے اور ایک قول ہے کہ صرف وہ تھے اور ایک قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے قریب بیٹے اور ان کی بیویاں اور بچے بھی تھے اور یہی صحیح ہے اور یہ نوح کا خزانہ کے ساتھ کشتی۔ یہ بہت دُشوار ہے کہ وہ صرف ان کے ساتھ کشتی سے کشتی میں کس تھا لیکن یہ بات قرآنی آیت کے بالکل خلاف ہے کہ کشتی تھی لے فرمایا اہل عیال کے ساتھ ساتھی کو بھی سارا کر لے قیمت سے معذور ہو کر اہل عیال کے علاوہ کشتی سے سوار ایک قول یہ ہے کہ کشتی سوار سات تھے۔

اور حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد یہ تھی چاہے سام و نبط، اہل اور اس پیام کا نام اہل کتاب نے کون نہ رکھا ہے جو کافروں کے ساتھ فریق ہو گیا تھا۔

اور اس سب کی ماں، حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ طوفان سے پہلے وفات کر گئی تھی، اور ایک قول یہ ہے کہ فریق ہوئے والوں کے ساتھ فریق ہو گئی تھی اور ان افراد میں بھی جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا: زمین کی نسبت میرا فیصلہ عذاب دینے کا اور دکان کے متعلق مجھ سے بات نہ کرنا اور اہل کتاب کے نزدیک وہ کشتی میں سوار تھی جو ہو سکتا ہے کہ وہ کشتی کا فرو ہو گئی ہو، یا ان کو نجات کے دن تک جہانم رہی ہو کہ ہاں اس کا فیصلہ ہر گاہ چاہئے نہ رہے لیکن یہاں قول پھر بھی یہ ہے کہ وہ فریق ہو گئی ہو، کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ افراس (شہ سے) کو نہ زمین پر مبتلا نہ زمین (۱۲)

پھر کشتی میں سوار کی کے بارے میں اللہ نے دعایا دئے کہ تم فرمایا کہ میں جبہ اور تیرے ساتھ ایمان لائے اے یعنی یہی (سوار) ہو جو ذکر کہ (دو) تم قریش اللہ کے لئے ہیں جس نے تم کو ان قوم سے نجات دلائی اور (یونہی) جو نہ بھی بڑھتا پھر وہاں سے اپنے کرت جبکہ میں ہاں رہا ہوں۔ (۱۳)

تو اللہ نے یہاں حضرت نوح علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ تھیں طرف کر داس بات پر کہ اس نے تمہارے لئے اس کشتی کا سزا دیا کہ یہ اور اس کے ذریعے نجات دلائی اور ان کے اور ان کی عاقبت کے اور ایمان کی نجات دلائی اور ان کی نجات دلائی سے حضرت نوح علیہ السلام کی انہیں نجات دلائی، اہل ان طرف ایک جگہ اور فرمایا اور وہ اوقات میں نے تم پر جو دوسرا عہد فرمایا اور تمہارے لئے تمہارا اور جو تمہارے لئے تمہارا ہوئے ہو تاکہ قرآن کی وجہ پر آئے ہو اور سب اس پر وعدہ فرمایا ہے اور وہ کہ تمہارا کہنا کہ وہ کہنا کہ

مَنْ حَانَ الْيَوْمَ سَخَرْنَا مِنْهُ لِيُذَكِّرَ أَهْلَهُ لَعَلَّهُمْ يَنْصَرُّونَ

”پاک ہے وہ اوقات میں نے تمہارے لئے کہ کوئی گویا (وہ نہ) تمہارا کہ کوئی یار کرنے والے تمہارا ہے اور ہم اپنے

پر اور گدہ کی طرف لوٹ کر نہ لے لے ہیں۔“

یہی طرح کاس کی ابتداء میں دعائیں اللہ و غیرہ کا حکم دیا کہ یہ کہ وہ کام فرمودت سے بھیجی ہو کہ وہ اس کی انجیل چوٹی کیساتھ اور جسے جب حضور اللہ نے نجات کا امان دیا تو اللہ نے آپ کو فرمایا اور (دعا) کہئے:

وَبِأَخِيصِ يَوْمَ تَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

”سے پر رہا، کھلے۔ یہ تیسرا اچھا طرح کا اصل کھجور (اور) کے ہے، اچھا طرح کا کھجور ہے چاہے اسے آت اور کو
تہ اور کو جانے۔“

[illegible][illegible]

ان میں ہر ایک نے مفید چیز دے دی کہ فریب سے کوئی قبلی (صحر کے غرائض کی حمایت کے احباب سے بیچ کی ترویج کی تھی جو کہ یہ مقلان۔
اور انہیں مثال کے طور پر جب باقی اہلانی کی مدد کا کیا کہ تو یہ عجب ہم نے کوئی کوئی سر نہ کر رہا تھا کہ اس کشیدہ سے لے لیتے (یہ بھی ا
ما میں ادا کرنا ضروری نہیں۔)

[illegible][illegible]

وہ یہ چاہا کہ جو اس سہولت کو حاصل فرما رہا ہو اس کا ہمہ گھٹا ہو جائے اور یہ کہ فرقہ واریت پر عمل کی مثال کو سرکوب فرما دینا ہے۔ اسی کے لئے وہ اپنی اہمیت میں شکیں کا اظہار کرتا ہے کہ اس کے لئے جو حکم ہوئے وہ اس کے ساتھ چلا کر ہو گا۔ یہ کہ اس کے جب کے لئے اس کے نسب واسے کا

آپ کو کہہ چکے ہوں، انہیں جس انصاف اور پائیدار (یعنی سرے سے جلتے کر لیا) لیکن دونوں غرق ہو گئے تو اگر انہیں ان کا فرد میں سے کسی پر حملہ نہ مانتا تو اس سے کیسا بدلہ لے لیتا۔

یہ حدیث غریب ہے اور حضرت کعب اخبار اور عباد اور ان کی ایک سے اس کی جھگی روایت منقول ہے، اور یہ بات بھی ہے کہ یہ حدیث منقول ہے اور کعب اخبار جیسے حضرات رحمہ اللہ علیہ ہم سے منقول ہے۔ واللہ اعلم۔

افرض تصور یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے کافرین میں سے کسی ایک کو بھی زمین کے تختے پر نہ دیا۔ نہ جہوزا۔

لہذا بعض مفسرین کو یہ خیال کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ عجم بنی مقلد و تابعین عاقلاً بہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہے یا دوسرے کا حکم و سرکش مقلد اور آویختہ مقلد کی کشتی میں ہیں اس کی اس آدم علیہ السلام کی کشتی میں ان کو نجات سے محروم کیا تھا اور اپنے انتہائی بیعتہ کے ساتھ مسندوں کی کمرہ کی سے بھی کھلی کھلی لڑائی اور اس کو کھوج کی پیش میں بھونکا اور نوح علیہ السلام دسب کشتی میں تھے تو یہ ان سے کہتا ہے (کشتی) کیا تیرا یہ حال ہے؟ اور اس طرح آپ علیہ السلام سے مذاق کرتے اور بعض مفسرین کو ذکر کرتے ہیں کہ اس کا تذکرہ جبرائیل سے متعلق ہے کہ انہوں نے اس سے یہ بڑی انصاف سے سوال کیا ہے کہ اگر آپ علیہ السلام سے مذاق کرتے ہیں جو مقلد و تابعین کی کشتیوں میں ہیں ان کا ذکر کریں ہیں، ان کا ذکر کریں۔ یہ ہم کچھ کر نہیں کرتے، ہمارے لیے کہ یہ احمد سے گری ہوئی ہیں اور رنگ باجم ہیں جو مقلد و تابعین کے ہاں مقلد و تابعین کے تو اس طرح خلاف ہے کہ وہ مقلد و تابعین حضرت نوح علیہ السلام کو بیٹا اور اپنے کفر کی بادشاہ میں نیست و نابود کیا اور ان کے والد کو کرامت کے نبی اور اہل ایمان کے قائد اور ان کے مخالفین و منافقین عجم بنی مقلد و تابعین کے ہاں جو زندہ سلامت رہے اور ان سے ان میں سے کسی نے ان کو اس کے نبی کی بات کو چھوڑا اور ان سے حق یا عجم بنی سے سب سے زیادہ علم و سرکش کی ہاں جو زندہ سلامت رہے اور ان سے ان میں سے کسی نے ان کو اس کے نبی کی بات کو چھوڑا اور ان سے حکیم و سرکش، منافق شیطان کو چھوڑا اور ان کے خلاف اس طرح ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے دوسروں (مقام) کو عرق کر دیا اور ان کو فرمایا (نوح نے دعا کی اور) کہا کہ ہر دو گروہ میں ہر گروہ میں سے کسی کو ہست نہ چھوڑو۔ (۱۲) پھر یہ تو در لہذا اس حدیث کے خلاف ہے جو جو مقلد و تابعین میں منصور اکرم علیہ السلام سے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انہوں نے آدم کو ساتھ ساتھ چھوڑ دیا اور پھر جب سے مخلوق مسلط کشتی میں رہی ہے سب تک۔

[illegible][illegible]

غیر اسلام زدہ یاد دہاتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فریاد کیا کہ یہ کعب عام بنی نوح کی ٹٹری ہے، وادوں فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس ٹٹری کے توبے پر اپنی لالچی ہلکی ہلکی کالہ کے قسم سے کھڑا ہو جاؤ جس دو لہجے حنیہ ہالوں سے کئی ہزار ہا ہونکر اہل نوح کا حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس سے کہہ کر کیا تو انکی حالت میں سر تھا وہ اس نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم تو چاہی کہ اذیت میں ہر تھا نہیں ابھی وہی میں یہ سمجھا کہ قیامت پر پہونچ جائیگا ہے جس کے خوف سے میں بڑھا ہوا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اب میں حضرت نوح علیہ السلام کی ٹٹری کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کروں گا، اس نے کہا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی ٹٹری انہی کی کہ بدو موگوش اور چٹائی چوہو ۶۰۰۰ گرجھی ہمارا میں میں میں عزیز میں فکی عزیز میں عام جانور دودھ لگی جانور، شہد دھری عزیز میں انسان، بچے تیری عزیز میں پرندے تھے، جب کشتی میں جانوروں کی لید وغیرہ کثرت سے جمع ہو گئی تو قندیل جل نہ نہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وہی ٹٹری کہ تم ہاگ کی کہم کو بڑا کہ تمہو کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اس کی کہم کو سمجھا تو اس سے فرمایا (کہ کو موت) پھر اہل محمد اور نور الید اور خلافت کی طرف لیگے، مگر جب یہ ہے کہ کشتی کے کٹ نہ توں (مسئلہ) کا کوٹنا شروع کیا تو اہل نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وہی ٹٹری کہ تم شیر کے تھوگوں پر بارو انھوں نے اہل نوح شیر کے تھوگوں سے لٹی اور بال بھار دے کے کہ خوف ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس شخص سے کہہ کہ حضرت نوح علیہ السلام کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ہم شہر فریق ہو چکے ہیں اس شخص نے جواب دیا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک کوٹے کو سمجھا کہ وہ زمین ہالوں کے حالات معلوم کر کے نہ تو کوٹے سے ہیسیں اور مردار لاشوں کوڑکے اقبال پر فوت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے لئے جدا کیا کہہ بیٹہ خوف میں ہوا ہے (ٹٹری) کہ ہے کہ وہ افسوس سے کہہ رہا ہے جس کی جبر سے آج تک کسی مگر میں نے لکھا تھا کہ ہاں سکا۔

اس شخص نے آگے کہا کہ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے کھوڑ کو خرید لینے کے لئے سمجھا تو وہ اپنی بیٹی میں زہدن کا ایک بڑا ہونے پاؤں میں بیکر لایا اس سے حضرت نوح علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ہم شہر فریق ہو چکے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کو پھڑکی گردن میں ایک بڑی اشار کا ہلا زار اس کے لئے دعا کی کہہ خوشی اور اس میں رہے (ابھی) کہ ہے کہ کوٹوں کے مہروں میں ہالوں ہو کہ چالی سکن اعتبار سے ہے وادوں فرماتے ہیں کہ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حواری نے اس کی طرف کہا کہ یہ رسول آپ ہمیں کو ڈانٹا ہے کہ نہ تو کوٹے لے لیں تاکہ یہاں کے ساتھ بیٹہ کہنگ کرے، تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیسے تھا کہ ساتھ ساتھ سکا ہے حالانکہ اس کا بدن دنیا میں ختم ہو چکا ہے، پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس شخص کو حکم دیا کہ تم غصائی کے قسم سے اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ جاؤ اس کے بعد وہ شخص غصائی ہو گیا۔

طہارہ میں احمد شہر سے اور مکرہ حضرت ابی مہاسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا عیسا بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں اسی (۸۰) اٹھاس تھے اور ہر ایک کے ساتھ کئی کئی گن تھا اور یہ لوگ کشتی میں تغیر یا ایک سو چالیس دن رہے، اور اللہ تعالیٰ نے کشتی کا رخ کر کے مکی طرف بھیج دیا تھا اور کشتی چالیس دن بیت اللہ کے گرد چکر لگاتی رہی اس کے بعد اس کا بدن دنیا میں جود کی طرف بھیج دیا گیا، جیسا کہ کشتی غمر کی، پھر حضرت نوح علیہ السلام نے اہل زمین کی خبر لینے ایک کوٹے کو سمجھا کہ کوٹے سے مردار و پکے تو ان پر غصہ ہوا، اور تاخیر کی جس کی وجہ سے کہو تو سمجھا کہ تو ایک زمین کے بچے کو لے کر آیا اور اس کے پاؤں بیکر میں اتھرتے ہوئے تھے جس کو پھر حضرت نوح علیہ السلام نے نمازہ لگایا کہ زمین خشک ہو چکی ہے پھر حضرت نوح علیہ السلام جودی چلاؤں سے زمین پر اتارے اور پھر ایک بستی کو تعمیر کیا جس کا نام "الینین" (یعنی ۸۰ آدمیوں کی بستی) لایا اور ان ایک مرتبہ چاکر گئے تو ہر آدمی کا نان و مال بھیجی گئی، (یعنی ۸۰) نان و مال بھیجی گئی، اور ان میں سے ایک نہ مان کر لی گئی تھی، بیتہ زانیس کوئی بھی ایک اور سے لی انھیں محمد باغداد حضرت نوح علیہ السلام ہر ایک کی تر جالی فرمائے تھے۔

پھر حضرت لاد و رحمہ اللہ غیر ملاتے ہیں کہ وہاں کے یہ افراد، جب کی وہی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے اور ایک سو چالیس دن چلے رہے جس میں سے ایک چیمہ نکل جواں پر کھمبہ سے پھر غم انوار کی جواں تاریخ کو کشتی سے دھرتے، اور ان جہر ایک فخر نوح میں ذکر کرتے ہیں

اللہ ان حضرت نوح کے ہی جیسے عام کوٹے کو لے لے۔

نوعوں کو باہر نکال دیا، پھر ایک خوبصورت دنیا کا اکرار مطلق چھپنے اور محال پر دعویٰ کی جھڑپوں کا قریب حاصل کرنے کے لئے قربانی کی اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے وعدہ فرمایا کہ تم کو بھی بھیجی اہل زمین پر ایسا زبردست طوفان بھیجے گا کہ اس اور وعدہ کے لئے اللہ جانور و پتھر کے لئے ایک عداوت ضرور قائم رکھے جس کو تو سب قروج (۱۶) کا گناہ پہنچے جس میں اس نے وعدہ کیا ہے کہ یہ قروج نوح علیہ السلام کی طرف سے طوفان سے اس کا پیغام ہے، اور اصل ضرر یہ ہے کہ تم نے فرمایا کہ تو سب قروج اس اس کی عداوت ہے کہ اس طرح نوح علیہ السلام کو بھیجے گا کہ اللہ اگر ان کا کونسی طرح قتل و کشت و کرب و محال ہو جائے تو یہ اس راجحیت کے مطابق نہیں ہیں۔

بعض محقق اور جاہل فرقوں کی جماعت ذرا اہل حق نے طوفانِ کبر کا انکار کیا ہے، لیکن انھیں میں سے بعض لوگوں نے اس بات کا حق ادا کیا ہے کہ طوفانِ کبر واقعہً صحیح ہے۔ طوفانِ باطل کی ایک سیکنڈ ہر نازل ہو، ہم تک اس طوفان کا کوئی اثر نہیں پہنچا تھا، لیکن ہمیں یہ بادشاہت وغیرہ اپنے آباؤ اجداد پہنچی کیسٹ (۴۰۰ عیسائیسام) سے بھی تک متاثر نہ ہونے ملی، اُن کے بعد یہ ان لوگوں کے نقل ہیں جو عیسائی پرست تھے جسے مار شیطانی کے تعین ہیں، اور یہ محقق اور اسی پرستی اور صرف جہالت اور کفر کی ہے جو کلموں میں چند چیزوں پر بہت دھڑی اختیار کرنا ہے اور انسان ان میں کے ہر راہگار کی توجہ یہ کرنا ہے جو کہ باطل کفر ہے اور جبکہ تمام آسمانی مذاہب کے طوفانِ کبر کے جو کفر پر مشفق ہیں اور لوگوں سے تو انہیں یہ بات جو بعد ہے کہ طوفانِ کبر واقعہً ہوا تھا اور اس طوفان نے ہر مائے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جس کے نتیجے میں کوئی بھی کار خیز نہ ہو سکا، پھر تمام فرقہ جو تھے تھے۔

اور یہ بھی معلوم حضرت نور علیہ السلام کی بدعا کا اثر تھا جو کہ اس کی جتنی قدر میں آئے، ہندو بھی تھا، مس پر یہ شور شرارتی آیات ذکر کی گئی ہیں اس کے باوجود کہ انہیں بعض صحابہ کی طرح سے طوفان نور کا ٹکڑا کر کے تو دھو دھو کر افراتفرات و کراہی نہیں لیا اور کیا ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام کی ذات مبارکہ کے متعلق کچھ ذکرِ خیر

اللہ جل جلالہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کی مدد کرتے ہوئے فرمایا:
 ترجمہ..... ہے کہ نوح وہ ہے مگر خداوند ہے، جس شخص میں نوح کا معنی ہے، وہ حالت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید
 بیان کرتے رہے جسے کھانے، اپنے اور ان میں غرض کہ ہر نعمت و غیر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے تھے۔
 (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نبی و رسل و فرشتوں کی پابند
 عطا فرمادیتے ہیں جو کہ ہر کھانے پر پڑے، پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہے۔^(۲)
 اور یہ دعا ہر کی پابند ہے کہ شاکر کسی شخص کو کہتے ہیں جو کمال سے اپنے احوال و احوال سے ہر وقت اور ہر وقت اللہ جل جلالہ کی فاعلت
 و ممانعت اور ان کی ہر نعمت و منفعت دیکھ کر دے جیسا کہ شعر کا قول -

ترجمہ... طاغوت و پیکڑو جھگڑائی فتنوں نے ہماری طرف سے تین چیزوں کا میرے ہاتھوں کا پورے کی زبان کا اور پوشیدہ قلب کا تھی میری
 خصوصیات کی وجہ سے میری زبان میرے ہاتھ میرے تیرے شہر حضرت مسیح کو چلی۔
 شاعر نے بھی شکر کیلئے تین ہی چیزوں کو ذکر کیا ہے: زبان، ہاتھ اور دل کہ شاعر ان تین چیزوں ہی سے کام لیتا ہے۔

(۱) عام انتخابات کے ذریعہ منتخب ہونے والے

۳۱۔ لفظ الامام احمد، حملنا ابو حمزہ، حملنا زکریا بن ابی القلط عن سعد بن ابی ہرقلہ، عن ابي جابر عن ابن ماجہ

٣٠٠ كذا رواه مسلم والترمذي والمستقيم من حديثه غير مسلم.

حضرت زید علیہ السلام کا قصہ

حضرت زید علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسب نامہ و طرح سے بیان ہوا ہے۔

پچھلا نسب نامہ :- یہ ہے عربی شاعر نے لکھا کہ بنی ساسن بنی زید علیہ السلام اور بنی سب نامہ یوں بھی بیان ہوا ہے اور بنی حوثل بنی شاعر نے بیان کیا ہے۔

دوسرے نسب نامہ یہ ہے :- ہور بنی مویث، بنی مویث کا دارود بنی عاذ بنی موس بنی زوم بنی ساسن بنی زید علیہ السلام، ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے اور ان کا تعلق جافقیہ سے تھا جس کا نسب یوں ہے عاذ بن موس بن ساسن بن زید اور یہ امرابی (عربی) دینے لگی لوگ تھے اور یہ یزید بن اور نبیلوں کی کھالوں پر میں وہ کرتے تھے اور یہ علاقہ بنی مویث و جھمان اور حضرت کے درمیان ہے اس میں کوثر کا نام ہو چکا تھا اور اس کی کھال کی یاد دہی، صفیہ نام سے تھی اور اکثر یہ لوگ ایسے شکوہ مند تھے جو مضبوط اور بھاری ستونوں پر قائم ہوتے تھے جیسے کہ ان مقدس مکان کی تائید کرتے ہوئے فرمایا اے (مخالف) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے بہادر گارے قوم ہاد کے ساتھ کیا (یہ جاد) کیا، (قوم ہاد سے مراد یعنی نامہ) ہے جو ستونوں والے تھے۔ اور یہ اس یا کسی صفات نامہ کی گئی کہ عدا سے کون سے عاصراں ہیں؟ فرمایا پہلے عاصراں ہیں، لیکن اگر ہم نام بھی لکھا اور دوسرے عاصراں بعد کر آئے، اس کا بیان مقرر یہ ہے کہ مقام پر ہونے والا ہے۔

قرمیا کا یہ پہلے وہ ستونوں والے تھے اور آگے فرمایا ان کے چھ (دھار کے) مشہور میں (کوئی بھی) یہ نہیں تھے اور اس سے کیا مراد ہے؟ انسان جیسے یہ انہیں کے گئے؟ (۱) ایک قول یہ ہے کہ اس قبیلے میں اور لوگ یہ انہیں کے گئے (یعنی وہ انسان تھے) تو آہ اور زور اور تھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کے ممکن ہوا کہ ان کی جسمیں بہت لمبے ستونوں والے تھے (جن کی شکل یا شکل کوئی جیسے نہیں تھی بلکہ تھی)۔

نواسی اور قوم کے ہر سے میں انہیں کوئی کا خیال تھا کہ یہ نہ میں میں حکومت رہا ہے یہی ایک تمام میں بھی میں میں بھی جو مقدس میں رہی اور کہیں نہیں بنی کا یہ فیض حقیقت سے ہے اور یہ زولتی ہے جس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کی کوئی دلیل نہیں جس کی طرف سے وہ کہا جاسکے اور وہ کوئی سند ہے جس پر گروہ کیا جاسکے۔

اور حضرت ابراہیم کے زمانوں کے تھے تو وہ عدا کی کتاب میں لکھی جان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور ﷺ سے ایک طویل حدیث روایت فرمائی ہے جس میں انہیں اور رسول کا ذکر ہے تو اس میں حضور ﷺ فرماتے ہیں :-

انما رما سے ہوا نہ پورا نہ ملتا ہے اور دوسرا شیب اور میرا ہی اسے بخیر (یعنی بخیر)۔

یہ کہہ کر جاتا ہے حضرت زید علیہ السلام پہلے انسان ہیں جنہوں نے عربی زبان میں گفتگو نہ کی، لیکن وہ بنی عبد ربیعہ علیہ السلام کا خیال ہے کہ ان کے والد نے پہلے عربی میں گفتگو نہ کی اور دوسرے بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ پہلے انہیں ستونوں نے عربی زبان میں گفتگو کی اور حضرت زید علیہ السلام میں عدا کا یہ قول ہے کہ حضرت آدم ہیں اور بنی زیاد کا نسب معلوم ہوتا ہے عدا کی دوسرے قول میں وہ اسحاق۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پہلے جو عرب لوگ تھے ان کو العرب العرباء "یعنی انہیں عرب کہا جاتا تھا اور یہ بہت سے تھیں تھے عدا خود جرہ و سلم، جد بنی، ابراہیم، عدا بن اسحاق، یحییٰ، یاسر، یحییٰ بن یاسر، یحییٰ بن یاسر وغیرہ (تو یہ تھیں عالم عرب تھے اور عربی ان کی اپنی زبان تھی) اور ان کے علاوہ عرب جو عرب میں داخل ہو کر عرب بنے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے عرب لوگ تھے اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام اور یحییٰ بن ابراہیم علیہ السلام نے عربی زبان کو ہم جرہم سے حاصل کیا تھا اور یہ ہم جرہم حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بیان کی والدہ جب

ان کو تیرہ آدمی سے ملانے کو کہا گیا۔ تیسری ان حضرات کی دیکھ کر چلے گئے ہیں کہ موطا ان کے لیے اسلام کے لیے قوم طوطو و موطو یعنی یہی ہے۔
 اس کا خطاب ہے کہ نہ روکنا چاہئے کہ قوم موطو جو ان کے خطاب کے ساتھ حج کا خطاب میں مسلمان اور حج جو اہل حق میں کوئی فرق نہیں ہے۔
 جیسے کہ اس میں اصحاب ایک پر خدا کی کسی کی نوا میں ہو گئی تھیں۔ لہذا ان کے قوم سے پہلے ہوئے میں کوئی اختلاف نہیں۔
 تیسری کہ موطا میں بتائیں کہ ان کو کہہ گئے۔ جو حق کی ہستی میں ہر موطا سے کہہ گئے ہوئے تھے۔ موطا نے ان کی طرف اپنی مش
 سے ایک آدمی کو بھیجا۔ اس نے ان کو کہنے کی طرف بلایا اور ان کو توحید و خلاصہ اللہ کی دعوت دینی لیکن قوم نے ان کی مخالفت کی۔ لہذا یہاں وہ جب
 لگے تو موطا نے بھی جواز درست ہے۔ خدا نے والا ہے نہ درست ہو سکتی۔

جب حضرت موطا نے خطاب کیا تو ان کی جماعت اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے بلایا اور پھر ان کو دیکھ
 اور ان کی معافی کے بعد سے فرماتے اور ان کو دیکھنا چاہئے اور آخرت کے نتائج سے باز رہنا۔ ان کی قوم نے کہ (قرآن میں ہے) تو حضرت موطا نے اسلام
 کی قوم کے اکثر لوگوں کی جماعت سے کہا ہے۔ ہر قوم کو جو حق میں (جہاد) دیکھ ہے ہیں۔ لیکن ہر قوم کی دعوت کرتے ہیں اور ان کی سے
 دلت اور دعوتی امید کرتے ہیں کہ آپ ان کو چھوڑنے کی بات کر رہے ہیں تو آپ کی سراسر بیوقوفی ہے۔ اور ان خیال ہے کہ آپ اپنے دعوتی میں
 جو نے ہیں کہ کہہ گئے۔ آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو حضرت موطا نے اسلام کے جواب دہ فرمایا کہ اللہ میرے ساتھ کوئی بیوقوف نہیں ہے۔ موطا نے
 میں جب ان کے بعد موطا کی طرف سے رسولوں (انقرآن) لی گئی بات ایسے نہیں ہے۔ یہ تم خیال کر رہے ہو اور یقین کے بیچنے ہو کہ تم جو کہو
 اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچتے تاحوں اور میں تمہارے لئے خبر فرماتا ہوں۔

اور چنانچہ تیسری مرتبہ ایسا بھی تھا کہ میں قوم موطا کی ہدیہ کو دینی جانے۔ بلکہ صحیح بیخ اور موطا کے ساتھ ان کو کھانا اور ان کی
 ہاتھوں کی طرف چاہی میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اور ان کی اس طرح کہ وہ ان کو کہہ دیا۔ اور چلے گیا۔ اس کا خطاب اور خوب دینی قوم پر شفقت دینی موطا
 کی۔ اور سب باتوں کے وہ جو کہی اجرو انعام کے طلب گزار نہ ہوئے۔ بلکہ انھیں خاص و خاص دینے والی اور اپنی قوم کی معافی اور تیسری نظر رکھا اور
 اہمیت و وسوسہ کی امید صرف اللہ سے رہی۔ ملنے کہ میں ان کو دینا کی تمام موطا کے ہاتھوں میں۔ ہمارا سب میں۔ اس کی مرضی ملتی ہے۔ اس
 سے حضرت موطا نے اسلام کے لیے اپنی قوم کو بھی خطاب کیا۔ اس قوم میں تم سے اس پر کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا۔ موطا نے فرمایا کہ میں ہے۔ جس نے
 مجھے پیدا کیا کیا تم مجھ کو رکھتے۔ موطا نے اپنی بھی کہا کہ میں کوئی بھی نہیں ہے کہ تم حج لکھو تو کھیر کر لکھو اور کچھ لوگوں کو اس دینار حق کی طرف
 بلاؤ۔ ہاں میں۔ جس کی گواہی تمہاری فطرت و طبیعت میں دے رہی ہے۔ جس پر تم کو پیدا کیا گیا ہے۔ اور وہ فطرت و طبیعت وہی دین ہے۔ جس پر
 حضرت لوط علیہ السلام کو بھی یہودیت فرمایا گیا۔ اور ہم اس کی مخالفت کرنے والی ساری مخلوق چاہے یہ ہاد ہو گئیں۔ لہذا موطا نے بھی تم کو اس کی
 طرف بلا دیا۔ ہاں میں اور اس پر جس سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا۔

پھر اس کی امید میں صرف اللہ سے دیکھنا ہوں۔ اور حج و تہجد کا مالک ہے۔ ایک دوسرے کی کیا اس بات کی تاکید کوئی نہ لے کی اور کہا:
 (اسے قوم) تم موطا سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا۔ اس کی اجرت اور (اجرت کرنے والے) لوگوں کی حاجت پانے والے ہیں۔ موطا نے کہا ہے۔
 کہ میں جس بات کی ہدایت کروں۔ جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ وہ اس کی طرف تم (سب بھی ملنا ہے) چاہو گے۔ (انقرآن) (۱)
 تو حضرت موطا نے اسلام کی قوم سے ان کا جواب دیا کہ کہنے لگے۔ اے موطا! اسلام تو ہمارے پاس کوئی وسیع دلیل نہیں لایا۔ اور ہم تیری بات پر
 اپنے مسعودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم تو بس یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض مسعودوں نے تم سے ساتھ
 رہا۔ ان کا راز کر لیا ہے۔ (انقرآن)

یعنی تو ہمارے لئے کوئی خلاف دعوت، محبوب اور مہربانی چیز نہیں لایا۔ چنانچہ آپ کی چھائی کی مصلحتوں سے لکھنا ہم ایسے آدمی نہیں ہیں کہ مصلحتی
 بات پر اپنے مسعودوں کو چھوڑ دیتیں۔ موطا نے اپنی بات پر کوئی دلیل نہیں دی۔ اور اس کی ہدایت سے بھی اس کو مسعود نہیں کیا۔ پس یہ ۱۲ تھو
 تیرے خیال میں نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اس کی وجہ بھی نہیں سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے بعض مسعود تھو پر مسعود تھے۔ جس سے تیری مصلحتی ہدایتوں تھو

لائق ہو گئے۔ تو حضرت ابو علیہ السلام نے ان کو جواب دیا: کیا میں اللہ کا گناہگار ہوں، اللہ تم کو بھی گناہیہ و گنہگار نہیں تمہارے (ابن مسعود) سے ہوئی ہیں، میں کہنے لگا: اللہ کے سوا شریک ہے یا رکھا ہے، ہر گز سب سے (خلاف در طرح کے) انکار کرو۔ پھر مجھے صلیت بھی دلا۔

پھر حضرت ابو علیہ السلام نے ان کے لئے کئے گئے بنی ہرملی اور ان کے سمودان ہطلہ سے رات کا ہجر کی اور ان کی قیامت و شامت بیان کی اور اس طرح کہ وہ کسی طرح انھیں کے ایک ٹکسے، پھر میں جو چکر کا سمودان ہطلہ سے (میں) ہوا ہے اور ان سے ہو سکتا ہے۔ تو میں اگر تمہارے قبیلے کے مابین دودھ کر سکتے ہیں، میں پہنچا سکتے ہیں، انھیں سے بچا سکتے ہیں، تو میں ان سے بڑی ہوں، اہل سنت کہ ہوں، بلکہ تم سب اپنے سمودان کے ساتھ بھی مل کر میرے خلاف جو کفر و بیز کر سکتے ہو کہو اور مجھے پہنچا کر سوچ سکتے ہو، میں تو فرام کر دوں، تم جنکو بھی اپنے ساتھ، میرے خلاف شامل کر سکتے ہو، اور اس کی مدد حاصل کر سکتے ہو کہو۔ اور مجھے ایک گزری صلیت دلا، کہ ایک پہنچنے کا سوچ دلا۔ تم مجھے اور کسی پر دلا، جس پر ہرادی (خلفائے کے بارے میں) ابھی کوئی فکر نہیں ہے، بلکہ میں تمہاری طرف دیکھتا ہوں، بلکہ میں نے تو غلط ہو کر سوچ کر کہا ہے، جو بہ اور تمہارا پروردگار ہے۔ اب نہیں ہے کوئی پناہ، خود میرا ہی کی بیعت کر دیکھو گئے ہوئے ہے۔ یہ ایک میرا ہی ہدیہ دیا ہے، میں بھی اللہ ہی پر مجبور کر کے ہوئے ہوں اور اس کی حمایت دیکھو، مجھے حاصل ہے، میرا ہی کی ذات پر دلا ہے، جس کی طرف جو بھی آس لگے اور صوبہ ہو، وہ واضح نہیں ہوتا، بلکہ مجھے اس مابین کے سوا کسی فکر کی کوئی پہلو نہیں ہے۔

اور میں نے سوا کسی پر مجبور نہیں کرتا، اور اس کے سوا کسی کے لئے میں نہیں ماز نہیں جلا، بلکہ صرف اسی کی حمایت کرتا ہوں۔

اور حضرت ابو علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ صلیت و صلوٰۃ کو نہ چاہی، اگر وہ مکمل و متحرک تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور خود جہات و کراہی کی وجہ سے خیر اللہ کی پرستش، ہم چاہتے ہیں کہ میں شک ہے، بلکہ اور مجبور ہوں، تو حضرت ابو علیہ السلام کا کہنے دیا کہ بال تک پہنچا کر رکھی۔ تو میں حضرت ابو علیہ السلام کے پاس گئے، وہ مکمل و متحرک تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور خود جہات و کراہی کی وجہ سے خیر اللہ کی پرستش، ہم چاہتے ہیں کہ میں شک ہے، بلکہ اور مجبور ہوں، تو حضرت ابو علیہ السلام کا کہنے دیا کہ بال تک پہنچا کر رکھی۔

اور میں نے مکمل حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ان سے پہلے اپنی قوم کے رسول و نبی کی بھی فرمایا: اے قوم! اگر تم کو میرا حق میں رہتا اور خدا کی آنکھ سے نصیحت کرنا، اور گناہوں کو میں خدا پر مجبور کرتا ہوں۔ تم اپنے شرکوں کے ساتھ ٹکرایا کام (جو میرے خلاف کرنا چاہو) ضرر کرنا، اور دودھ دہری ساری نعمت سے چھیننا، نہ رہے (میں) سب میرے طرف متوجہ ہو جاؤ اور) اور وہ کام میرے بارے میں کرنا، اور مجھے (بکھ) صلیت دلا۔ (پھر) ۱۵۱

اسی طرح اللہ کے دوست میرا ابو علیہ السلام بھی لایا، اللہ نے بھی اپنی قوم کے سامنے بیاگئے لی فرمایا۔

اور مجھ سے ان کوئی خوف نہیں، نہ تو تم (اللہ کے ساتھ) شریک کرتے ہو، نہ اگر (میں) جو کچھ بھی میرا رب چاہے گا۔ میرے پروردگار کاظم ہر چیز کو پیدا کرتا ہے۔ تو کیا میں تم نصیحت نہیں حاصل کرتے، ابھی میں کیسے خوف کر سکتا ہوں؟ ان سے جس کو تم نے شریک کر لیا ہے، بلکہ میں بھی نہیں ڈرتے، کہ تم نے اللہ کے ساتھ شریک کیا۔ جس کی اس سے کوئی دلیل بھی، اور میں قرآن میں سب رسول و فرجوں میں سے کوئی نہ (اور صلیت خاطر) کا سختی ہے، اگر تم نہ کہتے ہو (اور) ہر گز ایمان لائے ہو، اور ایمان لائے ہو، کہ (شرک کے) ظلم سے لایا نہیں، کیا ان کے لئے ان (صحیت خاطر) ہے، اور میں ہدایت پانے لائے ہیں، اور یہ ہماری دلیل ہے، جو ہم نے ہمیں علیہ السلام کو اس کی قوم پر صلی کی۔ ہم ان کے چاہتے ہیں، اور جہات و کراہی کرتے ہیں۔ یہ ایک تجرا پروردگار، نہ کہتے والا، ہے (اور) علم والا ہے۔

(تفہیم ۸۰-۸۳)

تو پھر حضرت ابو علیہ السلام کی قوم میں نے جواب دیا، تو ان کی قوم کے سردار کا فرجہ اور افرات، کئے گئے کو صلیت دلا، جسے اللہ نے ہدایت دینی کی میں نے ان کو آسمانی و دینی کی بھی، کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔ جس کو تم کو تمہاں کاتے ہو، یہی طرح کا یہ بھی کہا ہے، اور جو تم پیچھے ہو، مایہ کی بھی ہے، بلکہ اگر تم نے اپنے ہی جیسے کہ تمہاں لیا تو تمہاں لائے ہو جاؤ گے۔ کیا تم سے کہتا ہے کہ میرا حق ہو جائے اور میں ہو جاؤں گا، اور میں (کے سوا) کچھ ہے (اور) تم (میں سے) الگ ہے (۱۵۲)

(تفہیم ۸۳-۸۵)

تو میں نے اس بات کو علیہ السلام کی وصیت دیکھا کہ ایک ایمان رسول کیسے بن سکتا ہے؟ اور یہی وہ حق و باطل اور پانے والے جانی دیکھ کر آئے ہیں۔ جیسے قرآن فرماتا ہے، کیا تم لوگوں کو اس بات میں تعجب ہے کہ میرے انجیل میں سے ایک آدمی کی طرف دیکھی، کہ اسے

جسے مشہور عقائد کہتے ہیں۔ اور یہ تم لوگ اسی لئے جاتے ہو کہ ان گھروں میں طویل طویل زمانہ آباد ہو گے۔ قرآن کے فرمانا ہے اور (اے قوم) ہم کی کوچکا لے ہو تو کمال لڑکیاں ہو۔ تو خاصہ زمانہ اور میری اطاعت کرو اور جس سے تم کو ان چیزوں سے مدد ملی جن کو تم جانتے ہو اس اللہ سے دعا کرو کہ تمہیں سونے پھیلے اور تانوں سے مدد دی جائے اور تمہیں سے میں تم پر بلا سے ان کے کذاب کا خوف کرنا ہوں۔ (العنکبوت ۲۵: ۲۷) اور تم وہ ماننے والے کہو کہ ہاتھوں میں سے یہ بھی معصرت ہو علیہ السلام کو کہ کیا تو ہمارے پاس آؤ گے۔ کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اور ان کو چھوڑ دیں۔ علی حوالہ سے ہمارے آپا کہہ آئے ہیں؟ پس تو نے ہمارے پاس وہ (طراب) بھیجی ہے تو ہم کو ذرا مانا ہے اور تو بتوں میں سے ہے؟ (الزمر ۷۰)

یعنی کیا آپ ہمارے پاس مسئلے پر بحث و تالیف کرتے ہیں، کہ ہم تمہیں اللہ کی عبادت کریں؟ اور اپنے آپ کو اور اور ان کے طریقے کی مخالفت کریں؟ (وہاں ہم سے جس کو شک ہو کہ تمہیں کیا ہے اپنے قول و فعل میں ہے ہم بتا دیتے ہیں کہ وہ جسے کے مطابق ہم پر منصب اور سوائے ان کے، ہم آپ کی اطاعت نہیں کریں گے اور نہ آپ پر ایمان لائیں گے اور نہ آپ کی تصدیق و حمایت کریں گے۔ اسی طرح انہوں نے یہ بھی کہا۔ "کہنے کے بعد آپ صحبت کرتے ہیں یا نہ کرتے ہیں، ہم پر ہمارے ہے۔ یہ صرف پہلے لوگوں (انبیاء) کے طریقے ہیں۔ ہمارے ہر کوئی خطاب غیر انہیں آئے گا۔" (سورہ ۳۶: ۱۸) ان کا یہ قول ہے کہ یہ پہلے لوگوں کا طریقہ ہے یہ ترجمہ جس قرآنی آیت کا ان علیہ السلام علی الاصول الاولین قولہ الحق "کہنا ہمارا لام کے ذریعہ ساتھ جو صیغہ آیت کا منصب ہو گا یہ اس طرف کی پیدا کرنا اور پہلے لوگوں کی کتابوں سے حاصل کر دے ہیں یہ پھر ان کی عبادت اللہ اور انہیں لے کر لائے ہیں۔ پس اگر لفظ "القول" کو تاہم ہم کہیں اس سے انوکھا نہیں کر سکتے۔ ان جگہ نہیں سکتے۔ لکھ بیٹا اس کو مشرب علی سے تھا ہے ہیں گے۔ اور اس سے انکی آیت کہ ہم کو خطاب نہیں دیا جائے گا۔ یہ کھلی آیت کے باروں میں ہمارے ساتھ رہا ہے کہ ساتھ معلوم ہوتا ہے۔

پھر ان کو حضرت محمد علیہ السلام نے جواب مرحمت فرمایا:

یہ گفتہ نہیں تھا کہ یہ ہمارے طرف سے (شرک کی) گندگی اور منصب ذبح ہو چکا ہے۔

کیا تم تم سے ان ناموں کے بارے میں شکوے ہو جو تمہارے ہمارے ساتھ آئے ہیں؟ کے لئے کہہ دے۔ جس نے کوئی دلیل و دلیل و دلیل نہیں فرمائی۔ پس (طراب کا) انکار کرنا۔ میں بھی تمہارے ساتھ انکار کرنے والوں میں سے ہوں۔ (الزمر ۱۷) یعنی تم کوئی دلیل نہیں کہہ سکتے۔ اس کی وجہ سے اللہ کی دروغی اور فیصلہ اور برائی کے حق ہو چکا ہو۔ جس پر تم ہر وقت ہمارے ساتھ ہو چکے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے اس کی کوئی دلیل بھی نہیں فرمائی۔

تو میں کیا تم لوگ اللہ اور خدا کا طریقہ سے شاید کر کے ہوا ہے تو ان کو اس کے ساتھ شریک کر کے حکوت نے خود فرما رہا ہے اور پھر خودی عبودیت کا ادھر دیا ہے اور خودی کی حق بات کا تم انکار کرتے ہو۔ اور بالحق بات (شرک) پر مٹ کر ہم ہو چکے ہو۔ اس اب عام ہے تمہارے کہ تو ان سے میں تم خداؤں و خداؤں اب اللہ کے ساتھ اب حق کا انکار کرنا جو تم کو کلام اللہ ہے وہ عذاب و جہنم سے جلا کر لیں یا دیکھا اور سبھی جو جہنم سے ہیں۔

اللہ نے فرمایا۔

(محمد علیہ السلام نے) عرض کیا یا ہمارا گھر یہی وہ کیجئے اس بات کے ساتھ کہ انہوں نے مجھے جہنم دیا ہے۔

(اللہ نے) فرمایا۔

حقیر یہاں پہنچاؤں ہو جائیں گے۔

پھر ان کو کچلنے کے (پھر وہ طراب) حق کے ساتھ پھر ہم نے ان کو کڑا دیا۔ (اللہ کی رحمت سے) ظالم قوم کے لئے دوری ہے (سورہ ۳۶: ۲۷) اور فرمایا: اور (جو ہم کے لوگ) کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس سے لے آؤ چکا کہ تمہیں ہمارے عبودیت سے چھوڑ دے۔ اس میں طراب سے تو ہمیں فرمانا ہے وہ لے آؤ اگر تو جہنم میں سے ہے۔ (محمد علیہ السلام نے) کہا (طراب کے آنے کے وقت کا) طرب اللہ ہی کے

یہ ہے۔ مجھے تو جہاد کیا ہے وہ شمشیں پہنچا دیں جن میں کہیں دیکھیں کہ تم جہاد کیا ہو۔ پس جب انہوں نے اس (طالب) کو دیکھا تو ان کی صورت میں کہیں نہ جان کی، تینوں کی طرف سے آہستہ کہنے لگے یہ وہاں ہے جو ہم پر رسالت کرے گا۔ (نہیں) بلکہ وہاں (طالب) ہے جس کی تم نے جلدی کیا تھی (یعنی) آفریقہ میں محمد بن عبد الوہاب ہے جو اپنے پیروں کے ہم سے ہر چیز کو بد کہتے ہیں۔ پس وہ (اپنے پیروں کے) کہنے کے ان کے قہر میں سے کہیں نہ کہیں نہ جانتا تھا کہ اس طرح ہم کو جہاد بلکہ جہاد ہے۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

اس کے علاوہ ان کے قول سے اس کے بعد کہ کرنے کی خبر دی اور کہ جہاد میں لڑ رہا ہے جو جہاد مفصلاً گزرا ہوگی جیسے پہلے جہاد میں نہیں لہا۔ تم نے اس کو ان کے ساتھ اس کے ساتھ اس کی طرف سے رحمت سے بہت بدی اور انہوں نے اس کی آنکھوں کو کھلا دیا۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ) (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

اور فرمایا:

اور جب وہ طالب آگیا تو ہم نے ہو کر اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے ان کو قائل بنا کر بہت سے جہاد دیے۔ (یہ وہی وہی بات تھی جس کے بعد ان کو سخت عذاب سے بہت بدی ہے۔ اور یہ (تھے) ان کے انہوں نے اپنے پیروں کے ساتھ ان کی آنکھوں کو کھلا دیا اور ان کے دلوں کی تفریق کی اور ان کے کہنے پر ہر شخص جلدی کے حکم کی اتباع کرتا اور اس کو دیکھا کہ اس کی جہاد کیا تھی۔ (یہ وہی وہی بات تھی جس کے بعد ان کو سخت عذاب سے بہت بدی ہے۔ اور یہ (تھے) ان کے انہوں نے اپنے پیروں کے ساتھ ان کی آنکھوں کو کھلا دیا۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ) (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

اور فرمایا:

پھر ان کو قتل کے (عذاب کے) ساتھ پیچھے نہ پڑا، پھر ہم نے ان کو کوئی اور کام دیا، لیکن ظالموں کے لئے (اللہ کی رحمت سے) دوری ہے۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

اور فرمایا:

پھر انہوں نے اس (محمد بن عبد الوہاب) کو جہاد کیا، پھر ہم نے ان کو جہاد کر دیا۔ یہ ملک اس میں رہا تھا ہے۔ اور ان کے کہنے کو ایمان لائے والے نہیں تھے۔ اس کے بعد یہ اس کے بعد کہ وہ رحمت سے (اور) کوئی کرنے والا ہے۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ) (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

پھر ان کی ہلاکت کی تفصیل یہ کہ یہ ہے جسے اللہ نے فرمایا: پھر جب انہوں نے اس (طالب) کو دیکھا کہ اس کی صورت میں کہیں نہ جان کی، تینوں کی طرف سے آہستہ کہنے لگے یہ وہاں ہے جو ہم پر رسالت کرے گا۔ (نہیں) بلکہ وہاں (طالب) ہے جس کی تم نے جلدی کیا تھی (یعنی) آفریقہ میں محمد بن عبد الوہاب ہے جو اپنے پیروں کے ہم سے ہر چیز کو بد کہتے ہیں۔ پس وہ (اپنے پیروں کے) کہنے کے ان کے قہر میں سے کہیں نہ کہیں نہ جانتا تھا کہ اس طرح ہم کو جہاد بلکہ جہاد ہے۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ) (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

وہاں کے بعد کہ وہاں اس کے بعد کہ وہ رحمت سے (اور) کوئی کرنے والا ہے۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ) (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

وہاں کے بعد کہ وہاں اس کے بعد کہ وہ رحمت سے (اور) کوئی کرنے والا ہے۔ (الحجۃ ۱۲۳۳ھ) (الحجۃ ۱۲۳۳ھ)

لیکن ان افواہوں کے اندر ایک حیرت نے منجھات کو سب سے پہلے کھلایا اور پھر ان کی کہہ چو کہ عذاب ٹھائے ہوئے ہلال ہیں۔ ان صورت کا نام جہدہ تھا۔ جب اس نے کیا کیوں تو قلعہ دیکھ کر ان پر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب غارتہ والے لوگوں نے اس سے پوچھا اے جہدہ نے کیا کیا کیوں؟ کہا جس نے (اس ہلال شہداء) اندھ کی دھمکی ہے جو جنگ کی طرح ہے اور اس کے آگے کوٹھوٹ ہیں جو اس کو ہٹا رہے ہیں۔

میراثہ نے ان پر یہ آنکھیں مانتی مانتی اور آٹھ ٹھونس لگ جاتی رہیں۔ اور وہ بھی مسلسل رہی، اور اس نے تو سوا کے (یہاں) بھی غمراہ کیا۔

نہ ہون۔

لیکن حضرت ابو علیؑ اپنے مومنین مخلصوں کے لئے کراہتِ ظلم، باغی ہستی میں داخل ہو گئے اور ان کو کچھ دیر بعد حضرت ابوبکرؓ کے بعد خود اللہ کے نصاب کے خلاف سے سجے ہوئے تھے، ان کی کالیس زخم چڑھ گئیں جس سے اور ان میں (مشتِ خدا ہستی کی) لگنات پھارے تھے۔ اور وہ عاصمؓ نامی مسلمان زمین کے کھدو میں ترقی جاری ہو گئی۔ چھروں سے کھدو، باغی ظلم و باغی اٹھ گئی۔^(۱)

اما صاحب دینہ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند میں اس قصے کو محض قصہ ذکر فرمایا ہے کہ عمارت ابن حنیفہ سے مروی ہے کہ کسی علامہ میں حضرت علی (کسی بار سے بھی) شکایت کرنے سے رسول کریم ﷺ نے دست میں لایا۔ وہ تمام بڑے عمامہ جب پہنچے تو وہاں بی بی خیمہ کی ایک (بڑی عمامہ) پہنچی تھی، مجھے وہ بچہ کہہ کر لے گیا اس عمامہ کے بعد اسے محمد رسول اللہ ﷺ نے کوئی حاجت سے کہا آپ مجھے ان تک پہنچا سکتے ہیں تو میں نے من کو حارہ کر دیا۔ جب حضور ﷺ مسجد میں گئے تو سب لوگوں سے میری خواہش ادا کر لی۔

اور اس ایک سیلہ جھڑے کے نام سے مشہور ہے اور بالکل ریشمی ڈھیر میں گھس کر رہتا ہے۔ اس کے سامنے صوبہ کھڑے تھے۔ تو میں نے پوچھا تو لوگوں کا کہہ سکتے ہیں کہ کیا اسے تیار کر سکتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس کے لشکر کوئی مال پر پہنچ رہے ہیں۔

[illegible]

فرم جاؤ گھٹا میں چلا ہو گی قبر میں لے جانے پر سب نے کہیں (اور اس کے ساتھ ایک عاصمت کو بھیجا) تو یہ سدا یہ تھا کہ جس سے گھڑ اور وہاں تک کہ میرے قیام کو وہاں ان کو سدا یہ کہ وہاں نہ رہا گا نا گنا میں نہیں۔ جس کو یہ دہن کیا جا تو۔ مگر جب میرے گرد لگی تو یہ جس جہ سے کے پاس گیا۔ اور وہاں تک۔

”اے اللہ! آپ بخاری جانتے ہیں کہ میں کسی مریض کے پاس نہیں آؤں گا اس کی دعا، علاج کروں، اور نہ کسی قیدی کے لیے جاس آؤں گا۔“

”جاسی تو قہر چادر پھڑاؤں اس عالمہ و اکیر بے توجہی پہلے آپ کرتے تھے۔“

تو اس نے یہ دعا کی اور دھرباؤں سے چھانکے پھر خدا کی کائنات سے کسی ایک کو عزیز کرے۔ جو اس نے سیاہ پازلوں کی طرف اشارہ کیا تو پھر

جس آدمی نے ان کے بھائیوں کو خیر میں کی طرف پہنچایا پھر شر و افسانے نہ دیکھا تو کہنے لگے یہ باہل جو عادی نبوت کی طرف آ رہے ہیں ہم پر سزا کر دے گا۔ لیکن جب ان میں دیانت والے آئے تو کسی دیکھتے تو ان کو خیر والوں پر نہ مارا اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔
 راوی کہتے ہیں کہ انہی میں سے ایک راوی کے بعد تک پہنچی اور سزاؤں کے جھروکوں سے اٹھ جا کر عادی کی اندام سے پھل کھاتے ہیں کہ پھر حجاب کے دشمن بن گئے۔

لیکن اس حدیث کے حضور کہ مسند میں جتنی طرف سے ہونے میں شک کا امکان ہے اور ہر اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی مسلم بن الحجاج اشقیق کی گواہی ہے اور اس میں اشطراب کی ایک قسم ہے۔ اللہ اعلم۔
 صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ہوا خیر کا قیام تو رسول اکرم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔
 اے اللہ شتم سے اس کی خیر کا اظہار کر دے اور جو اس میں جانی کی خیر کا اور جو نفس میں ترکت ہے اس سے اس راہ کے شر سے اس کی پکارت بڑھا دے۔^(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب باوروں سے آستان فانی ہو جاتا تو حضور اکرم ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اور بھی بگھنے بھی داخل ہوتے۔ یہی آگے بھی پیچیدہ (العرض بعد پریشانی کا عالم چھا جاتا) پھر جب راضی ہو جاتی تو پھر غرضی طاری ہو جاتی تھی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت بیان کر خدمت اقدس میں یہاں کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے^(۲) عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں ایسا نہ ہو جائے جو تم ہونے کا حال ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: جب (قوم مارنے) اس (غضب) کو (معمودت اہل) اپنی بیٹیوں کی طرف آئے دیکھا تو کہنے لگے یہ قوم دل سے ہم پر راضی کرنے والا۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسند میں مروی ہے کہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو بھی اس طرح دیکھا ہوا ہے کہ وہ بھی آگے ہاتھ مار کر آگے آخری حصہ غرقے لگ جائے تو آپ صرف غصہ نہ فرمایا کرتے تھے اور جب بھی اہل دل دیکھ لیتے یا آدمی دیکھ لیتے تو سب سے پہلے چہرہ میں بخاری ظاہر ہو جاتا تھا۔ میں نے خدمت میں عرض کیا۔ رسول اللہ تو گھبراہٹ دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس کی برکت رانی ہو گئی۔ جب سب سے پہلے بخاری ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ کے (خوف و غم) کی کیفیت آپ کے چہرہ اقدس میں ظاہر ہو جاتی ہے تو فرماتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے اس میں بھی غصہ نہیں دیکھا کہ تو ہنر بھی آدمی کے ہلاک ہوئی۔ اور اس قوم نے سب غصہ کو دیکھا تھا تو وہ بھی کہنے لگے تھے کہ یہ باہل ہم پر راضی کر رہا ہے۔

تو یہ حدیث اشاعت کے ساتھ انہوں کی تہذیبی اصلاح کرتی ہے جیسے پہلے ”وفاذکو اصلاحہ“ سے عادی کا قصہ مراد دیکھا ہے۔ اور آیت چھپنے کے کلام سے عادی کا ذکر بھی مراد ہو گا (اللہ اعلم بالصواب)۔^(۴)

اور حضرت ابو علی السلام کے بیچ کا ذکر پہلے حضرت ابو علی علیہ السلام کے قصے میں کرتے ہیں اور امیر المومنین علی بن ابی طالب کے متذکر ہیں۔ حضرت ابو علی رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر کی صفات مروی ہے (انکس میں سے یہ بھی ہے) کہ وہ بھی کے طے سے کسی دوسرے شخص کو نہیں دیکھا ہے کہ وہ مٹن میں ہے اور مشق کی جامع (سجہ) میں لیکن طرف اہل کے معاملہ میں ایک جگہ ہے بعض راویوں کے قبیل کے مٹن کی ذہن۔ اور عیسیٰ اسلام کی قبر اطہر ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم واطعنا بعد ابداً

۱۔ حدیث ابو الطاهر، حدیث ابن وہب، قال سمعت من جرح بعدلہ بن جرح عن ابی رباح عن عائشہ رضی اللہ عنہا

۲۔ وہ القوم منہم والسنن والبیہ حلیہ من جرح

۳۔ طبر بن عمر بن قائل الامام احمد حدیث ہارون بن معروف، و مطبوعہ من مکتبہ بن وہب، و مطبوعہ و مطبوعہ و مطبوعہ

۴۔ بعض حدیث من سلسلہ بن سلسلہ، عن عائشہ النج

۵۔ وہ حدیث ہارون بن معروف، و مطبوعہ من مکتبہ بن وہب، و مطبوعہ من مکتبہ بن وہب

تو مٹھو کے پیغمبر
حضرت صالح علیہ السلام کا قصہ

مرد و شہزادہ قریب تھا، ان کو خود مان کے جدا نہ فرود کے نام کی وجہ سے کہا جاتا تھا کہ جس کا بھائی تھا اور جو وہ جس کی دھول غرا نہ تھے ماہر بن اور اس
 بن سامیٹاں ٹوٹا کے۔

اور قوم خود موافقین عرب (عرب عاریہ) تھے۔ جرمش سکونت پذیر تھے۔ چار ستون اور تھوک کے دو مہمان ہے اور حضور ﷺ کو تھوک میں جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزر رہے تھے۔ ساتھ میں مسلمانوں کو انگلیوں پر لٹکائی ہوئی تھیں۔ اور یہ قوم خود قوم جاد کے بعد بھی سامعہا کی طرح بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

میر تقی نے تجھ میں سے ایک اپنے خندے کو در رسول کو بھیجا جو سراج بن عبید بن جراح بن عبید بن عامر بن قریظ بن عمرو بن ہاشم بن ابرہہ بن اسد بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کاظم بن مضر بن نضیر بن کنانہ بن خزیمہ بن معدی قریظ بن ایلہ بن مالک بن عدنان بن آدم بن نوح علیہ السلام سے ہے۔

جو حضرت عمار علیہ السلام نے اگلی زندگی طرف بلا یا جو کچھ انہوں نے دنیا کی شریک فیض اور دولت دہی سے توں کو کھانا کیلئے شریک ما ایا جو دہی۔ اور کئی کو بھی اس کے ساتھ شریک نہ کریں توں ایک جماعت نے ان کی آواز پر لبک کہا اور اعلان کرتے تھے۔

لیکن اگر مجبور نے لکڑیاں اور اپنے قول و فعل کے ساتھ یہی طریق اختیار کیا ہے تو حق یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا بدلہ نہ کر بیٹھے اور اس انصاف کو قتل کر دیا جائے نہ ان کے لئے جنت ہو بلکہ وہ اپنی تکلفی حالت میں بھی قتل ہو گئے۔ اللہ نے بھی ان کو سخت غالب قدرت والے کی طرح بچا دیا۔
 مطلقاً ہی فرماتے ہیں:

ترجمہ:..... یہ تو قوم کی طرف ان کے ہائی صانع کو بھلا (واسطی) نے کہہ کر کہا کہ قوم: خدا کی وحدت کو اس کے سوا شہدا کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ پس تمہارے یہود و گار کی طرف سے ایک گمراہ آچکا ہے (یعنی) یہی خدا کی وحی تمہارے لئے تجویز ہے کہ (ازاد) مجھ کو کہ خدا کی زمین میں جہنم کی آگ سے بڑی نیت سے واقف بھی مت لگنا اور نہ خدا کے خلاف نہیں بکڑے گا اور بارگاہ (اللہ) کو اس کے تم کو قوم عاد کے جس سردار علیا اور زمین پر آباد کیا اور تم تہذیبین سے (مٹی لے کر) ان کی تعمیر کرتے ہو اور پھاڑوں کو فرش تراش کر کھرچاتے ہو، پس خدا کی خدمت کو یاد کرو اور زہنی میں نہ دکر کہ تم کو ان کی قوم میں سردار لوگ جو غور کرتے تھے، غریب لوگوں سے اور جن میں سے ایمان لے آئے تھے کہنے لگے کہ ہم تمہیں کرتے ہو کہ صانع اپنے یہود و گار کی طرف سے بھیجے گئے ہیں، انہیں نے کہا کہ ہیں جو جوڑے کر دے بھیجے گئے ہیں، ہم میں یہی بادشاہ ایمان رکھتے ہیں تو سرداران (مطہر) کہنے لگے کہ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کو نہیں مانتے تو انہیں نے (اس) اونٹنی (کی کوٹھن) کو کھانا لے لیا اور اپنے یہود و گار کے حکم سے سرکش کی کہ وہ کہنے لگے کہ صانع جس چیز سے تمہیں دھماکتے تھے اگر تم خدا کے ظہیر ہو تو اسے ہم پر لے آؤ، ان کو بحرِ نمال نے پکڑ لیا، اپنے گھر میں اندر سے دروازے سے ادا ہو گئے پھر صانع ان سے (تائید و تکرار) اپنے کو کہہ کر کہ میری قوم انہیں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور تمہاری غیر خواہی کی حکمت (ایسے ہو کہ) غمخواروں کو مدد دیتی نہیں رکھتے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ صوبہ محمد میں فرماتے ہیں:

ترجمہ... اور خود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیج دیا تو انھیں نے کیا کہ ہمیری قوم! خدا تعالیٰ کی عبادت نہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی مسجد نہیں ہے۔ اسی کے نام کو گزرتی ہیں سے چلا گیا، اس میں آؤ کیا؟ تو اس سے حضرت غنیمت خانبخشاں کو روکوا اس کے ساتھ لے کر یہ ایک میرا مرد کا گڑھا کھدائی ہوئی تھی اور وہ

[illegible]

(معارف نے) کہ قوم! بھلا، دیکھو! اگر میں اپنے ہمدرد کو کسی طرف سے غلطی وکیل پر ہوں، اہاں اس نے مجھے اپنے اس سے (جیت کی) نصرت بخشی
 بہتر اگر میں نہ کی ہلانی کر دوں تو اس کے سامنے میری کین مار کر؟ تو تم قوم! (تحریر) (دلوں سے) امیر انسان کرتے ہو اور (یہ بھی کیا کہ) قوم؟
 یہ خدا کی کوئی نصرت ہے، اے ایک مثال ہے (میں) عہد ہے) اس کو چھوڑنا کہ خدا کی زمین میں (جہاں چاہے) ہے اسے اس کو کسی طرح کی تکلیف نہ
 دے اور نہ کہیں جلد غائب کیڑے سے مگر انھوں نے اس کی کوئی نیک نیت (دلوں سے) معاف نہ کیا کہ اسے گھر میں میں تین دن (ہوں) کا نام دے اور لوہے (ایسا)
 دے دے (جو) بھڑکانے ہو گا جب دانا کھم اٹھا تو اس سے معاف کر دو جو لوگ جن کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو اپنی نصرت سے یہ کیا اور اس میں کیا
 رہائی سے (میں) محفوظ رکھا، ایک تھا اور دیکھو، طاقت اور (اور) زیادہ سے ہے اور جو لوگوں سے حکم کی تھا ان کو چھوڑنا (کی صورت میں عذاب) نے
 آچکا تو اس نے گھراس میں اس سے منہ پر سے لے کر گویا کیا اس میں ہے ہی نہ تھے۔ سن کر گھر نشوونما ہے یہ اس کا کہ اسے گھریا اور نہ کہو
 (اور) اس پر چلنا ہے (اور) اللہ تعالیٰ نے سونے تجرت فرمایا:

ترجمہ: (والہی) حجر کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کی جگہ حب کی آغ نے ان کو نشانیں دیں اور ان سے متاثر ہو کر وہ ہمارے
 ۱۱ پہاڑوں کو تلاش کر رہے تھے (کر) امن (و اطمینان) سے وہیں گئے تو پہاڑ سے آتے ہی ان کا چکر بڑھ گیا اور وہ گمراہ ہو کر رہ گئے
 وہاں کے لوگ بھی کام نہ لے۔^(۱۱)

اللہ تعالیٰ کا دوسری بڑا فرمان ہے۔
ترجمہ:۔۔۔ اور ہم نے تمہارا منہ کھلیا ہے۔ لہذا خوف کرو میں کہ مجھے کوئی گولہ لے لے اس کی بجائے اب کی جہنم نے تم کو اور انہی (مسلمان) کی نجات
کی بجائے انہی کو ہی تباہ کرنے کے لیے اس پر غصہ کیا اور ہم جو کائناتیں پیدا کر چکے ہیں (وہ) ڈراتے ہو (ہوتی ہیں)۔ (۳۱)
اور اللہ تعالیٰ کا تیسرا فرمان ہے:

ترجمہ: (اد قوم) خود نے بھی وغیرہں کو بچھڑایا۔ جب ان سے ان کے بھائی صانع نے کہا کہ تم روتے کیوں نہیں؟ میں تو تہہ دار، خندار وغیرہ ہوں تو خضاعے دار اور میرا کہا اور نور میں کام سے بدل لیں، مگر تمرا بدل (خضاعے) اور بال العائن کے دے سے کہ کیا جو جڑیں (میں) یہاں (میں) ہیں ان میں تم بہ خوف چھڑو دینے چاہو گے؟ (میں) اپنا غور مٹے اور کہیں اور کچھ ہی جن کے خوشے خضاعے رتہ تک ہوتے ہیں، دار خلف سے چاندوں میں تراش تراش کر گرہا تے ہو تو خضاعے دار اور میرے کہنے پر چلو اور ارد سے تہہ دار کر کے ہاتھوں کی بات نہ بناو، جو ملک شہ لہذا دے ہے اور اصلاح نکلیں کرتے۔

وہ کہنے لگے کہ تم جلد زود ہو تم ہر کچھ نہیں سہاری ہی طرح کے آہنی ہوا کر چے ہو تو کوئی کھلی جھڑکرا (صالح) نے کہا (کیوں) یہ بھائی
چلا آئیکون ماس کے پانی پیچے کی دہائی چہا آج میں نے تمہارا ہڈی دھس کوئی تکلیف نہ ہو تو کوئی خطابہ لکھو گا لیکن نہیں
نے اس کی اس کو نہیں کہتے اس کے بعد نام ہوئے لیکن کو خطاب نے آ لکھا تو اس میں کھائی ہو جان میں اکثر بھان لانے والے نہیں تھے ہر چہا
ہو گا کہ غالب (اور) صہبان ہے (۱۰)

ایسا کہ تعالیٰ کا قرباں ہے۔

قریباً..... اور جس نے خود کی طرف انسان کے ہمالیہ صانع کو بھیج کر خدا کی عبادت کروادو اور فرمائی ہو کہ تم آئیں میں (ختم) لکھنے لگے۔
 (صانع نے) کہا کہ یہ قوم اقم ہمالی کے پہلے ہمالی کے لئے نہیں جلدی کرتے ہیں اور خدا کی بخشش میں جنمو سکتے؟ اگر تم مجرم کیا جانے وہ
 کبھی لکھے کہ تم وہاں سے رخصتی ہمارے لئے چھوٹن ہیں (صانع نے) کہا کہ تم ہادی رہ گھونٹی خدا کی طرف سے ہے لکھ کر اپنے لوگوں کو، نہ ان کی
 آواز شریکی حالی سے ملار دھر شر (ایسا) کو محض جو کہ جب میں بنا دو پار کئے تھے ہمارا صانع سے کام نہیں بیچتے تھے، کہنے لگے کہ خدا کی حمد اعلیٰ ذکر

فاحلت کی بات کی جگہ تھی۔

پہلے یہ بات گزرتی تھی کہ وہ لوگ غاص عرب تھے، اور یہ تو ہم لوگوں میں ہوا کے بعد آئی لیکن ان کے ہونا تک انہما سے کچھ بھی عبرت نہ پکڑی۔ اسی وجہ سے ان کے نبی نے ان کو کفرانِ اللہ ہی کی عبادت کروا دیں کے ساتھ ساتھ ان کی مسیحا بھیس۔ جس سے یہ وہاں کی طرف سے تیار ہو گئے۔ اور صحیح اہل (عجم) کو دیکھا ہے (وہ عجم) یہ اللہ کی بات تھی ہے، قرآن کو چھوڑ دو (حاکم) اللہ کی زمین میں کھائی پھرے۔ اور اس کو برائی کے ساتھ چھوڑ دینے لگے۔ وہ ایک طلبِ آبِ حیات کے لئے گئے اور یہ کہہ کر (یہ وہ لوگ تھے) تم کو ہمارے بعد عید (یعنی) آئے (اللہ کا) آئے تم کو زمین پر چھوڑ دو۔ تم اس کی نرم (زمین) میں کھاتے تھے اور وہاں چھوڑ دو کر۔ تم نے کفر کرتے ہو۔ (ابن ابی شیبہ) اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں خدا پیچھے نہ لگنا۔

(۸) (عزف: ۴۳، ۴۴)

یعنی تم کو اللہ نے عفو کے بعد بلا کر جو کہ تم ان کے وہ بہشت تک انہما سے غریب محبت حاصل کرو۔ اور ان کے کرتے تو ان کی خلاف نیک عمل کرو اور تمہارے لئے یہ زمین میرا کر دی تم اس سے زمین میں جی کھا کر عاتق ہوا، اور یہاں تو قرآن کی روایات عبادت سے اپنے گمراہی کا پتہ ہو جاتا ہے یعنی ان کی صنعت کار ہو گئے ہیں۔ اور ان کے عقیدہ منسوب عاتق میں تمہارے وہ لوگ ہیں اللہ کی نعمت کا مقابلہ اس کے کفر اور عمل صالح کیا تھا کہ۔ اور اس کی شہادت کرو کہ وہ کفر کی شریک نہیں اور اس کی مخالفت اور ان کے گمراہی میں علی سے حج اور شہاد کا انہما سنا کہ بات ہوگا۔

اسی وجہ سے وہ عجم نے ان کو کوئی نصیحت فرمائی کیا جو عربی (عجم) بیان (عجم) میں ان میں تم سے خوف چھوڑ دینے جاؤ گے؟ وفات اور یہ مشوں میں۔ کھیتوں اور کھجوروں میں، پھلے خوشے لطف لازم ہوتے ہیں (یعنی یہ عربی ہیں) بہت سے والی خوش مقرر ہوئی ہیں؟ کیا یہ سب کھیں بلا متعہ کے دے دیا گیا؟ اور جو کہ اور یہ تو ان کو قرآن کی راہر نشانہ سے کہہ دیتے ہو؟ تو خدا سے ڈرو اور محبت کے یہ چلو اور اللہ سے تبادر کرنا۔ ان کی بات نشانہ جو ملک میں خدا پیچھے ہیں اور اصلاح نکلیں گے۔

(نہج: ۳۶، ۳۷)

اور اس میں ان کو کفر مانا۔ اسے تو اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی دینا ہے۔ اس کے تم کو زمین سے (نہج: ۳۷) اور یہاں: اور تمہیں اس میں آؤ کہ۔ یعنی تم کو یہ افراہ اور زمین سے یہ افراہا: پھر تمہیں کو اس کے لئے آؤ کہ۔ اور وہ زمین میں ہی مال دولت سمیت یعنی تمہیں، پھر وہ افراہ کہ تمہیں عطا فرمائی، لہذا جس نے تم کو یہ سب کچھ عطا فرمایا وہی خالقِ رزاق ہے وہی اکیلے عبادت کا مستحق ہے نہ کہ اس کے ساتھ کوئی نہیں۔

قرآن میں ہے: نہیں اس سے مغرت طلب کرو پھر اس کی طرف توبہ کرو یہ شک میرا اور دگر غریب ہے اور نوحی کرنے والا ہے یعنی جس کوئی نہ ہو مشکل میں تم شک ہو اس سے اپنے درجو کو صرف کرو اور تمہا اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ ہو، وہ تم سے اس کو قبول کرے گا۔ اور تمہاری فطرتوں سے دگر دفر، بے گار، حضرت صالح علیہ السلام نے جب تو تم کو یہ عبادت فرمائی تو تم نے جواب دیا۔

کہتے تھے صالح تو ہم میں سے ہے۔ یہ میرا عید کا کوہ تھا تو کیا تو ہمیں دے گا ہے کہ میں (خون) کی عبادت نہ کریں کئی عبادت ہو دے گا یا بجا کرتے؟ یہ ہیں۔ اور جس کی طرف تو تمہیں داتا ہے تم تو اس میں شک غریب میں ہو۔

تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: تو تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا تمہیں اپنے پروردگار کی طرف سے داتا نہیں ہے؟ اور اس نے تمہیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرمائی ہو تو تمہیں کیا تمہیں کسی کو فرمائی کہ اس تو کن بھٹے (کے غلاب) سے چھانے گا؟ (بر) تم کو دے گا تو تمہارے بھٹے کا بکھیر دینا چھوڑ دینا۔

اور حضرت صالح علیہ السلام کا اپنی قوم سے یہ بہترین نرم لطف اور خطاب تھا۔ اور ان کو آخر کی طرف جانے کا میں داتا دگر دفر۔ یعنی فرمایا: اگر تم اپنی طرح حقیقت جو جس طرح میں تمہیں سکھا رہا ہوں تو پھر تمہارا کیا خیال ہے؟ اور پھر تمہارا اللہ کے ہاں کیا عطا ہوگا جو تمہاری اور اللہ کے عطا ہونے کے لئے تمہیں کچھ چیز عطا کر دے گی، اور تمہارے کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں اس کی اطاعت کی طرف جانے کو چھوڑ دوں، اور یہ وہ داتا کہ تمہیں کہتا ہوں کہ اس کی بات تمہیں ہے کہ تمہیں یہ میرے دے اور تمہارے (یا فریضہ) میں اس داتا کے کام کو چھوڑ دینا اس تو تم میں سے کوئی اور تمہارا ہے، عطا اس کے خصمان سے مجھے یا تمہارا اور اللہ کے عذاب سے تمہارے پیش میری دگر دفر۔ اور تمہا میں یہ مسئلہ تم کو اس اللہ کی

نیک۔ (ایک دن) بڑی پر حاضری۔ (آخر m_2)

یعنی یہ تو ان کے لئے حق ہے کہ کرباب بھی جان لے جائے۔ میں ہاؤسنگ افسر ہوں اس لئے آپ کا فیصلہ غلط نہیں کریں گا تاکہ کرباب کو ہم سے جدا نہ رہے۔

جب یہ حالت خیر طویل ہوگئی تو ان کی رائے اور مطالبہ اس بات پر متفق ہو گیا کہ اس غلطی کو درج کر دینا بہتر ہے (اس سے چار چھوٹے اور) آراہم مکمل واصل ہو سارے اور ان کو اپنی طرف متقدمہ میں طے قریب یطین نے اس طرح کے دو نام میں سے باطل خیالات پیدا کر کے اور وہ یہ علم پر مبنیہ قرآن میں ہے پھر انہوں نے بعضی (کی کو نیچوں) کو نکالتے اور ان کو اپنے پروردگار کے نام سے سرکشی کر دیتے اور کہتے تھے کہ اسے صنایع اور توجہ رسولوں میں سے ہے جو جس (مذہب) سے تو ہم کوڑا مارا ہے وہ (یعنی) (انہوں نے)۔

[illegible]

اور علماء مصر میں سے ایمان پر برہنہ کرنے کے لئے جو وہ دور میں جس ایک کام مہم دہوق بیت الکہان میں زبیر الکلیہ تھا۔ اور یہ اس نے
ظاہر ان کی امداد و مرمت تھی جس میں اس کا شہرہ آفاق ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اس سے ہمارا بھی تعلق تھا۔
خود اس نے اپنے بچاؤ اور بحال مصر میں مصر میں لکھا ہے کہ اگر وہ اس اونٹنی کو فخر کر لے تو میں سمجھے لے ہوں (اور یہ میں
خود صورت تھی)۔

اور دوسری حکومت کا نام صوبہ بہشت خیمہ بنی مخلوق تھا اور کنیت ام محمد تھی۔ اور یہ بھی کاغذ جو صحیفہ تھی اس کے شہر ذوق اب بن مرہ سوار سے اس کے پاس خاص ضرورت لگنے پر اس نے اس کی ایک دوسرے شخص لکھ لکھ کر لایا تھا۔ اور اس کا کدو داؤ لکھ کر اس کے ذوق لکھ لکھ کر اس کو چاہا ہے کے پتہ نہ کرے۔

توپوں، جوں اس کو گول کرنے پر آمادہ کئے ہوئے اور ایسی قوم جس کا عیت و خانیہ کے لئے کوکبش کرنے کے لئے قوم خود دینی سے دوسرے ممالک آدمیوں نے بھی انکا ساتھ دینے کی ضمان لی۔ اور یہ اس طرح خود بخود ہو گئے۔ قرآن میں بھی ان کا ذکر یا شہر مشرقی آدمیوں کی جماعت تھی جو زمین میں خدا کا ہے مگر ہے خدا اور صلہ نہیں کرتے تھے۔ انکو انکو پھر دینی قبیچہ دھولے سے کہے کہ انھوں نے بھی ان کی سرکشی یعنی غفلتی کو گول کرنے کو خوب سراہا اور ان کی بات کو گول کیا اور یہاں سے انکی کہ۔

جواب: انہوں نے کہا کہ انہی کے لئے کلمات کا کرنا کہ میں چاہوں گا کہ جسے انہی کلمات سے پانی پیا کرے گا جس کی آواز آئے (اور ان کے قریب سے گذرے گا) ان کے صرع، ان کے نفس کے تھان میں سے ان کی ہوا انہی پر جو چاہو رہا۔ اور جو چاہو گا ان کی کھینچ لی جائے گی اور انہی میں سے صاع ہو گا۔

بحرِ قیامی کی عرضیں سن کر اُن کو اُن کے ہر فیعلی کو کلامت کے ساتھ براہِ حق کرنے لگیں۔ (کہ جلد ہی اُن کی عمر پانچ چھ برس ہو چکی تھی۔ تو ان سب مردوں میں سے تھوڑے ارشد و سالک آگے بڑھ کر ان کو اس وقت کی بڑی شہرت سے دارِ بادشاہ اور شاہی کی کوٹھیں کاٹ ڈالیں۔ یعنی کھیلے باہوں سے ان کو احاطہ کر کے چاکری باؤنٹی لگا کر ان کو گردن میں پر کر دیا۔ اور ایک بہت بڑا دروازہ کھلی دیا تاکہ اس کا بچہ (جہاں کہیں ہو) پھر وہاں کو کھلے ان کے چنگل سے بھاگ جائے اور کلامِ بوجھانے کے طریقہ پر اُن کے اپنے علم پر کئی کئی کھوکھلے گئے ہوئے کوٹھن کے نیچے سے پھر بڑا دروازہ کھلی دیا۔ ۱۱۱۲ھ۔

آخر ایک بچہ جو اس کا والد نے بچا کر رکھا تھا اسے (اور اسے بھی) اس شخص پر تو ایسا ہی فرماتے ہیں کہ بچے نے یہ کہا تھا اسے یہ دیکھ کر میری زبان کہاں لگی۔ مگر وہ بچہ چنانچہ اس کا والد اس شخص کا عیب ہو گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کا منہ چپا کیا تھا اور اس کو بھی کشتہ لگا تھا۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا: یہ پھر انہوں (مومنین) نے اپنے ساتھی (یعنی نفل کرنے والا) کو بلا یا اور پھر اس نے کوئی کو بیڑا کرنا کی کوئی چیز
نہیں ڈالتی اور اب قتلی نے فرمایا: وہ تمہارا سب سے زیادہ بخت اسٹھ کھڑا ہو اور رات کے رسول نے ان کو کہا (یہ) اللہ کی دہشت ہے اور اس
نے پانی کی ہادی ہے (تو اسے لیا) اس کو جو وہ اس کو تکلیف دینے سے بچائیں (پھر انہوں نے اس (مظہر) کو بیڑا یا پھر اس (دہشت) کو کوئی کشت
لائی۔ پھر ان کے دربار سے ڈھکی گاں کے تھوڑی جگہ پر غلاب (کا کوڑا برہا) اور (پھر ان کو براہ کر دیا اور وہ ان کے انجام سے نہیں
رجوع کیا) اور اللہ میں ہے کہ وہ خدا ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سہری سے کہ رسول اکرم ﷺ نے غلاب یا پھر (صالح علیہ السلام کی) لاش کی کاغذ کو بیڑا
اور جس نے اس کو نفل کیا تھا اس کا ذکر کیا فرمایا جب ان میں سے سب سے زیادہ بخت کھڑا ہوا۔ یعنی لاشی (کا کوڑا کر کے) کے لئے ایک شخص کھڑا ہوا
ہو اور انی قرآن مجید میں آتا ہے اور وہ درود اور فاتحہ پڑھا اور دعا پڑھائی تو میں (۳۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہوئے: کیا میں حقے لوگوں میں سب
سے بہتر ہوں؟ اور اس نے عرض کیا: ہاں میں نہیں کہ میں فرمایا: تمہیں ہیں۔ ایک قوم کو دیکھ کر غرت و کثرت والا جس نے لاشی کی کوئی کشت ڈالتی تھیں۔ اور دوسرا وہ
شخص جس نے حقے پڑھا (تو وہ) اس کے (یعنی سر پر) لاشی کہہ چکا ہو جائے گا۔ اس نے اہل حاتم سے اس کو روایت کیا ہے۔

اور اب قتلی کا فرمایا ہے: پھر انہوں نے لاشی کی کوئی کشت ڈالتی اور اپنے چہرہ و گار کے خم سے سر نکلی کر لی۔ اور کہا: اے صالح جس سے تو
میں ڈرتا ہے۔ اگر تو رسول میں سے ہے تو اس کو لے کر اس کے سر نکشوں گے یہ حکم کہ لاشی کی کشتوں کی حدوں کو لگی اختیار سے چھوڑا۔

اسی دن جس سے اللہ نے ان کو لاشی کوڑا کر کے ساتھ چھوئے سے منع فرمایا تھا۔ اور وہ لاشی ان کو اپنی طرف سے بطور لاشی کے مٹا کر لائی تھی۔
لیکن انہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہوئے لاشی پر حکم کیا اور اس کو مار ڈالا۔

اور اس پر یہ اضافہ فرمایا کہ خود ہی جلدی اور غرور غلاب کو مٹائے گئے۔

تو وہ وہ خوب سے غلاب کے سختی ہو گئے ایک تو یہ کہ اللہ نے ان کو فرمایا تھا کہ اس کو برائی کے ساتھ نہ چھوڑو تمہیں قرعہ غلاب پکڑنے
کا ایک پتھر دیا گیا تھا۔ اب پکڑنے کا اور ایک پتھر فرمایا۔ اب غلاب پکڑ لے گا۔ اور تمام صورتیں راجح ہو کر رہیں۔

اور دوسری وجہ یہ کہ پھر خود ہی غلاب اپنی کو بیڑا اور درود اذیت دینے لگے۔

اور یہ سب سے بڑی بات تھی کہ رسول علیہ السلام نے جب اپنی نبوت و وحی پر یقینی دلیل اور معجزہ پیش بھی کیا یا اس کے باوجود بھی انہوں نے
رسول کی مخالفت کی اس کو بیڑا یا۔ اور ان کے دل میں علم یقین بھی پیدا ہو چکا تھا کہ یہ چار رسول ہیں لیکن کفر و خلافت اور جادو سرکشی نے ان کو کفر
پر آکھایا اور حق کو اور اپنے پر غلاب کے راجح ہونے کو یقینی خیال نہ کرنے دیا۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا: پھر انہوں نے لاشی کی کوئی کشت ڈالتی تو حضرت صالح نے ان کو فرمایا: اپنے گھر والوں میں تمہارے بیٹے اٹھو یہ یہاں ہے
جو جہنم میں ہو سکا۔ مذکور ہے کہ جب انہوں نے لاشی کو نفل کیا تو سب سے پہلے طعن قدس بن مالک سے اس کی کوئی کشتیں کا میں تھیں پھر دوسرے میں ہر
بڑی تو تمام لوگ اپنی حکمرانی کے اس ظلم کا خود پرہیز نہ تھے۔ پھر جب لاشی کے بیٹے نے یہ شعر دیکھا تو وہ بھی ان خاندانوں سے خوفزدہ ہو کر بھاگا
اور کہا کہ اچھے بھائی کی جگہ یہ چڑھ گیا اور میں مرتد و رافضی بن گیا۔

تو اس وقت کہ بیٹے نے میں مرتد بن گئی ماری میں جس حضرت صالح نے بھی اپنی ہمارا ان قوم کو غلاب سے تمہارے دن کی مہلت دینی یعنی لاشی پر علم
جاسکے ان کے سوا میں دن اپنی زندگی میں سے لے لیا تھا۔ اور بس۔ لیکن لا کفر وہ جو چڑھ کر ہوئے اور ان کا گھر والوں نے اس وعدے کی بھی تعدد بنی۔
کی بلکہ میں بھی تو اپنے کفر پر مزید اضافہ کرتے ہوئے حضرت صالح علیہ السلام کے لکھنے کی تمنا لی۔ کہ اس کو بھی لاشی کے ساتھ مار دیا۔ یہ قرآن
میں ہے: کہ لکھنے کی آہ میں نہیں اٹھتے ہوئے کہ ہم ضرورت کو اس کو اور اس کے گھر والوں کو جانیں گے۔ یعنی رات کو اس کے گھر میں نہیں

سواروں پر سوار چھوڑ دلت کا آخری پہر تھا اور آپ نے کوئی کام نہ کیا تھا بلکہ کوئی کچھ وقت آپ ان جتنوں سے مخاطب ہوئے۔

اے کوہِ دلا: (جو تمہیں کہتا کر کے کوہِ شمشیر کہتا دیا گیا تھا) کیا ختم ہے جو ہے پروردگار نے (سرنگی کی سمورت میں خطاب کیا) جو
 وید فرما لیا اس ختم ہے حق و حجت، پلوی، ہمیں سنا ہے تو اپنے پروردگار کہہ کر حق (حق) لایا۔

اس امر پر آپ ﷺ نے اپنے خطاب میں اس اقتداء کو یہ بھی فرمایا تھا۔

براقی کا نہ تھا۔ (یعنی) تم اپنے ہی کے لئے تم نے مجھے جلا یا تو گول نے میری قہقہہ کی کہ تم نے مجھے اپنے دیکھ سے نکالا اور تو میرا
نے مجھے نکالا، پھر نے مجھ سے کس کو اپنے ہی کی اور لوگوں نے میری دیکھ کی کہ کس کی کا نہ تھا۔ (یعنی) تم اپنے ہی کے لئے (جیسے تھے)

فوضرت مرشدی اندھونے آپ سے پوچھا اوس اٹاپا کی تو تم سے خطاب کرے جس جہل ملک ہو چکا ہے؟ فرمایا جس ملک کہ اب اس وہ
 قہر ان سے زیادہ سخت ہے کہ اس میں جہنم کے جہاب نہیں رہ سکتے

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام واساتہ الاکثر اللہ کے فرم میں آمادہ ہو گئے تھے۔ پھر وہ چنانچہ امت پرورد ہے یہاں تک کہ اللہ کا ارادہ ہو۔

۱) انھوں نے ان کو اس طرحی اذیت دے کر مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ کے وقت ادوی مسلمان سے گزرتے تو آپ نے ہاتھ اٹھ کر فرمایا ہے جو تکبر یا فخر کی ادوی ہے، مگر کیا ادوی مسلمان فرما کر اس سے بڑھ کر جرات منہ نہیں اٹھاتا؟ (دوسرا) انھیں ملے ہوئے تھے کہ وہ اپنی جرات سے کئی حد تک بڑھ کر اپنی جیسا مسلمان کے جسم پر حملے کرنا چاہتے تھے اور یہاں تک کہ انھیں تلبیہ (اللھم لیکن السخیر) پڑھتے تھے کہ وہ ہم کو گھر (دیتا) (اللھ) کا کچھ کرنے کے لئے جرات ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور خبر کی روایت سے حضرت نوح علیہ السلام کے قبضے میں مذکور ہو چکا ہے اور اس میں نوح اور ہود کا راز الہم علیہ السلام کا ذکر ہے۔

تجوک کے مہل ارض شمود کی دواوی حجر سے نبی انرم ﷺ کا مقرر

۱۱۔ ائمہ سنی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ انھوں نے سنا تو حاکم میں اتارے تو خود نمودار ہوئے کہ ہر دس کے یک مقام پر ہر مین اتارے تو جنی کہوں گے تو خود اپنی بھرنی تھی۔ آپ ﷺ کا صحابہ نے بھی وہاں سے اپنی بھرا اس پانی سے آنا کہ وہ ہر سال وہاں سے پانی۔ عذکیاں چھانکے۔ لیکن بجز حضور اکرم ﷺ نے ان کو کھڑکرایا تو صحابہ نے نہ کیجیاں اللہ ہی ہمارا اس پانی۔ جو کہ ہر حال ہمارا خداوندی کو ذال دین۔ بجز حضور اکرم ﷺ سے سوا کہ اس رضوان ہائے عظیم کو نے کہے کہ کج غرض پانی کی اس کو نہیں کے کہ بچہ چاؤ ذال دیا میں کہیں سے جتے ہوئے (اللہ) کی راستی کا پانی پنی میں۔

لادینہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو فتح فراخ کو رقم کھودو جو مذہب سے ہلک ہونے ان کے گمراہی میں نہ جائے اور یہ فرمایا تم میرا خوف کرنا میں تم کو کبھی نہ ہتی (مذہب) پہنچانے جو ان کو پہنچا تمہارا اللہ کے پاس جاؤ۔

۱۴۸۰ء میں دوسرا ایک دوسرے طرف سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ حضرت اکرم کرام اللہ علیہما سلام فرماتے تھے کہ آپ نے یہ فرمایا: ان مذاہب یا فرقوں کے پاس نہ جاؤ اور اس طرح (کے ساتھ) نہ ہو کہ جو کہہ دے ہو کہ جاؤ کہہ دے (اسی کے منظر) لسان کے پاس نہ جاؤ (اسی خوف سے کہ کہیں) تو کوئی دوسرا (مذہب) پہنچے کہ جو اس کو پہنچا دے۔

١. بلال بن رباح رضي الله عنه: قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «من أحب الله ورسوله أحب ما أحب».

۳۱ | لیل الاحد اجید ، جنت عبد القدوس ، سولنا حسن بن حوزہ - ضیاء الداعی - من ابن قسطنطین .

١٣. اذ قال ابن جرير: حدثنا... حدثنا عبد الله بن زياد، عن عبد الله بن عمر بن

”میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے کئی دن سے غریقِ فرما رہا ہوں۔“

اور بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ جب قوم ثمود کے گھروں کے پاس سے گزروے تو اچھڑ کر کوا حنا جب کوا اور سواری اٹھائی تھیں
فریادیں۔ اور قوم دھان کے گھروں میں داخل کرنے سے منع فرمایا۔ اس کے بعد روئے کی صورت میں ہندو اور دیگر مذہبوں کے عقائد میں داخل نہ ہو
تھیں۔ تو کبھی دھن اور کوا جب اٹھنے لگے تو ان کے جانے سے ہواں کوہلا۔

اس کا بھی بخاری جو مسلم نے کئی مرتب سے طبع فرمایا ہے۔

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

انہم روزے سے کٹوڑے کی بہت جالوں میں خوف سے کہ نہیں تم پر بھی وہی طاب پڑتی جائے جو میرے اہل بیت پر آتی۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ

۱۱۔ منہ احم میں غرور بن۔ یہ باخام بن سہ سے مراد ہے کہ جب غرور ہو تو کس کو اس میں غش آئے تو لوگ اہل جبر کے دشمنی طرف تیزی سے بہا رہے تھے۔ بات رسول اکرم ﷺ تو لوگوں میں حادوی کرانی الصلوٰۃ جملہ یعنی جمع کرنے کے لئے نماز (اور یہ اعلان شب کروایا جاتا تھا) جب لوگوں کو اکٹھا کرنا مقصود ہو جاتا تھا۔

7۔ اہل کی کہتے ہیں کہ میں نے اس مہم کے لئے جان لیا آپ اپنے اہل کو ان کے گھر سے تھے اور فرما رہے تھے تمہیں کیا ہے کہ تم اہل کی قوم پر
 داخل ہو رہے ہو۔ جس پر ان کا غضب اور تہمت یہ تھی کہ تم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس سے کج (اور عبرت) چاہتے ہیں حضور
 ﷺ نے فرمایا تو کیا میں اس سے زیادہ کج (اور کج شخص) نہ ہوں؟ اور یہ کہ ہم میں سے ہے اور اس سے پہلے کی خبریں یہاں سے اور
 بعد کی خبریں یہاں سے (یعنی خود آپ کی اہل سے ہمارے) ایسی مستقیم رہا اور سیدھے رہے۔ اس لئے کہ انہیں (یعنی) خطاب دینے میں کوئی پروا
 نہ رہا۔ ان کے اور غضب یہ اہل کی قوم نے ان کے جوار سے ان کے گھر کا کچھ بھی (خطاب اہل کی) سے دفاع نہ کر کے گی۔ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے لیکن اس کو
 راہنہ کے قریب نہیں لے سکتے۔

خدا ہے کہ تمام ممالک کی عمریں طویل تر رہیں جو ان کی جھیلوں سے پہلے بہا رہے تھے۔ ان کے لئے گھر بنائے گئے تھے اور ایک انٹرنیٹ کی سہولت تک یہی وہاں پہنچا۔

مفسرین نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ مشہور نے جب حضرت صالح علیہ السلام سے فتنی بھڑکائی طلب کی کہ وہ ان کو موطا پر ہادی تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو رحم فرمایا کہ اسکا اور جوچہ (انجی) سے اس کے پیٹ میں ہے وہ فتنوں کا خیال رکھنا چاہئے اور اگر کسی کو یہ فتنی سے چھوٹے تو اسکا طاعت ان کو بھی ملے گا۔

[illegible]

پھر کسی ایک شے نے، جس نے دوسرے کی جگہ کو بخام افلاک و بالا بردہ ماضی ہو گیا تو دونوں کے درمیان شادی ہو گئی پھر ان کے ہاں اونٹنی کا قاتل پیدا ہوا جو قاتل اسی سالف تھا لکھی اس کے ہاں باپ، جس کے مرد اور خاتون سچے دوست تھے وہ انہاں اس کے قتل کے پرکار نہ ہو سکیں تو وہ ظالم بڑی سرعت سے دوڑنا مانتا تھا مگر کہ ایک بھڑے میں اتنی دوڑ نہ سکتا تھا کہ وہ اپنی دوسری ایک مینے میں جا بیٹھا۔

میں اس کے لیے بہت جلد قوم میں دیکھیں دھرم دار رہیں گے اور ان کے دل میں ان کی تعلیم کے عمل کا خیال خاصہ پیدا ہوا اور دوسرے آٹھ آج میں نے

علیہ السلام کے قتل کا بھی بار ادا کیا تھا۔

پھر جب اذان کے قتل کا سنا تو پیش آنکا تو یہ بات حضرت صالح علیہ السلام کو پہنچی تو حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی کے گم میں روئے ہوئے ہوں گے پاس آئے تو یہ سرکش لوگ آپ سے جوئے لہاتے ہو حضرت کرنے لگے کہ یہ اونٹنی بزمِ امت کی طرف سے نہیں ہوا یہ یہ ہم میں سے چند لوگوں نے کیا ہے۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے (درد گردہ کرتے ہوئے) فرمایا کہ اس کے بچے کو لے دو اور اس کے ساتھ اہم اسٹاک کر دیا کہ مکہ بند ہو جائے۔ تو لوگ اس بچے کے پیچھے گئے تو وہ اصرار جو ایک پہاڑ پر چڑھ گیا پھر جب لوگ اس کے پیچھے چڑھنے لگے تو وہاں پر پاندی کی طرف چڑھا اور خیمہ چلی پر پہنچ گیا اور پندہ اس کو بھونے لگے۔ تو پچھلے چاند وہ پراگندہ اس کے آنسوئپ تپ کرنے لگے پھر حضرت صالح علیہ السلام کی طرف رخ کر کے غم میں تپتے ہوئے لڑی۔ تو اس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا (قرآن میں ہے) اپنی زندہ گیوں سے اب صرف (نیکان دان) نیک اپنے گھروں میں صلح اٹھا لیا یہ حد بھوتا نہیں ہے۔ (حد: ۱۰)

اور حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو ترغیب دی کہ وہ تم کو صبح و روز چھوڑے لئے، انھیں گے پھر اور۔۔۔ بدین سرخ چور۔۔۔ بدادہ قیسر۔۔۔ دلی سیلا چور۔۔۔ لئے انھیں گے پھر جب چاقو ان آئے گا تو ان کے پاس ایک دروازہ چنگھڑا ہے گی جس میں بر (طرح کی) کھلی کی کڑک دار آواز ہو گی جہاں نوچرے کی بھریا ہے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے ملیں گے۔

لیکن اس نذرانے کے جنس حصول میں شبہ کا مکان ہے اور قرآن کے ظاہر کی مخالفت ہے جیسے کہ ہم بیان کر چکے و اللہ اعلم بالصواب۔

سے ملیں گے، نہ قزو کا چڑھ کر وہاں رہ گئیں گی، نہ تاجور کا۔ تو ابھی علیہ السلام نے آپ کو نہ کہا تھا کہ میری باغرفانی نہ کریں؟ تاجور بچے کو کہیں گے تاج میں کس کی باغرفانی نہ کریں گا؟ تو ابھی علیہ السلام نے (بارگاہِ رب العزت میں) عرض کر لی کہ اے میرے دو گارباب نے مجھ سے وہ فرمایا تھا کہ جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے، ہاں، ان آپ مجھے سوا فرمائیں گے۔ تو میرے والد کی بددعا کے بعد میرے لئے کن کن کی بڑی، حوالی ہوئی؟ تو اٹھ، مل شان فرمائیں گے۔ آپ گفتہ میں نے کافر کو جنت کو حرام کر دیا ہے۔ مگر کہ جائے گا۔ اے اماں! میرا بچہ نہ موصی گئے دیکھ کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے کہ ایک مرد عورت میں شہر بڑا ہے۔ میں مگر اس کو بھی اس سے بڑے کریم میں پیچک بچا جائے گا۔

اور اعتراض کی کارفرما نہ ہے۔ اور جب ایسا قیام نہ آئے تو یہ لہجہ ڈر کر نکلا۔ کیا آپ جنہوں کو ہم دعوے کرتے ہیں؟ یہ بے نسب میں تو آپ کو روٹا پ کی قوم کو کھلی گمراہی میں لے کر نکالیں۔ (۱۷:۴۰)

قاسمؒ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن ابی عمیر علیہ السلام کے والد کا نام آدو تھا جبکہ نسب جان کرنے والوں میں سے منہر حضرت جن میں لیکن مہاس و شوا اللہ عزوجل ہیں۔ اوداسی بات پر مشتمل ہیں کہ حضرت ابن ابی عمیر علیہ السلام کے والد کا نام متادو تھا۔ اوداوسا کتاب کے نزدیک بھی صحیح تھا تو پھر اور کیا ہے؟ تو انہی کی قول یہ ہے کہ اودان کے بت کا نام تھا جبکہ اوداوسا مہارت کیا کرتے تھے۔ اوداسی جیسے یہ ان کا لقب پر مذکور۔ اوداوسا لیکن جو یہ وقت مغلطہ بن فرماتے ہیں اور اودا کا نام تھا۔ اوداوسا یہ ان کے والد نام تھے۔ پھر ان کا لقب تھا۔ اوداوسا مہارت پر مذکور۔ اوداوسا مہارت پر مذکور۔ اوداوسا مہارت پر مذکور۔

اور نہایت جبر کا قول بھی احوال سکھایا ہے۔

[illegible]

پھر جب سورج کو اُڑنے دیکھا تو کہنے لگے میرا پروردگار ہے۔ (تاکہ) ہر سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے کو کو
 جن چیزیں کو تو (خدا کا) شریک ہے تو، میں تو اس سے بڑا ہوں۔ مگر نے تو سب سے بڑے ہو کر اپنی زلفت کو اس کی طرف متوجہ کر لیا، جس نے
 آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور اسی شکر گزار میں سے نہیں ہوں۔

اور ان کی قوم میں سے بھڑکنے والے بھی تو انہوں نے کہا، کیا تم مجھے بھڑکانے جا رہے ہو؟ بھڑکنے والے اور انہوں نے مجھے سیدھا مات کھلایا۔ ان میں چرواہوں کو ان کا شریک بنانے کو کہا ان سے کہ جس وقت اساتے اس کے جوہر اس بات پر ہے کہ جوہر اور کار پر علم کے ساتھ ہر چیز پر معاملہ کیے ہوئے ہے۔ تو کیا تم بصیحت حاصل نہیں کرتے۔ بھلا میں چرواہوں سے جن کو تم (خدا کا) شریک بنانے کو کہیں رہا ہوں؟ جبکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم خدا کے ساتھ شریک بنائے ہو جس کی ضد سے کوئی ایک جہل نہیں کی۔ اب دیکھو یہ تو انہوں میں سے کتنا فریق اس کا استحقاق ہے اگر علم رکھتے ہو؟ (تفسیر)۔ جو لوگ یہ نہ ماننے والے ہیں ان کو (شرک کے) اعظم سے مشفق نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے لئے ایک عذاب ہی عذاب ثابت فرمایا گیا ہے۔

۱۷۔ اڑی اڑیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔ جس کے چاہے ہیں، ہم راجت جگہ کرتے ہیں، بے شک تیرا پروردگار حکمت (اور) علم والا ہے۔ (الہم: ۸۶)

اور یہ گناہ خاصاً اہل قوم سے ظہور کا غرور کے تھا۔ اور ان کو کچھ نا مقصود تھی کہ یہ چنگیز اور سترہ سیادے وغیرہ مسیوہ بننے کی علامت ہیں۔ ماسعود اور نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی انہ کو کثیر تیکہ بننے کی علامت و استعارہ رکھتے۔ ماسئلے کو کہ وہ خود بخود ان کے گئے ہیں اور دوسرے جیسے جیسے یہ ان کو کچھ ہے۔ اور یہ معصومات میں سے ہیں۔ جو ان کی تدبیر کے ساتھ انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان میں غلوں اور تے ہیں۔ کبھی غائب ہوئے ہیں۔ اور اس عالم سے غائب ہو جاتے ہیں۔ جبکہ ہمارا دور قتل سے کوئی چیز غائب نہیں ہوئی اور نہ کوئی پیشہ جو اس سے کبھی رشتہ رکھتا تھا۔ اب بی بی املاؤں ہے۔ ان کے سوا کوئی میوہ نہیں۔ اور نہ ہی ان کے سوا کوئی تھیں گناہ لگتا ہے۔

نے اپنے آپ میں سوچا: باری تو (اپنے ہی کو) کہنے لگے تم ہی ظالم لوگ ہو۔ پھر ان کے سر پہنے ہو گئے۔ (اور کہا) اے ابن کثیر علیہ السلام! تم جانتے ہو یہ؟ لئے نہیں ہیں۔ کہا: تم خود انکو پھونک کر کیوں نہ کیوں پتوں کو پتے ہو جوتے کیوں نہیں لاندہ سے نکلتے۔ اور یہ نقصان پہنچا نہیں؟ تم پر اور خدا کے سوا حاکم کی قسم سترہ گز ہوتا ہے۔ کیا تم سترہ نکلتے رہتے۔ (تو وہ آپس میں) کہنے لگے اگر تمہیں ملے کہتے ہے تو اس کو جلا اور اور (اس طرح) اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ جس نے خود پالے اس کے برابر ابن کثیر علیہ السلام پر غصہ کی اور سفاکی والی ہو جو۔ ان لوگوں نے اور انہی کے ساتھ برا چاہا تھا (مگر) ہم نے ان کو ہی خسار سے نکال دیا۔^(۱)

اور دوسری جگہ قرآن مقدس میں فرمایا گیا: اور ان کو اور انہی کا حال پڑھ کر کہو۔ جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کو پوجتے ہو؟ کہنے لگے ہم اتوں کو پوجتے ہیں اور اسی پر قائم ہیں۔ تو کہا کیا جب تم ان کو پکارتے ہو تو وہ تمہاری (پکار) سنتے ہیں؟ یا نہیں؟ کچھ لاندہ والے نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ کہا کیا تم نے دیکھا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو (اور) تم اور تمہارے ساتھ اپنے باپ دادا وہ سب میرے دشمن ہیں مگر خدا نے رب العالمین (وہ میرا دوست ہے) جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور اسی مجھے دے رکھا ہے۔ وہی مجھے کھانا اور پاتا ہے اور جب میں مریں ہوتا ہوں تو مجھے کھانا ملے گا (جی کہتا ہے اور وہی مجھے موت دے گا مگر مجھے زندہ کرے گا۔ اور اسی ذات سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ روزِ قیامت کبیرے کو نہ بخشے گا۔
(اشعرا: ۱۹۱-۱۹۲)

اور سورہ الصافات میں فرمایا اور انہی کے کہو میں سے اور انہی علیہ السلام تھے۔ جب وہ اپنے پروردگار کے پاس تسلیم (الطبی) دل بکھرائے۔ جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کو پوجتے ہو؟ کیوں عبادت (کھڑکڑ) اللہ کے سوا (اور دوسرے معبودوں کی عبادت) کا ارادہ کرتے ہو؟ انہیں رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟ (کیا وہ نہیں) شرک پر صاف کرتے؟^(۲)

پھر (اور ابن کثیر علیہ السلام نے) انہوں کی طرف ایک نظر کیا اور کہا میں تو جہوں۔ پھر (کاہن لوگ) ان سے چند پیچہ کر لوت گئے اور ابن کثیر علیہ السلام ان کے خداؤں کی طرف حضور ہوئے اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ پھیں کیا ہو کیا ہے؟ تم بولنے کیوں نہیں؟ پھر ان کو اپنے ہاتھ سے دانا (اور) توڑنے شروع کر دیا تو وہ دانا ان کے پاس آئے تو (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کیا تم کسی چیز کو پوجتے ہو؟ انکو خود ہی تراشتے ہو؟ صاف کہہ۔ انہی نے تم کو اور جن کو تمہارا ہے جو پیچہ افرمایا ہے۔

تو وہ (آپس میں) کہنے لگے اس کے لئے ایک عبادت گاہ (اور اس میں آگ بھڑکا کر) پھر اس کو آگ میں ڈال دو۔ قرآن انہوں نے اس (ابراہیم) کے ساتھ ایک چال چلتا چلی (مگر) ہم نے ان کو بڑھ کر دیا۔
(الصافات: ۹۳-۹۴)

انذروہ! جل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خبر دے ہے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو جن کی عبادت سے منع فرمایا اور ان کی ذلالت و عجز کو بیان فرمایا اور ان کو فرمایا کیا تم نہیں جانتے؟ جن کو (تم پوجتے ہو) قائم ہو؟

یعنی یہ لوگ ان پر جتنے پڑے وہ ان کے سامنے اہل انفرادیت کی ہوئی ہے؟ تو انہوں نے پھر جواب دیا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے تو ان کی یہ کھانسی کیل صرف ہے؟ یا وہاں نہ کرتے تھے اس کے علاوہ ان جن کی پرستش کی کوئی دلیل و حجت ان کے پاس نہیں تھی۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: بلکہ تم اور تمہارے آباؤ اجداد کی گمراہی میں تھے۔^(۳) اس طرح دوسری جگہ آیا جب (ابراہیم علیہ السلام نے) اپنے والد اور اپنی قوم کو کہا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ کیا عبادت (کھڑکڑ) اللہ کے اور معبودوں کی پرستش کرتے ہو؟ تو تمہارا رب العالمین کے حلقے کی بنیاد ہے۔^(۴)

حضرت قادہ فرماتے ہیں اس سے مراد ہے کہ تم نے غیر اللہ کی پرستش کی ہے تو جب اللہ سے ملاقات کرو گے تو تمہیں پتہ ہے کہ وہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا؟

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: کیا کیا جب تم (ان معبودوں کو) پکارتے ہو تو وہ تمہاری (پکار) سنتے ہیں؟ یا نہیں؟ کچھ لاندہ والے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا بلکہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح کرتے پایا ہے۔^(۵)

تو اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ وہ کسی پکڑے نہ اے۔ اسی کی وجہ سے جیسے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا عقیدہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اسی طرح ان کی عبادت پر ان کے لئے اور بھی بڑے دلائل تھے۔ صرف یہ تھا، اچھا وہ کسی کی عبادت کرتے تھے۔

اور بحران کے آداب اچھا وہ بھی زیادہ کوئی گمراہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو بھی فرمایا: کہا کیا تم نے دیکھا کہ جن کی تم پر مشق کرتے تھے، وہ تم اور تمہارے چیلنے والے بھی دوسرے جن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم (میرا دوست ہے)۔^(۱) قوم جن کی تورات کی پرستش کرتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ان کے لئے باطل و فاسد سن ہے۔ اسی لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے دعوت ظاہری کی، اور ان کے محبوب و مخلص بن گئے۔ لہذا اگر وہ کہہ سکتے تھے، تو ان کی اولیت رکھتے تو حضرت ابراہیم کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اسی طرح ان کی گمراہی کا اعجاز ہو سکتے تو ان کو گمراہ کر دیتے (لیکن سب سے بڑا)

تو جواب میں قوم نے یہ کہا: کہہ گئے یہ بات تو وہ ہے، پس حق نے کہا یہ ہے، تو ہمیں تکمیل کرنے والوں میں سے ہے۔^(۲) یعنی یہ جو تمہارے آپ اللہ سے خداؤں کے بارے میں کہہ رہے ہیں، ان کی زبان انہی میں سے ہے، جس سے اللہ انہی کو اس وجہ سے بھرا ہوا ہے، آداب اچھا وہ اس میں کر رہے ہیں، تو کیا یہ سب کچھ سچ ہے یا آپ ہمیں مبالغہ کر رہے ہیں؟

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: کہا: بلکہ تمہارا یہ وہ گمراہانوں، ان میں سے گمراہ و بد مذہب ہے جس نے ان (قحط) کو پیدا فرمایا۔ اور تمہاری یہ گمراہیوں میں سے ہے۔^(۳)

یعنی میں جن کو چاہتا تھا، وہاں۔ یہی حق ہے۔ جسے تمہارا یہ حق وہاں ہے جسے سوا کوئی نہیں دیکھتا۔ اور تمہارا یہی پریشانی فرماتے ہیں: اور ہر چیز کا پرورش فرماتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی پہلے کرنے کے پیدا کرنے والے ہے۔ جس کی وہی الٰہی عبادت کا سہی ہے، اس کا کوئی شرک نہیں۔ اور میں ابہر گاہوں۔

اور ایک جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو بتوں پر دھمکی بھی دی فرمایا: اور اللہ کی قسم میں تمہارے منہ بھر جانے کے بعد تمہارے جوتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا۔^(۴) یعنی سب تمہارے تھے، تمہارا عہد کے موقع پر سب چلے جاؤ گے تو ضرور تمہارے جوتوں کو تمہارا گاہ جن کی تم عبادت کرتے ہو؟

ایک قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات: اپنے آپ میں کہی تھی اور ان کو نہ سنی تھی، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ان کے بعض لوگوں نے سن لی تھی۔

اور ان کی آیت مہدی کا بھی اور دیا جائے، تمہارے کوئی ہر سال وہاں جاتے تھے اور وہاں بھی شریعہ ابہر خوب اور ان کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ نے ان کو کہا کہ چلو، گاؤں میں تو انہوں نے یہاں کیا کہ تمہارے چاہوں۔ جیسے اللہ نے فرمایا۔ پھر انہوں نے انہوں کی طرف ایک نظر کیا اور کہا تمہارے چاہوں۔^(۵)

تو اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان بات کے ان کو کال دیا کہ چلیے، میں ان کے خداؤں کو تمہاری عبادت میں دلاؤں گی۔ اور اللہ کے دین میں کی دے اور میں کوئی بات نہ کرے، جو امی میں اور ان کو تو جن دولت کا حصول ان میں۔

لہذا جب لوگ عہد کے دین میں اللہ کی طرف سے اللہ کو جان کے شریعت میں لے فرمایا۔ پھر وہ ان کے خداؤں کی طرف متوجہ ہو گئے۔^(۶) یعنی ظہیر پر غریب سے جن کے پاس گئے۔ دیکھا کہ وہی عظیم شان و شوکت میں ہیں، اس لئے کہ جب جب مجبور ہو، اللہ کے کمال پر خداؤں نے ان کے لئے یہی ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لطف لیتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیا کہ ان میں سے: کیا ان میں کمال ہے؟ انہیں کیا عبادت نہیں کرتے؟ پھر ان کی طرف اپنے ہاتھ کے ساتھ مارنے (اور انہوں نے) میں مشغول ہو گئے۔^(۷)

(۱) مشرق، ص ۷۷ (۲) انبیاء، ص ۵۵ (۳) انبیاء، ص ۵۵ (۴) انبیاء، ص ۵۵

(۵) انبیاء، ص ۵۵ (۶) انبیاء، ص ۵۵ (۷) انبیاء، ص ۵۵

کیونکہ یہ نہ تو کسی اور شخص کا بیعت کا ذکر ہے نہ کسی اپنے خود میں جو حضور اقدس سے خوب ان کے خداؤں کی خدمت کی طرف سے فرمایا۔ (اور ایم علیہ السلام نے) ان کو جو جو بدکردار تھے۔ (۱) یعنی یہی طریقہ ہے کہ جو بھڑکے ہوئے انسان کے پاس سے (بت) کے انکسار کی طرف (جو کچھ میں) مارجع کر گیا۔

ایک قول ہے کہ حضرت امیر ایم علیہ السلام نے حضور اس باقی خدا سے بعد کے کچھ میں رکھ دیا تو یہی ان کا خدا بنا ہے۔ بعد کو اس بات سے کہ حضرت آئی کہاں کی موجودگی میں چوٹے تھوڑے توں کی کیا پرستی کی جانتے۔

پھر وہ (سوک) کسی نے کیا ہے؟ یہ ملک اور ظالموں میں سے ہے (۲) تو اس موقع پر اگر ان کو کچھ بھی عقل دیکھ ہو تو ان کے لئے بدی و اہمیت کی بجائے (سوک) کسی نے کیا ہے؟ یہ جتنا بڑے بڑے ہیں ان پر تو خدا بے ذل و چکا ہے اگر وہ جتنی خدا سے تو کم نہ کم اس پر خدا سے تو اپنا بھروسہ کرتے۔ مگر یہ سنی بھی ہے اور اورانی جانتے اور کسی کی بنا پر کہتے تھے ہمارے خداؤں کے ساتھ میں نے کیا ہے؟ ہمارے کوئی بونا خدا ہے۔ ہمارے ایک نے کیا ہم نے ایک جہاں کو (کافران کے ساتھ) ذکر کرتے تھے انا خدا اس و امیر ایم علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ (۳) یعنی وہاں کی محال اور خوب جان کر ہے کہ یہ خدا ہی ان کو توڑنے کو خدا پر کر لے والا ہو سکتا ہے۔

اور حضرت امین مسعود علیہ السلام نے ان کے انہوں نے حضرت امیر ایم علیہ السلام کو یہ کہتے تھے انا خدا کی قسم میں تمہارے بیٹے کا بھروسہ کرنا ہے کہ جو خدا سے ان کے ساتھ ایک چال چوں گا۔ (۴)

تو ان کو نے کہا۔ پھر تو اس کو ان کے سامنے ہمارا ذکر کر لو کہ میری گئی اسے نکس۔ (۵)

یعنی ایک سے اس جہاں میں ان کوں کے سامنے دیا جائے تاکہ لوگ اس کی پہلی باتوں پر کوئی دیا، اور اس کی بات کو نکس، پھر اپنے خداؤں پر ذل شدہ خدا کا بدلہ کر ان کی یاد کریں۔

اور انکی حضرت امیر ایم علیہ السلام کی بڑی خواہش اور عظیم مقصد تھا کہ تمام لوگوں کا ایمان اور ان کی طرف توجہ ہو اور پھر یہ تمام باتوں کے پھار ہمارے سامنے ان کے تھوڑے کی بنا پر خدا سے تفریق کیا گیا کہ ان کی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے خداؤں کے لئے کائنات اور صاف سے دیکھا ہے کہ ان پر خدا فرمایا تھا کہ ان میں سے ہے تمہارے خدا سے کسی جگہ سے کون ہے اور یہ کہ لوگ ان کے لئے حق ہو جائیں۔ (۶)

تو جب حضرت امیر ایم علیہ السلام کی تو جمع ہو گئی اور حضرت امیر ایم علیہ السلام کو بھی لے آیا تو انہوں نے کہا کہتے تھے اے امیر ایم علیہ السلام کہ یہ (سوک) اور خداؤں کے ساتھ آپ نے کیا کیا ہے؟ تو (حضرت امیر ایم علیہ السلام نے ان پر ان کے خداؤں کے پاس سے (بت) نے کیا (۷) (۸) بعض طرز پر فرماتے تھے کہ حضرت امیر ایم علیہ السلام کے اس فرمان کا مطلب تھا کہ ان کے پاس سے مجھے پھر یہ توں کے کھڑے ہر اکسلا ہے۔ لہذا ان کو یاد سے نہ ہی آیا ہے۔

اور حضرت امیر ایم علیہ السلام نے ان کو ان کی اپنی زبان پر کیا فرمایا تھا ان سے سوال کر لو کہ یہ کہتے ہیں (۹)

پھر حضرت امیر ایم علیہ السلام کا مقصد تھا کہ اس طرح ان کے دلوں میں یہ بات چلے جائے کہ کہتے ہیں کہ انکی سمجھنے اور دیکھنے اور احترام کر لیں گے کہ یہ صرف اور صرف ہمارے ساتھ ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں۔

تو انکی ان کے دل میں یہ خیال آیا اور تو ان کی گئی ہے۔ پھر وہ اپنے آپ میں (موقع پھر کے ساتھ) ان کے لئے (ایک اور سے) کہا ہے کہ اب تم ہی خدا کو ملو۔ (۱۰)

یعنی خود ہی اپنے کو سلامت و شہادت کرنے گئے اور کہ تم ہی ظالم ہو کر تم نے اپنے خداؤں کے پاس کوئی عطا ہوئی جو یہ نہیں چھوڑا۔

آگے فرمایا۔ پھر وہ اپنے چہرہ پر یہ جھگڑے تھے۔ (۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے میں نے انکی دیکھ کر ان کی طرف دیکھا

(۱) انجیل ۵۸ (۲) انجیل ۵۸ (۳) انجیل ۶۰ (۴) انجیل ۵۸ (۵) انجیل ۵۸

(۶) انجیل ۵۸ (۷) انجیل ۵۸ (۸) انجیل ۵۸ (۹) انجیل ۵۸ (۱۰) انجیل ۵۸

(۱۱) انجیل ۵۸

ہاں! یہ کہ انہی صورت میں قادیانیت میں یہ سب کچھ تو قریبی ظالموں کے ہوا تو اس کا مطلب یہ کہ ان کی عزت کے لئے میں نے قادیانیت کو بے گناہ کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ تو قریبی ظالموں کے ہوا تو اس کا مطلب یہ کہ ان کی عزت کے لئے میں نے قادیانیت کو بے گناہ کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ تو قریبی ظالموں کے ہوا تو اس کا مطلب یہ کہ ان کی عزت کے لئے میں نے قادیانیت کو بے گناہ کر دیا ہے۔

[illegible]

اور اے افریقائی آیت و اعلیٰ علیکم وعلیٰ اولادہم یہ ہے کہ افریقائیوں کے حقوق کی بات کرنا، ہر صورت میں ایک ناکام کام ہے۔ افریقائیوں کے حقوق کی بات کرنا، ہر صورت میں ایک ناکام کام ہے۔ افریقائیوں کے حقوق کی بات کرنا، ہر صورت میں ایک ناکام کام ہے۔

تو پھر حضرت ابراہیمؑ کے اس جواب پر ماجاب ہو کر وہ دیکھنے چھلنے میں پڑ آئے۔ سوئے کہتے لگے اس کے لئے کوئی ملامت جانا اور اس سے بدعت نہ آئے گی۔^(۳۶)

نویسندگان و احوال کی جگہ سے علامہ کے اور منظر کشی کرنے کے مطالبہ پر علامہ نے ان کے پاس کوئی جملہ و تخیل نہ رہی اور کوئی شریعت نہ رہی۔ ان کو وہی دیکھنا تھا کہ جس کی یہ تفریق اور سرشتیں پروردگار کے

تو اس طرح اور اس سے بھی آگے آگئے تھے اس لئے کہ اپنے لئے تو بڑے گروہ اور ایسا دلی دھکیل دیا کہ غالب گروہ اور آواز تھے اور ان کے اس طرح سے
 قرآن میں ہے۔

(دراگن) کہتے تھے اس کو کھانا اور (پول) ہے خداؤں کی حد تک مائیکرو نے جو کہہ رہے تھے وہ سب نے کہا اسے ایک اور کیمیا اور سائنس
اور سوشل اور نفسی نے اس کے ساتھ کہہ کر کہا کہ ہم نے اس کی کیمیا اور سائنس (دراگن) کے ساتھ

اور اس کام کی ترقی میں شروع ہوئی کہ سب کا فائدہ جہاں سے ہو سکے لکڑیوں کے علاوہ کھیتوں کرنے کے لیے بھی کوئلہ یا پتھر سے کرتے کرتے ویدک مت پر دست کیے اور جہاں خشک کن کرکوبی مت پر تیار کیا جاتی تو وہاں اوستا و فانی اور اس کو شفا ہوئی تو وہاں اوستا یا پتھر سے کھیتوں کے لیے پتھر کوں کا کھنڈا سے کی۔ پھر انھوں نے ویدک مت پر بھی چڑی کرکوبی کی تھی اور نہ تو کھانہ اور سب سے فطریاتی میں ازل و بیں۔ پھر میں میں آج لکھائی آج جانا شروع ہوئی اور پھر لکھائی لکھائی ہوئی اور اس سے شروع کرتے ہوئے وہ پتھر سے لکھائی لکھائی ہوئی تھی۔

مگر جب انکی طرف سے آگے بڑھنے کی بجائے واپس ہٹانے کی کوشش کی تو کانفرنس کے اراکین نے اس کی مخالفت کی اور ان کے خلاف ایک قرارداد منظور ہوئی۔ اس کے بعد ان کی طرف سے واپس ہٹانے کی کوشش کی گئی اور ان کے خلاف ایک قرارداد منظور ہوئی۔ اس کے بعد ان کی طرف سے واپس ہٹانے کی کوشش کی گئی اور ان کے خلاف ایک قرارداد منظور ہوئی۔

نور محمد خاں صاحب حضرت امیر اکبرؒ کو بچا کر اس میں شہزادے لگے اور حضرت امیر اکبرؒ علیہ السلام اس کا کوہِ دریاں طے کرنے لگے۔

والله اعلم
بما تنصرون

نعم الرب ربك يا ابراهيم ا. عاء الیم تنیز پروردگار بخترت پروردگار ہے

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابیہ ایمان علیہ السلام کی والدہ نے جب اپنے گھر کو (یعنی) پہنچے گھر میں، کہا: کھانا کس نے کھا۔

اے میرے بیٹے میں بھی تیرے پاس اچھا حق میں ملے گا اور اگر تیرے اباؤ دادا کی ملک کی حرارت سے مجھے بات دے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور کو کیا ملایا، بلکہ آپ کی والدہ حضرت ابراہیم کی طرف سے جیسے اور ان کے تین کو کو کچھ نہ کہا، نہ جانے کے کہ میں کئی کر بیٹے کو لگے گا یا اس پر سدا بھر اور کون نہ نہیں۔

حضرت منہالؑ نے عمروؓ سے سرائی سے پہلے جہنم کی خبر پتلی ہے کہ حضرت نے اہم علیہ السلام کو (محل گوارا) میں جانس ان دنیاوی
دن خبر سے عواموں نے فرمایا کہ دوسرا اور ماضی میں میں نے اسے جہنم کی خبریں کہانی اور میری قاتلہ کی میری قاتلہ کی وصیت دی کی
فرمایا ہوئے۔ صوات اللہ و سلام علیہ

تو انھیں کلامہ شریکین نے انکلام لے لیا چاہا مگر سوا اٹھ لکھ سو تین روپے دوا ہوئے غائب ہو چاہا مگر مغلوب ہو گئے،

ابن کمالی کا فرمان عالی شان ہے

اور انھوں نے اس (ایمانی) کے ساتھ کہ اس آدمی کے جرم نے اس کو خدا سے الگ کر دیا (اور وہ اس کی جگہ پر نہیں آتا)۔ اور انھوں نے اس کو اپنے جرم سے ہم نے اس کو اپنے جرم سے الگ کر دیا۔ (۱۰)

۳) بخاری میں ہے حضرت ام شریکہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے چمکا کے دے کے تخم خربازہ اور فرما یا کہ یہ پائے اہم علیہ السلام (جے) چلے پھل آگے کی جھونک مار دی گئی۔

اسی وقت کو مسلم نسائی امین بچے نے بھی (اگر کیا ہے) ^(۴۰)

۱۵۔ اہل مسجد اجماع علیہم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔

جسٹس کیس کر دے گا۔ ابراہیم علیہ السلام مرے گا کہ کو چھوٹکی مادر فی قہر ہی کہتے ہیں۔ یہ پھر ان کی تضحیک الیٰ ان کو مادر فی قہر۔

(۶) اور مسئلہ اٹھویں میں ہے کہ ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تیس سو دواں ایک تیز گرم اچھلا کچھ تو حضرت نے پڑ بھاری کرنا شروع کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: ہاں! کہ اس کے ساتھ بچوں کو نہ دیتے ہیں، مگر حضرت عائشہ نے حضور ﷺ کی حدیث بیان کی کہ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسامہ بن زید کے پاس دواں دے کر فرمایا: اے اسامہ! اس آگ کو بچہ سے نہ دے، بچہ کی کمرہ سے نہ لے، بچہ کو نہیں ملے گا۔ (۷)

اور مسند اچھا رکھیں کہ جس کی بھی صفائے اسے جو سرور کرنا ہے یہاں کیا کھانا کھائے یا نہ کھائے اور کتنی چیزیں میں حاضر ہوں یا نہ ہوں اس کے پاس کیوں نہ آئے مگر ایک چیز رکھنا کہ جس کو میں نے عرض کیا ہے یہاں لوگوں میں سے جو ساتھ آپ کیا کرتی ہیں؟ فرمایا میں جو بچوں کے لئے ہے کھانا کھانے میں ان کو مانا کرتے ہیں اس لئے کہ میں رسول اکرم ﷺ کے جان قربا دے کہ جب اہل ایمان علیہ السلام کو آگے میں والا ہو تو زمین میں کوئی جانور نہ ٹھہرے اور آپ کو بھار دھار سے چھلکے کہ وہ اس پر چڑھ کر دعویٰ میں رسول اکرم ﷺ سے اس لئے کہ اہل ایمان علیہ السلام فرمایا۔^(۱)

زیرالایہ = ۷۰ فیصد تعلیمات

[illegible]

۱۴۰۰ رواہ مسلم بن حنفیہ ابن صریح و اخرجه النسائي وابن ماجه من حديث سليمان بن عبيد بن كلاب عن عبد الحميد بن حوین قہ ۶

ڈیولن احمد حنفیہ محمد بن یحیٰ - حنفیہ ابن جریر، مولیٰ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی سلمہ۔ از بھائی مولیٰ ابن عمر احمدؓ کے حنفیہ، الحج

(١) أبو القاسم أحمد بن محمد بن أبي بكر بن زهير، ابن عمه الإمام أحمد بن حنبل.

(۸) وروڻه انهن عاقله جي آهي، مگر بن اهر، شيبه جي، ڏنس بن محمد، بن جرير بن حارث به

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناظرے کا ذکر اس شخص کے ساتھ جو مصنوعی عظمت و بڑائی کا حادہ میں غلبہ و
عقل ذات سے جھگڑنے ہوئے خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا جبکہ وہ عاجز و کمزور بندوں میں سے محض ایک بندہ تھا۔

فرمان خود بخود ہی ہے۔ (اسے غلبہ) کیا تو نے اس شخص کی طرف نہیں دیکھا جس نے اسے اس کے پروردگار کے پاس سے بھی، چھٹا کیا اس بات پر محنت و آواز کرے کہ تو نے اہل رنگ و عطار فرمایا تو وہ کیا ملیے اس میں سے کچھ ایسا ہیلا گوارا ہے جو خود نکرتا ہے اور مانتا ہے تو اگر نے کہا میں (یعنی) خود نکلتا ہوں میں خود نکلتا ہوں۔ کہ: بے شک خدا سورج کو ششقر سے اٹا ہے اس کو مغرب سے لے کر اور کافر کہو کہ کیا بلالہ نہ نکلتا تھا کہ وہ جاہت میں کبھی نہ آئے۔^{۱۱}

اندر چمکے، بھولتی آواز پہ دست کے ساتھ طرے کا ڈکڑا کر مارتے ہیں جس میں بیدار نہیں ہوا، شہ کے ساتھ نہیں نے اعلیٰ حالت کے لئے خدائے کو روکھی
کسی نہ تھا، وہ نہ کسی سے اس کے ادنیٰ اور وہیں کو چلی وڑی کر دکھائی، اور وہیں کی کثرت، جہاں ہر وقت خصل کو اس میں کا یا اور چپ کی لگام
انکادی اور دل، اجوت کے ساتھ حق بات نکھارنا۔

تفسیر میں اور علم و فراغت جاتے ہیں یہ بادشاہ ملک و ہمالیہ کا بادشاہ تھا، اور اس کا نام: شہر و راجہ اور اس کا نسب: عرب کے تھا، اور وہی کچھ جن میں گوشت میں سام بننا کوئی اور مجاہد و فہرہ وے اس نسب میں اس کا نام کیا ہے۔ عمر و بن قاسم بن حاکم بن صالح بن ادراس بن سام بن نوح، جو چلہ ورت غنیمت و فہرہ وے ہیں (یعنی حاکم بن) کا: قاسم کا بادشاہوں میں سے ایک شہر ورت ہے۔

اور مسرتین علماء نے ان کے مذاہب کا پیچھا چڑھا، ہاشمی گروہ میں ۱۱۰ مومنین ہو گئے۔ مومنین کو ائید حضرت اہل بیتؑ میں سے تھے جو بے شک حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے علمائے اسلام تھے، اگر کافر ائید نہ ہوتے تو انہوں نے جو کچھ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ

۱۰۔ یہ بھی انکار فرمایا کہ کسی فرد یا ادارے نے اپنی سلطنت چار سو سال چلائی ہو۔ بہت سی سرکاری جملہ شخصیات، اتحاد اور اتحادی زندگی میں خوب متنبہ رہے۔ جی ۱۱۔ ان میں کوئی نہیں رہا۔

اور جب حضرت علیؓ علیہ السلام نے اس کا نصف حصہ لاشرک کے لیے عبادت کی خاطر بلایا تو جب لوگ امرائی اور بار شاہی کی خاص جگہ پر تھے تو صاحب مملکت خداداد تعالیٰ عز کے اظہار پر نکلے گا کہ یا اللہ بھلا کرے کہ دستِ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے تہ یار نہ ہے، مگر کاغذ و رسم ہو گیا یا نہ ہو گئی یہاں تک کہ پہلے کہ خدا کا نام لیا گیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے (خدا کی) عنایت میں نبرے کو سے اہل دیار و جمہور اور ہنگامہ خوار ہو۔ پھر ہر گز نہ کہتے ہو۔ نہ تے تو اس نے انہیں (سبھی) کو نیکو کر دیا اور اس نے (۱۲)

حضرت فخر الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو خدا کا پیغامبر سمجھے اور اسے بتائے کہ میں رسول اللہ ہوں تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ہر ایک نے یہ نصرت و ہدایت حاصل کی کہ بات کے مقابلہ و معادش تک یہ قرار ہو گیا کہ جو آپ نے جو یہ قرار کے تمام سے یہ بات ہے کہ ہر ایک نے اس بات کے انشاء و معادش میں یہی نہیں سکتا تھا۔

[illegible]

[illegible][illegible]

جہاں نصف ماضی مشرق سے سامنے نکلا تھا وہاں اب مغرب سے کھڑا چلتا ہے۔ آج کل کے عالمی حالات سے یہ بات
 مٹ کر نہ ملے کہ یہ دور اچھا ہے، اور اس کی دلچسپی اور دلچسپی میں نہ ملے کہ اس دور کے حالات سے یہ بات
 متعین نہیں ہے۔ اور اس دور کے حالات سے یہ بات متعین نہیں ہے۔

[illegible][illegible]

فهذه الداء كفر والله لا يهدي القوم الظالمين

ملک کی بہترین اور پختہ کاروں اور اہل علم و فن کے ہاں یہ کام نہیں فرماتے۔

مخاطبہ کیسے ہوا؟

حضرت ہادی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سزا ظرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور خرد کے درمیان اسی روز ہوا تھا جس روز حضرت نوح علیہ السلام آسمان سے متوح سلامت لکھی کہ بحر یل کے آئے تھے اور حضرت ابراہیم کا اس کے ساتھ دوسرا کوئی دانا نہیں نہ تھا اور ان دو کے درمیان یہ معاملہ ہوا۔

اور میرا لڑا بیٹا بچہ ہے۔ ایتھرسٹے میں گئے ہیں کہ یہ میرا اسم ہے اور میں ہے کہ اس کا نام خیرا ہے۔ پس ظہر اور کواک اور خیرا اور علیہ کے لئے تھے
 رہے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کہا کہ میں نے کواک اور خیرا کے لئے تھے کہ میں نے کواک اور خیرا کے لئے تھے۔

فہرچہ ان اہلوس۔ کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو کلمہ بھی کہنا پڑا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

نو حضرت ابوبکر علیہ السلام کی بیٹی حضرت سہیلہ بنت ابی وقاصؓ کے پاس گئیں تو کہہ کھڑی ہوئیں کہ وہ حضورؐ سے
 ہیں، حضرت سہیلہؓ نے ان سے کہا کہ یہاں جہنم کے دروازے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ ان سے جہنم کی کیا چیز آئے گی؟
 کہا کہ وہ اس جہان سے آئے گی، حضرت سہیلہؓ نے عرض کیا، اب تو آپؐ نے اس سے کہا ہے کہ حضرت ان کی کچھ کہتے ہیں، حضرت ان کو کہتے
 ہیں کہ ان سے جہنم کے دروازے ہیں۔

[illegible]

الفد کے دروست ابراہیم علیہ السلام کا شام کے شہروں کی طرف ہجرت فرما :
اور مصری علاقوں میں داخل ہونا اور اراضی مقدسہ میں مسکن بنانا۔

نظم و اہل کائنات میں ہے۔ چھوٹی (یعنی خیمہ) بارگاہوں میں کیا اور (دارالاجام نے) ان کے ساتھ اپنے پڑوسر کا رتی حرف رحمت کرنے کو بھی بھیجا۔ یہ ایک موزعہ ست (کمر) اس عظیم الشان عمارت میں ہے اس کو اسحاق (بن یوسف) نے منتخب (کے) طرز پر بنوایا ہے جس کو اس نے اپنے کتب خانہ کے ساتھ لے کر اپنے دارم نے دیا۔ وہاں بھی اس کو اس کا خزانہ اور وہ خزانہ شریف کتب خانہ میں ہے۔ اور ۱۱۱۱

[illegible]

تو حضرت ابن عباسؓ نے اپنی قوم (وہ بنی ہاشم) کو خدا کی قسم دہی کے لئے فرمایا کہ اے لوگو! اس سے جبریت کی بات نہ کہنا یہ ظالمیہاں پہلی بار ہی حضرت عباسؓ سے یہاں پہلی بار تھا۔ ۱۱۱۱ھ میں اس سے پہلے نبی کریمؐ کی جگہ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ جبر کے تھے وہاں کے پہلی جگہ کے لئے بھی کئی لوگوں نے یہاں سے انکار کیا۔ لیکن پھر اس کے بعد ائمہ اربعہؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو اس بار کا دعوہ مقرر کیا۔ یہاں پہلی بار اس کی جگہ اس کے لئے کتاب و وصیت سے مستغرق رہا۔ جس کو حضرت ابوبکرؓ نے اسلام کے بعد پہلی جگہ پر لایا تھا۔ وہ حضرت ابوبکرؓ نے اسلام کے ۱۱۱۱ھ میں سے قبل اور ابوبکرؓ کی پہلی کتاب سے پہلے

[illegible]

اور مسند احمدؒ، صحیح بخاری میں حضرت ابی ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ایمان والے! تم نے مجھے دعوتِ نبویؐ سے پہلے ہی جانتے تھے مجھ کو جس کی تکفیر ان کے لئے بہت مشکل ہے، ان کی طرف اے ایمان والے! کیا تم انھوں نے فرمایا کہ تم کو ہمارا اور (ہمارا) حکم کا فرق ہے؟ ان کے پاس ہے۔ ہے کہ یہ ہے! اے ایمان والے! کہ حضرت محمدؐ سے جو حکم ملے، اسے چھوڑ دینا، یہ بالکل غلط ہے۔

[illegible]

۴ حضرت امیر علیہ السلام احوال کے جس کچھ ان پر بیان کی طرف ملاحظہ فرمائیے حضرت امام علیہ السلام خصوصاً شوقی ہو گئے اور یہ امر چاہی
میں ابھی سے حضرت محمدؐ کو یاد کیا۔

اسے اتنا کر آپ جانتے ہیں کہ مشیہؑ پر اور آپ کے مومنین پر ایمان رکھنے والوں پر جو عہدہ ہے (جو شخص سے) اپنا شرط رکھائی نہ خواہتے تھے۔
 کہی سے پھر آپ یہ حکم دیا کہ مسلمان نہ بننا چاہیے کہ۔

تو خاندانِ اہلباقی کو جنسِ عری کے ہر فرد، اپنے تئیں کہیں طرب و سرور میں نہ لے کر کسی نے حضرت ابا جبر سے یہ بات منکرِ حیات کی ہے۔
حضرت مجددِ عالمؑ نے اس وقت جواب دی۔

اسے نشانہ دیا تو گیا جاسے گا کیا کی سہی؟ لیکن تو لیا جاتا ہے پھر اچھا رہا۔

لیکن اسلام کا وجود یہی ہے کہ جو کچھ حضرت سارہ علیہ السلام کا، خصوصاً اس مشغول پر مبنی عروج کی۔

اسے اندھا قرار دیا جانتے ہیں کہ تمہارا آپ اور آپ کے دوستوں پر ایسا جادو ہے جس سے اور دشمن اپنے دشمنوں کے خواہ مخواہ فیصلے سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کی جاتا ہے آپ اس کا قہر کو کھجور مسلمانوں نے دیکھ کر دھوکا کھڑا کرنا شروع کیا تھا کہ آپ اور آپ کے مخلصین کی عظمت جو ہر پرستار سے بڑی ہے کس وقت انھوں نے عرض کیا کہ اسے اندھا کر دینا تمہاری تمکین کا کام ہے اس لئے اس کا کھل کر پتہ ہے۔

تو کھڑا نہ ہو رہا تھا۔
 دلی کہتے ہیں کہ، تیری محبت میں جو کچھ کھا چکا تھا، تو تم سے اپنی سیٹھان کو کھانے میں لے کر آیا، جس کے پاس اس کو کھانے کا سامان نہ تھا۔
 نہ کھانے لگا، نہ کھاتا۔

تو حضرت سارہ علیہ السلام کو جس میں خدا کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا گیا آپ کو یہ ہے کہ جس نے ان کا خون نہ کھوئے پھر آپ کو
 ایسا ہے۔ اے انی (ابراہیم) مجھ کو چاہیے۔

امام جو اس کے طریق میں منفرد ہیں، ہم سب صحیح جواری کی شریعت کے مطابق چاہا، جس کی نئی کو کچھ مختصر طور پر ایک دوسری صفحہ کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔

[illegible][illegible]

وہیں یہ سدا بہر شریک آیا ہوئے اور اس زمانہ میں یہ شریک تمام ایسا تھا جتنی شہروں کی ماں، لیکن اس کے بدلہ شریک ہر ناسخ اور کافر لوگ تھے۔
پھر اٹھ روز جلنے سے حضرت ابراہیم کو قسم فرمایا کہ طویل عمر پہنچائیں اور نیکان، جنوب و مشرق، مغرب کی طرف دیکھیں اور پھر خوشخبری دینی کہ یہ ساری زمین میں سے آپ و آپ کی والدہ والی آباد کے سے ستر کروائی سے ملو فرمایا میں آپ کی امانت کو تاج و دروں کا گدہ و بے گناہ مانت جتنی ہو جائے گی۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے والد اس بات سے مطمئن نہ کیا کہ یہ امت محمدیہ بھی داخل ہے بلکہ حضرت ابراہیم کی تمام دنیا میں بیٹوں و بیٹیوں اور حضرت ابراہیم کی عبادت اس امت کے پیغمبر کا کل نہیں دیکھتی۔

اور اس بات کی کافور حضور اکرم ﷺ کے سن فرمان سے مٹائی سے آپ نے فرمایا:

یہ تک عہد سے میرے لئے زمین کو سمیت دیا، پھر میں نے اس کے مشارق و مغارب اور کوکبہ اور مغرب میری امت کی سلطنت و ماں تک پہنچائی جہاں تک اس کو میرے لئے سمیٹا گیا۔^(۱)

اسی بات پر غور کرنے کو کہ یہ کہ سرگرمی اور خام قویوں کا ایک رواد، حضرت لوط علیہ السلام پر مسند ہو گیا اور انھوں نے آپ کو قید کر لیا اور آپ کے اسوار ضیاء کرنے اور آپ کے سونگے جانوروں کو ہانک کر لے گئے پھر جب یہ خبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تین سو غار دارینوں کا کھڑے ہو کر ان کی طرف گئے اور حضرت لوط علیہ السلام مکان کے پیچے سے چھڑا ہوا دھارن کے سوال والی میں لئے اور اللہ و رسول کے بہت سے دشمنوں کو تہ تیغ کیا اور شکست دے دی اور سب پر بھی ٹھس ٹھکان کا بیجا کیا جتنی کہ مثال و فتنی تک پہنچا اور وہاں مقام "برنہ" میں آپ کے نظر نے پڑا تو کیا مصطفیٰ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہاں ایک منہ کا: مرستا ابراہیم ہے وہاں ایک جیسے ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نظر نے وہاں قیام کیا تھا (اور عرض "ہاں") کہ اس کتاب کے ہر لغت میں جہاں سے حضرت ابراہیم نے جس جگہ کو شکست دی وہی وہاں ہوتا تھا کہ کثرت فرما اور یہ صحت سدا کا پائہ تھا تو حضرت ابراہیم نے اس کو پکا کر لے کر لے پھا اور ایک بیچا دیا تو اس بدعتا نے حضرت ابراہیم کو ایک چوٹی میں لٹا کر آپ کو مجھ سے سوئی جانور لے لیں (اور تا دل لے لیں) اور میں چھوڑ دوں تو حضرت ابراہیم نے جواب دیا، میں نے بلند دھام دھوا دھاب اور اب اعلیٰ کی طرف اٹھ اٹھا یا سناؤ میں تجھ سے ایک دعا کرو جو تجھے کا ایک ترسبک نہیں لیتا کہ کہیں تو کہے میں نے ابراہیم کو مالدار کر دیا تو خبر پھر حضرت ابراہیم حضرت و حق مدد کی کے ساتھ اپنے ملائے کھائے اور بیت انھوں کے علاقوں کے رہتا ہوں سے آپ کی تعلیم و تکریم کے ساتھ اور بیانی کا ذکر کیا کہ وہ دلی کے ساتھ آپ کا خوب استغناء کیا اور پھر آپ سے عداوت میں ظہور گئے مگر وہ اللہ جل و علا میں

حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش

اس کتاب کے سچے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ہڈی کا ہر گاہ میں ایک اولاد کا سوال کیا اور اللہ نے بھی اس کی آپ کو خوشخبری عطا فرمائی اور ہر جہاں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المقدس کے علاقوں میں بیس سال بیت گئے تو حضرت سارہ علیہا السلام نے حضرت ابراہیم سے عرض کی۔

ہر گاہ کہ نہ لیجھو اولاد۔ سحر و فریب دیا ہے نہ آپ میری اس (ہاجرہ) کو کو کھیں، شاید اللہ اس سے بھلا دے اور صحت فرمادے۔

تو جب حضرت سارہ علیہا السلام نے ہاجرہ آپ علیہا السلام کو کھ میں دے دی تو آپ علیہا السلام نے ان سے ہار شرت فرمائی اور میں وقت حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے جو میں تو اس پر ہوں میں باقی شریک ہوں میں کہ پانہ کی تو بیانی کا (سارہ علیہا السلام) سے بھی بلند، تعلیم ہر بیت وانی ہو گئی ہیں اس سے حضرت سارہ علیہا السلام کو خوشخبری طور پر منت غیرت آگئی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس کا شکوہ کیا تو حضرت ابراہیم نے سارہ علیہا السلام کو فرمایا

”پس کے ساتھ جو ہیں کر لیں، جب یہ بات حضرت عبداللہؓ پہنچی تو وہ ڈر گئے اور کہا کہ میں نے یہاں ایک دشمنے پر غلبہ نہیں کیا تو جب ایک فرشتے نے ان کو اس سے وحی کیا، آپ خوف نہ کیجئے اور آپ جس سچے کے ساتھ واسطہ ہوئی ہیں حضرت عزوجل ہی سے آپ کو بہت بھلائی حاصل کرنے کا اور پھر فرشتے نے حضرت ابراہیمؑ کو بھلائی کا کہا اور خود بخود ہی کہہ دیا کہ اے نبیؐ کے کہتم دین کی سروسا کا نام سبیل رکھنا بعد دو لوگوں میں تھا اور اس کا نام تھا تمام پر جو، اور تمام کے ہاتھ اس کے ساتھ ہوں گے اور وہ اپنے (سبیل) تمام بھائیوں کے گھروں کا مالک ہوگا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل کا بہت بہت شکر ادا کیا۔

اور یہ خوشخبری صدیقی آتی ہے حضور اکرم ﷺ جیسا کہ آپ ﷺ کی وجہ سے عرب لوگوں کے سردار بنے اور قرآن مجید با تمام مکوں کے مالک ہوئے اور اللہ عزوجل نے ان کو وہ علم پہنچا اور مکمل صالحہ طریقہ لیا، جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دیا گیا تھا، اور عرب کو یہ شرف حضور ﷺ کے تمام رسولوں پر اشرف ہونے کی وجہ سے لیا، اور آپ کی رسالت کی نہ کہ وہ آپ کے متعلق بیادیت کی نہ کہ اللہ آپ کی کامل رسالت، اور تمام اہل نبی کے لئے آپ کی بعثت کی وجہ سے یہ شرف امت محمدیہ پر اور عرب کو حاصل ہوا۔

اور کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ کو جب علم دیا اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر بارہ یا ستر سال تھی اور ان کے تیرہ سال بعد حضرت سادہ علیہ السلام کے پاس حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام گیا پیدا ہوئے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اسماعیلؑ علیہ السلام پیدا ہوئے بھی ساتھ میں ملے حضرت سادہ علیہ السلام سے بھی ایک لڑکے کا حق کی پیدائش کی خوشخبری مرحمت فرمادی تھی۔

تو عرب یہ خوشخبری سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ میں گریز سے تھے تو اس وقت ملک دارک قحالی نے حضرت ابراہیم پر حرج و اعتیان کر دیا ہوئے فرمایا: (اے ابراہیم دوست!) اسماعیلؑ کے ادا سے میں نے تیری دعا فرما دی تو ان کی، اور اس پر حرج و اعتیان کرنے والے نہیں ہو، اس کی عطا کر کے کیا اور بہت سی برکت عطا دیا گیا اس کے پاس سے ابراہیمؑ فرمادیا: میں نے ابراہیمؑ کو ایک عظیم عبادت کا دشمن اور ہار دیا تھا۔

اور یہ خوشخبری بھی اس امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ پوری ہوئی ہے اور یہ ابراہیمؑ پر ابراہیمؑ عطا فرمایا، اور حضرت ابراہیمؑ کی بیادیت سے وہاں سے ہٹ گئے، اور ان کے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ابراہیمؑ اور ان کے ادا کی کہتے ہیں کہ: ہم بھی تم کو لیا تھا لیکن میں اس کو نبوت نہ دلا تو میں نے اپنے والد سے یہ چاہا تو وہ نے فرمایا کہ ان کے فرماؤ اور ان پر تم قرآن سے ہوں گے، تم ان کی دیکھ کر مسلمان ہو گے۔

اور ایک روایت میں ملتی ہے: ابراہیمؑ (خلافت ابراہیمؑ قائم رہے گا اور ایک صاحبہ بھی ہے یا سر (خلافت) ابراہیمؑ، ہے جو ان کی کہانہ خلفاء ہوں گے اور تمام آخر نبی سے ہوں گے۔

تو ان ادا میں سے چاروں حضرات خلفاء راشدین ہیں، یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم (اور حضرت محمدؐ) کبار نے بعد حضرت امیر مومنان اور حضرت حسن بن علیؑ میں امیر مومنان حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ اور حضرت ابی جعفر علیؑ میں سے ہیں، اور باقی ائمہ خلفاء جنہوں نے اس سے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی بیادیت اور حضور ﷺ کی بعثت میں بالترتیب پانچ افراد ہوئے ہیں، بلکہ سب ان کا نام ابراہیمؑ ہے۔

اور ابراہیمؑ کا معنی شہید ہونا ہے، یا امام ہر ادا لینے ہیں، اور ادا نہیں ہو سکتے، ان میں سے پہلے حضرت علیؑ ادا فرمائی، پھر حضرت ابو بکرؓ میں لکھا اس کے متعلق: انھوں نے بیٹھے ہیں جو کبھی مراب ہے، اور کا ہے اور وہ ان کے کہہ کہ ان کے مطابق میں حسن مکتبی ہے، تو یہ ان کا دعویٰ علیہ ہے کہ وہ ان ادا میں سے حضرت علیؑ اور آپ کے فرزند حسن بن علیؑ کے خلفاء اور ان کی خلافت کے منصب پر فائز ہوا۔

(تو ان دونوں کے پاس میں ان کا معنی کیا ہے اور آفری، جس کی انھوں میں شہید حضرت یحییٰ بن زکریاؑ میں سے پہلے میں ابو جعفر علیؑ ایک دم اور وہ کا ہے اور ان کے خلفاء باقی حضرات اور سے سب مسلمانوں کے بیچ تھا اور حکم کر دے ہیں لیکن شہید حضرات کی ان کے متعلق باقی ہوئی ان میں ہر اسر مطلق ہیں)۔

قرآن مجید فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ شامل ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ سہیلہ رضی اللہ عنہ سے خلافت کے سب سے پہلے ان کا اتفاق فرمایا، کہ حضرت سادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی، اور علیؑ کی آگ کو بجھا دیا تھا، اور سب مسلمانوں کے

اور میان جنگ کی بجلی کو فضا کرنا تھا اور ان کے علاوہ باقی (نو) حضرات عام رہائیاں مثال ہیں جن میں کوئی امت میں منصب خلافت پر فائز نہ ہوا تھا اور کن سارے میں مذکرت یہ قائم نہ ہوا تھا۔

اور غریب امام میں کا وہ اقتدار دیکھتے ہیں جو محض مراب سے ملتا ہے جو نہ ان میں دم ہے اور غرض میں بنیاد میں ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے خاص کا جو خدا اور ان کی کوئی نشان ہے۔

(اب ہم وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قہقہے کی طرف لوٹتے ہیں؟ معصیت فرماتے ہیں) پھر حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے ہیں جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اور اس سے حضرت حمادہ علیہ السلام کو حضرت خیرت آل ہاجرہ حضرت حمادہ علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا جس کو کعبہ سے کہیں اور سے بلاتے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہ السلام ہمارے ان کے کل حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کہتے تھے اور پٹے... پٹے حتیٰ کہ ان کو اس کو کہا نہ دیا جہاں آج تک شہر آباد ہے اور حضرت اسماعیل جب وہاں پہنچے تھے تو جب حضرت ابراہیم ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے تو ان کے گئے حضرت ہاجرہ علیہ السلام حضرت ابراہیم کی طرف کھڑی ہوئی اور آپ کے گیزروں سے پرست گئیں ملکہ عرض کیا۔

اے ابراہیم علیہ السلام آپ ہمیں یہاں کیا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ جبکہ ہمارے پاس کوئی (کھانا) نہیں ہے اور ہر پہنچے (مسلمان) بھی نہیں ہے جس سے ہم گروہ سر کر سکیں؟ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا، ہاجرہ و سرورہ و غریب کے ساتھ پیچھے پڑ گئیں لیکن حضرت ابراہیم ہیں کہ کتاب نہیں دے دے تو پھر حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم سے پوچھا۔

کیا اللہ سے آپ کو اس کا حکم فرمایا ہے؟

(حضرت ابراہیم نے پھر جواب دیا نہیں۔)

تو پھر حضرت ہاجرہ نے بھی کہا: پھر کوئی ہمارا نہیں اور ہمہ میں ضائع نہ کرے گا شیخ ابوہریرہ بن ابی سلمہ نے روایت فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ حضرت سارہ علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ پر لیرت اور غصے میں آئیں تو قسم اٹھائی کہ وہ ان کے حق میں ضرور نکالیں گی تو حضرت ابراہیم نے ان کو قسم سے بے وفائی کا طریقہ تلاش کیا اور فرمایا کہ ہاجرہ کے دونوں کانوں میں سوارخ کر دو اور غصہ کر دو تو اس طرح قسم سے بری ہو چلا کہ حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ یہ وہ علیہ السلام (دنا کی) پہلی قانون ہیں جن کی سختی ہوئی ہے، (ابوہریرہ صلی اللہ علیہ وسلم) پہلی قانون ہیں جن کے کانوں میں سوارخ کر دے اور یہ جو توں کے لئے حسن و برکت ہیں کی اور یہ پہلی قانون ہیں جنہوں نے اپنا بدن سب سے زیادہ کیا تاکہ بچے میں نکلتا؟ تادم ملے جائیں۔

حضرت ابراہیم کا اپنے فرزند اسماعیل اور ان کی ماں ہاجرہ کے ساتھ قارآن کی چوٹیوں کی طرف

ہجرت فرمانا اور وہاں بیت عتیق یعنی کعبۃ اللہ کو تعمیر فرمانا

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت اسماعیل (ہاجرہ علیہ السلام) پہلی قانون ہیں جنہوں نے کعبہ بنا کر خدا (اللہ) کو اور ان کو کہا کہ ان کے شکایت تادم ملے چلے جائیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کی کوئی کوئی کاظم ہیں۔

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ و ان کے شیر خوار فرزند اسماعیل کو لے کر چلے گئے (کی جگہ) کہ پاس لے گئے تھے وہاں آج مسجد کی باقی طرف جہاں مذکور کا کوئی ہے وہاں اس وقت ایک دعوت تھا اور ہاجرہ و اسماعیل اس کعبہ کے بننے میں ان کے سوا کسی

(۱) و طریقہ عرب میں ان کا خدا و تم کے ایک حبیب (خیر) ہے (ام)

(۲) قال عبد بن حماد، جو ابوہریرہ بن ابی سلمہ، حدثنا عبد بن حماد، حدثنا معمر، عن ابوبہریرہ بن عبد اللہ بن کعب

بن العطلب بن ابی سلمہ، یزید، اسلم علی الامر عن معمر بن جہیر، عن ابن عباس، قال، الم

العرض حضرت ہاجر علیہ السلام اپنے فرزند کے ساتھ وہی طرح زندگی بسر فرمائی رہیں، ایک مرتبہ ان کے پاس سے قبیلہ ہرم کا ایک قوطو گزرا اور ان کی طرف سے (کچھ سنت کر) ہوتا ہوا ٹھٹھکی ٹھٹھکی زمین میں قیام پزیر ہو گیا، وہاں سے انھوں نے چالی برائے دہائے پریوں کو دیکھا تو کہہ گئے، یہ بچہ تو چالی پاتے ہیں، اور جبکہ ہم اس وہی سے واقف ہیں یہاں کوئی پانی نہیں ہے تو یہ بچہ کچھ کر انھوں نے اپنے ایک دادہ ساتھیوں کو نڈیلا دیا اس تک پہنچے اور وہاں کھپائی کی خبر دی تو سب وہاں متوجہ ہو گئے اور مجلس چاہے وہاں حضرت ہاجرہ واپس کے پاس موجود تھیں تو انھوں نے پوچھا کیا آپ اپنے پاس کسی ہارے کی ہاونت سے رحمت فرما نہیں گی؟

تو حضرت ہاجرہ نے فرمایا جی ہاں، لیکن واپس آ کر تھرا دھلیکت میں ادا سے اس کوئی حق نہ ہو گا تو انھوں نے عرض کیا جیسے ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: انا ملے نے اب (آبادی) لوہا نہ رزق کی یعنی دلوں جڑوں کو پھلایا، یہ (یوں بھی) انھیں اور بہت کی تعداد محسوس کرنے لگیں، مگر قوم ہرم میں ہمارے دادہ ساتھیوں کی طرف پیغام بھیج دیا تو وہ بھی وہاں سے ان کے پاس آکر مل گئے اور یہ سب صحابہ کمل کی نقل کر دیتے تھے اور حضرت اسامہ بن عبد اللہ بن جراحؓ نے قوم ہرم سے عرض فرمایا: جیسا کہ ادا یہ بھی چاہا میں سب کے نزدیک خوب فرہم و روا بہت دے دے تھے، تو جب یہ بھی بلافت کو کھینچے تھے تو قوم ہرم نے اپنے پیچھے لپکی ایک برکی سے ان کی شادی کر دی۔

اداس ہرم سے میں حضرت ہاجرہؓ کو اسامہ بن جراحؓ کے پاس بھیج کر اپنے پروردگار کے پاس بھیج گئے، مگر ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسامہ بن جراحؓ کی شادی کے بعد ملنے کے لئے آئے تو گھر میں حضرت اسامہ بن جراحؓ کو موجود نہ پایا تو ان کی بیوی سے دریافت کیا تو اس نے کہا ہمارے لئے رزق کی تلاش میں نکلے ہیں، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی دعا کی اور من کن کن کے بارے میں پوچھا تو شکوہ و شکایت کرنے لگی کہ کم ٹوٹا ہوئی کھجور تھی جس میں جلا ہیں، حضرت ابراہیم نے فرمایا جب آپ کے شوہر آجائیں تو انھیں میرا سلام کہنا اور میری طرف سے یہ بھی کہنا چاہئے کہ اپنے والد سے کی چوکت بند رہ کر لیں۔

جب حضرت اسامہ بن جراحؓ کو انھوں نے کچھ محسوس کیا اور پوچھا کیا کوئی آقا تھا؟ بیوی نے کہا جی ہاں ایک ہارے سے قصص نے تھے انھوں نے ہم سے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا، مگر انھوں نے وہی زندگی کہہ کر، عرض کی پھر تو میں نے کہا اب تم کی مشقت میں جلا ہیں مگر حضرت اسامہ بن جراحؓ نے پوچھا کہ پھر انھوں نے وہی مشقت کی، کہا جی ہاں انھوں نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ میں ان کی طرف سے آپ کو سلام کہنا اور وہ آپ کو بھی کہہ دے تھے کہ اپنے والد سے کی چوکت بند رہ کر لو تو پھر حضرت اسامہ بن جراحؓ نے ان سے فرمایا: وہ میرے والد اکرم تھے اور وہ مجھے علم کر گئے ہیں کہ میں تجھے جہاں کہوں پہنچاؤں اپنے گھر والوں میں بھی جلا اور بھراں کو طلاق دینا، اور اس کیجئے میں سے ایک دوسری سے شادی فرماؤ، مگر یہ خبر عمرہ بن عمرؓ نے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطلاع مل گئی، اور اس کو اطلاع مل گئی حضرت اسامہ بن جراحؓ کو موجود نہ پایا تو ان کی بیوی کے پاس گئے، ہم اس سے سوال کیا کہ اس نے بھی کہا وہ ادا سے لئے رزق کی تلاش میں نکلے ہیں مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیسے؟ تو ان کی گزارش ہے، اور ان سے ان کی ماحولیت و احوال اور ان کے گھر والوں کے بارے میں پوچھ تو میرے عرض کیا ہم خود عاقبت کے ساتھ فرمائی، نکلا دی گئی ہیں، بلکہ بھر پور کی طرف آ رہی، حضرت ابراہیم نے دریافت فرمایا تمہارا مکان کیا ہوتا ہے؟ کہا کہ گشت میں جہاں جہاں چاہا کرتا ہے عرض کیا جاتی رہی، مگر حضرت ابراہیم نے دعا فرمائی۔

۱۔ عذراں۔ لئے کہ گشت واپسی میں برکت حاصل فرمائیے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں، اس دن حضرت اسامہ بن جراحؓ کے پاس کوئی برکت بھی نہ تھا، مگر ہوتا تو حضرت ابراہیمؓ جہاں کے لئے اس میں (برکت کی) کوہنہ دے کر حضورؐ سے فرمایا: جب سے کہ گشت واپسی میں دلوں کو ادا فرمادیں، رہتے ہیں۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (یعنی اس ایک سیرت، یہ کہ) فرمایا: جب خبر خود آجائے تو اس سے میرا سلام کہنا اور میری طرف سے انھیں عمر دینا کہ اپنے والد سے کی چوکت بند رہ کر دے، تو جب حضرت اسامہ بن جراحؓ نے ان کی طرف سے تو یہ پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے عرض کیا جی ہاں، ایک ابھی صودہ (وسیرت) کے بارے پر آئے تھے۔ اور بھراں کی تقریب کی خبر انھوں نے مجھ سے سب کے

[illegible]

آگے قرآن خداوندی ہے:

لَمَّا أَتَوْا بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَنِي إِسْرَءِيلَ يَكْفُرُونَ

[illegible]

تو ایسے وقت میں اللہ عز و جل کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر دی گئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(اور ہم نے تو زہنی تمکاسے بڑا تیرہ لے لکھ تو نے اپنی غراب بچ کو کھایا۔ ہے لکھ طرح ہمز بھی) محسن کو اچھا دلد ہے ہیں۔
 بخلی تیری فراس بندہ کی کا جو محسن حضور خدا و پور ہو گیا اور آپ اس میں محسن کو خلی کا سیاب ہوئے اور آپ نے اس کی اذیت میں بہت
 جلدی کی اسی غراب آپ کے نکلتے مگر نے بھی بہت ہی محروم رہائی توں کیا کہ بچہ جسم اچان کو کھری ادا کیا گیا ہوئے کیلئے ہے روخ پیش کر یا محسن
 طرح سب آپ نے اے ابراہیم اپنی جان کو کھانے کے لئے آگ کے چرو کردہ قہاروں میں طرح کرنا سب ابراہیم آپ اچانک ابراہیم کے لئے ہے
 روخ استعمال کرتے ہیں اسی جگہ سے بروز گاہ نے بھی فرمایا۔

بے شک۔ کل اور عظیم آرمائش تھی۔ یعنی ایسی آزمائش تھی جس کی پہلی اور مکمل مثال نابھ تھی۔

(خیر صحت: ابو اہم علیہ السلام نے قرآنی طرف سے بیٹے کی باپ کی محاکمہ کی گئی کہ کیا ہوا؟ فرزند کی ہے؟ اور ام سے اس (ابو اہم علیہ السلام) کو (جائے) جس (صحت) پر بیٹے کی معافی۔

میں نے یہ بھی طلبِ سلام کیا ہے جسے کی فریادیں تھے بھانے ایک دوسرا جانور طائر ادا (دروہہ جانور کون سا تھا؟) 7 نمبر سے یہ مسئلہ ہے کہ وہ میٹھا تھا اور سبید رنگ اور عمر و آنکھوں اور نگوں و نو قاعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو تہ نہ ہو میں چوٹی کے رخت کے ساتھ نہ ہوا کی کیا۔

(۱) اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بن مہاشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس میں چھ حصے میں چالیس سال جماعت۔
اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ وہ حصہ میں چار تھے یعنی کہ مال، بے محمد شریعت، آلہ ارباب (بائل)، سرفروشی، رنگ، آواز تھا،

دور سے (کام کرتے تھے) جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اپنا بیٹا علیہ السلام کے پاس تھے جی نہیں، بلکہ یہاں والد سے ساتھ تھے کہ یہاں میں سکونت پذیر تھے۔ تو پھر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دور کا کام کاج کرتے ہوئے۔

لیکن حاکم کی اس بات دا متوال میں بھی بہت ہی غور فکر کی ضرورت ہے اس لئے کہ مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اقامتِ حق کو دیکھ کر اکثر بدشعور اپنے اہل کی طرف سے لڑنے کو غریب سمجھتے تھے مگر وہ اہلِ لوث تھے۔ شیخہ عبدالعظیم

[illegible][illegible]

۱۲) اور حضور ابن جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرہا بن سولے دے حضرت
 اسماعیل علیہ السلام میں اور یہودی کا کمان ہے کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور یہودی میں مجھ سے ہیں کہ وہ جبریل بن اسماعیل علیہ السلام ہیں
 اور حضرت اللہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے ابن ابی حاتم فرماتے ہیں میں نے (اپنے والد یعنی ابی حاتم) سے
 روایت کیا کہ انہوں نے یہی فرمایا کہ اسحاق علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔

ابو حضرت علیؓ مدین مرادی برز و رضی اللہ عنہ، ابو حضرت ابی الفضلؓ و سعید بن اسحقؓ سعید بن اسحقؓ و جابر بن عبد اللہؓ محمد بن حنفیہؓ و محمد بن علیؓ و ابو سنانؓ ان تمام حضرات کا فرمان ہے کہ راجع الیہ حضرت انسؓ علیہ السلام تھے۔

اور حضرت علامہ رضوی نے بھی اسی سبب کو لکھی اور اپنی عمرو بن محمد علامہ حضرت عیسیٰ رضایت فرمایا ہے۔
(اور مطلب ان کثیر رحمت اللہ فرماتے ہیں کہ) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی عیسیٰ رضوی ہے اور ان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے
حضرت را کے پاس گیا تو اس نے اسے طلب کیا۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اسے دوا بخونے والوں کے لیے نورسول اکرم ﷺ اس پر بھیج دیا۔
 اور ابو جہل انکو یہ کہہ کر اسحاق بن یسار مہم اللہ تعالیٰ بھیجی یہی خیال قبول تھا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس میں دوا ہے جلد
 نہیں ہے (کنز الدقائق حضرت امام جلیل علیہ السلام ہیں)

آنحضرتؐ ان کتب سے مروی ہے کہ وہ مقام میں خلیفہ عربین عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے اس مسئلہ پر اسلام کے شیخ کے بعد حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ طے کیا انہوں نے حدیثہ کامل منقولہ حضرت عمرؓ سے نقل کیا اور انکی خیالی ہے جو تپ کہہ رہے ہیں اور اس استدلال میں کوئی خلل نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ علیہ نے فتح دیں کتب کو شام میں ایک یہودی عالم کے پاس بھیجا (اس سے یہ بات ہوتی ہے کہ وہ اسلام لے کر اور کچھ مسلمان ہو گئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ اے ابا عبد اللہ اسلام کے وہ فرقوں میں سے کس کے لئے دین کا کفر منکر ہے؟ تو اس نے یہ حدیث سن کر میرا دل روشن ہوا۔ اس مسئلہ پر اسامہ بن ابی اسودؓ نے بھی اس شخص کو جواب دیا کہ تم کو کھانا سے یہ بات کہہ دو یہ بے اثر ہے اور حاصل حورائے

حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر مبارک

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ترجمہ ... اور ہم نے ان کو (عالم علیہ السلام کو) امان کی بیعت بھی دی (کہ وہ) نبی (اور) نیکو کاروں میں سے (ہوں گے) اور ہم نے ان پر اور اسماعیل پر برکتیں نازل کی تھیں اور دونوں کو ولادت سے نیکو بھی دیا اور آپ پر صراطِ عظمیٰ کو نازل کیا (یعنی نیکو کار بھی ہیں)۔^(۱)

اور اللہ کے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حضرت سارہ علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی، جس وقت وہ طائفہ مودہ کو ان کے خزانہ فروش، الخوانہ سے قریب تھے جس کو ان کے عمارت دان کی طرف چارہ پے تھے۔ اور اس پر تعمیل شکوہ مقرر کیا ہے کہ صبر کریں گے۔ انکے حلقہ تعاقب۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی فرمایا (ترجمہ) اور وہاں سے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری نازل کرتے تو سلام کہا اور انہوں نے بھی (جواب میں) سلام کہا۔ ابھی کہ وہ قریب ہوا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک بڑا ہو چکا اسلئے آئے جب دیکھا کہ ان (فرشتوں) کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جارہے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتے) تو ان کو انکی سمجھ کر ان میں خوف کیا (فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے ہم تو مودہ کی طرف (ان کے ہاتھ کرنے کے لئے) بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی بیوی (جو پاس) کھڑی ہوئی قہمی میں ہی رہی۔ تو ہم نے اس کو اسماعیل کی اور اسماعیل کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔ اسی نے (تعجب سے) کہا کہ کیا میرے پاس بچہ ہوگا جس کو ہمیں ہوس اور میرے شوہر کی بڑت چاہیۃ ہوگی عجب بات ہے انہوں (فرشتوں) نے کہا کہ یہ کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اسے سال بیت خیر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں اور علیٰ تعریف کے لائق اور بزرگوار ہے۔^(۲)

اور اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں فرمایا

ترجمہ ... (وہ) نے محمد علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا احوال سنا دیا جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو سلام کہا (انہوں نے) کہا کہ میں تو تم سے آگیا ہوں (مہمانوں نے) کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ایک دہشتہ گروہ کی خوشخبری دیتے ہیں اور وہ اسے جب بھی دعا پائے گی (کہا اسے) تو خوشخبری دینے لگے: اب کب چڑھتی خوشخبری دیتے ہوں؟ (انہوں نے) کہا کہ ہم آپ کو کبھی خوشخبری دیتے ہیں آپ ہمیں ہوں؟ (ابراہیم نے) کہا کہ خدا کی رحمت سے (مہمانوں کیوں ہونے لگا اس سے) اب ہاں ہی ہوں: گروہ لوگوں کا کام ہے۔^(۳)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

ترجمہ ... پھر انہوں نے اس ابراہیم کے عزیز مہمانوں کی خوشخبری سن کر جب وہ ان کے پاس آئے (یعنی فرشتے) تو سلام کہا انہوں نے بھی (جواب میں) سلام کیا تو ایسے لوگوں کو نہ چین نہ چھان۔ پھر بھی اپنے گھر جا کر ایک (بیم ہوا) مولا چھڑا لائے (اور کھانے کے لئے) ان کے آگے رکھا، کیجئے لگے کہ آپ کا دل کیوں نہیں کرتا؟ اور میں ان سے خوف مصوم کیا۔ انہوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے! ان کو ایک دہشتہ گروہ کی خوشخبری بھی نہ آئی تو ابراہیم علیہ السلام کی بیوی چلائی آئیں۔^(۴)

انہوں نے کہا کہ (ہاں) تمہارے پردہ رکھنے والے ہی فرمایا ہے وہ بے شک صاحبِ حکمت (اور) خبردار ہے۔

پہ فرشتے تھے جو چرکلی، مہکلی، اسرار الہی، عظیم السلام، جب یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھے وہ ان کے لئے خوشخبری دیتے تھے کہ ان کو مہمان بھیجنا اور ان کے ساتھ مہمانوں (الایمان) کو خرقہ اشباح کی شروعات کوئی اور دینی کاموں کی بات ایک بڑی اور صوفیہ چھڑا ان کے لئے ذرا کہ اور اس کو کھانا چھڑا ان کو پیش کیا، لیکن حضرت ابراہیم نے دیکھ کر ان کا ذکر کھانے کے متعلق کوئی اور دینا حرکت نہیں تھی کہ نہ فرشتے تو انسانی عاقبتوں سے فارغ ہیں تو حضرت ابراہیم نے ان سے خوف محسوس کیا (کہ تم کبھی یہ نہیں تو نہیں ہیں کہ کھانا نہ دینے کی دیکھ کر ان ایک

اور سہاگنا نہ لکھ کر جسے اہل حقوں نے حضرت ہمام کی اس کیفیت کو سمجھنے سے انکار کیا تو ان میں سے بعضوں نے کہا اسے لکھا اور غلط لکھ کر پڑھ گئے ہیں اور اس کو ملکہ کی طرف بھیجے گئے ہیں اس کا بیان بڑا طویل ہوا ہے۔

اور اس وقت حضرت سادہ علیہ السلام کی ہواؤں کے سر کی طرف کھڑی تھیں، جیسا کہ عرب کے ہاں مسلمانوں کے ساتھ اس وقت کا یہ عادت تھا، تو حضرت سادہ علیہ السلام نے طبیب کی خبر لی تو انہوں نے خوف کی کیفیت حاضری ہو گئی اور انکی اور انکی جس پر فرشتوں نے ان کو دوسری خوشخبری سنائی (تا کہ ظہر ہو جائے) فرمان خدا علیہ علیہ کے پھر ہم نے اس (سادہ علیہ السلام) کو اس حق کی خوشخبری سنائی اور اس حق کے بعد جو خوب کی ہو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے فرشتوں کے درجے سے یہ خوشخبری سنوائی، حضرت سادہ علیہ السلام نے اس کو خوب کی وجہ سے اور انکی فرمان پادری ہے، پھر اس کی بجائی آباد کی طرف حویلی کی گھر اپنے چہرے پر ہاتھ دیا، یعنی جیسے عورتیں جب کے وقت انکار کرتی ہیں اور اپنے انھوں کو کہتے ہیں میں اس طرح حضرت سادہ علیہ السلام نے بھی کیا اور کہا فرمان پادری ہے، خدا نے اس کی کیا شہادت اور ان کو اب ختم رہاں کی جبکہ شہید بنوادی ہو گئی ہوں اور میرے شوہر بھی بڑے ہو گئے ہیں؟ یعنی شہادت کی ایک تو ایسا ہوا میں پھر اس پر اظہار بھی ہے کہ میں انھوں کو اپنے انکار اور ان کی سے بھائی ہے، یہ خوب کی بات ہے، پھر جبکہ میرے شوہر بھی بڑے ہو گئے ہیں پھر اس قبیلہ کا انکار میں بھی ظاہر فرمان پادری ہے (اور سادہ نے کہا کہ اگر خوب بخیر سادہ نے فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے خوب کرتی ہے، جبکہ اسے کیا ہے، اگر وہ حکم پر تو اللہ کی دست بھرائی کی ہے کہ میں (یعنی پادری) ہیں جسے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور نہ رگ ہے اس کے لئے کوئی مشکل نہیں۔)

[illegible]

اس طرح فرشتوں نے حضرت ابراہیم کو بھی دوا بلادہ تو پیش کر دی ہے مگر اس کو بچے کا کید اور سبوتا نہ دیا اور وہ بچے کے ساتھ خوشی میں سرشار ہو کر دوا پر بچے حضرت اسحاق علیہ السلام کے ہمکنار حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس میں حاضر ہو کر بچے کے ساتھ کھانا کھا کر ابراہیم سے ملے۔ اسی طرح وہی دوا بچے حضرت اسحاق کے ساتھ دوا پر میرے کو ملانی ہے جو اس طرح ان کی منت دہرے کے بچے کا دوا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ابراہیم علیہ السلام کی جگہ قرآن میں اس کو پیش کر دیا ہے کہ ابراہیم ان کی جگہ ملانی ہے۔

پھر ہم نے اس (سارہ) کا بیٹا سلام کو اسحاق کی طرح قریبی دینی ہونا اسحاق کے بعد یعقوب کی اور یہ دعویٰ آیا ہے کہ جس سے محمد ابن کسب قریبی رضو اللہ علیہ نے یعقوب استخلاف فرمایا ہے کہ اس کا بیٹا سلام ہیں کہ معرفت اسحاق علیہ السلام کو کیا سلام کو ان کے حکم جواز نہیں کیونکہ ان سے ہم بعد ولادہ جوئے کی حیثیت رکھنے والے ہیں اس کی تحصیل کو پہلے زور رکھنا ہے۔

انہو فرقتوں کی بدولت مغرب و مشرق کے درمیان ایک کتاب کی فاصلہ سلطہ، تمنا میں بسا ہوا عالم تھا جس سے یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ کا اہم نام نہ ملے ہوئے ہے۔ مگر سب سے اہم اس بات کو یہ کہ انہو فرقتوں نے اسی کو کھلا دیا۔

بیکر قرآن صاف کہتا ہے کہ انھوں نے جو کچھ لکھا یا پڑا ایسا ہی کیا نظر ہوتا ہے اور لوگ اس کی طرف سے ایک یہ بات سمجھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صبراً آپ کے ساتھ کو سلطویں ہیں، ہوا تھا کہ فرشتے آئے گا کا کہا ہے میں لکھا ہوا جس غار میں تھا اور قسم وہ تھا۔

اور اہل کتاب سے اہل بیت کا یہ معاملہ حضرت علیؓ کی طرف سے نہایت برا خیال کیا گیا۔ یہی سبب تھا کہ ان کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا گیا۔ چنانچہ اہل کتاب کے ساتھ ہر طرح کا برا سلوک کیا گیا۔ اہل بیت کے ساتھ تو بہت برا سلوک کیا گیا۔ اہل بیت کے ساتھ تو بہت برا سلوک کیا گیا۔ اہل بیت کے ساتھ تو بہت برا سلوک کیا گیا۔

حضرت ابو نعیم اس خبر کو سن کر کہہ کر ہوا: ہندول میں خوش ہونے کو نے کہا۔
 کیا سو سال کے بعد میرے اس بچے کا ۱۴ سالہ مہمان علیہ السلام آئے، کی جیسا کہ میں نے چھوڑ دیا تھا۔ وہ سال موت پہنچے ہیں اور حضرت ابو نعیم علیہ

ہر دم آزاد کو بھی جس کی حضرت اوصیاءِ سلام نے اس کی جگہ پر ایک تبریہ کا اظہار فرشتوں نے ان کو کیا تمام آپ سے پہلے اس امر کا احوال کرتے ہیں اور گنگوٹن نے بھی قریباً جیسا کہ میں اس کی گروہاں کی تھی۔ لیکن یہ سب خبریں مبنی ہر ایک سے سہو ہیں اور انسان کے حقیق کیا کیا چاہا ہے کہ انسان کی ضد و نقیصہ باتوں سے مکمل بچا جائے۔ نہ تکلف و عیالہ ان سے مکمل بچا جائے۔ نہ بھی کچھ نہیں ہے۔ یہاں اگر کائنات میں فرنگین و جود و شان کی تردید کر دی تو وہ ضرور مرد و مریم و نبی و نجات ہو گی۔

تفسير سورة الحديد في خمسة أجزاء

إِنْ أَزَلَّ يَتَّ رُجِعَ إِلَيَّ لِلَّذِي بَيْنَكَ مَبَازُكَا وَهَذِي لِلْعُقُومِينَ

بدلتی رہا مگر جو لوگوں کے لئے بھلائی کیا وہ قدر میں ہے (لوگوں وہاں بدلتوں کے لئے ہمارے کتلا، چارعت ہے۔ (سن آفل ٹرن ۳۰)

یعنی ماسٹروں کی ہدایت و نگرانی کے واسطے پہلا گھر چھوٹا بن گیا۔ ۱۷ مئی میں یہ ادارہ ایک تواریف ہے کہ ہر ایک سے مراد اعلیٰ تہ کی ہے۔

[illegible]

اور یہ کہ کئی ماسوں میں عطر مزاجی سے حضرت محمد مصطفیٰ (علیہ السلام) کی مہولت اور شانہ فرمائی ہے ایک یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ (علیہ السلام) نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر تم تمام اہم پرنازی کی جگہ تھیں (نہ چھوڑ جائے) لیکن حضور ﷺ کا ہوشیار رہے ہر اللہ عزوجل نے قرآن میں باری تعالیٰ اور تمام اہم پرنازی کی ایک جگہ

(سورہ بقرہ: ۱۲۸)

الفرق فی مقام ایمانیم میں قریم اللہ کے دستِ حضرت الانام علیہ السلام کے کلمات قدیم اول اسلام کتاب تک محدود ہیں جب تک
حالیہ سنی فقہ و لایس میں اس کے احکام کے لحاظ سے کیا مواضع فرماتے ہیں اور کون صحیح ہے۔

وَلَقَدْ رَمَوْهُ مِنْ أَرْضِنَا لِأَنَّهُ كَانَ
 زَوَّاجِيًّا فَرَفَعْنَاهُ عَلَى سَبْعِينَ
 أَلْفَ أَلْفَ مِائَةٍ أَسْبَابٍ مِّنْ أَرْضِنَا
 وَأَعَدَّ لَهُ فِيهَا مَا شَاءَ قَدِيرًا
 وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ إِنِّي خِشِيتُ
 الْكُفْرَ وَالْكَافِرِينَ فَرَبِّ اجْعَلْ أَرْضِي
 لَكَ وَأَرْضِي لَكَ وَلِأَهْلِ الْإِسْلَامِ
 فَاسْتَجَبْ لَهُمْ وَرَبِّ اجْعَلْ أَرْضِي
 لَكَ وَأَرْضِي لَكَ وَلِأَهْلِ الْإِسْلَامِ

اور حضرت امیر اہم گفتگوات معتمدیہ دارالعلوم مظہر عباسیہ علیہ الرحمۃ کے تھے ہیں۔

یعنی طبعی طور کے تحت عبادت گاہ میں کچھ لڑکے تھاموں، فقیہ مروت کے ہیں۔

فرمانِ بری خصال ہے اور ہر ایم و سائل یہی اللہ کی ہدیہوں کا امان ہے (تو زبان سے ان کے چکر لگاتے جا رہے تھے) اور یہ ہے یہ لوگ ایم
 سے (اس قدر مت کر) تو لہو فرما لے کے گلاب سے (اور) ماحول سے لے کر۔^(۱)

ہیں سے دلوں پر رکھیں گا انجمنی، غلامی اور اللہ عزوجل کی اطاعت و خوشنودی کو طلب کرنا، نبوی مطہر ہوتا ہے کہ جانتے بیانی کے ساتھ کام میں لگے ہوئے سال کرے ہے۔ یہی آسمانی اس صحت دہی کو مستحق قبول فرمائے پھر آئے ہادہ خداوندی میں عرض کرے جائے۔

اور یہ ہر دو گام کو گنا فراں اور دہرے طالع اور جاری الامور میں سے، اپنی لہریں پر درجہ صحت (خاصہ) کا ہر نام کو ہادہ سے عزت کرنے کے طریقے سے انہیں ہر طور پر آپ قبول فرمائے۔ بے شک آپ قبول فرمائے والے (اور انہیں ان میں)۔

الحاصل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے عظیم و اشرف سمجھ جلی اور زمین کے سب سے اشرف ٹکڑے پر خلی اور وہی ہے تب و گیاہ و جان و حشرات، پھر اپنے اہل کے لئے دہان برکت کی دعا کی اور نہایتی رزق حلال کی بھی کر دیا ان کو کھلوں سے رزق حلال فرما، (کیونکہ یہ زمین پانی و خشک کھلوں اور کھیتوں سے بالکل خالی تھی) تو پھلوں سے رزق حلال فرماتا، سے اللہ یہ آپ کی کمال قدرت اور شان خدائی کا مظہر ہوگا جس کی بنا پر وہ تیرا شکر کیا۔ انہیں ہر نام پر بھی درخواست کی کہ اس طالعے کو کتر حرم (انگن) کا ہادہ سے انہیں دہان کا گوارہ دے۔

پھر دہان نے اپنے دوست کی درخواست و اہم کو قبول فرمایا، بے شک اسی کے لئے تمام قرینیں ہیں پھر نے دلوں کا رزق دیا ہے، جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رحمت کو قبول فرمایا اور ان کی طلب کو پورا کر دیا اور قرآن میں بھی اعلان کر دیا۔

کیا لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ہر نام پر ان کا گوارہ دیا جبکہ لوگ اپنے آپ اس سے طے سے چلے جاتے ہیں۔ (ص ۱۵۰ ص ۱۵۱)

اور فرمایا کیا ہم نے ان کو جو زمین کی ایک ٹکڑی جس کی طرف ہر چیز سے کھلوں (کی وافر مقدار) آتی ہے جو ہماری طرف سے (ان کا) رزق فی ہے جو ہر شخص کا عطا انہیں کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بہت بڑی اور بڑی دعا بھی فرمائی کہ اللہ عزوجل ان میں ایک رسول بھی بھیجے سے بھیجے گا ان کی زبان کا ہر نام کی بھی لے کر عرب سے ہوا کہ اس طرح ان میں یہ دین و دنیا دونوں کا نام کی قسمیں پوری ہوجائیں۔

اور اللہ بزرگ و بڑے نے اپنے دوست کی یہ خواہش اور ہر نام کی پوری فرمادی اور ایک رسول ان میں بھیجی کہ ان میں بھیجا جائے اور وہ ان کا رسول ہے؟ اور جس کے ساتھ اللہ نے انہیں اور رسول کا سلسلہ ختم فرمایا اور اس کو وہ دین، مکمل طور پر حلال فرمایا جو اس سے پہلے کسی کو نہیں حلال کیا تھا، اور اسی عظیم رسول کی رحمت و رحمت نے زمین و دلوں کے لئے عام کر دی خواہ وہ کسی زبان کے ہوں کسی طالعے کے ہوں کسی ہی صفت کے حال ہوں قیامت تک تمام شہوں خدایوں ہر مقام ہر طرفہ میں ان ہی رحمت و کھدائی کی اور یہ اس عظیم و بزرگ کی تمام رحمت و رحمت تھی، کیونکہ اس میں بہت سے شرف و اعزاز تھے جو کہ ان کی ذات کا شرف و رحمت ان کے ساتھ بھیجی گئی تھی کی بلندی و کمال یعنی قرآن مقدس میں کی زبان تمام دینے زمین کی سرحد ان کی قیادت و فتح و فتح و فتح (تمام دلوں کی) ان کا اس عظیم و بزرگ کی اپنی تکرار رحمت پر انجانی نزی و شفقت لطف و رحمت اور ان کے اس آپ بھی عظیم کی جائے پیدائش بھی عظیم۔

اسی وجہ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے گھر کی بنیاد رکھی تو اللہ نے بھی ان کی اور ان میں عظیم رسول یعنی محمد ﷺ کو بھیجا اور دیا اور اس طرح حضرت ابراہیم کا آسمان و اسے کیسے رحمت انہوں کے کہ وہ طلب کرنے دلوں میں بھیجا اور انہیں عظیم سلطان و رحمت ہے اور رحمت انہوں کے آسمان و انہوں کے لئے کہ اللہ ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں طواف کرتے ہیں اور اس میں عبادت کرتے ہیں اور ہر قیامت تک ان میں سے کسی کی اولاد ان ہی نہیں آتی اور ہر نام کی قسمیں رحمت و رحمت میں ہر نام کی رحمت کرتے ہیں جس میں ہر نام کے لئے رحمت کا ہادہ ہے و اقوال طالعہ کی دکر کے ہیں، جس کے لئے کہ ان کا اللہ اور وہ ہیں رحمت فرمایا اس کو تمام قرینیں ملتی ہے کے لئے ہیں۔

اور انہی میں حضرت سید الدین علیہ السلام ہے کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسٹیکل طلب اسلام کو اپنے گھر کو گنا کا عہد فرمایا تو ان کو پتہ نہ چلا کہ اس کی جگہ کون سی ہے؟ تو انہی کا اللہ نے ہوا بھیجی جس کو فرمایا کہ کیا ہے اس کے گھر ہے اور فرمایا وہ وہ آپ کی اصل میں تھی اس لئے کہ اس کی یاد رکھ کر جگہ صاف کر دیا اور یہی بنی خدایں ظاہر کر دیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسٹیکل طلب اسلام نے وہیں کھدائی کی تھی کہ بنیاد یہ کھدائی اور اس وقت اللہ نے فرمایا تھا۔

و انظروا لما لا یروہم مکان البیت

اور جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ کھدائی (یعنی وہ جگہ جلی اور) (۲۰) پھر جب خدایں اللہ بھیجی اور ان کے طالعے ملے حضرت ابراہیم

عالم اسلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فرمایا ہے میرے بیٹے کوئی عمو مسیحی چمراؤ جس کو میں یہ بتاؤں کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پر کام کر کے بہت تک پہنچے تھے غرض کہ کیا میں شہادت کی وجہ سے سب کو چمکاؤ تو آپ نے فرمایا ہاں میں اس کا خدا بہت کر رہا ہوں مگر حضرت ہر ایم علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام ہرے چمراؤ لے کر آئے جو اس وقت اس کو جس خاک میں تدفین یافتہ تھا وہاں پہنچ کر اسے تخت میں تدفین کھانسی گامی کی طرح کھڑے حضرت آدم علیہ السلام جن سے ملے کہ اس کو اتارے تھے اور آپ پر لوگوں کی شکوائی کہ جب سے یہ لوہہ چکا ہے اسے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس یہ خبر کھائی اور چمکا کر ان کو اب بتا دیا کہ اس کو کھجور سے عذاب نہ ہوتا ہے بلکہ اس کو عذاب نہیں ہے۔

وَبِنَا لِقَابٍ مِمَّا أَنْكَرَ الْكَافِرُونَ (النمل: ١٧٢)

ہمارے یہاں ہرگز نہ ہے (اس خدمت) کو قبول فرما، کیجئے یہ نیک آپ مستحق اے (اللہ) جو خدا کے لیے ہیں مائیں الہی حاضر تھے اگر کیا ہے کہ عبادت اللہ کی کیا نازک ہے تمہارے سے بڑیا کیا ہے۔

(اوسم یہ ہیں حراصلوہ عند چاہ خلیل، لیکن ان کے طور پر نہ ہوں)

آگے فرمایا کہ جس وقت اداقرینین زمین کے پاؤں تلے وہاں کے پاس سے گزرے اور یہ قبر میں مصروف تھے تو چوہا کس نے تم کو اس کا حکم کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے تم کو اس کا حکم فرمایا ہے چوہا تمہاری بات کی تعمید میں کوئی کرے گا تو پانچ مہینوں کے بعد وہی کہہ دے گا کہ تم کو اس کا حکم فرمایا ہے اور اقرینین ایمان لائے تھے اور قصد فرمادی۔

اور ان کی امداد: اللہ علیہ السلام نے حضرت امیر المؤمنینؑ کے ساتھ بیت اللہ کا غلبہ بھی کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ بیت اللہ علیہ السلام کی قبر پر قرار دیا پھر قریش نے اس کی قبر کی جگہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی قبر میں سے جانب شمال جو شام کی طرف ہے نہ کر دیا۔

مجلس میں (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عائشہ کو) فرمایا ہے تو بس دیکھتی کہ میری قوم نے جب کبھی کو بیٹا تو ہم طبع السلام کو بنایا اور ساتھ ساتھ محمد بنی امیہ نے مرض کیا یا رسول اللہ! یہ ہے، ایسا کہ علیہ السلام کی بنیادیں بریں کو کیوں جسکا اہل اسخاف فرمایا کہ میری قوم کا زمانہ کفر قریب ہے نہ معاد کو نہ اسوا یک معاویہ میں مگر میری قوم زمانہ ہدایت کے قریب ہے نہ عوفی یا میرا ملک کفر کے قریب ہے نہ عوفی تو میں آجید علی کے عزائم کو کہ خدا میں فریج کر لیا کہ اس کا بعد از امان کے برابر کہ خدا میں عرض میں حاصل کرتا۔

[illegible]

میرتب حضرت عبداللہؑ کے ہوتے ہی عبداللہؑ نے مروانؑ کو کھڑک لے کر ان کو یہ حضرت عائشہؓ کی امانت چھانے چھانے کے لئے دیا۔

پھر جب سجدی بنی منصور کا زمانہ خلافت آیا تو انھوں نے حضرت امامہ کسین کی عزت و اہلیت سے متوجہ کیا کہ اگر کعبہ اللہ کی حضرت مہاشا بنی النضر کی حقیر کردہ صورت پر لونا دیا جائے تو کہا جاتا ہے حضرت امامہ باگ میں اس نے فرمایا بھڑوہ کہ تو کوک (ظفر) اس کو کھیل جائیگی جسے جانی جب کوئی بادشاہ اسے کا توڑے گا تو وہی اس کو کھٹے گا بلکہ امامہ نے اس کو کسی حالت پر برقرار نہ دینے پر آمنا کر پڑا تک ہے (امامہ اب ہندویں سجدی ہجری تک بھی اسی صفت پر رہے)۔

اللہ عزوجل کا اپنے بندے اور رسول اور دوست کی تعریف فرماتا

فرمان باری تعالیٰ ہے: اور جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے چودہ گار نے جن گھات کے ساتھ اڑایا تو ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا (چودہ گار نے) فرما: میں تجھ کو لوگوں کے لئے عیشہ بنانے والا ہوں (ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کیا: ہمارے میری اولاد سے؟ فرمایا: ہوا اور (چودہ گار نے) عرض کیا: نہیں، بلکہ لوگوں کے لئے۔ (۱)

جب حضرت ہمام نے اپنے پروردگار کے اطاعت اور احکام کو احسن طریقے سے پورا فرما دیا تو اللہ جل جلالہ نے ان کو ایسا مستحق قرار دیا جس کی بقول اللہ کی جائے قربانی کی عطا کی جائے۔ مگر حضرت ہمام طیبہ السلام نے ہمارے خداوندی میں عرض کیا کہ یہ منصب امامت و ائمتہ امامی کی امانت و عہدہ دینی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور منصب امامت پر ان کو اور ان کی آنے والی پشتوں کو فخر فرمایا مگر اس نعمت عظمیٰ سے ظالموں کو کچھ نہ کر دیا اور صرف ان کی عالمی اہم قسم کی امانت کو کسی طرف حیرت کے لئے چھوٹا کیا۔

[illegible]

مذہب کے لئے جو مشہور یا سب سے زیادہ ادا ہوتے ہیں..... اور اے انکار انکار کرنا یہاں ہے اس کی جگہ اس میں سے کون مراد ہے؟
اس سے مراد حضرت امام اعظم علیہ السلام ہیں، جو اول قول مشہور ہیں جو اولاد آپ کی اولاد میں سے ہیں لیکن پہلے تو جس نے ان کے
ساتھ رکھ لیا ان کا بھی حضرت امام علیہ السلام کی اولاد میں شمار کیا جائے گا اور اس سے جو غیر کہ حضرت خدو کی طرف لڑتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ
حضرت اولاد بھی اولاد میں ذکر ہے جس کا جواب ہم نے یہ دیا تھا افسوس۔

ایسا کہ گناہوں کے شمال میں ہے اور فرشتے

اور ہم نے فوج لکھ بایا ہم کو (رسول) جا کر انھیں ارمان و لافوں کی لالچ دیکھ کر جوت اور کتاب رکھ دی۔^(۴)

لہذا جو کسی اعلیٰ کتاب، ناول کی کئی کئی جلدیں، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی تھی آپ کی عبادت میں سے کسی حق و حقیر
 نازل ہوئی، اور چاہی کہ وہ کھلی کھلا کلمہ نہ ہو، اور نہ کسی کے نام سے جس کے نام سے حق پر ہوا یا جس پر حق نازل ہوا، جس کا ساتھ نہ ہو، جس کا
 میں ہوا کاٹے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت سے جو عظیم صلہ کے لوگ کے حق نازلے، اس کا ٹکڑا علیہ السلام پر ہر دو اساقی جانے سے ان کے
 اساقی علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام سے ہوا جن کی کتاب اسرا اٹل سے نازل ہوئی میں سے نیا ہوا کے کوئی قرآن مگر وہ ہے۔

ان میں نصرت بھی پہلی اور بہت پہلی تھی۔ کسان کے غیلوں کی کج خدمتوں کی کھنکھاہٹا سوائے اس اوقات کے جس نے ان غیلوں کو صحت فرما دیا۔ ان کو دوا بعد خود کے ساتھ صحت سے مراد فرما لی یہیں تک کہ کئی امرا ان کے ساتھ غیلا کا یہ سلسلہ حضرت یحییٰ بن علیؑ کا طاسامیٰ پہنچ کر ختم ہو گیا۔ اور دوسری طرف حضرت اسحاق بن یحییٰ نے ان کو دوا میں مرہب کی کیفیت، جہاں تھیں وہاں تھیں اور ان کی خوش بگمانی انتہا علما کے لئے گوارا بن گیا۔ یہ کوئی نئی نہیں تھا اس لئے ایک نئی کے متصور نے اگر تمام غیلا کا سلسلہ ختم کر دیا اور وہ آدم کی تمام مہلاد کے سرور سے بعد زیادہ عزت میں بنی آدم کے لئے رہا تھا عزت ہوئے۔

[illegible]

خدا نے انہی کے حضرت ابراہیم کو پیغمبر بنا دیا اور انہی سے نبیوں سے انصاف، مہربانی اور باطنی جدوجہد اور جدوجہد کے ساتھ جہاد کیا گیا۔

یہ ایک رنگ و رنگ میں سب سے زیادہ اہم کتب کے قریب اور جن کو اس کی اطلاع کر گیا۔ (۲۰) یعنی وہ لوگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
فرت متعجب کہتے ہوئے ہیں خوافان کے زمانے میں وہی یہ نیک کے بعد ایسے لوگ حضرت ابراہیم کے ساتھ تھے اور ان میں خاص طور پر کامل
ذکر جس کے بارے میں خوافان نے گزارش کی ہے کہ ساتھ فرمایا وہ خدا کی قسم جیسی کہ اللہ نے وہی دین شریعت و ضرور فرمایا
جو ان کے ہندو حضرت ابراہیم کے لئے فرمایا کہ خدا کے حضور کے ہاتھوں میں کوئی یہ اضافہ اور زیادتی کے ساتھ مکمل فرمایا اور
حضور ﷺ کو جو حکم فرمایا جو کہ کسی نبی یا رسول کو نہیں دیا گیا ہے اللہ نے فرمایا: ﴿مُؤْمِنِينَ﴾ (اے پیغمبر) کہ میرے یہ دو گارے مجھے سیدھا
دست دے گا اور اسے پہنچا دینا جس کو وہ سب سے زیادہ و شریعت میں سے نہ کہ وہ کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا عین اور میرا
مرتبہ ہی کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے جس کا کوئی شریعت نہیں اور مجھ کو اس بات کا حکم ہے اور مجھ سب سے اون فرماں
(۲۱)

اور ایک جگہ فرمایا ہے: **فَلَا تَمْلِكُ أَلْفٌ مِنْهُمْ شَيْئًا** اور خدا کے لاکھوں سے اور ایک طرف سے اور ستر کس میں سے نہ تھے اس کی فتنوں کے ٹکڑے کرتے خدا نے ان کے گرد چلے اور سیدھی دعا ہی چلایا تھا اور ہم نے انے کو خدا کی غلامی دینی تھی، اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے اگر ہم نے انہیں ایک طرف کی جنگ کی کہ انہیں ایک ہی دعا دی کہ وہ جہاد کی طرف کے اور ہے نہ، اور ستر کس میں سے تھے۔^(۱)

میں حضرت امیر مومنان علی رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ میں حضور یزدی کی مجلس فرمایا، اس وقت میں بھی حاضر ہوں گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے تم کو اپنے لیے ہی نہیں بلکہ دوسروں کے لیے بھی بھیجا ہے۔ (۸)

[illegible]

لقد اودت مددت منہ کما ہوا تاقی کہ جس کے ہاں رہا تیرے پاس جس کا کوئی حصہ نہ ہوتا تو وہ شخص نہیں سمجھا جاتا اور پھر اس کو دوسرے ساتھی میں ملن کرتے تھے اور اس وقت دشمن کی سرکین کے ہاں بڑی ہمت تھی۔ میں نے انہوں نے کعبہ اللہ میں بھی خود باطلہ اور کلمہ و ساجد کی تصویریں میں یہ خرچ کیا کہ جسے حق تعالیٰ کے ہاں سے میں حضور ﷺ نے راج الاطاعت فرما کر اس کی تردید کر دی۔ (م)

اور بدھ نے بعض غلاموں میں حضور ﷺ نے فرمایا۔

لقد ان پر لعنت کرے دو آدمی طرح جانتے بھی ہیں کہ ہمارے ہر گ (یہ) کلمہ دہا میں علیہ السلام) نے بھی تیروں کے ساتھ یہ قسم نہیں لی۔

تیرے ہر کہ بدھ نے لعنت پر ہم کے متعلق جو پہلی کلمات فرمائے کہ:

ان ابوہم کان امة لانا لله حنیفا ولم یک من المشرکین شاہد لا لعلہ اجمہ

حضرت ابوہم صیہ السلام کے متعلق۔ مت کا لفظ فرمایا جس سے مراد ہے تیسرا نام، چارے یا تھلائی، خر کا رتی، جس کے کھل قدم پر چا جائے لانا اللہ۔ یعنی اپنے تمام حالات و کمالات و کمالات میں نہ ہی نہ بدل کے گئے مگر وہ کھساری کرنے والا حنیفا یعنی حکمت و مسیت پر تعلق، مولم یک من المشرکین شاہد لا لعلہ اجمہ۔ یعنی اپنے تمام عقائد و عقائد میں وہ بدل نہ ہو اور حال کے ساتھ اپنے ہر گار کے شر میں مشرق و مقام اجمہ یعنی اللہ عزوجل نے ان کو اپنی ذات اور اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ (۱)

اور ان کو بدھ دست نہ لیا ہے اور ان کے لئے رملہ فرست کر بھائیوں کو کھدی ہیں۔

ان کو دوسری جگہ عزوجل نے اپنے دست کی تحریف دینی کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا

ومن احسن دینا من اسلم وجهہ لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنیفا و انعم اللہ

ابوہم حنیفا (۲)

اور میں نے کہا، اس سے اس شخص سے کن ابوہم ہوگا جس نے اللہ کے لئے اپنے چہرے سے (یعنی پہری ذات) کو تبلیغ کر دیا اور وہاں کرنے والا ہے جو اس نے دیکھ کر لبہ ابراہیمی کی تائید کی، اور اللہ نے ان کو اپنا دوست بنالیا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے دوست حضرت ابوہم صیہ السلام کے ساتھ اس کی تحریف سے یہ ہیں کہ کعبہ، بنی امیہ اور امراء مستقیم پر آجڑی تھی اور اپنے چہرے کے تمام حکام پر کیا، بدھ نے خود اللہ کے ساتھ یہ تصدیق فرمائی، بلکہ ان کو میرا نعم اللہی وہی۔ (۳) اور ابوہم ایم نے (اپنے) بدھ کا بسے حکام کو پورا ایم دانا کیا۔

مکمل آیت میں اللہ نے غور ان کے متعلق فرمایا کہ اللہ نے ایم کو دوست بنالیا ہے اور فضل کا لفظ استعمال فرمایا جس کے معنی ہیں انتہائی گہری محبت، جیسے کہ کتبہ لائے۔ لکھا۔

لقد دخلت مسلک الروح منہوذا صمی العلل عللہ

(۱) یہ محبوب ابوہم کی روح کے مسلمانے (میں) کوئی کلمہ نہ بولنا میں سوچا ہے، ان ہی وجہ فضل (ابوہم صیہ السلام) کا نام متعلق رکھا گیا۔

اس طرح واقعات و حیات اور دینی کا یہ عرصہ کہیں بدھ کو حاتم الانبیا، سید الرسل پر لے گیا اللہ کے ان بلا چاندی میں ممکن و غیرہ میں جناب الحق اور محمد اللہ بنی محمد و امی مسعود رسول اکرم ﷺ سے بدعت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

رفیق اللہ نے مجھ کو دوست بنالیا ہے۔

اور ان کے چہرے سے خطبہ میں اللہ کے دوست حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے لوگوں اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو دوست بنانا تو ایسا کہ کعبہ۔

جس کو کہیں ہر گ کہ میں (ابوہم صیہ) اللہ کا دوست ہوں۔

شخص نے اہل مسجد کی حدیث سے اس کو جرح فرمایا ہے۔

دلہا کی دھڑکتی دل سے پوچھنا کی ہوتی تھی جیسے افسانوں کے پیرائے میں کہتی تھی کہ تو اور سنا کی ہوتی ہے۔

حضرت مہدیؑ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو لوگوں کی مہمان نوازی بہت فرماتے تھے ایک دن ایک شخص نے کسی کی تلاش میں ملے لیکن کوئی ایسا نہ ملا جس کی مہمان نوازی کی فرج ہو تو وہاں تک گھر لوٹے وہاں ایک انجمنی آدمی کو کھڑا پایا، آپ نے پوچھا اسے اللہ کے بندے میری اجازت کے بغیر کیسے میرے گھر میں داخل ہوئے؟ اس شخص نے جواب دیا میں اس گھر کے مالک (یعنی پروردگار) کی اجازت سے داخل ہوا ہوں آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ جواب دیا میں ملک الموت ہوں اللہ نے مجھے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کے پاس بھیجا ہے کہ میں اس کو تم بخیر لے آؤں گا اللہ نے اس کو اپنا دوست منتخب کر لیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (یعنی بے شک اپنی اور محبت و حقوق کے عالم میں جو اچھی چیز ہو وہاں وہاں سے اللہ کی قسم اگر تو مجھ سے کچھ بتاؤ تو خواہ وہ دنیا کی آخری کھڑے میں ہو، میں اس کے پاس پہنچوں گا مگر بیشک کے لئے اس کا بڑی ہی سزا رہوں گا حتیٰ کہ موت آکر تار سے درمیان افراق ہو جائی کہ تار سے اس نے کہا وہ بندے آپ ہی ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (اعمالِ تعجب سے) پوچھا کہ؟ عرض کیا کہ میں آپ کو بتاؤں کہ میرے پروردگار نے مجھ کو اپنا دوست علیاً عرض کیا اس لئے آپ کو ان کو کھانا کھانے کے لیے جیاد کر کے بھیجے لیکن میں مایوسی میں ہی ہوں کہ اس کو دین سے لے آیا ہے۔

[illegible][illegible]

شریک برائے تیر کی حضرت اہل رومی جہد خدا سے مروی معراج کی مدد جہد میں ہے کہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام پہنچاؤں انہی کے لئے اور حضرت مروی علیہ السلام پہنچاؤں انہی کے لئے۔

ان کی اس بات پر بہت حرج کی گئی ہے لیکن بات کچھ صحیح سلوک نہیں ہوتی اور سچا بات ہر حال میں سچ ہے۔
(۱) مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا ہے کہ کرم ابن کرم ہیں کرم ابن کرم
موسلم بن یحیٰی بن یحییٰ بن اسماعیل بن ابی ہریرہؓ رضی اللہ عنہما۔

ابا اسحاق احمد بن ابراہیم روایت کیا ہے۔

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت ابراہیم کی انصافیت پر اس حد تک ہولناکت کوئی ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر میں نے تمہاری تیسری دوا اس دان کے لئے چھوڑ دی ہے جس میں تمام مخلوق کی ہر طرف مروجہ کوسے کی جتنی کالہا دیکھو گی۔

اور لیکن وہ مقام محمود ہے جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، میں، روز قیامت کو لوگوں کو آدم کا سر وار ہو دیکر گلا روکنی فرمائیں گے (بخاری مختصر)
 اللہ نے لوگوں کے حضرت آدم سے سلامتی کرنے کو ذکر فرمایا، پھر نوح سے، بعد از اہم سے، پھر موسیٰ سے، پھر عیسیٰ سے، یہاں تک کہ تمام اللہ کریم کے
 کے بعد آخر میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں گے اور یہی ہے سلامتی کی درخواست کر رہے ہیں حضور فرمائیں گے، یہاں میں تھیں گا۔ (فتح اللہ، اہم
 بخاری فرماتے ہیں) (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزا مت کون ہے؟ ان فرمایا
 جو سب سے زیادہ عزا متی ہے لوگوں نے عرض کیا ہم آپ کے بارے میں سوال نہیں کر رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: پھر لوگوں میں سب سے زیادہ عزا مت اللہ
 کے پیغمبر پر ہے جن پر ایمان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگوں نے پھر عرض کیا ہم اس کے متعلق بھی سوال نہیں کر رہے ہیں آپ نے پوچھا تو کیا
 عرب کے قبائل کے بارے میں تم سوال کر رہے ہو؟ عرض کیا ہاں فرمایا ان میں سے جو طاقت میں آتے تھے (یعنی آگے کے تھے) اور اسلام میں
 بھی آگے ہیں (یعنی ابابہ و جحشہ) اور ہوا کیا نہیں گئے (۲) اور مسند احمد کتاب میں (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفریق کے ساتھ نبی مروی
 ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

یہ شک کہ کیمیاہن کریم ان کریم ان کریم باغ صفت بن یہ خوب بن اسحاق بن ابی انیسر علیہ السلام اس کی روایت میں حضور ہیں۔
 (۱) اور علامہ کی کتاب میں بھی اس طرح تصریح دوسری سند کے ساتھ آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

کریم الدین کریم محمد بن کریم محمد بن علی السلام بن یعقوب بن اسحاق بن محمد بن علیہ السلام جس نے ۱۵۰

(۱) ابھی حالِ واحد میں جس کو امام احمد نے دعوت فرمایا اس کا جواب حدیث کے بعد ذکر کرتے ہیں حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو قیامت کے دن ننگے پاؤں اٹھائے جائیں گے جس سب سے پہلے جس کو پاؤں پر ناپا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، پھر حضور ﷺ نے یہ دعوت سنا کہ کھڑا ہو کر دعا فرمائی۔

کجابه لئا اول خلق تعبد (التوبه: ۱۰)

مجھے ہم نے پہلی طرف سے آتش کی اسی طرف دوپہا ہوتا تھا۔

فحشیں نے اس کا مجسمیں میں خرچہ فرمایا ہے۔ (۲) اس صورت سے ظاہر ہے حضرت ابو الہیاء کے حضور ہر شخص ہر نسل ہر سنی کا قریہ ہو سکتا ہے۔ لیکن صرف ایک مہینہ نسبت اس بات کے لئے کافی نہیں جبکہ پہلے حضور ﷺ کے اہل ہونے کے متعلق آجیہ خاصا آثار کے باجائے ہیں جن میں سے ایک مقام محمودی ہے جس پر قیامت کے روز لوگوں کو آخری سبب تک کر دی گے۔

اسی طرح منہ احمد میں ایک دوسری حدیث بھی۔ (نساء حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے

(١) حَقَّقْنَا عَلَىٰ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ، حَقَّقْنَا بِحُجَّتِهِ بِنِهَايَةِ الْإِسْلَامِ، حَقَّقْنَا لِعَبِيدِ اللَّهِ، حَقَّقْنَا لِمَنْ يَتَّبَعُهُ مِنْ أَتَابِعِهِ عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ - النَّخَّاسِ

٢٠) يورغلدا زاده الحاندى فى موضوع «خر و مسلم و الساسى من طرف» عن يحيى بن سعيد القطان عن عبد الله، وهو ابن عمى العمري، عن
 لهو قال الحاندى قال ابو اسلمه و مجمر عن عبد الله عن سعيد، عن ابي هريرة عن النبي ﷺ، قلت و قد اسند في موضوع آخر من حديثهما
 و حديث عبد الله بن سليمان، و الساسى من حديث محمد بن بشير، ارجعهم عن عبد الله بن عمر، عن سعيد، عن ابي هريرة عن النبي ﷺ و انه
 لما ذكره و انه

٢١) يور قال احمد، حديثا محمد بن بشير، حديثا محمد بن عمرو، حديثا ابو سلمة عن ابي هريرة، الخ

[illegible]

(١) لقوله من طريق عبد الله بن محمد بن عيسى بن شهاب، عن أبيه عن ابن عمر

٦. قاله الحافظ الذي رواه الإمام أحمد موطأ يحيى بن سعيد، حدثني مغيرة بن عبد الصمد، عن محمد بن سيرين، عن أبي هريرة

عن حميد بن سليمان الثوري وشعبة بن الجراح، كلاهما عن معوية بن النعمان الشعبي التميمي، عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ع

(۹) ہلال الامام احمد حنبلہ و تميم و ابو يعقوب، حنبلہ بن اسحاق بن ابي اسحاق، عن معن بن ابي عمار عن ابي اسحاق بن صالح قال

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچے حضرت اسحاق کی ایک لڑکی رکھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجھوڑا تو مکمل بن جاوے گا تاریخ کی ایسی غمی اور حضرت ابراہیم نے اپنے غلام کو لڑکی لینے کیلئے بھیجا تو وہ لڑکی کو ادا دے گا وہ سہارے کو جمع اس کی ہانڈاؤں اور مرصعات کے ساتھ۔

مگر حضرت ابراہیم نے خود ایک خاتون قنصوہ سے شادی کر لی قنصوہ کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئی لاکھ زمران معلقاں، لہان، و حلیہ اشراق اور شمع پیدا ہوئے۔

ہجرت سے قبل کتاب نے ان تمام کی ہوا دکھائی مگر کیا ہے جو سب قطعہ راکی ہوا اور میں شمار ہوں۔

اہل کتاب کی خبر دیا میں سناؤں مگر وہ نہ تھا علیہ نے بھی بڑے لوگوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت کھانے کے بہت سے عقد مختلف فیہ لے لیں گے۔

اور ایک قول کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ایک ایک آئی قصبہ کی طرح حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ولادت بھی ایک ایک آئی تھی، جبکہ اہل کتاب و غیرہ نے جو ذکر کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

اور اہل کتاب قصوں میں کہتے ہیں مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک سو پچتر سال کی عمر میں وفات پا گئے اور اسی مذکورہ زمین میں دفن ہوئے جو بحر وان السیاحی ہستی میں ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عین پڑوس میں دفن کئے گئے اور ان کے تین دکن کا اجرام ان کے دونوں پیٹھ پر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے قربا دیا، مخلوقات اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر آمین۔

اور انہی کلمے کے مقابل ایک پیدائش آئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ سال حیات رہے۔

(۱) کہیں جہان نے اپنی سند میں لیا یا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت ابو اہم نے قدم (آئے) کے ساتھ منظر فرمایا، چنانچہ آپ کی ہر ایک سوجھیں سال بھی باور اس کے بعد بھی آپ کی سال حیات سے ہے۔^(۲)

صاحب کتاب "تجلی فی جہان" آگے کچھ حیران کے بعد فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق سے مروی ہے کہ الطیغیہ لفظ جو حدیث میں آیا اسے ملانے کا نہ مہر لڑے جہاں فقیر ہوگی۔

اور مختلف ایسی چیزیں لکھنے فرماتے ہیں، کہ جو احتمال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خفت ای سال کی عمر میں ہوئی اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے اور بھی زیادہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی عمر میں کس طرح آئی ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسی سال کے تحت وہ دونوں یعنی پہلی اور اس حدیث میں اس بات کے اندر کوئی تعرض اور اختلاف نہیں ہے کہ وہ متعارض حدیث ہے۔

۱۳) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم پہلے جنس میں جنسوں کے شکار و شکار پر قابض تھا اور پہلے جنس میں جنسوں نے تاک لگا لی، مگر پہلے جنس میں جنسوں نے ذریعہ ہاؤس کو تاک اور پہلے جنس میں جنسوں نے قدم آگے کے ساتھ منتظر رہا، جبکہ ان کی عمارتیں سوئیں رہیں تھیں اور اس کے بعد اس سال زحہ سے اور پہلے جنس میں جنسوں نے مہمان نوازی کی کہ مہمان نوازی اور پہلے جنس میں جنسوں کے چال منع ہوئے۔

(١) إقبال أبو حاتم ابن حبان في صحيحه (١) النا السلف بن محمد الخندي بمكة، حدثنا علي بن زياد الطحفي، حدثنا أبو بكر بن عمار بن جريح، عن يحيى بن محمد، عن سعد بن المنصور، عن أبي هريرة - الخ

٢١) يوقدوه بالحطب ابن عباس كثر من طريق عكرمة بن عمر وهو جعفر بن قولي الصمدي - عن يحيى بن سعيد عن سعيد عن أبي هريرة
 قال قال ابن عباس: ذكر عمر بن الخطاب عن قول من زعم أن رفع هذا الخبر وهم: أخبرنا محمد بن خالد عن أبي سعيد، حدثنا قيس بن سعيد،
 حدثنا ثابت بن عجلان - عن أبيه عن أبي هريرة عن علي عليه السلام قال: (ذكر الحديث كما تقدم) قال: (وقد رواه الحافظ ابن عساكر من
 طريق يحيى بن سعيد، عن أبي عجلان، عن أبيه - عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم)

(٣) وقال محمد بن اسماعيل الحسن بن الراسبي: قال في تفسيره: كجاء عنه في هذا ذكره في الروايات حدثنا أبو يعقوب عن يحيى بن سعيد عن
عنه بن النسيب عن أبي عمرو قال: بلغ

حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ

حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ مبارک :..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں جو عظیم واقعات رونما ہوئے ان میں سے حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ بھی ہے اور ان پر نازل ہونے والا قرآن بھی ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کے باپ کا نام عازل بن اخیوت بن قحطیانہ تھا۔ وہی مقہور آؤر ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں اس طرح حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کے ڈکے ٹھکنے پہنچے ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام بعلبان کا دورہ تینوں بھائی ہیں اور کہا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد ہاران اخیوت میں ہیں جنہوں نے حران شام کی بلوا لائی پھر اس کو آباد کیا۔ لیکن یہ بات ضعیف ہے اور اہل کتاب کی تواریخ کے مخالف ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاقے عمان کے حکم اور اجازت کے ساتھ جلالین کو ملک خود خر کے مسم شہر میں آباد ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ آبادی بڑھنے پر مشعل جو۔ لیکن اس کے باشندے لوگوں میں سب سے زیادہ عداوت میں تھے اور ہر طرح کا فساد کرتے تھے اور میرٹ و کساد میں قائم رہتے۔ بدتر تھے۔ وہ لوگوں کو لوٹنے والے اہل کائنات میں سرور و برتری کے لیے تھے۔ اور کوئی بھائی کرنے سے باز نہ آتا تھا۔

خود انہوں نے دنیا میں ایک سیاحانہ زندگی گزار دی تھی اور آدم میں اس سے پہلے وہیں کی کافران تک نہ گیا تھا۔ اور ان لوگوں سے بھائی کے بعد جو تین جہاد نے اس کام کے لئے پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دینا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف بلایا۔ اور ان کا فتنہ اور عداوت سے مدد کا اور یہ وہ دور تھا کہ ان کے سامنے کوئی نہ تھا۔ لیکن وہ بھانے کے لیے سر نکھار اور گراہی پر ہر طرح کے سار اپنے کفر و فتنے پر آمیزہ مل رہا ہے۔

لوط علیہ السلام نے ان پر وہ عذاب نازل کیا جو ان میں نہیں ہو سکتا تھا اور ان عذاب پہلے کسی کو نہ آیا تھا۔ عذاب کا آنا ان کے مسم و خیال میں بھی نہ تھا۔ واللہ نے اس عذاب کے ساتھ ان کو جہاں دلوں میں جبروت اور مثال بنا کر رکھا۔ جس سے لوگ صلیت نکھری رہی جو۔ سے عداوت و مل نے ان کے تھکا پھٹی کتاب مقدس میں کی ایک نکتہ نازل کیا ہے۔

سورۃ اعراف میں فرمایا :..... لوط (لوٹا) کو جب اس نے اپنی قوم کو کہہ دیا کہ تم اپنی برائی سے باز ہو تو انہوں نے کہا کہ تم نے سب سے پہلے کفر کیا۔ تم ایسے لوگ ہو جو جہنم میں جاؤ گے۔ تم اپنی خرافات اپنی کہتے ہو۔ بلکہ تم جسے لکھتے ہو تمہیں (لیکن انہوں نے) کی قوم کو جواب اور کچھ نہ تھا کہنے لگا کہ ان کا ہی حق ہے۔ ان کا۔ یہ پاک بیٹے ہیں۔ ہر گز ان کے لوط کو کہہ ان کے ان کو کھاتے ہی سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے جاتے والوں میں سے تھے۔ اور ان کے ہم سفران (چھوڑ کر) اپنی (خدا) کا عذاب پر مایوس ہو کر ان کا عذاب میں کیا ہوا؟ (۱۰۰: ۱۰۱) اور سورہ ہود میں اللہ عزوجل نے فرمایا : اور عداوت فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کے پس بیٹے لوط؟ لوط؟ تو سلام کے بعد انہوں نے اپنی سلام کہا۔ لیکن کہہ خود ہوا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک بھائی بھائی ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے تو ان کو ناشی بھی نہ کرال میں غول کیا۔ ان حضرات نے کہ کہ خوف نہ کیجئے ہم قوم لوط کی طرف (ان کو ہلاک کرنے کے لئے) بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کی کڑی تنبیہ اس پر دی پھر اس نے اس کو اٹھایا اور اٹھنے کے بعد بیویوں کی خوشخبری دی اس نے کہا : اے مجھے چھوٹا بچہ تھا۔ میں تو عداوت میں یہ میرے شوہر کی بیوی تھی۔ یہ عجیب بات ہے انہوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی قدرت سے جو بکرتی ہو اسے اٹھایا۔ یہ تو حق ہے۔ رحمت اور ہمت تھی جس میں لوط کی طرف سے کفران اور بدترگ ہے۔

جب ابراہیم علیہ السلام سے خوف جا کر والد ان کو خوشخبری دی کہ انہوں نے قوم لوط کے ہاتھ میں بچھڑنے لگے۔ یہ ایک ابراہیم علیہ

اور یہاں ہمارے پاس ہے یہ منصوبہ ہے کہ ان تمام آئینوں اور دیگر اصولوں کے احوال کی روشنی میں اس تجربے کے مختلف حصوں پر روشنی ڈالنے کے لئے اسے پورے تجربے کو ششماہی بیان کیا جائے گا جس میں ہم نے غور کیا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو گناہ و عصیانِ شریک کی عمارت کی طرف بلایا اور ان کی کج اعمال و فسادِ حرکتوں سے ان کو ناکام بنوا دیا تو انھوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات کو ٹھکرایا اور ایمان نہ لائے حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص بھی ہمارا دست پر ہوا چارہ دار جن باقوں سے ان کو نہ کھانا تھا نہ بھی بالاحتساب۔ لہذا ان کی حالت پڑنے رہی اور ان کی عمر گزری اور اگر کوئی شخص سے ملے تو انھیں کہہ دیتا کہ سب سے بڑھ کر یہ کہنا کہ اپنے خیر خواہ اپنے حکیم حضرت لوط علیہ السلام کو کسی سچے دینی سے جو ان کی کجی کو مٹا دے اور ان کا خالق ازلہ اور جب حضرت لوط علیہ السلام ان کو سیدھا کرتے کی طرف بلاتے تو ان کے معصوم بچے کا ایک بی بی جواب دہ ہو کر ان کو دھوکے کے گھر والوں کو یہ بات کہہ دیتے تھے۔ (نمل، ۵۱)

[illegible][illegible]

قادیسیہ مولوی قادیان کے خطبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یابو یوسف کے کیے کے عالم میں خدائے اعلا جل جلالہ کے آگے اٹھ چکا اور پچھلے عہد رب العالمین ابراہیم علیہ السلام کے آگے سر کی بددعا و استغوثہ سے گھبرے خات حصار فرما۔

[illegible]

ابو اسرار علی بنکے پردہ گار نے فرمایا کہ جب ہمارے فریضے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو کہہ اے ہم اس سستی و اونٹوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بے شک اس کے اہل خانہ لوگوں ہیں (ابراہیم نے کہا) اس میں مرد و عورت و بچہ و عورتیں ہیں، اے ہم کہہ کر اہل خانہ کو ہلاک کرنے میں کون ہیں، میں مرد و عورت

وَالْمَرْءُ عَرَفْتُكَ لَا يَعْرِفُهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا تَجْعَلُنَا فِي سَعْيٍ وَمَا تَجْعَلُنَا فِي سَعْيٍ وَمَا تَجْعَلُنَا فِي سَعْيٍ وَمَا تَجْعَلُنَا فِي سَعْيٍ

[illegible][illegible][illegible]

اور یہ بھی ہے کہ جیسے اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کے خطاب کو نقل فرمایا تھا کہ تم جہاں چاہو جس سے لاگوں کی پس منہ خفا ہو سکتی ہے کرتے آجے اور ہمارے لئے یہ سب ہے تمہارے لئے جسے ہماری ہمتوں کو بھونکا کر دیا ہے ان کو بھونکا ہے اور ہم کو تم سے گوارے نہ ملے گا۔^(۲۷)

نوح علیہ السلام نے خفا میں ہی اپنے اس کو بھونکا اور حضرت نوح علیہ السلام کے نقل کی منہ کی کسی حد تک مراد ہوگی کی مثنی جو حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ میری بیویاں، بچے اور تمہارا گھر تمہارے لئے ہے۔

اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری صفات و کمالات جو تمام معجزات و اعدائے کفر کے خلاف ثابت ہو چکی ہیں، ان میں سے بعض کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے اور بعض کو احادیث و روایات نے بیان کیا ہے۔

—فہم

اور دوسروں کا بھی عقلی تجزیوں کو سراہا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ جکار اسی کتاب سے اخذ ہے اور یہ بات انہوں نے اپنے محفلوں میں اپنی طرف سے بڑی حالی اور تجویز کی ہے۔ یہاں اسی طرح انہوں نے لکھا اور غلطی ہے کہ اگر مٹھے جو حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ تھے، وہ کب عشاء کے وقت آئے تھے اور صبح کو کب آئے تھے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس تعالٰیٰ کیا، (جذیر قرآن سے پہلے معلوم ہوا کہ فرشتوں نے ہر امیر کے پاس کھانا پیش کیا) (نیکو فرشتے ان حاجات سے دور ہیں)

اس طرح اہل کتاب نے اس قمیے میں بہت بڑی ہونا غلطیاب کی ہیں۔

تو خیر آگے حضرت کو طویلہ اسلام اپنی قرآن کو رانے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا کرنا کہہنا تم میں کوئی آپ دوست کوئی بھی نہیں ہے؟ (۱۰۰:۷۰)؟

اس نیت میں حضرت کو وہیہ لہذا نے دوستا صومہ افریادے پہلے تو ان کو اس نیت سے روکا کہ جو شخص کام کرنے کے لائق نہیں ہے، پھر عمر فرشتوں کو ان پر کوہ طلبہ کا ان شکر کوئی بھی نہیں اور صلہ نہیں ہے کہ کسی ایک شکر کو بھائی اور خیر ہو، کہ تمام ہے ہر طرف ذریعہ حق طاقتور اور حق سکھ ہیں۔

اور شوق کا شعور بھی یہ تھا کہ غصہ ان کے ہاتھ سے خود حضرت کو طعناں لگایا، لیکن یہ ان کی ایک حقیقت کو ظاہر فرمادی اور اس طرح ان پر رحمت کا علم ہوا ہے۔

نفرخ جب حضرت لوداعیہؑ نے اپنی عزت و جاهان سے سوا کیا تو مجھے رسوا کر کے قتل کر دیا۔ (اے لوداعیہؑ) تو جانتا ہے کہ ایسا میری (قوم کی) بیٹیوں میں کئی خواہش تھی کہ یہ لوداعیہؑ کو قتل کر دے۔ (۷۷)

مذہب کی امن پر حکومت ہوگی طرہ سے دھرمی کے ساتھ اور وہ بھی اپنے نبی کے سامنے ہے جو وہ اور ہے کو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں غور توں کی فرمائیں نہیں بلکہ ہماری خواہشیں تو تو جانتے ہیں کہ خدا ماہر خاندان کا نام ہے، اسی وجہ سے ان کے اس کا کیا کمون کر حضرت اولیاء علیہ السلام نے فرمایا، کاش مجھے تمہارے متعلقے پر طاقت ہوتی یا میں کسی کھٹو یا مضبوط ٹکڑے کی طرف چلا ہوتا، (پورہ ۸۰) تو یہ کام حضرت ابو علیہ السلام کی کسی کی اور ہے یہی کہ کسی قدر مرنے والی کو کتاب ہے وہ ظاہر ہے آپ علیہ السلام ملک المومنین تھے ہیں اور فرماتے ہیں کاش مجھے تم سے منشی کی طاقت ہوتی یا میرا خدا خاندان ہو اور وہ دیکھ کر ہوتے جو تمہارے متعلقے پر دھرمی و اگر کرتے تو آگ شمشیر اپنے مہمانوں کی عزت پر چاہتا اور ان پر بکھرہ خطاب نازل ہو جاتا جس کے وہ مستحق ہیں۔

اور حضرت اوصیاء علیہ السلام نے جو فرمایا کہ کائنات میں کسی مضبوط قہر سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے؟ ایک حدیث میں بھی اس کا مطلب واضح فرما دیا گیا ہے۔

(۱) حضرت ام جریہ رضی اللہ عنہا سے عرفہ ماہ کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ایمان والے! عیالاء سے زیادہ مقدور ہیں کہ شجہ کریں اور اللہ (حضرت) کو یاد دلاؤ اور فرماتے ہیں: شجہ و سفود (یعنی اللہ) کی طرف سہاں بکرنے والے ہیں پھر اگر میں (حضرت) پر سبکی جائے، قتل میں بہتقتل کا حضرت پرست فخر کا شہید بنے گا۔ اے کلمہ کے کلمہ کو یاد رکھو۔ (۲)

(حضرت امام اہم کے مشفق فرزند کا مطلب ہے کہ انھوں نے تہسین و تمییزانِ قلب کے لئے خدا کے حضور دعا کی تھی کہ آپ مجھے دیکھا کریں کہ کیسے آپ ہر روز کو زندہ کر دیں گے، اگر ہر گز حضرت ابو اہم علیہ السلام تک نہ آئے تو ہم کو کھانک کر دے گا، نانی ہوتا ہے نہ کہنا تصور ہے کہ حضرت ابو اہم کا اہل ان بائیں مضبوطی اور فکر و فکر سے بالاتر تھا، ہوا تو خرمی صبیح میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو فرمایا اس کا مطلب ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نیکلس میں بادشاہ کی طرف سے ایک کابینہ آئے تو انھوں نے متعجب فرمایا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں ہوں تو ضرور قبول کر لیتا ہوں۔)

(١١) ولقد قال الزهري عن سعد بن السهمي في سبعة عن ابن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من قرأ سورة الفاتحة في كل صلاة لم يمت حتى يرى مقعده في الجنة»

(۱۴) ملکی وادہ کی طرف سے جاری شدہ ایک ایسی خبر ہے۔

کال لیا جہاں میں موشیں ہیں سے تھے، (اور) ہم نے اس میں ایک گھر کے طور پر مسلمانوں کا کوئی اور گھر نہ پایا، اور ہم نے اس میں کفن لوگوں کے لئے نہائی چوڑی جدار، ناک، خداب سے ڈرتے ہیں۔^(۱)

یعنی جو آخرت کے خداب سے ڈرے اور دُشمن سے نہ ڈرتے، اور اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف کرنے اور اپنی خواہش کو روکنے اور اس کے لئے ہم نے یہ قیمتی ہجرت نصیحت عطا کی ہے تاکہ وہ کلام اللہ سے بچے اور اس کی نافرمانیوں کو ترک کر دے اور قوم خدا کے مشابہ ہونے سے ڈرے۔

بے شک جس نے جس قوم کی عقل، عقیدہ، دل و دماغی میں سے ہو گا، اگر کئی امور پر نہ ہو تو جزوی طور پر ہی سہی، اور کما ضرر جیسے کسی نے کہا

فان لم تکنوا قوم بوط بعینہم لعدا قوم لوط عنکم ابعد

یعنی اگر تم نہ حقیقت قوم لوط نہ بنیں تو لیکن اگر بھی تو سہل و آسان سے دور تو نہیں ہے یعنی ان کی معاشرت ہو سکتی ہے۔

جسے عقل سمجھو اور اپنے رب سے ڈرنے والا وہ ہے جو اپنے رب کے حکم کو ماننے اور رسول کی تعلیمات پر عمل کرتے جن میں سے یہ بھی کہ یہ یوں اور پانچوں سے خواہش کو تسکین دے، اور آگ کے شیطان مردوں کی اتباع سے بچے، اگر کہیں اس میں بھی عذاب نہ آئے اور پھر وہ بھی اللہ کے اس فرمان کے تحت داخل ہو جائے۔

وما ہی من الظالمین بعد (ہر ۸۳)

اور یہ (سزا) ظالموں سے (اب بھی) اور نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کی شادی کو علیہ السلام کی دو بیٹیوں کے ساتھ کر دی، ابن کثیر نے اس کو ذکر فرمایا ہے لیکن اس کی تم قصص میں ایک کا اعلان ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے استنباط میں مسلمین سے بعض ہی کی مثال ذکر کرتے وقت فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور اسلام قبول کیا اور اپنے کو قبیلہ خزرج کی طرف منسوب کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا خود بخود بنو خزرج قبیلہ سے ہیں یہ حکم کیا آیا تو (اللہ کی طرف سے) ان کی یہ ادائیگی اور یہ شعیب کی قوم ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے سرسالی خاندان والے ہیں۔

پس اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اسی بات پر واضح دلیل ہوگی کہ حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسر ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام خالص عرب کا رہنے والے ہیں جن کو خوراک کھا جاتا ہے اور یہ وہ خوراکوں کے جن کا نسب جوں ہے خواہ وہ ابن اسد بن جریج بن زید بن اسد بن عبد بنی ہمدان بن ہمدان اس لئے کہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کے بہت طویل زمانے کے بعد آئے ہیں اور انھیں۔

پھر صحیح ابن ہشام میں انبیاء اور مکمل کے تحت کہنے کے وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا چار عرب سے ہیں اور انھیں عرب شعیب اور اسے ابوہریرہ قرار دیا۔

اور بعض بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام کو خلیفہ الانبیاء یعنی نبیوں کے خلیفہ کا لقب دیتے ہیں کیونکہ یہ اپنی خصامت بلاغت اور ذریعہ بیان میں اور اپنی قوم کو اپنی رسالت و ایمان کی بات کی طرف بلانے میں اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو فرماتے وہ انبیاء میں خلیفہ ہیں۔

اور اہل مدین کلاہ تھے لوگوں کو ملنے سے وہ کہیں کو چار اسان کرتے اور ایک کی پریشانی کرتے تھے وہ پانچ درختوں کو کہتے ہیں جس کے آس پاس بھی ایک جھنڈ سا ہوا ماضی کے درختوں کے جھنڈ کا نام ہے اس کی یہ پریشانی کرتے تھے اور آپ قول میں کی پریشانی کرتے تھے اپنے اوزان کے پھروں کو کہہ دیتے تھے یعنی تم کو مل کر بیٹے تھے، بیٹے وقت لاکھ وصول کرتے اور اپنے وقت کی کر کے بیٹے بھران کی حالت دار برائے نرس کھانہ انہی میں سے ایک خیر بھیجا ہوا تھے، رسول حضرت شعیب علیہ السلام تھے انھوں نے ان کو اللہ وہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور ان پر اسے افعال لوگوں کو اشیاء آپ قول میں تم کہہ کر دیا اور راہ گیروں کو لوٹان اور خوراک و کریمان فراہم کرنے سے منع کیا، بھلا یا اللہ! بعض لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر اپنے کفر پر ڈٹے نہ سمجھتی کہ اللہ نے ان پر بھی عذاب بند کیا اور فرمایا اور وہ ہر دست طالب ہے۔

جیسے اللہ نے فرمایا اسی صلح انھیں صلحاً الف اور یہ ان کی طرف سے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا کہ تم مہاشہ کی عبادت کرو اس کے ہاتھ راہ کوئی محبوب نہیں ہے، اسے ملک تمہارے پاس نہ رہا۔ سب کی طرف سے مکمل دلیل آئی ہے۔^(۱۲)

یعنی واضح بحث اور دلیل اور یہ ان تھکی ہے جو اس بات پر شاکہ اور مکمل ہے کہ جو کچھ میں ان بابوں اور سب سے ہے اور اللہ نے مجھے رسولی جان کر بھیجا ہے اور دیا ہے اور اے عبادت ہیں جن کی تفصیل ہم تک نہیں پہنچی اور یہ آیت ان کے چار عبادت و اذیت کرتی ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے اسے فرمایا، پس قول اور حق زور پر اور وہ لوگوں کو اشیاء گھٹا کرتا اور زمین میں فساد نہ پیدا کرتا زمین کے دست ہونے کے بعد^(۱۳) حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو انصاف کا حکم فرمایا اور اس کی مسامتہ پر اذیا لہذا کہ فرمایا یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان لائے والے ہو اور ہر بات سے نہ چھوڑنا چاہو، اگر تم لوگوں کو اور (اللہ کی) پڑنی نہ کرو اور ان کے اسوال نہ مینہ اور وہ پہلے والے لوگوں کو خوراک نہ کر، اسی آیت کو لا تسفدوا الصلح کی تفسیر حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ اہل مدین اور پہلے لوگوں سے ان کے اسوال کا وصول کرتے تھے۔^(۱۴)

اور اسحاق بن بشر حضرت جبر سے وہ دھماکا ہے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ قوم ظالم اور سرکش قوم تھی، راستوں پر چھو جاتی لوگوں کو نقصان پہنچاتی ان سے ان کے اسوال کا وصول حد بطور خوراک کی کے وصول کرتی اور سب سے پہلے اسے ان کی انہوں نے دنیا دانی

(۱۲) بخاری و ابی ہریرہ بن مسعود عن ابوہریرہ عن الصادق عن ابن عباس الف (۲) لا اعراف ۸۵

(۱۳) اعراف ۸۶

(۱۴) ۸۶، ۸۵، ۸۶

(۱۵) اعراف ۸۶، ۸۷

لگانے کے لئے کیا تھا کہ وہ نماز روزے جو آپ چاہتے ہیں رکھتے ہیں وہی آپ کو پہنچاتے ہیں کہ آپ ہم کو اور سے مجھوں کی عبادت سے روکیں
جس کی پرستش اللہ سے سلاطین، بزرگوار حضرات کرتے آئے ہیں، اور اسی طرح انہی معاملات میں بھی آپ کی غنائم اور غنائم کی مطابق
میں، اور وہ اسے ہادی کا جزا ہی نہیں، آپ سچ کہتے ہیں اور وہ اسے پستید و کاہد ہیں۔

اگر کہہ دے کہ آپ سچ کہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، انہی کے ساتھ ہیں، انہی کے ساتھ فرماتے ہیں کہ
بڑے کھٹکھٹانے سے یہ بات حضرت شعیب علیہ السلام کا مذاق اڑانے کے لئے کہی تھی۔

آگے حضرت شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں:

کہا ہے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اپنے رب کی جانب سے صادر ہوئی ہو، اور میں نے تمہاری جانب سے بھرتی زرق و برق کا فرمایا ہے
اور میں تمہاری طاقت کا لہر نہیں کرتا اس سے تمہاری شہرت کو بڑھائے گا، اور میں تمہاری شہرت کو بڑھائے گا، اور میں تمہاری شہرت کو بڑھائے گا، اور میں
صرف اللہ کے ساتھ ہے، ان پر میں بھروسہ کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں۔^(۱) یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعید و ہدایت کے
ساتھ نرمی و لطف سے کہنا ہے اور ان کو سننے کی طرف واضح اشارہ ہے کہ ساتھ دیکھو دیکھو کہ آپ فرماتے ہیں کیا خیال ہے تمہارا، یہ تمہارے لئے کہ
اگر میں اپنے رب کی طرف سے صادر ہوئی ہو، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
ہے یعنی تمہاری طاقت اور سادت سے نوازا ہے، میں نے تم سے بھروسہ کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
آگے وہی بات فرمائی جو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو فرمائی تھی کہ میں تمہاری طاقت کا لہر نہیں کرتا اس سے تمہاری شہرت کو بڑھائے گا، اور میں
کہاں سنی میں تم کو کھلیں، اور میں ان کے خلاف عمل کروں ایسا نہیں ہوگا، میں جب میں کسی بات کا حکم کروں گا تو سب سے پہلے تمہاری قوم کو جانواؤں گا اور
جب کسی بات پر سچ کروں گا تو سب سے پہلے تمہاری قوم کو کڑواؤں گا اور یہ صفت بہت عمدہ و خریف ہے اور اس کی ضرورت و ضرورت
ہے جیسے آخری زمانے میں نبی سرائیل کے ساتھ ملائے ہوئے ہیں اور اب تک ہے جس کے حقیقی حقدار علی فرماتے ہیں یہ تمہاری قوم کو کھلیں گا کھلیں گے اور
اب آپ کو کھلیں گے اور ان کو کھلیں گے، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
صفت ذکر کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (یَا مَدِیْنَةُ کُوفَہُ) اے کوفہ! کیا ہے، اے کوفہ! میں نے تمہاری قوم کو کھلیں گے اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
اور وہ اس کے گرد پھرنے کا جیسے کہ کوفہ میں ہوگا، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
کہا ہوا تھا کہ اس طرح اس نے نبی کو کھلیں گے اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
تمہاری قوم کو کھلیں گے اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں

اور یہ صفت انہی میں بھی نہیں ہوئی بلکہ کوفہ خاقی و خت میں ہوئی ہے اور یہ ملک شرف و سرور اور محلہ علم و حقہ ہیں جو اپنے رب سے
نہج کے ساتھ رہتے ہیں ان کا حال ایسا ہی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں تمہارے خلاف کرنے کا اور ان میں درمیان میں
کوں اور غور و فکر کروں، اور میں تمہارے خلاف کرنے میں صلا کا اور کرتا ہوں۔ یعنی میں اپنے تمام افعال و اقوال، احوال میں اپنی طاقت اور صفت
کے ساتھ صرف زمین میں صلا کر دیکھتا ہوں اور کرتا ہوں۔ اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
ہوں وہاں کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ یعنی اپنے تمام امور میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
یہ ظاہر ہے کہ میں ان سے تمام عیب یعنی زانے کی طرف رجوع کرتے ہیں فرماتے ہیں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
خدا اس کے گرد پھرنے کا جیسے کہ کوفہ میں ہوگا، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
ہوگا، یعنی تم کو کھلیں گے اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
کہ وہ ان کے خلاف اور ان کی طاقت سے جیسے کہ کوفہ میں ہوگا، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں
سے تمہاری طاقت اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں

دراکت نہ کی۔ وہ نہ عوامی مفاد اور نہ اس کے خلاف حق فرما رہے تھے اور نہ ان کی مسئولیت اور دلائل کو ان کی منہ پر اس کی تسکین کر دی تھی۔ اور
 چاہے جسے یہ سمجھ آئے کہ یہ بھی حق کے گناہوں کے ساتھ زبردستی لائے گئے تھے۔ لیکن پھر آج بھی اس نے نہ کہیں بدکرداری اور نہ جھوٹا سبب جس سے اس نے
 آواز دی، بدکرداری اور باطل، بیچ بھروسے کے تمام اطراف سے ان کے قتلے پر سادے لے لیا۔ اچھے نے جہاں بھی ان کے قتلے کو جان فرمایا اور جہاں
 مناجات، عین کے قتلے کو جان فرمایا۔

اگر تم نے میرا سکہ خدا کا نام لے کر خریدا ہے تو مجھے بھی تمہارا چمکاڑا ملے گا۔

سورۃ اعراف میں ہے کہ کفاروں نے حضرت شیبہ علیہ السلام کو قتل کیا اور دھکیلا اور ہستی سے جلا کر کتبہ کا کچھ ٹکڑے کاٹ کر یہ آٹھویں سورۃ لکھوائی۔ آج بھی لوگوں نے اس سورۃ سے پہلے قرآن پڑھ کر نماز کی ہے۔ اچھے گھروں میں اہل حق سے مل کر گئے تو یہی اہل کفر اور کفریہ کے کیا کام اٹھنے سے بعد کیا ہوئی انھوں نے قتل کیا اور اسی قصص نے ان کو حقیقت میں دکھا کر رکھا۔

اور سوزہ ہو رہی ان کے متعلق چنگیز کے خطاب کا نظم کی، جس کی وجہ سے ۱۲۱۱ء میں مغلوں نے انہیں کوکچے کے قتلوں سے افس
کے خیمہ کو آہستہ آہستہ تاراج کر دیا۔ چنگیز کے قتل کے بعد اس کی بیوی نے قتل کے واقعہ کو کئی بار بیان کیا، جس سے چنگیز کے
کی وحدت پر پورا زامہ لپٹی ہوئی تھی۔ چنگیز کے قتل کے بعد اس کی بیوی نے قتل کے واقعہ کو کئی بار بیان کیا، جس سے چنگیز کے
ذیل آیا تو اس کے لئے حساب ہوا کہ ان کو کسی اور جگہ پر بھیجا جائے جو اس کے مطابق ہو۔ لیکن انہوں نے اپنی کفایت اور انفرادیت
نے اس پر غور کیے۔ ان کے لئے ایک ایسا مکان چن لیا گیا جس سے ان کے لئے کوئی جگہ نہ ہو۔ لیکن انہوں نے اپنی کفایت اور انفرادیت
تعمیر کی۔ لیکن ان کے لئے ایک ایسا مکان چن لیا گیا جس سے ان کے لئے کوئی جگہ نہ ہو۔ لیکن انہوں نے اپنی کفایت اور انفرادیت

خود سے شعراء بھی ہے کہ ان کو سنا کر ان کی اپنی اصل کے خطاب نے آدمی پر ہادیان کی مانگ دلو اعلیٰ و عجب کا نتیجہ تھا انھوں نے کہا خدا کا یہ
پس اگر میں میرے آپ صرف حاکم طرح کرتے تو ہی نہیں اور ہم تو آپ کو کسی مجاہد کمان کرتے ہیں بلکہ آپ ہم پر آسمان سے عذاب کا ایک ٹکڑا کر رہے
آئے آپ جس میں شعیب ضیا السلام نے کہا میرا رب کہہ دو، اللہ سے عذاب بابت ہے، اللہ اکلنے کو من کا مال لانا چاہتے ہے۔ (۱) اللہ اللہ نے ان
کی خواہش کو قبول فرمایا قرآن بھی ہے کہ انھوں نے شعیب کو بھیجا تو ان کو سنا کر ان کے ان کے خطاب نے پھر کیا بلکہ وہ جو سن کر ان کا خطاب

(۳)

۱۰۔ بعض مشرین جیسے علامہ لکھنوی، علامہ خاں صاحب، علامہ ابوالکلام آزاد، علامہ کوثری، علامہ راستی، علامہ قاری، علامہ ضعیف، علامہ

اور انھوں نے یہ خیال اس وجہ سے اپنایا کہ جو یہ ہے کہ اعلیٰ نے ایک جگہ فرمایا کہ صاحب لاکھ نے زکریا کو چھوڑ دیا جب میں کو شعیب علیہ السلام نے کہل (۱) کہہ دیا اس حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کا لڑکا نہیں کہا، اور ہر عورت کی جگہ فرمایا کہ میں نے اس کی طرف ہم نے اس کے بھائی شعیب کو بھیجا (۲) ان دونوں باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام سقہ سوں کی طرف پیچھے سے صحابہ لاکھ اور اصفیہ بن عبد مناف حضرات کی دوری صحابہ سے کہ صاحب لاکھ کے لئے ساتویں کے تھاب تھا کہ فرمایا ہوا میں نے کے لئے غزے کے پٹے کے تھاب کا کوثر ملا۔

مکملی رات کا حجاب تو یہ ہے کہ اسٹاپ لانا کہ جسے ساتھ ہوئی ہوئے کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کیونکہ ساتھ میں تو ہم کی اصل توجہ تھی اسباب
الہیکہ ہونے کو یہاں کیا ہے اسٹاپ لانا کیونکہ اسٹاپ ہے کہ یہ اسٹاپ ہے کہ یہاں کی توجہ تو قرآن میں جہاں کی اس کی صحیح صفت آ کر کر گیا تو اس
جگہ ایک ذخیرہ رکھنے کے لئے ہے کہ اسٹاپ کرنا کہ اسٹاپ ہے کہ یہ اسٹاپ ہے کہ یہاں کی توجہ تو قرآن میں جہاں کی اس کی صحیح صفت آ کر کر گیا تو اس
اسباب لانا کہ یہ اسٹاپ ہے کہ یہ اسٹاپ ہے کہ یہاں کی توجہ تو قرآن میں جہاں کی اس کی صحیح صفت آ کر کر گیا تو اس
اسباب لانا کہ یہ اسٹاپ ہے کہ یہ اسٹاپ ہے کہ یہاں کی توجہ تو قرآن میں جہاں کی اس کی صحیح صفت آ کر کر گیا تو اس

اس فرق کا کلمہ لطیف اور ہار یکہ اور فرق ہے۔

مدرسہ اہل مکہ کا جواب یہ ہے کہ اگر عقل غریب کے متعلق یہ ہے کہ وہ ہے HUN اس میں تو ہمارا شی کے قرآن کے مطابق الہیہ کو پہنچا

یعنی جب وہ مدت میں ہنگامہ تو ان کے علاقے سے موز کر دیں کہتے ہوئے انہوں نے زکوٰۃ کا حق نہ کیا۔ اس نے کہا اے تو میرے ملک میں نہ تو اپنے آپ کے بیانات تم تک پہنچاؤ اپنے چھ ماہ میں لے تمہارے لئے بہت غیر خفاقی کن مگر تم نے میری ایک مذہبی اور جو مجھ پر واجب تو میں نے لیا اور تم تک پہنچا یا اور تم سے کائنات غیر خفاقی کر کے دلچسپی اور حق میرے میں تھا اور جتنے تک میں پہنچا۔ مگر میں نے تمہارا بیعت میں نہ کی کرتا چھوڑی اور میں اس پر بہت حریف تھا لیکن میری تمام کوششیں بیکار تھیں اور انھوں نے تم کو کوئی نہ کیا اس لئے کہ تمہارے گمراہ کر دے اسے کوئی بیعت نہیں دے سکا اور ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔ مگر جو ہوا سو ہوا آج کے بعد میں تم پر نہیں نہ کر دیں گا، اس لئے کہ تم نے ہی نصیحت کو ٹھکرا دیا تھا اور درمیان دلت کے دانت سے نہارتے تھے۔

اس وجہ سے فرمایا اس کا فرقہ ہم پر تو انہوں نے؟ یعنی جو خود کو ملحق حق سے گمراہ ہے اور اس کی طرف اپنی بھرپور تہذیبی توان پر اللہ کا مطالبہ کر رہا ہے جو اس تک ہو سکا اس کو کوئی رکاوٹ نہیں اور اس سے کوئی چٹکا رہا نہیں۔ اس سے کوئی ہی فرقہ نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بن ہمن بنی ہاشم علیہ السلام حضرت جعفر علیہ السلام کے بعد تھا اور اب بن ہمن سے مراد یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام ہزاران پر ایک ان لانے والوں کے لئے کہ میں وفات پائی اور ان کی قبریں خود خود مسموع سکھ کے درمیان کھینچ کر لی جو اب ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر خیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ، دورانِ انجام کا کردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کائنات سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں اور ان کے زمانے میں جو حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ پیش آیا اس کو بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اہل عرب بن کا قصہ ذکر کریں گے۔ کیونکہ قرآن مقدس میں بھی کچھ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے قصے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے قصے کو بیان کیا گیا ہے اور ہم نے ان دونوں کو لکھنا بھی بعد حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر کیا۔ اور اہل عرب بن اور اصحابِ ایک دونوں ایک ہی جہات کے ہم ہیں جیسے کہ ہم بیان کر چکے تو ہم نے قرآنِ عظیم کی اتباع کرتے ہوئے دونوں کو ایک دوسرے کے بعد ذکر کیا۔

مہربانم معصومہ امراؤم علیہ السلام کی اولاد پر تفصیل کا رُشروں کرتے ہیں، کیونکہ ان کے ان کی اولاد میں نہ تو کتاب ہیں، کے لئے دیکھو

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر مبارک

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکلی بیٹے تھے، جیسے کہ وہوا لیکن سب سے مشہور وہابی ہوئے کیونکہ دونوں عظیم و مقبرہ گزرتے ہیں، اور ان دونوں میں حمزہ اور زکری کے گناہ تھے۔ جیسے کہ قول کے مطابق اور بعد ازاں داغ ہونے والے اور اس وقت کے کھڑے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے باوجود عظیم مصیبت کے عظیم طور سے ختم کیا اور جنہوں نے کہا کہ داغ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ انھوں نے اس کو بھی سہرا تھیل کی خبروں سے نقل کیا ہے۔ وہی اسماعیل علیہ السلام جنہوں نے اٹھنی کی کتابوں میں قیامت و انجیل کو بدل لا کر خرافہ کیا۔ اس میں وہ بدل کیا اور جو تارے ہ انھوں میں حق ہے اس سے سزا سزا اور اس کی مخالفت کی اور یہ جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے داغ کا ختم ہوا تھا جس وقت کھڑے اور ختم تھے۔

اور جو کہ بھی ہو بہر حال تمام کتابوں میں تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ راجع اسامیل علیہ السلام ہے مگر ان سے بھی بلکہ ان کی کتاب میں بھی مصاحف کے ساتھ ہے کہ اسامیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ختم کیا جبکہ ابراہیم علیہ السلام اپنی مری جہیز کی ہارس دیکھ چکے تھے اور جب اسکا بیٹا ہوا تو اس وقت حضرت ابراہیم پر ایک سو سال بیت چکے تھے تو حضرت اسامیل علیہ السلام ہی انکو لے اور دیا ہوئے، صورت کے لحاظ سے بھی ہر قسم کی گھٹا ہے۔

صورت کے اقتدار سے اس طرح اٹھ گئے ہوئے کہ آپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شیرہ سال تک نہ تھا فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام تیس سال کے بعد پیدا ہوئے اور میں اس طرح اٹھ گئے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی والدہ ماجدہ علیہ السلام کو لے کر خیبر بھی اسماعیل علیہ السلام دودھ پیتے بیٹے تھے جو ان دلوں کو لے کر دوا کی کارخانہ کے چھاڑوں کے درمیان بیٹے حصار میں ہے آپ دیکھا کہ چھڑاؤں نے بھی کیا ان کے ساتھ پانی اور دوش بھی نہ تھا مگر تھوڑا سا دودھ بھی قسمل قسمل اٹھ کر چھڑاؤں نے بھی ان کو اپنی محبت و شفقت و رحمت سے کھیرا لیا ہے جس کے بعد وہ بڑا کارساز اور کائناتی سے بے غور و غفل ہو گیا ہے۔

۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عصرت و مہنی کے لحاظ سے انکو نے فرزند ہی لیکن کون ہے؟ جو اس راز کو جانے والا ہو کون ہے جس سے حق پرانے؟ اور حقیقت ہے کہ اس کا کوئی انداز اور طرح کے ساتھ انھوں کو نہیں کہہ سکتا سوائے ہر شیخ پر کے۔

[illegible][illegible]

اگرچہ ان کے والد نے ان کی تعلیم کی تکمیل کرنا چاہی تھی مگر ان کے والدین نے ان کی تعلیم کو روک دیا تھا۔ ان کے والدین نے ان کی تعلیم کو روک دیا تھا۔ ان کے والدین نے ان کی تعلیم کو روک دیا تھا۔

حضرت محبوب عالمی دلی کے آخری حصہ بیان کے بارے میں لکھتے ہیں: "میرے چلنے والے چاروں گویا ایک جگہ سے تھکے ہوئے ایک آدمی کی طرح تھے۔"

یہ شعر ہے مکتوب علیہ السلام غروب شد، دیکھتے ہیں کہ آگ آگ سے منور تھا ایک عرصہ میں آگ بج گئی ہے اور فرشتے چاہتے ہیں کہ آگ دوبارہ بجے اور
خداوند کا تعالیٰ مکتوب علیہ السلام کے غائب ہو گئے ہیں اور فرماتے ہیں میں آگ کو تو مکتوب پر گزشتہ دوں گا کہ میری آواز نہ آئے تو میں آواز دوں گا، میں نے
جی۔ لے کر کہاں کا کوثر ہے بعد میں میری آواز آگ کے لئے آگئی۔

۴ حضرت جناب علیؓ سے یہ سنا کہ اہل بیتؑ سے سرشار ہو گئے اور سنتِ نبویؐ کی گواہی دینے کی طرف مچے۔ انہوں نے کہا: (اگر تمہیں یہاں لیتے تو خواب تمہارا کلمہ سنا دیتا اور اس کی عہدت کے لئے ایک مقررہ جگہ کا نام دیتے۔ یہ سب تمہاری ہی بات ہے۔) ان کا جواب تھا: اے اللہ! اس کی عہدت کے لئے ایک مقررہ جگہ کا نام دے گا اور یہ سب تمہاری ہی بات ہے۔

[illegible]

۱۰۔ جس نے قرآن میں اللہ اور اس کے رسول کے لئے جہاد کا حکم دیا ہے، اس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے جہاد کیا ہے۔

۱۰ حضرت علقمہ علیہ السلام سے سات سال کا بچہ اور بھوئی بھی سے بھی ٹھانی کر لی۔ دوا یہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔ مگر قورات کی نہایت سے منسوب ہو کر دوا یہ مکمل تھا۔ انہی سات ہی شریعت میں جس کو دیا جاتا ہے۔ ان سات ہی بات میں ان کی شریعت پر اعتراض کرتے ہیں۔

۱۰ ہاں شراب کا حاصل نہ کرے گا۔

پھر وہاں قرآن مجید جھڑا دیا لیکن پر حضرت یعقوب علیہ السلام اور ہاں کے درمیان مسامحہ کر دیا کہ وہ ان کی بیٹیوں کو زلیات و ہلاکت میں نہ لے گا اور ان کو کچھ ضرورت سے شادی نہ کرے گا۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام ہمارا اپنا ایک بھائی ہے۔

پھر روزوں نے رحمت کی اور تمام قوم نے کھانا کھا اور پیو ایک نئے دوسرے کا کھانا کیا اور قیام پڑھنے والوں کی طرف چل دیے۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام ہر زمین "ساحل" کے قریب پہنچے تو آپ کے پاس ٹھاکر آئے اور سوال نے لکھ کر رہا کیا۔ کئی نے کی تو شہزادی۔ پھر آپ نے "نہ کوچنے" کو ہمارا "صاحب" کے پاس بھیجا کہ جا کر ان کو نرم کرے اور ان کے ساتھ قریب و کھارے سے خوش آ کر ان سے خدمت کرے۔ لیکن ہمدانی آیا اور خبر دی کہ "صاحب" کو چار سو سو روپے کے ساتھ آپ کی طرف بلا رہا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پر خبر سنا کر فوراً دو گئے اور ان کے ہاں کی بارگاہ میں نماز ادا کی اور پھر دعا پڑھا دی۔ اور اللہ نے مسامحہ فرمائی کہ وہ کھانا کھا کر وہاں رہ کر رہے۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بھائی کے لئے تعلیم چلے تھو تیار کیا۔ اور تھو اپنی چیزوں پر مشتمل قودو سو کھانیاں دیں۔ پھر ۱۱۰ ہجری میں ایک مینڈے میں شہنشاہ دوم کی ملازمتیں پائیس کا تیسرا "ہی" خلیا لیکن کدھی گدھے۔

اور پھر اپنے ملازم کو حکم فرمایا کہ ہر ایک قریع اصف یعنی کربوں کو طبعہ بھڑوں کو طبعہ علیہ کرے اور ان کو بیک کرے اور وہ بد و بدو ہوں کے درمیان مسافت ہو جس کو میں نے طبعہ اور ہاتھ کون ہے "۱۱۰" یہ کہ قابل ہے۔ اور وہاں دے تیرے غلام یعقوب کا۔ چہ اور اس نے طبعہ حق کے بعد ہمدانی کی خدمت میں دینے ہیں اسی طرح ہمدانی کے پھر اس کے بعد والا انظر سب یہ کہیں۔ اور ہر ایک یہ بھی کہے کہ یعقوب علیہ السلام خود طبعہ کے پیچھے کر رہے ہیں۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام امی و دلوں سے ہواں اور دلوں ہاں اور اس نے تیار و نروغوں کے ساتھ ان سب راجوں سے دورات بھائی مسافرت پر ہوئے۔

۱۲ حضرت یعقوب علیہ السلام کا قاضی طرح ہاں ہاں ہو گیا۔ رستہ کو طبعہ دینا کہ ہلا کرے پھر جب رات کے بعد نگر و وقت ہوا تو ایک فرشتہ آسمانی نکل میں آئے کہ سامنے آیا حضرت یعقوب علیہ السلام اس کا انسان بھڑ کرے کہ پاس آئے اور اس کو بچے زلیا اور غلبہ کیا پھر فرشتے نے ہمدانی کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ناک میں گھونپا۔ پھر جب صبح روشن ہوئی تو فرشتے نے پوچھا آپ کا نام کہ ہے آپ کا کیا یعقوب علیہ السلام فرشتے نے کہا آج کے بعد اسرا نکل کے علاوہ آپ کو کچھ راجا نام نہ سب نہیں۔ پھر حضرت اسرا نکل نے پوچھا تو وہ کون ہے تو وہ چلا گیا پھر حضرت یعقوب اسرا نکل کو پتہ چلا کہ فرشتہ تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سچ کی اس طرح کہ آپ نگر و نکل رہے تھے۔

اس وقت سے نئی اسرا نکل مرقی و نگر و نکل تھے۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی نگاہیں کفر و رستہ کو کھانیاں چار سو روپے ہاں کے ساتھ آ رہا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ہمدانی کی خدمت میں پہنچے اور اپنے بھائی میں کو کچھ قریات مرتبہ ان کو بھڑا کیا۔ اور پاس دینے میں نکلا سلام تھا۔ اور ان کے ہاں شروع تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا بھڑا بھی اسی طرح کا تھا اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کان کے ہاں آپ اور بھائیوں نے کیا تھا پھر میں نے اپنے چھوٹے بھائی یعقوب علیہ السلام کو کچھ قریات کو کھانیاں دیا ہوں۔ پھر میں نے نظر اعلیٰ قریات کو کچھ بھڑا کرنا میں کہیں سے آپ کے پاس آئے؟ کچھ بھڑا کرے جس سے غلام کو بھڑا گئے ہیں۔

پھر وہاں پاس آئے کہ میں انہوں نے میں کو بھڑا کیا۔ پھر بھڑائی ہوئی "۱۱۰" کے بھڑا اور میں کو بھڑا کیا اور اس کے بیٹوں نے بھی بھڑا کیا پھر راجاں اور ان کے نگر و حضرت یوسف علیہ السلام آئے جسے اور بھڑا کرے میں نہ کر پڑا۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بھائی کی خدمت میں احتجاج کیا کہ اس کا یہ قول کہ میں اور خوب امر کیا تو بآخیر میں نے یہ قول کرنا اور میں اس کے بعد ہمدانی کو کچھ "۱۱۰" کے میں دلا۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اسی اپنے لعل و حیاں کے بعد جو کچھ ساتھ میں ہوئی

جاوید خروار سے سب کو لیکر کھانچ گئے اور ان کا ارادہ سامعہ کے پیازوں تک پہنچا تو مگر جب ماحول کے پاس سے گزرے تو ایک کھرباز یا ایلود ہوا
 سارے کھرباز۔ مگر یہ غم کے پاس ایک بستی ہے۔ گزرے ہوا تو اس بستی سے پہلے ہی ایک جگہ پر اودھال کر پھیر گئے اور ایک ٹھس ٹھس میں عیسیٰ کی زمین پر
 بھیڑوں کے دہلے لڑے۔ ایک ایلود ہوا جس نے ان کو ایک جگہ پر خانہ بنا دیا اور اس کا پہلو رکھا۔ یعنی اس راسخ کا ایلود ایلود نے ان کو چھوڑ دیا
 یہاں ایک ایلود بنا گیا تاکہ اس سے ایلود کا کام بدلے ہو۔ یہی چھوڑ دیا کی جگہ پہنچ کر پھر یہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جاتے وقت مل گیا
 تھا جسے گنڈو رکھا۔

اور یہاں اس کتاب نے یعقوب علیہ السلام کی پہلی زبان کا ایک قصہ آرکیم ہے جو اس کی ہوتی ہے۔
 ہوا کہ یہ یمن بخور اس کی کو جواز ہے گھر لے گیا اور یہاں ایلود اور والد کو پیغام نکال دیا تو دنیا کے یہاں ایلود نے کیا امر چوری بات ہی لیں
 گے جبکہ تم سب غصہ کر ایلود۔ مگر جلد ہی تمہاری آئیں میں رشتہ دار ہیں جلی چلی گی۔ کیونکہ ہم غیر غصہ والی قوم سے رشتے دار ہیں انہیں کہتے تھے
 انہوں نے ہاں کر لی اور تمام نے غصہ کر لی مگر جب تیسرا روز ہوا تو ان کو غصہ سے سخت تکلیف پہنچی تو آل یعقوب نے تمام کو اکٹرا کر دیکھا کہ ہم لوہاں
 کے باجہ ہو کر کوئی غم نہ دیا۔ کیونکہ ایک تو انہوں نے غصہ کرنا تھا اور دوسرا اس مسئلہ پر ایسی ہی کی تو جین کی جس کو یہ توں کی مہنت کرتے تھے۔
 اسی ہر سے آل یعقوب نے ان کو لکھ بھیجا کہ وہ ان کے سوال بھی ایلود نصرت کے معائنہ کر لے۔

پھر انہیں جو سب علیہ السلام کی ایلود ما، جدہ ہیں ان کو بددہرہ ملے ہوا تو ان سے ایک ایلود لایا لیکن بیجا ہوا لیکن اس بچے کی بڑے خوش کیا تکلیف
 میں ہی حضرت صالح کی رفاقت ہو گئی اور یعقوب علیہ السلام نے ان کا فرات میں دیوت لم کے ایلود ان کو والد میر بطور نشانی کے ایک چھوڑ دیا جہاں آج
 تک راجہ کی قبر پر ہے اور یعقوب کی اس طرح فرار کو نادر یاد ہو گئی لایا گیا۔ سے روز قبل، شمسوہ لادلی، یہ ہذا دیا اس طرح زولون و لود "عالمی" سے
 ہر صفا لدر لایا لیکن، لود راجہ کی باغی سے دان اور لکھالی اور لکھا کی باغی سے چاہو لدر شیر طہم اسلام۔ اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام اسے والد
 حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آئے اور مردان بستی میں انصاف نہ ہو گئے جو مردان کھنڈ میں ہے لدر، لیکن حضرت جدہ عالم علیہ السلام کو کھنڈ
 نہ رہے۔ پھر حضرت اسحاق علیہ السلام چار ہوئے لدر ایک سو اسی سال کی عمر ہر کہ میں وفات پا گئے اور ان کو کھنڈ کے روز رازہ میں خیر یعقوب خیر
 اسلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کیلئے لدر کے پاس ہی ایک کھنڈ لکھ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے فریجی کی۔

حضرت اسماعیل (یعقوب) علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں جو عجائبات پیش آئے ان کا ذکر جن میں عظیم واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے قصوں کے بارے میں پورے ایک سو تین قرآن مجید کے اندر بیان فرمایا ہے۔ تاکہ اس میں موجود حکمتیں، نصیحتیں، آداب و احکام کے اندر غور و فکر کیا جائے۔

(آپ یہاں سے منصف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے جو یوسف کی تقریر ایک سو ایک آیات کو ساتھ ساتھ جان کریں گے اور چونکہ تمام قصہ انبی آیات کی روشنی میں ہے لہذا ساتھ ساتھ تحریر اور قصے کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہیں گے۔ بعد آیات کے جوئے کا ترجمہ ذکر کریں گے)۔

بسم اللہ من اللہ سلطان الرحمن

فتیٰ چہ انکسہاں شیطان مردود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو نہ ہر بیان نہایت دمہ والا ہے۔)

والو لک الہ الذکب العین

ترجمہ: ... قرآن ہر بدیہی کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم کو بتا دے (یعنی ہم اس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے، تمہیں ایک بچہ (یعنی قصہ سناتے ہیں) ہم اس سے پہلے بے خبر تھے۔^(۱)

”اثر“ یہ حرف تنکعات میں سے ہے اور ان کے بارے میں سورۃ بقرہ کے شروع میں انتہائی تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں، جو ان کی حقیقت چاہتا ہوں اور جو فرمائیے۔ اور اس سورت پر بھی اپنی تفسیر میں کافی قدر ذکر کر چکے ہیں لہذا یہاں بھی قصے کو ذکر کرتے ہوئے تفسیر بیان کرتے ہیں گے اس مقام میں تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن کی مدد اور تحریف کرنا چاہتے ہیں جس کو اللہ نے اپنے بندے اور رسول کو کھینچ کر صلیح عربی زبان میں، اشرف الممالک کے ذریعے، اشرف اہل اللہ، نے میں اور اشرف ممالک میں، اپنے بندے سے اشرف اہل اللہ سے پرانزل کیا ہے۔

لہذا اسی وجہ سے جانی کے اور مستغنی کے مدد اور عطیہ ذکر اور ان کی جہت قصوں اور باتوں کو ذکر کیا اور جن چیزوں میں لوگوں کا اختلاف تھا میں نے ان کو ظاہر کیا۔ اہل کتب و ادیان کو نصرت دے دیا۔

یہ کتاب انہی قصوں و امثال پر جس شخص سے لکھا ہو یا وہی اور تشریح حکمت میں بھی مبرا فرمیں میں سب سے عادل اور مبرا دستور میں جانی راستے اور مستقلاً دکھا ہاں کتاب ہے۔ جیسے کہ اس کتاب میں مختلف فرمایا

و صحت کفایت ایک صفا و عدل^(۲)

اور ترجمہ آپ کا حکم پہلی اور دوسری کے اعتبار سے پورا ہو گیا۔

یعنی اظہار میں مہج ہے اور لہذا اس کو نواسی میں عدلی ہے۔

اسی وجہ سے سورہ یوسف کے شروع میں فرمایا: (اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ادھیسے سے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے، تمہیں ایک بہت اچھا (اور نوا) قصہ سناتے ہیں۔ اور ہم اس سے پہلے نے خیر تھا۔

یعنی پہلے جو بکھڑی کیا گیا وہ اس کے متعلق کچھ نہ تھا۔ سو یا جسے ہم جیسے کہ ایک اور جگہ لکھنے اپنے نئی کوئی خطاب فرمایا فرمایا اور اسی طرح ہم نے اپنے علم سے ہماری طرف سے اللہ کی (جبرائیل) کے ذریعے (قرآن) بھیجا ہے۔ تم نے کتاب کو جاننے تھے اور نہ اللہ جان نہ۔ لیکن ہم نے اس کو نور دکھایا ہے۔

تاکہ ہم اس سے اپنے بندوں میں سے منکوحا جیتے ہیں رعایت کرتے ہیں اور (اسے منکوحا) تم سب عداوت دکھاتے ہو۔ خدا کا نام ہے جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے۔ لکھو یہاں تک کہ (اور یہی ان پر فیصلہ فرمائے گا)۔^(۱۱)

الی طرح کا خطاب سیدہ عائشہؓ نے خود بھی فرمایا۔ (فرمایا کہ اسی طرح ہم پہلے جو کلمہ چکا ان کے قصے بیان کرتے ہیں۔ اور ہم نے آپ کو ان کی طرف سے (قرآن کا خطاب فرمایا ہے جس پر اعتراض کرنے کا وہ قیامت کے دن (کس کو نہ ہو) جو بھائی نے کامرودا اس میں ہمیشہ ہیں کے اور میرا سیدہ ابوبکرؓ اور عمرؓ قیامت کے دن اٹھائے گئے۔

یعنی جو شخص اس قرآن کو چھو کر دوسری کتب کو اپناتے ہے، گواہ اس عظیم کلمہ کو کاہلی بھی اٹھائے گا اور اسی قصوں کی حدیث ہے جو مسند احمد میں ہے۔

۱) علامہ محمد حنیف صاحب نے حضرت علامہ محمد حنیف صاحب سے فرمایا کہ حضرت علامہ صاحب نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک کتاب لائے جو ان کو کسی کتاب کی طرح نہیں لگتی اور اس کو حضور ﷺ نے اس کے ساتھ ہی چھوڑ دیا۔ علامہ صاحب نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ کتاب اس کی طرح نہیں لگتی اور اس کو حضور ﷺ نے اس کے ساتھ ہی چھوڑ دیا۔ علامہ صاحب نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ کتاب اس کی طرح نہیں لگتی اور اس کو حضور ﷺ نے اس کے ساتھ ہی چھوڑ دیا۔

اور امام احمد رضا نے یہ روایت ایک دوسرے طریق سے حضرت علامہ رحمہ اللہ سے سہروہی اور کئی مجدد مولانا اکرم علیہ السلام نے فرمایا قسم جیسا کہ ذات کی قسم کے قبضے میں میری جان ہے کہ تو ہم ان کی اجازت کرتے اور مجھے پھوڑ دیتے تو ہم کراہ کر دیتے۔ رقم تمام ہاتھوں میں لے کر دیا۔ صدر ہائے دینے والے ہمارے میں کراہ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان کا ہونا۔

۱۲ اور ایک حدیث میں اپنے خطبے میں فرمایا: اے لوگو! مجھے جو امت الحکم ارپے ملے جس اور میرے لئے (جو ہے) کے کام کو مختصر کروا دینا چاہوں میں تمہارا پاس مفید حوالہ بختری پہنچا دیا ہوں لیکن (دوسری طرف گردیدہ دست و پاوار) حیرانی میں مت چڑھو اور تم کو حیرانی میں نہ لانے والے حکم کو میں نہ لانا اس۔ بکھر حضور ﷺ نے اس صحیفے کے مطالعے کا مختصر نام اور یہ حوالہ فرمایا تھا کہ کیا۔

(یہ تمام احادیث اور تفصیل اس غرض سے بیان ہوئی کہ دنیاویہ کے قصیدے اور دوسری طرح طرح کی ہائیں اہل کتاب سے مستخرج نہیں ہیں بلکہ قرآن میں بالکل حق و سچ بیان کردہ ہے کیا ہے اس کو چھوڑنا چاہئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بھی اسی طرح سچ اور حق ہے جس کی طرف ہم مائل ہیں۔)

قصہ یوسف علیہ السلام کی ابتدا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا ا جان میں نے خواب میں (آگیاں ستاروں اور سورج) دیکھا ہے۔ (یہاں کہیں کہیں مجھے کھوکھرا ہے۔) انہوں نے کہا کہ بیٹا! تو خواب کا ذکر کرنے

(١) في ٢٥ مارس ٢٠١٤

٣٥) يوليوس روت طرفي هذا الحديث والخطابه في ازل سورة يوسف وفي بعضها

اس کو ایسا ہی فرمایا ہے۔

پھر جب یہاں کوئی جس کو کھڑوت ملے تو اس کی فیض سے کسی خون میں لٹ پٹ کی۔ اور رات کو عطار کے وقت روئے جو ہے اپنے والد کے پاس پہنچے۔ اسی وجہ سے بزرگ کہتے ہیں کہ کسی کاروبار کو جو کہ میں جتنا نہ کر دے کیونکہ بہت سے ظالم (ظلم کرتے ہیں اور پھر) بھی روئے ہیں جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے یہاں ظلم کر کے بھی روئے ہوئے آئے۔ اور یہ رات کی تاریکی میں آئے تھے جسے ان کے رات کی تاریکی میں ان کا دھوکہ فریب چلی سکتا اور اگر نہ اسے باہر جان ہمہ روز میں مقابلہ کر رہے تھے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس بٹھا کر رکھے تھے ان کو دھوکہ دینے کی بے خبری میں بھیڑیے نے کھالیا اور اگر ہم بھی جانتے ہیں تب بھی آپ دھوکہ دینے پر یقین نہ کریں گے کہ اسی بھیڑیا یوسف علیہ السلام کو کھالیا ہے۔ اگرچہ ہم اُن کے نزدیک بھی اس سے پاک ہیں کہ ہم نے کوئی نقصان اس کو پہنچایا ہو۔ اور یہ بات انہوں نے اس وجہ سے کہی تھی کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے اس خطرے کے پیش نظر ان کو آگاہ کر دیا تھا کہ کہیں بھیڑیا اس کو نہ کھا جائے تو پھر انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ بھوکا رہے گا تو اب ہمیں نہ کریں گے کیونکہ اس کی پہلے آگاہی ہو چکی ہے لہذا اہم آگاہی ہو گئی ہے کہ آپ ہم کو نعم تو دینی گے ہی۔

اور یہی حضرت یوسف علیہ السلام کی فیض کو خون میں آلودہ کر کے ساتھ لائے تھے جو ہمہ ناخون تھا انہوں نے ایک کبریٰ کا بچہ بنا کر کھالیا اور اس کا خون لے کر اس کے کپڑوں پر لال دیا تھا تاکہ والد کو ہم میں لال دین کی کہ اسی کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ لیکن والد اس کو چارہ بھول گئے۔ جس سے مضرب ہو کر بھیڑیے نے ان کو قتل کیا ہے۔ اور بصورت کی آفت بھول ہوئی ہے۔ تو پھر وہاں والد کے پاس جب اسی وجہ سے اور دوسری علامات سے ظلم و دلی بائیں سامنے آگئیں تو ان کا دھوکہ نہ مل سکا۔ کیونکہ وہ ان کی اپنے یہی یوسف علیہ السلام سے عداوت دہشتی کو جانتے تھے کہ انہوں نے دھوکہ دے کر ان کو لال دیا تھا۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں علامات اور نشانوں سے پتہ چل چکا تھا کہ ان کو اپنی نبوت کے لئے اور اس سلسلے کو ان کی اولاد میں جاری رکھنے کے لئے الٰہی کو منتخب فرمایا گا۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اصل حقیقت کا علامات سے ظہور کیا کہ بھائیوں نے اپنے وعدہ عداوت کی آگ کو ان سے بچھلایا ہے لہذا قرآن میں ہے۔

(یعقوب علیہ السلام نے) کہا جگہ تمہارے دلوں نے تمہارے لئے چال چلی ہے جس مبریٰ بھرتے اور اللہ سے مدد طلب ہے اس پر رحم کر۔

اسے ہو۔

اسی کتاب کے ہاں مذکور ہے کہ وہ نعلی جو سب سے بڑا بھائی تھا اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اشارہ کیا تھا کہ وہ بعد میں ان کو کھال لے گا اور اپنے والد کے پاس پہنچا دے گا۔ پھر جب سب راہیں ہو گئے تو وہ نعلی کی بے خبری میں دوسرے سب بھائیوں نے ان کو کھالے کے ہاتھوں فروخت کر دیا پھر شام کو وہ نعلی آگاہ کوئی میں بھائی کو نہ پایا تو بیچ بڑا پھر بھائیوں نے کر کے کو کھری کے بچے کے خون میں آلودہ کر کے یعقوب علیہ السلام کے سامنے پیش کر دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کافی حیرت منگیا ہے کہ کھال پر فنا کر ہے۔

لیکن اس کتاب سے جس جیسے کہ بیان کرنے میں بہت خطا غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اور (اب خدا کی شان و شوکت کو جس کوئی کہ قریب) ایک قافلہ آیا اور انہوں نے پانی کے لئے اٹھو بیٹھ دیا۔ اس نے کوئی میں اپنا دال لٹکایا تو یوسف علیہ السلام اس سے ٹک بگئے۔ وہ دال ہے قسمت یہ تو (کہا ہے) زمین (لوکا ہے۔ اور اس کو قسطنطینیہ کہہ کر پھیلایا۔ اور وہ جہنم کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا۔ اور اس کو تھوڑی سی قیمت (یعنی) چند درہمیں پر بیچ دالا اور انہیں ان (کے بارے) میں کہلائی بھی نہ تھا۔ اور مصر میں جس شخص نے اس کو خریدی اس نے اپنی بیوی سے (جس کا نام دینا تھا) کہا اس کو عزت و اکرام کے ساتھ رکھو تو انہیں کہ یہ میں قافلہ ہے یا ہم اس کو بیٹھا لیکن۔ اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو سرزمین (مصر) میں جگہ دی اور فرض یہ تھی کہ ہم ان کو (خواب کی) باتوں کی تعبیر سکھائیں۔ اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور جب وہ اپنی بیوی کو پہنچے تو ہم نے ان کو دانی کی ماوراء علم بخشا اور ان کے کاروں کو ہم اس طرح بدل دیا کرتے ہیں۔^(۱)

جب ان کو کوئی کی افادہ کراہیوں میں ظلم و ستم سے اٹھایا گیا تو یہ بیٹھے کسی خدا کی نصرت اور رکشے کے منتظر تھے۔ تو اللہ کے فضل سے ایک

سے پناہ ہوتی ہے مگر یہاں علیہ السلام مجھ سے اور اگر کرتا دیکھتے سے پناہ ہوتی ہے جمعی اور وہ سچا ہے۔ جب اسکا کرتا دیکھا (تو) دیکھتے سے پناہ تھا (جب شہر سے لڑنے سے گھبرا کر پتہ لڑائی میں گرے اور کھوکھلے کھس کر تم غصوں کے کمر بڑے (بھاری) ہوتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام مجھ سے بات کا اور (اسنے لکھا ہوتا ہے) گناہ کی معافی، تاکہ بے شک خطا تیری ہی ہے۔ (۱۱)

اس وقت وہیں ان آیت میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو برے ارادے کے لئے جھٹلے اور پکارتے اور بیان فرماتے ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حال اور دشمن اور مقام کے کسی طرح مناسب نہ تھا جبکہ لکھا اعتنائی حسن و جمال اور مال سے آزاد تھی اور منصب وزارت کی اہلیہ اور افسان شباب کے ذوال پر تھی۔ اور اس پر اس شخص کو کھڑے لکھا ہے اپنے مقصد کی تکمیل کے خاطر جو وہاں سے نکلتے ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے اپنی ستور لگاوا۔ پھر لکھتے ہیں کہ اس سے آزاد ہو کر چار ہوئی اور ان تمام باتوں کے ساتھ ایک بڑی مملکت کے اندر اور عالم بالیات کی بیوی ہوئے تا شرف بھی ساتھ ساتھ طرب میں ہی تاکہ اسکی آنکھی ہو گئیں کہ برافسان اس لئے دھوئے ہو چکے مکتا ہے اور اپنے ایمان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ اور اس طرح ان اساقی فرماتے ہیں کہ بیان وقت کے بلا شکر بیان تین دیکھ کی دختر بھی تھی اور ان تمام چیزوں کے ساتھ دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام کی انھوں شباب کی دلچسپی پر تھے اور حسن و جمال تو جو خدا کی طرف سے ملتا تھا اس کی مصلحت بیان نہیں کی جا سکتی تو یہ وہ طرف سے ایسے اسباب اور اثرات تھے کہ چاہا ہو۔ لکھتے ہیں کہ اپنی خط و قلم جبکہ موقع و محل بھی موزوں تھا کہ وہ رات سے بیدار و باطل تھائی تھی مگر اس سب باتوں کے جوئے ہونے ایک سب سے بڑی ملامت تھی وہ کیا تھی؟

اور یہ تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کی لڑائی کے سوتی تھے۔ تو اللہ فرما چلے اپنے باطل پاک صافہ لکھتے ہوئے ان کو بال بال پہنا کیا اور عظیم نفس امارتی سے بخونہ گرا لیا اور موت کے کمر پر سب سے چھٹکارا مٹا فرمایا۔ کیونکہ یہ سیدوں کے سر دار اور شرفاء کے شریف تھے اور اس طرح وہ مات ۱۱۳۰ سال کر لے اور ان میں سے ایک ہو گئے جن کے بارے میں صحیحین کی حدیث میں آ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مات آدمی ایسے ہیں جو اللہ عزوجل اس دن جس کوئی ماری نہ ہوگا اسے سائے میں جگہ سے ایک عادل بادشاہ اور دوسرا دھنسی جو خنہالی میں لٹکا کر کرے پھر اس کی (تعمین) خوف خدا یا شوق خدا سے) بہہ پڑے اور وہ دھنسی جسکا دل سب میں اٹکا رہے اور لکھتے تو (اسی کے طرف دل لگا رہے) اسی کا دل لٹکا آئے اور وہ دھنسی جیسے مودق کرے کہ اس کو اس طرح خیر کے کہ اس کا دل لٹکا کو پتہ نہ چلے کہ اس میں ہاتھ نہ لگایا یا اور وہ جو ان جوانی کی عبادت میں جاتی تو یہ ان چارے اور وہ دھنسی جسکو کوئی منصب اور حسن و جمال دلی صورت (جو کاری کی طرف) لگائے تو وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

تو لکھتا ہے منصب اور حسن و جمال کے ہوتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کام کی دعوت دی بلکہ سخت جرم میں ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پر دست جواب دیا کہ اس کام سے اللہ کی پناہ ہو، میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں اور جبکہ میرا شوہر میرا آقا ہے اس نے میرے ساتھ حسن و ملک کا جوہر دیا اور میرے ساتھ احسان کیا اور مجھے فریبت میں لٹکا تا تو اب میں اس کے حرم میں اس کی عزت کو سوا کر دوں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ ایسے لوگوں کو کفار و کاکاپ نہیں کرتا۔

اور وہاں فرمایا کہ صورت نے اسکا اور وہ کیا اور اس نے صورت کو اور وہ کیا اس کے بارے میں تفصیلی ذکر اپنی تحریر میں کر آئے ہیں جو اعتنائی کافی اور قانع ہے۔

اور اس مقام پر ذکر اقول بل کتاب سے نقل کے ملے ہیں جو ذکر کرنا ہمارے لئے ذکر کرنے سے بہتر ہے۔ اور جس بات کا حلقہ اور خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو ابھی طرح باطل کھنوعہ دیکھا اور اس شخص کام سے پاک رکھا اور موت کے کمر پر سب سے بچا رکھا اور نبوت و رسالت کی چادر کو اس پر دھپے سے پاک صاف ہوا اور رکھا۔

لکھتا ہے کہ یہ فرمایا اور اسی طرح ہم نے اس سے برائی اور نفس کا کام (کو بھیرا یا اور بے شک وہ ہمارے ایک بندوں میں سے تھے۔ اور یہ فرمایا کہ ان دنوں وہ دوائے کی طرف دوڑے۔ اسکا مطلب ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو دوائے سے لگن جاتے تھے خاطر اور اس

(نعمت) اسمی، توان کے پاس (دعوت کا پیغام بھیجا اور ان کے لئے ایک مختصر حرب کی عہدہ لکھ کر ان کے لئے) ہر ایک کو ایک ایک چھری دی (اللہ (عز و جل) سے انہما کی زبان کے سامنے پیراؤ۔ جب حق تعالیٰ نے ان کو دیکھا تو اللہ رب (حسن) پھر (بہا) چھا گیا کہ (پہل فرماتے نہ) اسے (تجارت کے لئے۔ اور یہ ساخت پول ماغی کہ مکان اللہ (یہ حسن حال؟) کی طرح کی آئی تھی بلکہ کوئی بزرگ فرستہ ہے جب (فرماتے) کہا یہی ہے جنتک وار سے تمام مجھے حضور نبی محمدیؐ پر ہے شک میں ہے اس کو اپنی طرف ان کی کرنا چاہتا تھا کہ یہ حضور ہاں کیا کہ وہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کئی روز فرمودہ کرنا چاہتا تھا (عز و جل) اور (عز و جل) نے) کہا (اسے کہ) وہ کار جس کا کہی طرف سے مجھے پائی ہیں اس کی نسبت مجھے یقین ہے کہ اس کو مجھ سے ان کے بغیر یہ نہ جانتا کہ اس کی طرف ان کو ہر چیز کا اور ہر جانوں میں داخل ہو جائے گا کہ خدا نے ان کی روح قبول کر لی اور ان سے ہر جان کو اس طرح کی بات کہ وہ (نبی) اور (کائنات) کے لئے ہے۔

[illegible]

آگے فرمنا: پھر اس (فریضہ) نے ان کے گھر (یعنی برقی کھڑک) میں دھبہ (دھکے کو) بنا۔

یعنی دیکھنے والے عورتوں کے شہادت پر بھی اور صیغہ چلنے کرنے کو نہ اور نہ اس کی مذمت و تعالیٰ کرتی ہیں کہ وہ اپنے ظلم کی محبت میں غریب ہو گئی ہے جو اس میں طرح انھوں نے خوب مذمت کی ہے بلکہ خود فتح علی خاں اور صفی جان بدلی بھی اس وجہ سے بچنے والے اپنے عذر کو ان کے سامنے پیش کرتے چاہا اور اس کیلئے ایک حال بنا کر ان کو بوجھل جاسے کہ یہ ظلم ایسا نہیں ہے جو وہ سمجھ رہی ہیں اور اس کے پاس ایسا کوئی نظام ہو سکتا ہے تو ہمارے منسوب بدلی کے پیش نظر اس نے عورتوں کو موت کا یہ نظام بھی بدنام عورتوں کو بچے مگر میں انھیں کہہ رہا ہوں کہ ان کی مثالیں انھوں نے موت کا نظام اس میں اس کی مذمت میں خود بھی وہاں کے ساتھ لکھا تھا جن میں بھی انھیں کہیں یہ جان کو کھڑکے نہ لکھا تھا جسے ہمیں لوگوں اور غیر ملکیوں میں بڑا ایک کو کھڑکی لگی اور دی۔

اے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کو (ان کے حالات سے نا آشنا میں) احمد کبیر نے اردو دوسری ذیعت وغیرہ کے ساتھ سنوار کر تیار کر دیا مگر کچھ جگہ حضرت یوسف علیہ السلام میں جو روح کے علاوہ کچھ ایسے ہندوئی عقیدے بتا کر نام نہاد مال فطیہ اور عقلمندان شایبہ کی بنا دی گئی تھی۔

تو مجھ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر اپنے گھر لایا ہے مگر یہی وجہ ہے کہ وہ خود بھی اس کے چاند سے گھٹے ہو چکا ہے۔
 ہے جسے قرآن کے الفاظ ہے: **مُحَمَّدٌ رَجُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ** (مومن اعمال میں) (سب سے) جدا ہے کیا۔ لیکن اس کی عظمت کی حامل
 ہو گئی اور ان کے حالات کے درمیان ہے خود ہو گئے مومن کے اہم وہ ہیں شی بھی نہ تھا کہ کوئی آدمی ایسی ہو سکتا ہے کہ مومن کے من میں
 بہت ہو گئی۔ حتیٰ کہ اپنے آپ سے نہ مل سکیں اور جو میں والے آدمی جو پہلے پہل پر مل رہے تھے، وہ انہوں پر چلے گئے اور خود ہوتے چلے
 گئے اس کو قرآن نے فرمایا: **وَلَا تَدْرِي لَیْسَ بِمُحَمَّدٌ كَاتِبٌ**۔ یعنی انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے نظارہ میں انہیں کم ہو گئی کہ اپنے
 انہوں کے لئے نیک کا چہرہ تھا۔ بظرف سے ہے یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر اپنے گھر لایا ہے خود ہی کے عالم میں
 سب سے سادہ دکھائی دیا۔

سبحان اللہ نیچے کوئی ہتھیان نہیں ہے بلکہ کوئی بزرگتر ہے۔

معراج کی حدیث میں آیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں ہر صوفی ہوں اور اللہ کی نصف حسن چاہتا ہوں کہ اللہ کی نصف غصہ نہ کرے۔

گئے تو خود بادشاہ کے سامنے خواب کی تعبیر دی۔ یہ بالکل غلط ہے اور درست یہی ہے جو قرآن میں ہے کہ ساقی نے پوچھ کر تعبیر بتائی تھی نہ کہ یہ سب علیہ السلام نے خود کر بتائی، وہاں جہاں ہمارے بچوں کے جھوٹے خوابات اخترا ہیں۔

تو حضرت جعفر علیہ السلام کے پاس جب ساقی آیا تو آپ نے بغیر کسی تاخیر و شراٹہ کے فوراً پوچھ کر اسے علم کے مطابق تعبیر بتادی، ہائی کی شرط لگائی نہ کی اور پھر کہ۔

بلکہ صحیح یہ تعبیر بتادی کہ پہلے سات سال فراوانی اور بھلائی کی طرف مقتدر والے ہوں گے پھر سات جنگ اور فتنہ دو سال ہوں گے پھر ان سات جنگ سالوں کے بعد ایک ایسا سال آئے گا جس میں خوب بارشیں ہوں گی یعنی لوگوں کو نہ تو زحمت نہ تو تازی فراوانی اور ہر چیز تکمیل و حجاب ہو جائے گی اور اس سال میں آتی ہر بات ہوگی کہ لوگ جہاں کا رہیں چھڑیں گے یعنی آنا، اگھر آج اور تھوڑے عرصہ کا اس طرح حضرت جعفر علیہ السلام نے تعبیر بھی بتادی اور صرف بتائی نہیں تھا اس سے نجات و خلاصی اور ساری فاطریت کی تھوڑا کر نہ تو زحمت کے سالوں میں کیا کرو اور پھر عقلی کے سالوں میں کیا؟ اور اسے پہلے بتانے کے بغیر سے اسے امتیاز اوقات کے ساتھ گزروں گے۔

اور اس مقام پر حضرت جعفر کی کمال عقل اور ایمانی خوب واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم کے دانوں کو ان کے سنوں میں رکھ چھوڑو (تاکہ) یہ خوب نہ ہوں اور ان کو کوئی شراٹہ اراض نہ لگائیں۔

آگے ملے چارک عقلی فرماتے ہیں۔

(تعبیر میں کہ) بادشاہ نے گھر دیا کہ جعفر کو میرے پاس لاؤ، جب کہ صمدان کے پاس کیا تو آپ نے کہا اپنے قاتل کے پاس داخل ہو جاؤ اور ان سے پوچھ کر ان موروثی کا کیا حال (اور اصل حقیقت دیکھا) ہے جنہوں نے اپنے اچھا کٹ لئے تھے یہ شک میرا اب ان کے گھروں سے خوب واضح ہے۔

(بادشاہ نے موروثی سے) پوچھا کہ بھلا اس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے جعفر کو اپنی طرف بل کر نہ پناہ دیا تھا؟ (سب) اہل اہل بیتا مات (اور) کہہ نہیں سکتے) ہم نے اس میں کوئی بات نہیں کہتی مگر یہ کہ اب بلی بات تو ظاہر ہو رہی تھی ہے کہ انہیں اسٹو مل یہ ہے کہ ان میں سے اس کو اپنی طرف بل کر نہ پناہ دیا تھا اور وہ بے شک تھا ہے۔ (جس سے) نہ کہا کہ میں نے اپنے بات اس لئے (جو بھی ہے) تاکہ میرے کو یقین ہو جائے کہ میں نے اس کی جتنی پیچھے اس کی (ادانت میں) خیانت نہیں کی ہے اور خدا خیانت کرنے والوں کو کامیاب نہیں کرتا اور میں اپنے آپ کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس (انہما و انسان کو) اہل ہی سمجھا رہا تھا ہے مگر یہ کہ میرا درد و غم کہ ہے بے شک میرا درد و غم بے شک ہے (والہم یہاں ہے)۔

جب بادشاہ کو حضرت جعفر علیہ السلام کی تمام عقل اور کمال رائے اور درست فہم کا اندازہ ہوا تو بادشاہ نے حقیقت و نیاز مندی کیا تھا کہ جعفر کی رہائی کا غم دیا جائے کہ اس کو اپنے مقررین اور غرض میں شامل کر لیا جائے لیکن جب صمد یہ پتا ہوئی کہ حضرت جعفر کی خدمت میں پہنچا تو حضرت جعفر علیہ السلام نے پناہ کر کہ میں نہیں اور اپنی قول نہ کر کے جب تک کہ ہر ایک پر ظاہر نہ ہو جائے کہ یہ جس سے ہے اور وہم پرستی تھا اور ان کا دامن اس گناہ سے پاک صاف ہے، جس کی طرف لوگ آپ کو متوجہ کرتے ہیں، اسی وجہ سے فرمایا اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھ کر ان موروثی کا کیا حال اور اصل قصہ ہے، جنہوں نے اپنے اچھا کٹ لئے تھے یہ شک میرا اب ان کے گھروں کو خوب جانے والا ہے اور اس کا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت جعفر علیہ السلام کی مراد آقا سے اپنے عزیز صبر تھے کہ وہ ان موروثی کے کو خوب جانتا ہے کہ میں کیسے نئی اور امتیاز سے ان موروثی کے بدل سے بچاؤ، جب انہوں نے مجھے اس امر پر کہنا تھا جو میرے لئے کسی طرح بھی مناسب اور لائق نہیں تھا بلکہ اسے قاصد اپنے بادشاہ کو کہہ کر پہنچانے موروثی سے اس کی تحقیق کرے۔

تو جب موروثی سے اس معاملے کے حقائق پوچھا تو انہوں نے اعتراض کر لیا جو حقیقت تھی اس کو ظاہر کر، اور کہنا تھا کہ بات یہی ہے کہ ہم نے جعفر پر کوئی بات نہیں کہی۔

(اس وقت زمانے میں کہ) "اب تو حق ظاہر ہو ہی گیا ہے" (ملو) کہ "میں نے یہ اس کو اپنی طرف بل کر نہ پناہ دیا تھا" اور اس نے مجھے بالکل

لئے صرف ہمعون کو اپنے پاس بلوایا۔ ان کے رکنا کا دوسرے بھائی چوہے بلویشن کو ابھی ضرورہ تھے۔ کیونکہ پان کے بھائی چوہے بھائی تھے۔

اور ان کے اس بات بیان کرنے میں کئی کئی ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پھر جب یوسف نے ان کو معرفت طریقے سے ملدیا یا مثنیٰ ہر ایک کی کلفت اور کیا تو کہ میرے پاس تمہارے بہن کی طرف سے دوسرے بھائی (بنیامین) کو لے آؤ؟ اور پہلے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی ہر ایک کلفت کے علاوہ ضرورہ کے بہن کی طرف سے کرکے بھیجے جس پر انہوں نے کہا تھا کہ ہم اپنا ضرورہ تمہیں ہم سے ایک چٹا کیا اور باپ کی طرف سے ایک بھائی کی ایک اور حضرت یوسف نے ان کو لایا تھا جب تم اس سال آؤ تو اس کی بھی لے آؤ۔

اور پھر اس پر اس کی اور قرینہ کا نام دیکھتے تھے ہر ایک کو شہر پہنچا دیا یہاں پر بھی بھائی کی بھی خاطر وادعت کہ ان میں سے ہر ایک کو لے آؤ۔ ساتھ میں نے حسن سلوک کیا اور بھائی کی اس کے بعد حضرت یوسف ان کو دیکھ دیتے ہیں کہ اگر تم اس دن لائے تو لائے گا، بلکہ میرے پاس بھی مہمان آؤ۔

حضرت یوسف کے بھائیوں نے جواب دیا: کہنے لگے ہم اس کے حقوق اس کے باپ کو ادا کریں گے یعنی کو قرض کریں گے کہ ان کو اپنے ساتھ لے آئیں اور اس کو اس پر مثنیٰ بھر کیا اور یہ کہ کئی کے یعنی ضرورہ لے کر آئیں گے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے انہوں کو خیر نصیحت کر دی کہ جو کچھ یہ لوگ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں اس کو مانیں یا کئی کے غلط ہیں کہ کھانا ان میں کچھ نہ چلے کر لیا تاہم وہ اس کو جان لیں اور جب اپنے گھر لوٹیں تو انہیں بھی آئیں، بعض حضرات فرماتے ہیں اس سے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اس قیمت کا کھانا جا کر اپنے قرضوں میں دیکھیں گے تو انہیں اپنے لئے مسخر آئیں گے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مطلب تھا کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قبول کر لیا تھا کہ شہر میں اس کے پاس وہ دیکھ لیں آئے۔ لے کے پیسہ مانا ان سے جو وہ سارا مانا کہ ان کو ادا دیا کہ وہ آئے۔ اس میں ان کو وہ طے ہوا کہ ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر ایک کے بھائیوں سے غلطی کے پیسہ لیں اور ان کا یہ سہارا یہ کہ کچھ بھی و مسخری کے کئی قول ہیں جن کا ذکر آتا ہے۔ حال یہ کہ آپ کے نزدیک یہ سہارا ہی کے لئے لے لیا گیا ہے۔ یہ سب لگتا ہے۔

اس کا طرز کار کہ بتائی ہوئی ہے۔

پھر جب وہ اپنے باپ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے کہ کیا جب تک ہم بلویشن کو نہ لے جائیں گے تو اس کے لئے غلطی کر دیا گیا ہے تو اس کے ساتھ دوسرے بھائی کو بھیجے تاکہ ہم بھر لیں اور انہیں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(مترجم نے) کہا کہ کیا میں اس کے بارے میں تمہارا ایسے ہی اقرار کر لوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا؟ میں خدا ہی سے گھبرانے والا ہوں۔ سب سے زیادہ تم کرنے والا ہے اور جب انہوں نے اچھا سا مان لیا تو وہ کھانا ان کا سہارا دیکھ کر دیا گیا ہے کہنے لگے کہ کیا میں اور کیا چاہئے؟ یہ ادا کرنا چاہیے کہ میں اس کو کوئی گئی ہے۔ اب ہم اپنے ال واپس لے لے کر لائیں گے۔ یہ خط لکھا ہے (مترجم نے) کہا کہ جب تک تم مجھے خدا کا حمد نہ کہیں کہ میرے پاس لے آؤ گے، شہادت پر گزرتا ہوں۔ ساتھ میں بھائیوں کو کہہ دیا کہ تم میرے لئے جو چیزیں لے آؤ (والد) کو اپنا سہارا دینا تو (مترجم نے) کہا کہ جو چیزیں تم کو دے ہیں خدا کا واس ہے اور کہ اسے سہارا دینا ایک حق ہے۔ خدا ہی سے دعا ہے کہ وہاں جہاں وہ دوسرے سے دعا ہے وہاں میں خدا کی شہرت تو تم سے لگتا ہوں کہ اس کا یہ میں ہی پروردگار سے لگتا ہوں اور اس کی ہر اور سے لگتا ہوں۔ چاہئے اور جب وہ ان شہادت سے دعا ہے تو اس میں بھی ہے۔ اب نے ان کو کہنا تھا جو وہ خود خدا کے حکم کو مانا گیا چل نہیں سکتا تھا۔ یہاں سے بہتر یہ کہوں کہ خدا ہی چلی جائے۔ یہی ہے کہ خدا صاحب علم تھا کہ ایک حکم نے ان کو حکم سکھایا تھا، چنانچہ ان کو کھانا نہیں جانتے۔

ان آیات میں اللہ جل جلالہ نے ان بھائیوں کا حال بتلایا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے پاس سے انہیں جا کر والد کے ساتھ کیا بات چیت ہوئی۔ اس میں سے یہ بھی کئی کہ ہم سے اس کے لئے غلطی کر دیا گیا ہے کہ ہم بھائی کو نہ لے کر جائیں اور اس باپ بھائی کو نہ لے جائیں (دی) لگے کہ ہم کو بھی غلط لگتا۔

ہم میں سے کسی کو نہ کہ یہ جو ہم آپ کو احسان کرنے والوں میں سے سمجھتے ہیں۔ (یوسف نے) کہا خدا کی پناہ ہو کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیزوں کی ہے اس کے سوا کسی اور کو بجز میں دیا کر رہی تو ہم سب نے انصاف کر لیا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ مجاہدین کے بنیامین کو لے کر جانے کو یہ نہ فرماتے ہیں کہ یوسف نے ان کو اپنے پاس لے لیا نہ پادشاہ اور اس کا محل و دار کی خبر دی کی کہ وہ اس کو بھالے ہیں اور ہر کسی کو چھپانے کا کہا نہ ان کی دلی کرہ جو سوگ کرتے ہیں اس سے بدلہ لے نہ۔ بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام ان کو پاس رکھ لینے کی فریب کرتے ہیں اور اس کے پیش نظر یہ کہ وہ بنیامین کو ان کے پاس بھجور دیتے ہیں اور اپنے تمام کو خود دے دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنی امانت کے کھاد سے میں رکھ دو جس کے ساتھ پانی پیتے تھے تو انھوں نے بنیامین کے سامان میں وہ مال بکھڑا دیا مگر جب وہ چمچے گئے تو چاکر نکلا کہ تم چور ہو اور بادشاہ کا چال چوری کر لیا ہے۔ چور ہونا ہے کہ اس کو ایک ذلت نہ دے گا اور ملازم خود اس کا تمام مال غلام بنائی اس ملازم کی طرف چھوہوئے۔ اور اس کی خبر دی اور اپنی امانت یونانی کی کہ ان کی قسم تم جانتے ہو کہ ہر زمین میں اس کا جانے کے لئے نکلتے آئے اور ہم چور نہیں ہیں۔ (یعنی تم کہو کہ ہم نے چور کیا نہیں کیا مگر یہی تم بہت لگاتے ہو اس پر انھوں نے پوچھا کہ اگر یہ حال نظر آئے تو کیا سزا ہے اس کی؟ انھوں نے کہا جس کے پاس ہے۔ یہ نظریہ رکھ لیا جائے تو آئی اس کا بدلہ۔ یہ ہماری طرح ظالموں کا فیصلہ کرتے ہیں اور یہ ان کے پاس یہ محبوب کی شریعت تھی کہ چور کو چوری شدہ کے مال کو سونپ دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ نہ فرماتے ہیں مگر انھوں نے اپنے بھائی کے سامان سے پہلے وہ سونپ سے ساتھ آئی بچا کر اپنے بھائی کے سامان سے نکال دیا۔ یہ شخص اس لئے دیکھا کہ بہت سے لکھو اور بھائیوں کا ہلکے شکریہ نہ ہو بلکہ لے کر لایا۔ یہ نے یوسف کو اس مرتبہ سے بھائی اور سندھ (اسے) قانون کے مطابق اس کو نہ لے سکے تھے یعنی اگر بھائی خود ہی نہ سمجھ کر چھوہو ہوا رہا ہے تو پھر یوسف بنیامین کو نہ لے سکے کیونکہ یہ سمر کے قانون کے خلاف تھا۔ اللہ فرماتے ہیں مگر جو کچھ ہے۔ ہر جس کے ہوتے ہیں اور جات بندہ کرتے ہیں۔ (یعنی تم میں) اور ہر ملحد والے سے اور ظلم والا ہے۔

اور یہ فرمایا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام ان تمام بھائیوں سے زیادہ ہم والے تھے اور سائے میں ان سے کامل تھے اور عزم و حوصلے میں پختہ تھے اور انھوں نے جو کہ سب اللہ کے رحم سے کیا تھا بندہ کوئی اور خواہ میں ہو سکا اور نہ اس لئے بھی کیونکہ اس پر بعد میں دوسرے بڑے فوائد عرب ہونے والے تھے اور اس طرح میں آپ کا صبر و تحمل اور ان سب کا آنا ملک اس کی دہشت تھی۔

تو جب بھائیوں نے بیچا لے لیا بھائی بنیامین کے سامان سے لے گئے دیکھا تو کہا اگر اس نے چوری کی ہے میں پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی یعنی یوسف علیہ السلام نے ایک قول ہے کہ ان کی سرانجامی کہ حضرت یوسف نے اپنے بنائے بنیامین کے والدناہن کے یہ کہ چوری کر لیا تھا اور تو ذرا لگا۔ (یعنی میں)۔ اور ایک قول ہے کہ یہ بھی میں نے کیا۔ پھر بھی کے پاس تھے تو اس نے ان کے گڑبڑ میں حضرت صالح کا بیٹا پہنایا تھا کہ یہ ان کے پاس نہ جائیں کیونکہ ان کو یوسف علیہ السلام سے بہت محبت تھی تو ہند میں ان کا چوری ثابت نہ کر کے قانون کے مطابق ان کو کھلی تھا اور یہ بھی آیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام گھر میں بیٹھ کر اچھا کر دکھائی کرتے تھے جسے ہند میں ہر فرد سوا کین میں تقسیم کرتے تھے پھر آگے بڑھنے فرمایا کہ یوسف نے اس بات کو چھپا لیا وہ بھی پھر انھوں نے ہند میں گئی کو تم مرنے کے ساتھ اسے چور انسان ہوا اور جو کہنے والے اس کو خوب جانتا ہے۔ یعنی یہ بات انھوں نے اپنے دور میں بھی نہ کہ ان کو بھی اور اس تمام بھی بھائیوں کی قسم بھی اس سے کامل لیا جس کی وجہ سے وہ بھی نرم ہو گئے اور کہا اسے عزیزوں کا پوتہ بہت برا عطا ہے کی جگہ ہم میں سے کسی کو لے لیں۔ ہر آپ کا سر میں کرت والا کہتے ہیں تو یوسف نے کہا اللہ کی پناہ ہو کہ جس کے سامان سے غلام ہے اس کے ہر کسی اور کو بجز میں۔ پھر تو ہم تمام میں کے یعنی ہم اگر خیمہ چھوڑ دیں اور علی داک کو بکڑ لیں تو ہم ظالم ہوں گے یہ ہم نہیں کر سکتے اور ہم ان کا کھنکھن بھڑکتے۔

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوسف نے اس وقت ان کو اپنی صورت کو دہرائی تھی لیکن یہ غلام تھا۔ یہ بھی لکھا کہ ہم سب تھے۔

۱۔ کے بعد فرما کہ اوصاف فرماتے ہیں۔

جب وہ اس سے ہمدرد ہو گئے تو ان کو ہر صلاں کرنے لگے۔ سب سے بڑے سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا والد نے تم سے خدا کا عہد

لیا تھا اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں قصور کر چکے ہو تو جب تک وہ خدا صاحب رحمہ رحمہ میں گمراہی میں نہ رہے اس کے لئے کچھ نہیں ہو سکتا۔ میرے لئے کوئی اور ذخیرہ کرو نہ وہ سب سے بہتر فیض کرنے والا ہے تم سب والدہ کے پاس جاؤ اور کہنا کہ آپ کے مہاجر اور اسے نے چھوڑی کی اور ہم نے اپنی راستہ کے مطابق آپ سے (اس کے والدین لانے کا) قصد کیا تھا اور ہم غیب کو جانے والے ہوں گے اور کھلے دامن نہیں ہیں اور جس ایستہی میں ہم تھے (مصر) اور جس طرح شہر کے ہیں اس سے وہ ایسا تر کیجئے اور ہم بالکل سچ ہیں۔ (انہوں نے جب یہ بہت مضبوط کوئی قول کیا) بلکہ تمہارے دل میں نے ہمت نکالی ہے تو میری ہمت ہے جو نہیں کہیں کہ صاحب کو میرے پاس لارے سے ملک دواؤ عسکرت والا ہے اور ہر محبوب ان کے پاس سے ملے گا اور کہا ہے کہ یوسف (نے) اپنے اہل بیت کو اور ان کے والدین کو ان کی آنکھیں ملے ہوئے اور ان کا دل تم زور و ہوش تھا۔ جیسے کہیں گے والدہ آپ کو اس طرح لایا کر رہے ہیں گے تو یہ تو یہ ہو جائیں گے۔ جہاں رہیں گے۔ کیا میں تو اپنے قوم کو خدا کا شاہد رہا ہے کہ میں ان کو خدا کی طرف سے اور اپنی جانتا ہوں جو تم کیسے کرتے۔ اسے سوچو (ہو کر) کہ ایک (دھوکہ) پھر چاہو اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے امید نہ کرو کہ خدا کی رحمت سے اس کا فروگ ہونے میں۔^(۱)

اندر جاکر وہ قتل ان کے حلقہ فرود سے ہے کہ جب وہ جہان میں مایوس ہو گئے تو جہاد کر مشورہ کرنے لگے کہ آپ کیا کیا جائے تو سب سے پہلے یہی رد عمل ہے کہ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ تمہارے والد نے تم سے اس کا حوالہ کیا تھا کہ تم میرے پاس نہیں آؤ گے اور میری ضرورت لاؤ گے تم نے وہ سے کی مخالفت کر دی ہے اور تم نے اس میں بھی قصور کر لیا جیسے تم نے پیسے یوسف کے حلقہ کیا تھا کہ میرے پاس آؤ کوئی حدت نہیں ہے کہ میں والد کو سخت نہ رہا۔ پس میں اس میں سے اس کا ہونے کا کوئی شک نہیں مگر میں جوں کا توں کہہ دیتا ہوں کہ وہ اپنے والد کے فریاد پر کر بھرا ہے بھائی کہہ دے کہ اس کو اپنے والد کے فریاد پر کر دے۔ تو یہ شخص وہ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں کہ وہ اپنی ہمت اور والد کا کہہ دینا کہ میرے بیٹے نے چھوڑی کر لی جیسا کہ تم کو پہلے ہے اور میرے بوجھ آ کر یا تھا کہ نام نے اپنے نام کے مطابق کہا تھا اور ہم غیب کے جانے والے نہیں ہیں اور میری قس کی ہے آپ کا حق میری طرف سے سہل کر لیں تو یہ بھی تمہیں کے کہ میرے بیٹے سے چھوڑی ہو گئی ہے جس کا علم اہل ضرورت جانتے تھے۔ پس یہ سادہ ہے جو تو جب ایمان لے جا کر کیا تو یہ مضبوط علیہ السلام نے کہا کہ جب یہ لوگوں نے ہاتھ پائی ہے میں میری ہمت ہے۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ سب یوسف علیہ السلام کے متعلق ان کی کوتاہی پائی گئی تو ان کی کمالات اس دفعہ بنو امیہ کے متعلق بھی فرماتے ہیں جیسے کہ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ان کا پہلا بعد میں بھی ایسی قدر پائی کہ ان سے پھر افسوس میں امید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرعہ ہے کہ اسے صاحب کو میرے پاس والدین لانے۔ یعنی یوسف بنو امیہ کی روئے اور ان کا علم و حکمت والا ہے یعنی جانتا ہے کہ جو میرے ساتھ کڑاؤت ہے اور وہ حکمت والا ہے اور خدا سے اس کو کھد کرنے پر اور پھر حضرت یحییٰ بن یوسف علیہ السلام ان سے چندہ گیری کر کے دے اور ان پر یہ تمام ہے افسوس علیہ السلام اپنے افسوس یوسف علیہ السلام نے پائے تم کو نہ لارہ ہزار کرو یا تو دور جو چھٹی کھد لی تھی اور وہاں ہر کادلی جیسے کہ کسی بنا کر لے کہا ہے۔

فلان فرہ الا بحیث شئت من الہوی مال الحب الا للحب الا اول

جہاں تو چاہتا ہے جہاں تو نے اول نگ جاتا ہے جہاں محبت صرف چاہا محبوب کے لئے ہوتی ہے

اور میرا کہتا ہے:

لقد لامنی عند الغور علی الہکا و طبعی لفساد فی الدعوی العوالمک

مجھے قہر ہے کہ میں نے غور سے دوستی کے غلامت کی کہنے لگا اچھے آؤ مجھ کو آؤ

فلعل لیکن کل قہر رائیہ لعلہ لعلہ بن اللوی طالع کلاک

پھر اس نے کہا کہ تو میرے قہر کو کچھ نہیں دے گا تو میرے قہر کے محبوب کی قہر کو تو میری اور وہاں کے کون سا مان ہے

فلعل لہ ان الی ہی بہت الی لعلی لعلہ کلا قہر مالک

تمہیں نے اس کو کہا کہ ایک مجھ کو میرے قہر کو تو دیکھتا ہے میں مجھے مجھ کو میری تمام مالک کی قہر میں ہیں۔

ہے۔ یہی وہی آلہ اور لوٹ آئی ایک پہلے بالکل غراب تھی۔ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ ایشیائے قمر کو دیکھو، یہاں تک کہ اس طرف سے وہ دیکھ جائے کہ وہاں جو زمینیں جانتے۔

یعنی مجھے علم تو کراؤ مجھے دے۔ خدایا! سلام کی کھلانے کا ہر وہ کلمہ جس سے متعلق وہ چیزیں احساسہ ہو جائیں جو مجھے خوش کریں گی۔

پھر بیٹوں نے کہا: کہنے لگے کہ ہم جاننا چاہتے تھے کہ انہوں کی منظورت طلب کیجئے ہے غلط ہے ہم غلط کارہائے لغوی انہوں سے لگے لگتے غلامی سے
 بخشش کی وہ کیجئے کہ جو انہوں سے کیا، انہوں سے سرزد ہوا اور جو صرف علیہ السلام کے ساتھ جو کہ ہم نے تیرے لئے نہیں بخشا۔ وہ ہر جہت سے ان
 نیت میں کرنے سے پہلے انہوں کو پہنچانے والے ان کو قتل بھی مسموع فرمادی۔

اور والد محرم نے ان کی درخواست قبول کر لی اور فرمایا: تم تمہارے لئے مغربی پہاڑ سے منقرت صلب کروں گا یہ شک و منقرت تمہارے واسطے ماحول الناس ہے۔

[illegible]

اور مجھیں میں رسول اکرم ﷺ سے بات ہے آپ نے فرمایا: ہمارے دو گاہر برات کو آستانہ دین پر نازل فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کئی تیر کرنا۔ (میں اس کی عظمت کردوں) - (۲)

(۲) اور حدیث میں وارد ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے بیٹے کی نادات کی کہ تم لوگوں کی ہوسٹ نہ بنو (کہ وہ ادا کیوں گا)۔
 ابن جریر میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرمان کی سختی کرتے ہوئے فرمایا ادا آیت چکا

ترجمہ:..... اور میں تمہارے لئے مقرر کیا ہے کہ آپ سے مغفرت طلب کروں گا مگر فرمایا غضب کی کہ، سداقت سے جسکی رشتہ جو جسکی۔
اور یہ میرے بھائی غضب کا بیٹے بنوں سے فرمان تھا۔

لیکن یہ سوائے اسی خود مقرر کیے ہوئے غریب ہے اور اس کے سرفراز (یعنی حضور ﷺ) کی طرف منسوب ہونے میں نظریہ اعتراض ہے تو وہ صاحبِ بیت ہے کہ یہ حضرت زین عباسی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

آگے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

جب (یہ سب لوگ) یوسف کے پاس پہنچے (یوسف نے) اپنے والد کو اپنے پاس ٹھکانا اور کہا اس میں داخل ہو جائیں۔ انشاء اللہ اور اپنے والد کی کوئی بات نہ ہو۔ سب یوسف کے گھر گئے۔ گھر گڑ سا دارا (اس وقت یوسف نے) کہا اے ابا جان یہ میرے بھائی خائب کی قبر ہے جو میں نے پہلے (بچپن میں) لکھا تھا میرے پردار کو اسے اسے حق پر یاد رہی ہے مجھ پر احسان کے لئے مجھے قتل نہ کرنے سے لگا اہلوان کے بعد کہ سلطان نے میرے دار میرے بھائیوں کے درمیان غداروں اور جاپاتیوں کو لگاؤں سے کہاں بند ہے۔ غلام میرا پردار مرنے پر چلا گیا ہے۔

[illegible]

(١) آل عمران ١٤ (٢) الحج ٦٧ (٣) لعل ابن عمر

البرقي . سمناظر لهذا لا امر جرمي عن قضا وحكمة عن بن عباس .

اولاد آتی اور تمام تر بیٹھا افراد پر مشتمل تھے۔

اور سوائی بن عبد سے عمر بن کعب سے روایت کیا اور اس نے عبد اللہ بن شداد سے نقل کیا ہے کہ وہ تمام حضرات و خواتین ترقی نفس پر مشتمل تھے۔ نام اسحاق بن سرق سے روایت کرتے ہیں کہ یہ حضرات مصر میں داخل ہوئے تو تمام افراد ان کے لباسوں پر مشتمل تھے۔ اور اہل کتاب نے کہا کہ جب حضرت یعقوب کی آل اولاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ٹکرتی تو صرف چنگیز حضرات چھوٹا لگا افراد پر مشتمل تھے۔

اور اہل کتاب کے ہاں نفس و صراحت سے مذکور ہے کہ جب یہ حضرات مصر میں داخل ہوئے تو (حضرت یعقوب علیہ السلام سمیت) سزاؤں سے اور پھر ان کے تمام بچے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور (یوسف نے) اپنے والدین کو اپنے پاس لے لیا۔“ کہا گیا ہے کہ ان کی والدہ (حقیقی) ارقمات سے تھیں اور یہی عطا فرماتے تھے ہاں سے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ نے ان کو زندہ و فریاد کیا اور دوسرے مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ ”یوسف“ کی جگہ جس اور خال بھی ماں کے مرتبے میں ہوئی ہیں۔

اور ان جرم اور دوسرے مفسرین فرماتے ہیں کہ قرآن کا ظاہر ظاہر کرتا ہے کہ ان کی (حقیقی) والدہ اس دن زندہ تھیں۔ لہذا قرآن کے مخالف جہاں کتاب کی بات معلوم ہوگی اس کو رد کر دیا جائے گا۔ اور یہی صحیح قول ہے۔ واللہ اعلم۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو اپنے تخت پر بٹھا یا اور پھر وہ سب ان کے گئے کہ وہ جس کو چاہتے تھے۔ یعنی ماں باپ اور تمام بھائی و بہن۔ اور یہ بعد عبادت کا نفس تھا کہ عقلمند مگر یہ تھا اور ان کی شریعت میں جائز تھا، حتیٰ کہ تمام شریعتوں میں (تقریباً) جائز اور باجماع ان شریعتوں میں منسوب، ناجائز ہو گیا تو جب سب بعد از حج ہو گئے تو جب حضرت یوسف علیہ السلام نے والد سے عرض کیا، ”کہا“۔ ”اے میرے والد! میرے اس سے پہلے (بچپن کے) خواب کی تعبیر ہے“۔ یعنی میں نے جو بچپن میں اپنے خواب کا تعبیر آپ کو بیان کیا تھا وہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ اس کی تکمیل ہوئی ہے اور خواب یہ تھا کہ میں نے کیا ہوا ستاروں اور سورج کا اپنے دو بچہ کرتے دیکھا تھا اور پھر آپ نے مجھ اس کے چھانے کا حکم فرمایا تھا اور بعد کہ وہ سوچاں کیے تھے، آگے لے فرمایا: ”تو یہ شک میرے آپ نے اس کو کی گویا ہے اور بے شک اس نے میرے ساتھ دشمنان میں باپ حبیب اس نے مجھے شیل سے نکالا یعنی تکلیف دہی و شفقت کے بعد مجھے آزاد و عطاء سے نوازا اور اس پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ مجھے حاکم مصر بنا دیا اور تمام بھی اس کے مصر کے شہروں میں جہاں جہاں جو حکم یا ہوں نافذ کروں۔ اور پھر حرج یا احسان کیا فرمایا: ”اور بے شک آپ کو گاؤں سے یہاں لایا گیا“۔ یعنی دیہات سے یہاں آپ کو لایا اور حضرت یعقوب بن اہل دیہات کے سردار میں کھان میں رہتے تھے کہ فرمایا: ”اور یہ سب کچھ ہوا“۔ اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان شہادہ دل دیا تھا“۔ یعنی جو کہیں میں والے کا اللہ تعالیٰ یا جس کا کرکڑ چٹا ہے فرمایا: ”یہ عقلمند میرا بپا دیکھ کر نے والا ہے جو چاہتا ہے“۔ یعنی جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے ساتھ سب میرا فرما رہا ہے اور اس کو اس طرح آسان فرماتا ہے کہ غصے اس کی طرف دشمنان حاصل نہیں کر سکتے، بلکہ صرف وہی عزائم اس کا لہو لگاتی ہے اور اس کا مالی قدرت و حکمت کے ساتھ بالکل آسان کر دیتی ہے۔“ یہ عقلمند (اپنے تمام کاموں کا) بانی والا (اور اپنی شریعت اور تقدیر اور کائنات میں) حکمت والا ہے۔“ (یہ تو تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے عقلمند گوش کو قرآن مقدس نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا آپ کو ان کی حکمت کے بارے میں بات کی جانی ہے۔) اہل کتاب کے نزدیک ہے کہ اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے تقدس ملی کے زمانے میں عمامہ و لہو و خمر و خمر نے کئے تھے وہی تمام عمامہ و خمر و لہو و خمر و خمر و خمر کی تکمیل یہ ہے کہ اہل کتاب کہتے ہیں کہ پہلے حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو اس کے عطا کردہ دوسرے شہر والوں کو ان کے سوال کے بدلے لافروقت کیا مثلاً اس نے چاندی کے عوض اور زمین اور دیگر امانوں کے عوض بالعرض جو کچھ بھی ان کی ملکیت میں تھا سب کچھ دے کر انھیں پالا اور جب سب کچھ ختم ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا جھو بھی فروخت کر لایا اور تمام رعایا حضرت یوسف علیہ السلام کی عطا ہو گئی۔

خبر یہ تو انتہائی حالات کے وقت کی اجازت ہے نہ کہ عام حالت اور خوشی بخشی میں اور عام حالات زندگی میں تمنا سے موت کرنا کیسا ہے؟ قرآن
مکرم کی اور اس مسلم نے اپنی جگہ میں اس کی ناکہ مٹانی لائے اس کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ سال اکرم ﷺ نے فرمایا: (۱)
تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔ کسی مصیبت کی وجہ سے جو اس کو لاحق ہوئی ہے کیونکہ یا تو (دوسرے طریقے سے کام لے کر) اس کو مارنے
والا ہو گا تو وہ (غائب و دور جہان میں) مرنے کی گاہ و ایام اعمال والا ہو گا تو یہ غائب ہے (اس سے اس کے جنازہ پھرنے کے اور اگر دعا کرنی بھی
ہو تو) یوں کہے۔

اسے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھنے اور جب میرے لئے وفات بہتر ہو مجھے وفات دے دیتا ہے۔
اور متعدد جہاں اس حدیث میں خبر فرمایا گیا کہ وہ مصیبت جو اس کو پہنچے جس کی وجہ سے اجازت دی گئی تھی اس سے اور وہ مصیبت اور بیماری ہے جو
اس کے جسم میں لاحق ہو جس کی برواقت کو نہ طاقت سے پاس اور وہ وہ مصیبت مرانہ جس سے جو زمین میں ہو اور جس کو وہ کرنا چاہتے اور تقویٰ و
طہارت حاصل کرنا چاہتے کہ۔

تو ظاہر یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اسی وقت مذکورہ وعاظ فرمائی تھی جب ان کی وفات کا وقت قریب پہنچ گیا تھا۔ یا ان کی احوال
مطلب ہے کہ اس سال جب وقت موت آجائے تو میری یہ دعا قبول فرما۔

انسان اس وقت سے نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یوسف علیہ السلام کے ساتھ مصر کے علاقوں میں ستر و مال
رہے اور وقت وفات میں آپ یوسف علیہ السلام کو وصیت فرمائے تھے کہ ان کو ان کے والد اسحاق علیہ السلام اور والدہ راحلہ علیہ السلام کے پاس دفن کیا
جائے۔ مہدی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس وصیت کو پورا فرمایا اور ان کے جسد اطہر کو ملک شام لے گئے اور اسی علاقہ
علاقے میں دفن کیا جہاں ان کے والد و والدہ دفن تھے۔

اور اہل کتاب کے نزدیک حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر مصر میں دس سال کے وقت تک تھی۔

ابن جریر مصر میں ستر سال اقامت فرمائی اور اہل کتاب ان دس سالوں میں ان کے جان کر کے کے ہاں دفن ہو چکی تھیں۔ آپ کی تمام عمر مبارک ایک
سو چالیس سال تھی اور یہ ان کی کتاب میں بصرہ اور مصر میں پہلے لایا تو انھوں نے کتاب میں تدفین کی ہے یا ان کی لحد پہ لی ہے یا انھوں نے
تمام عمر جان کر کے میں رہائی سے زیادہ کر کے جان کر کا قائل تھا یا انھیں کھانا ہے لیکن جب کد ان کے پاس فائدہ کر میں ہوگی تو عادت نہیں ہے کہ یہاں ان کا
یہ طریقہ کیسے صحیح خیال کیا جاسکتا ہے۔

اور اہل چارک و قتالی کا زمانہ ہے کہ جس وقت یعقوب وفات پائے تھے تو اس وقت موجود تھے جب انھوں نے اپنے بچوں پر عزیمت
میں بعد تم میں کی عبادت کر کے تو انھوں نے کہا کہ آپ کے حضور اور آپ کے باپ اور چچا باپا میں امانی کے عہد دہانی نہایت کو رہا ہے جو حضور
کیا ہے اور ہم اس کے حکم پر رہا ہیں۔ (۲)

حضرت یعقوب نے اپنے بچوں کو خود اطفال کی وصیت فرمائی اور پھر ان کو ان کے ساتھ جو چھ گھاس کی ٹاشیں کوئی کی اور بیوی۔ یہ کو خوش
خبر دی کہ میری نسل سے ایک عظیم و بزرگ ہو گا اور وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہے جو اہل علم

اہل کتاب ذکر کرتے ہیں جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات فرمائی تو اس مردانے ستر سال تک ان کی وفات پر رونے رہے اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے اظہار غم نہ کیا تو انھوں نے والد ماجد کے جسد اطہر پر خوشبو (دودھ لائی) پھیر دیا جس کے اندر یہ چالیس دن تک رہے پھر
حضرت یوسف علیہ السلام درشلہ سے اجازت لے کر اپنے والد کو دفن کرنے کے لئے شام کی طرف پہلے ناکہ باں اور اودھ کی قبر کے پاس دفن کر دیں
اور آپ کے ساتھ مصر کے قصبہ ذکاوا بھی پہلے جب ضرورت پہنچے تو مسافر و مقام میں آپ کو دفن کر دیا جس کو ایام علیہ السلام نے انھوں نے انھوں نے انھوں نے
سے فرمایا تھا (اور یہیں ان حضرات کی قبریں تھیں) پھر وہیں انھوں نے سات دنوں تک تعزیت و فہرہ کی پھر اپنے خلائق کی طرف واپس لوٹ آئے
اور یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے والد کی تعزیت کرتے تھے اور آپ کے لئے بہت رحم دل اور نرم ہو چکے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی

ان کا بچہ برقی لیا اور ان کی رہنمائی وغیرہ کا اچھا نظارہ پایا اور سب مصر کے طاغوتوں کو شرمسار ہو گئے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا اقتدار وقت بھی قریب آیا تو آپ نے بھی وصیت کی کہ مجھے بھی اپنے گناہ کے ساتھ ان کے پاس لے جاتے تو وہاں نے آپ کو خوش و غیر رکھا اور سب کچھ کر کے ۴۵ عورتیں دیکھ کر وہیں مصر میں (کسی وجہ سے) دفن کر دیا۔ پھر بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حضرت موسیٰ نے ان کو کال کرنا سکنا گناہ کے ساتھ اپنی فریادیں گناہ کرتے گناہ اور ان کتاب کیجئے ہیں کہ آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔

(مستند فراموشیہ) میرے کچھ بچے کے مدد سے ان کے یہاں بھی نہ کر رہا ہے۔

ابن جریر نے یہ کہہ کر بن قحط کا قول حسن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کوئی شہر دیا گیا تو آپ کی عمر ستر سال تھی اور پھر اپنے والد سے اسی سال نمائش ہوئی اور وفات کے بعد ۳۳ سال حیات رہے۔ یہ طریقہ جب وفات پائی تو ان کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی۔

اور جن نے کہا ہے کہ آپ نے اپنے بعد یہ فراموشی کر وصیت فرمائی۔

صوت اللہ علیہ وسلم

حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکہ مخلص تھے اور ان کا نسب یہ مدیجیل ہے جو اب بن موسیٰ بن عبد الزبیر بن العجمی
بن اسحاق بن کنانہ عامر کہیں گیل۔^(۱)

اور ان کے علاوہ کسی نے کہا ہے وہ اربع علیہ السلام میں سے ہیں جن کو علی بن ابی طالب نے اپنے حلقے میں لایا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی تائید ہو جائے۔

اور علامہ ابن ہمام نور دین رحمہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جلد حضرت خود علیہ السلام کی بیٹی حضرت زینبؓ اور بیٹی محبت کا گھما کرے کرمان کے اندر کرمان لگوں میں سے تھے جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر اپنی آگ کش اور لے جانے کی نذر ایمان دے۔

ابوہریرہؓ کو سب عاموس میں مشہور اور یاد رکھ لینا ہے کیونکہ حضرت ابوب علیہ السلام حضرت ابن ابیہم علیہ السلام کی آل میں سے ہیں جیسے کہ ان کی آیت کے تحت بیان ہوا:

ترجمہ:..... اور پ (امیر ایم) کی ہوا میں سدا کا اور طبعان اور الوب کو روح سف اور صوکی اور بالوکی ہیں۔ (توضیہ: ۱۸۳)

ہاں آیت میں الفاظ منہ لودھہ میں مخیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹ دی ہے نہ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف، چونکہ اصل ہے اس بات پر کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت ابراہیمؓ کی عبادت سے ہیں اور پہلا نسب یہ بھی تھا چونکہ نہ سجاد حضرت ابوبکرؓ علیہ السلام ان انبیاء و مرسلین سے ہیں جن کے بارے میں حدیث بخیر ہے کہ حضرت سجادؓ اور نہ وہ کسی اٹھنے سے۔

[illegible][illegible]

اور ایسا ہی (کیا کرد) جب انھوں نے اپنے پروردگار کا اساتذہ تعالیٰ بھیج دیا کہ ہم سے جو چاہے کر اور نہ کرنا۔ تو اسے جس قسم کے نام کی دعا جو کر لیا اور جو جن کو تحلیف کسی پروردگار کی ہوا کہ وہ کمال سے بھی عطا فرمائے ہو۔ لیکن میری سے حق کے ساتھ اسے جس قدر (بھی بخشنے) اور عبادت کرنے والوں کے لئے (پر) شخصیت ہے، (۲) اور وہ اس میں جو خدا رک دیتا ہے فرمائے گی۔

اور ہاؤسے چارے ہو جب گویا آراء، جب انھوں نے اپنے دہکے ہوئے کانوں (اے مال) شیطان نے تم کو گواہی اور تکلیف دے رکھی ہے (ہم نے کہا کہ اگر زمین کو لانا (دیکھو) کیا دشمن کل آیا) انھما نے کوٹھن اور پیسے (شرعی) اور ماہی نے نہیں کوٹھن (جہاں) ادا ان کے ساتھ ان کے برابر اور خشک (یہ) ہادی طرف سے رحمت اور رحمت والوں کیلئے رحمت تھی اور ہے چارہ میں تھما اور جہاں سے مارا اور تھما اور تھما ہے جب کہ زمین کو چاہت تھما اور بہت خوب رہنے سے تھے جس طرح جو ان کے نہ ملے تھے۔ (۴)

ان مساکر نے کبھی کے طر ق سے نقل کیا ہے فرمایا کہ: پہلے جو جہنم سے آئے وہ لوگ جس ضیاء السلام، پھر نور ضیاء السلام پھر انہیں ہم طیبہ

انھارے سر پر مشیتیں آئی، انھیں گھیرے رہیں، مگر ان کو قرب والے اور دور والے میں پھوٹے سولائے دو شخصوں کے جو آپ کے خاں بھائی تھے وہ آپ کے پاس بیٹھ شامائے قریب حریفانہ نے دوسرے کو کہہ کر تو جانا ہے کہ کشمیری قسم پر بیاباب جیسا کہ وہ جہاں، الوں میں سے مکی سے نکلیں کیا ساقی نے آپ کو چھوڑ دیا ہے کہ کہہ کیوں کہ انھارے سال دو گئے ہیں اس کی بنیادیں ۱۷۱۱ء میں لگی تھیں مگر اب اس میں بدلتا رہا اب مصلحت نے فرم نہیں کیا ہے ہمارے لڑکے بات نہ بول رہے تو اب اس کی پیچہ میں کوہ و کمر درختا۔

پھر دلائل شام کو حضرت اہلب علیہ السلام کے پاس گئے تو عیسیٰ علیہ السلام سے نہ ہو گیا اور حضرت اہلب کو یہ بات دیکھ کر کہ بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے شک ہے آپ کیا کہتے ہیں اس واسطے کہ اس کا تعلق عیسیٰ سے ہونے میں کبھی وہ محسوس ہے کہ وہ خود جو کچھ اس نے کہے ہیں وہ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے تو فرمایا ہے مگر اس سے دور گزرتا ہے اس بات کو نہ یاد کرتے ہوئے کہ یہ کلمہ کلمہ کی اور یہی کلمہ کا ذکر؟ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان دونوں سے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر کلمہ کلمہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں)

فرمایا کہ حضرت ابوب علیہ السلام فقہائے حادث کے لئے تھے جس طرح کہ آپ کی ہلیا آپ کو کھاتے ہوئے تھیں یعنی دور آپ کو فقہائے حادث سے پہلے لے کر جاتی تھیں اور اسی طرح آج کے ائمہ کو دور سے آئیں تو ان کے ہزار اہل حضرت ابوب علیہ السلام کو علم فرمائیے کہ ان کی بات مانو۔ (پیشہ) کہانے کی کہ (اور ان کا پانی) انھوں اور انھیں ہے تو ابوب علیہ سے پیچھے آؤ ان سب کو دھرت ابوب علیہ اسکا مال محبت و مروتی کے ساتھ سوچے سمجھے لو۔ یہی انی حرف موجود ہے اور پہلے ہی طرح میں صحت یہ ہو چکے تھے تو یہی آپ کو بخیر اور پچھتے ہیں انھیں آپ کو برکت دے کہ آپ نے جیسا کیا ہے وہ ہے جس کو نکالے ہے (کیونکہ ہلیا، لعل، پیکان، کھنکھ جاتے ہیں) انھیں انھیں قسم جب ان دیکھتے ہوں تو جانتا ہوں کہ آپ کی مخرج ہوتا تھا اور انھیں کھینکے گا اور میں عرض ہوں۔

اور حضرت اہم بطریق السلام کے دو کھیت جوں کے ایک گندم کا ایک کھیت کا کھرو دو ادا نہیں گئے تو ایک ہا دل میسر کے کھیت پر جو حادہ اس نے سوئے ہے کھرو دو کھرو دو ادا نہ کھرو اس نے جو کے کھیت نہ کو کھرو اس نے کھرو یا، چنانچہ جو کے کھیت ہیں اس طرح تمام زمین حادہ نے اسے کھیت کھیت میں عداوت کیا ہے۔

لیکن اس واقعہ میں غرابت ہے اور زیادہ حیرت ہے۔ چہ کہ یہ واقعہ نہ متوف ہے۔
 ۱۰۔ انہی اہلِ عالم نے فرمایا کہ حضرت ابنِ عباسؓ و شمس اللہ سے مروی ہے کہ کائدہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر علیہ السلام کو دستِ باجرہ پہنچا دیا تھا مگر یہ جنت کی ایک طرف پہنچے تو ان کو یہی بات پتہ چلی کہ ان کی جگہ لاہور پہنچا دی گئی تھی۔ آپ علیؓ سے یہ جہاں اللہ کے بندے ہیں جہاں ایسا آفتِ زور نہیں ہوتا تو وہ کہاں گیا؟ شہید کہاں کو کہتے تھے؟ میں یہاں یا ہجرت نہ کرے؟ اور ان کے گھر کی دیواریں اب تک حضرت ابوبکر علیہ السلام نے فرمایا، میں ان ابوبکر علیؓ کو انھوں نے عرض کیا ہے اللہ کے بندے آپ محمد پرہیزگار کرتے ہیں؟ ابھڑکا، افسوس تھہرا، ایں ہی ابوبکر علیؓ نے مجھ کو میرا اسم لکوا دیا ہے۔

لیکن محاسن نے فرمایا کہ اگر اللہ نے لیکن کو ان کے کمال اور ادنیٰ کے بعد ہی اور انہی کے بعد اور بھی کھانا دینا اور وہ بہت تین چہہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضرت اہلبیت علیہ السلام کو فرمایا جس نے تھو کہ تیرا بھائی تیری اولادوں ہی کے دشمن اور بھی تھو کہ پورا دنیا ہی چاہی جس پانی کے ساتھ شمس کر لےجے اس عمو شہدہ جبار اپنے ساتھیوں کے قریب ہو جا کہیں اداوان نہ کہے لئے مسفرت کی دعا کر رہی کیونکہ انھوں نے تیرے بد سے کسی بھری اظہارائی کہ سبہا میں الہی حاضر نے کسی گروہ کو کرا ہے۔

لوہا میں الہا حاکم سے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب اللہ نے ایوب کو (صحت) کا عاقبت بخشا تو ان پر اس نے کی غصہ کیا، صحابہ کی طرح یہ کہہ رہے تھے (جلوی جلوی کی طرح) کہ بڑے میں سے کچھ بڑے ہو چکا ہے۔

١١٤١ محمد بن الحسن بن فضال عن ابن عمه وهب بن عتبة قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول سمعت رسول الله

٢٠) وقال في كتابه: «فما أرى حجة على موسى بن اسماعيل» حجة على حجة، استدل على موسى بن اسماعيل على أبي حمزة.

اور ہے؟ عرض کیا ہے یہ وہ گانا آپ کی رحمت سے کون میر ہوگا؟^(۱)

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں کا غول بھیجا تھا تو کیا سچ بکڑے میں
ان کو پیسے کھنے کاوش کی طرف سے چھوڑ دیا یا اسباب جو ہم نے تھوکہ بانگائی نہیں ہے؟ کہا یہ وہ رجل جری عطاء فضل سے نکلا ہے یہ وہ بدبوگا۔

یہاں یہ متون بیان ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے طریق سے حضرت ابوہریرہؓ سے کئی حدیثیں مروی ہوئی ہیں۔^(۲)

منہا مری میں حضرت پروردگار تعالیٰ سے روئے ہے کہ سوائے کہ تم ۱۰۰۰ نے فریاد کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی حالت میں حق فرما دے تھے کہ ان
 ہونے کی طریقوں کا قول بنا شروع ہوا کہ آپ نے کیا کیا ہے کہ نے سب سے پہلے شروع کیا کہ ابھی سے تھکے کہ ان سے ہوا
 دیکھو کہ ان کی حالت؟ حق میں کیا کیوں نہیں ہے۔ پروردگار تعالیٰ آپ کی حالت سے دیکھتا ہے۔

امام بخاری نے اس کو حدیث اہل حق کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ (۳)

اور فرمان خداوندی ہے کہ اپنی اہل بیت اور سنی دشمن پر نیک ملامت آپ نے فرماں برداری کی جس سے اللہ نے غصہ سے اپنی کایہ چشم جاری کر دیا۔
پھر حکم فرمایا کہ اس سے غسل بھی کرنا اور اس کو کوئی بھی کلمہ کہے بغیر نہ لے کر اس کے مکان کی ظاہری یا باطنی چیزوں کا تکلیف دہ چٹا خان سب کچھ اور فراموشی اور
اس کے بھائی کے ہر راجہ پر سے صحت و قوت پرور دیا جس اور مال کثیر عطا فرمایا اور مال کا انتظام کر سونے کی تختیاں خوب خوبیاں پر جس میں سلطان
کا نام و عیال لکھی، انکس فرمایا کہ اس میں سے جو اور ہم نے اس کو اس کا مال اور دین کے شکر لان کے ساتھ عطا کر دیا اس میں کئی باتوں میں ایک یہ ہے کہ
کہ اللہ نے اس سے دلی و عیال کو دین فرمایا تھا اور دوسرے قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے پہلے مال کا بدلہ دے دیا تھا جس کو دوسرے قول کے مطابق
عطا فرمایا ہے۔ غرض جو بات میں ملے گا کہ کون صحیح ہے۔

آگے اٹھ کر متعلق فرماتے ہیں کہ اور یہ سب کچھ ہم نے بن کھو اکیں کا بنی طرح سے عمت سے (۳)

یعنی ہم نے ان کی کلافیں و شکت اور صاحب کو اپنی جامب سے رحمت اور احسان اور ہر قسم کی جود سے دور کر دیا اور فرمایا "یہ عادت کر لے
 واپس کے لئے نصیحت ہے" یعنی جو شخص جسم یا مال یا دولت کے بارے میں مشقت و غم یا غنا میں مبتلا ہو جائے وہ اللہ کے کسی پیغمبر یا حبیب سے نصیحت
 حاصل کرے نہ وہ ان کے طریقے کو مستعملی سے کام لے کسی انھوں نے کسی طریقہ یا شیخ یا فاضل یا مہر کا بار لیا وہ اللہ سے تو اس کی توجہ کر لے اور اللہ نے
 ان کی تمام برکتیں و نور کو بالکل چھین لیا ہے۔ پس زیادہ مال و دولت اہل ایمان و حلال سے لے کر آؤں۔

اور شخص کو گناہ نہ پہنچائی چھانٹ کر نکلتے ہوئے حضرت اربطہؓ ملائکہ کا ایک کلمہ "درست" ہمیں آیت سے ثابت کیا ہے کہ آیت میں جو صحت منہ صحت منہ کی ہے یہ فرمودانی وغیرہ سب باطنی طرف سے درحمت کے ساتھ کی توفیق و جہلا مطلب نکالنے پر کہ ہم نے درحمت (یعنی صحت) کی سہ حقیقت سے کوئی دلائل اور دلائل منجھڑے میں پڑنے والی بات ہے۔

۱۔ حضرت خضاک جرد اڑا کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نے ان کی اس بیوی کو گناہ کی چوٹی پر لٹکایا اور وہ بھی
بلکہ پہلے سے کھنڈر واد جو اب حصار آباد ہے جس کی مسجد میں سے حضرت امیر کے قبضے لائے گئے۔

۱۱۱۔

۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ رَأَى رَجُلًا يَتَّبِعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ يَحْمِلُ خَطْمَهُ عَلَى رَأْسِهِ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ"۔ (مسند احمد، ۱/۱۸۸)۔

۲۱) قال الامام اسد سلفنا: عن ابي الربيع، عن الاعرج، عن نوح بن حرير، قال:

[illegible]

آگے لڑنا اچھی ہے (اور ہم نے ایوب کو گم ہوا) اور اپنے آئندہ میں جہاں جلاور اس سے ماحول رحمت تو ذرا ہے شکم سے اس کو یہ سہلہ ہم پلاؤ
بہت خوب رہے تھے بہت دیر جو گرنے والے تھے۔^(۱)

کسی جیسے حضرت علیؑ علیہ السلام نے غازی پہلی کو سکوڑے مارنے کا خط (حرم) لکھا تھا تو اٹھ نے اپنے بندے سے اس کو رسولِ حضرت ایوبؑ علیہ السلام کو نصبت دی اور اس کی راست چھکارے کا تاج کیا ایک جھانڈو تنکوں والی لے لیا اور اس سے یکے بعد دیگرے دو دو لیکن شرط یہ ہے کہ سب نکلے
تھیں (اور یہ کس جیسے آپ نے ان پر یہ قسم اٹھی؟) ایک قول ہے کہ یہی نے اچھی سر کے دلوں کی میز صاحبان چھریں تھیں اس کا یہ قسم تھا خالی اور
ایک قول ہے کہ ان کو شیطان طیب کی صورت میں ملا تھا اس نے ان کو ایوبؑ علیہ السلام کے لئے دوا کا کردی تو یہی نے آکر ان کو کھڑی تو آپ
پہچان گئے کہ وہ شیطان تھا تو یہ قسم اٹھا لی پھر وہ باندھ کر وصل نے ان کو عاقبت رحمت دیدی اور قسم پورا کر کے کا وقت آ گیا تو جب اٹھ نے ان کے
لئے آسانی کا ارادہ نہ کر لیا اور قسم پورا کرنے کے لئے یہ کہیں کھڑی، کہ ایک جھوٹا خوش حالہ پیش میں سونٹھیں ہوں اور حرام کو اکھاڑا دے تو یہ
کوڑوں کا بدلہ ہو جائے گا اور قسم پوری ہو جائے گی اور یہ اللہ کی طرف سے اپنے متبعین کے لئے کردی اور آسان راجے کی فراہمی ہے خصوصاً اس
یکے ساتھ الہیہ فیض کے لئے کردی، جو سے اللہ نے اسی رحمت و آسانی کے جود و عطیہ کی بیان فرمائی کہ وہ ایوبؑ علیہ السلام سے صاحبِ اور بہترین
بندہ اور پورا کرنے والے ہے۔

اور بہت سے فقہاء کرام نے خصوصاً مذکوروں کے باب میں آسانی اور رحمت کا حیلہ اختیار کیا ہے جنہی سے بعض حضرات نے اس عنوان میں مضمون
پر کتابیں لکھی ہیں کہ "قصصوں سے ظہری کی ترکیب اور شیخ احمد بن حنبل کے لئے دلیل اس آیت کو جلا ہے اور ان میں بھی پھر جیسے غریب سے کئے جان گئے
ہیں جن میں سے مکتوب امی مکتب" کتاب کا حکام "میں بیان کریں گے، اللہ اعلم۔

ابن جریر و طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ایوبؑ علیہ السلام کی کئی مرتبہ دو سالہ قحطی اور اس سے بڑا نسا قول بھی ہے۔

لہذا نے حضرت عیسیٰؑ سے نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل قحط سے کون سلیمان علیہ السلام کو نغضاء کے ساتھ وکل و حجت پیش کریں گے اور یوسف
علیہ السلام کو پاک و انصاف پر وکل پیش کریں گے اور ایوبؑ علیہ السلام کو معصیت والی پر غفور وکل و حجت پیش کریں گے، امن صرا کرتے بھی اسی کے
سب سے قبل نقل کیا ہے۔

اور حضرت ایوبؑ نے اپنے لڑکھوں کو اپنے بعد کی وصیت فرمائی اور حضرت ایوبؑ علیہ السلام کے بعد ان کے حالات اور مگر اس کے گھر
لوں کے دوسرے فرزند بشر بن ایوبؑ ہوئے اور ان کے باپ سے اس کا کھڑکا خیال ہے کہ کبھی وہ انکھل علیہ السلام جن وقت اظہم ہو اس سے کبھی کی وفات ستر
سال کی عمر میں ہوئی اور انکھل کے خیال کے مطابق یہ بخیر تھے۔

نور علیہ السلام کا لہذا ذکر کرتے ہیں کہ کچھ بعض کا یہی خیال ہے کہ وہ ایوبؑ علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور وہی وہ انکھل ہیں۔

نہیں کیا اور مجھے تو ایک شہید جنت میرے پاس لے آئی تھی۔ تو آنکھوں نے کہا تو نے کبھی یہ کام نہیں کیا اور اب کر رہی ہے تو آپ اس خیال کو چھٹک کر مڑ گئے اور کہا یہ عار میرے ہیں اور اللہ کی قسم آئندہ کبھی آنکھوں سے دعا کی ہر بات نہ کرے گا بلکہ اسی بات آنکھوں سے کہے گا اور اس کے بعد اس نے پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔

اللہ نے آنکھوں کی مغفرت فرمادی۔

اس کو ترکی نے اٹھائے اس حدیث سے روایت کیا ہے اور اس کو سن کر زور سے اور ڈھکڑکھاتا ہے کہ بعض راویوں نے اس حدیث کو لکھا ہے کہ یہ (یعنی حضور ﷺ) نبوت نہیں کیا۔

تو یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں قلب کا امکان ہے جس لئے کہ ابو جعفر قرطبی نے اس حدیث میں موجود سہ راویوں کو میں نہیں جانتا سوائے ایک حدیث کے ساتھ اور ابن حبان نے اس کی توثیق فرمائی ہے اور اس سے عبد بن عبد اللہ رازی کے سوا کسی نے اس حدیث سے روایت نہیں کی، واللہ اعلم۔

والغرض کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث اسناد کے اعتبار سے صحیح معلوم نہیں ہوتی، لیکن اگر صحیح اور محفوظ بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہاں حدیث میں آنکھوں سے دعا کی بات نہ کرے اور ہم نے پہلے جس کا تذکرہ کیا وہ آنکھوں سے نہیں کیا قرآن میں بھی نہ لکھنا تاہم سے تذکرہ آیا ہے لہذا دونوں جدا ہو جائیں گے۔

واللہ اعلم بالصواب

ان سے کھلی امتوں کا تذکرہ جو ہام نیست و نابود کر دی گئیں

اور جو ان کے ہمدرد و مددگار تھے وہ ان کے حالات سے مل گئی ہوئی تھیں جیسے کہ مذکورہ بالا بیان ہے ہمدرد نے موسیٰ کو کتاب عطا کیا جس کے بعد کیم نے پہلے گرد و گرد ہو کر ہلاک کر دیا۔^(۱)

اسی طرح لکھن جو یہ اور انسانی باقی نام اور بڑا رنے خوف اعرابی کی حدیث سے علیٰ غرہ سے روایت کیا اور ابلی خضر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ نے کسی قوم کو آسمان کے طرب یا زمین کے طرب سے قورات کے نزول کے بعد روئے زمین پر جا کر نہیں فرمایا۔ اس نے اس ہمتی کے جن کی شکلیں مسخ کر دی گئیں وہ ان کو بخیر بنادیا گیا تو جیسے اس کی تائید کھلی آیت کرتی ہے۔

گزشتہ حدیث تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول تھی اور بڑا رنے اعرابی کی روایت کو مرفوعہ بھی ذکر کیا ہے (یعنی مشہور کھلی طرف ہمت کی ہے) تو یہ بات ذرا غلط کرتی ہے کہ عام طور پر سب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اپنے اقوام میں ہلاک ہوئی ہیں۔ تو انہما سے اصحاب ہلکے بھی ہیں۔^(۲)

اصحاب الرس

اللہ تعالیٰ سورہ فرقان میں فرماتے ہیں۔

وہ (ہم نے) عابد بنمود اور کون نہیں۔ انہوں نے ایمان کے درمیان والوں اور ایمان کے علاوہ بہت سی جماعتوں کو (بھی) ہلاک کر دیا اور سب کے (سمجھا کر) لئے ہم نے ان میں سے ایمان نہیں اور انہما سے ہر سب کو جس نہیں کر دیا۔

اور سورہ فرقان میں فرمایا ان سے پہلے قوم بلوچ اور کنوئیں والوں اور خود نے بھلا دیا، اور علاوہ فرقان اور بلوط کے ہر نبیوں (نے بھی بھلا دیا) اور اور نبیوں والوں اور قوم شیخ سب نے دوسروں کو بھلا دیا اور ہر نبی ہر نبی پوری ہو گئی ہے۔^(۳)

یہ آیات اور ان سے پیسے کی آیت وراثت کرتی ہیں کہ وہ ہلاک کئے گئے اور ان میں ہر مذہب کا کھڑا رہا دیا گیا جس سے وہ بالکل نیست و نابود ہو گئے۔

تو کدو عظیمیہ سب آئندہ وراثت کرتی ہیں کہ ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے اس میں ہر نبی کا قول و جو خیرا میں ہر نبی ہر نبی نے نبیوں اور فرمایا ہے کہ اصحاب الرس، اصحاب الانوار ہیں جن کا ذکر قرآن مجید کی سورہ بروج میں آیا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ذکر سورہ فرقان اسحاق اور دوسری ہادی، جماعت اس بات کی حراست فرماتی ہیں کہ اس میں باوجود ان کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد کا ہے اور اس میں بھی نظر ہے۔ اور مزید دیکھتے کہ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نقل کیا ہے کہ اصحاب الرس خود کی ہمتوں میں سے ایک ہمتی ہائے تھے۔

تو جب وہ خیرا فرما رہے ہیں کہ ہمدرد کوئی ہمتی جو ہمدرد ہے حضرت مسیح علیہ السلام سے تو کھلی کی ہے تو ہمدرد اصحاب الرس میں کے بعد کیسے ہو سکتے ہیں؟

اس میں کراچی جارج میں واقع شہر کی قبر کی یاد اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اصحاب الرس (کنوئیں والے) اپنے شہر میں آ کر تھے کہ انہما نے ملے ان میں اپنے شہر کو مسموم فرمایا جن کو بھلا دیا ہمدرد انہما سے بھلا دیا تھا انہوں نے اپنی دولت کو مرقع کیا

میں انھوں نے سب کو چھوڑا اور فریانی کی جی کر لگ کر وہ جواب دہ ہوئے۔ اسی عرصہ میں ارمین سام بن نوح اپنے بڑے کوئے کہ (صحاب) انہی کی رہی تھی۔ کونج فرما گئے (کیونکہ یہ کچھ مجھے تھے کہ انھوں نے اپنے مہمیں عظیم لگائی تھیں کہ اب جواب تو فرمائی ان کو تو نے کہ کھنڈا یہ وہاں ہے اگر کہ مرزا میں متعلق ہیں آدم وہ ہے اور ادا صاحب افس پر غلاب لکھی مرزا اور ان کو کھنڈا وہ بادشاہ بھران حضرت نے جنھوں نے مرزا میں متعلق ہیں کہ پڑا کھنڈا وہاں کی مرزا کو کھنڈا ہے، کہ مرزا کی طرف متفرک اور بھران کی آمل اور مرزا میں تمام کوشش میں پہنچ گئی اور جرمین میں احد بن عادی عہد میں ارمین سام بن نوح متعلق کی پھیل مرزا میں پہنچے تو وہاں ایک شہر ہے جو اس کا نام جرمین لکھا اور بھران کے لئے اسے لوگ ارمین سام بن نوح کے لئے کھنڈا ہے اور یہاں پہنچنے کی کوئی غیر بات دینی تھی کہ وہ تمام غلاب لکھی کی جیست چڑھائی تھیں تو ان میں اللہ نے کیا کیا سفیر اور صوفی حضرت ہوا علیہ السلام بھی علیہ السلام بن وراج بن خالد بن حمزہ بن حاکم بن آدم وہ کسی حرف مرزا میں متعلق ہیں کہ وہاں سے دہشت کے لئے بھیجے اور ان کی قوم وہ آدم بن ہے جسے جدا کہ وہ کسی طرف منسوب ہوئے ان کی طاقت ہے تو یہ بھی ہوا کہ جہاں سے مرزا میں اللہ ہوئے جس کی وجہ سے اللہ نے ان کی جڑ کو کھنڈی کاٹ دیا۔ (۱)

تو یہ قصے سنو، یہاں کہ پہلا مصائب اس سے دو ہونے کے باقی، دیکھو لوگ اور اصرار جیسے مکر کی پشت پل اور حضرت علی اور حضرت علیہ السلام کے بارے میں بیک ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ صاحب الزمرہ کے گیارہ سال قبل کی قیامت ہے۔ (مفسر نام)

(۱) اور اسی ناناہ قرآن کریم میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: (صاحب الزمرہ) لوگوں کو بتائی کہ ان کا کوئی (انسان) قادرِ بے نیاز میں تھا، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور حکمران سے تصور کرتے ہیں کہ صاحب الزمرہ ان کے ان کو تین میں اپنے لیے کو بھیج کر یہ تھا، وہ کو تین کو جھڑپ کرنا سے نہ عاجز رہا تھا۔

[illegible]

اور انہیں صاحبِ اُمّی و صاحبِ لیس کہیں جیسے کہ حضرت نکرہ لاخیر ہے تو میں کہتے ہوں کہ مگر یہ تمام اہلِ بلائک کر کے مجھے گئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے قصے میں لکھا ہے کہ وہ اس صوفی کے چکر دھجی لکھ دیئے جوئے ہو گئے۔ (پیش ۱۶۹) ان کے لکھا صاحبِ لیس کا لکھ کر گیا؟ یا نہ ہے۔
اور اگر ایک ایک جہاں آپ بھی، صاحبِ اُمّی بھی بلائک ہوئے۔ انہیں کئی تھیں۔ جب کہ بلائک ہوں جدا جدا ہیں لیکن بظاہر حضرت ابنِ جریر کے فرمان کے خلاف ہے۔

یہ کہہ کر وہ گھسٹن اٹھ گئے۔ ایک قصہ کرنا کہ جس کا مصائب نہیں کے ساتھ میں ایک کو اس جانی تو جوں کو یہ کہہ کر اس کی دلچسپی کو گھسی میر کرنا تھا تو اس کا ایک عالم حسن سلوک کرنے والے بادشاہ تھا۔ جب وہ سرگرم کو مصائب نہیں کو اس پر اپنی عقل اور دانشمندی سے عرصہ میں میدان کے بادشاہ کا مذہب دھرم و کفران کے پاس کیا اور کمال میں اس میں اس کی تکیا کا عجب ہو گیا۔ اس میں اس میں تہذیب سے متعلق ان کے قول کو دیکھ کر ہوا تو وہ نوم بہت ہی خوش ہوئی۔ میری شیطانی نے اپنے افسانے کے دوسرے حصے کا کام کر لیا اور کہ میں بھی انھیں سروں کو گناہ اکثر ہو گئے اس نے اس کی بات کی قصہ ہی وہ حیات کی صورت کے ساتھ میں پیش کیا ہو گئے۔ اس کا نام ہے تھی

پھر نے عزت میں سے ان میں سے ایک کو غریب سمجھا آپ سے ان کے ان کے غریبوں کو یہ پیشہ کی جگہ پر دے کے پیچھے سے تم سے خطاب کرتے ہیں اور ان کی عزت نہ کرنا کہ ایک خاصہ اثر کی علامت کر۔

علامہ مہمبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بخیر کی طرف نیند میں اسی بخیر کی پہلی قسمی، اس پر ان کا تمام سرمایہ حضرت خطاط بن مغفوف تھا، مگر ان کی قوم

۱) ایضاً ذکر السجدة الفکر و ابو القاسم بن عساکر علی ازل الامامین عند ذکر بناء قیسی عن تاریخ ابی القاسم هبتانہ من حدائقہ من
 (تقریباً یکم از این عالم عزای بکتر این ابی حامد عن زید عن شیبہ اس بشر عن حکمران ابن عباس
 سر دائر طبع)

[illegible]

انہیں نے میری رعایت کے سوا کچھ غرضی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب شخص جو جنت میں داخل ہو گا تو ایک سیلو میں شخص ہو گا وہی ہے کہ گناہ سے ان کو گناہ میں پاتا ہے بلکہ یہ بھی جاتا ہے جو اس شخص میں سے صرف ایک شخص کے سوا کوئی ایسا انسان لا یا وہی شخص وہی سیلو میں مضامین سے بھر اے (مستحق دلوں) نے نئی طرز پر غمزدگی کیا ادا ان کے لئے ایک گڑھ کھودا وہ اس میں ان کو پھینک دیا وہی سے کوئی گڑھ چھروں سے آتے یا نہ خوب بند کہ لاویہ تمام جاتا اور کھلی سے نکلیں گے کہ پشت پر لا کر ان کو بچا اور ان کے بدلے کو یہانی خریدتا اور کھانا پانی لے کر اسی کو ختمی کے پاس پہنچاتا تھا کہ حق خدا سے جھگڑ کر کھانا اور یہ تمام اس لئے (دیکھو) کہ وہ بچے سے اچھا رہتا۔ اور اسی کے بعد چھروں کو پہنچنے کی طرح یہاں نہ کر دیتا۔

[illegible]

اور اس پر بھی کہنے والوں سے اس مبادیہ نظام خلاصہ کے متعلق بہت سی چیزیں کہی گئی ہیں کہ وہ کہاں سے کہاں کا کیا ہیں لیکن یہ کہتے ہوئے کسی کو یہ خیال نہیں کہ جس نے یہ طریقہ کو قائم کیا ہے اور یہ طریقہ مبادیہ نظام کو بنیادی ہوئی۔
 تو رسول اکرم ﷺ نے قرآن مجید مبادیہ نظام جس طرح میں سب سے پہلے داخل ہوا کہ۔

یہ وہی مکرمل ہے جو اس میں شک کا امکان ہے شاید یہ کوکھان تھا ہی کبہ ارحی سے مل سے کھڑا رسانی جریرتہ اللہ علیہ نے بھی اس کی تردید کر لی ہے وہ فرمایا کہ یہ وہ صاحب نہیں تھیں جو کہتے ہیں کہ ان کو قرآن میں آئے ہے کہ کھان کے شخص کو انہ نے ملاکت کی خبر دی ہے جبکہ یہ ایمان لائے تھے۔

اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی اولیٰ والا ایمان لائی اور ان کے پیغمبر بھی دوسرے جوں جوں ملے۔
 اور پھر خدا ساری چیز پر عمل فرمایا کہ اسحاب اور انور ہیں اور یہ آپ کی بات منصف ہے جس کی آپ پہلے گزروا بھی دیکھیں وہ یہ بھی ہے کہ صاحب
 الانوار کا آخرت کے خواب کی ویدھی ہے جبکہ ان کے حلقوں اور انجمن بھی بلا کثرت کی خبر دی گئی۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْغُيُوبِ

قوم یس کا قصہ

جن لوگوں کو اللہ نے ان کی جہانمی سرکشی کی وجہ سے ہلاک کیا ان میں سے اصحاب یس بھی ہیں۔
سورہ یس (۳۰-۳۱) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اور (اے پیغمبر) ان سے گاؤں وادوں کا قصہ بیان کر جب ان کے پاس پیغمبر آئے، (یعنی) جب ہم نے ان کی طرف (اے پیغمبر) بھیجے تو انہوں نے ان کو بھڑکایا، پھر ہم نے تیسرے سے (پہلے دو کو) اتھویں دی تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں، دو دو لے کر تم (اور) کچھ انہیں صرف ہماری طرف لے آؤ وہی ہو اور خدا نے کوئی چیز بھی نازل نہیں کی، تم صرف جھوٹ بولتے ہو، انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمے تو صاف صاف پہنچا دیا ہے اور یس (دو دو لے کر ہم تم کو ہمارے دیکھتے ہیں اگر قہار نہ ہو تو ہم تمہیں سزا کر دیں گے اور یس سے تم کو کھدوینے والا عذاب پہنچے گا انہوں نے کہا کہ تمہاری خواست تمہارے ساتھ ہے کیا میں نے تم کو نصیحت کی تھی بلکہ تم سے گزرنے والے لوگ ہوں اور میرے آخری گزارے ایک آدمی روز داتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے میری قوم پیغمبروں کے پیچھے چلو۔
جو تم سے صلہ نہیں رکھتے اور وہ سیدھے رہتے ہیں اور کیا ہے مجھے کہ میں اس کی پرستش نہ کروں؟ جس نے مجھے یہاں آیا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے کیا میں اس کو چھوڑ کر اوروں کو مینوں کاؤں؟

اگر خدا مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی ساداشی مجھے کچھ بھی لاکھ ہند سے سکے اور زندہ مجھے بھڑا نہیں۔ جب تو میں صریح گروہی میں جھٹلا ہو گیا، تم تمہارے پروردگار پر ایمان لایا اور میں سو میری بات سن رکھو۔ حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ بلا کاش میری قوم کو خبر ہو جائے کہ خدا نے مجھے بخش دیا اور عزت وادوں میں کر دیا اور ہم نے اس کی قوم پر کوئی نظر نہیں اتارا اور تم اسے دالے تھے دو دو صرف ایک چمکاؤ، سو وہ ہا گیاں کچھ کر رہ گئے۔

حضرت ابن کثیر نے اس آیت بزرگوں سے یہی حجت ہے کہ یہ یسحق اٹھا کیہ ہے اور ان اسحاق نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور ابن عباس، اکعب اصبار اور جب بن عبد ربہم اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ان کے علاوہ یرید بن خطیب، عکرمہ، قتادہ، زہری وغیرہم سے بھی یہی حافل ہے۔ تو محمد ابن اسحاق، حضرت ابن عباس، اکعب اصبار اور ربہم اللہ سے نقل کرتے ہیں ان بزرگوں نے فرمایا کہ اس اٹھا کیہ یسحق میں ایک بار شاہ تھا، یس کا نام تھا جس قہار یہ جن کا پیکار تھا، تو اللہ نے اس کی طرف تین پیغمبروں کو بھیجا جو سچے اور برحق تھے لیکن اس نے ان کو بھڑکایا اور ایک قول کے مطابق ان کے ہمہ ادا حق صدق اور ظلم تھے۔

اور یہی ظاہر ہے کہ وہ اللہ کے رسول تھے اور قہار رحمت اللہ علیہ نے خیال فرمایا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے قہار تھے، اور ان بزرگوں کا بھی یہی قول ہے۔ (۱) اہم شعیب جہانی سے مروی قول ذکر کر رہے ہیں کہ پہلے دو رسولوں کے نام مضمون اور جو تھے اور بعد میں آئے والے تیسرے کا نام یس تھا اور یسحق کا نام تھا کیہ تھا۔

لیکن یہ قول انتہائی ضعیف ہے، کیونکہ حضرت مسیح صلی اللہ علیہ السلام نے جب اپنے اہم پیغمبر تھے تو اس زمانے میں بھی اٹھا کیہ والے پہلے پہل ایمان لانے والوں میں تھے اور یہ یسحق ان چار بیٹوں سے تھی جن کے اہل حضرت مسیح پر ایمان لائے تھے وہ چار بیٹیاں یہ ہیں اٹھا کیہ، القدس، اسکندر، ربہم اور ان چار بیٹوں کے بعد اہل قسطنطنیہ (یعنی استنبول ترکی) کو اسے مسلمان ہونے۔ اور یہ بیٹیاں ہلاک سمجھت ہوئیں اور اٹھا کیہ بھی عذاب سے دوچار نہ ہوئی جبکہ سورہ یس میں جن رسولوں کا ذکر ہے اہل اٹھا کیہ نے ان کی تکذیب کی تھی یسحق جو سے وہ عذاب انہی کی

پہلے میں آگئے۔ غریبوں نے وہ (خدا اب) صرف ایک چنگھاڑی جس سے وہ نہ کہاں بچے رو گئے۔ (نفس ۲۵)۔ تو اب جو سکا ہے کو قہر میں ترین زمانے میں اہل اللہ کی دعاؤں کی خبروں کی بخیر کی وجہ سے نصرت و مدد ہو گئے ہوں اور میری ہستی وہ ہمارے ہونگی ہمارے ہر نصرت کی علیہ السلام نے ان کے پاس اپنے کاموں کو بھیجا تو یہ شرف بایمان ہو گئے۔ لہذا اس طرح دونوں باتوں اور خصلوں میں کوئی تضاد نہ رہے گا تو معلوم ہوا کہ جن حضرات نے کہا کہ سورہ یس میں مذکور جن (اہل اللہ کی) کی پاکیزگی کا ذکر ہے ان میں حضرت سجاد کی طرف سے قہر و مدد نہ بھیجا جائے گا۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ایک قہر نہ ہو سکتا اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن میں فرمایا اور ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے تو معلوم ہوا کہ یہ ضدی کی طرح تھے نہ کہ قہر و مدد کی علیہ السلام۔

اللہ تعالیٰ انہیں ان سے (اور بیان کران کے لئے ہستی دونوں کی مثال جب ان کے پاس رسول آئے)

یعنی اس حدیث کی قوم کو ان کا قصہ بیان کر۔ جو ہم ذکر کرتے ہیں فرمایا: (جب ہم نے ان کی طرف دو رسولوں کو بھیجا۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو تہذیب کی توہم سے ان کو تہذیب سے کے ساتھ نصرت دی۔) مائیں تہذیب رسول بھی ہم نے ان دونوں کو کے لئے بھیجا (یا انہوں نے کہا ہم تہذیب کی طرف بھیجے گئے ہیں) لیکن انہوں نے یہ کہہ کر ان کی بات مسترد کر دی کہ تم تو ہماری طرح کے انسان ہو جیسے پہلے کی کافر تھیں کہتی چلی آئیں یعنی وہ اس بات کو کمال و جہد از خیال سمجھتے تھے کہ ان کی ان کو تہذیب نہ سکتا ہے۔ لہذا انہوں نے پہلی کے ساتھ جواب دیا کہ جب تک اللہ لوچہ ہے کہ ہم اس کے تہذیب کی طرف رسول کا قصد ہیں اگر ہم اللہ پر محبت نہ کریں گے تو وہ ہمارا انجام کرے گا اور ظلم انتقام لے گا۔ آئے فرمایا اور ہم ہر صاف صاف پہنچا دیا ہے۔ مائیں جو اللہ نے ہمیں دیا ہے وہ ہمیں تم تک پہنچا گا لازمی ہے لہذا ہم اسے سب بخیر صاف صاف پہنچا دیے اب جاؤ۔ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ وہ اللہ ہی ہے جسکو چاہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور جسکو چاہے گمراہ کر دے۔ اسے کوئی پرہیز نہ تھا۔ (کہنے لگے تم تو تم کو ہمارا کہ خیال کرتے ہیں) مائیں ہم تم سے بددلی لیتے ہیں کہ تہذیب کی وجہ سے کہیں ہم تہذیب میں جھٹکا ہو جائیں۔ (کہہ ائمہ اس وجہ سے اہل حق و ان کے تو ہم کو شکستہ کر دیں گے) مائیں کافروں نے عقلمندوں کو لکھا کہ ان باتوں سے رک جاؤ یا اپنے کاموں سے باز آ جاؤ۔ ورنہ (اور تم کو ہماری طرف سے تکلیف پہنچے گی) مائیں کافروں نے اس طرح عقلمندوں کو پہنچانے کی ہر بات و ذلت کی دھمکی دی۔

انجام دینے (کہ تہذیب کی غرض تہذیب سے ساتھ ہے مائیں تم ہی مرد و زار و ہمارا ہو کہ خدا کے لئے تہذیب نہیں کرتے) جس کی وجہ سے دوست چوری ہے (کہ تہذیب کو نصرت کی تھی ہی وجہ؟) یعنی ہم نے تم کو تہذیب و مائیں کی طرف بلا دیا۔ اس وجہ سے تم ہم کو تہذیب و مائیں اور رسائی کی دھمکی دیتے ہو؟ (کہ تہذیب انسانی سے گمراہ دینے والی قوم ہو) مائیں تم تو حق کو کھل کر دینے ہو اور خدا کا ارادہ پاس رکھو۔ آگئے فرمان دہلی ہے (اور شیر کے پر کے کنارے سے ایک شخص (مرد تھا آگیا) مائیں یہوں کی مدد نصرت اور حق ایمان ظاہر کرنے کے لئے پہنچا اور (کہا کہ اسے قوم ہم رسولوں کی اجازت کر لو مائیں ایسے لوگوں کی اجازت کر لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے مرد و جاہل پر ہیں) کہ ہم نے کسی اجرت و معاوضہ کے تم کو تہذیب کی طرف ہدایت دے رہے ہیں مائیں آئے ہمارے انھیں نے اپنی قوم کو خود دعوت دی اور اللہ وعدہ ظاہر کیا کہ ان کی عبادت کی طرف بلا دیا اور اس کے اعطای عبادت دیا جائے جس کا جو پہلا آخرت میں کو بھی بخش دے گا۔ (کہہ کہ اس کا بھی ہمیں اوروں پر ایمان لاؤں) (تو اس وقت میں سرسبز گمراہی میں جانا چاہا) مائیں اگر اللہ کا پھر دوسرے کے ساتھ دوسروں کی بھی ہر مسئلہ کی دل تو میں جنگ جاکوں گا۔ پھر یہ مائیں شخص جب اپنی قوم کی ہمت چھری سے واقف ہو گیا تو اپنے آپ کو رسولوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے گویا ہوا (میں تمہارے سب پر ایمان لا تا ہوں۔ میں بلو میری بات) مائیں میری یہ بات سن لو اور اپنے رب کے پاس اس کی گواہی دے دینی تو معلوم ہے کہ اسے قوم ہمیں بھی علی الاعلان اللہ کے رسولوں پر ایمان لا تا ہوں۔

تو جب اس مائیں شخص نے اپنے ایمان لانے کو ظاہر کیا تو اس کی سرکش قوم ہوا ان نے اس کو قتل کر دیا۔ (کہہ کہ وہ دینا لاشی سے مار دیا) مائیں اس کو لاشی کر دیا۔ (معرض کسی بھی طریقے سے اس وقت قوم نے اس کو اپنے علم و حکم کی محنت چھوڑ دیا۔ اور ان صحابی اپنے بعض اصحاب سے حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ہادی قوم نے اس شخص کو اپنے قہر و مدد سے ہوا اور مداحی کے لہجہ چھوڑ دیا اور اللہ سے کی آیتیں پچھلے راستے سے لکھ گئیں۔

اور قہر نے عام اصول سے انہوں نے اپنی جگہ سے نقل کیا ہے اس شخص شہید کا نام حبیب بن امری تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ بدعتی تھے۔ یا

جوانہ (کیزا بنے والا) تھے یا سوچی تھے یا تک راج تھے اور ایک قول ہے کہ یہ ہیں ایک عمارت عبادت کرتے تھے اور عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ امام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ بھی کوئی مہم عرض کا عارضہ لاحق تھا تو رہت موقوف کرنے والے انھیں تھے پھر ان کو سن کی خاطر قوم نے قتل کر دیا۔ اس وجہ سے اللہ کی طرف سے ان کو قسم ہوا (کہا گیا) جنت میں داخل ہو جاؤ (پھر جب اس مہم پر حق نے جنت کی خوشیاں ترہاڑائیں اور انھیں قوت بخشی) (کہا کاش میری قوم والے) چاہتے کہ میرے رب نے میری مطہرت فرمادی اور مجھے با عزت لوگوں میں کر دیتا کہ وہ بھی ایمان لے آئیں اور یہ نصیحتیں ان کو بھی حاصل ہو جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص نے زندگی میں اپنی قوم سے غیر خیر خواہی کرتے ہوئے یہ نصیحت کی (اسے قوم رسول کی اتباع کر دیا اور اپنی حالات کے بعد بھی غیر خواہی کے بغیر نظر نصیحت کے طور پر) (کہا کاش میری قوم جانتی کہ میرے رب نے میری مطہرت کر دی اور مجھے با عزت لوگوں میں سے کر دیا ایمان الی عاقبت اس کو رہا کرتے فرماتے ہیں۔

اسی طرح حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اللہ کی طرف سے اہرام حضرت نور کعبہ میں بھی قسم، خمینے کے پود جو اپنی قوم سے غیر خیر خواہی کر دیا اور نہ لیا (کہا کاش میری قوم جانتی کہ میرے رب نے میری مطہرت فرمادی اور مجھے با عزت لوگوں میں کر دی) اس نے تمنا کی کہ کاش میری قوم بھی اس عزت و اکرام کو جان لیتی تو وہ بھی ایمان سے سرشار ہو جاتی۔

آگے فرمایا اللہ کی قسم قوم نے جب مردوں کو قتل کر دیا اس کے بعد اللہ نے بھی ان سے انتقام لیا فرمایا (انھیں قتل و مذاب) (صرف ایک جگہ انھی پچیس دو ایک جگہ دیکھے گئے۔ اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی ٹھکر نہیں اتارا اور نہ ہم اتارنے والے تھے۔) یعنی ہم ان سے انتقام لینے میں کسی بڑے ٹھکر کے محتاج نہ تھے بلکہ ایک جگہ ڈالنے سے کام کر دیا یہی مطلب ابن اسحاق نے اپنے بعض اصحاب کے ذریعے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔ اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کوئی اور ٹھکر نہیں اتاری یعنی رسول کے کہ وہ کبھی جیسے ٹھکر نہ اتار لی جبر و جبروت اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلا مطلب زیادہ بھر ہے۔

معتق فرماتے کہ میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ آگے فرمایا: (اور ہم بادل کرتے والے نہیں تھے) (یعنی ہم انتقام لینے میں کسی بڑے ٹھکر کے محتاج نہ تھے) کہ اپنے یوں اور نبیوں کا بدلہ لیں بلکہ (و تو صرف ایک جگہ ڈال دیا) (یعنی اس بات کو بھی میں اسی مطلب کا ساتھ دیتا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں اللہ نے ان کی طرف جبرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا تھا اس ٹھکر کی قوت نے آ کر ان کے شہر کے پاس سے اڑا کر ایک کھڑا اور شہر کی طرف ایک عجیبی آدمی سے ان کی روٹھیں جھوسوں سے ٹکرائیں اور وہ بھی ہوئی ٹھکر جس کی طرف وہ ٹھکرے۔ یعنی شہر میں کوئی آواز نہ رہی اور طرفہ سنا اور ہوا کا عالم چھٹا کوئی آنکھ بھی باخبر نہ رہی جو اپنے کرتوتوں کا شہر دیکھ لیتی۔ لیکن یہ تمام باتیں سنائی ہیں کہ یہ بھی اٹھا گیا ہے۔ یہ ٹھکانا تو طرف اللہ کے رسول جیسے اور انھوں نے ان کی تکذیب کی جس کی وجہ سے تمام چہرہ اور ہونٹے۔ بلکہ اہل اٹھا کر کے پاس تک علیہ السلام کے قاصد آئے تھے اور اہل اٹھا کر کے ان کی فریاد طاعت کر لی تھی وہاں تک کہ تو یہ بھی ہے کہ سچا ہی ایمان لائے والے سب سے پہلے کوئی بھی آئے تھے۔

اور اس بار سے میں خبر دیتی ہے کہ یہاں (حضرت ابن عباس کے حوالے سے خصوصاً کہم ٹھکانے سے نقل فرمائی ہے آپ نے فرمایا۔) میں سب سے پہلے پھل کرنے والے ہیں میں کوئی کی طرف پر شیخ بن نوہن اور یحییٰ کی طرف اصحاب نبی امیر (ﷺ) کی طرف علی بن ابی طالب۔ لیکن یہ حدیث قاضی محمد بن عبد اللہ بن علی بن حسین دہلی شریف ہے اور یہ عالی شیخ ہے۔ ابن کثیر کا اس کا کچھ وایت فرمایا اس کے کھینچنے صلیب پر دارالت کرتا ہے اللہ اعلم۔

حضرت یونس علیہ الالہ والسلام کا قصہ

الغضب المعصرت: ہے مقدس کلام میں ارشاد فرماتے ہیں

جس کوئی شخص یا کسی کچھ نہ ہوگی کیا اس کو لائی تو کیا جاننا اسے اللہ عز و جل کے سامنے اس شخص کی قوم کے چاہ و ایمان لائی تو ہم نے نہ ہوگی نہ ہوگی جس سے سوچائی کا خدا اسے دے گا وہ تو ایک مرتبہ نکلا اس کو (نہ ہوگی نہ ہوگی) (بہرہ و دعا رکھا) ^(۱)

اسی طرح دوسرے صف میں عبداللہ بن عبدالجبار کے حضرت شیخ علی بن ابی طالبؑ کے قصب سے باخبر رہا:

اور مجملہ: اے (پس) کو یاد کرو جب وہ (یعنی تو) میرے خدا ہو (تو) جس کی حالت میں تامل و غور ہو چکا کہ جو انسان کی عبادت ہو سکیں گے بجز
انفراد میرے (تو) خدا کو یاد کرنے لگے کہ جسے خدا کوئی عیب نہیں ہے تو پاک ہے بے شک میں قصور و درہوں تو جو ہم نے ان کی دنیا میں کر لی
اور ان کو ظلم سے نجات بخشی اور ایمان والوں کو ہماری طرح نجات دے دیں۔ (۱۲)

مادر اس کی قسم کہہ کر بڑے تھمیل سے لوہوں پاؤں پر آیا۔

اور جس کی جلیمنوں میں سے تھے۔ (اویس انکودو) جب وہ گھر کے باہر آئے پہنچے مگر فرماؤں تو انہوں نے ایک اٹھائی، پھر محل
نے ان کو نگار خانہ اور جلوس کرانے والے تھے۔

[illegible]

(۱) اے محمد ﷺ! اپنے پروردگار کے حکم کے انکار میں یہ مولود بھیجی (کافر بنے گا) اے (جو) کسی کی طرف سے نبیوں کا انھوں نے (خدا کو) پکارا اور وہ انھیں
 جو جسے میں بھیجے گا وہ ہے محمد ﷺ اگر ان کے چہرہ رنگ، کی ان سے پادری نہ ہوتی تو وہ جھٹکیں میدان شہ زلزلے میں جاتے اور ان کا حال اترو جاتا مگر
 پروردگار نے ان کو برقرار رکھا کہ اسے صالحان میں شامل کر لیا۔^(۲)

عالمہ شہرہ فرماتے ہیں اچھے عزوجل نے حضرت عائشہ علیہ السلام کو سرزمینِ مومنوں کی نیکی کی طرف بھیجا تھا۔ آپ نے یہ کلمات نکال کر ان کی پرستش کی طرف بلایا لیکن انہوں نے آپ کی تائید کی کہ اے آپ! تم کو وہاں پرستش کر رہے ہیں آپ پرستش تو دولتِ الٰہی سے محروم ہو رہے ہیں۔ جب یہ کہہ کر کسی مرتبہ نہ آئے تو انہیں عین دے آئے آپ خود اصرار سے یہ زبان سے نکال کر کہیں ان کو بدتر نہ ہو کہ ان کو بدتر نہ ہوئے۔

[illegible]

اور پھر انکا سامنا تو اہل دہم ہزار نہیں سے تھا چنگار دئے رحمت جوش میں آیا اور اپنی قوت و طاقت رحمت دہم پائی سے ان کو اس عذاب سے ہال ہال بچا لیا تو زمین ان کے سروں پر سفلار ہوا اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور وہ رات کے یہاں گھوٹنے کی طرح ان پر چھا جانے والا تھا۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یونس کوئی بستی مانی کیوں نہ ہو گی کہ وہ ایمان لاتی تو اس کو ایمان لانا قطع رجا)۔

یعنی پہلے قحط مالوں میں تمام بستیوں میں جو بھی ہلاک ہو گئی وہ ایمان کیوں نہ لائیں کہ جہاں کو ایمان کی بدولت بخش دیتے اس سے مطمئن ہوا کہ پہلے کوئی بستی والے اپنی بہت دہری اور کلمہ و دعا سے نہیں بچے بلکہ فرمایا (اور جب بھی اسکا ذکر کرتے ہیں لیکن ان تمام بستیوں میں صرف ایک یونس علیہ السلام کی بستی تھی جو اپنے محمودہ نہ سائے سے سائے پر آگئی اور ایمان سے سرفراز ہو گئی فرمایا اور سائے یونس کی قوم کے جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دینے کی زندگی میں اور اگر پالان ان کو ایک عرصے تک منع نہ کیا)۔

یعنی یہ بستی اپنے کمال و تمام کے ساتھ ایمان سے بہرہ ور ہو گئی۔

اور آخرت میں بھی یہ اہل بستی عذاب سے مامون و محفوظ ہوں گے انھیں؟ اس میں بعض علماء مفسرین کا اختلاف ہے آیات قرآنیہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا نے اہل انرا نہیں جس نے دنیا میں کچھ رحمت کا سایہ فرمایا آخرت میں بھی اپنے سایہ طاقت میں جگہ سے گا کیونکہ خود اللہ نے فرمایا ہم معبود الا کوئی قوم یونس جب ایمان لے آئی تو جب ان کے ایمان کے متعلق خواب کا کائنات نے قصہ بیان کی تو آخرت میں عذاب کیے ہو گا؟ اور دوسری جگہ فرمایا (اور ہم نے اس (یونس) کو ایک لاکھ و اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا تو پھر وہ ایمان لے آئے پھر ہم نے ان کو ایک مدت تک قطع دیا؟

یہاں فرمایا ایک وقت تک قطع کیا اس سے عذاب اخروی دفع ہونے کی طاقت نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے دنیوی زندگی میں ان کو زندہ اور کٹر دینی موانع سے بہرہ ور نہ کیا۔ واللہ اعلم۔

قوم یونس ایک لاکھ ضرور تھی اس سے زائد تعداد میں اختلاف ہے۔ محمول رحمۃ اللہ علیہ سے اس بڑا تعداد ضروری ہے۔

اور اپنی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ وارسلہ الی حالہ الف لوین یملون کی زائد تعداد کتنی ضرور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں بڑا ہوں۔

معصوم فرماتے ہیں لیکن اس حدیث کے راویوں میں ایک شخص مسلم ہے اگر یہ نہ ہوتا تو یہ حدیث اس تعداد کی قطعی تصدیق نہ کرتی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک لاکھ تیس ہزار فرماتے تھے۔ ابراہیمی سے یہ بھی مروی ہے کہ تیس ہزار سے چھ ہزار اور زائد تھے۔ اور ایک اور روایت میں چالیس ہزار تھے۔

اور پھر اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ آپ یونس علیہ السلام کا ان کی طرف بنا کر بھیجا جانے پہلی والے قصے سے پہلے ہو یا بعد میں یا آپ اور احسن کی طرف پیچھے مجھے؟ تو اس میں بھی تین اقوال ہیں جو تفصیل ہم نے اپنی تفسیر میں بیان کر دی ہے۔

خیر اختلاف مذکورہ سے قطع نظر جب حضرت یونس علیہ السلام کسی میں سوار ہوئے تو کسی آگے چل کر لاکھڑا نہ لگی اور سوجوں اور مہلوں میں پھنس گئی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے اندر موجود کسی خاص بوجہ سے غرق ہونے لگی لوگوں نے کہا یہ دن کی وجہ سے خراب ہے لہذا قرا عازدی کر کے جس کا نام لکھا اس کو نادم سے نکال کر سمندر میں ڈال دو۔ تاکہ سمیٹنے کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ جب قرا عازدی کی تو اللہ کے مقرر یونس علیہ السلام کا نام یہ لگی لیکن لوگ؟ کیا وجہ سے اس قرا عازدی نہ ہوئے لہذا اور بار قرا عازدی کی پھر بھی آچکا نہ تھا اور آپ نے کپڑے سے تارہ لے شروع کر دیئے تاکہ سمندر میں چلا کر آگئی وہاں کو اس مصیبت سے نجات دلاوا میں۔

لیکن کتنی دالے نہ مانے اور پھر تیسری مرتبہ قرا عازدی لیکن اللہ بوجا ہے وہی ہو کر رہتا ہے اور سر پہ بھی حضرت یونس علیہ السلام کا نام گراوی لگا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اور ہے شک یونس رسولوں میں ہیں۔ جب وہ بھری کشتی کی طرف بھاگے پھر فرما ہوا تو وہی (جبریل) ناک ہوئے۔ پھر ان کو پہلے سے نکل گیا اور علامت کر کے دالے تھے) یعنی جب تیسری دفعہ اللہ کا نام لگا تو آپ نے اپنے کو سمندر سے نکلے گا یہ کہہ دیا اور اللہ نے پھر حضرت سے

ایک نظم پر دم دانی پھیل بھی اور اللہ نے اسکو حکم فرمایا کہ (یہ ہماری امانت ہے) اور گوشت نہ کھائے اور نہ اس کی کسی ہڈی کو جو نقصان پہنچے کیونکہ یہ حرام
وہی نہیں ہے جو پہلی نے یہ امانت اللہ کی امانت کو اپنے وجود میں سمجھا اور ان کو لے کر تمام مسندوں کا طواف کیا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اس پھیل کو ایک دوسری اس سے بہت بڑی پھیل نے لٹکایا تھا۔
کہتے ہیں کہ جب آپ پہلی کے پیٹ میں نہر کے قوت آپ نے گمان کیا شاید میں مر گیا ہوں تو آپ نے اپنے اعضا کو جھنڈی دی تو ان میں حرکت
نہواری ہوئی پھر آپ کو پتہ چلا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کے لئے مجھ کو برا ہو گئے اور بارگاہ رب اعزت اور جلال عظمت میں عرض کیا۔
اے پروردگار! جس سے لئے لہی جگہ کھڑا کھڑا گاؤں گاؤں جہاں کسی دوسرے نے تیری حرکت نہ کی ہوگی۔

آپ پہلی کے پیٹ میں قحط مر رہا اور وہ؟ عجیب! شععی سے روانہ کرتے ہیں کہ کتا کے وقت لٹکا تھا اور شام کے وقت آپ کو دایں باز لگائی
دیا۔ لٹکا اور مارتے ہیں نعمت ان نعمت، جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سات دن غم نہ کرو اور اسے اپنی ملت کا ایک شعر بھی اس کے متعلق
اشارہ کرتا ہے۔

وانت بلفصل منک محبت ہولسا ولد مات فی اضعاف الحوت لبدا

اور (اے اللہ رب اعزت) آپ نے اپنے فضل سے انیس کو نجات دی جبکہ پہلی کے پیٹ میں کئی راستہ وہ چٹے تھے۔

اور سعید بن ابی الحسن اور ابو مالک نے فرمایا: آپ پہلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے۔

الطرس اس میں کئی اقوال ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کتنے دن اس میں ضمیر۔ واللہ اعلم۔

تو پہلی آٹھ سو مسندوں کی تار کیوں میں لٹک کر جگہ جگہ کی سرگرمی رہی۔ اور کڑے چھین پانی کی اتھاہ تار کیوں میں آپ کو رکھا آپ نے ہر جگہ سنا
فہمیدیاں حسن کی تسبیح کر دی تھی جس کی چھوٹی چھوٹی انگلیوں سے بھی درجن درجن کی تسبیح تھی۔ بے شک وہ آسمانوں کا بھی زمینوں کا بھی اور جو لوگوں
ہے اور جو مسندوں میں اور جو حق تعالیٰ سے سب کا پروردگار ہے ہر جگہ یہاں ہوا وہاں اس جہاں میں بھی ہوا وہی زبان حال کے ساتھ جو کہہ سکتی ہے وہ
سب کہہ سکتا ہے جیسے کہ خود اس نے اپنی عزت و عظمت اور جلال کی خبر دی ہے اور ظاہر کو بھی ملتا ہے پوشیدہ کو بھی ملتا ہے۔ اور تکلف و مصیبت کو دور کرتا
ہے۔ ہر آواز کو سنتا ہے خواہ کتنی بھی دُکھ و کُرد و کین نہ ہو اور ہر ایک سے ہر ایک کو جانتا ہے اور وہاں کو کتابت و نقل کرتا ہے خود کو کئی بڑی ہو۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی کتاب جو اللہ رسول اللہ پر نازل فرمائی اس میں فرمایا اور جو کہ وہ پہلی دالے کو جب وہ غصے میں چل پڑا
(اور) گمان کیا کہ ہم اس پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ پھر اس نے چار کیوں میں (ہم کو) پکاداکہ بے شک تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ پاک ہیں میں
ظالموں میں سے ہوں۔ تو ہم نے اس کی پکا قول کر لی اور اس کو ہم سے نجات دی اور اسی طرح ہر ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔

یعنی وہاں بھی اللہ نے ان کی فریاد سنی اور ان کی باوری کی اور فرمایا کہ انھوں نے ظلم کیا کہ ہم اس پر قادر نہ ہوں گے اس کا مطلب ہے کہ ہم
اس پر بھی نہ کریں گے اور ایک قول ہے کہ اس میں بھی قہر و استعلا ہے جیسے شاعر کہتا ہے۔

فلا عائد ذاک الزمان الذي مضى تبارکت و عافقو یکن ملک الامر

جو زمانہ چلا گیا وہ واپس آنے والا نہیں ہے تجھے برکت حاصل ہو، جتنے (وقت) پر تو قدرت رکھے (استعمال میں لے لے)۔

تیرے لئے عطا ہے۔

فرمایا اس نے ہم کو تار کیوں میں پکاداس کی ضمیر میں ان مسودہ میں عباس، عمرو بن میمون، مسعد بن جبر، محمد بن کعب، ابوہریرہ اور شاکر رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی کی تار تھی جو مسندوں کی تار کیوں میں انھوں نے لٹکا دیا اور اللہ نے ان کی دعا فرمائی۔

اور سارے مہینے بعد فرما، تے ہیں اس پہلی کو دوسری بڑی پہلی لٹکائی تھی تو مسند و سمیت کی تین تاریں ان میں تھیں۔

اور آئے فرمان ہے (میں) اگر وہ تسبیح کرنے (وہاں) میں نہ ہوتے تو اس کے پیٹ میں قیامت تک ضمیر۔ (جے) ابھی آپ نے لٹکا لٹکا اور
دوسری تسبیح و ضمیر وہی اور اللہ گئے گئے تار کیوں میں ان کی طرف توجہ و رجوع کیا تو ان کی قیامت تک تھی اس میں ضمیر۔ ہوتے۔

== مطلب فقر = معیہ بنامیر سے مروی اور القول میں سے ایک ہے۔

اور ایک قول ہے کہ یحییٰ اور وہی جمل کے پینٹ میں آنے سے پہلے بیچ کر دے والوں کا امت و فرماں برداری کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک جمل کے پینٹ میں رہے۔ اور یہی مطلب انگریزوں کا اختیار کر دے جن میں عثمان کے بیٹے قیس، وعلی بن سائب، حسن بکری و ابن عباسؓ اہل البیضاء و حبیب بن محرز، سعید بن جبیر، جھاکا کے بھائی و قیس بن جریج، اور ابن جریج نے بھی اس کو پسند فرمایا ہے۔

اور اس مطلب کی شہادت دیکھ کر وہ روایت کرتی ہے جو مستند احمدی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنا (ابن عباس) کو فرمایا: اسے بچے میں بھیجے چنانچہ تمہیں سکھائوں کہ اللہ کی حفاظت کرو تو میری حفاظت کرے گا۔ اللہ (کے احکام پر) فرمان براری اور اس کی تمام باتوں کی پرہیزگاری کو اس کا ہے۔ سنا ہے کہ یہ آیت کو پیش میں پہچان دو تو اللہ کو بھی وہ نصیحت میں پہچانے گا۔
تو جب حضرت کو اس علیہ السلام نے نرمی پیش کرنا مانے میں لندھا تو لندھا تو اللہ نے شہادت اٹھائی میں ان کو یاد کروا۔

[illegible]

اللهم لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين

ۛ اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ شک عیب ظالموں میں سے ہوں۔

یہ ادا عرض کے پیچھے گھومنے لگی تو فرشتوں نے عرض کیا اسے ہر روز گارہ چالی چالی کنوڑ خلیفہ سی آواز کی انجی جگہ سے آ رہی ہے؟ اللہ نے ہر چہا کی اس کو بخش دیا؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: میرا بندہ تو جس سے عرض کیا آپ کا بندہ تو جس کا تو ہر روز متعلو ملے ہر روز متعلو ملے آتی ہے اسے ہر روز گارہ کیا آپ اس پر رحم فرمائیں کہ جو خوشی و خوشی میں آپ کو یاد رکھتا تھا تو آپ اس کو معصیت میں نہایت عطا فرمائیں۔ فرمایا کیوں نہیں؟ پھر اللہ نے چلی گئی تو پھر فرمایا تو اس نے سائل سمندر تک یہ کہ میں اللہ اللہ۔ (۳)

(۱۲) انھوں نے اہل حاتم کے لیے طاف بھی نازل کر کے کہیں کہ ہادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اس شخص نے حاتم بنی

الأولى ابن حمير في القصر المسمى في مستوطنة جده محمد بن إسماعيل بن عبد الله بن أبي طالب قال محمد بن حمير: «...»

٩٠ هذا لفظ من تحرير مسند الإمام أبي حنيفة (رحمه الله) لا يخلو عن شيء من الشيء إلا من هذا الوجه إلا مسند كذا قال

١٤٠٠) وقد لُفَّ لِرَأْيِ أَبِي حَكِيمٍ فِي التَّصْبِيرِ ١٠ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ قَالَ
لِرَأْيِ أَبِي حَكِيمٍ فِي ذَلِكَ ١١ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ قَالَ

[illegible]

١٠٤٠

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ مبارک

آپ کا نام اور نسب میں لکھ چکا

عزیز! میں عمرات کے لیے قاصد بنے جاؤں تو اولیٰ دنیا میں غلو بہت ہے اس کا حق نہیں، میرا ایم ہے، اہل مغل خانہ ہادی ہے:

[illegible]

اللہ عز و جل نے اپنے کلام مقدس میں متفرق مقامات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بہت ذکر فرمادیا ہے۔

نیکو تحصیل سے جو تمہیں افتخار دے اور ہماری تفسیر اچھی نظر میں آئے تمام تمہوں پر کافی تہہ تھیں۔ یہ غلط فہمی ہے۔ بھراپ افتخار اللہ
 اعز ہے وہی سادہ کتاب میں ان کی زندگی کے شرمناکے اثرات کے ساتھ کو بیان کریں گے۔ اور اس کے لئے ساری دنیا کو یہ تہہ خیر و بد ہے اور
 امر اعلیٰ اقول منتخب ہے جس کو ہمارے اطراف سے تھیں۔ میں اللہ تعالیٰ پر گھروسہ اور احسان ہے۔ وہ اس کا تمام احسان ہے۔

اللہ عزوجل نے ہمارے قصص میں حضرت موسیٰ کے متعلق فرماتے ہیں:-

فلسفہ: یہ روش کتاب کی آیتیں ہیں۔ (اے محمد) ہم تجھ کو رسول علیہ السلام پر مقرر کرنے کے بعد حالات میں جو (گمراہی) کے لئے بھیجے گئے ہیں، ان کو فرعون نے زمین میں سرکھین کر باور دیا ہے کہ باشندوں کو گمراہی کو وہاں میں نہ لکھا تھا۔ میں نے ایک گمراہ کو (بیکار) کو کھڑا کر دیا تھا کہ ان کے چپوں کو داغ دے اور ان کو صرف ان کی زبان کو کھڑا کر دیتا ہے۔ یہ فلسفہ ہر ہم پر ہے۔ حج تھے کہ ان لوگ ملک میں کھڑا کر دیئے گئے تھے۔ خیر انسان کو یہاں لہجہ کو کھڑا کر دیا کہ ان کو (ملک کا) وارث کر دے اور ملک میں ان کو تہذیب اور فروع و احادیث و احکام کے تقاضا کو دے دے۔ یہ فلسفہ ہے۔

ان آیات میں اللہ پاک کا دعویٰ کیے گا کہ وہ ان پر فرما رہا ہے جیسا کہ بعد کے تفصیل فرمائیں گے (اور اب ہم ذکر کردہ آیتوں کا مطلب بیان کرتے ہیں۔)

پہلے تو فرمایا کہ تمہارا بیکہوئی ہرگز نہیں کہ خبر لائی کے ساتھ بتانے ہیں۔ یعنی ایسی کھالی کے ساتھ گویا کتاب فہرست سے ملے کا مشاہدہ جاریہ سے فرما۔
 دہرے۔

وہ میرے گھر کو جان زمین میں سرکشی اور غیانی پر آتا تھا اور اللہ زمین کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں کٹا تھا مگر خدا کی رحمت پر ظلم و ستم اور سرکشی میں نہ رہنے کے پانچ روئے تھے۔ جو تھے خود بخود زندگی کو اپنا مقصد اور نظم کا پتہ اور پروہ کو دہائی کی فرس برداری سے مدد ملتی تھی۔ اور اس کے بعد ان کو لفظ گروہوں میں بانٹ دیا تھا تاکہ ہر صفت کو ظلم و جبر کی جنگ میں نہ آئے۔ نہ ٹکڑو نہ کرتا۔ جو یہ مقصد ان کو زندگی میں سرنگھل کے تھے تاکہ جو توجہ و قدرت یعقوب علیہ السلام میں سماج میں ہر ماحول میں زندگی آگے بڑھے۔ اور اس وقت وہ نہ زمین پر لگاتار نہ کوئی ایک ایک جماعت تھی۔ لیکن ہر جتنی قسمت سے ان پر یہ عالم، ماحول، سماج، انسانی فائدہ و کافرا دہلا دیا تاکہ مسئلہ ہو کہ تھا۔ ان سے اپنی اپنی جگہ پائے تاکہ ان کو اپنی اپنی زندگی میں پست اور گھٹیا کاموں میں نہ لگاتار اور اس پر لگنا نہیں بلکہ ان کے فوہلو اور خدائوں کو بے دردی سے تنقید کر دے اور صرف ان کیوں کو خدا کو دے دینا۔ جو اپنی خاندانہ فہم و شعور تھا۔

اور اس ظلم و ستم اور ظالم و ستمیوں کے پاس کس چیز تھے برا بیٹھ کر کیا تھا کہ یہ بیمار ان کے پاس حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے زمانے سے ہمکنار تھے۔ یہ
دو باتیں معلوم کی جاتی ہیں کہ ان کی شہادت سے ایک چیز یہ ہوا جو اس کو فرما کر کہ مصر کا تختہ الٹے گا اور مصر کی اسرائیل کے پاس ملک مصر کے قبضے کی ہاگ دوڑ
آئے گی تو وہ ان کی بات کو نہ مانا تھا۔ لیکن بعد ان کے اس حال کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔ میں جواب دہی یہ اسرائیل کے پاس یہ چیز کی پہلی

اس بچہ کو خیر ہے عی گھر میں پرورش کر دے گی۔ اور یہی پرہیزگار بنے گا۔ اور اس کی غذا اسی خیر سے کھائے پئے گی۔

اور خیر سے گھر میں ہوئی۔ اور قدرت کی نیرنگیوں دیکھ کر تو اس کو اپنا بیٹا بنانے کا اور اس کی پرورش کا انتظام کر دے گا۔ اور اس کے لئے خدا مال کو نعمت پر رکھے گا۔ لیکن اپنی ہی کسی سوچ کو نہ عمل حقیقت حال سے بالکل جاں اور باطل ہوگا (آخر قبحہ خدا کی کا وہی کیسے زیب دے گا؟) اور "مگر اے کہ حیرت کی بات" اور بدی، ایسا بھی، خیرت میں بھی اسی کے ہاتھ پر ہوگی۔ کیونکہ وہ خیر سے پاس حق لے کر آئے گا لیکن تو اس کی مخالفت کرے گا اور اس پر بدی شدہ کو چھڑائے گا۔

اور اللہ عز و جل قدرت و عظمت کا یہ مشن پادشاہی میں سمجھا کر لئے کھڑے گا کہ تو بھی اور تمام مخلوق بھی دیکھے کہ (کیسے اس نے خیری حاکم سے خیر دیا، پانی پھیرا، بے شک وہی اس کو اس میں کا پرورش کرنے کا ہے جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے وہ نہ درست حالت و حال ہے نہ حق تعالیٰ عظیم و عباد اللہ ہے اس کا اسکی عظمت و قدرت اور ارادے سے جس کوئی حال نہیں سکتا اس سے کوئی ٹکرا سکتا۔

اسی مندرجہ ذکر کیا ہے کہ یہ شخص (یعنی فرعون کی قوم) نے فرعون کو اپنی امرائے اعلیٰ کے ہمراہ چلنے کا حکایت کی کہ ان کے لئے کھانے کے پیر پے ملے ہوئے جارہے ہیں اور ان کے بارے میں کہ کسی کے ہاتھ پر رکھا ہو جائیگا کہ وہ خوشوقت و دولت اور اچھا حال کھائے اور ان سے لیا جا رہا ہے اور یہ فیصلہ نہ کر سکتے تھے۔

فرعون نے اسکا کر کے دوسرا حکم جاری کیا کہ ایک مہل آوارہ جائے دوسرے سال چھڑو دیا جائے۔ اس طرح سلسلہ چلتا رہا۔ یہ علاوہ مندرجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برادر کثیر حضرت حارث ان غلامی دہم چھڑے کے سال میں پیدا ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیونکہ اسی سال پیدا ہوئے۔

تو ان کی ماں بنت جحش اور پرہیزگاری میں جھل جوشی۔ کیونکہ اس (محل) کے گھرانے میں تو آپ نے خیر النور اس کو خوب چھپایا تھا اور شے کے محل سے دیکھے آپ پرصل کی خاطر دیکھا تو آپ نے ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت معاملہ دوزخ کی طرح واضح تھا اب سطر سے اپنے لالہ کو چھپا کر لیا اس میں دگر بھی نہیں کرنا تھا کی طرف سے ان کے لئے میں یہ نہ ڈال گئی کیا ایک صندوق بنا کر اپنے بچے کو اس میں رکھ دیا اور صندوق کو کسی دوسری سے باندھ دیا اور آپ کا گھر دیا کے کنارے تھا آپ بچے کو صندوق ہی میں رکھیں اور وہ دھپا چلے رہا تھا جب کسی کے لئے کا خوف ہو تو صندوق نہ پاس پاس دیا اور وہی کارا اپنے پاس رکھ لیا بعد کر بھی جب لوگ چلے جاتے تھے تو پھر دیکھ کر بھی نہیں جرات آپ اس میں رہتی رہیں۔

فرمان لکھا ہے (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دیکھی کہ اس کو وہ دھپا چلے رہی تھی جب اس (موسیٰ) کے لئے کا خوف ہو تو اس کو صندوق میں رکھ دیا کہ وہ نہ کرے اور خوف نہ کرادے گی کہ اس کو اس کو تیرے پاس رکھ کر دوزخ میں سے نکال دے گا۔ لیکن اس (صندوق) کو فرعون کے گھر اور اس نے اٹھا لیا کہ وہ ان کا دشمن اور (موجب) ہم ہوئے ایک فرعون اور وہ ان اور ان کے لشکر کو کھائے۔ اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ یہ (موسیٰ) اور اس کی خاتون کی خدمت کے پاس کوئی نہ کرنا چاہیے وہ اس سے بچتا جائے اور وہ (انجام سے) بچے گا۔ (۱)

حضرت ام موسیٰ علیہ السلام کو یہ دیکھ کر ہلکا ہوا اور فرعون (وہ خاتون) کے خیمے کے عام رسولوں کی دہی کی طرح جیسے اللہ نے دوسری جگہ شہد کی تمسکی کے متعلق بھی لکھا تھا فرما کر (اور خیر سے پروردگار نے شہد کی تمسکی کو دیکھا کہ یہ ہزاروں اور دوزخ میں لگتی تھیں) میں گھر پر فرعون کے چلے گا۔

پھر چہرہ کے لئے (اور نہ) اس میں راستوں پر ملے (اور ان کے چہروں سے بچنے کی چیز ملے گی)۔ (۲)

اس سے معلوم ہو کہ یہ دیکھ کر فرعون اور اس کی خاتون کی جاتی تھی۔ جس میں ان فرعون کو کچھ نہیں کا خیال ہے کہ اس میں کوئی انہی رسول کی دہی تھی۔ یہ کچھ نہیں ہے بلکہ یہ لالہ وہ بہد مسکینہ چلا رہی تھی اور اس خستہ اور عافت سے اور اس اشہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو نظر فرما دیا ہے۔

علامہ کلینی فرماتے ہیں اسوئی علیہ السلام کا دم "ایارعا" تھا اور ایک قول ہے "ایلافت" تھا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس واقعہ میں سے ان کو اس بات کی روشنی کی کہ یہ بھی امام کہہ کر ہی غیر اہل کی قسم کا خوف نہ کرتا اور یہ کہیں چلا بھی گیا تھا وہ اس کو تیرے ہی پاس نہ لے گیا۔ مزید عرض فرمائی کہ اس کو نبوت و رسالت کے جوہر کا خوف نہ تھا۔ واپس آ کر اس کا کلمہ دشمن و بدلت ہو گا۔

تو حضرت اسوئی رضی اللہ عنہ کی جاعت پہل چلی، ہیں۔ تو ایک مرتبہ روز ربی طریح کوئی آیا اور آپ نے ان کو مصداقِ مسیت دیا، پھر یہاں پہنچا لیکن خدا کا کرنا یہ ہے کہ اس دن وہ مصداق کی دلی اپنے پاس باز رہا بھول نہیں اور مصداق کی صحبت بہت چلا گیا۔ لب و باقرہوں کا کلمہ بھی تھا۔ مصداق وہاں سے گذرنا تو فریختن الہی ہے (تو اس کو ال فرعون نے اٹھائیے تاکہ وہ انکا دشمن اور (مردوب) رہے گا)۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ آیت میں ہے لیکن ان لوگوں میں اسوئی کا نام اس وقت کا ہے اور اس کا حقیقی مطلقہ سے ہے یعنی ان کے طے کرنے کا یہ خاصان کے لئے یہاں ہو گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں مضمون کلام کے ساتھ متعلق ہو اور تعقل کا اور مطلب یہ ہو جائے گا کہ ان فرعون نے مصداق کو اٹھایا تاکہ ان کے لئے یہ حیثیت کا باعث ہے اور یہی تفسیر کی تہو یہ اس فرمان سے ہوتی ہے فرمایا کہ (فرعون) خود اور حاکمان اور ان کے لشکر خدا کا کلمے (یعنی ان کے لئے) ان کا کلمہ موت تھا جس کی وجہ سے وہ اس صرست و قوت کا حقہ نہیں گئے۔

مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ فرعون کی فوج میں سے اس مصداق کو ہند جات میں لے گیا تھا اور کھولنے کی ان کو است نہ ہو سکی تھی کسای طرح فرعون کی بیوی کے سامنے، کہہ دیا جس کا نام آپر تھا۔ اور ایک قول ہے کہ یہ حضرت ہند کے زمانے کے سلطان بادشاہان کی پوتی تھی۔ اور انہوں نے سب میں ذکر کیا ہے آپر بنت حرم بن عبید بن ابراہیم بن اولیاء اور ایک قول ہے کہ یہ مومن علیہ السلام کے سبط کی بیوی امرالکلی کی خالہ تھی۔ ہر ایک قول سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی تھی۔ علامہ کلینی رحمہ اللہ نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ مدظلہ العالی۔

ان کی طرف دو صنفِ حضرت مریم علیہا السلام کے تھے میں ذکر کریں گے انشاء اللہ۔ اور یہ دونوں عظیم مرتبیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف پائی گئی۔ تو جب آپ نے مصداق کا دشمن کھولا اور آپ سے پکڑا ہوا ایک کبریت اور اس کے جلالت کے افروہات کے ساتھ نکلتے دیکھے پھر سے اللہ ایک ایمان خواہ صورت پر ہے تو اس کی اس مبارک تحریر سے ہی اس کا چہرہ پر پڑا اور بچے کی سخت محبت ان کے دل میں فورا جاگزیں ہو گئی پھر فرمایا: تو اس نے پوچھا کیا ہے؟ پھر اس کو ذرا کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ پھر حضرت آپر سے اس کے چہرے کے لئے فرعون سے اس کی اور اس کو جو یہ کلمے تھے ان کو آپر ہی انکھوں کی شکل ہے۔ علامہ کلینی رحمہ اللہ۔

(توجہ رکھو) فرعون نے جواب دیا یہ تیری آنکھوں کی شکل ہے ہوئی میرے لئے کلمے ہے۔ یعنی مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ حقیقت اس کی کہی ہوئی کلامی اس کو مار گئی۔

کچھ محدثین عباسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر فرعون تمہارا کہہ دیتی: آنکھوں کی بھی شکل ہے تو جاوے سے بہرہ مند ہو جاتا تو یہ اب کرم مانہ شخص رہ۔ حرم۔)

اس کے مخالف حضرت آپر نے فرمایا آپر ہے کہ یہ بھی تلخ دے تو بے شک اللہ نے اس کی اس پوری کردی اور وہ بلا میں اس کے ذریعے آپر کو ہدایت بخشی اور آخرت میں بھیجے کے لئے اس کے ذریعے جنت میں ملازمتی ملائی آپر نے آگے کہا کہ اس میں کوئی بات نہ تھی۔ اور یہاں علی ہوا کہ پھر یہ دونوں کالے ہاتھ چہرے میں کیا کچھ گمان کے ہاں ملا دیا تھی تھی۔ لے کر آیا (اور وہ حضور نہ سمجھے تھے) ایسی ہی کچھ نہیں بلکہ ہاتھ کا لٹا ہوا ہاتھ ان کے ساتھ کیا کہ ہے چہ کہ عکاسی کی گناہ فرعون ہاں کے لشکر ہوں کے لئے عظیم عذاب کا سبب بنے گا تھا۔

اسی کتاب کے نزدیک حضرت موسیٰ کو اللہ نے مالی اثری فرعون کی غی و جہنم اور لڑاکا ان کے ہاں تھا۔ انھیں یہاں سب کی غلطی ہے اور آگے اللہ جانک و حقیقی فرماتے ہیں۔

اور موسیٰ کی ذات کامل ہے۔ قرار ہو گیا کہ یہ ان کے دل کو مضبوط کر دے تو قریب تھا کہ اس کا کلمہ نہ نہ فرمائی تھی کہ وہ مومنوں میں رہیں۔ لہذا اس کی اس کی کہ اس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا اور اس سے دشمنی اور حق اور ان کو کچھ قریب تھی۔ اور ہم نے پہلے ہی اس پر (واجب اس کے) اللہ عز و جل فرمادے ہے تھے تو موسیٰ کی اس نے کہا میں تمہیں ایسے کمر دے گا کہ اس کے لئے اس (بچے) کو پاس اور اس کی غیر

خودی (سچے پرورش آکرین۔ جسم نے) (اسی طرح سے) ان کو ان کی ماں کے پاس واپس بھیجا دیا کہ ان کی آنکھیں عشقی ہوں اور وہ خودی کو نہیں مانا جان بلکہ کہ خدا کا وہ جس سے ہر ماں کے لئے ایک لوگ نہیں ہوتے۔^(۱)

[illegible][illegible]

لادہ اور کی ضرورت نہ رہے تھی کہ آخری حصے کا مطلب ہے کہ کم نے تجھے اپنے دشمن کے گریبان کا چمکا کھا اور اچھا معاملہ اس تجھے حاصل ہوا اور تیری تمام حالت اور یہوشی صریح تیرے دشمن کے مطابق ہوا اور بے شک میں ایسے سوراخیاں بنائے ہیں کہ وہاں سے کوئی ہل نہ سکے۔
آگے فرمایا کہ اولے سوئی یاد کر کہ جب تیری بینک مل رہی تھی اور کہہ دیتی تھی کہ میں تم کو ایسے لوگ دکھائوں جس کی کثرت کر کے تو تم تجھے تیری ان کے پاس نہیں لے سکتے کہ اس کی انھیں ہوشی ہوں اور وہی ذکر ہے (نصیبہ سوئی یاد کر کہ کرتے) ایک چال کو بھی لے لے کہ یا تھا تو مجرم نے تجھے تم سے نہایت دلی اور گہرا آشناؤں میں تجھے آزمایا۔^(۱)
ان کی آزمائشوں سے کیا مراد ہے؟ اس پر آگے میں کرم منغل بحث کریں کہ غنا منغل ہی پر ہوسہ توکل ہے۔ یہ تو خزانہ کی مدد میں ہی ان کے بچپن کا کچھ ذکر کیا اب ان کی جوانی کا ماضی لیتے۔
فرمان الہی تھا۔

اور جب سوئی بھائی کو پہنچے اور پھر یہ (نجان) ہوئے تو کم نے ان کو شکست اور طمعیت کی۔ اور ہم احسان کرنے والوں کو کسی طرح ہلادیا کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے بہت شرم میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے نے بغیر حقہ دیکھا کہ ان کو فعلی طور پر جسے ایک سوئی کی قوم سے دھرا ان کے دشمنوں سے تو بڑھ گئی (سوئی) کی قوم سے تھا اس نے دوسرے کے مقابلے میں سوئی سے دھڑک کر۔ سوئی نے اس کو دھار دیا اور نہ کا کام تمام کر دیا پھر کہنے لگے کہ یہ ہنڈ (نوائے) شیطان سے ہوا ہے یہ شک نہ کرنا کہ نہ کرتے والا ہے۔ بولے کہ اسے یہ دھار دے گا میں نے اپنی جان پر علم کیا ہے آپ مجھے بھائی سمجھتے تھے خانے میں کو بھڑک دیا۔ بے شک وہ شکستہ اور ہار گیا ہے۔ کہنے لگے کہ یہ دھار دے جو کہ تو میری فریاد ہے اس کی وجہ سے میں نے سمجھ کر کہ ہنگاموں کا دھار دے ہوں گا۔^(۲)

جب بھائی اور کھائی سوئی کی والدہ کی سوئی کو گوانے اور ہراسانہ تمام کرنے کو گرفتار پکڑا تو سوئی علی علیہ السلام کی بولنے اور میں نے کتاب شیب کی طاقت کا ذکر فرما رہے ہیں اور آپ کا یہ غنہ خلاق اور خلق (بہت بد جسم) کے مکمل ہونے کو اور اکثر اقبال کے مطابق یہ لانا اپنی چالیں سال مرکا تھا اور اس وقت اللہ نے آپ کو اپنے پہلے دوسرے کے مطابق بہت دھار دیا۔ اسے پانچ سو پانچ سو کی ان کو دھار دیا کہ وہ اپنے اپنے زمانے میں جتنا بچے تھے فرمایا کہ اب شک ہے اس کو کہ یہ اسے پاس چاہی اور نہ اس کے ہوا اس کو ہواں میں سے ہوا نہیں گئے۔

پھر آئی دھار دیا کہ ذکر کے بعد ہوشیروں کے لئے یہ دھار دیا کہ اس وقت گزرتی کا جب جان فرمایا۔ اور پھر یہ میں اپنی مدت کو پورا کیا اور اس بھی ہوشیروں کے طرف سے تمام ہوا کہ ہر دھار دیا کہ اب اس کی وقت ان کو اپنے ہنگاموں سے شرف فرمایا۔ یعنی تفصیل منکر یہ مصلحت پر دھار دے ہوئے والد ہے۔

مصر میں آپ کے مکمل کرنے کے حلق فرمایا کہ ہر سوئی (شرعیہ داخل ہوئے اور شہر وائے عظمت میں تھے) ان میں اس صید میں شہر۔ حکمران اور ہمدردی اور عزت لاد فرماتے ہیں یہ وقت میں نصف انہما کا تھا۔ جبکہ ان میں اس سے دھار دے ہوئی ہے کہ عرب و عجم کے حوالان کے وقت میں یہ چار ہوا۔

آگے فرمایا (پھر شرم میں دھار دے میں کوڑا ملی میں مصروف پایا) یعنی ایک دوسرے کو دھار دے ہوئے کرنے کی کوشش میں تھے (یہ سوئی کے گروہ سے تھے) یعنی اپنی ناسرائلی تھے (اور وہ اس وقت) یعنی عقلی عقائد میں اس واقعہ، سوئی دھار دے اس وقت اظہار کیا کہ فرماں ہے۔ آگے فرمایا (تو جو سوئی کے گروہ سے تھا اس نے دوسرے کے خلاف سوئی سے دھار دے) کیونکہ سوئی علیہ السلام مصر کے حلقوں میں فرعون کے لئے پاک بیچے کے ساتھ مشہور تھا اور اس وجہ سے ہر صید بہ بہ تمام تھا تو آپ فرعون کے گھر میں پہلے تھے اس کی دھار دے تھا خود۔ جس کی وجہ سے یہی ہر ان میں رہے اور دھار دے والے ہو گئے تھے جو حضرت سوئی کو دھار دے والے کی قوم سے ہونے کی وجہ سے ہر ہندو کے تھے کیونکہ خدایاں ہوں گے اور ان کے باپے ہوں گے اس لئے ان کا یہی اسرائیلی تھے جس نے حضرت سوئی سے دھار دے کی خواہش کی اور اس کے لئے پچھانہ (نکروں) (دوسرے) (دھار دے) (دھار دے) حضرت پھر فرماتے ہیں یعنی اپنی بھائی کے ساتھ دھار دے فرماتے ہیں آپ کے ساتھ اظہار دھار دے (اور تو سر گیا)۔ اور یہ عقلی اظہار کے ساتھ کرم کر

الغرض جو بھی صورت پیش آئی اس کے بعد سے دوسرے روز روز مکمل کیا اور فرعون کو خبر پہنچی مکی کہ قبلی کا قاتل موسیٰ ہے لہذا اس نے اپنے کارندے موسیٰ کو گرفتار کرنے کے لئے بھیج دیا، لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ایک آپکا خیر خواہ بھاگا اور آپ کے پاس پہنچا فرمان باری ہے (اور شہر کے ہر لے کنارے سے ایک شخص روز آیا اور کہا اسے موسیٰ) انہیں لوگ آپ کے حلق ملنا کر رہے ہیں تاکہ آپ کو قتل کریں پس (جلدی نکل جاؤ) شہر سے) اس آپکا خیر خواہوں۔ تو آپ خوفزدہ حالت میں نکلے (کسی کے لئے کا) ذکر کرتے ہوئے (یعنی اسی وقت آپ شہر سے نکلے) پڑے اور ان کو کسی راستے کا بھی علم نہ تھا اور نہ کوئی ان کو مل گیا تھا کہ کہا جائیں گے پس جو راستہ گئے پڑے اس پر چلے پڑے اور وہاں پر خضات فریاد جاری کر دی (پس وہاں گئے) ظالم لوگوں سے بھاگتے اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہتے تھے اسید ہے کہ میرا چہرہ روز دیکھ لیتے میرا حالت تارے اور جب مدین کے پانی (کے مقام) پر پہنچے تو دیکھا کہ ہاں لوگ جمع ہیں (اور اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں۔ اور ان کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں موسیٰ نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ وہ پولیس کہ جب تک چہرا ہے (اپنے چار پاؤں کو) نہ لے جاں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد باری مری ہو کر رہے ہیں۔ تو موسیٰ نے ان کے لئے بکریوں کو پانی لادیا۔ پھر سامنے کی طرف بچلے گئے۔ اور کہا ہر دو دکان میں مساکین جمع ہوں کہ تو مجھ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔^(۱)

اللہ پاک اپنے بندے اپنے رسول اور اپنے ہمسکرام کے حلق فرما رہے ہیں کہ وہ مسرے خوفزدہ ہو کر کسی دغا بازی سے بچنے کے لئے نکلے اور خوف تھا کہ کہیں ان کو کوئی فرعون کی قوم کا شخص نہ مل جائے۔ لیکن آپ اکل تو پڑے سب جائیں کہاں کسی طرف کارخ کریں؟ آپکے کچھ چند تھا کیونکہ آپ پہلے بھی مصر سے نکلے تھے۔ لیکن خدا کی طرف سے آپ کا رخ مدین شہر کو ہو گیا (فرمانی) (اور جب موسیٰ مدین کی طرف متوجہ ہو گئے تو کہا قریب ہے کہ میرا چہرہ اور دکان مجھے سیدھے رہنے کی رہنمائی فرمائے۔) یعنی قوی امید ہے کہ یہی راستہ منزل مقصود تک پہنچائے گا اور میرا ہی طریق ہو اور اس راستے نے آپ کو مقصود تک پہنچایا اور مقصود بھی کیا؟ انتہائی بلند و عظیم الشان (یعنی خدا سے ملنے کی اور نبی کی نبی سے شادی جس کی تکمیل آتی ہے)۔

فرمایا (اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے) یعنی مدین شہر میں ایک کنواں تھا اور یہاں ہی اصحاب مدین کا کنواں ہے جو کاذب گمراہوں کے لئے تمام ہلاک کر دیئے گئے تھے اور وہ شہید علیہ السلام کی قوم کے تھے اور علماء کے دلوں میں سے ایک کے مطابق اہل مدین کی جاتی موسیٰ کے زمانے سے پہلے ہوئی تھی۔

اور انہی اصحاب کا نام اصحاب ایکہ بھی تھا۔ (اور جب آپ مذکورہ کنوئیں پر پہنچے) اس پر لوگوں کے ایک گروہ کو پاؤں پانی پلا رہے تھے اور ان کے پیچھے دو عورتوں کو پانی پلا رہے تھے (پاؤں) یعنی وہ دونوں لڑکیاں اس غرض سے پانی پلا رہیں کہ وہ کسی دوسری کی بکریوں میں مل نہ جائیں۔ اور یہ لڑکیاں تھیں۔

جبکہ اہل کتاب کا کہنا ہے کہ وہ سات تھیں۔ یا ان کی گنتی ہے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ کل بڑیاں تو سات ہی ہوں لیکن یہاں پانی کی خاطر وہ لڑکیاں آئیں ہوں۔ تو اب اہل کتاب کی بات اگر مکمل طور پر سچ ہو تو وہ کل لڑکیاں سات تھیں جس پر تو دونوں میں مذکور طریق کے مطابق مہافت اور آہنگی پیدا ہوگی اور خزان کی مد سے جو حق ہے وہ لڑکیاں ہی تھیں۔ تو حضرت موسیٰ نے (جو چاہتا تھا) لایا اور دلوں سے کہتے تھیں ہم جب تک پانی نہیں پی سکتے تھے کہ چہرا ہے چلے جائیں اور وہاں اب بڑی سردی لایا ہے۔ یعنی ہم کو زور ہیں ان کے ہوتے ہوئے پانی نہیں پلا سکتیں (اور جیسے بھی خیر مردوں میں جس کو پانی پلا دینا کے مانع ہے) اور وہاں سے والد بھی بوز سے اور انتہائی ضعیف ہیں وہ نہیں آ سکتے (تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے پانی پلا دیا)۔

مفسرین رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چہرا ہے جاتے وقت کنوئیں کے منہ پر بڑی سی چٹان رکھ کر اس کا منہ بند کر دیتے تھے اور یہ دونوں لڑکیاں آخر میں چاہا کہ پانی اپنے جانوروں کو پلا دیا کرتی تھیں۔ تو جب یہ روز آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے بڑھ کر ایسی ہی اس عظیم الشان چٹان کو اٹھا دیا اور ان لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ اور پھر پھر چھریں تھا ویسے ہی رکھ دیا۔ اس امر المومنین حضرت عمر فاروق نے جس کو اس چٹان کو اس آدمیوں

کے بغیر نہ ادا کیا جاسکتا تھا اور اسی طرح اولیٰ بھی کوئی ٹکڑا لے کر تھے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے پائی کا ڈول نکالا اور لڑکیوں کی تمام نیکوئیوں کو نکالتے کر گیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے سامنے میں چلے گئے اور یہ درخت نکیر کا تھا۔ کیونکہ آپ نے اسی کو علیہ السلام تا سر بزر و درخت دیکھا تھا۔ پھر پروردگار کے حضور انبیاء کی (اسے پروردگار جو آپ مجھ پر خیر بھیجیں میں اس کا کھانا ہوں) اس کی تعمیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما علیہ فرماتے ہیں آپ صبر سے یہ دیکھتے تھے لیکن اب تک آپ نے سوائے درختوں کے بچے اور کچھ بڑی کے بچوں نہ کھائے کیا تھا اور دشوار گزار سے کی جیتا ہے جو تھے بھی نہیں کر گئے تھے اور آپ بہت پرہیزگار تھے جو ان حالات میں آپ نے کسی کے ساتھ درخت میں شریک نہ فرمایا گئے تھے آپ اس وقت اللہ کی مخلوق میں اللہ کے سب سے خالص اور قریبی دوست تھے۔ لیکن آپ کا ختم ہر مذکر پشت سے بھوک کی وجہ سے مل گیا تھا اور انھوں نے ایک کھوٹے تنک کے آپ کھانا تھے۔ عطاء بن اوساعب کہتے ہیں کہ آپ کی دعا کہ پروردگار میں آپ کی طرف بھیجی ہوئی خیر کا کھانا ہوں۔ آپ نے لڑکیوں کو نکالتے کر گیا۔

جب یہ پیدائش ظاہر ہو اسی کو قرآن نے بیان فرمایا:

پھر (تھوڑی دیر میں) ہمیں سے ایک عورت شرمیلی ملی آتی اور کہنے لگی کہ تم کو میرے والدہ بلا تے ہیں تاکہ تم نے جو ہمارے لئے پائی یا تھا اس کی اجازت دیں جب وہ ان کے پاس آئے اور ان سے اپنا ماجرا بیان کیا تو انھوں نے کہا تم خوف نہ کرو تم ظالم لوگوں سے نکالتے ہو۔ ایک لڑکی بولی کہ اہاجان ان کو کام پر کر لیجئے کیونکہ جن کو آپ کام پر نہیں لے کر اس میں بھروسہ ہے جو توئی اور لڑکیوں اور بچوں نے کہا کہ اسے موسیٰ کہیں چاہتا ہوں کہ اپنی درجنوں میں سے ایک کا کھانا تم سے کرو ان اس پر کہ تم آٹھ سال میرا کام کر کے اور اگر وہی سال پورے کرو تو وہ تمہاری طرف سے (امسان) ہے میں تم پر تکلیف نہیں کرتا تم مجھے اللہ کا بندہ ٹیک لوگوں میں پادھے موسیٰ نے کہا میرے اور آپ کے درمیان یہ (مہذبہ) ہے میں بھرتہ چاہوں پوری کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو اور ہم جو عباد کر کے ہیں خدا کا گواہ ہے۔

یعنی جب حضرت موسیٰ فاطمہ اور شقیق سے اجازت ہو کر درخت کے سامنے میں بیٹھے اور دعا کی تو لڑکیوں نے وہ دعا سن لی پھر یہ اپنے گھر نکلیں تو ان کے والد ماجد کو خبر ہوئی کہ آج اتنی بھاری یہ کیسے آگئی ہیں؟ حب انہوں نے حضرت موسیٰ کے حلق خیر نکالی حضرت شعیب علیہ السلام نے ایک لڑکی کو علم دیا کہ وہ اس کو بلا لائے (تو اوٹھ کر کے ساتھ چلتی ہوئی حضرت موسیٰ کے پاس آئی اور کہا میرے والدہ کیلئے ہیں تاکہ آپ کے ہمارے ساتھ آکر وہاں کوئی پالنے کی اجازت دیں اور لڑکی نے یہ صراحت پہلے ہی سے اس سے کر دی تھی تاکہ موسیٰ کو کسی قسم کا شہ پر شک نہ ہو اور یہ بات لڑکی کی حیا و شرم کو خوب ظاہر کرتی ہے (تو آپ اس کے پاس آئے اور ان کا اپنا قصہ بیان کیا) یعنی وہ اپنی تمام دوا اور جان کی کیا میرے میں ہوا اور پھر آپ خالصوں کے پہنچے سے بھلا دیا پا کر یہاں تک آئے ہیں تو ہوشی نے سن کر کہا کہ خوف نہ کرو آپ ظالم قوم سے نہاتے ہو چکے ہیں (یعنی ان کی سلطنت و حکومت سے نکل کر آئے تھے) جب آپ کوئی شرکی بات کہیں ہے۔

لڑکیوں کے والد بزرگوار کے بارے اختلاف ہے کہ آیا یہ کون ہیں؟ اکثر اہل علم کے نزدیک مشہور تو یہی ہے کہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام ہیں۔ اور حسن بھری رضی اللہ عنہما اور مالک بن انس رضی اللہ عنہما نے اس پر تصریح فرمائی ہے کہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام ہی ہیں۔ اور ایک حدیث میں بھی ان کے نامی و نام ذکر ہے۔ تاہم اس حدیث کی اسناد میں نظر ہے۔ اور اسی طرح ایک جماعت نے وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی اولیٰ قوم کی بلاست کے بعد طویل عرصہ حیات رہے حتیٰ کہ آپ کو حضرت موسیٰ نے بھی پایا اور پھر آپ نے اپنی ایک بیٹی کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی کی۔

اور ابن ابی حاتم و تھوڑے سے حضرت حسن بھری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شرمیلی تھے اور ان کا اسم گرامی شعیب تھا اور ان کی والدہ کے سردار تھے لیکن اہل مدین کے قہر نہ تھے۔

اور ایک قول ہے کہ یہ حضرت موسیٰ کے شرم حضرت شعیب کے بیٹھے تھے۔ اور ایک قول ہے کہ وہ حضرت شعیب کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور ایک

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دین سے کوچ

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے التواضع ہوئے کہ قصہ فرماؤ، تو انہی نے کہا کہ کوئی کلاہ پہنے والا ہے کہہ کر اسی کلاہ پہنے والے کے ساتھ ہم گذر رہے تھے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اسے اس میں ہرگز نہ لیا کہ وہ پہنے والا کچھ جانتا ہو، ان سے نہ کھٹکے، نہ غصہ ہو، وہ تمام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے درس کر رہے تھے۔

دار حضرت شعیب علیہ السلام کی حرام کرپیں سیوا پر خود صورت تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تازیانہ (جوا کے لئے) بنوا کر حضور کے پاس لے کر لیا لگایا اور سب کھیل کھوٹی پر پائی جانے لے گئے اور خود حوض کے کنارے سے گزرے۔ تو جب بھی کوئی کر پی میسر آجی ہو کر اچھا آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیلو پر بار سے اس طرح ایک ایک بکری کر کے لے کر آگے لے کر آگے کے علم سے ہر بکری کے لئے دو بچے بنے اور دو بچا اپنے رنگت سے مختلف رنگ کے سوانے ایک چاروں بکری کے انھوں نے اپنی رنگت کے بچے بنے اور دو بچے حاکم دیکھنے سے ہر بکری کی انھیں مل کر مل کر بکریں بن گئیں۔ ہر بکری کے سوانے دو بچے بنے اور دو بچے سے حاصل کر کے بننے والی بکری بن گئیں۔

معمور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا: اگر تم شام کو حج کر لو تو ان کمرپوس کی دفتی امانت کو ضرور پاؤ گے اور وہ سارے لوگ مسکرائیں گے۔

اس حدیث کی روایت میں خمر ہے۔ بعض جگہ وہ بتاؤف بھی وارد ہوئی جیسے ابن جریر نے فرمایا: (۱) کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خمر کے ساتھ بائیس ہت گنجل کر بازار خمر نے ان کو کہا: کہجی کاہرہ بچہ چاہی
میں سے رحمت میں مختلف ہوا۔ آپ کا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دلی بیڑی کی چکر بچہ دیاں اس طرح ادا ہوئی کہ کبرویں نے سب ان کو
دیکھا تو وہ غمراہ اور اضر ہر کہیں۔ مگر تمام کبرویں نے جتنیکر عذق کے بچے سے جانے تک مکرش کے۔
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سال کے تمام کبرویں کو لے کر مکہ گئے۔

یہ حدیث مستند مذکور ہے اس کے ساتھ ساتھ ہیں۔ واقعہ نام۔
 اور اس طرح کا واقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے ماموں یونس کے فسر بھی تھے دونوں کے درمیان ہوا تھا جبکہ زکریاؑ کا چچا ہے کہ
 ماموں "کلیان" نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے وہ تمام تبرکوں کے بے عید کر دیے تھے جو چنکبر سے تک کے، وہی اور حضرت یعقوب علیہ السلام
 نے بھی بیک طریق اختیار کیا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا۔ اھ۔ اھ۔ اھ۔
 "کے ساتھ ایک جہت پر آئے ہیں۔

[illegible]

مجھے گندہاک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۳۴ جلدی دے دی تھی تو چونکہ اللہ کے کسفران سے بھی اخذ ہوتا ہے کہ فرمایا۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے موت کو روا کر لیا۔ ارشاد فرمایا۔ اے اللہ! میری قبر کو عذاب نہ دے۔ تو میری قبر سے کتاب کے دس سال مکمل فرمادے۔ پھر بھی دس

کام مقدس میں فرماتے ہیں۔ (۱) اے محمد! آپ (طوری) مغربی جانب نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف اپنا فیصلہ کیا اور آپ حاضرین میں سے تھے۔ اور حضرت موسیٰ طوی نامی دہلی میں تھے۔ اور قبلہ تھے۔ اور اور حضرت آپ کے اہل غربی جانب میں تھا۔ جب ان کے پروردگار نے ان کو مقدس دہلی میں لے آئی۔ اور سب سے پہلے ان کو اس مقدس پاکیزہ دہلی کی تعلیم عظیم الوداع قبر کے لئے جو تھے لگانے کا حکم فرمایا۔ اور پھر اس رات کی بھی کوئی ایک خاص حرکت تھی۔ کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے ازراہ منہ سے ہم کتاب کی کثرت حاصل ہو۔ اہل کتاب کے ہاں ہے کہ آپ نے اس نور کی شدت چمک دے کی وہ سنائی پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھ لیا تھا۔ کیونکہ اپنی نگاہوں پر بھی خطر تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا ان کے ساتھ کھڑا ہوا اور فرمایا ہے قلب میں اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا ہوں۔

اور دوسری جگہ فرمایا۔ بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے ہر نماز قائم کرو۔ (۲) یعنی صرف میں ہی بیکاسب جہانوں کا پروردگار ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور عبادت اور نماز قائم کرنا بھی شخص ہی کے واسطے چاہیے اور کسی کی عبادت و سلوٰۃ جائز نہیں۔

پھر اس کے بعد اللہ پاک نے قیامت کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توجہ مبذول کروائی اور فرمادی کہ یہ یاد دار اور فہم ہے۔ اور ہے شک دار اور پھر جسے تا نکلیں دو توارا آخرت سے جسکا واقع ہونا اور موتی ہونا از حد ضروری ہے فرمایا۔ تاکہ ہر نفس کو اس کی کوششوں کا بدلہ دیا جائے۔ (۳) یعنی ہر نفس جو بھی خیر یا شر کرنے کا بدلہ اس کو ملے گا۔ اس طرح اللہ پاک نے اسی کیلئے کل کرنے پر ابھارا اور اسکیا اور اسکی گمان لوگوں کے ساتھ میں اطمینان اختیار کرنے سے منع فرمایا جو خواہشات کی جہد میں آخرت کے منکر ہو بیٹھے ہیں فرمایا پھر اللہ آپ کو اپنے سے مانوس کرتے ہیں اور آپ کو غلبہ واقع کرکھا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر مطلق ہے اور ہر چیز اس کے شکنجے میں ہے پھر وہ ہر چیز کو اسکی نظر میں آگے کیسے بخیر و بد ظہور ہے۔ فرمان الہی ہے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو عہدہ (نورانی) موسیٰ نے حیرت انگیز میں کیا ہے؟ یعنی وہ عہدہ جو آپ نے عمر سے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے جس کو آپ قبول کیا جانتے ہیں کہ یہ شخص ایک لکڑی ہے آپ اس کے متعلق کیا کیا کہتے ہیں؟ موسیٰ نے (کہا) یہ میری لکڑی ہے اس کے ساتھ میں قلب رکھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ میں اللہ کی ہر جہل کیلئے ہے نماز ہوں اور اس میں صبر ہے اور کسی فائدہ سے ہیں۔) یعنی میں اس کو عمر سے پہچانتا ہوں اور ان کاموں میں مشغول کرتا ہوں جو اللہ نے (فرمایا ہے) موسیٰ اس کو اہل دست والا۔ تو وہ اپنا تکسانپ بن کر روئے لگا۔ (۴)

یہ عظیم عبادت کے خلاف ثابت تھی اور قطعی یہ ان دلیل قہری کی جہدات اسے موسیٰ علیہ السلام حیرے ساتھ بے شک اس کی شان یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو ممکن (ہو جا) کہے تو وہ ممکن ہوتا ہے۔ اور وہ ذات ہے بے شک جو چاہے کرنے والی ہے۔

اہل کتاب کے نزدیک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے از خود اجماع۔ اور انسانی کو طلب فرمایا تھا تاکہ مصر میں جو ان کو پہچانیں ان کو دکھائیں جب اللہ نے ان سے پوچھا کہ حیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کیا لکڑی ہے۔ فرمایا اس کو (زمین پر) اقبال دو اور پھر اقبال دیا اور اچانک سانپ نگر روئے لگا (موسیٰ علیہ السلام اس کے آگے دوڑے گئے اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ اپنا ہاتھ بڑھا اور اس کو دم سے بڑھو تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سر ہاتھ پر لگا وہاں سے صاعی صورت میں آگیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ دوسری آیت میں فرماتے ہیں۔ ہم نے محمد (اور اہل بیت علیہم السلام) کو اہل ذل دے۔ (۵) یعنی (اس کو) دکھا کہ وہ حرکت کر رہا ہے گویا کہ سانپ ہے تو موسیٰ علیہ السلام ہتھ پیر کر دوڑا۔ اور پیچھے ہو کر نہ دیکھا۔ (۶)

یعنی بہت بڑا عظیم جسم والا سانپ ہے۔ جو انتہائی موٹا اور بولسا کہ اسکا عظیم بدن نکلا ہوا ہے۔

میں کو اڑھوا کہا جاتا ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود وہ انتہائی تیز و زور ہا ہے جیسے کہ "جان" سانپ تیزی سے دوڑتا ہے۔ اور یہ سانپوں میں ایک انتہائی چھوٹی اور سرخ لکڑی جسم ہے یعنی جسم میں کو پتا اور چھوٹا ہوتا ہے اور حرکت دوڑنے میں بہت تیز ہوتا ہے جسکو جان اور دینا کہا جاتا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی سے بچے ہوئے آڈو میں یہ تمام تضاد صفات ایک شخص نہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو دکھانا چاہا

بھیر کر رہے۔ کیونکہ انسانی فطرت اسی کا شکوہ کرتی تھی اور حضرت موسیٰ نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تب ان کے پروردگار نے ان کو خدا ہادی (اسے موسیٰ علیہ السلام) کے ساتھ خوف نہ کر۔ بے شک تو اس نے اپنے والوں میں سے ہے۔^(۱۱)

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم الہی سننے ہی والیں مڑے تو پھر حکم الہی بولا فرمایا: اس کو بیکار اور خوف مت کہ ہم اس کو پہلی حالت پر لانا دیں گے۔^(۱۲) کہا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مزاح و خود ہوش ہو چکے تھے اور جب پکارنے لگے تو کہنے لگے کہ تم نے ان کی ہمتی میں ہاتھ لپیٹ کر اس کے منہ میں رکھا۔ اہل کتاب کے نزدیک اس کی دم سے نکلا تو جیسے ہی اس کا آپ کا ہاتھ پھیرا اس کا سر ٹکڑی کی صورت میں اڑ گیا۔ اہل کتاب یہ پہلے کی طرح اور وہ اہل انجیل بھی اور بس۔ یہی بے شک وہ اللہ پاک ہے۔^(۱۳) یہ عظیم قدرت والا ہے شریک و شریک کا رب ہے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسری نشانی عطا کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو اور پھر نکالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ نکال کر دیکھا تو وہ ایک چاند کی طرح پائیکل عظیم ہو چکا۔ وہ اپنے اور بغیر کسی دوسری کشتہ کی میں کی بجائی ہے تو کوئی اور۔ انظر صرف پھر کوئی بار پر انجیل کی جگہ کتاب میں کیا ہے اسی کو اللہ نے عطا فرمایا (اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو تو وہ بغیر کسی بیماری کے (چمکا ہوا) عظیم لگے اور (جب باطوف ہوتا) (انہیں) اللہ والہ ہے۔^(۱۴) تو وہ پسند کی طرح کامیاب ہوا جاتے گا۔^(۱۵)

یعنی جب ہاتھ کو اس کی حالت نہ رہے تو خوف ہوتا دلی اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور پہلے جیسا کام ہاتھ ہو جائے گا۔ یہ ہاتھ کو دل پر رکھنے سے خوف کا ذلک ہو گیا۔ اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاصیت ہے۔ مگر ایمان کی برکت سے جو شخص بھی حق دہی رسول کرتے ہوئے ایسا کرے گا اس کا خوف جاتا رہے گا یعنی جب بھی کوئی خوف دار لائق ہوتا وہ نفس اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ لے۔ اللہ اللہ اور خوف نہ لگے جو جائے گا۔

اور سورۃ فصل میں فرمایا (اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر دو بغیر کسی بیماری کے مفید (اور چمکتا ہوا) لگے کہ تو نشانوں میں (سے دو نشانوں میں) میں ان کو لے کر جلاؤ فرعون اور اس کی قوم کے پاس بے شک وہ مجرم قوم ہے۔ یعنی یہ دو نشانوں (انجیل اور ہاتھ تبارک) سے پاس خدا کی دلیل ہے۔ فصل طرف سورۃ قصص میں اشارہ فرمایا کہ اس پر دو دلیل ہیں جس سے سب کی طرف سے (ان کو لکھا جاؤ) فرعون اور اس کی قوم کے پاس بے شک وہ اسحق قوم میں ہے۔^(۱۶)

ان آیات میں کو نشانوں کا ذکر فرمایا جن میں سے وہی صراحت فرمادی اور بقدر سات ان نشانوں سمیت سورۃ نمل میں ذکر فرمایا۔ فرمان ہادی ہے اور ہم نے موسیٰ کو کوئی نشان عطا فرمایا جس کی اسرائیل سے سوال کی کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان کو کہا ہے موسیٰ میں تو تجھ کو سمجھ (چاندرو) کہتا ہوں۔ کہا تو خوب جانتا ہے ان (نشانوں) کو اس نے آسمانوں و زمین کے پروردگار کے اور کسی نے باری نہیں کیا۔ (تبارک) سمجھانے کے لئے اس نے فرعون میں خیال کرتا ہوں تم ہلاک ہو جاؤ گے۔^(۱۷)

یہاں صرف ان کی تعداد کا ذکر فرمایا ہے اور سورۃ اعراف میں ان کو قدر کے تفصیل سے بیان فرمایا۔ فرمایا باری تعالیٰ نے اور ہم نے ان فرعون کو قتل اور بھولوں کے قصص ان میں بتلا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ تو جب ان کو سائیش حاصل ہوئی تو کہتے ہیں ہم اس کے سختی میں اور اگر سختی پہنچتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو شہن کرتے۔ دیکھو ان کی بدگھوٹی خدا کے پاس (مقدمہ) ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اور کہنے لگے تم ہمارے پاس (خدا) کیسی ہی نشانی لاؤ تاکہ تم پر چاند کر دے مگر ہم تو تم پر ایمان لائے۔^(۱۸) ان کے نہیں ہیں۔ تو اسم نے ان پر طوفان اور نلایں اور وہی اور میثاق لایا۔ خون۔ نکلی ہوئی نشانیں بھیجیں مگر وہ ان کو نہ سمجھتے۔ یہ سورۃ ہود تک پہنچے۔^(۱۹) یہ آیات اللہ کی قدرت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چماوتے پر دلیل ہیں اور ان کے علاوہ سورۃ شوریٰ آیات یعنی اذکات جو اللہ نے امی اسرائیل کو فرمائے تھے۔ حلالہ سورۃ کھانا ذکر نہ فرماؤ بغیرہ تو وہ اس آیات شریفہ میں سورۃ آیات قدرت ہیں۔ وہوں جدا جدا ہیں۔ یہ تفصیل اسطے عرض کی گئی کہ بعض راولوں کو دم ہوا ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایک ہیں یعنی دونوں کھاتے شریعتی ہیں۔ چنانچہ کہ آیات میں ہوا جو کچھ نہیں۔ الغرض اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ دو نشانوں دے کر فرعون اور اس کے ہم نشینوں کے پاس جانے کا حکم فرمایا۔ لیکن حضرت موسیٰ نے کہا پروردگار میں نے ان میں سے ایک جان کو لگایا تھا تو مجھے خوف ہے کہیں وہ مجھے لگا کر

نے کہا (۱) تمہارا دوسرا سہیل ہے پچھلے آباء اور اجداد کا بھی پروردگار ہے کہ یہ فقیر جو تمہاری طرف منبجھا گیا ہے بھون ہے۔ (موسیٰ نے) کہا وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ اس کے درمیان ہے۔ سب کا پروردگار ہے۔ مگر تم کو کچھ ہو۔ (۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان جرات و بیعت اور مٹا خروہ و ہڑواؤں کو کھڑے ہوئے نہ کہ آتھل میں بیعت فرمایا ہے اور فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو اس کی عقل و ادب کا فہم کیا انکار فرمایا ہے۔ اس سے پروردگار عالم کے پیروں میں کی گواہت کیا کہ وہ کچھ ہے فرعون نے نہ ترک و نہ خالی کے نہ ہی اور قودوئے کا انکار کر چکا تھا۔

اور اپنے جیسے وہم و خیال میں اپنے پیروں سے لڑا کر فرعون کو بے رحم کر دیا (۳) اس کے بارے میں قرآن میں یوں آیا فرعون نے مکر و نیرنگی کا بیج بکھیر دیا اور کہہ دیا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں اور میری بیگم یوں آ کر آیا ہے۔

(اور فرعون نے کہا) بڑے لوگو! تمہارے لئے ہے غلام کا بی بی بی بی بی (۴)

اور فرعون نے فرعون کو دور کر کے کہا کہ خدائی کا کوئی کردار خدا ناس کو بھی خود بخود نہیں تھا کہ وہ صرف ایک بندہ الہی ہے اس کا اللہ ہی اس کا رب ہے اور اس کے خالق اور پادری اور معبود ہے خدائی پتھر سے معبود برحق ہے۔ جیسے قرآن میں ہے۔ (اور انہوں نے ظہم اور سرنگی کی وجہ سے انکار کیا اور ان کے دل ان کا عقیدہ نہ چھوڑتے تھے جس کو کہ خود خدا کا الہام کیا گیا تھا) (۵)

اور فرعون کو کہہ کر معبود برحق ہونے کا یقین تھا جس کی اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برسات کا انکار کیا اور یہ چھوٹا چھوٹا پروردگار نہیں ہے تم کو کہہ کر بولنا کہ مجھ سے (وہ کون ہے؟) کیا تم کو بدل ہوا ہے پہلے کہ مجھے تھے (یہ کہ تمہاری باتوں کے بہار کے رسول ہیں) کو اس وقت سے فرعون نے یہ چھوٹا کو اس کا معبود و رب اطمینان فون ہے؟ جس سے تمہیں سمجھا ہے کہ نبی بنا گیا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے جواب دیا (کہ وہ جو) آوازوں اور آواز میں اور ان کے مدد میں ان کے تمام چیزوں کا پروردگار ہے قرآن کو یقین ہو۔ (۶) یعنی یہ جو اس کا پروردگار ہے اس کا شمار ہے اس کا جو خالق و مالک ہے اس کا جان کے مدد میں اس کے شہر و ملک و مال ہوا۔ اور ان کے امانت ہے ان کے ہیں جس کے مطلق ہر ایک کا خیال ہے کہ یہ خدا و جود میں نہیں آتے۔ بلکہ ان سب کے لئے کوئی معبود اور پروردگار ہے کہ ان کے خالق و خدائی ہے تو وہ ہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی تمام چھوٹوں کا پروردگار ہے۔ اور وہی ہے ہم کو حق کی طرف منبجھا ہے۔

فرعون نے اپنے اندر کر دیکھے سر اور زار اور دیکھ کر سمجھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خالق و خدائی ہونے اور ان کا خدا و رب ہے کہ یہ کیا قسم خاتہ ہو؟

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ان کے تمام لشکروں سب کو مطالبہ کر فرمایا کہ تمہارا دوسرا سہیل ہے پہلے اور اس کا بھی پروردگار ہے۔ جس کی اس نے تم کو بھی پکارا کیا ہے اور تمہارے آباء و اجداد کو بھی پکارا کیا ہے اور تمہاری تمام لوگوں کو پکارا کیا ہے۔ اور یہ ایک تمام لوگوں کو بخوبی یقین ہے کہ انہوں نے خود اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا اور نہ ہی ان کے باپ نے جب وہ مصلحت یا یکہ و بیہ ہوا۔ اور مگر کوئی چیز علیہ کسی پیدا کرنے والے کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ تو یہ مصلحت کو کم معصوم ہوا کہ ان تمام کمال شہب اطمینان نے یہ فرمایا ہے۔

اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے فرعون و قہو اور ان کے تمام لشکروں کا فرعون پروردگار تمامین انسانوں اور ان کے آباء و اجداد کا خالق و مالک فرمایا کہ اس طرح اللہ کا خدائی نے بھی ان کے اندر ہی ہے کہ وہ میری بیگم فرمایا۔

مگر یہ ہم ان کو اپنی بیگم خالی و خالی سمجھا دیا کہ ان کا خالق و خدائی ہے کہ ان کے لئے یہ بات خوب واضح ہو جائے کہ وہ (اللہ) حق ہے۔ (۷)


لیکن فرعون ان کو نہ سمجھا کہ یہ وہی شخصیت ہے جو فرعون اور اپنی گمراہی سے بھاگتا تھا کہ نبی سرنگی اور خدا کو کرشمہ پکارا تھا۔ (کہ تمہارا پروردگار وہی ہے کہ تمہاری طرف منبجھا گیا ہے۔ یہ ایک بھون ہے۔

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی عیبت کو مزید بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ مشرق و مغرب اور ان کے درمیان کا پروردگار

پاکستان کو میرا غور سے لکھنا چاہیے۔ جس نے اس کے ساتھ کھنڈ اور جنوب اسی اور قیامت جہت اور اس کو چھٹ کرنے میں وہ ہم کو بچائے گی۔ بعض علماء میں اس کو جاننا تو ایسا فرماتے ہیں کہ میرا ہندو اپنے سماجی معاملات کے وقت میرا ذکر کرتا ہے۔

میرا ہی کی تاریخ میں فرمان خدا تعالیٰ ایک اور جگہ یوں آیا ہے: اے نبی! اے اللہ! یہاں میرا ہی (اور میں ہی) کی جماعت سے تم میرے جیسے جیسے آدم ہمارے کثرت سے میرا ذکر کرتے رہو۔ تم میرا سلام ہو۔ (۱)

[illegible]

اس غریب صوفیہ رنگ اقبال نے اپنے دوسرے شعر  کی ہی طرح استاد صیحت فرمائی فرمایا
(اے پتھر پر تجھ کوں کو شکست اور داغے غریبیت سے اپنے پروردگار کے رہنے کی طرف دواؤں اور بہت ملے اچھے صحرائے سے الگ سے
مناظرہ کرو۔) (۲)

ہوں دوسری جگہ فرمایا: "اے اہل کتاب! تم کو یہ طریقے سے چھایا ہوا ہے جو اے ان لوگوں کے جن لوگوں نے ظلم کیا۔" [۳]

معرفت حق بھری، حقہ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن الہامی ہے۔

وہوں اسی کو مزاحمت کھڑی کی۔ بہت مصروف و فخر نہ اسی کے ساتھ اسے لکھا کہ تیرا ہر دو گوارہ بھلاؤ میں امن و آفاقہ میں ملایا جائے گا۔
 (تقریباً سترہ برس بعد جب وہ اپنے ہم عصروں میں گئے۔) (غلامی طاقت کو نشانہ کرنا)۔

اور وہ بے انتہاء رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مطلب ہے اسے سونپی اور اعلان میں کوئی نہایت کجی نہ ہو تو کچھ اور بیش غصہ و طغیانی کی نسبت
مختار و مقرر کے نزدیک اور قریب جو اس تیرے لئے کچھ اور دوست تھا، یہاں اور حضرت یزید اور کچھ اس بات کے صحت پر کھڑے ہیں اور وہ وہاں پر
اسے اور کچھ اسے کچھ اسے دوست ہے اور کچھ ہے کہ کچھ اس کے ساتھ کچھ کی عبت کا کیا ہو گا؟

[illegible]

بحر اللہ پاک نے ان کے فرمان کے پاس جانے کو یوں فرمایا (پس وہ دونوں اسی کے چاہنے آئے مجھ کو کہ تم میرے پیر اور لگاؤ کی طرف سے جدا
 ہو۔ لہذا ہمارے ساتھ نبی و مرسل کو بھیج دو اور ان کو عذاب مستعد ہے۔ بے شک تم میرے رب کی طرف سے شافی سے کرائے ہیں اور اس واقعہ
 اور اس قصص پر جو چاہت کی جیڑو گئے یہ سب قلم کو اسی کی گئی ہے کہ عذاب میں تمھیں بڑے جس سے پہلے اور اور سزا)۔ (۵)

[illegible]

حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی کہتے ہیں کہ حضرت مولانا عبد السلام جب مدین سے تشریف لائے تو ان کے والدین اور اپنے بھائی کے پاس پہنچے

زور و است کا کھانا نہ لیا اور فرما دیا ہے محمدؐ کو کھانے میں غصہ نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان کے ساتھ کھانا نہ لیا کہ میں میں شریک نہ گئے۔ فرشتہ کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا اللہ نے ہم دونوں کو گھر دیا ہے کہ ہم دونوں کو کھانا بے حضرت کی حجابت کی طرف نہ لیں۔ لہذا میرے ساتھ کھڑے ہو مگر وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت فرعون کی ماں ہو گئے۔ بچے جو روزانہ دیکھتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فحش و کفر پر ایمان لیا کہ کچھ کھانا کھا کر دیکھو روزے رکھنے کے دوسرے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ آپ سے استغفار مانگا وہ فراموش نہ گئے۔

بعض مسخرین کا خیال ہے کہ ان حضرات کو تک طویل اور سے جدا کر دینا چاہئے۔ اور جو ان کا اتفاق فرماتے ہیں ان کو بد مذہب قرار دے دیتی تھی۔ لیکن کئی سال اندر ہم کران کے عشقِ اہانت نے نہ گئی تھی۔ واللہ۔ ہم اور یہ بھی کہا کر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ثباتِ جہالت کے ساتھ کفرِ حقان کے لئے لے کر آئے جس سے اس نے کھٹکے اور فرعون نے ان کو پھانسی دے کر ماری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروں کو ان کے خلاف ان کے میں سے مرنے کا کڑے ہو گئے اور پھر یہ سائنہ نے دولت کا کھنڈن کیا تو اسی طرح اس کو اپنے نزدیک کی طرف رجعت دی۔

در اہل کتاب کے نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہر ایک زبان میں بھائی بنادیا اور وہی مصحوب کی نفس سے ہے۔ وہ لکھ کر دیکھ کر روتے رہا۔ (اس کو بھی ساتھ لے لیتا) اور کھڑا کر دیا۔ اس کے ساتھ ہذا فرشتوں کے مشائخ کو بھی فرشتوں کے پاس لے چلا۔ اور فرمایا کہ جو کچھ لکھتا یا سم نے تجھے دکھایا کہ میں ان کو دکھایا کرتا۔ لیکن فرشتوں کا سامنا میں سخت کروں گا اور وہ خدا میں اس کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور تم میری نصیحت نہ مانتے اور کائنات کو ہر زمین مصر میں خوب شہر آباد کیا۔

مکرات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی قید کر دیا۔ وہ بھی اپنے پیچھے وہاں تمہاری اپنے بھائی سے ملاقات ہو گئی۔
 تو حضرت ابراہیم نے مصر سے نکلے وہاں پہنچے تو وہاں بھائیوں کی ملاقات ہوئی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ پروردگار
 نے کیا کیا حکم فرمایا ہے کہ موسیٰ نے مصر میں اقل ہوئے اور بنو اسرائیل کے پروردگار ملائکہ کا واسطہ کیا اور فرعون کے پاس پہنچے جب
 اس کو اس کا حکم بتایا۔ تو کہنے لگا کہ ان کو ہے؟ (الفرقان ص ۱۰۷)

[illegible]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے حقیقی خیر و برائی کو دو صانع خالق (یعنی دغا کونے والے) کا انکار کر دیا جس طرح اس نے جو دے چکا تھا اسے سوتی طبعی اسلام کہنا تیرا رب وہ ہے کون؟ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یا رب وہ ہے جس نے جو چیز کو کس کی شکل و صورت پیش کیا ہے اس کو اس کا کھال۔

یعنی ہم سب کا رب اور مالک ہے جس نے پہلے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کو کھل و صورت بخشی مگر اس کے لئے اس کے مائل کو دیکھ کر اسے گوارہ دینی کہ تم کیا کھاؤ گے گا اور تم کو دیکھ کر اسے گوارہ دیا کہ تم ہر چیز پر مقرر کیا ہو جس میں اور ہر چیز کا اپنے پاس کوئی نوع خاص کھاؤ ہے۔ اور ہر چیز کو اس کے کام میں اس کے ذوق، غیورگی، مددگاری اور دیکھنے حاصل کیا ہے تاہم اس طرح اس کا کام کھاتہ میں اپنے اہلکاروں سے خود تیار کر کے میں مطابق چل رہا ہے اور پہلے سے تیار ہے اپنے کارکنوں کی تمام ہر چیز کی شکل و رنگ کی ہے اور یہ بات اپنے معلوم و مضمون میں سرور و غنی کی نسبت ہے۔ یہاں کی طرح ہے فرمان روا ہے اپنے اس مافی ہوا کوئی شیخ کہ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کو کھل و صورت اور جلالت عی و دست کردہ اور جس نے ہر چیز کا اعزاز و تکریم (ان کی کار و تلاش)۔

[illegible]

اس لیے کوئی چھڑک بھائی نے اپنے کام مقدس میراثیوں جنگوں حفاظت کے ساتھ دیکھ کر فریاد کی۔

لقد سمعنا في طرقات عماراتنا

میرا ان دشمنوں کے بعد میرے سونی علیہ السلام کو کھانا دے کہ فرعون اور اس کے عزیزان سلاطین کے پیچھے نہ چھوڑے۔ ان کے ساتھ ٹھہری کہ جو کچھ ان کو دیا جائے والوں کا احترام کیا جائے سونی علیہ السلام نے کہا ہے فرعون دشمنانِ عام جانوں کے پروردگار کا دشمن ہیں۔ مجھ پر واجب ہے کہ خدا کی طرف سے جو تکلیفیں عطا کیوں۔ میں تمہارے پاس نہیں دے پروردگار کی طرف سے عطا کی گئی ہیں جو سنی اسرائیلی کو میرے ساتھ بائبل اجازت دے۔ وہ دشمنوں نے کہا اگر تم عطا نہ کرنا ہے تو آؤ اگر کہوں میں سے ہو۔ سونی علیہ السلام نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اسی ہمت والے لڑنے لگا۔ اپنا دم باہر نکالتا اسی طرح دیکھتے والوں کی نگاہوں میں انتہائی سنبھرتا کہ تو فرعون میں جو مرد ہے وہ کہتے تھے کہ یہ عاصم جاوید ہے۔ اے کاراؤ یہ ہے کہ تم تمہارے ملک سے نکال دے۔ یہاں تمہاری کیا رائے ہے؟

[illegible][illegible]

فروغ نے کھڑے قدم پر اٹھنے سے پہلے کہ جس شخص نے اجازت دلائی، اسے شک سے غریب ہے، جو تم نے آئینہ میں کرشمہ میں چلایا ہے۔ کارا ال شکر کے سے کمال و دہ منکر یہ ہے، کل جائے گا۔ مگر (پہلے ہی تمہارے ایک طرف کے، چاندور میں طرف کے پاؤں کاٹوں کا مجرم سے کہوں) یہ ایک ایسا مجرم ہے جو کہ ایک طرف جانے والے ہیں۔ یہ اس کے ساتھ کہ ایک ایک کوئی ایک ہی گئی ہے۔ جب اس نے یہ ارادہ کیا تھا تو اسے اس شخص کا نہیں بلکہ ایمان ملے گا۔

۱۱۱۔ یہ سب ہم پر قحط است کہہ دینے والے ہیں تو مسلمان کی حالت یہی جس جہالت : (۱)

ابو یوسف نے محمد بن عثمان سے کہا کہ تم نے اسے کہا ہے۔

پھر سب نے اسے اتار کر اسی کھانے کی کھانسیاں دیکر فرعون نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بھی جیسا کہ انہوں نے تجھے کیا اور وہ عمر مومنہ مرقیہ کو

جب میں نے پاس آئی تو اس نے کہا: "آؤ، فراموش کیے لے کر یہ لٹکے گا۔" وہ میری ٹانگہ لپکا کر کہتا تھا کہ اس کے پاس سے میری جیب اتر جائے گی۔ یہ عجیب ہے کہ یہ لٹکے گا۔

[illegible]

اور سید شہزاد علی احمد شاہ کوک وصال فرماتے ہیں:-

[illegible][illegible]

تب سب چادر گرہ سے مٹی گر چنے لاد، بالائی طبقے کو کم چھاؤں کے پر اور دھوپ کا خانہ بنائے، نچلی طبقہ کو مٹی اور پادریں کے وسیع پر۔ فرعون نے مٹی کا ایک قمار پر اعلان کیا۔ آئے آئے اس سے پہلے کہ کوئی تم کو اجازت دلوں، مگر یہ تمہارا وقت ہے، مگر تم کو جادو سکھایا ہے۔ مٹی کے قمار پر مضمین یہ بنائی جائے گا کہ کس تجارتدار نے تمہارا پازن مخالف طرف سے آتے دلائی گا۔ اور تم کو کوئی پازن جت ملے گا انہوں نے کہا کہ تمہیں نہیں۔ ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر چلے جائے ہیں۔ ہم کو یہ امید ہے کہ اور لوگ اب ہم کو مل جائیں گے۔ مٹی کے قمار کو کم چھلے جت پر ایمان لانے والے ہیں۔

حاصل نکم۔ چونکہ عربوں نے حکومت پر لاوار پڑ جانے کا دھوا اور اپنی کسی ہمت میں ان کی دھوکا کھانے کی تہاوار بنا ہے کسی نے تم کو جانا نکمہ بنا ہے اور پھر کیا یہ جانے کا دھوکا کہ جسکو جانے والے قریب جانتے ہیں گھر میں عالم جا رہا ہے کہنے کی عمر ہے نہ نہیں میں کیسے؟ چونکہ تم جس خبر سے اس کمال پر پہنچ چکے ہو۔

اور فرعون کا یہ کہنا تو کھنجر ہے۔ اچھا جاننا چاہئے اطراف سے کات دین کا اس کا مطلب ہے کہ اس ایام اور بابائیں پاؤں والا کلاؤ گے۔
 اور اس کا یہ کہنا تو کھنجر ہے کہ کوسوں پر تھوڑے گھاس کا اس سے متعلقہ کھانوں کو کھانے کے لئے یہ مثال دینا چاہیے اور پھر کوئی اس کی
 وجہ سے یا ملت میں سے کسی ایک اور نہ کرے۔ اسی وجہ سے کہ ان تمام کھانوں کے تھوڑے تھوڑے اوروں کو گارہ کھینچ دیتے ہیں اس سے خفیہ
 شہوت اور جھجکاؤ کے کہلاؤ تو تم ضرور جان لو گے کہ ہم میں سے کون کون سے کھانے کے اعتبار سے زیادہ خفیہ اور کھانے کے بابائی دینے والا
 ہے یا کھنجر دینا۔

نیکون کے دھول میں ایمان رائج ہو چکا تھا۔ اس پر سے (انہوں نے) جواب دیا کہ ہم تو کچھ کرتے ہیں خدا پر جو وہ بے باں ماسخ

تہوں اور تعلقہ داران کی خدمت میں بھی ہے اس کے ہم گرد چہوڑیں گے جو ان کے جوتھ سے کہ بالذی فطرنا ایک قیل تو ہے کہ پچھلے جیل پر اس کا مصنف ہے اور ایک قیل ہے کہ یہ حمیر ہے (مکمل صورت میں مطلب ہو گا کہ اسے) فرعون ہم تھا کہ خیر پر تری گندیں کے اور دوسری صورت میں مطلب ہو گا اور اگر جس ذات کی جس نے ہم کو پیدا کیا وہ جو کچھ حقے کرنا ہے کرنے) یعنی جو کچھ تیری قدرت اور اس میں ہے دوسرے میں کوئی یا وہ نہیں کیا تو صرف اسی نوعی زندگی میں ہی فطر کر سکتا ہے اس کا اس نوعی زندگی میں علم ہو کہ کوئی غائب دلوں کا ہے۔ مگر جب ہم یہاں سے حضرت کے چٹکی سے گھر میں چلے ہو جائیں گے تو گھر اس کے گرجہ ہم ہو جائیں گے جس کے سے ہم نے اعانت کی اور اس کے رسول کی اتباع کی (اپنے ملک اور اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری نظاواں کی محقرت کرے اور اس کی جوتھ ہم سے زبردستی نہ کرے اور وہ سب سے بہتر ہے اور زیادہ فانی ہے جیسے حال ہے یعنی جن عیالوں کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے خدا کا مولا کو وہ لوگ بدو یا مجاہد ہے اور فانی ہے یعنی اس دافانی سے بدلہ کا ثواب دینے اور فانی ہے۔

اور اگر کہ آیت میں ہے انہوں نے جواب میں کہا کہ تم کھنڈن نہیں ہو گے۔ ہے شک ہمہ ہونے، رب کی طرف سے نجات کر جانے والے ہیں۔ ہم اس سے طبع رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہادی خطوں کی محقرت کرے۔ یعنی جو جو کھنڈن اور حرام کام ہم سے سرزد ہوئے ہیں اللہ ان پر رحم فرما دے۔ اور میں اپنے رب سے اس کی کوئی امید ہے کیونکہ اس کے فضل سے (ہم پہلے ایمان لانے والے ہیں) انہیں اس میں سے محقرت ہوئی اور حضرت رسول اہل اسلام پر۔

اور ان نو مستثنیٰ نے فرعون کو یہ بھی کہا تھا کہ (لو نہ ہم پر اس کے سوا اور کوئی برائی نہیں جانتے، کہ ہمارے رب کی آیات جب اہل سے پتہ آتے ہیں تو ہم ان پر ایمان لے آتے) یعنی تیرے نزدیک ہمارا اور کوئی گواہ نہیں ہے جو ان کے کہنا کے رسول پر ہم ایمان لے آئے اور اپنے رب کی بات نہیں پر ایمان لے آتے۔ رب اور اسے سامنے شک ہو گئی۔

اور اللہ کی شان سے ان ایمان ان کی آن میں اتنا گہرا اور مضبوط ہو چکا تھا کہ مگر انہوں نے فرعون کو بھی نصرت کی۔ اور اپنے رب تعظیم کے غلبہ کا ذکر کیا اور اس سے خوف کیا اور اسے کہا (اپنے ملک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہونے کی حالت میں آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے اور اس میں نہ مرے گا نہ بچے گا) تو اسے (فرعون کو بھی اس سے کہ گنہگار میں سے نہ ہو جائے اور ایمان لے آئے گا) اور جو شخص اس کے پاس ایمان کی حالت میں آئے گا اس نے جس سزا کے گھوٹے لوگوں کے لئے جہنم جات ہیں۔ لیکن اس کے اعانت جن کے بچے نہیں رہے تھے ان کی اور اس میں ایک ایک چیز ہے اور یہ بدلہ ہے اس شخص کا جو پاک ہوا) ہم نے اسے فرعون کو کشتی کر کے انہیں قتل کر دیا ہے۔

لیکن فرعون اور ان اہل فیصلوں کے درمیان فیصلہ ہو گیا جن پر کوئی غالب بھی نہ تھا اور ان کو کوئی روک نہیں سکتا اور بلند و بالا ذات کی طرف سے فیصلہ حکم دینے ہو گیا کہ فرعون اہل جہنم سے ہے نہ کہ خدا کا بھلا کا مولا جو شخص اس کے سر پر ٹھکانا ہو یا اہل غلبہ جائے۔ اور اس کو ثابت و قیہ نہ دے (جس کے طور پر کہا ہے) (جنگ ہے شک تو زبردست) اور (کہا ہے) ہم اس کو بطور استیلاؤ کہ جائے گا۔ لیکن یہ انتہائی فیصلہ گامی کے پاس اور برادر کیا ہے جس نے۔

اور پھر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرعون ملعون نے ان ایمان لے آئے ہالوں کو کوئی اور غلبہ سے دوچار نہ کیا اور رضی اللہ عنہم! جیسا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرماتے ہیں کہ شروع دن میں یہ لوگ چہوڑے اور آخر دن میں (انہیں) جہنم میں (شہید) اور ایک لوگ ہو گئے اور اس بات کی تائید ان کی یہ دعا کرتی ہے۔

وینا الخ علینا صبرا و قوتنا مسلطین

(اور ہمارے رب ہم پر صبر والا اور ہم کو اس نام کی حالت میں ادا کرے۔)

جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد بڑے بڑے معاند قبطیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کو ابھارنا انتقام اور اذیت کے لئے

جب مذکورہ اعظم کا واقعہ پیش آیا تب بھی فرعون نے جو مہینے عظیم واقعہ میں غالب آئے اور قبطی لوگ شکست سے دوچار ہو گئے۔ اور جن جادو
گروں کے اذیت انہوں نے موسیٰ کے خلاف وہ طلب کی تھی وہی موسیٰ نے ہی دکھا کر ہو کر اللہ کے مسلخ فرما کر ہزار ہوں کے ہر مہینے میں جنوں نے
قبطیوں میں بچھاڑ اور سواری کی زیادتی کی بلکہ حریہ اپنے کفر مراد اور حق سے دوری میں بڑھ گئے۔ تو پھر کیا طریق اختیار کیا؟ تو اس کے متعلق سورۃ
اعراف میں مذکور ہے کہ بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑنے میں تاکہ وہ ملک میں فساد پکائے پھر میں اور آپ سے اور آپ کے
مجددوں سے دست کش ہو جائیں۔ اور وہ لاکھ سالوں کے لاکھوں کو کٹ کر لائیں گے اور ان کو کھو کر دے دیں گے۔ اور بلاشبہ ہم سچے غالب ہیں۔ موسیٰ
نے اپنی قوم سے کہا خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو بے شک دھرتی اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے حادثہ طے گا اور بہترین انجام
دارنے والوں کا ہے۔ (یعنی اسرائیل کے لوگ) کہہ کر آپ نے ان کو چھوڑنے سے پہلے بھی نہیں ستایا کیا اور آپ نے ان کے بعد بھی۔ کہا (اب) قریب ہے کہ
تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور وہی جگہ تمہیں زمین میں ملینے لگے۔ پھر وہ دیکھئے کہ تم کیسے قتل کرتے ہو۔^(۱)
اللہ تبارک و تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں قوم فرعون کے سرداروں کے حقیقی خردی سے اور وہ اپنی اپنی قوم کے دلداد اور دھماکتے۔ انہوں نے
اپنے بادشاہ فرعون کو برا بھلا کیا کہ اللہ نے نبی موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے اور جو کچھ وہ ایمان والوں کو کرتا ہے سچا ہے اور ایمان و تصدیق کے کفر اور اللہ
اور ان کے ساتھ کلام ثابت کرے۔

اسی بارے میں انہوں نے کہا (کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دے جسے میں کہہ دوں میں فساد پکائے پھر میں اور آپ کے ہم دلوں کو
میں پشت ڈال دیاں۔

اللہ کا نام کرے۔ ان کے مقصد تھا کہ حضرت موسیٰ کا اللہ وعدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلاتا اور دوسروں کی عبادت سے روکنا یہ قبطیوں کے
اعتقاد کے مطابق تھا اور فریب پاتا ہے۔

اور آیت دہلویک والہنک اس کو بعض قراء نے یوں بھی پڑھا۔

وہلویک والہنک پہلی صورت میں معنی ہو گا اور وہ پکھلاؤ پکھلاؤ کے معنیوں کو چھوڑتا ہے۔ اور دوسری صورت میں مطلب ہو گا اور آپ کو
اور آپ کی عبادت کو چھوڑتا ہے کہ نہ کہ پہلی صورت میں اللہ کی معاذ ہے اور دوسری صورت میں معنی لیتا ہے۔

اور اس آیت میں اور بھی دو کا احتمال ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ موسیٰ تیسرا بین چھوڑ دے اور اس معنی کی تائید دفعہ دوسری قرأت سے ہوتی
ہے۔ اور دوسری چیز یعنی موسیٰ تیری عبادت کو چھوڑتا ہے۔ کیونکہ اس مرد فرعون کا نشان تھا کہ وہ اللہ کی اس پرستش پڑ۔

تو جب فرعون نے فرعون کو ظہور سے بت پرستی کا حق کامیاب دی اور فرعون نے (کہا ہم جلدی ان کے چہرے کو کٹ کر دیں گے اور
ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑیں گے) تاکہ اگر موسیٰ علیہ السلام اپنے لوگوں کو بے کرم سے تیرا آواز دہو بھی تو ان کی افروزی اور عسکری قوت کم ہو جائے۔

اس طرح ہم (اور) بے شک پھر غالب ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد طلب کر دو اور ثابت قدم رہو (یعنی جب وہ شخص
ستائے اور کٹ کر نہ مارا کرے تو تم اپنے رب سے ان کے خلاف مدد مانگو اور اپنی آواز مانگوں پر مبر کر دے بے شک زمین اللہ کی ہے وہ کادارت بنائے

معا اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا۔ اور بہترین انجام تمہیںوں کے لئے ہے (یعنی تم تقویٰ ایمان اختیار کرو تا جہاں تا جہاں اس نصرت الہی سے تمہارے
قد مرج سے گی۔) دوسری آیت میں ہے اور موسیٰ نے کہا اے قوم! تمہارا رب اللہ ہے ایمان لائے اور تمہاری ہی پھر وہ نہ کرنا کہ تم مسلمان ہو کر انہوں نے کہا

بہاؤ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (اور آگے دیکھا گئی)

وَمَا لَآتِجُمِلُوا فِيهِ لِلْعَوْمِ الظَّالِمِينَ، وَلِحَا مِرْجَمَكِ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (۱)

اور اے یہ بزدل گمراہ جس نے ظالم کے مذاب (کامورو) نہ مانا اور ہم کو اپنی دانت کے ساتھ کافروں سے نجات مرست فرما۔ اور یحییٰ اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حکایت کی تھی (کہنے لگے ہم آپ کی آمد سے پہلے ہی سائے گئے اور آپ کی آمد کے بعد بھی ہمارا مطلب تھا کہ آپ کی آمد سے پہلے آجئے جو آپ کو قتل کرنے کے لئے ہمارے جنس کو قتل کیا گیا اور آپ کی آمد کے بعد بھی ہمارے جنس کو قتل کیا گیا تاکہ فی اسرائیل کی طرفی قوت کمزور ہو جائے تو حضرت موسیٰ نے (کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو حلال کر دے اور تم کو دشمن میں خلافت دے اور وہ دیکھے کہ تم کیسے قتل کرتے ہو)۔

اور سورہ مومن میں فرمایا ہدی ہے (اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیں اور واضح دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تو وہ کہنے لگے تو چاہو گے کہ اور کیا آجائے؟) (۲)

ان میں فرعون بادشاہ تھا اور ہامان اس کا وزیر تھا۔ اور قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منسب اسرائیل میں سے تھا۔ مگر وہ بھی در حقیقت فرعون اور اس کے بڑے ہیں۔ یہ تھا اور اس نے اس کو بہت تعجب اور دانت سے نوازا تھا۔ مگر جب اس کا منہ لٹا تھا آئے گا۔

ذکر سورہ قس کے فرمان ہادی ہے (غرض جب وہ ان کے پاس تھاری طرف سے حق کے لئے پہنچے تو کہنے لگے کہ جو لوگ اس کے ساتھ تھے) (۳) یا انہیں لانے میں تم ان کے جنس کو قتل کر دے اور جنسوں کو رہنے دے اور یہی وہی ہے کہ فرعون نے فرعونوں سے فرمایا ہوتے ہیں)۔ (۴)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھلت دھوکے کے بعد ان لوگوں کے قتل کے حکم کا انکار وہ ان کی تامل اور توجہ اور ان کی افرادی قوت گھٹانے کے لئے تھا کہ کہیں ان کو وہاں دشمن نہ ٹھاکے نہ حاصل ہو جائے جس سے یہ اپنا افکار کٹیں اور پھر قلعوں پر بھی حملہ آور ہو سکیں۔ کیونکہ قبلیہ بنی اسرائیل سے ڈرتے تھے۔

لیکن غلو وحم کی اس حد پر نے بھی ان کو کوئی اندہ پھر فتح نہ دیا اور اس ذات کی اللہ پر کوئی شک نہیں کہ وہ ذات کی شئی کو ممکن کہہ سکتے ہیں وہ یقین ہو جاتی ہے۔ اُسے فرمان ہے

(اور فرعون بولا مجھ کو جہاد میں بھیج دو تو قتل کر دوں اور خود کو اپنے رب کو بلاؤں)

مجھے خطر ہے کہ کہیں وہ جہاد میں نہ نہ ہوں بلکہ میں لٹا دیا کروں)۔ (۵)

مگر فرعون اپنی قوم کو وہ نہ دھمکتے کے جیسے میں دیکھانے لگا اسی وجہ سے عرب میں بطور مذہب کے یہ جشن منہور ہو گئی۔ مفسر عربوں مذکور کہ اب تو فرعون کی نصیحت کرنے والا (داعی) بن گیا ہے۔

تو فرعون نے اپنے باطل خیال میں گمان کیا کہ کہیں موسیٰ لوگوں کو مگروں نہ کرے۔ تو اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اور موسیٰ بولے میں اپنے اور تمہارے مذہب کی پناہ میں آتا ہوں ہر شکر ہے کہ حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا) (۶) میں اللہ کی پناہ پکارتا ہوں اور اسی طرف اتفاق واداری کرتا ہوں اور اسی کی جانب میں پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ فرعون اور اس کی ذریت سے کہ کوئی مجھ پر برائی کے ساتھ پیش آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہاں سے فرمایا تھا کہ ہر حکمران سے اللہ کی پناہ پکارتا ہوں یعنی ایسا مگر اللہ کی پناہ پکارتا ہے کہ اس کا لانا نہ کرے اور اپنی برائی اور ظلم سے باز آئے اور اللہ ہر اس کے مذہب کا خوف کرے۔ کیونکہ وہ نہ آخرت کا منتظر دیکھتا ہے اور نہ جزا اور اس کا اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس کی مصلحت میں فرمایا میرے شکر ہے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

اس گفتگو کے بعد ایک مومن شخص حضرت موسیٰ کی طرف ہادی کرتا ہے۔ چنانچہ فرمان ہادی ہے (اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ کہنے لگا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف) اسے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے اور تمہارا جھوٹا ہو گا تو اس کے نصرت کا ہل بھی ایسی ہو گا اور اگر تمہارا کفر ہو گا تو وہ مذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا

ہے تم پر واقع ہو کر ہے گا بے شک خدا اس شخص کو ہدایت نہیں دے گا جو حد سے گمراہ لے والا (اور) بھڑکتا ہے۔

اسے تو آج تمہاری بادشاہت ہے اور تم ہی ملک میں غالب ہو (لیکن) ہم پر اگر خدا کا عذاب آگیا تو تمہاری مدد کوں کرے گا؟ فرعون بولا میں تمہیں دینی بات سمجھا تاہوں جو مجھے سونپی ہے۔ اور یہی راہ دکھاتا ہوں جس میں بھلائی ہے۔^(۱)

اور یہ مردوسین فرعون کا بیٹا نہ بھلائی تھا اور اپنی جان کا خوف کرتے ہوئے ان سے اپنے ایمان کو علی رکھتا تھا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ وہ قبلی نہیں تھا بلکہ اسرائیلی تھا۔ لیکن یہ بات بعید از حقیقت اور (خرابی) محکمہ کے خلاف ہے تھا جسے حق بھی ہے۔ اللہ علم۔ انہی جو جنت فرما رہے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبیلوں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوئی ایمان نہیں لایا سوائے اسی مردوسین کے جس کے ہاں سے ہم قرآن میں آئے ہیں کہ وہ شخص شہر کے پچھلے کنارے سے آیا اور فرعون کی بیوی نے۔ ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے۔

اور اس قبلی فرماتے ہیں یہ فرعون کی آل سے تھا اس کا نام صرف حمعان مشہور تھا۔ انکی رمت اللہ علیہ نے اس کو قتل کیا ہے۔ اور یہی طریقہ فی میں اس کا نام "فریح" مذکور ہے۔ اللہ اعلم

الطرح و مردوسین اپنے اعمال کو بے غور رکھتا تھا۔ جب طہون فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی طمانی اور اس پر ناکارہ ہونے کے لئے پلنگہ فرما کر لایا اور اپنے سرداروں سے اس بارے میں مشاورت کرنے لگا تو اس مردوسین کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان کا خطرہ محسوس ہوا تب اس نے فرعون کو ترغیب و ترہیب کے ساتھ فنی و طاقت سے سمجھایا اور بطور رائے اور مشورہ اس کی حرکت سے باز رہنے کا کہا۔

اور حضور اکرم ﷺ سے حدیث ثابت ہے آپ نے فرمایا انھیں جب داخل بادشاہ کے دربار انصاف کی بات کہنا ہے۔^(۲) تو اس مردوسین نے اس شرف و مرتبہ میں اپنی مقام حاصل کیا کیونکہ فرعون سے علم و رسم میں کوئی بادشاہ زیادہ ظالم نہیں ہو سکتا اور مردوسین کی مذکورہ بات انصاف کی وجہ انصاف حق سے ہے۔ کہ ایک ملک میں ایک حکمران کی عصمت و طاقت بھی اور یہ بھی اجمال ہے کہ اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کرنے کے لئے کیا ہو لیکن کوئی صورت زیادہ درست اور صحیح ہے۔ اللہ اعلم۔

تو اس مردوسین نے کہا کہ کیا تم اپنے شخص کو قتل کرنے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ یعنی کیا اس وجہ سے کہ اس نے اللہ کو اپنا رب تسلیم کر لیا تم اس کو قتل کر دے گے؟ ہاں تو ایسے تعلیم شخص کے ساتھ یہ لکھنا سلاک تو بالکل ناجائز ہے۔ بلکہ شخص کے لئے تم پر اگر مہم و احترام لازم ہے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو تمہاری کے ساتھ اور اس کا تہمت اور افشاں ہی آگ کا ٹھکانہ کرو۔

(اور وہ تہمت اسے اب کی طرف سے تھا کہ اسے اس واضح نشانیاں ملے کرتے ہیں؟ یعنی ایسے خلاف عادت عجائز و معجزات کرتے ہیں کہ میں ذات نے اس کو جو کچھ دے کر میں جاسے ان میں اور بالکل سچ ہے البتہ اگر تم اس کے ساتھ سلوک کرو اور اس کی بات مان دو تو سلامتی و عافیت میں رہو گے کیونکہ وہ (اور اگر بھوت ہے تو اس کے بھوت کو کہاں ہی رہے ہو گا اور اگر سچا ہے تو تم کو وہ عذاب ضرور پہنچے گا جس کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے) یعنی اگر وہ بھوت ہے تو تم کو اس کا کچھ نقصان نہ ہو گا اور اگر سچا ہے اور پھر بھی تم اس کو ستاؤ گے تو ضرور تم کو بھوت کا کچھ عذاب پہنچتا ہے گا۔ یعنی تم کو اس بھوت سے عذاب سزا دے گا جس کا وہ تم کو وعدہ کر رہا ہے اور اگر وہ عذاب عمل طور پر تم کو گھر سے تو تمہارا کیا حال ہو گا کچھ نہ چھوڑے گی۔

مردوسین کا اس انداز سے گفتگو کہ انصاف کی اصل ہندی کا بھوت اور فنی اور ہندی سے بھڑکا اور جنگ و جدال سے بچتا ہے۔

آئے تم کو کچھ ہے (اسے تو آج تمہاری بادشاہت ہے اور تم ہی ملک میں غالب ہو) یعنی ان کو زور دیا ہے۔ لیکن یہ عظیم سختی تم سے چھینی نہ جاتے کیونکہ کوئی جن سختیوں نے بھی دین الہی سے ٹکرائی ہو یا جس کا بھی نام نہیں اور ملا کے بعد اہمیت میں مبتلا ہو گئے۔

اور پھر تو حقیقت ہے دیکھا کہ فرعون اللہ اس کی قوم کا بھی یہی مشرک ہو۔ اور وہ جبکہ یہ بے شک و شبہ میں گرفتار تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ہوئے دین کی مخالفت و طعن میں تھے کہ انہوں نے اس نے ان کو ان کے ملک، مال، گھر اور انھوں غفلت اور دانش سے نکال دیا اور ان کی ذلت و اہانت کے ساتھ سمندر کی موجوں میں قرقی کر دیا۔ اور ان کی زوجوں کو غصہ و بے ہوشی سے (جنہم کے انتہائی نیچے جیتے) اصل الساقین میں پھنچا یا اسی وجہ سے انکی قصد پک کرنے والے نیک صالح، رضاء حق کے تابع اپنی قوم کے نامحسوس کے کمال مردوسین نے کہا تھا (اسے تم آج تو تمہاری ہی

سلطنت سے ہوا تھا اور اسی زمین پر غالب ہے یعنی نبی کو لوگوں پر جلدی و برتری و حمل ہے اور اسی پر حکومت قائم ہے لیکن اگر ہمارے پاس مغرب اٹھا آ گیا تو ہمیں اس سے کٹنا چاہئے گا؟ یہی ماننا کہ قرآن مجید شریعت اور احکامات میں کی گئی تائید و توثیق ہے لیکن یہ سب کچھ قرآن مجید میں طلب کے وقت کچھ نہیں دیکھیں گی اور ہم مطلقاً اس کے مالک بننا کے مطالب سے نہیں بچ سکتے گی۔

لیکن اس سرور میں اس کے جواب میں کہ فرعون نے: (اس میں کوئی شک نہ کیا) میں نے کہا ہوں جو میں نے کہا ہوں اور میں تمہاری اور نبی کی طرف رضامندی کر رہا ہوں یعنی جو کچھ میرے پاس ہے وہ میری طرف سے تم کو ملتا ہوں اور وہ میرا حاکم ہے لہذا اسی پر حق۔

اور فرعون نے انہوں پر باقی تھا بھوت نہیں کہ اس کے دل و دماغ میں جتنی طور پر یہ بات بند تھی اس کے جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پیش کر رہے ہیں وہ انکار الہی صرف ہے ہے لیکن فرعون پھر بھی سر جھکی ہوئی توجہ نہ کر سکتا تھا جس سے اس سے اختلاف ظاہر کر رہا تھا۔

اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے: (موسیٰ نے) کہا تو غیب پر حاکم کی کیا طاقت ہے جو زمین کے پورے گوشوں کو اس کی آواز سے سنا کر دے گا؟ (اور وہی تم لوگوں کے) سمجھانے والا ہے (اور اسے) زمین میں اخیال ہے کہ تم ملک ہو جاؤ گے تو اس نے چاہا کہ ان کو سر زمین (مصر) سے نکال دے تو اس نے اس کو اور اس کے ساتھ تھے سب آدمیوں اور اس کے بھائی اور اس کے بیٹے کی قوم اس ملک میں نہ رہنے کی اجازت نہ دی۔ آخرت کا وعدہ چاہئے گا ہم سب کو حج کر کے سلا نہیں سکے۔^(۱)

منوع ہوا کہ فرعون پر کچھ یقین تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حق پر ہیں لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے وہ وہاں اسی طرح و سر زمین آیت میں بھی اس مضمون کو واضح کیا گیا ہے: فرمان خداوندی ہے (پھر جب ان (فرعونوں) کے پاس ان کا راجہ داؤد بنی اسرائیل آئے تو انہیں تو کہنے لگے یہ میرا چاہو ہے اور میرا خدائی اور خود سے ان کا انکار کرنا لیکن ان کے دل میں (شانہ) کا یقین کر چکے تھے پس دیکھ کر خدا نے ان کے دلوں کا انعام کیا ہوا؟ (تو ان کو وہ جنگی انہوں سے پہلے ہی مہلوم ہو جاتا ہے کہ فرعون کا یہ کچھ سمجھتا تھا کہ میں تم کو دیکھ رہا تھا ہوں جو مجھے مسموح ہے اسی طرح اس کی دوسری بات (اور میں دوسری طرف ہی تمہاری رضامندی کرتا ہوں) اب بھی اس کا کھلا بھوت تھا کیونکہ وہ خود وہاں سے کی: (پھر میں نے اس کو کھانا کھانے کے لئے دیکھا اور اسے باطن میں دیکھا) غامض خیال کی دلیل میں اس کو دیکھا جس کی وجہ سے اس نے اس کے پیروں میں سے سب سے پہلے پہلا یہ کہنے کے لئے سمجھ دیا: (پھر اپنی چال کر کے تو تم کو بھی بلانے کے لئے کہہ دیا کہ تم کو بلانے کے لئے چاہتا ہے اس میں اس کی اطلاع کریں اور تصویر کریں کہ وہی رب ہے اللہ عزوجل ان کا فرما کر اور ان کے عاجزیوں سے وہ چاہتا ہے داؤد بنی اسرائیل کی نسبت) (بلکہ کیا نسبت) کیا ہو جائے گا؟ (پ۔)

فرمان الہی ہے: (اور فرعون نے) اپنی قوم میں چاہا کہ اسے قوم کیا میں سلطنت مصر کا مالک بن سکوں اور؟ اور یہ خبریں جو میرے (حکامات کے) چھ سے پہلے ہی تھیں: (پھر میں نے) کیا تم نہیں دیکھتے؟

یہ ایک شہ اس شخص سے کہیں بہتر نہیں جو کچھ عزت نہیں رکھتا اور منافقت کو بھی نہیں کر سکتا اور اگر وہ خدا کا نبی ہی ہے تو اس پر سولے کے حکم کیوں نہیں اتار دے گئے پھر فرشتے ہی اس کے ساتھ حج کو کر آجے؟ فرض میں نے اپنی قوم کی عقل بخدائی اور انہوں نے اس کی بدعت مان لی، بے شک وہاں کرمان لوگ تھے جب انہوں نے ہم کو کھانا کیا تو ہم نے ان سے انتقام لے کر سب کو مار ڈالا اور ان کو گلے گزروے کہ باہر بھاگ گئے اسے بھرت دیا۔^(۲)

دوسری جگہ میں بھی ہے: فرض میں (موسیٰ علیہ السلام) نے اس کو نبی بنائی دیکھا لیکن اس نے تو وہی کی اہانت و باجھڑی پھر کر چل دیا اور یہ خبریں کر کے لگا: (مگر لوگوں کی) آغوش کھلا کر پکارا کہنے لگا: میں ہی تھا اس سب سے بد انہوں، پھر تو خدا نے اس کو دنیا اور عزت کے خطاب میں پکڑ لیا جو نصیب داتا ہے بے شک اس کے لئے اس میں بدی بھرت ہے۔^(۳)

ایک جگہ فرمایا اسی قول نے: اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشان چاہی اور وہ اس کے لئے کہہ دیا: (موسیٰ) فرعون اور اس کے سربراہوں کی طرف (اور فرعون ہی کے علم پر) چلا اور فرعون کا حکم سن کر وہاں اسے کھانا پانی تو مہیا کیا گئے کہ سب کچھ ان کو دلا دے اور اس کے لئے کہنے لگا: (موسیٰ) میں ہی تھا اس سب سے بد انہوں، پھر تو خدا نے اس کو دنیا اور عزت کے خطاب میں پکڑ لیا جو نصیب داتا ہے بے شک اس کے لئے اس میں بدی بھرت ہے۔^(۴)

حاصل کام ہے۔ یہ کہ ان آیتوں سے تو یہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہی وہی باتوں میں جہنم اور مکہ تھا، انکی بات یہ کہ میں تم کو یہی راہ دکھاتا ہوں جو تمہیں نکالتا ہو، اور یہی بات اس میں تم کو یہی راہ دکھاتا ہو۔

آگے فرمیں کہ تم کے مومن نہیں کا کہ ہے فرمان دینی ہے اور کہاں نہیں ہے جو یہاں لایا تھا کہ تم میں تمہاری نسبت خوف کہ میں کہ کہیں تم پر دوسری باتوں کی طرح عذاب آجائے (یعنی کہیں) ملاح کی قوم اور عدا اور خود اور ان کے بعد ان کے جہنم کی طرح (فہم) داخل نہ ہو جائے (۲) اور خدا تو انہوں پر عذاب نہ لگے چاہتا اور اسے تم مجھے جہنم کی نسبت دے دے کہ ان کا خوف ہے جس ان تم پہلے بھیجے (تو تم سے میدان سے) بھاگے (اس بات) تم کو کوئی خدا سے بچانے حال نہ ہو گا کہ جس میں عذاب آجائے کہ عذاب سے کوئی بابت دینے دے وہاں نہیں ہے اور پہلے جہنم بھی تم (مومن) کے باہر لایا تھا کہ تم نے تمہارے جہنم کو بھلا دینے تم میں جہنم میں سے شک ہی نہیں ہے حتی کہ جب دعوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا ان کے بعد تم کو کوئی خبر بھیجے گا کہ تم میں سے کوئی خدا میں نہیں ہے کوئی خدا میں نہیں ہے جو خدا سے گزرنے والا اور تم نے وہاں جو لوگ جہنم میں کے مومن کے پاس کوئی دلیل آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھڑتے ہیں (تو وہ جان نہیں) کہ خدا کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک جھڑنا سخت چیز ہے اس کی طرح خدا پر جھڑ کر تم کے کوئی دہر لگاؤ نہ ہے۔^(۱)

ذکرہ آیتوں میں دلی قاضی نے اھد فائدہ کیا ہے کہ اگر وہ اظہار اس کے رسول مومن علیہ السلام کو بھلا نہیں کے تو ان کو ہی عذاب الہی سخت پینٹ میں لے لے گا۔ مگر ان سے پہلی تاریخ ان احادیث کو اپنی اپنی میں لے چکا ہے کہ ان پر سے یہ عذاب آجائے ان کی عقلیں کا تو دلی نہیں اور ان کی عقلیں اور ان کے عذاب اور دوسرے سب فرائض کو بھی چھوڑے جہاں عذاب تو ملاح اور عدا اور خود اور ان کے بعد آئے والے نہ لے سکے کہ فرمان تو ان کو پہنچا دینا کی وجہ سے اہل زمین پر یہ بات دلائل کے ساتھ دوزخ و جہنم کی طرح واضح ہو گئی کہ جو بھی ان علیہ السلام بات لے کر آئے وہی ہے کہ یہ ممکن کے بھلائے والے عذاب الہی میں بیکڑے گئے اور ان کی اقرار قصہ حق کرنے والے نبیات و افعال ہائے اور قیامت کے خوف سے اس دن ہو گئے۔

اور قیامت کے روز کائنات کو خود میں بھلاؤں فرمان دینے کی حکایت اس دن ایک دوسرے کو بھلا کر رہے۔

اور اس دن انہی جہنم کے اگر ہر شخص کو بھیجے کہ تم میں نہیں لگے جانے فرات نے کی فرمان دینی ہے (اس دن انہی کے گاہاں ہے جو نے فرماؤں) ہرگز نہیں کہیں جائے ہاں کہ روز تو ہر دو گار کے پاس ہی ملتا ہے۔^(۲)

اسی موضوع کی محاسبہ سے دوسری جگہ فرمان دینی ہے (اسے جس دانی کے گروہ میں نہیں قدرت ہو کہ میں وہاں آجائیں ان اطراف سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ پر وہ کے سوا تو تم میں نہیں نکلے، میں تم اپنے پروردگار کی کوئی کوئی نہیں بھلاؤ گے اگر تم پر ان کے شیطان روحوں چھوڑ دیا جائے کہ تو بھلاؤ نہ کر سکو گے میں اپنے پروردگار کی کوئی کوئی نہیں بھلاؤ گے)۔^(۳)

اور کچھ آیتوں میں جو مومن نے کہ تم میں تم پر بھلا کے دن سے ڈرتا ہوں تم بعض قرآن نے اس لفظ جو اھت ذ کو الہی کہہ دے کہ ساتھ چڑھا ہے ملاح میں گئے کہ میں تم پر فرار کے دن سے ڈرتا ہوں اور اس صورت شاید یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن اللہ کا تم پر عذاب دے کہ تم بھاگنے کی کوشش اور اخلاص اور یہ چھٹا ڈال سکے جیسے دوسری جگہ فرمان ہے (جب انہوں نے عدا سے عذاب کو کھنکھایا تو کہنے لگے بھاگئے (اب) است بھاگو اور جن (خستوں) میں تم میں و محنت کرتے تھے ان کی طرف ہوا اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ شاید تم سے بچو چھٹا جائے)۔^(۴)

مگر مومن آگے ان کو محنت علیہ السلام کی نبوت کے حلقہ فرود ہے کہ وہ مصر کے شہروں میں آئے تھے وہاں سے حلقہ کو دنیا کی اور خودی کیا کیا قائم سے پہنچے تو ان میں رہا یہ مومن علیہ السلام کی ان کی آل و اولاد سے ہیں اور لوگوں کو کھانہ کی دعائیت اور اس کام میں ان کی طرف بار ہے ہیں اور حق میں سے کسی کو بھی اس کا شریک جانے سے منع کرتے ہیں اور ملاح مومن سے مصری لوگوں کی عداوت و جہنم کی خبر دی کہ جہنم لو تو سرست علی میں جس کی نکلے اور اب رسولوں کی اہل بیت ملاح ہوئی ہے اس وجہ سے ان کو کہا بھڑک تم میں مسلسل قتلہ دینے میں چارے رہے جو یہ صرف

پیلے تان ہو کر کسی رسائی کو چھو کر نکل چکا تھا یہ ملعون راتوں رات آسمان کے بھی اوپر سے پستی پر جانے جہاں اللہ کی نگاہ ہے جس کی انجاء اللہ ہی کو کوئی جانتا تھا۔

اور جملہ مصریوں نے فرمایا ہے کہ فرعون نے یہ عمل جہنم و جزیم کے بنوایا تاکہ ہندو فکاہ میں سے اس کی جی نذر نذر آتی تھی۔ اور یہ کئی ہفتوں کا عادیہ تھا جو آگ پر خوب پک چکی تھی ماری کے متعلق بت میں ہے کہ فرعون نے کہا میں اسے ہادی ہرے کے گارے پر آگ لگا کر نہیں دلاؤں گا۔

اور اہل کتاب سے متعلق ہے کہ کئی سرانگہ بنوں کے کام میں ہمارے کچھ تھے اور فرعون نے جو خفگیں اور بیماریاں کے کام میں سے خوب خراب کئے تھے ان میں سے یہ کام بھی تھا اور بے پار سے خود اپنا کام ہو کر بھی نہ کر سکے تھے بلکہ یہ لوگ مٹی جھوسا اور پانی بچ کر لے کر فرعون کے دربار میں لے آئے تھے ان میں سے ایک کا کام ضرور چاہئے تھا اگر ذکر نہ کرے تو مارنے پہنچے اور انتہائی ذہین کرتے اور خوب علم و حکم کا ہندو کرم کرتے اور یہ بے نفعی اسرار میں نے حضرت موسیٰ کو دکھا تھا۔

"میں آپ کے آتے سے پہلے بھی کاٹیف دی تھیں پھر آپ کے آتے کے بعد بھی۔ کہا موسیٰ نے خرب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور تم کو دشمن میں غلط دیکھ کر ہلاک کرے کہ تم کی قتل کرنے ہوتا" (۱)

اس طرح حضرت موسیٰ نے اپنے وعدہ پر کیا کہ ان سے بڑا فرکار ہوا انہما تمہارے لئے ہوگا اور قہر نیست و نادر ہو گئے۔ اور پھر چشم ملک نے خوب غلطی کیا کہ اسی طرح ہوا اور یہ نبوت کے لوگ میں ہے۔

اب ہم دوبارہ موسیٰ کی انصاف اور حق کی طرف لوٹتے ہیں۔

فرمان دہی ہے اور موسیٰ نے کہا ہے کہ میں میری اطلاع کہ میں نہیں سیدھا نہ نہ بھلاؤں گا میں نے قوم کے ملک پر غلامی نہ کی (تھوڑی ہی مدت ہے اور بے ملک آخرت کا گمراہ شعلہ کی کھٹکات ہے تو جس نے برا عمل کیا اسے صرف اسی کے بدلے (سزا ہوگی چاہے اسی اور جس شخص نے اچھے عمل کیا تو وہ خود ہوگا یا میرے بارے میں وہ سن ہوئے ہیں یہی لوگ جنت میں داخل ہو گئے (اور) اس میں بخیر حساب کے مدد دی جائے گا۔ (۲) تو یہ موسیٰ رضی اللہ عنہ اور سید محمد سے کی طرف ملحق خدا کو بولا ہے اور یہی چیز اللہ کے خوشی کی مناسبت اس کی کیا تو اس کی خدمت ہے ہمارے ان کو جانے خالی تھا بلکہ ہم ہونے والی سے بڑا خداوند کی تعلیم دے رہا ہے اور اس کی فہم کی قدرت و عظیم نام نہاد ہے جو اللہ کے پاس ہے تم ہونے والا نہیں ہو اس کے ہاں کوئی عمل کی کامیابی نہیں ہوتا اور ہر مطلق ہے ہر چیز اس کے تحت قدرت میں ہے۔

دیکھو یہ یہ بہت جانتا تھا اور اس کے بدلے یہ قربان چاہئے کہ اگر نہ کا بدلہ صرف گناہ کا پتھر ہی دیتا ہے یہ نہ نہیں کہتا اور پھر فرمایا کہ اگر تم سے کام چھٹی کا لکھنا نہ ہے جس جو شخص ایمان اور اعمال مبارک کے ساتھ اس میں ملحق ہو اس کے لئے اس میں جلتی ہو جلتی ہو خوف و غم سے پر اس والا خائف اور بہت محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور دوسرے بہت اہم کے مدد میں ہوں گے جو بھی تم نہیں ہوں گے اور ہر نعمت ان کی ہر چیز دہی ہے۔

پھر وہ حق بنی و مگر اس دن اس راوی کو اظہار کیا اور ان کے انجام بد سے ڈرا رہا ہے۔

اور اسے تو کیا ہے مجھے؟ کہ میں تو تم کو کھانا (دکھان) کی طرف بلاتا ہوں تو تم مجھے جنت کی طرف بلاتے ہو تم مجھے جنت دے دے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کر لوں گا اس کے ساتھ اس کو شریک کروں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور جبکہ میں تم کو دوست منسوب کرنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔

تو یہ ہے کہ تم جس چیز کی طرف مجھے بلاتے ہو اس کو بدلہ آخرت میں دلا کر قبول کرنے کی طاقت نہیں ہے اور بے ملک ہو کر خدا کی طرف بلاتا ہے اور اسے کرنے والے بھی نہ کہیں۔

غرض خدا نے (موسیٰ کو) ان کو کسی کی توجہ میں لیا اور ان سے چاہا اور ان کی فرعون کو یہ خطاب نے آگیا (یعنی) ان کی جنت میں جس جہنم

ان پر چیل کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت برپا ہوگی (جو حکم ہوگا) اور فرعون کو سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا^(۱)۔
اس طرح جس شخص کو ان کے ذات کی عبادت ہو چلا ۲۰ جو ۲۱ انسان اور جن کا رب سے تعلق نہ ہو، کسی چیز کو (کس) ہو جائے کہ سے تو وہ فرمایا جاتی ہے
جبکہ یہ گمراہ بننے کے لئے لوگ اس کو گمراہوں اور فرعون کی عبادت کو جاتے۔

اسی وجہ سے ممکن ہے کہ ان کو انکار کرتے ہوئے ان کو جواب کہ (ہوئے) قوم کے لئے نہیں ہوا کہ میں قوم ذات کی طرف لپکتا ہوں اور تم مجھے جنم کی
عرف دلاتے ہو تم مجھے عبادت دیتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ ٹکڑوں اور اس کے ساتھ شریکوں میں کا مجھے کچھ علم نہیں ہے جبکہ میں سب کی
ذہن پرست سنتوں کرنے والے کی طرف ہوں۔^(۲)

پھر ان کو ان کے معبودان پہلے کی تکروری باران کا بے حقیقت ہونے دکھانا کیونکہ ہے کہ وہ کسی نفع کا فائدہ دے نہیں اور نہ کسی نقصان سے
حفاظت کر سکتی فرمایا (۱۵) قرآن مجید میں اس کی طرف دلاتے ہیں جس کو خداوند آخرت میں کسی دعا (قول کرنے) کی طاقت ہی نہیں ہے اور بے شک خدا
کو اللہ کے پاس ہوگا اور وہ سب سے بڑے والے انجیل کو دے دیں گے)۔

یعنی تمہارا ہے معبودان بے حقیقت یہ اس دنیا میں کسی شخص کو نہ صرف کرنے کا اختیار نہیں دے سکتے بلکہ آخرت میں پہلی کے گمراہ کیسے ان کو
نہرست ہوگی، معبودان اور سب جس کی طرف میں ہمارے ہوں اور عزت اور عظیم ہے اور وہ عاقبت ہے اذنی ہے، لیکن ان کی بدولت کا بھی اور وہی ہے
جس نے ہزاروں کو گمراہ کیا۔

اور وہی ان کو موت کا درد چکھاتا ہے اور وہی مجاہدوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا اور اپنے فرمانبرداروں کو رحمت میں اور اپنے ظالموں کو جہنم میں
داخل فرمائے گا۔

پھر جس شخص نے ان کی بہت بھری پر برقرار رہے ہو مگر وہی اللہ اور یہ (پہلی) فقرہ کے قریب کر دے جس کو خدا کہہ دیں اور میں وہاں حفاظت اللہ
کے ہیں پر ہوتا ہوں بے شک اللہ بے بدل کو بخشنے والا ہے)۔

آگے اللہ کو مل رہا ہے ہیں بلکہ اللہ نے اس کو ان کے گمراہوں کی برائیوں سے بچایا۔

مگر جب جس نے ان کا سر بے لاف اور ان کی میں ٹکڑوں کو بلکہ اللہ نے اس عذاب سے ان کو بچایا جو فرما دیں یہ ان کے گمراہی وجہ سے اور
ان کے خدا میں ان کا کثرت بننے کی وجہ سے ہزل کیا یعنی انھوں نے خواہ سے کھانے یا پھر ایسے چیزات و ملکات اور بدیہیت سے بظاہر کئے کہ ان کی ہول
سے حیران کیا اس پر وہ سب ملے ہوئے کو ان سے بچنے میں ناکام رہا۔

جس کے جواب میں اللہ نے عذاب نازل کیا فرمایا (ہو اس فرعون کو جو سب عذاب نے گمراہ کیا اور لوگ آگ میں کھنکھاتے ہوئے جاتے ہیں)
یعنی ان کی بدولت کو عالم پر رنج میں آگ میں کھنکھاتے ہوئے جاتے ہیں۔

اور فرمایا جب قیامت قائم ہوگی تو (ان کو حکم ہوگا) اہل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کر دے اللہ ہم تم پر قرآن میں اس آیت کے تحت عذاب تم
پر ٹھکرا کر چکے ہیں اور اللہ ہی کے لئے تمام قرآن ہیں۔

الغرض مقصود یہ کہ اللہ نے ان کو کچھ ہلک کر دیا تھا لیکن ان پر عذاب و آگ کا کر دیا اور اپنے پیغمبران کے پاس ان کو بچا دیا
ان کے عذاب و شہادت کو آخر کو بلکہ ان پر رحمت تو تم کو دی کہ ان کو دلا دیا اور ان کو توبہ دی جسے فرمان دیا ہے:

اور میں نے اہل فرعون کو کھنکھانے اور کھنکھانے میں بکڑا کر شہادت دی کہ جب ان کو آگ میں داخل ہوئی تو کہتے کہ ہم اس کے سختی
ہیں اور اگر ان کو پہنچے تو کسی کو ان کے سے بلکہ ان کی بدیہیت سے ان کو کھنکھانے میں (مقدور) ہے لیکن ان میں ان کو کھنکھانے سے باز نہ کہتے
تھے کہ تم ادا کرتے ہو (خدا) کو ان کی دشمنی لاؤ تاکہ اس سے ہم بچاؤں مگر ہم بھی یہ ایمان لائے والے نہیں ہیں۔

قیامت نے ان پر عذاب اور عذاب ان کو جو میں کھنکھانے اور فرعون (الغرض) کسی ہی عمل کے لئے نہیں بلکہ وہ بکتر کرتے رہے وہ لوگ تھے
یہ اللہ کا۔^(۳)

مذہبی خیر سے رہے ہیں کہ اللہ نے تو مفرغوں کو آزمائش میں مبتلا کیا اور وہ قبلی تھے اور وہ آزمائش چھوڑا اور اسے متعلق تھی جن میں سے ایک قبا
مائی تھی جس میں نہ مکی سرزمین کی اور نہ مکه سے علاوہ تھا۔

اور دوسرا مذہب پہلوں کی کئی کئی دکان عابدوں کے ہونے کی بصورت حاصل کرنے والے تھے۔ جہاں وہ بیجا ہوں گے۔ لے جہاں تو دوسری کے
ساتھ اپنے غور و جہد پر لپے ہوئے اور وہ، ایسا ان کے پاس کوئی اچھا بھلی تو کہتے تھے اس کے متعلق ہیں اور اگر کوئی برائی بھلی تو موسیٰ اور ان کے
ساتھ کے مومنین کی حکومت منہل کر تھے۔

اور حالانکہ جب کوئی بھائی اور بہن ساری ہوتا تو یہ کہتے کہ یہ مومنین اور ان کے ساتھ وہاں کی برکت اور ان کے اچھے بڑوں کی وجہ سے ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ ان کے قرب و اقارب اور اہل خانہ کا ہر اس سے ٹکراؤ نفرت کرنے میں اتنا دھچکا پھٹتا ہے کہ وہ جب بھی کوئی مذہب یا قواس کی
طرف اس کی نسبت کرتے ہیں اور اگر کوئی بھائی یا بھین کی قواسی جانوں کو قتل یحییٰ کرتے ہیں اور اللہ کے فرما: ﴿اور وہ ان کی خواست اللہ کے پاس
ہے﴾ بھائی اللہ اس پر قرب و اہل خانہ کے (اور بھائی کو کٹر کرنا جانتے نہیں ہیں) اور (فرمائی) کہتے تھے کہ وہ جب بھی تو ہمارے پاس کوئی نشانی ہم پر
چاڑھ کر کے لے لے گا تو ہم پر ایمان لانے والے نہ ہوں گے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو بھجوات و فدا کی ناک ہائی دکھاتے تھے
اس پر یہ بھائی کہتے کہ آپؐ نہ چڑھ کر ہمیں اللہ کی نشانی اور مجاہدہ دکھائی کریں اور آپ کی بیوی کریں گے تو اس وجہ سے اللہ
نے ان کے متعلق فرمادیا کہ مکی۔

(جس وقت جن لوگوں کے متعلق اللہ کا حکم ہویت ہو چکا ہے وہ ایمان چھوڑ لاتے ہیں جب تک کہ وہ مذہب نہ لے لیں خود ان کے پاس
نہی آجائے۔) (۱)

آجے فرما ہائی۔ یہ (مکرم) تھا ان پر طوفان اور بڑے ہوائ اور جوقی اور بھینڈک اور فون کی کھلی نشانوں بھیجیں مگر انھوں نے ٹکرا کر اور دوسری
قوم تھے۔

طوفان کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہاں تھے۔ اور میں نے بھی کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اللہ اور حضرت موسیٰ اور
سعید بن جبیر اور وہاں اور ناک سے بھی بھیجی ہوئی ہے۔

اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ اس سے مراد کثرت اصوات ہے اور حضرت کہا فرماتے ہیں یہ طوفان ہر وقت
نہا ہوا اور طاعون کی صورت میں رہتا تھا اور ان میں عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ مذہب تھا جس نے ان کو پاگل پھیرا۔

(۲) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپؐ نے فرمایا طوفان موت ہے۔

لیکن یہ حدیث غریب ہے۔

طوفان کے بعد جزائری تھیں کے مذہب کا ذکر ہے۔

(۳) اس کے متعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ سے ہم میں کے متعلق سوال کیا گیا آپؐ نے فرمایا اللہ
کا کٹر لشکر (جانوروں) کو بھی نہ کھاتا ہوں اور نہ اس کا ہواں اور حضور ﷺ نے اس کے کھانا فرما لیا تھا چاہے کھجور یا۔

اسی طرح کہ کوئی چھوڑ دینا تھا اور آپؐ نے ان کو کھانا اور کھانا (ایک) کو چھوڑ دینا فرماتے تھے۔ انہوں نے اس کے متعلق یہ بھی نہیں
میں میرا بیٹا ابی ہادی سے بھی مروی ہے کہ تم نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھانا کھاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نہ کھاتا تھا۔

اور ان حدیث اور آثار پر ہم نے اپنی تحریر میں کچھ شہرہ متعلق کیا ہے۔

خیر یہ کام تفصیل تو ہم نے اس کے تحت و درمت کے متعلق کیا ہے۔ لہذا میں قصود یہاں یہ ہے کہ ان طوفانوں نے ان کے جزوہ زاد کو بالکل

(۱) ابی ۹۳۶۔ (۲) والقری اور جبر و ابن مرقہ سے طرفہ حصہ ابن سعد، ابن الصلح ابن سلیمان ابن الجراح عن الحسن بن

مروان عن حشاشہ عن النبی ﷺ (۳) ابی ۹۳۶۔ (۴) ابی ۹۳۶۔ (۵) ابی ۹۳۶۔ (۶) ابی ۹۳۶۔ (۷) ابی ۹۳۶۔ (۸) ابی ۹۳۶۔ (۹) ابی ۹۳۶۔ (۱۰) ابی ۹۳۶۔

و اسے کہاں تھے تو انہوں نے پھر جیوں کا عذاب بدل فرمایا۔ صحت رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ظاہر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا تھا کہ اپنی اپنی ٹانگیں گھورتے کے لیے پر کاٹیں اور اس کو لاٹھی سے مارو۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بیت کے بڑے عظیم لیے چلے گئے اور اس کو صاف سے مارا تو جیوں سے پھٹ پڑا اور وہاں سے نکل کر گردن کھانے پینے کے اشیاء میں ایک چمک چمک کر گئیں اور ان کی نیند امکان کو ختم کر دیا۔ جب یہ لوگ خوب تک آگئے تو پھر دوبارہ پہلے کی طرح عرض کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ ان سے یہ عذاب رفع کر دیا گیا۔ لیکن اب کی گئی انہیں نے بعد سے کی کوئی پرہیز تو ان کی اور پھر انہوں نے اس دفعہ میں ان کا عذاب بادل فرمایا ان سے کہ مگر بتی نہ کر سکتے پینے کے اشیاء سب کچھ خیر کیا۔ حتیٰ کہ کوئی پتھر نہ کھاتا اور کوئی ان میں جھٹک بھر سے پاتا۔ پھر جب یہ عذاب انکی طرح بحال آیا تو پھر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوئے آپ نے پھر دعا فرمائی بلکہ آپ نے کہا لیکن اب بہت حیرتوں نے پھر وہ دعا مانگا کہ ان کو اب اللہ نے ان پر خون کا عذاب بھیجا تو ان اہل فرعون کے سب پر خون سے پھر عذاب دیا کہ ان کی کوئی سے پانی نہ لی سکتے تھے نہ کسی صخرے سے نہ نہ کسی درخت کی پانی کا پتھر پھر بھی نہ دیا مگر پھر بھی تو فرمایا ان کو آواز فحش سے بدل گیا۔

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خون سے مراد کھیر کا خون ہے۔ اس میں علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت فرمایا ہے۔ لہذا انہی ہے اور وہ اب ان پر عذاب جاری تھا تو کہنے کا سے موسیٰ علیہ السلام وہ لے آئے پھر یہ دعا کرتے دعا کر دیا اس نے فر سے عذاب کو کھینچا کہ تم سے عذاب کو ہل دو گے تو تم پر ایمان لے آئیں گے اور انی اسرا نکل گئی تہا سے ساتھ جانے دیں گے مگر ہم جب ایک مدت کے لئے ان سے عذاب ہل دو گے تو وہ عذاب کو آواز دے گے تو ہم نے ان سے چلے لے کر ہی چھوڑا کہ ان کو دریا میں ڈیرا یاں لے لے کہ انہاری آنکھوں کو کھینچے اور ان سے بے ہوش کر دے۔

اللہ عزوجل ان کے کفر میں لگا اور مگر انی درجیات پر پہنچی اور انشاء اللہ سال کی آجوں سے عرض کرنے کے متعلق فرمودہ ہے جس کو وہ عذاب انہی علیہ السلام کو کھاتوں عظیم ہوتا ہے حال کے ساتھ بھیجا تھا اور انہوں نے ان کو کھسکا کہ کھانا ہلے بھٹ جائے گا۔ لیکن وہ جب بھی کسی بھروسہ نہ تھا کہ وہ کھینچے اور یہ سچ ان کو کہانی گزرتی اور عذاب و مشقت میں مبتلا کرتی تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا کرتے کہ اگر آپ یہ عذاب ہلادیں تو پھر ہر ایمان لے آئیں گے۔

اور آپ علیہ السلام کے ساتھ آپ یہ قدم کو بھی بھیج دیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے جب بھی ان سے عذاب ٹپک جاتا تو پیسے سے زیادہ اثر ہوا یا آواز آئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی باتوں اور ایمان ماننے سے حیرتوں لیتے اور انہوں نے ان سے کہنے کے ساتھ دوسرے عذاب کی نشانی بھیج دی۔ پھر وہ ان کے شر کے آثار پہلے سے زیادہ سخت اور قوی ہوئی تھی۔ اور یہ پھر وہاں تک اس ہادی کرتے اور بھرت ہو گئے اور بعد میں انہیں کھاتے اور دھواں ان سے کہنے کا اگر آپ نے ہم سے عذاب ہلادیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور آپ کے ساتھ نہی اسرا نکل گئی تھی۔ گئے تو پھر ان سے عذاب کو ہلادیا لیکن یہ عذاب خلاف پھر اپنے عظیم کی طرف لوٹ جاتے۔

لیکن طرف تو ان کے کفر و شر کی یہ نیرنگیاں اور دوسری طرف خائے اہل ایمان عظیم پر آواز دے دے ان کے چشم بھنی دیکھو کہ ان کو نہ ہار دیا۔ پھر یہ ہیں پھر بھی اپنے عذاب کو ہلادیا لیکن یہ عذاب ہلادیا کہ ان کو خوب صحت دے دے۔ پھر ان سے کہیں ہار نہ ہو۔ جسے وہ اہل ایمان کی نشانی بھیج رہا ہے کہ ہار چلا آج۔

لیکن اپنی جب سے گزر گیا تو اللہ نے جنت قائم کرنے کے بعد ان کو اپنے عذاب میں دھکا دیا اور ان کی سخت کچھ میں پکڑا اور ان کے نفس تو ہم پر عظیم ہے۔ انہوں نے ان کے حال و صحت پر بیان کو بھرت دیا اور موسیٰ علیہ السلام کی صحت حاصل کرنے والوں کے لئے۔

پھر یہ عذاب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سچا ہے اس نے اپنی کتاب سورہ اسرا تکبیر (کون) میں فرمایا ہے (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دیکھ کر ان کو ان کے سر دھن کے پاس بھیجا تھا انہوں نے (چاکر) کہا کہ اسے سچے ہو وہ عذاب انہیں کا بھیجا ہے اور ان کے پاس داری خائیاں نے کہا کہ تو وہ ان کو کھاتے ہو لیکن ان کے لئے گھسے اور کھاتی ہیں کہ کھاتے دوسری سے زیادہ قوی تھی۔ اور ہم نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا کہ ہار آئیں۔ اور کہنے کے لئے اسے بلند کر کے عذاب کی عذاب سے بھرتہ ہے۔ پھر یہ عذاب ہلادیا کہ ہم چاہتے ہو تو ہلادیں گے۔

تو جب ہم نے ان سے خطاب کر دیا تو وہ مدح فنی کرنے لگے اور فرعون نے اپنی قوم سے پکار کر کہا کہ میری قوم کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے؟ اور یہ نہیں جو میرے (فلوں کے) ایجنٹ سے بہتری ہیں (کیا میری نہیں ہیں؟) کیا تم مجھے نہیں ہو سہ فلک میں اس شخص سے کہیں بچ رہوں جو کھجور کے پتوں پر کھتا اور صاف کو بھی نہیں ہے۔

(اور اگر وہ ہی ہی ہے) تو اس پر سونے کے نکلن کیوں خدا دارے گئے یا فرشتے ہی اس کے ساتھ بیٹھ ہو کر آجاتے۔ فرض اس نے اپنی قوم کی عقل ماری۔ اور انہوں نے اس کی بات مان لی ہے شک وہ نافرمان لوگ تھے۔ جب انہوں نے ہم کو خدا کیا تو ہم نے ان سے انعام لیا اور ان کو ذرا کچھ دیا اور ان کو گئے گذرے کر دیا اور پھیلنے آنے والوں کے لئے عبرت بنادیا۔^(۱)

دورج والا آجوں میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بھیجنے کے متعلق تذکرہ فرما رہا ہے ہیں اور یہ رسول اللہ کا ہم کو کرام کریم فیض تھا ان کو فرعون نے کینے نہیں اس طرف بھیجا گیا۔ اور پھر اللہ نے اپنے رسول کی تعزیت فرمائی واضح نشانیاں اور معجزات دیکر۔ جو اس کے پورے لائق تھے کہ ان کا تعظیم و تعذیب کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اور اپنی بات سے باز آجائیں اور حق اور سیدھے رستے کی طرف چلن پڑیں لیکن یہ کیا باز آنے والے تھے بلکہ جیسے سر تسلیم خم کرنے کے ان معجزات سے ٹکسی مذاق کرنے لگے اور ان کی توجہ نہ کرنے اور اللہ کے راستے سے خود بھی ہٹنے اور دوسروں کو بھی روکنے۔ پھر اللہ نے ان کو مٹانے کے لئے چند نپے کی نشانیاں بھیجیں پہلے ایک پھر دوسری سی طرح سب انہیں اور ہر بعد والی بڑی تھی لیکن یہ پھر بھی وچیں گے وچیں گے۔

ان کی ہرزہ سرائی کے متعلق اللہ نے فرمایا اور ہم نے ان کو خطاب میں پکڑ لیا تاکہ وہ لوات جائیں۔ اور وہ کہنے لگے اے جادوگر ہمارے لئے اپنے آپ سے دعا مانگا جو اسے سے جس نے حیرت سے ساتھ مدح روکھا ہے تو ہم یہ ایت حاصل کرنے والے ہوں گے۔"

اس زمانے میں لفظ ساحر معنی جادو کر کوئی برا لفظ نہ تھا اور مذہبی کیب تھ کیونکہ اس وقت کے علماء جادوگر ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے قرطوبی نے اپنی سخت تنقیدی کے وقت بھی اسی نام سے موسیٰ کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب کھل دیا۔ فرمایا پھر جب ہم نے ان سے خطاب کو دکر کر دیا تو وہ مدح فنی ہو گئے اور پھر اللہ عز و جل نے انہوں سے کہہ دیا کہ تم لوگوں اپنے ملک کی شان و شوکت اور اپنے شہر کی عظمت و حسن امداد میں پانی کی فراوانی و پیرہ کے ساتھ اکر رہا تھا۔

فرعون نے جو کیا کہ نہیں میرے نکل کے پچھے سے بہرہ دہی ہیں وہ انکی نہیں بلکہ وہ اپنے نکل کی بعض اوقات طنز پانی کی وجہ سے عاقبت نکلے نہیں۔

پھر ملک اسطحت کے ساتھ فرعون کے بعد اپنی ذات کے متعلق خود فرد میں جتا ہوتا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں اللہ کے رسول موسیٰ کی محبوب جونی کرتا ہے کہ وہ توجیح طرح سے کام بھی نہیں کر سکا چونکہ آپ علیہ السلام کی زبان میں بھیجنا سے اللہ کے لئے پچھے سے نکلتے آتی تھی اور انکا کچھ مٹاتی تھا تو اس پر فرعون نے ضمن کیا جبکہ یہ آپ کا شرف و کمال و جمال ہے کہ اس کے باوجود اللہ نے آپ علیہ السلام سے کام فرمایا اور آپ کی طرف دتی فرمائی اور اس کے بعد آپ پر تواری بھی نازل فرمائی پھر اس کے بعد میں فرعون آپ پر محبوب لگتا ہے۔ بے سرو سامانی کی وجہ سے کہتا ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں تو سونے کے نکلن بھی نہیں ہیں اور نہ یہ وہ عزت ہے جسکا اس نکل کے بہرے کو معلوم نہیں ہے کہ چوتھوں کا وہ پیر ہے۔ مردوں کی مراد گئی اور شان کے خلاف ہے۔ تو پھر رسولوں کیسے لائق ہو سکتا ہے؟ جو عقل میں سب سے کامل معرفت میں سب سے آگے بہت و عزم کی بلندی پر اور دنیا سے کوسوں دور ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ اللہ نے اپنے دو ستموں کے لئے آخرت میں کیا کیا نہیں تھا فرما دیکھی ہیں۔

پھر انہوں نے کہتے ہیں (پاس کے ساتھ فرشتے ہی میں ہوا کرتا ہے؟)

جیسے انجانوں کوئی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر فرشتوں کے آنے سے مشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ان سے تعظیم و کرام کر دیا ہوتا تو یہی بڑی بات نہیں ہے کیونکہ فرشتے تو آپ سے کہیں وچہ ہم کے لئے ہی عزت و اکرام کے ساتھ پرچھاوتے ہیں جیسے حدیث میں آیا ہے کہ

میں نکلتے سے نماز قائم کرو۔

اور یہی آخری قول بہت سے کام کا ہے مثلاً عیسا، ابولک، ابراہیم، نوحی، ابراہیم، شامک، زید بن اسلم، بلور، عبدالرحمن بن نفیع۔ اور اس قول کے مطابق اس کی توفیق و شرح یہ ہوگی کہ جب بھی کوئی تکلیف و مشقت لاحق ہو تو نماز کے ساتھ اللہ سے خوب دعا مانگی جائے۔ جیسے دوسری جگہ وضاحت سے فرمایا (اور جو نماز کے ساتھ دعا طلب کرے) اور حضور علیہ السلام کو جب بھی کوئی امر پیش آتا تو آپ نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

اور کھوت بہت کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ہنس، اسرا، نکال، اپنی عبادت گاہوں اور ممالکوں میں اپنی عبادت کو کھلے عام کرنے پر قادر نہ تھے۔ تو اس وجہ سے اللہ نے ان کو اپنے گھروں ہی میں نماز کی جگہیں بنا لینے کا حکم فرمایا اس طرح اللہ نے ان کی کمزوری پر نظر فرماتے ہوئے ایک آسان حکم فرمایا جس نے ان کے شعا زریں کو کھلے عام کرنے کا بدلہ دیا کیونکہ ان کی زبانوں میں نماز و عبادت کو چھپانے کا عقائد نہ تھے۔ لیکن پہلا معنی زیادہ قوی ہے جو نکلتے نماز کا ہے اور اس کی تائید ہوتی ہے آگے کے اس جملے سے کہ فرمایا (اور مومنین کو خوشخبری دیدو) کیونکہ نکلتے ملاقات پر ہی خوشخبری سب ہوگی اور اصل یہ ہے کہ دونوں معنی میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اللہ اعلم۔ اور حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ (اور اپنے گھروں کو بلے بٹا کر اس کا مطلب ہے تہہ سامنے ہے مگر جادو کی ایک لہر کا معنی سامنے کے بھی ہیں۔

آگے فرمان الہی ہے (اور مومنین علیہ السلام نے کہا ہے) ہمارے پروردگار نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں (بہت ماسلمان) خدمت اور اموال، دنیاوی زندگی میں دے رکھا ہے۔ اے پروردگار! ان کا حال یہ ہے کہ تیرے دے سے مکر اور گریں۔ اے پروردگار! ان کے اموال کو برباد فرما اور ان کے دلوں کو سخت فرما دے تاکہ انہیں نہ لائیں جب تک کہ غضاب الہم نہ دیکھ لیں۔ (نہالے) فرمایا کہ تمہاری دعا قبول کرنی کی تو تم ثابت قدم رہنا اور بے عملوں کے دوسرے پتہ چلانا۔^(۱)

یہ تعلیم ماضی جو اللہ کے حکام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے دشمن فرعون کے خلاف اٹھائی اور اللہ کے غضب کو ان پر بکرا دیا کہ وہ حق کی اتباع سے منکر کرتا اور اللہ کے دے سے بددلی تھا اور اسے عداوت رکھتی، بہت دھرمی اور باطل و انہونی بات بڑا دیکھا تھا اور حق سے بددلی کرتا تھا وہ حق پر بالکل غلبہ، حسد اور مصلحت پر مبنی ہو چکا تھا۔ اور مصلحتی ٹھوس ثبوت سے مطبوع ہو چکا تھا۔ تو ان باتوں کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کو بکرا دیا پروردگار آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں (یعنی اس کی قبلی قوم کو اور جو بھی ان کے دین و ملت پر تھے سب کو) بخت اور موبل عطا کیے ہیں دنیاوی زندگی میں۔ پروردگار وہ اس سے تیرے دے سے مکر کو کرتے ہیں (یعنی ان باتوں کی وجہ سے دنیا کو ان سب کو کھینچ دلا دھوکہ میں آجاتا ہے۔ جس کا حال سمجھتا ہے یہ کیسے کر لے ہو سکتے ہیں جبکہ اللہ نے ان کو سب کچھ عنایت فرمایا ہے ذریعہ دولت کی فراہم کیا اور ان کے احمہ و سواریاں بے دریغ مکر، آزمائش، ملامت، مذہب، زہر، غم، کھانے، دھرم، محرومی، عداوت، اسطوت، دلی باغی، بخت و غیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ سب کچھ صرف دنیاوی زندگی میں ہے اور آخرت میں یہ سخت عذاب میں ہو گئے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا (و لیسنا علیہم عقلی و عو لہم) اے پروردگار! ان کے اموال کو برباد فرما۔ اس کے مطلب میں ان کے احمہ و سواریاں، جن میں عقلی دے ان کو بکرا دیا، پروردگار اور احمہ و سواریاں اور بیچ بن احمہ اور بکرا فرماتے ہیں اس دعا کا مطلب ہے کہ اے اللہ! جو پہلے ہی حالت میں عقلی چمک رہا ہے (اور یہ ان سے کچھ فائدہ نہ آتا تھا) ان کو بکرا دے کہ ان کی بات سچکی ہے کہ ان کی حکمتیں چمک رہی ہیں اور ان کے احمہ و سواریاں بے کھرب فرماتے ہیں ان کی مغرب و ذرا اور احمہ و سواریاں چمک رہی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے تمام اموال چمک رہے تھے۔ اور جب یہ بات حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہی تو آپ نے اپنے لہام کو بکرا دیا کہ عقلی لے۔ وہ عقلی لایا تو دیکھا اس میں جو چہ اور اسے سمجھو پھر تہذیب شدہ تھے۔ ان الی عاقبت نے اس کو عبادت فرمایا۔

اور اے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار بکرا دیا کہ اے اللہ! اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجئے۔ (کیونکہ) یہ جب تک عذاب نہ دیکھ لیں

کے ایمان والے تھے۔ انہیں جسے ایمان حاصل ہو رہی تھی وہ فرما: "جی ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو روکتا دیکھنے والی بدعا ہے۔"

تو نبی اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل فرمایا اور اس کو حقیقت و ثابت کر دیا جیسے کہ پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی بدعا کو ان کی قوم کے خلاف قتل فرمایا تھا اور حضرت لوطؑ نے اپنی بدعا کو قتل فرمایا (یہ بدعا روزگاہ میں برکافروں میں تھی۔ کسی کو بستان چھڑا دے، ٹٹک آ کر اپنا لٹو چھوڑ دیں گے تو آپ کے بعدوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی اصلاحی بدعا اور برائی مٹائی ہوئی)۔^(۱)

تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بدعا کی اور حضرت ہارون نے ان کی دعا پر آمین کہا تو دونوں کو دعا کرنے والا قلمبند کر دیا اور ان کو یوں جواب مرحمت فرمایا ہے: "کے قتل ہو گئے اور ان کی بدعتیں مٹا دی گئیں اور ان کے بدعتوں کو مٹا دیا۔"

مفسر علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ نبی اسرائیل نے فرعون سے اپنی بیگم کا، کے میدان میں بیگم کی اجازت طلب کی تو فرعون نے اپنے ہاتھ بٹھکے ہوئے اپنی اجازت دے دی۔ اور وہ حقیقت یہ کہ فرعون سے بٹھکے کی تیار کی گئی تھی۔ اور پھر چوری تیار کی گئی۔ لیکن یہ ترکیب ان سے چھلکارے اور خلاصی کے لئے استعمال کی گئی۔

اور اس کتاب کے ذکر کے مطابق اللہ نے اسرائیل کو حکم دیا کہ تم قبیلوں سے ان کے سونے اور زہرات وغیرہ کھانے کے لئے مانگنا۔ یعنی عاریت پر لے لو۔ نہ اپنی اسرائیل نے مانگ کر ان سے بہت سامان اکٹھا کر لیا پھر ایک رات اچانک فراراجلدی جلدی ملک شام کا دروازہ کر کے نکل چلے۔

جب فرعون ان کو ان کے نکل جانے کے حلق معلوم ہوا تو سخت پریشان اور غضب آلود ہوا اور جلدی جلدی اپنے لشکر کو اکٹھا کیا اور مقابلے پر آمادہ اور ان کے پیچھے بے چارے تاکہ ان کو پہنچ کر قتل کر دے اور وہ اس کی حکمتی کرتے ہوئے اللہ عزوجل پر فراتے ہیں (اور وہ ہم نے فرعون کی کوششوں سے بندوں کو لے کر ان کی رات نکل کر فرار کیا، چھاپا کیا جائے گا۔ پھر فرعون نے شہر میں جمادہ بن، بھجوا (اور کہا) یہ حقیر جھوٹی جماعت ہے اور انہیں نے تم کو غضب میں گھروا ہے۔ اور ہم سب ساز و سامان لائے ہیں۔ پھر (اس طرح) ہم نے ان کو انہوں اور جنہوں سے نکلنے والا اور فرعون اور شمس حکامات سے۔ تو قبیلوں کے ساتھ ہم نے اس طرح کی۔ اور پھر ان کی جلدی جلدی فرار کر لیا۔

پھر انہوں نے بطور اکتساب کے وقت لاکھا تقاضہ کیا۔ جب راتوں بھانجیں آئے مانتے ہوئے تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم لو کاڑے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہرگز نہیں میرا خدا کا میرے ساتھ ہے، میری رضائی فرمے گا۔ جس وقت اس نے موسیٰ کی طرف دیکھی کہ کئی چلی گئی اور یہاں سے فرار ہو گیا۔ تو وہ پلٹ کر آیا اور کہا ہرگز نہیں ہو گیا کہ یہاں سے فرار ہو گیا۔ اور موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو چھاپا پھر وہ رات کو فرار کیا۔ بے شک اس (فیس) میں دشمنی ہے۔ لیکن یہ ان کو ایمان لانا۔ لہذا انہیں میں اور میرا رب جو غالب ہے ان سے ہے۔^(۲)

علامہ تفسیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب فرعون اپنے لشکروں کے پہلوں میں نبی اسرائیل کے پیچھے چلا تو فرعون کے لشکر نے بے خبر رہے۔ حتیٰ کہ ایک قرنی کے مطابق کہا گیا ہے کہ اس کے لشکروں میں صرف ایک ایک کھوکھلا ہڈی ہے۔ یہ بدعتوں کو مٹا دینا کے اعتبار سے کل لشکر تقریباً سولہ لاکھ سے بھی تجاوز تھا۔ لہذا ظہر۔ اور ایک قرنی کے مطابق ان فرعون کے مقابلے میں نبی اسرائیل جو فرعون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ بچاؤ فرمایا۔

اور اب موسیٰ کے ساتھ نبی اسرائیل مصر سے نکلے۔ یہ تھے اور اس وقت سے چار سو چھترس ہجری سال قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جد امجد حضرت یعقوب علیہ السلام اسرائیل علیہ السلام مصر میں (چند سو افراد کے ساتھ) داخل ہوئے تھے۔ یعنی نبی اسرائیل کو درمیانی رہائش کا وقت مصر میں چار سو چھترس سال کا تھا۔

تو ماضی فرعون اپنے لڑائی والے لشکروں کے ساتھ نبی اسرائیل کو چھاپا اور سورج ظہر ہونے کے وقت ان کو چھاپا گیا۔ اور دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور پھر وہاں کوئی شک و شبہ نہ رہا بلکہ دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو دیکھا اور انہیں اس طرح جان لیا اور

دوس کی آگ اس نے لگی اور اب صرف جنگ و جدل باقی رہ گیا تو اس وقت انجہانی بے کسی بے مروتسانی کی حالت میں جبار اسرائیل نے خود وہ دھوکہ حضرت موسیٰ سے عرض کیا کہ تم تو مجھ سے گئے کہ اور ان کی پریشانی کی وجہ تمہاری طور پر جتنا بھی چاہے جنگوں کا لشکر بھجوا دیا اور آگے مسند راستہ روکے کھڑا تھا اب کوئی راستہ باقی نہ رہا تھا سو اس کے کہہ پر اس میں غوطہ زن ہو جائیں۔ لیکن اس کی کوئی بھی طاقت و قدرت نہ رکھتا تھا بلکہ اس کا پاس بھی اسلحہ نہ تھا۔ لہذا یہ آگ سے سامنے کمال قہار اور اس میں بندہ ڈالا پہنچاؤں نے راستہ گھیر رکھا تھا۔ اور پیچھے سے فرعون آگے کھڑا تھا اور انجہانی فتنی غضب میں اپنے لشکر کے ساتھ بھر رہا تھا۔ اور بنی اسرائیل اس کو اپنے لشکر میں بچھا ہوا محسوس کر رہے تھے جسکی وجہ سے سخت خوف و گھبراہٹ میں مبتلا تھے۔ کیونکہ ایک عرصہ ان تک پہلے اس سے دشمن ہار سوائیاں اٹھا چکے تھے۔

تو جب بنی اسرائیل نے اللہ کے غضب سے اپنی بے کسی اور بے لادری کی حالت کا اظہار بصورتِ ظہور کیا تو اللہ کے غضب مہم مہم و صدفی نے زیر دست احمد اور عزم کے ساتھ حق دیتے ہوئے جواب دیا کہ اگر تمہیں بے شک میرا وعدہ دھیرے ساتھ ہے اور آپ علیہ السلام لشکر کے درمیان تھے پھر درمیان سے نکل کر لشکر کے آگے مسند کے سامنے آئے اور اپنی جلالِ ظہور میں مسند کی طرف اٹھائیں دیکھا کہ مسند بھی اپنی تخت موجوں میں جوش سے پر ہے اور چھا گیا اور نہ دشور نہ جد رہا بلکہ آپ علیہ السلام اپنی ذات مقدس سے فرما رہے ہیں کہ اسی جگہ کا شکم کھ رہا ہے۔

اور آپ کے صبر و آپ کے بڑے بھائی حضرت داؤد اور یوشع بن نون تھے اور یہ یوشع اس وقت بنی اسرائیل کے بڑے سردار و سپہ سالار میں سے تھے اور بہت بڑے بہادرت گذارتے اور حضرت موسیٰ اصراروں کے بعد اللہ نے ان کو پیغمبری بھی عطا فرمائی تھی۔ جیسے کہ بعد میں الگ بھی ذکر آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور ان جن معجزات کے ساتھ اہل فرعون کا مروت میں حق کا سامان بھی موجود تھا چاروں اولاد و عزم حضرت ساتھ کھڑے تھے۔ اور تمام بنی اسرائیل ان کے کلمات کی وجہ سے ان کے سامنے ہر نعمتوں کے ساتھ لڑا رہا تھا۔ کیا یہ کمال فرعون کا یہ مردان بارہا اپنے گھوڑے کو مسند کی موجوں کے کنارے کر رہا تھا اور گویا گھوڑے کو مسند میں تیر کی کھارہا تھا۔ کیا یہ اس میں چٹا مسکن ہے؟ لیکن نہیں۔ پھر مومن حضرت موسیٰ کو عرض کرتا ہے اللہ کے غضب بڑی جگہ کا شکم ملا ہے۔ اور حضرت فرماتے اسی اسی۔

پھر جب معاملہ وسیع ہو گیا اور حالت سخت ہو گئی اور صبر بڑا دکھاتے آچکے اور سخت سامنا ہو گیا اور فرعون اپنے بھاریوں کے غیلا و غضب میں کھڑک کر تیز ہو گیا اور انھیں لڑنا بڑے تکیوں اہل معنوی کو بھیجے جسے اس سخت وقت میں عقیم قدرت والے بڑے ہار عرض کر گئی کہ یہ دھوکا دینے اپنے ہیکل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وہی بھیجی۔

”ان اضرب بعضک البعض“

(اے موسیٰ) مسند پر اپنا عصا مار دینے۔

تو حضرت موسیٰ نے اپنی مسند پر ماری۔ اور ایک قول کے مطابق ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ”اللہ کے حکم سے (راستوں میں) پھٹ جائے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے مسند کی کثرت اور حالہ کہہ کر پکاری اللہ احم۔

اور ہر ایک فرعونوں کو پھوڑا پھاڑ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مسند سامنے سے ہار رہتوں میں منتقم ہو گیا۔ اور بنی اسرائیل کل بارہ قیلولوں میں تھے لہذا اب ہر قبیلہ ایک ایک راستہ پر ہو گیا اور ایک قول ہے کہ درمیان میں ایک دوسرے کی طرف کھڑکیاں بھی کھلیں تھیں اور سب ایک دوسرے کو کچر رہے تھے۔ مصحف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن اس بات میں شک ہے۔ کیونکہ اپنی ایسا صاف آئینہ ہے کہ خود وہی دوسری طرف کی آئینہ نظر آتی ہیں۔

اس طرح مسند کا پانی پھاڑوں کی طرح کھڑا تھا۔ اس عقیم قدرت کی وجہ سے دکھا ہوا تھا کسی شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کو ”کن“ (ہو جا) کہہ دے تو وہ چیز فوراً ہوجاتی ہے۔ واللہ نہ جھنجھری ہوا اس کا عزم دیا کہ مسند پر خوب بھیس مار دیوں اور میری آنکھوں کو ٹھیک کر دو اور صاف شفاف کر کے دو اور اہل راستوں میں تھیں کہ یہ اپنی اس طرح ٹھیک ہو گیا تھا کہ جالوں کی کھرجی صاف شفاف رہے۔

اللہ عزوجل فرماتے ہیں اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی کی کھیر سے بندوں کو راتوں رات لے چلو بھران کے لئے مسند میں ٹھیک راستہ بنا

پھر فرعون نے آکر خوف ہوگا اور زار۔ پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا تو وہ پانی سے بھر چکا کران کو خاک کا لہا (یعنی فرعون گردیا۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور سید محمد سے پہنچا لا۔) ۱۱

الحاصل جب سید کا معاملہ حکم خدا سے یہاں تک پہنچ گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ اپنی قوم کو لنگر دیا یا پار کرو۔ تو لہذا سب جلدی جلدی ان راستوں میں تار پڑے۔

اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو اجائی خوشی سے مبارکبادیں دے رہے ہیں۔ کیونکہ وہ عظیم نصرت خداوندی کا بخیر و بکرم رہے جو تاخرین کا حیرت زدہ کر دے۔ اور مومنین کے دلوں کو ہدایت و تاب کر دے۔

پھر جب حضرت موسیٰ سمیت تمام اہل اور شراعیہ سے آفریقہ کے پاس سے پار ہو گئے اور بالکل اریبا سے جدا ہو گئے اس وقت فرعون کے لشکر کا پہلا حصہ ان راستوں میں داخل ہوا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہوں کو فرمایا کہ سب کو کہہ دو کہ وہ اپنی قوم میں رہیں تاکہ سب راہی جنت عاجز نہ ہوں۔ آئے اور فرعون کو ان کی طرف کوئی راستہ نہ ملے۔ لیکن رب ذو الجلال قدوت کے والے نے حکم فرمایا کہ ایسا مت کرو۔ سب کو اپنی اسی حالت پر چھوڑ دو اور اسی صورت حال کو مصادیق و کرمائے بنائے یہ سب سب خداوند میں فرمایا۔

(اور ان سے پہلے ہم نے قوم فرعون کی آزمائش کی اور ان کے پاس عالی مرتبت بھیجے آئے۔) جنہوں نے آکر کہا اے یہ کہ خدا کے بندوں کو میرے ہواے کر دے میں تمہارا لائق ہوں اور میری قوم کے سامنے سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس کھلی دریں نظر آتا ہوں۔ سو میں اپنے اور تمہارے در درگاہ کی اس سے پتلا مانگا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم پر ایمان نہیں لائے تو مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ جب (موسیٰ نے) اپنا وردگار سے دعا کی کہ یہ باغیان لوگ ہیں۔ (خدا نے فرمایا کہ) میرے بندوں کو ان رات سے چٹو اور ضرور تمہارا تعاقب کیا جائے گا اور دریا سے جو خشک ہو جاؤ (ہو رہا ہوگا) پار ہو جاؤ۔ (تمہارے بندے ایمان کا تمام لشکر ہوا، پانچاٹھ گاؤں، لوگ بہت سے باغ اور خوشے پھڑکے اور کھیتیاں اور دارائیں مکان۔ اور آدمی کی بی بی جن میں میں کیا کرتے تھے اسی طرح سب کو ہوا اور ہم نے دوسرے لوگوں کو ان حالات بخاریاں پھر ان (فرعونوں) پر نہ آسمان رو دیا نہ زمین۔ اور شان کو مہلت دی اسی گئی۔ اور ہم نے اپنی اسرا اہل کو ان کے مذہب سے نجات دی (یعنی فرعون سے۔ بلکہ خشک دوسرے کھسکے سے نکلا ہوا تھا۔ اور ہم نے جان کر کسی اسرا اہل کو تمام عالم پر خشک کیا تھا۔ اور ان کو ان کی نجات دی تھی جس میں صراحت آ رہی تھی۔) ۱۲

پہلے جلتے جل رہے تھے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کو تعظیم فرمایا کہ سب کو اپنی بیعت ہو جاؤ اور رہتے رہے۔ ان کا ذکر آیات میں سے ایک "وہو ربک البحر" دعو "کا یہی مطلب ہے کہ اس کو اپنی بیعت ہو جاؤ۔ اور اس صفت سے اس کو بت دیا کہ حضرت محمد اللہ بن عباس مجاہد مکرہم رافع جناب کا لہو، کعب احبار، ساک بن حرب اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ نے کی فرمایا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔

پھر فرعون اس کے راستے کی پہلی حالت پر قریب آیا عجیب کرشمہ قدرت کا لکھا کہ اور بہت حیران اور حیرت ہو اور حیرت ہو اس کو پہلے تحقیق ہو چکی تھی اور خوب پتا ہو گیا کہ یہ سب کچھ کرنے دہرے اپنی ذات عرش کریم کے پروردگار کی ذات ہے یہ سوچ کر چیخے ہت آتا اور کہنے لگے یہ جتنی صحت نہ ہوئی۔ اور اپنی اسرا اہل کی بیکار کے لئے آئے اور اپنی ہت دھری پڑا ہے۔ یہ نام و پشیمان ہوا۔ لیکن اب نہایت وضوح بخار نے کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ بھروسہ اور اپنی حالت پر چلا اور اپنے لشکر کے سامنے سختی کا مظاہرہ کیا اور اپنی اسرا اہل کے متعلق دشمنی اور عداوت کا اظہار کیا۔ اور پھر اس کے کافر کس اور فاسق طبیعت سے اس پر اسکا اور برا دھت کیا کہ اپنے پاگل جباروں کو اور یہ خوف ہائے اور اپنے اسوچ بھڑک پکارا۔

دیکھو کہ سب کچھ میرے لئے (اپنے جیسے کوچ کر) راستے میں آ رہا ہے۔ چاہے میں اپنے چھوڑنے سے غلاموں کو اپنے پیٹے میں دبا دے تو اس جو میرے خلاف ہے اور میرے خلاف ہے اور اپنی سے محبت نہ رکھتا ہے۔

نہیں اور حقیقت اللہ واپنی کفایت کا لشکر ہا اہل سے چھپا رہا تھا کہ میں تو ان کے پیچھے اب مانا نہیں چاہتا۔

کیونکہ وہ خدا کی عذاب کو قریب محسوس کر رہا تھا اور سخت بیچ و تاب میں تھا کہ میں آپ کو ہٹا دوں یا نہ ہٹا دوں۔ چاہے میں بھی پیچھے کے یہ خوف

یہ زمرہ اس کے سامنے پہنچا لی ضروری ہوئی کہ فرار کرنا چاہتا تو اس تہذیب میں بھی آگے رہتا مگر یہی طرح کچھ دیر بعد فرار ہو کر قریب تھا کہ فرعون پیچھے ہٹ آج کل میں کرب کرشمہ رت قرار پایا۔

کہ حضرت علی علیہ السلام جبرئیل ایک مکان خواہسرت گھڑی پر مودہ ہوئے اور وہ گھڑی فرعون کے گھڑے کے آگے سے جا مل گئی کرتی ہوئی گھڑی گھڑا اس کو دیکھتے ہی فرار پاک حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنی گھڑی کو تیز کرتے ہوئے خوب ہلایا اور پیچھے سے فرعون کا گھڑا فرعون لمحوں کو لایا سے پیچھے دوڑا اور فرعون کا کھنکھانٹنا کانگ نہ بن سکا اور اپنے گھڑے ہی کو نہ دیکھ سکا اور حضرت جبرئیل اپنی گھڑی کو لیکر مسدودی راستوں میں چلے پیچھے سے فرعون کا گھڑا ابھی مسدودی راستہ میں داخل ہو گیا پیچھے سے نظر نہ دیکھا تو وہ فرعون کی اطلاع کرتے ہوئے راستوں میں دوڑتے ہوئے داخل ہو گئے اور جب فرعون سے لیکر آخر تک کا ہر شخص مسدودی راستوں میں گھس گیا تا جب اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اب اپنی لاشی صدر پر ڈالو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صدر پر مصداقہ ہوا تھا اور مسدود کا فیصلہ انھیں انھیں سے عالم ہو کر نہ تھا اور اس طرح مسجد سے نکلتے نہ پناؤ ان گئے اور ان کی انسان نجات نہ پاسکا فرمان ارادی ہے

اور ہم نے موسیٰ اور آپ کے ساتھ وہی کلمات دی۔ مگر وہ صراحت کو فرقی کو دلیل ہے کہ اس میں شکائی (جبر) ہے۔ اور انہیں انھیں کوئی ایمان دالے نہ تھا اور یہ ایک حیران دہانہ زبردست رقم نہ لایا ہے۔^(۱)

پھر اللہ عزوجل دستہ جمع ہے کہ اپنے دشمنوں میں سے کسی کو فرقی نہ دے اور دوسرے حکم بھی ہے کہ اپنے دشمنوں میں سے کسی کو بھی نجات پانے نہ دے تو اس میں عقیم نہ دے اور عقلی دلیل ہے اللہ عزوجل کی قدرت ہے مطلق ہے۔ دلائل کے ذخیرہ کی ضرورت نہیں ہے تمام باتوں میں جو کچھ بھی وہ شریعت مطہرہ سے لے کر آئے۔

فرمان ارادی تھا ہے
اور ہم نے نبی کو اس کو دیا ہے اور کہہ دیا کہ فرعون اور اس کے لشکر نے سرکش اور تجزی سے اس کا مقابلہ کیا حتیٰ کہ جب اس کو فرقی نے ان کو بکرا کر کینہ لگا سنا ایمان لایا اس ذات پر جس پر نبی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے ساتھ کوئی مہبود نہیں ہو۔ میں فرمایا ہمدنوں میں ہوں۔ (جواب ملا کہ اب وہاں تک پہلے نہ فرانی کہتا ہوں ہمدن ہمارا ہاں جس آج ہم تیرے ہاں کو لایا ہے) نکال لیں گے تا کہ تیرے دیکھوں گے کہ میری قدرت ہو اور بہت حد سے لوگ جاری نشانوں سے بے خبر ہیں۔

اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا فرعون کے ہند کے مقابلہ سے جنت فرعون ہے یہ ہیں۔
کہ جب مسدود کا حکم شریعت میں اس کو لایا ہی جیسا اور کسی غلطی سے وہی جیسا اور نبی اسرائیل اپنی آنکھوں اور دلوں کو فرار و غفلت سے بچتا رہے تھے کہ کیا حکم طرب اور جھلک سرشت آگے لایا یہ سوچتے فرعون نے جب دیکھ ہوئے غفلتوں کو اپنی غفلتوں سے اس کا جان بکارت میں دیکھ اور اس کے سامنے موت کی قضیہ پیش آئے انھیں تب اور پتا تب ہو اور ایمان لایا اور چاہا موت تھا کہ اب ایمان ہو چکا ہے کہ وہ مسدود تھا جیسے فرعون ہدی ہے۔
بے شک میرے پروردگار کی بات ثابت ہو چکی ہے اور ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ وہ دیکھتا تھا کہ یہ کہتا تھا کہ نہیں۔^(۲)
تو یہاں وہی فرعون نے آنکھوں سے طرب دیکھا اور وہ غفلت سے غلاب ہوا تب ایمان لانے کی کوشش کی جبکہ اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اس طرح دوسرے حکم پر ماری فرار و غفلت کا فرمان ہے۔

میں جب انہوں نے ادا سے غلاب کو کہہ لیا تو کہنے لگے کہ ہاں وہاں ایمان لائے اور انھوں نے اس کا ساتھ شریک کرتے ہیں اس سے نکرنا۔ لیکن جب وہ غلاب و غلاب جب چکے (اور موت) ان کے ایمان نے ان کو کچھ بھی فائدہ نہ دیا (یہ) خدا کی عادت (ہے) جو اس کے بندوں میں ملی آتی ہے اور وہاں کا فرمان میں پڑا ہو گئے۔^(۳)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس طرح فرمایا۔ نے مشفق و دعا فرمائی تھی کہ اسے انہوں کے احوال کو نہ فرما اور ان کے جواب کو نہ فرمائی حتیٰ کہ غلاب دیکھتے تک ایمان نہ لائیں اور اس وقت ایمان کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایمان کی مسرت ہو گئی اور جب وہی ایمانوں نے بد دعا کی تھی انہ

نے بھی فرمایا تھا۔

بے شک تم لوگوں کی دعا قبول کی گئی۔

اسباب اس طرح موسیٰ کلیم اللہ کے ہوا کہ یہ یاروں میں علیہ السلام کی دعا قبول کی گئی۔
فرعون کے فریق جوئے کے منکر کے تعلق حدیث سہا کہ ہے۔^(۱)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب فرعون نے یہ کہا میں ایمان لایا سبے ملک اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر فی الامم ائمتہ ان لا ے تو مجھے جبرئیل نے کہا ے کہ کاش اگر آپ اس وقت دیکھ لیتے (کہا عجیب منظر) کہ میں منہ کا کچھ لے کر اس کے منہ میں ٹھوس رہا تھا کہ کہیں اس پر رحمت خدا دینی کہ جوش نہا جائے۔^(۲) امام احمد سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

(۳) کہ اور ایک روایت اس نے بھی فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے جبرئیل نے کہا کاش آپ مجھے دیکھتے کہ میں منہ کا کچھ لے کر فرعون کے منہ میں ٹھوس رہا تھا اس خوف سے کہ کہیں رحمت نہاں کو پہنچ جائے۔^(۴)

(۵) اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ نے فرعون کو فریق فرمایا تو فرعون نے اپنی اہل سے شائد کہا کہ ہاں سبے ملک اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر عا سرائل ایمان لائے تو مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خوف کیا کہ کہیں اس کے تعلق رحمت خدا دینی غضب خدا دینی پر جلت نہ کر جائے لہذا حضرت جبرئیل علیہ السلام اسے چوں سے نہ کچھ لے لے کر اس کے چوں سے پر ہر دے لگے اور اس طرح منہ کو کئی اکوڑ کر کے بند کر دیا۔

ابن جریر نے اس مذکورہ حدیث کا ایک تعلق حدیث سے روایت کیا ہے

(۱) کہ اور ابن جریر کی روایت ہے کہ یہ تین اہل ان کے طریق سے کہ حضرت ابو جریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا سہ۔ اگر آپ مجھے دیکھ لیتے کہ میں فرعون کے منہ میں ڈال رہا تھا اور اس کو بند کر رہا تھا اسی بار سے کہ کہیں اللہ کی رحمت اس کو پہنچ جائے اور پھر اس کی مغفرت کر دی جائے۔

اور ایک روایت سے اس روایت کو مرسل بھی ذکر کیا ہے مثلاً ابو ایوب انجلی مدنی، یحییٰ بن یزید، یحییٰ بن یزید، اور کہا جاتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر نے یہ روایت تقریب میں ہر عام سنائی کہ بعض روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے فرعون سے جیسا میرا انھیں تھا لیا کہ میں سے ہو گا جس وقت اس نے یہ کہا تھا "میں تمہارا سب سے ہوا ہوں گا میرا"۔

اور میں اس کے منہ میں گا رہا ٹھوس رہا تھا جب اس نے رو (ایمان لے لیا) کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **اِنَّ وَلَدَ عَصِيْبٍ لِّبَلِّ وَحَمْتٍ مِّنَ الْعَصِيْبِ كَمَا بَاسٌ.....** اور پہلے تو ہمارا نانا کرتا رہا اور بعد ہمارا رہا۔

یہ احتیاج تھا کہ یہ بے لوث دعا خدا تعالیٰ کی طرف سے مراد رکھ لیں کہ اس کا یہ ایمان مقبول نہیں ہوا اور اگر اس کو اب دنیا کی طرف بھی دیکھا کہ دیا جائے تا وہ بدباد ہو دینا سر بھی اور طبعانی پرانے آتا جیسے کہ کلمہ حروف میں لے کر اللہ کے حقیقی خبر دینے کے کہ جب وہ پنجہ کو دیکھیں گے اور غیب غیب کا مشاہدہ بھی کر شہد گئے۔

(۱) برواہ الامم احمد حدثنا سلیمان حدثنا حماد بن مسعود عن علی بن زید عن یوسف بن مهران عن ابن عباس قال .

(۲) برواہ الثرمذی وابن جریر وابن ابی حاتم حدثنا الایام عن سعید بن حماد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

(۳) برواہ ابو ذر الحدادی حدثنا شعبہ عن علی بن ابی حمزہ عن یوسف بن سعید عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

(۴) برواہ ابو ذر الحدادی عن جریر بن عبد اللہ عن یوسف بن سعید عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

(۵) برواہ ابن ابی حاتم حدثنا ابو حاتم عن یوسف بن سعید عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

(۶) برواہ ابن جریر عن یوسف بن سعید عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .

فرمان الہی:

”اے کاش کہ ہمیں وہاں لوہا ہو جائے اور ہم اپنے رب کی آیات کو نہ سمجھائیں اور دشمنیں ہم سے ہو جائیں گے“

اور اللہ پاک اسی کے جواب میں فرماتے ہیں۔

بلکہ یہ جو کہ پہلے چھپا کر تھے ان سے آج ظاہر ہو کر ہے اور اگر یہ لوہا نہ ملے بھی جو تم کو دشمن سے ان کو فتح کیا تم خود ہی مجھ بھر کر نے تھیں
مجھ پر نہیں کہ یہ ہم نے ہیں۔ (۱)

اے فرمایا:

”آج ہم سے یہ دن کوئی حد ہے یہ نہ کہہ سکتے ہیں اور اللہ کے لئے نکالی ہیں جائے“ (۲)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی امراءؓ کو شک ہو گیا تھا کہ فرعونؓ مر نہیں ہے حتیٰ کہ بعض کہہ اٹھے: بھی مر نہیں۔ تب اللہ نے سمندر کو غمر کر فرعونؓ کی ناکھ کو رمل پر پھینک دیا اور ایک قول ہے کہ پانی کی سطح پر پھینک دیا اور ایک قول ہے کہ زمین کی ایک الجھری ہوئی جہاز پر پھینک دیا سمندر کو غمر ہوا۔ تو ہر صورت یہاں پہلے ہوا نے یاس کے ساتھ باہر لایا گیا جس سے اسی کو پھینکا جانا تھا۔ اور اللہ عزوجل نے یاس کے لئے فرمایا: اے کاش کہ ہمیں اس کی موت کا یقین ہو جائے (چونکہ وہ فرعونؓ سے جس لڑکھوند گھبرہٹ میں تھے کہ اسی کی موت کا یقین ہی نہ کرتے تھے) نیز اے کاش کہ یہ اللہ کی قدرت کا مظاہرہ بھی کر لیں۔ تو اللہ نے فرمایا: ”آج ہم تم سے یہ دن کوئی حد ہے“ یعنی اسی قسمی وجہ سے کے ساتھ جس کے ذریعے تو پہچاننا تھا ”تا کہ تم دیکھو اللہ کے لئے نکالی میرت میں جائے“ وہ پچھلے نبیؓ مرنا نکل مارا دوسرے وعدا لے ہیں۔ اور یہ اللہ عزوجل کی عظیم اللہ قدرت ہے کہ یہ مظاہرہ رکھ لے کہ یہ اللہ نے ان کو بار بار کیا۔

اور اس وجہ سے کہ یہ پچھلے دنوں کے لئے نکالی ہو بعض فرمائے ہیں کہ اسے شکون لعن علفک آہ (اور یہی قرأت اللہ سے ہوا)
طاعت ہوتی ہے اور اس کا یہی کفر ہے کہ اسے شکون لعن علفک آہ یعنی اُن لفظ کا اختلاف ہے۔اور وہی احوال ہے کہ کام قہر سے جہاں کے ساتھ نجات دے یہ ہیں نہ کہ یہ سنس اسرار علی کے لئے نکالی ہیں جائے اور وہ لکھ بچان لے کر لے
بالکل مرکب کیا ہے۔

اور فرعونؓ کی ہلاکت میں ام المکرمینؓ سمیت ہم ماخوذ ہوئی تھی۔

جیسے ام بخاریؓ نے فرمایا: (۳) حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے منورہ خریف لائے تو یہ وہ ماخوذ (زنی عزم) کا روزہ دیکھ کر ہوئے تھے تو حضورؐ نے ان کو بابت فرمایا کہ یہ روزہ ہے جو تم رکھتے ہو تو انہوں نے کہا یہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کو فرعونؓ پر طلب تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم سوئی عبدالمسلم کے نزدیک جلاؤں وہ لہذا تم بھی روزہ رکھو
اس حدیث کی اصل صحیحین وغیرہ میں موجود ہے۔ (۴) اللہ اعلم۔

نبی امراءؓ کی حالت فرعونؓ کی ہلاکت کے بعد

فرمان الہی ہے:

”وہم نے ان سے بدلے لے کر قہر چھوڑا لیکن وہ اور یا تم کو یاد یا اس لئے کہ وہ ہماری آغوش کو چھوڑ گئے اور ان سے بے پروائی کرتے تھے اور جو لوگ
کوہ جعے جا تھے ان کو زمین (شام کے) مشرق اور مغرب کا جس میں ہم نے ہر کس دی تھی اور اس کے باوجود نبی امراءؓ کی اس حال کے بدلے میں ان کے
میر کی وجہ سے یہ درگاہ کے پھر انھیں یہاں ہوا اور انھیں ان قوم فرعونؓ جو (مکمل) لکھا ہے اور (انگوٹھ کے باطن) جو ہرگز میں ہر حال سے سب

هَلْ زَعَمْتُمْ أَنِّي مُجَاهِلٌ لَكُمْ مَوْعِدًا

ہر قسم کے گناہ کرتے ہو کہ ہم نے کوئی اور عہد کا وقت نہیں دیکھا۔^(۱)

تو یہ اور بھی سب کا یہ گمان اور خیال نہیں ہے، بلکہ لاظروں کا ہے۔

[illegible]

لنڈا کیرپے میرا لای ہے جیسے فی اسرار اٹکل نے موسیٰ علیہ السلام کو کھانا کھارے لئے کوئی معبود بنادیا ہے جیسے انا کے معبود ہیں۔ بے شک تم چمکلوں گے مگر تمہیں میرا کھو گے۔^(۲۰)

[illegible]

بيت المقدس کوچ

جب حضرت موصیؑ سے ملے تو بیت المقدس میں موجود قوسوں سے بیت المقدس پہنچانے کا حکم ملا اور یہ قوسیں قوم جبارین، اذوقہ طراوتین اور قوسیں کلانہ اور قوم کلابین جس میں قوم سے رابطہ نہ تھا وہ ان سے رابطہ کیا تھا وہ بیت المقدس کا وہ دارِ امام علیؑ علیہ السلام ہوئی کہ عظیم طاقت اسلام کے ذریعہ پر کیا تھا۔ لیکن حق اس رابطہ کے کرنے سے منع کر دیا تھا کہ ان کو یہاں تک نہ جی میں قید کر دیا جائے سالانہ اسی طرح بھیجے کہ یہاں رابطہ کے ان پر خوفِ خدا کا غضب، غمزدگی اور کشت کو ملے کہ وہ اپنے غمناک رہیں۔

اور جب موئی نے اپنی قوم سے کہا ہمارے قہر پر خاندان جو احسان کیے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں بغیر پردہ کے اور تمہیں ارشاد دیا کہ اگر تم انکا شکوہ کرو گے تو کیا حال ہمارے علم سے کسی کو کٹھن نہ دیا تو ہمارے قہر میں تمہیں (یعنی شک و شکام) جسے خاندان تمہارے لئے کھڑا کیا ہے میں داخل ہو۔ اور اگر یہ خاندان کے وقت پہنچے نہ پھر چہرہ نہ تھکان میں نہ پہانہ کے ہونے کے لئے موئی دار اور جو غصہ دوست لوگ دار ہے) ہیں اور جب تک وہ اس میں رہیں گے اور ان سے باتیں نہ کریں اور ان باتیں نہ کریں کہ وہ ہاں سے نکل جائیں تو ہم یہاں داخل ہوں گے جو لوگ (خاندان سے) کارے تھان میں سے ہیں۔ اور تمہیں ان پر خدائی حق ہے حتیٰ کہ تمہیں ان کو کھلی ہوا دے کہ سچے سے خدا کو جب تم خاندان پر داخل ہو گے تو قہر تمہاری ہے اور خدائی پر غور و فکر ہو بشریک صاحب ایمان اور اسے کہ موئی جب تک وہ لوگ رہیں ہیں ہم بھی وہاں نہیں جائیں گے (اگر تم باقی ضرور ہے) اور تم اور قہار خاندان کو کھڑا نہ ہو ہم بھی بغیر رہیں گے موئی نے (خاندان سے) انھوں کی کہ اسے میرے ہر وہ کار میں آئے اور اسے ہائی کے حاکم اور صاحب ایمان

١٦ يؤيد القائل بالإمام أحمد حدثنا عبد الرزاق، حدثنا معمر، عن الزهري عن عثمان بن أبي سفيان الطنيسي عن أبي زائدة الطنيسي، قال

(٢٧) ورواه الشيخان عن محمد بن أبي عيسى، عن عبد الرحمن بن عوف، عن عبد الله بن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: «مَنْ مَلَكَ يَوْمَئِذٍ كَلِمَةً مِنْ بَابِ رَحْمَةٍ أَوْ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّهِ، فَلَهُ بِهَا حَقٌّ يُكَفِّرُ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ».

الزهرى، د.م. لال حسن صبح

(۳) واندری ابن جریر عن جابر بن محمد بن اسحاق بن عمار عن الزهیری عن مسان بن ابی سنان عن ابیہر والحداد البلی

”ان کا چاند رنگِ حلیم کی۔“

ابوالکلام نے انگریزوں کے کٹر مخالفانہ رویے کو دیکھا کہ انھوں نے کھانا تو وقت میں اسرا کیل سب سے حضرت مولیٰ کے گروا کیسے ہو جاتے ہیں اور تمام فیصلے حضرت مولیٰ علیہ السلام کو ہی کھانا دے جاتے ہیں اور بیرون میں نے حضرت مولیٰ کو حضور و کیا کو آپ سے آجی افراتجیب نہیں ہو کلمات اور اور نقلیہ اور پاکلاسی ہوں، جو درخت اور ریاضت سے غارت کرتے ہوں مگر ان کو بڑا خدا پرست اور پھر بڑا ہی میں نے سوچا پروردگار، ہمارا ماحول پھر یکساں ہی ہے پروردگار میں مگر وہ دنیا پروردگار ہمارا ہی اور یہ سردار ہے، خوب کے فیصلے فطانی ہیں اور جب کوئی موصوفی پر مشکل ہو تو سب سے آپ سے دعا کرتی ہیں کہ آپ فیصلہ فرما دیں۔ حضرت مولیٰ علیہ السلام کو کھانا کی روانہ پر پہنچتی تھی۔ وہاں غلاموں۔

ایک کتاب کتب خانہ میں رکھی گئی، مگر اس کتاب کو پڑھنے والے کو پتہ نہ چلا کہ یہ کتاب کونسی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو پتہ نہ چلا کہ یہ کتاب کونسی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو پتہ نہ چلا کہ یہ کتاب کونسی ہے۔

[illegible]

اور اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ: اے قوم کو حکم کریں کہ وہ اپنا کپڑا کسی حاصل کریں اور فصل آریں۔ اور اپنے تیزن کو باج دیکھیں اور تیسرے دن کے لئے تیار ہو جائیں اور جب تیسرا روز آئے جانے کو سب کے سب پیش بیٹھا دے گا۔ انھیں وہاں جا کر لیکن پھانسی کے بالکل قریب کو آئے۔ لیکن وہ جو کھڑے تھے تیار نہ ہوئے۔ اسی کو آئی جا کر دیکھی کہ تھے قریب نہ آئے۔ یہ تو ان کا بھی وہی وحش ہو گا۔ یہ حکم جب تک جاری رہے گا جب تک کہ سب تک سے آواز آتی رہے (پہلے ہمارے کسی کو خبر نہ تھی کہ کون کس کو آواز دے گا۔ مگر جب آواز نہ سوائے وہاں نہ جانے پھر تیار رہے۔ پھر آواز نہ سوائے وہاں نہ جانے گا۔ لیکن اسی اسراٹکل نے یہی کفر فرمادہ کہ اس کو فصل نہ لفظ حاصل کی اور خوشیہ وغیرہ لگائی۔

[illegible]

لیکن ان کی کتاب کے موجب یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

لیکن پھر حضرت موسیٰ نے عرض کیا ہے چودا داد، یہاں پر چھٹیلکی طاقت ٹھیک رکھتے اور میں ان کو اس سے متح کر چکا ہوں پھر اللہ نے اسے فرمایا کہ یہ ادا رہے یہاں کی ناریوں کو اپنے ساتھ لے آؤ۔

اور دوسرے کا کہنا علماء اور مفتی اسرار الحق کے دوسرے گروہوں پر نہیں۔ بلکہ پہلے کے قریب ہی جا نہیں تو حضرت موسیٰ نے حکم کی پیروی فرمائی۔

اور اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حکم فرمایا اور ان کی نصیحت کر لی اور انہیں ناکب کے پہاڑ سے کہنی امارا نکلنے سے ہمت کے کام کو نہ لینی سمجھ دیا مگر حضرت موسیٰ نے ان کو سمجھا یا حضرت موسیٰ نے ساری رات نکلنے کو لوگ کہنے لگے کہ تم یہاں پہنچیں اور کہا کہ آپ پر ہمارا غرور جاری کی طرف سے ختم نہیں ہوگا۔ لیکن ہم خوف کرتے ہیں کہ ہمیں کھنڈ کر دیا جائے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو ان کے ہاتھ میں پتھر تھا۔

کے ساتھ طرہ کی بائیں جانب میں ان سے وعدہ کیا اور چہرہ انہی کی طرف منہ کر کے حلق میں ہر ایک کا منہ ڈال کر مارتے۔

اور سرد و سحر کی حالت میں شدت ضرورت کے موقع پر جب بھی ہائی کا کوئی بندہ سب سے جس کو ہوسکا ایسے وقت ان پر من و سولی کی نعمت نازل فرمائی۔ جب سچا کرتے تو من (جو دانے ہوتے تھے) اپنے گھروں کے درمیان میں پستے اور بیانی ایک دن کی حاجت کے لئے اٹھایے۔ جو زیادہ اٹھا تو قراب ہو جاتے۔

اور جو کہ کھانا کھاتا تو اس کو کافی ہو جاتے اور زیادہ ہونے تو بچے ہی نہیں، باطراب ہو جاتے پھر ان سے روٹی پکاتے اور خوب طبع بھی ہوتی تھی پھر شام ہوئی تو پرہ سے جو سولی کھاتے ان کے گرد و پیش آ جاتے تو یہ بغیر کسی شفقت کے آسانی سے ان کو پکڑ لیتے اور اپنے بندہ آٹھا کرتے اور جب گرمیوں کا موسم ہوتا تو ان پر دھول آ جاتے جو ان کو گرمی و بخوش سے بچاتے جیسے دھند دھول انھوں میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اے آل یعقوب! میرے وعدہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر رکھے تھے اور اس افراد کو پورا کر دو جو تم نے مجھ سے کیا تھا اور اس اس افراد کو پورا کر دو جس نے تم سے کیا تھا اور دیکھی سے اور جو اور جو کتاب میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ) کا ذکر کیا ہے جو تمہاری کتاب (تورات) کو چاکشی ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس سے عکسوں نہ بنو اور میری آنکھوں میں (توریت کر کے) ان کے کہ یہ تعویذ کی حقیقت (یعنی انہی کی شفقت سے حاصل کرو اور انھی سے خوف نہ رکھو اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جی بات کو جان بوجھ کر نہ مچھاؤ اور نماز چھوڑ کر عبادت کو ترک کر دو اور خدا کے آگے) نکلنے والوں کے ساتھ جھکا کر (پ) کیا (صحن کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو بکلی کرنے کے لئے کہتے ہو اور اپنے کو فراموش کئے دیتے ہو خدا کی قسم کتاب (خدا) بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ اور (ربیع ہر تکلیف میں) الحاد سے مدد کیا کرو اور بے شک لڑائوں میں تمہارے لوگوں پر (کہاں نہیں) جو بھڑ کرنے والے ہیں جو یقین کے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے بے وفائے ہیں اور ان کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے یعقوب کی اولاد! میرے احسان یاد کرو جو میں نے تم پر رکھے تھے اور یہ کہ میں نے تم کو جہان کے لوگوں پر نصیحت کی تھی اور اس دن سے اور جب کوئی کسی کے بھائی کا کام سے اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے تو کسی سے کسی طرح کا بدلہ نہ لیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) کو حاصل کر سکیں اور (اور) اس احسانات کو یاد کرو (جب ہم نے تم کو ان فرعون سے خلاص کیا تھی وہ (لوگ) تم کو یاد اندھرتے تھے تمہارے جن لوگوں کو کڑا لے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے (نعت) آتی تھی لیکن اور جب ہم نے تمہارے لئے دو پاکہا زانو تم کو تو تورات دی اور فرعون نے تم کو غرق کر دیا اور تم و کیسی تورو ہے تھے۔ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا تو تم نے ان کے بیٹے جعفر کے (معبود) سحر کر لیا اور تم علم کو رہے تھے پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور انجیل عطا کی تھیں تاکہ تم جوایت حاصل کرو اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائی تم نے مجھ کو (معبود) اختیار کرنے میں (یہ) اختیار کیا ہے تو اپنے پیار کرنے والے کے آگے تو یہ کہہ کر اپنے تئیں ہلاک کر دو اور تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں کیا بھرتے ہے پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا ہے بلکہ معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے اور جب ہم نے (موسیٰ سے) کہا کہ وہی جب تک ہم خدا کو ماننے نہ چھوڑیں گے تم پر ایمان نہیں لائیں گے تو تم کو بکلی نے اختیار اور تم کو یاد ہے تھے مگر موت آ پالے کے بعد ہم نے تم کو سرور و زندگی عطا کر دیا تاکہ اسان مانو اور دل کا تم پر مایہ کئے رکھا اور (تمہارے لئے) من اور سولی تیار ہے جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں ان کو عطا (یہ) اور تمہارے بزرگوں نے ان نعمتوں کی توثیق نہ جانی اور ہمارا دیکھو نہیں گاؤ تھے بلکہ اپنی نقصان کرتے تھے۔ (۱۱)

جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے (خدا سے) اپنی مانگنا تو ہم نے کہا اپنی مانگی پھر یہ بارہ (انھوں نے) مانگی داری) تو پھر اس سے بارہ چشم بھوت نظر ہو تو ہم لوگوں نے انہیں اپنا حکمات معلوم کر کے (پانی پی لیا) (ہم نے غم دیا کہ) خدا کی (مطافرائی ہوئی) دزدی کھاؤ اور جو بحر زمین میں فساد کرتے ہیں پھر بارہ (جب ہم نے کہا کہ موسیٰ! ہم سے ایک (یعنی) کھانے پر ہم نہیں ہوسکتا تو اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ تمہاری اور تمہاری قوم اور سرور (یہ) اور (یہ) جو نجات زمین سے مانگی ہیں اور سے لے لیا کرو) انھوں نے کہا کہ بھلا ہم وہ چیزیں چھوڑ کر ان کے بہ لئے تامل چیزیں کیوں چاہے؟ (اور اگرچہ چیزیں مطلوب ہیں) تو کسی شہر میں جاؤ اور وہاں جا بھگتے ہوئے جانے گا اور خزاں رات (اور سوائی) اور جانی (یہ) دینی (وہی) (۱۲)

ان سے چٹائی کی اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے یا اس لئے کہ وہ خدا کی آفتوں سے انکار کرتے تھے اور ان کے انبیوں کو ناحق قتل کر دیتے تھے (یعنی) یا اس لئے کہ ان فرما بی گئے جاتے اور وہ سے بڑھتے چلے جاتے تھے۔^(۱)

ان مذکورہ آیات میں احسانات ہادی تعالیٰ کا قصصی ذکر ہوا ان لئے لئے من و سلویٰ جیسی نعمت آسانی سے سہا فرمائی جولہ بے اور ذاکر رکھا تھا اور بغیر کسی مشقت و تکلیف کے حاصل ہو جاتا جس کی کوئی گندم کے بر سٹیں جاتا اور شام کو برکت کو سنت کا کام دے جاتے اور اپنی کا انکسار بھی خوب ہو کہ حضرت موسیٰ نے لنگھائی حجر پر صدارت پر چشم چوت پر ان سے بارہ چشمے بنے ہر فریق کا ایک چھوٹا چشمہ اور سب سے چھٹا صاف ٹھکانہ پانی اس سے خود بھی پیراب ہوئے اور اپنے مومنیوں کو بھی پیراب کرتے اور فقہ و عارفیت و غیرہ کو لیتے اور گزلی کے وقت ہال ان پر سایہ ظن ہو جاتے۔

اور یہ خدا کی طرف سے عظیم نعمتیں تھیں اور بڑے عملیات تھے لیکن اللہ کے بندوں نے ان کا حق ادا نہ کیا، جیسا کہ حق ہوا کہ نہ تھا اور یہ ان کا شکر ادا کیا اور ان کے بے خدا کی عبادت کی، اور ان نعمتوں سے بھگ وال ہو گئے اور ان بات میں بڑھ گئے اور عرض کیا کہ ہمیں اس کھانے کے ہلے کچھ اور مانا چاہئے مثلاً لکڑی ہوتی کاریاں ہوں، گندم ہو، مسود کی دال ہو، پیاز ہو، ان کو ان چیزوں کی جس سے ہم انکس نے درخواست کی پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ان کا اور زجر و عیب کی اور پندہ کی کاٹ کر کرتے ہوئے فرمایا (بھلا تم جو چیزیں چھوڑ کر انھیں جی رہے کیوں چاہتے ہو؟) اگر تمہیں جی رہے مطلب جی تو کسی شہر میں داخل ہو جائیں گے جو وہاں مل جائے گا۔

یعنی جو کچھ خواہش و طلب رہے اور ان نعمتوں کو چھوڑا جائے ہو تو ان تمہاری پندہ کی چیزوں سے ہر چھوٹا و بڑا شہر پرانہ ہے جب تم وہاں آؤ گے اور اس سرے سے ان کو جس کے تم حاصل نہیں لکھو خواہ اس کو چھوڑ رہے ہو تو یہ سب خواہش تمہاری وہاں چوری ہو جائیں گی اور یہ دلچسپی تمہاری تمہاری تم کو مستحب ہوں گی لیکن میں وہاں تمہاری بات کا جواب نہ دال گا اور تم کو وہاں تمہاری خواہشات تک پہنچاؤں گا۔

اور یہ کہ یہ صفات دلالت کرتی ہیں کہ لوگ کسوع را چیزوں سے باز نہ آئے تھے اور اس کے متعلق فرما دیا کہ ان کو پہلے بھی چکا تھا کہ اور تم اس کھانے کی چیز میں کئی نہ کرنا اور تم پر میرا غضب اترے گا اور جس پر میرا غضب اترے گا وہاں ہلاک ہوا۔

یعنی ان کے لئے جسے خدا ہادشا کا غضب اتر گیا ہو، ہلاکت و تباہی کا مستحق ہوا۔

لیکن ساتھ ساتھ ان افراد میں نے اس سخت و عید کو امید و منتظر کے ساتھ دیا یا لیکن اس شخص کے لئے جو توبہ تائب ہو کر ایمان و عمل صالح سے آراستہ ہو اور پھر ہدایت کی راہ چلنے لگا جیسا کہ بتایا گیا۔

اور میں بہت منتظر کرتے رہا ہوں اس شخص کے لئے جو توبہ تائب ہو اور ایمان لایا اور عمل صالح کے پھر ہدایت کی راہ چلا۔

چلہ کشی اور دیوار الہی کی درخواست

اور ہم نے موسیٰ سے قبل رات کی عبادت ضروری اور وہی (درائش) اور مذکورہ گاتے چ (چلہ) کہو چاقو اس کے پروردگار کی پائیس رات کی عبادت چوری ہو گئی اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے (کو طور پر) جانے کے بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو، ان کی اصطلاح کرتے رہا اور شہریوں کے دست پر چلا، اور جب موسیٰ صبح کے منظر کے ہوتے وقت چ (کو طور پر) پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اسے پروردگار نے (جو) دیکھا کہ میں تیرا دیوار بھی دیکھوں، اور پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھو گے، ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو اور یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھ کو اپنے منہ کے جب ان کے پروردگار کی چلی پہاڑ پر نمودار ہوئی تو (چلی) اور دانی نے اس کو پروردگار پروردگار اور موسیٰ کے جوش ہو کر کر پڑا جب جوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور میں سجدہ کرتا ہوں اور جو اعلان لائے والے

جس ان میں سب سے سول ہوں، (خدا نے انہیں موسیٰ) میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے ممتاز کیا ہے تو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اسے
 پکڑ رکھو اور (حیرا) مگر جلالہ اور ہم نے (تورات کی تخلیق میں ان کیلئے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تحصیل کھودی پھر (اور شافریا کا) اسے زور
 سے پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان باتوں کو جو اس میں (مندرج ہیں) بہت بھترانے کا سہ ہیں، میں مقرر یہ کہیں، تا فرما ان لوگوں کا
 گھر دکھاؤں گا، جو لوگ زمین میں تاقی خود کرتے ہیں ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ دوں گا اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ
 لائیں اور اگر بائبل کا دست دیکھیں تو اسے (اپنا راستہ نہ لیں) اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے رست نہ لیں، یہ اس لئے کہ انھوں نے ہماری آیت
 کو بھلا دیا اور ان سے غفلت کرتے رہے اور جن لوگوں نے ہماری آنکھوں کو اور آفت کے آنے کو بھلا دیا ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے یہ جیسے فعل
 کرتے ہیں ان کو یہی باتی بدلے گا۔

یہ لوگوں کی ایک جماعت جس میں ابنی بنی امیہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسروق اور مجاہد ہیں فرماتے ہیں کہ میں رات میں وہ مکمل و ناقصہ کا مہینہ تھا اور
 وہ اب کے دس دن کے ساتھ چارے چالیس دن ہو گئے تو اس صواب سے اللہ کا حکم ان پر عید الاضحیٰ کو اور اسی کے شکر پر کثرت ہالے دن میں ہی اللہ
 نے محمد ﷺ بھی انکار میں مکمل کیا اور اپنی حجت پر ان سے اس کو مضبوط کیا، مقصود یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے وقت مقرر ہوا تو آپ اس
 میں روزہ دار بھی تھے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے اس چارے عرصے میں کوئی کھانا نہ چکھا تھا پھر جب مکہ پر اور اوتو ایک درخت کی سواک اپنے منہ میں کی
 تا کہ اس عرصے میں جو صوبے کے اندر ایک خاص بو پیدا ہوئی ہے وہ ختم ہو اور نہ فرخیدوار ہو جائے، مگر اللہ نے حکم کیا کہ اب اس دن اور غصہ نہ کرو اور
 روزہ رکھو اور اس کو روزہ دار پیدا کرو، جو تم نے حکم کر دیا ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک بہت پسند ہے، اس کی وجہ سے حدیث میں ہے (بے شک روزہ دار کے
 منہ کی بات کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے)

پھر جب آپ نے جانے کا پتہ فرمایا تو سب اس امر اہل کی تمام بنا متوں پر اپنا علیحدہ بھائی صادقوں کو مقرر کیا جو آپ کے محبوب و معلم اور
 بزرگ تھے جو آپ کے حقیقی بھائی یعنی ابابا آپ شریک تھے اور اللہ کی رحمت پہنچانے میں آپ کے وزیر تھے تو آپ نے ان کو مہیت فرمایا اور حکم فرمایا
 اور یہ بات حضرت صادقوں کی نبوت کے شاہان شان تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اور جب موسیٰ اپنے مقرر وقت پر آگئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا) یعنی اللہ نے یہودیوں کے پیچھے سے
 کاہنوں کو مگر خطاب صاف سنائی وہ دے اور تھا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کو پکارا اور عرب مناجات کی تو اللہ نے ان کو اپنے قریب کیا۔ اور اس کی
 حقیقت کیا ہے؟ تو یہ ظاہر ہے اور عقل سے باریا ہے اور معصوب بلند رہتا ہے، پس اللہ کی رحمتیں اس پر اتنی رہیں اور اس کا سلسلہ اس پر تازہ
 ہو رہا ہے۔

تو جب اللہ نے ان کو یہ بلند درجہ عطا فرمایا اور انھوں نے خطاب الہی میں کیا تو اب شوق عشق نے ان کو کثرت میں اور حضرت موسیٰ اسی سے ہے وہ
 اٹھارے بیٹے جانے کا سوال کر بیٹھے، فرمان الہی ہے

اور وہ ذات جس کو اللہ میں اس (دنیا میں) کیونکہ جس جبروت قوی ہے اس کے سامنے یہ استعداد کر بیٹھے۔
 "ہر وہ کار، مجھے اپنی زیارت کروا میں آپ کی طرف دیکھوں گا؟ فرمایا تو ہرگز مجھ کو نہ کچھ سکے"۔ تو اللہ نے اسے مطلع فرمایا کہ اللہ عزوجل کی جلی کے
 سامنے کوئی شخص خیر نہ کر سکتا، ہرگز جو انسان سے نہیں زیادہ طاقت و جوت میں آگے ہے اور ایسا ثابت قدم اور پاک ہے جس کو کوئی چیز جھٹل نہیں دے سکتی وہ
 بھی درمیں کی جلی کو داشت نہیں کر سکتا تو اسے موسیٰ علیہ السلام کہاں کر سکتا کہ اپنے اعظم فرمایا۔

تو اللہ تعالیٰ:

(اور لیکن اسے موسیٰ علیہ السلام) میں نے آپ کی طرف راہیں اگر وہ اپنی جگہ ظہور سے نہ پھر فرمے کچھ نہ کیا گا۔
 اور کوئی کتابوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرمایا مجھے کوئی زعمہ نہیں دیکھ سکتا اگر دیکھ کر تو خدا ہو جائے گا اور نہ کوئی خشک چیز دیکھ سکتی
 ہے مگر دیکھنے کی تو وہ پانی پانی ہو جائے گی، اور صحیحین میں حضرت موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔
 اللہ کا کتاب نور کا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے اللہ کا قاب آگ کا ہے۔

اگر اللہ پاک اس کو اللہ پر تو لے کے چہرہ اللہ کی لوری کر نہیں دیاں تک پہنچیں گی جہاں تک اللہ کی نظر جائے گی اور جس مخلوق تک نظر جائے گی سب کو جھٹک لیا جائے گا اور جسم ہو جائے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس قول کے متعلق فرماتے ہیں۔
اس کو لگا ہیں نہیں ادا رک کر سکتیں یعنی اللہ کا تو بار پسا ہے جب وہ کسی چیز پر چلی ڈالے یعنی اس پر ظاہر ہو تو وہ چیز اس کی تاب نہ لا کر ختم ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا:

پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی چلی ڈالی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سونی علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب اتفاق ہوا تو عرض کیا (اللہ) بے شک وہ پاک ہے جس سے تو پہاڑوں اور ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے ہوں۔

پھر حضرت اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا (اور لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرے تو مجھ سے کچھ سنے گا) کیونکہ پہاڑ تو اللہ سے جو اور طاقت میں سخت ہے (پس جب اس کے رب نے پہاڑ پر چلی ڈالی) پھر سونی نے پہاڑ کی طرف دیکھا کہ وہ بھی زیارت چلی کی طاقت نہ رکھ سکا بلکہ شدت و جمال کے لحاظ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام اس کی یہ حالت دیکھ کر ہی بے ہوش ہو گئے۔

اور ہم انیسویں باب میں امام احمد لکھتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس کی سزا دینا چاہو تو اس کے عبادین میں سے جو اللہ سے سچا ہے وہاں سے لے کر اس کے رسول اکرم ﷺ نے اس آیت کی عداوت فرمائی:

فَلَمَّا جَعَلْنَاهُ رِجَالًا لِّجَبَلٍ جَعَلَهُ دَكَاوِلَ مَوْسَىٰ صَعَلًا

اور اپنی چوٹی اٹکی کے پورے لے کر اسے جڑ پر چھوڑ دیا کہ اس کو اٹھایا اور فرمایا اتنی چلی سے پہاڑ ڈال دیا۔ یہ الفاظ لیکن جبر کے ہیں۔

اور سونی کے حکم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ نے عظمت کی چلی فقط چوٹی اٹکی کے پورے کے پورے اٹھا کر اپنی چلی میں سے پہاڑ لگا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا فرمایا یعنی موسیٰ ہو گیا اور سونی بے ہوش ہو کر گر پڑے اور حضرت تھوڑے روزہ اللہ علیہ السلام نے اسے موت دیا جو مٹی اور گچ کی بنا ہوتی ہے کیونکہ اسے قربان باقی ہے۔

(پس جب اتفاق ہوا) یعنی سچ ہوئے (تو کہا پاک ہے جس کی ذات) یعنی بزرگی اور عظمت و جلال کی وجہ سے کوئی اس کو دیکھ نہیں سکتا (ایسا) آپ سے تو یہ کہتا ہوں) اگر اللہ بھی یہ دیکھ سکا تو سوال نہ کرے گا (اور سونی پہلا ایمان لانے والا ہوں) کہ کوئی نہ دیکھ سکا کہ وہ سچ کہتا ہے اور سچا کہتا ہے گا اور کوئی غلط نہ دیکھ سکا کہ وہ سچ کہتا ہے کہ کوئی نہ دیکھ سکا کہ وہ سچ کہتا ہے۔

(اور صحیحین میں ثابت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے انبیاء میں سے کسی پر غیبت نہ دو جس کی امت کے روز لوگ بے ہوش ہوں گے تو میں سب سے پہلے اٹاؤں گا تو میں دیکھوں گا کہ کوئی عرش کے پاؤں میں سے ایک پایہ تھامے ٹکڑے ہوں گے جس میں نہ پاؤں گا کہ مجھ سے پہلے ان کو اتفاق ہوا یا اللہ پر ہے ہوشی کی وجہ سے سب بچ گئے۔

اسی مذکورہ حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں اور اس کے شروع میں یہودی کا قصہ ہے کہ اس نے ایک انصاری صحابی کو کہا کہ خدا کی قسم سونی (پوری) انسانیت پر فوقیت دالے جس کو انصاری نے (مستور کی عظمت کا انکشاف کرتے ہوئے) اس کو کھانا پی دیا اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

یُحْصَا نَحْمَیْ مِنْ سَیِّئَاتِیْ فَرِیْقَتٌ شَدَّ۔
(۲) یعنی میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اسی کے شکر فرمایا اور اس میں یہ بھی ہے کہ مجھے سونی پر فوقیت نہ دو اور پھر پوری حدیث آگئی ہے۔

لیکن یہ مستور کی عاجزی و انکساری اور فروغی ہے اور انبیاء میں سے کسی کو عصیت اور بطور غصے کے کسی کو برتری دینے سے نہمانت ہے۔
یابو مطلب ہے کہ غیبت کی کوئی چیز نہ ہو اللہ کا کام ہے نہ کہ تمہارا لہذا تم اس بات کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بات تمہارے خیال سے مل نہیں

حوائی ملک شریع پر موقوف ہے

اور حضور نے اس کی توجیہ کی ہے کہ حضور نے یہ فرمانِ الٰہی انصافیت کی علامت ہے اور ان کے ساتھ آپ کو آپ کی انصافیت تباری کی توجیہ فرمادی
حضور کو حکم دیا کہ میں اس کو پس منظر ہے کہ تکلیف دہی، رعیت جو عاجزی و انکساری کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے
مائی میں یہی ہے کہ میں نے اس کو پس منظر ہے کہ تکلیف دہی، رعیت جو عاجزی و انکساری کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے
اور اس میں چھٹا کہ میں نے اس کو پس منظر ہے کہ تکلیف دہی، رعیت جو عاجزی و انکساری کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے
تم کہتے ہو کہ میں نے اس کو پس منظر ہے کہ تکلیف دہی، رعیت جو عاجزی و انکساری کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے اور ہر دین و دین سے عروا کی ہے

[illegible]

یہ بے ہوشی جب طاری ہوئی جب غرضہ مل حقوق کے لئے جھینے کے لئے اٹھی گا ہر فرما نہیں سکتا تو تمام ملک جھنجکی کا یہ نہ فکر ہے ہوش ہو کر گردن پر گئے تو ان میں سب سے پہلے خاتمِ اندام و اندام و اندام لگاتے تھے۔ یہی گڑب گڑب سنی علیہ السلام کو حشر بھی لگا یا یہ جوتے پاؤں میں گھاس پر حسادت مصدوق نے فرمایا کہ مجھے ملہ نہ ہو گا کے آواز نہ سمجھو سے پہلے جوتے میں آگئے تھے اس کی ہنسی ہے ہوش لگی ہوئی کچھ پہلے یا نہیں ہے ہوش ہو چکے تھے، دنیاوی طور پر یہ ہوشی کے کہ کتاب و فکر کی یہ ہوشی نہ ہوئے۔

[illegible]

نورشاہ کا فرمان کہنے سے سہی میں نے آپ کو لوگوں پر اپنی رشتہ داروں کے ساتھ ہم مکان کی وجہ سے نہیں لیا ہے۔
 ان کا مطلب ہے کہ آپ کے خاندان میں جو سچے مہمان خاںوں کے ساتھ رہتے ہیں، ان کی طبیعت ویسی نہ کہ پہلے درجہ کے لوگوں کے ساتھ رہنے سے
 کیونکہ ان سے پہلے معرفت ہر مہمان خاں سے حاصل تھی جسے کہ حضرت بابا واکم کے گھر میں پہلے پہنچ کر رہتے ہیں۔

یہی طرح آپ کے لئے حضور اکرمؐ کا جھوٹا سب سے بڑا نقصان ہے۔ اسی طرح آپ کا جھوٹا سب سے بڑا نقصان ہے کہ

[illegible]

۱۔ اگر ایسی ہی ہے (اور ہم اس کے لئے ہر ممکنہ اور ہر چھ کی تعمیل بخشنے میں تھک رہے ہیں)۔

یہی محرکہ ہے جس کا ہر ایمان ماں کو کھلا دلوں کا اور (مکرپ شہ پائی بات بکیر ہوں گا) کوئی دیکھ نہ سکتا کے مخصوص سے اپنے بات کی کہ ہمارے
 میں سے جو حد نہ ہوا ان کے سنی کو کھنکھاتا، فیر و فیر وہ سب چیزیں دشمنانہ، فردوس کو کھنکھاتا کہ ان کا جوہر یہ کہن ہوگیا ہیں اور (لوگو! میں جہاں میں
 کا حق سمجھ کر لے رہا ہوں کہ میں کی برائی کو (میں) کی کھنکھاتا کہ میں نے یہی خلاف حالات نہ نہ ان حالات و امور دیکھنے میں ہمارے
 بھی اظہار کی کہ میں کھنکھاتا کہ میں نے یہی خلاف حالات نہ نہ ان حالات و امور دیکھنے میں ہمارے
 ہیں اور (لوگو! میں جہاں میں کا حق سمجھ کر لے رہا ہوں کہ میں کی برائی کو (میں) کی کھنکھاتا کہ میں نے یہی خلاف حالات نہ نہ ان حالات و امور دیکھنے میں ہمارے
 آج کل کو کھنکھاتا کہ میں نے یہی خلاف حالات نہ نہ ان حالات و امور دیکھنے میں ہمارے
 کے کھنکھاتا کہ میں نے یہی خلاف حالات نہ نہ ان حالات و امور دیکھنے میں ہمارے

(نور و نور جہان کی شکل جب کہ ہے جہاں صفت کی طاقت کو جھوٹے ہیں مان کے کاٹل جا، ضائع کر دیئے گئے ہیں ان کے لئے عذاب الہی)

پھرے کا عبور ہوتا اور اس کی عبارت کا قصہ

ہر وقت جتنی نے سوئی کے بھرائے زہر کا ایک گچھا اٹھا لیا (۱) ایک قسم (۲) انہیں میں سے قتل کی آواز جتنی کی ان لوگوں نے سنی نہ بچا کہ وہ
 انسان سے بات کر سکتا ہے وہ ان کو ستا دیکھا سکتا ہے (۳) انہوں نے (۴) سوز کا لہا لہا (۵) اپنے جتن میں (۶) اٹھ کیا اور جب وہ پورے لہو کا کھار
 کر لہو کے جینے لگے کہ ہمارا پیر کا رگم پر دم نہ کرے گا کہ ہم کو کسوف و فرائے کا تو ام پر بار ہو جس کے اور جب کوئی آواز نہ سنی نہایت
 بے حد افسوس کی حالت میں وہ اپنے اسے تو پہنچے لگے کہ تم نے میرے ابو بہت حق پر غلطی کی، کیا تم نے، بڑے پیر کا کلام (۷) سنا (۸) پھر پاس
 (۹) آ کر (۱۰) ہر وقت غصہ سے دولت کی، اختیار و اہمیت (۱۱) ہمارے پہلی کے سر (۱۲) کے پاس (۱۳) کو کر کے اپنی طرف پہنچے لگے انہوں نے کہا کہ
 ہماری آپ بیتی کے لیے کڑوہ بکھتے تھے اور یہ تھا کہ اگر کوئی تو ایسا کام نہ کیجے کہ کسی کو پریشانی ہو گھٹنا لوگوں میں مت لایے جب انہیں
 نے دعا کی کہ میرے بھائی کو کسوف نہ آئے اور انہیں اپنی دولت میں داخل کرنے سے پہلے کہ سب سے بڑے کو ام کرنے
 سے پہلے (۱۴) خاں (۱۵) فرما (۱۶) کہ انہیں لوگوں نے گھر کے (۱۷) مسجد (۱۸) کا کھانا (۱۹) ان پر پیر کا کھانا (۲۰) حلقہ (۲۱) ہوا کہ ان کی زندگی میں دولت (۲۲) نصیب ہو گی،
 وہ ہم پر خوش مزاج نہ ہو بلکہ غلغلہ (۲۳) نہ کرے اور انہیں جن لوگوں سے سب سے کام کے کاروں کے بڑے بڑے کر کے لہو یا ان سے لے کر جو کچھ انہیں کر چکا
 ہو انہیں ان کے بھائی (۲۴) میں سے کہو (۲۵) انہیں (۲۶) انہیں (۲۷) انہیں (۲۸) انہیں (۲۹) انہیں (۳۰) انہیں (۳۱) انہیں (۳۲) انہیں (۳۳) انہیں (۳۴) انہیں (۳۵) انہیں (۳۶) انہیں (۳۷) انہیں (۳۸) انہیں (۳۹) انہیں (۴۰) انہیں (۴۱) انہیں (۴۲) انہیں (۴۳) انہیں (۴۴) انہیں (۴۵) انہیں (۴۶) انہیں (۴۷) انہیں (۴۸) انہیں (۴۹) انہیں (۵۰) انہیں (۵۱) انہیں (۵۲) انہیں (۵۳) انہیں (۵۴) انہیں (۵۵) انہیں (۵۶) انہیں (۵۷) انہیں (۵۸) انہیں (۵۹) انہیں (۶۰) انہیں (۶۱) انہیں (۶۲) انہیں (۶۳) انہیں (۶۴) انہیں (۶۵) انہیں (۶۶) انہیں (۶۷) انہیں (۶۸) انہیں (۶۹) انہیں (۷۰) انہیں (۷۱) انہیں (۷۲) انہیں (۷۳) انہیں (۷۴) انہیں (۷۵) انہیں (۷۶) انہیں (۷۷) انہیں (۷۸) انہیں (۷۹) انہیں (۸۰) انہیں (۸۱) انہیں (۸۲) انہیں (۸۳) انہیں (۸۴) انہیں (۸۵) انہیں (۸۶) انہیں (۸۷) انہیں (۸۸) انہیں (۸۹) انہیں (۹۰) انہیں (۹۱) انہیں (۹۲) انہیں (۹۳) انہیں (۹۴) انہیں (۹۵) انہیں (۹۶) انہیں (۹۷) انہیں (۹۸) انہیں (۹۹) انہیں (۱۰۰) انہیں (۱۰۱) انہیں (۱۰۲) انہیں (۱۰۳) انہیں (۱۰۴) انہیں (۱۰۵) انہیں (۱۰۶) انہیں (۱۰۷) انہیں (۱۰۸) انہیں (۱۰۹) انہیں (۱۱۰) انہیں (۱۱۱) انہیں (۱۱۲) انہیں (۱۱۳) انہیں (۱۱۴) انہیں (۱۱۵) انہیں (۱۱۶) انہیں (۱۱۷) انہیں (۱۱۸) انہیں (۱۱۹) انہیں (۱۲۰) انہیں (۱۲۱) انہیں (۱۲۲) انہیں (۱۲۳) انہیں (۱۲۴) انہیں (۱۲۵) انہیں (۱۲۶) انہیں (۱۲۷) انہیں (۱۲۸) انہیں (۱۲۹) انہیں (۱۳۰) انہیں (۱۳۱) انہیں (۱۳۲) انہیں (۱۳۳) انہیں (۱۳۴) انہیں (۱۳۵) انہیں (۱۳۶) انہیں (۱۳۷) انہیں (۱۳۸) انہیں (۱۳۹) انہیں (۱۴۰) انہیں (۱۴۱) انہیں (۱۴۲) انہیں (۱۴۳) انہیں (۱۴۴) انہیں (۱۴۵) انہیں (۱۴۶) انہیں (۱۴۷) انہیں (۱۴۸) انہیں (۱۴۹) انہیں (۱۵۰) انہیں (۱۵۱) انہیں (۱۵۲) انہیں (۱۵۳) انہیں (۱۵۴) انہیں (۱۵۵) انہیں (۱۵۶) انہیں (۱۵۷) انہیں (۱۵۸) انہیں (۱۵۹) انہیں (۱۶۰) انہیں (۱۶۱) انہیں (۱۶۲) انہیں (۱۶۳) انہیں (۱۶۴) انہیں (۱۶۵) انہیں (۱۶۶) انہیں (۱۶۷) انہیں (۱۶۸) انہیں (۱۶۹) انہیں (۱۷۰) انہیں (۱۷۱) انہیں (۱۷۲) انہیں (۱۷۳) انہیں (۱۷۴) انہیں (۱۷۵) انہیں (۱۷۶) انہیں (۱۷۷) انہیں (۱۷۸) انہیں (۱۷۹) انہیں (۱۸۰) انہیں (۱۸۱) انہیں (۱۸۲) انہیں (۱۸۳) انہیں (۱۸۴) انہیں (۱۸۵) انہیں (۱۸۶) انہیں (۱۸۷) انہیں (۱۸۸) انہیں (۱۸۹) انہیں (۱۹۰) انہیں (۱۹۱) انہیں (۱۹۲) انہیں (۱۹۳) انہیں (۱۹۴) انہیں (۱۹۵) انہیں (۱۹۶) انہیں (۱۹۷) انہیں (۱۹۸) انہیں (۱۹۹) انہیں (۲۰۰) انہیں (۲۰۱) انہیں (۲۰۲) انہیں (۲۰۳) انہیں (۲۰۴) انہیں (۲۰۵) انہیں (۲۰۶) انہیں (۲۰۷) انہیں (۲۰۸) انہیں (۲۰۹) انہیں (۲۱۰) انہیں (۲۱۱) انہیں (۲۱۲) انہیں (۲۱۳) انہیں (۲۱۴) انہیں (۲۱۵) انہیں (۲۱۶) انہیں (۲۱۷) انہیں (۲۱۸) انہیں (۲۱۹) انہیں (۲۲۰) انہیں (۲۲۱) انہیں (۲۲۲) انہیں (۲۲۳) انہیں (۲۲۴) انہیں (۲۲۵) انہیں (۲۲۶) انہیں (۲۲۷) انہیں (۲۲۸) انہیں (۲۲۹) انہیں (۲۳۰) انہیں (۲۳۱) انہیں (۲۳۲) انہیں (۲۳۳) انہیں (۲۳۴) انہیں (۲۳۵) انہیں (۲۳۶) انہیں (۲۳۷) انہیں (۲۳۸) انہیں (۲۳۹) انہیں (۲۴۰) انہیں (۲۴۱) انہیں (۲۴۲) انہیں (۲۴۳) انہیں (۲۴۴) انہیں (۲۴۵) انہیں (۲۴۶) انہیں (۲۴۷) انہیں (۲۴۸) انہیں (۲۴۹) انہیں (۲۵۰) انہیں (۲۵۱) انہیں (۲۵۲) انہیں (۲۵۳) انہیں (۲۵۴) انہیں (۲۵۵) انہیں (۲۵۶) انہیں (۲۵۷) انہیں (۲۵۸) انہیں (۲۵۹) انہیں (۲۶۰) انہیں (۲۶۱) انہیں (۲۶۲) انہیں (۲۶۳) انہیں (۲۶۴) انہیں (۲۶۵) انہیں (۲۶۶) انہیں (۲۶۷) انہیں (۲۶۸) انہیں (۲۶۹) انہیں (۲۷۰) انہیں (۲۷۱) انہیں (۲۷۲) انہیں (۲۷۳) انہیں (۲۷۴) انہیں (۲۷۵) انہیں (۲۷۶) انہیں (۲۷۷) انہیں (۲۷۸) انہیں (۲۷۹) انہیں (۲۸۰) انہیں (۲۸۱) انہیں (۲۸۲) انہیں (۲۸۳) انہیں (۲۸۴) انہیں (۲۸۵) انہیں (۲۸۶) انہیں (۲۸۷) انہیں (۲۸۸) انہیں (۲۸۹) انہیں (۲۹۰) انہیں (۲۹۱) انہیں (۲۹۲) انہیں (۲۹۳) انہیں (۲۹۴) انہیں (۲۹۵) انہیں (۲۹۶) انہیں (۲۹۷) انہیں (۲۹۸) انہیں (۲۹۹) انہیں (۳۰۰) انہیں (۳۰۱) انہیں (۳۰۲) انہیں (۳۰۳) انہیں (۳۰۴) انہیں (۳۰۵) انہیں (۳۰۶) انہیں (۳۰۷) انہیں (۳۰۸) انہیں (۳۰۹) انہیں (۳۱۰) انہیں (۳۱۱) انہیں (۳۱۲) انہیں (۳۱۳) انہیں (۳۱۴) انہیں (۳۱۵) انہیں (۳۱۶) انہیں (۳۱۷) انہیں (۳۱۸) انہیں (۳۱۹) انہیں (۳۲۰) انہیں (۳۲۱) انہیں (۳۲۲) انہیں (۳۲۳) انہیں (۳۲۴) انہیں (۳۲۵) انہیں (۳۲۶) انہیں (۳۲۷) انہیں (۳۲۸) انہیں (۳۲۹) انہیں (۳۳۰) انہیں (۳۳۱) انہیں (۳۳۲) انہیں (۳۳۳) انہیں (۳۳۴) انہیں (۳۳۵) انہیں (۳۳۶) انہیں (۳۳۷) انہیں (۳۳۸) انہیں (۳۳۹) انہیں (۳۴۰) انہیں (۳۴۱) انہیں (۳۴۲) انہیں (۳۴۳) انہیں (۳۴۴) انہیں (۳۴۵) انہیں (۳۴۶) انہیں (۳۴۷) انہیں (۳۴۸) انہیں (۳۴۹) انہیں (۳۵۰) انہیں (۳۵۱) ان

کھائے سکاں تم نے؟ تو تم سے (آگے بچانے میں) کیوں چھوڑی؟ کیا کہنا میرے بچے (آپ) ہیں اور اس میرے پروردگار، میں نے یہی طریقہ (آپ کی) چھوڑ دینے کی کڑی غرض سے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد اُن کی نحو و فطرت پر ساری اُن کو بچاؤ سے روک دیا تھا، مگر تمہاری قوم میں یہ قوم کے پاس ممانعت (اور) کہنے کے لئے نہ تو میری اجازت پروردگار نے تم سے بھلا دیا تھا، کیا تھا؟ کیا (میری) چھوڑ دینے کی موت (میں) حجاز (مسلم) کو لے کر آیا تھا؟ کیا تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے خطاب بھلا دیا؟ اس لئے ہتم نے تم سے پروردگار (کیا) خاص کے اختلاف کیا وہ کہنے کے لئے کہ میں نے اپنے عقیدے تم سے وعدہ کمال نہیں کیا۔ کہ تم لوگوں کے زہریلوں کا جو دھوکہ دینے سے تمہارے کسی کو (انگ) میں کھلائی، یہ اس طریقہ ساری نے اُٹھایا تھا، جس نے جس کے لئے ایک پیچھا چلا دیا، لیکن اسے (آپ) میں کسی آواز کے کی بھی نہ ہوگا کہ کہنے کے لئے کہ تمہارا پروردگار میری کاسیور ہے کہ وہ کھل کے کہیں ہر جگہ کہ جس میں کلمات کا

جواب نہیں دیا۔ اور ان کے کچھ قلع اور نقصان کا انتہاء نہ تھا۔ اور ان سے ان سے پہلے ہی مہدی تھا کہ ان کو اس سے صرف تہائی قدر آگئی تھی ہے۔ اور تمہارا ہر دروازہ گڑھا ہے۔ تو میری بیوی اور اس کے بچے کے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس رہا اس نے اس میں تمہارا (کی بچہ) باجہ قائم رہا۔ (پھر موسیٰ نے ہارون سے) کہا کہ ہارون جب تم سے ان کو دیکھا تھا کہ گھر نہ ہو گئے ہیں تو تم کو کس چیز نے دکھا (یعنی اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ۔) اٹھاتم سے میرے علم کے خلاف (کیا) کیا۔ کہنے لگے کہ جالی میری اور میری (کے بالوں) کو نہ بکریے تم اس سے اور کو آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے نئی اسرا اٹھ لی اسلئے فرقہ الہی اور میری بات کو غور نہ کیا۔ (پھر سامری سے) کہنے لگے کہ سامری یہ انبیاء حال ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے کسی چیز دیکھی جو انہوں نے اٹھی۔ دیکھی تو میں نے فرشتے کے پیش پا سے (مسیحی) ایک مٹی بھری۔

پھر اس کو (چمڑے کے قالب میں) الہی دیا اور مجھے میرے بیٹے نے (اس کا نام کو) ایسا بتایا۔ موسیٰ نے کہا ہاتھ کو دینا کی زندگی میں یہ ہے کہ کہتا رہے کہ تجھ کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اور تم سے لئے ایک اور عدد (یعنی عذاب کا) نہ تو تم سے مل سکے گا۔ اور میں مسیور (یہ کیا پیرا؟) قائم رہا۔ حلقہ قہار اس کو کچھ ہم سے جلادیں گے پھر اس کی رانہ کاوازہ اور ہاتھ پھینک دیں گے تمہارا مہمود خدا ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس علم پر چڑھ چکا ہے۔ (۱)

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اپنے رب کے پاس پہلے جانے کے بعد قوم کا چیلے سے کیا ہوا؟ اس کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یہ ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے رب سے مقررہ ملاقات تھی حضرت موسیٰ تو وہی تھے ایک سے پہلے اور مقام طور پر اپنے رب سے مناجات شروع کر دی اور حضرت موسیٰ نے اللہ عزوجل سے بہت سی اشیاء کے متعلق سوالات عرض کئے تو اللہ عزوجل نے سب کے جواب میں بت فرمائے۔ تو پیچھے کیا ہوا؟

پیچھے نئی اسرا اٹھ کر ایک شخص جس کو ہارون سامری کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس نے وہ تمام ساز و سامان نئی اسرا اٹھانے کے لئے جو وہ قبلوں سے عاریہ یا لٹا لے گئے تھے۔ پھر ان سے ایک چمڑا ہاتھ اور مٹی کی ایک مٹی اس کی ایک مٹی اس میں ذاتی جو اس میں سامری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں پر لٹائی کی حرکت کی تھی اور سامری نے جبرائیل کو اس حالت دیکھا تھا جب اللہ نے فرعون کو فوق کیا۔ ہر حال سامری نے یہ مٹی اپنے ہاتھ کے جے ہوئے چمڑے میں ڈال دی۔ تو وہ بھی اس مٹی کا رنگ دیکھ کر کہ جسے مٹی چمڑے کا رنگ ہے۔ اس نے کہا کہ ہاتھ ہے کہ وہ مٹی چمڑے کے سے جسم میں بدل چلا ہو چکا تھا۔ یعنی فرعون اور کوشت اور زندگی اس میں ہے اور وہی مٹی اور یہی قول اللہ عزوجل کا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اس کے پچھلے مقام سے داخل ہوتی پھر وہی اس کے منہ سے نکل جاتی تو اس سے نکل کی ہی آواز آتی تھی۔

پھر صورت جب اس میں سے تو اللہ عزوجل نے اس میں ذاتی اور نئی اسرا اٹھانے لگی سے خوش ہوئے اور اس کے گرد پیش رکھ کر نے لگے۔

(پھر کہا یہ ہمارا معبود ہے اور وہی کا معبود ہے۔ اور یہ لگے ہیں۔)

یعنی موسیٰ اپنے خدا کو ہار سے پاس بھول کر چلے گئے ہیں۔ اور وہی جا کر اس کو تلاش کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ ہمارے پاس ہے۔ اللہ پاک ان کی بے ہودہ خواہش سے بہت ہی بخشنده پاک صاف ہیں۔ اور اس کی ذات کا نام اور تمام صفات کا پیکر ہیں اور اس کی بخشش اور عطیہ ہے۔ انہیں ان کی

اللہ تعالیٰ ان کی کھاس کو باطل قرار دیتے ہیں اور ان کے اس معبود کی نفی فرماتے ہیں جو وہ اس عظیم ہے یا سرور اور شیطان سے فرماتے ہیں (کیا نہیں دیکھیں) دیکھتے کہ وہ (چمڑا) ان کی بات کا جواب نہیں دیتا اور ان کے لئے قلع نقصان کا مالک ہے۔ اور فرمایا (کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے بات چیت نہیں کر سکتا اور ان کی اس دوا کی اثر نہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی ہے۔ اور وہ تو ظالم لوگ ہیں۔)

پھر فرمایا کہ یہ جو ان سے جوابات بھی نہیں کر سکتا اور نہ جواب دے سکتا۔ اور نہ کسی قلع نقصان کا مالک ہے اور نہ سیدھی روئے بانی کر سکتا۔ انہوں نے ایسے بیوقوف کو معبود بنا رکھا ہے۔ یہ قلعہ وہ ظالم لوگ ہیں اور خود جانتے ہیں کہ یہ جو کچھ وہی جانتی چیز ہم نے گمراہی ہے یہ ہم کو بھی ہو سکتا۔

فرمایا اور جب وہ اپنے گئے پر چڑھیاں ہوئے اور دیکھا کہ وہ تو گمراہ ہو چکے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ان کا ادب ہم پر دم نہ کرتے گا اور ہماری منکرت نہ فرمائے گا تو ہم غاصرین میں سے ہو جائیں گے۔ (۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی گمراہ شدہ قوم کی طرف واپسی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کی قوم بھڑے کی مہارت میں بھی بڑی ہے۔ آپ کے ساتھ تختیاں جس جوتہ رات کے مضاف میں پر منتقل تھیں۔ آپ نے ان کو نیچے ڈال دیا۔ اور ایک قول کے مطابق وہ ڈالنے سے فوت تھیں۔ اہل کتاب کے نزدیک یہی قول صحیح ہے اور پھر اللہ نے ان کو دوسری تختیاں عطا فرمادی تھیں۔ لیکن قرآن میں مایہ الاظہار ہو چکا ہے جو نئے لوہان کے بدلے دوسری تختیاں بننے پر دلالت کریں مضاف انا ہے کہ آپ نے اپنی قوم کو گمراہی میں مبتلا دیکھا تو غضب میں آ گئے اور پھر تختیاں ڈال دیں۔ اور اہل کتاب کے نزدیک یہ بھی ہے کہ دوسری تختیاں جس جوتہ قرآن کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی تختیاں تھیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے اللہ کی طرف سے بھی اپنی قوم کی گمراہی کی اطلاع کی تھی لیکن اس وقت انا غضبنا کی مگر جب خود انھوں سے مشاہدہ کیا تو انتہائی رنج و غم ہوا اور فیصلے میں تختیاں بھی چھڑ کر گئیں اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ خبر معائنہ (خود دیکھنے) کی طرح نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن حبان اور امام احمد نے لکھ لیا اس وضیعت سے روایت کیا ہے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو اذیت دینے کی اور ان کے فسق فعل پر غصہ و زنج و سببی کی تو انہوں نے آپ سے اس پر ایک طعنے بیان کیا جو غلط طعناں تھا۔

انہوں نے کہا ہم لوگوں کے چرواہوں کا بوجھ بھارتی ہوئے تھے۔ پھر ہم نے اس کو (آگ میں) ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا۔ بنی اسرائیل نے اہل فرعون کا زہر و فیرونا گئے سے لے لیا تھا۔ اور اس میں بنی اسرائیل نے اپنے لئے گناہ فرار سے بچا تھا۔ جبکہ اللہ عزوجل ہی نے ان کو پہلے کا گناہ فرمایا تھا اور ان کے لئے عقیبتوں کا تمام مہل مباح (جاہل) کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ اہل حرب تھے۔ تو اس کو تو انہوں نے گناہ بکھار دیا اپنی جہالت اور اہل وحش کی کوتاہی کی وجہ سے جو چھڑے کی مہارت میں شہک ہوئے اس کو اپنے لئے گناہ زہر اور دیا۔ اور اس چھڑے کو کھانے و اوروں کا سم و دھار کا شریک ٹھہرا دیا۔ جو ظلم کی انتہا تھی اور اس میں کوئی حرج نہ تھا۔ (اسی کو کہا جاتا ہے طعناں گناہ و ترادف گناہ)۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو وجہ طلب ہوئے (اے ہارون جب تم نے ان کو گمراہ دیکھا تو کس چیز نے تم کو (روکنے سے باز رکھا) اور) اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ۔ یعنی جب تم نے ان کو گمراہی میں مبتلا دیکھا تو تم میرے پیچھے کیوں نہ آئے پھر اگر مجھے ان کے کلمات سے متاثر نہ ہوتا تو حضرت ہارون نے کہا (میں تو اس سے باز آنا آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرق ڈال دیا۔ تب حضرت موسیٰ نے کہا اور (وہاں) اسے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو کھانا کر کے اور تمہیں باقی رحمت میں داخل کرے تب سے یہ نہ کہہ کر تم کرنے والا ہے)۔

اور حضرت ہارون علیہ السلام بنی اسرائیل کو اس فسق و فسق فعل سے شدت سے منع کر چکے تھے۔ اور اپر ٹوبہ و زنج و سببی کی تھی۔ فرمایا ہارون ہے (اور یہ ملک ہارون نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگوں سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے) یعنی اللہ نے اس چھڑے کو تمہارے لئے آزمائش بنایا ہے کہ اس میں سے آواز بھی نکلتی ہے تو کہیں تم اس کو معبود نہ کہو۔ اور اسے حضرت ہارون نے فرمایا (اور یہ ملک تمہارے آپ تو زمین ہے لہذا میری بیوی دینی کر اور میری فرمایا ہارون کی) یعنی وہ آپ کو تمہارا اللہ و زمین سے نہ کہ یہ چھڑا لہذا اتم میری یہ بات مان لو اور اس کی اطلاع کرو لیکن وہ (کہنے لگے جب تک موسیٰ اور اسے پاس دیکھیں تا کہ میں تم کو اس پر قائم کر دوں)۔

تو کہو آجوں میں اللہ عزوجل نے حضرت ہارون کی حمایت میں گواہی دی اور اللہ جل جلالہ میں کافی ہے۔

ہارون علیہ السلام نے واقعی ان کو روکا تھا اور زنج و سببی کی تھی لیکن انہوں نے آپ کی اتباع نہ کی۔

اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے (فرمایا اسے سامری تمہارا کیا مقصد ہے)؟ یعنی کس چیز نے تجھے اکسایا اور تمہارا کرے ان کو گمراہ کر بیٹھا تو وہ (کہنے لگے میں نے انکی چیز دیکھی تھی جو اس نے انھیں دیکھی تھی)۔ یعنی میں نے خبر لی کہ تم کو گمراہ کرنے پر اس کو دیکھا تھا۔ (پھر

میں نے قریش کے نقش پا سے ایک غلطی مہرزی) یعنی جبرئیل کے ٹھکانے کے نقش قدم سے ایک غلطی مہرزی لی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ سامری نے حضرت جبرئیل کو ہوں دیکھا تھا کہ اس کا ٹھکانہ ایسی جگہ میں تھا جہاں اس کا تھوڑا سا دروازہ ہوتا تھا اور سامری وہاں سے بخوشی اٹھتا تھا۔ چاراب سامری نے اس کو سونے کے بجائے ہونے چھڑے میں ڈالا تو یہ دروازہ کھل گیا۔

اور جب وہ غریب پنج بن کی اس جگہ سے کہا (میر میں نے اس کو چھڑے کے قاب میں ڈال دیا اور مجھے میرے نفس نے (اس کا بہکا) اچھا بتایا (موسیٰ نے) کہا جانا تھو کہ (دنیا کی) زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ تو کہتا ہے کہ مجھے ہاتھ نہ لگنا اور یہ سامری پر وہ عاقبتی کدو کسی کو چھو بھی نہ سکے۔ کیونکہ اللہ نے اس پر کوئی بیماری مسلط فرمادی تھی اور اب اگر (کوئی اس کو پالے) یا اس کو چھوے گا تو دوسرے کو بھی وہی بیماری پڑ جائے گی اور یہ بیماری زندگی میں اس پر عذاب مسلط کر دیا گیا اور آخرت میں عذاب کی دھمکی دی گئی فرمایا (اور تیرے لئے ایک اور عذاب ہے (یعنی عذاب کا) جو تجھ سے ملے نہ سکے گا)۔ یہ آیت مبارکہ میں ہے چونکہ لکھ صو عدلین علفلہ اور آیت قرأت فی خلقہ بھی ہے آگے حضرت موسیٰ سامری کو فرماتے ہیں۔ (اور جسں مہرزی کو چاہا تو چھڑا پانچے کچھ ہم اس کو چھڑا دیں گے، پھر اس کی راہ کا گواہ کر دیا میں تمھیں دیکھ رہی ہوں)

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس چھڑے کو پا اور چھڑا اٹھا اور چھڑا کس چیز سے ایک قول تو یہ ہے کہ آگ کے ساتھ چھڑا دیا تو درخت اللہ علیہ وغیرہ کا پکی فرمان ہے۔ اور حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ سخت سختی سے اس کے ساتھ اس کو ختم کیا اور اس کتاب کے ہاں بھی ایسی ہی تصریح ہے۔ پھر اس کو سمندر میں پھینک دیا گیا اور بنی اسرائیل کو حکم ملا کہ اب اس سمندر کا پانی پئیس دن انہوں نے غم کی گھمیل کی۔ پھر جو بھی چھڑے کے پیر میں سے تھا تو اس چھڑے کی راہ کا اس کے غم میں پھنس جاتی اور ایک قول ہے کہ اسے غم کا رنگ زور پڑ جاتا تھا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ وارطائے ادا و اذلالہ کی عبادت اور وحدانیت کی طرف چھڑا فرمایا (بے شک تمہارا معبود وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز کو پہنچے ہے اور ماں ابلیس ہے لے بے شک جن لوگوں نے چھڑے کو معبود مان لیا تھا پھر پروردگار کا غضب واقع ہوگا اور دنیا کی زندگی میں دولت (العصب ہوگی) پھر ہم نبوت پاتہ سننے والوں کو ایسا ہی جلد دیتے ہیں اور اس آیت کو کھلک مسجورہ المعصونین میں لکھنا لہجری کو کھنڈی بھی پڑھا گیا ہے۔

اور آیت سے معلوم ہوا کہ ہر صاحب بدعت و شرک کو ہم قیامت کے دن عذاب سے اوجاد کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر علم و برداری اور رحمت و احسان کا ذکر ہے کہ اگر ان سے گناہ سرزد ہو جائے تو پھر وہ تو یہ کہیں تو اللہ عزوجل ضرور ان کی توبہ قبول فرمائیں گے اس کے حقیق فرمایا (اور جو لوگ بدعت میں گمراہ ہو جائیں گے پھر وہ اس کے بعد تو یہ کہیں اور ایمان لائے آئیں تو بے شک تیرا پروردگار اس کے بعد بہت مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔^(۱))

یعنی ہر گناہ کی معافی فقط توبہ ایمان و عمل صالح سے ہو جائے گی مگر چھڑے کی عبادت کے عظیم گناہ کی معافی میں عیسائی جانوں کی قربانی دینی پڑے گی۔ جیسے فرمان الہی ہے (اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تمہارا ختم ہے چھڑے کو (معبود) تمہارے میں (جو) اعظم کیا ہے تو اپنے پیار کرنے والے کے ساتھ یہ کہہ کر اور اپنی جانوں کو ہلا کر کہہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ پھر وہ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا بے شک وہ صاحب رحم ہے۔^(۲))

مذکورہ آیتوں سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے اس عظیم گناہ کی معافی اپنے آپ کو مل کر نہیں دیا گیا۔ اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ جو لوگ اس گناہ سے پاک تھے انہوں نے گناہوں میں ہاتھوں میں قائم نہیں (اور گناہ کو لوگ وہ زلزلہ اور ہلکا کر دیا اور پھر اللہ نے اپنی رحمت سے انکی گناہ چھڑا دی کہ قریب آئے گا اپنا سامی بھی نظر نہ آتا تھا۔ اور کسی کو اپنے رشتہ دار کی خبر ہوئی تھی مگر گناہ سے پاک لوگوں نے ان کی گد میں ادا شروع نہیں (اور کل کرتے رہے اور بندگان خدا کل ہوئے وہ حق کا ایک ہی مع میں سفر ہزار بنی اسرائیل اپنے گناہ سے برائت کے لئے جانوں کا زمانہ پیش کر لکھتے یعنی سفر ہزار کل ہو گئے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اور جب موسیٰ کا غصہ خفا ہو گیا تو تختیاں لیں اور اس کے نسخوں میں جاہلیت و بدعت قبیح ان لوگوں کے لئے چھاپے

ہو ان کی مکمل الشی ہے کیونکہ جب انہوں نے ہادی تعالیٰ سے زیارت کا سوال کیا تو ان کو کھلی کے زور سے اور کھٹکے کے خطاب نے دوچار کر دیا تھا جیسے فرمانِ انجیلی ہے (اور جب تم نے کہا کہ موسیٰ جب تک ہم خدا کو سامنے نہ رکھیں گے تم پر ایمان نہ لائیں گے تو پھر تم کو کھلی نے آگے اور پیچھے کر دیا ہے۔) مگر صورت آجانے کے بعد ہم نے تم کو از سر نو دعا کر دیا (جس کا معنی مانو۔) (۱)

اور یہاں پھر فرمایا (پھر جب ان کو کھلی نے آگے بڑھا کر (موسیٰ نے) کہا یہ وہ دغا مارا آپ چاہتے تو مجھ کو اور ان کو پہلے ہی سے ہلاک فرما دیجئے۔) لیکن اسحاق رحمۃ اللہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی اسرائیل کے سزا کا قصہ کو منتخب فرمایا تھا اور ان میں اخیر کا طغیر کے قاتل کے کٹورہ کا قصہ اور فرمایا تھا۔

پھر حضرت موسیٰ کی طرف اور جو کچھ تم سے سزا دیا اس کی توبہ کر اور اپنی قوم کے پیچھے والے لوگوں کے لئے بھی خدا سے توبہ کر اور پہلے روز سے دیکھو اور اپنے پکڑوں اور جسموں کو پاکیزہ کر دو۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو لے کر اپنے رب سے ملاقات کے وقت مقررہ طور پر پہنچے اور حضور سیدنا پر اللہ کی اجازت و علم کے بغیر کوئی نہ لے سکتا تھا۔ تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سزاؤں میں سے لئے اجازت طلب کی کہ وہ بھی کلامِ انجیلی میں اللہ کی اجازت سے آیا گئے۔

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کے قریب ہوئے۔ تو بادلوں کے ستون پہاڑ پر جمائے حتیٰ کہ پورا پہاڑ ڈھاکا لیا گیا۔ اور پھر موسیٰ بادلوں میں داخل ہوئے اور تم کو کہا قریب ہو جاؤ۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ عز و جل کی ملامت ہوئی تو آپ کی بیٹھائی پر نور چڑھ چکا شروع ہو جاتا۔ اور پھر کوئی بس آدم کی طرف دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پردہ چڑھا اور آپ لوگوں کی آنکھوں سے پردہ مٹا دیا اور تم بادلوں میں داخل ہو گئی اور جب آگے بڑھتی تو سب مجبور رہ جاتے ہو گئے اور اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سنا کہ اللہ سے کلام اور راز و نیاز میں مصروف ہیں اللہ پاک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے (میں نے فرمایا ہے کہ یہ نہ کر۔)

جب کھٹکے سے فراغت ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باہر چھٹ گئے تو آپ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے تب قوم نے کہا۔
اے موسیٰ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے حتیٰ کہ ہم اللہ کو اپنے سامنے نہ رکھیں انا کہتا تھا کہ ان کو کھلی کے بھٹکنے نے آگے اور ان کی راہ میں جسموں کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اب وہ سب مر گئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے مناجات کی اور آواز دہرائی سے پکارا اور عرض کیا اسے یہ وہ دغا مارا کہ آپ چاہتے تو پہلے ہی مجھ کو اور ان کو ہلاک فرما دیجئے تو آپ اس وجہ سے ہم کو ہلاک فرماتے ہیں جو ہم میں سے بے وقوفوں نے کیا)

یعنی ان لوگوں کے سبب ہادی تعالیٰ نے جنہوں نے گواہی کی پرستش کی، کیونکہ ہم ان کے کڑو توں سے بری ہیں۔ اور ان میں ہمیں عذاب، قیامت اور جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اللہ علیہ السلام نے کیا کیا کھٹکے کے خطاب نے اس وجہ سے بڑھا دیا کیونکہ انہوں نے اپنی قوم کو مجھڑے کی عبادت سے روکا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ عز و جل کو عرض کرنا کہ یہ صرف آپ کا فضل ہے اللہ کا مطلب ہے کہ یہ آپ کی طرف سے آوازِ اللہ ہے اور ان میں عید بنو اسرائیل اور ان کے والدین علیہ السلام نے اس پر آمین فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ ان کو اس مجھڑے سے نکلانے اور ان کی عبادت کرنے پر قدرت عطا کی تاکہ آپ انہیں جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی اپنی قوم کو بھی فرمایا تھا۔ فرمانِ باری ہے۔

(ان کو بادلوں نے پہلے ہی کہا کہ تم سے قوم پہلے تمہاری اس (مجھڑے) کے ساتھ آوازِ انجیلی کی ہے اور اسی وجہ سے فرمانِ باری ہے۔
(اسے یہ وہ دغا مارا کہ آپ اس کے ذریعے جھٹکوا جائیں گے اور یہ کہہ کر کہیں اور جھٹکوا جائیں جاہلیت فرمائیں ان کی حیثیت سبقت کرتی ہے اور آپ کی حیثیت دارا کے کوئی حال نہیں سکتا کوئی رائے نہیں کر سکتا۔)

(آپ ہی اللہ سے موسیٰ ہیں میں ہادی مقرر فرما دیجئے اور ہم پر وہ فرمائیے اور آپ معاف کرنے والوں میں سب سے بھر معاف کرنے

والے ہیں۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دی تھی اور آخرت میں بھی۔ بے شک ہم آپ کی طرف چلنے والے ہیں۔

یعنی ہم نے آپ کی جناب میں تو یہی کہا اور اپنے گناہوں سے رجوع کیا اور خیر دار ہو گئے۔ انہی عباس، محمد بن سعید بن مسیب، ابو العالیہ، ابو ہریرہؓ، عیسیٰ بن خاق، جسی بن ابی وہب، وکبا بن زمران سے اور حضرت عیسیٰ بن ابی کوہاشی سے آپ کے جواب میں اللہ نے فرمایا میرا خطاب جسے میں چاہوں پہنچاؤں۔ اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے (یعنی میں جسکو چاہوں جسکا لئے خطاب کروں اور وہ کچھ میرے پیدا کئے ہوئے ہیں) اور انکا اختیار کرنا بندوں کی تکلفی ہے جس کی وجہ سے ان کو گناہ ہوتا ہے۔

اور زمانہ الیوم یعنی اس وقت کل شئی کبیری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے اس کے حقیقی معنی میں حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

جب اللہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے فارغ ہوا تو ایک کتاب لکھی جو آپ کے پاس عرض پر رکھی ہوئی ہے جس میں لکھا ہے بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے (یعنی مغرب میں اس کو لکھ دوں گا ان لوگوں کے لئے جو توفیق پر اعتبار کرتے ہیں اور نہ کوکار کرتے ہیں اور وہ لوگ ہماری آفتوں پر ایمان رکھتے ہیں) یعنی جو لوگ ان صفات کے ساتھ مشغول ہوں گے ان کے لئے قطعی ناجی طور پر اپنی رحمت لکھ دوں گا۔ اور وہ لوگ اس رسول کی اجازت کرتے ہیں جو خبر پہنچا رہا ہے۔

تو آخری کلمے میں اسے امرائے کی کامیابی کے لئے محمد ﷺ پر ایمان لانے کی شرط قرار دی گئی جس سے امت محمدیہ اور ان کے پیغمبر محمد ﷺ کی عظمت شان اور موسیٰ علیہ السلام سے برتری ظاہر ہوتی ہے اور یہ شرط وصیحت ان بازو بازو اور جملہ باتوں میں سے ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ کے درمیان ہوئی ہیں اور ہم اس آیت اور اس کے بعد والی آیتوں پر خوب تحصیل ستانی تفسیر میں کلام کر چکے ہیں۔

۱۔ حضرت تادمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے عرض کیا ہے پروردگار میں (تورات کی) تختیوں میں پاتا ہوں کہ ایک ایسی امت آئے گی جو بہترین امت ہوگی لوگوں کے طبع وسانی کے لئے نکالی گئی ہوگی اور اس پر المعروف اور مخفی میں لشکر کرے گی پس اسے میرے پروردگار اس امت کو میری امت قرار دیتے گا اور وہ ملے فرمایا

وہو امی امت ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا پروردگار میں (تورات کی) تختیوں میں پاتا ہوں کہ ایک امت ہوگی جو توفیق میں سب سے آخر میں آئے گی لیکن جنت میں سب سے پہلے جائے گی تو اسے پروردگار ان کو میری امت قرار دیتے گا اور ملے فرمایا

وہو امی امت ہے۔

۳۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار میں (تورات کی) تختیوں میں ایک امت پاتا ہوں جسکی کتاب (قرآن مجید) ان کے سینوں میں محفوظ ہوگی اور اس کو وہ (پیغمبر کیجئے) پڑھیں گے۔

اور پہلے لوگ اپنی اپنی کتاب کو پڑھ کر ہیچ نہ دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ جب وہ کتاب اٹھا کر رکھ دیتے تو کچھ بھی یاد نہ رہتا اور کچھ نہ چلا تھا۔ اور اللہ نے اس امت کو اس قدر محفوظ و مطمئن فرمایا کہ اس کی امت کو نہیں ملے گا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار اس امت کو میری امت قرار دیتے تو اللہ عزوجل نے فرمایا

وہو امی امت ہے۔

۴۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار میں (تورات کی) تختیوں میں ایک امت پاتا ہوں جو ہماری کتاب پر ایمان لائیں گے اور آخری کتاب (یعنی سب کتابوں پر) ایمان لائیں گے۔ اور وہ اگر اس ابدیت کے فضول لوگوں سے قتل و قتل کریں گے حتیٰ کہ آخر میں کالے کتاب (دجال) سے قتل کریں گے پس آپ اس امت کو میری امت قرار دیتے تو اللہ نے فرمایا

وہو امی امت ہے۔

۵۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار میں (تورات کی) تختیوں میں ایک امت پاتا ہوں جو اپنے صدقات و زکوٰۃ اپنے

گھروں میں کھائیں گے اور بیچ بھڑکیا پورا کریں گے۔

لار پہلے لوگ جو قرانی کر کے اونکو مل بھی پہنچاتا تو آسمان سے آگ آتی ہس کہو کہ کمر چل ہرا اگر قبول نہ ہوتا تو آگ ہس کو نہ جلاتی بلکہ پرہے
دور سے ہس کو لگا جاتا۔ جبکہ ہس است کہنی لہذا لوگوں سے صدمت کے گمان کے قہراً کو دے دیا جائے گا تو ہس اے پرہنگار ہس است کہو
میری است دے دیا جے تو لہذا عرض کرنے لرا۔

وہی جسکی امت ہے۔

۱۶۔ بحرِ حضرت مونی علیہ السلام نے عرض کیا کہ دو روزہ ... میں تو رات کی تھکنوں میں اٹھتا ہوں جو کسی نکل کا اور وہ کہہ کر کہیں گے اور ابھی مجلسِ نماز نہ کر رہے تھے کہ ان کو اس کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی جو سات سو تک دین کو پہنچتی ہیں تو یہود اور کفار اس کو میری امت ہوا ہے جسے اللہ عزوجل نے فرمایا:

وہی کہہ رہا تھا کہ اس نے

۴..... پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یہ جنگار - میں (قوموں کی) تختیوں میں لٹکا ہوا ہوں جو خدا کی طرف سے مجھ کو بھیجا گیا ہے۔

۱۔ حضرت علیؓ کے اصحاب

اے حضرت عائشہؓ، رحمت اللہ علیہ فرمائیے کہ میں نے کہا کیا ہے کہ محمدؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قیامت کی آفتابوں کو جھینک دیا اور مریض کیا

اللهم اجعلني من امت احمد

اسلام نے مجھے ہیالو کی امت سے بنا رکھا ہے۔

اور بہت سے مفسرین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مٹا جنت کا ذکر کیا ہے اور بہت سی ایک باتیں بھی ذکر کی ہیں جنکی کوئی اصل نہیں ہے اور بھان میں وہاں خیمہ الشک تو بھی امد سے ذکر کرتے ہیں چنانچہ احادیث و آثار سے معلوم ہو رہی ہیں۔

جاوید احمد حامد محمد بن حاتم بن عباس اپنی گنج گھر میں حواص "تکلیف اللہ کا سچا مطلب سے ادنیٰ بقضی کے مطلق سوال کرنا" سے ذکر کرتے ہیں۔

(۱) انگریزی میں شجریہ سر منبر حضور اکرم ﷺ سے متقول حدیث نقل فرما رہے تھے کہ

[illegible]

پھر حضرت موسیٰ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ مجھے سب سے بڑھ کر دے دے۔ اور فرمودہ ان کے متعلق مقرر ہے میں تمہارا گناہ کی کرامت (بشارت و عزت) بھرے آسمان میں بھیج دوں گا۔ لیکن یہ اور ہے کہ کرامت نعم ہو سکتی ہے یا ان کا کہ انہیں بھیجی ہو سکتی ہے۔ ان کے لئے نہیں بلکہ اللہ کسی کو ان کے ساتھ دے کہ ان کے لئے بڑھ کر دے۔

اور اس کا سبب ان فرقہ گردان کا آنا ہے۔ میں نے یہ (پیشہ کوئی شخص نہیں ہوا) کہ وہ ۲۰ لاکھوں کی طرف سے (کیا کیا چیز ہے) پہچانی گئی ہے۔
 ہندوستان کا جوہر مل کر رہے۔ (۲)

(١) أخبرنا منصور بن سعيد الطاق، يبلغ ، حدثنا أحمد بن يحيى التميمي ، حدثنا سليمان بن علف ، عن طريق (عبد الملك بن أبي بصير) ،
 فبهان صالحان ، فلا سمعت التميمي ، يقول سمعت المصنف بن فضالة قال (ع) أبو بصير

(۷) دریافت کیا: میرے بندوں میں سے کونسا بکھوسا ہے؟

فرمایا: تم مال والا (یعنی اپنے مال کو بکھو گے)۔

اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان بھی نبی کو کثرت مال سے نہیں ہے بلکہ نبی کو پس کے نبی سے ہوتا ہے اور جب اللہ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے پس بھی نکھو دیتے ہیں اور اس کے دل میں فتویٰ رکھ دیتے ہیں۔ اور جب کسی کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کی آنکھوں کے سامنے قہر رکھ دیتے ہیں۔

ابن عباس صاحب مقصود یعنی کم مال والے کا یہ طلب بیان فرماتے ہیں جسکی حالت ناقص ہو اور اپنے مال کو کم بختا ہو اور لادنی کا خواہش مند رہتا ہو۔

(۸) اور ابن عمرؓ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا: مجھ کو وہ حد بتا دے کہ ماخذ روایت اگر نبی اور اس میں بھی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار میرے بندوں میں سے کونسا بندہ زیادہ علم والا ہے؟ فرمایا: جو لوگوں کے علم کی تلاش میں رہتا ہو اور ان کے علوم کو اپنے علم کے ساتھ جمع کرتا رہتا ہو۔ اس امید و خواہش میں کہ شاید کوئی ایسا بات مل جائے جس کی حدایت کا رعبہ میں جائے یا جسکی بات مل جائے جس کو بلاکت سے بچائے یا جو بچائے پروردگار کیا روئے زمین پر مجھ سے زیادہ کوئی علم والا ہے؟ فرمایا: ہاں حضرت علیہ السلام ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملنے کا ارادہ معلوم کیا۔ پھر ان کے طویل قصہ ہے جسکا ذکر انشا اللہ کتبہ و اساق میں آئے ہیں۔

اسی کے مضمون میں ایک دوسری حدیث ہے جو سند احمدی ہے۔

(۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار میرا مومن بندہ تو کیا میں تھی؟ پریشانی میں ہے فرمایا پھر اس کے لئے جنت کا دروازہ بھی تو کھل جاتا ہے جس کو کھاس کی طرف اسے موسیٰ یہ سب میں نے اپنے اس کو کھانہ سے ہی کے لئے تیار کیا ہے پھر حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔

اے پروردگار میری عزت کی قسم اور میرے حال کی قسم اگر وہوں کچھ کتا ہو اور وہوں سے بڑے لشکر اہلب آپ نے اس کو پیدا کیا ہے قیامت تک اسی حالت پر ہے اور پھر یہ لکھا کہ اس کا جو کچھ میں ہے شک اس نے بھی بھی کوئی تکلیف دیکھی ہی نہیں۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار میرا کافر بندہ تو کیا میں خوشحال اور خوش پیشی میں نظر آتا ہے؟ فرمایا پھر اس کے لئے جہنم کا دروازہ بھی تو کھل دیا جاتا ہے۔ اے موسیٰ یہ میں نے اس کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

اے پروردگار میری عزت کی قسم میرے حال کی قسم اگر میری دنیا میں اس کے لئے جو کچھ سے آپ نے اس کو پیدا فرمایا ہے قیامت کے دن تک۔ لیکن پھر یہ لکھا کہ اس کا جو کچھ میں نے بھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ اسی حدیث کی روایت میں منقول ہیں اور اس کی صحت میں نظر ہے واللہ اعلم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب سے کسی ایسے علم کا سوال کرنا جس کے ساتھ وہ اگر اپنی کرتے رہیں۔

(۱۰) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار مجھے ایسا ذکر سکھاد دیجئے جس کے ساتھ میں آپ کو یاد کر رہا ہوں۔

اور اس نے ساتھ ہی یہ بات بھی فرمائی کہ موسیٰ کو لا الہ الا اللہ۔ عرض کیا اے پروردگار میرے سارے بندے حق کہتے ہیں۔ فرمایا کہ لا الہ الا اللہ۔ عرض کیا اے پروردگار میں تو چاہتا ہوں یہ کوئی ذکر ہو جو میرے ساتھ خاص ہو فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان جمع سب کچھ

۱۰۰ مؤلف روایت ابن عمر بن عبد بن حبیب۔ عن بطریق الشیخ۔ عن حذرو بن عمرو۔ عن ابی بن عباس قال

۱۱۰ بیان الامام احمد حدثنا یحییٰ بن اسحاق، حدثنا ابن لعیجہ عن فرج بن ابی الہیثم عن ابی سعید الخدری عن ابی جندبہ بن

اصحابی، حدثنا ابن سلیمہ، حدثنا حرملة بن یحییٰ، حدثنا ابن وہب، أخبرنی عمرو بن المغیر، عن ابی جندبہ عن ابی الہیثم عن ابی سعید

اور اس میں زمین اپنی تمام چیزوں کے ساتھ ایک بڑے میں رکھ دی جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ اور لا یزولہ جبکہ جانے گا اور اس حدیث کی شہادت حدیث طحا سے ہوتی ہے۔
 اور اس کے علاوہ اس کے معنی میں وہ حدیث بھی ہے جو سنن میں حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا انھل دھار عرق کی دغا ہے اور انھل کرے جو میں کوئی اور جو مجھ سے پہلے آیا نہ لے سکی گا۔^(۱)

”لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ، لا الملک لہ، لا العبد و هو علی کل شیء قنیر“ ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے آیت انھل کی تفسیر کے موقع پر لکھا ہے۔ (۱) کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کئی اہل انھل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کیا آپ کا پروردگار سنا ہے؟ تو فرمایا نہ سنا۔

پھر انھل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوچھا اسے موسیٰ کیا انہوں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تیرا رب سنا ہے؟ میں نے انھل سے اپنے ہاتھ میں لہو پوری رات گزرتی رہی تو حضرت موسیٰ نے عزم کی جھلک کی اور جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا تو حضرت موسیٰ کو لگتا کہ آئی اور آپ تنھوں نے بل کر پڑے پھر چونک کر بیدار ہوئے نہ مہمبھی سے نہ شیشوں کو تمام ہاتھ کی کہ جب آؤں رات آئی تو آپ کو بھرا لگے نے لے لیا اور دونوں شیشے گر پڑے تو ٹوٹ گئے؟ جب تھوڑا دھلنے موسیٰ سے کیا۔

اگر میں بھی سنا تو آسمان اور زمین ٹکریں ہی ہلاک ہو جاتے جیسے شیشے میرے ہاتھ میں ہلاک ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ پاک نے اپنے حکیم پر آیت انھل کا دل فرمائی۔

اور ابن جریر میں ہے (۲) کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق نقل فرمادے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا اللہ عزوجل اس کو لے لیا ہے پھر انھل نے ایک نریشہ حضرت موسیٰ کے پاس بھیجا اس فرشتے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین راتوں تک جگا کر رکھا اور سونے نہ دیا پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انھل دیا اور وہ ہاتھ میں ایک شیشہ چھو لیا اور چھو کی کر ان کی حفاظت کریں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ آئے لگی اور آپ کے ہاتھ چمکے کھانے لگے حتیٰ کہ جب غنیمتے میں پروردگار کا تو آپ نے ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ لیا اور اس طرح ہوا شد کہ رتے رہے پھر نریشہ کا ایک جھکا لگا تو دونوں شیشے ہاتھ سے چرے اور گر کر ٹوٹ گئے۔

تو حضور نے فرمایا کہ یہ انھل نے حضرت موسیٰ کو ایک مثال سمجھائی کہ اگر اللہ بھی مانتے تو آسمان اور زمین یوں شامی ہو جاتیں کہ سوجھ۔

اور اس حدیث کا مرفوعہ ابن عمرؓ سے ہے کہ یہ موقوف ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کی اصل اسرائیلی ہو۔

اور فرماں الہی ہے (اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کہو کہ تم پر لکھا کہ تم کو کفر کیا (اور تم دینا) کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کی کوفت سے تم سے روٹا اور اس میں ہے اسے یاد رکھو۔ (عذاب سے) تنھوں کو تم لو تم اس کے بعد پھر مجھے اور تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی سے ہوئی تو تم خدا سے شکر پڑ گئے ہو۔) (۳)

اور دوسری جگہ فرمایا (اور جب ہم نے ان پر پھاڑا اور تم کو کفر کیا تو گو پاؤ باؤلی تھا اور تمہارا نے غالب خیال کر لیا کہ وہ ان پر مگر نہ والا ہے تو ہم نے کہا) کہ جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے اس وقت سے چکا سے ہو اور جو اس میں تھا ہے اسے یاد کرنا یہ کہ تمہارا (۴)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس تو راست کی تختیاں لے کر آئے تو ان کو حکم کیا کہ اس میں تورات کو قرض کر لو اس کی کوفت سے تنھوں کو۔ لیکن انہوں نے کہا اس کو ہم پر کھن کر یاں کریں اگر اس کے اور اور فراموشی آسان ہو تو ہم تو بل کر نہیں گئے (اور اگر مشکل

۱) اوصاف احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن عبدالمحسن اللہکی، حنفی علی بن عبدہ، حنفی احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن محمد بن عقیل

۲) حنفی احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن محمد بن عقیل

۳) حنفی احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن محمد بن عقیل، حنفی احمد بن محمد بن عقیل

— (جے ایم ایف) —

حضرت سہیل نے فرمایا: بخیر، جو بھی ہم تم کو بل کر وہی طرح تم کو دعا دے گا۔ دوسرے پر بات دہرائی گئی تب پھر سے زلمی و دھوکہ باز آیا، وہاں سے ہمارا ناسکے کروا کر اس کو بل چھوڑنے پر آمراں اعلیٰ کو بلایا گیا کہ اگر تم کو تواریک کے تمام احکام کو قبول نہ کرو گے تو یہ بدقسمت ہو کر رہ جائے گا۔ تب انہوں نے توئی کیا۔ ہمارا کہو کہ جسے ہم حکم دے رہے ہیں اسے نہ بد، نہ کیا عجز سے منہ بھی نہ اٹھیں۔ یہ جیاد کی طرف دیکھتے تھے جب یہ یہودیوں کا آن تک نہ لے سکے تھے تو بھی جہاد کا کہنے اور اس کو نہ دے بلکہ کڑی کی کہ نہیں ضروری ہے ہم سے جہاد نہ ہو بلکہ ہو۔

اس پر مبنی افواجِ برما سے وہ اہلِ بکرمین لڑکھڑکھ سے رہا ہے کرتے ہیں سب کو جب قوتِ انوکھوں کوں کر سٹایا گیا تو روئے زمین پر کوئی
جہازِ حادثہ نہ سمجھو کہ جو کشتیِ حادثہ نہ کہ۔

اور دے نہ گنا پر قیام رکھو، ای خوار جس پر بھی تو راستہ پڑ جائے گی اور (مشیت کے خوف) سے حرکت نہ کرے گا۔ اور اپنے سر

اسی کے خلق ہمارے ہیں (پھر تم اس کے بندو بھر گئے) یعنی پہلے اس عظیم ہمارے ہمارے احقر عظیم کا مشہور کیا پھر اپنے بے محدود اہل خداں کو توڑ بیٹھنے میں اگر پھر اپنا فضل بارہا کی رحمت ہے اسی کا کہ تم کو یہ خطاب کھلا کر دے گا تو ان اہل اہل و قیادہ کی طرف توبہ ان کی (اور تم نے سرینے بھر سے نہ جانتے)۔

مخبر اسرارِ محفل کی گائے کا ذکر

عہد جب ہوئی نے ایف ایم سے کہا کہ تم کو علم دے چکا ہوں کہ تم نے اس کا سوا دوا لے لیا تم سے ملنے کرتے ہو (امام نے کہا میں خدا کو پتا دے گا تم کو سزا کا پتا ملے گا۔)

انہوں نے کہا ہے میری نگار سے چاہیے کہ وہ ایسی جیتاؤں کو یاد دلائے کہ اس کی طرف سے

(سوی نے) کہا یہ وہ کارفرما ہے کہ وہ گئے دن تو اس کے علاوہ اس کے گھر کی ایک کھانہ کے دو جوان (یعنی انہوں) کو جو جیسا تم کو ظہور کیا ہے یہ وہی کھانا انہوں نے کھا ہے۔ ان کے گھر سے یہ بھی اسی کھانے کو ہم کو بھی دیا ہے۔ اس کا اس کا رنگ کیا ہے۔ سوئی نے کہا کہ اس کا رنگ گلابی ہے۔ اس کا اس کا رنگ گلابی ہے۔ وہ جو کہ کھانے والے (کدلی) کو قوت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا (اپ کے اپنے ہنگامہ سے) ہر سال کھانے کو کھانا ہے کہ وہ اس طرح کی ہے۔ ان کے بہت ہی کھانا ہے بلکہ دوسرے کے مقابلے میں وہی ہیں (ان کے) خاندان کے چاہنے والے بھی کھانا کھاتے ہیں۔ سوئی نے کہا کہ یہ خاندان ہے۔ یہ تمام کام میں درگاہوں میں جاتی ہیں۔ اور ان کے پاس پہلا اور دوسرا کھانا ہے۔ ان کے کھانا کا نام ان سے کہنے کے گلاب ہے۔ یہ سب باتیں اور دست و پاویں فرمیں (یعنی شکل سے) انہوں نے اس کا نام کنوڑا کیا۔ اور وہی کہنے والے تھے جنہیں۔ اور جب تم نے ایک کھانے کو لیا تو اس میں کھانا باہم بھجوانے لگے۔ یہ اس کے حوالے سے جو ہے۔ یہ خالص کوٹا کر کرنے والا تھا۔

اگر ہم اس موضوع پر غور کریں تو اس سے ظاہر ہوگا کہ اگرچہ اس دور میں کئی اصلاحیں ہوئی ہیں مگر یہ سب محض فحاشی کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس دور میں کئی اصلاحیں ہوئی ہیں مگر یہ سب محض فحاشی کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس دور میں کئی اصلاحیں ہوئی ہیں مگر یہ سب محض فحاشی کے خلاف ہے۔

میر جہانگیر نے سچ کی باتوں کے خلاف جانے کے لئے اپنے بھائی کو جھوٹا بیان دیا۔ اور عظیم شاہ کی صورت ظاہر کرنے لگا۔

آئی تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک شخص کو اس بخولی کے متعلق معلوم ہو ہے جس کو دلوں سے ہے جس کے متعلق ہم بد جانے لگے۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے درجہ سے اس کے متعلق سوال کریں۔

7 حضرت مولیٰ علیہ السلام نے اس کے متعلق دعا کی تو اللہ نے نعم فرمایا کہ ایک گائے بن جائے گی۔

فرمان)۔ بے شک وہ قوم کا کھڑا رہا ہے۔ تم ایک گائے ذبح کرو کہ جسے کھئے کر کیا آپ ہم سے خواہ کر لے جہاں؟ یعنی ہم تو آپ سے اس مخلوق کے مخلوق حاصل کرتے ہیں اور آپ ہم کو گائے ذبح کرنے کا فرما رہے ہیں تو حضرت مسیح علیہ السلام نے (کہا) میں انھیں کھلاؤنگا میں کہ میں ہا میں ہیں میں سے ہواؤں گی۔

میں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ تو میرے ہاتھوں کی طرح تھے۔ میرے ہاتھوں نے جہاد کیا ہے، جبکہ میں نے جہاد نہیں کیا۔
میں نے کہا: "میرے ہاتھوں نے جہاد کیا ہے، جبکہ میں نے جہاد نہیں کیا۔"

[illegible]

حاصل مقصود یہ ہے کہ جب اللہ کو درمائی عمر کی گائے ذرا کر کے کا حکم ملاستقی جو نہ لڑی ہو مگر ہوا اور نہ چھوٹا ہو تو ان میں عمارت مجاہدہ و ایثار و عہدہ عمر و حسن و اللہ اور ایک خاصیت قربانی ہے کہ پھر انہوں نے خود اپنے پرستی کی اور اس کے ہمک و ادب کے متعلق سوال کرنے کی بجائے تو ان کو کھڑے نہ اور نہ کھڑے کی گائے کا حکم ملاجی کیئے والوں کو بھی کھلی مصلحت ہو اور چار گھنٹہ پرندہ و درگ ہے اور اس پر بھی انہوں نے کسی نہ کی بلکہ اپنے حق اور پرستی چاہی اور کہ لہا (سوئی) کا اور نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ یہاں کرے میں کہ جسکی ہوا کیلئے کھڑے ہے ہم پر مشتمل ہوگی ہے اور ہم انشاء اللہ اپنے رب سے ملے ہیں۔

حدیث مرفوعہ: جس کو اللہ تعالیٰ کا نعم اور امین مقرر کیا ہے اسے مدد ملے گی۔

اگر فی ہر اہل سکھ (یعنی ہر مذہب) کو سمجھنے کو مقصود ہے تو چلی جائے۔

ابھاس حدیث کی محنت میں نظر ہے ہاں لکھنا۔

(نویسہ ہوئی ہے، فرما کر نظر فرماتے ہیں کہ وہ گائے ایسا جو کلام میں بھی کوئی نہ دلاور نہ مل جاتی ہو اور نہ کچھ نہ کہیں کہ میرا بپ کرتی جیسا میں کہتا ہوں۔) طرہ کا عجیب نہ تو یہ کہیں گے کہ آپ نے سنی ہوئی کہ وہ کچھ نہیں کہے اس کو نہ کیا کیا اور نہ فریب نہ ملے کہ کہتا ہے۔)

[illegible]

اب آپ نے پوری طرح حق ہیالنا کر دیا۔

لوہکا جاتا ہے کہ کئی امرا مکمل نے اس کے ٹوٹاں صفات کے ساتھ صرف ایک شخص کے پاس بیٹھا چراغِ دلورین کا اعلان فرما دیا اور قاتلوں کو امرا مکمل نے اس سے طلب کی تو اس نے انکار کر دیا اور اس کو قیامت کا معائنہ لازماً دل کر دے کہ اسے جی کہ حضرت موسیٰ رحمت اللہ علیہ کے فرماؤں کے مطابق جس شخص کے ہتھوڑے سے کسی قیامت تک گئی ہمارے پاس اس نے انکار کر دیا کہ جی تمہارے کھڑوں سے اس کو ہتھوڑے کی بجائیں گے۔

میراثہ کے فی سائے ان کو آج کر کے لاہور دیا (میراثہ میں نے اس کو فراع کی اولاد قریب تھو کہ وہ کرگزرتے) یعنی وہ اس معاملے میں مشرک اور

پریشان تھے اور کاساب ہونے کے قریب نہ تھے لیکن اللہ کے فضل سے کاساب ہوئے۔

پھر عزم کیا کہ مقتول کو کانے کے کسی گوشے کے حصے سے ملایا جائے اور ایک قول ہے کہ گائے کی دان سے ملایا گیا اور ایک قول ہے کہ اس بڑی کے ساتھ ملایا گیا جو ناک کی نرم ہڈی سے ملتی ہوئی ہے اور ایک قول ہے کہ شانوں کے درمیان کے کنگڑے سے ملایا گیا۔

الطرح کی بھی حصے سے ملایا تو اللہ نے مقتول کو زندہ کر دیا وہ کھڑا ہوا اور اس کی تیس خون بہا رہی تھیں۔

پھر اللہ نے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس سے سوال کیا کہ تجھے کس نے قتل کیا؟

جواب دیا کہ مجھے میرے بھائی نے قتل کیا۔

پھر یہ کہ کر رہ گیا اور جیسے تھوڑے ہی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ و قہر مانے گا اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے شاید تم عقل کرو) یعنی جیسے تم نے اس مقتول کے زندہ ہونے کا مشاہدہ کیا اسی طرح تمام مردوں میں اللہ کا حکم چلتا ہے۔ جب وہ ان کو زندہ کرے گا تو ایک ہی لمحے میں سب کو زندہ کرے گا۔ جیسے فرماتا ہے۔

فمیں کہ تہا زیدی یہی اکل اور وہ بارہ اٹھنا مگر صرف ایک جان کی طرح۔ (۱۱)

موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کی ملاقات

اور جب موسیٰ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دور درازوں کے شے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں بنے کا نہیں، خوف و ہراسوں چلا رہوں۔ جب ان کے شے کے مقام پر پہنچے تو اپنی پھٹی بھول میں تو اس نے دریا میں سرنگ کی طرح رست ڈالیا، جب آگے پہنچا تو موسیٰ نے کہا کہ بھلا آپ نے ایسا کیا کہ جب ہم نے ہجر کے پاس آرام کیا تو میں پھٹی (دھبی) بھول گیا اور مجھے (آپ سے) اس کا ذکر کرتے شیطان نے بھلا دیا اور اس نے جب طرح سے دریا میں اپنا رست ڈال دیا، (موسیٰ نے) کہا لیکن تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے تو وہ اپنے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ آئے، (وہاں انھوں نے) دار سے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے پاں سے رحمت یعنی نوحہ و نصیحت و ولایت، اولیٰ قبی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا موسیٰ نے ان سے (ازہن کا نام غفرنا) کہا تو علم (خدا کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی کی باتیں سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں، (خضر نے) کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر میرے کمرے کے دور میں کی نہیں غری نہیں اس پر میری کیوں کر سکتے ہو موسیٰ نے کہا اللہ اسے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے، اور میں آپ کے اور شاؤ کے خلاف نہیں کروں گا، (خضر نے) کہا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کوئی بات نہ پوچھا جب تک میں غور تم سے اس کا ذکر نہ کروں۔ تو دونوں محل پر سے یہاں تک کہ جب کشتی میں جاوے تو (خضر نے) کشتی کو پھاڑا (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اس کو اس لئے چھوڑا ہے کہ آپ لوگوں کو غرق کر دیں یہ تو آپ نے بڑی (عجیب بات کی، (خضر نے) کہا نہیں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ میرے کمرے کے دور میں کی نہیں (موسیٰ نے) کہا، بندہ بھول مجھ سے ہوئی اس پر اللہ نہ دیکھتے اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ آئے، پھر دونوں چلے، یہاں تک کہ (رستے میں) ایک کھانا (خضر نے) اسے مارا (موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بے گن و گن کو (باقی) اپنے قصاص نے مارا (اللہ بڑا) آپ نے بڑی بات کی، (خضر نے) کہا میں نے نہیں کیا تھا، تم سے میرے ساتھ میرے ہوئے گا، انھوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ ملے گا) آپ میری طرف سے خدا کے تعویذ کرنے میں عیادت کو کھینچ لگے پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں نے پاس پہنچے اور اس سے حدیٰ طالب کیا، انھوں نے ان کی عیادت کرنے سے انکار کیا، پھر انھوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی (جہاں تک کر اگر

جے ٹھکانوں پر کثرت سے چلتے ہوئے ہوں گے۔

وہیں چلے جاتے اس لیے کہ وہاں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس نے اپنی قوم کو غلامی سے نکلنے کے لیے کوشش کی ہے۔
آپ نے کیا؟ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

آپ نے کیا، میں سوچ رہی ہوں۔

فخر علیہ السلام نے کہا: نبی امر اعلیٰ ہوا ہے۔^۳

میری طبیعت نے کہا اکیس۔ جس اس لئے آیا ہوں، دکھ آپ جو بھولی جانے ہیں مجھے بھی تنہا ہیں۔

عقرب طیارہ اسلام نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز میری طاقات نہ دیکھیں گے۔ اسے دیکھی طیارہ اسلام میرے پاس آئے گا۔ کچھ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ مجھے خطا مانے میں ہرگز دلالت نہیں دے رہے ہیں۔ آپ کے علم کو ان افعال سے نہیں ملے گا۔

فتمی ایازم کے کہائیں اگر آپ میرے پیچھے چلتے ہو تو یہاں تک کہ مجھے سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کیا جس کی میں خود جانوں۔

مردوں میں ملے نہ تھے۔ ساحل سمندر پر دھنوں چلتے رہے چلتے رہے بھاریان کے پاس سے چٹکی گاڑ دی تو انہوں نے کشتی والوں سے ساحل کیا کر
 ایسا ہی ہمارا کاروبار ہے۔ انہوں نے خیر کو بیان کیا اور پھر ملنے لگے کہ خوں کو کھانے پر حار جاتے ہی خستے سے حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے
 تختوں میں ایک تختہ توڑ ڈالا تو مونی نے کہا کیا ایک آدمی تم نے ہم کو لکھ کر اسے کھانا کھا کر آپ نے اس کی کشتی کو توبہ کر کے اسے (آپ
 اس کے مال کو لے کر ہی تم کو آپ نے (پہنچا نہ دے گا کیا ہے۔

فقیر علیہ السلام نے کہا، کیا میں نے آپ کو گناہ کا نشانہ بنا دیا ہے میرے ساتھ میری زندگی کا جسکی گئے۔

عزیز! طبعاً انہوں نے کہا، حج میں کھول کر اس پر صبر اور ہمت نہ کر، تو اور جو سے معاملے میں دھمکے ہوئے ہو۔

یہ بھی کہ جس کا وہ فراموش ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سے کچھ کچھ لیا تو اس کا اجر ہے کہ وہ جہنم میں نہ جائے۔

[illegible]

اور وہاں صراحت کی کہ اے بھائی! یہ سب سچ ہے، جسے کہ حضرت نضر علیہ السلام نے ایک بچے کو اس سے بچوں کے ساتھ کہنے
دیکھا تو حضرت نضر علیہ السلام نے اس کا سر اپنے انھوں سے تھاوا ہے انھوں سے اس کو لے کر دینا تو حضرت موسیٰ سے مذہم کیا اور اس نے
کہا آپ نے ایک بچہ کو کس کو کہہ کر دیا ہے؟ آپ نے ملا کام کیا ہے؟ فرمایا کیا میں نے آپ کو نہ تھا کیا کتاب میرے
ساتھ میری کہ بڑا طاقت نہ بھی ہے؟ کہا اگر میں کے بعد میں آپ سے اس کو اس کو لے کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ میری طرف سے ہذا
آئی ہے۔

میرا دل بھی بڑھتی کہ ایک کشتی ہمارے پاس پہنچے تو رہنوں نے کہا کہ (یعنی ہوائی) طلب کی جہاز نے اسے یاد کیا ہے اس
 رہن کی سہلا کر۔

[illegible]

سورہ انعام نظر آتے ہیں اور یہی خواہش تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے ہوئے کہ غصہ نہ کرے اور وہ اس کی بات قبول کرے۔

مذکورہ قصے کے متعلق متفرق باتیں

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں حضرت ابن عباسؓ ان دنوں کو اس طرح ملاقات فرماتے تھے۔

پہلے قرأت ابن عباسؓ پھر قرأت مشہور دران:

وكان اما هم ملك ياخذ كل صليحة صليحة

وكان وراءهم ملك ياخذ كل صليحة غصبا

ابن عباسؓ

واما لعلام فكان كاهن وكان ابواه مومنين

ومشهور

واما لعلام فكان ابواه مومنين

(۱) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کے شاگرد پویش بن یونان بھی ملے۔ اور دونوں کے ساتھ چلی گئی تھی کہ چنان تک پہنچا اور وہیں نے دوسرا پڑاؤ لایا۔ آگے بڑھی کہ وہی کہتے ہیں کہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مرد کا اور فرمایا ہو گئے۔ چلی کے لڑخوڑی ہوئے کا سبب۔

(۲) سفیان کہتے ہیں اس پڑاؤ (جہاں وہ حضرات آ رہے تھے) میں ایک بانی کا پشترہ تھا جس کو حیات کہا جاتا تھا (یعنی وہی آب حیات) جو لوگوں کے درمیان غریب الناس کے طور پر مشہور ہوا رہا ہے۔ اور اس کا بانی جس چیز کو چٹکا تھا وہ زہہ وہ دھندہ ہوا جاتی تھی۔ جو چلی کو بھی اس بانی کا کچھ حصہ تھی۔ یہاں وہ لوگ کی کھڑی تھی وہی وہی گھر اور گھر و حرکت میں آئی اور رہتی ہوئی اپنے وطن سے دور تھی۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام یہاں پہنچے تو بھوک کے وقت فرمایا امان شہر چل کر بھوک (بھوک کی) شکاوت محسوس ہوتی ہے۔ اس

دعا کی کہتے ہیں: اے حضرت موسیٰ اور حضرت علیہ السلام دونوں بزرگ و صاحب رحمتی میں سوار تھے کہ اس دورانی ایک چیز اپنے گھر کے کنارے پہنچی اور اپنی بھی چلی گئے کہ ان کے پاس رہا ہے۔ اس کے طرف کے مطابق پانی لے لیا اس پر حضرت حضرت علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کو متنبہ فرمایا کہ سرے اور آپ کے علم کی نسبت خدا کے اسم سے لپکی ہے۔ اسی میں چلی کے مستند سے پانی لینے اور مستند کے رہبان سے ہے۔ اس

(۳) بخاری میں ہے کہ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا اہم حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے کہے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا مجھ سے کوئی بھی سوالیہ سوال نہ کرواؤ میں نے عرض کیا اب میں عباسؓ اللہ بھلا آپ پریشان کرے۔ کہ وہ بھی ایک شخص سے یہ قصہ سنا کہ کہتا ہے: وہ اس کو فربہ کہا جاتا ہے تو اس کا خیال ہے کہ (حضرت حضرت علیہ السلام کے ساتھ جرمی فحش میں جاتے والے موسیٰ) انسا اسرا کر کے موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں جو کچھ بھی ہیں؟

وہی حدیث کے راویوں میں سے ہیں جو کہتے ہیں مجھے مروی ہے کہ کہہ کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت سعید بن جبیر کو جواب دیا کہ نہ کہ وہی نے جھوٹ بولا اور ان پر تکیہ کرتے ہیں مجھے بخاری نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ نے یہ طویل جواب دیا کہ مجھے اپنی زبان کب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا۔

والطور والاشعار والاعمال الخ ليدفن من سلفي بن عبد الله بن حماد رحمه الله فخرج موسى ومعه لواء وضع بن زور ... الخ

والاعمال الخ ليدفن من سلفي بن عبد الله بن حماد رحمه الله فخرج موسى ومعه لواء وضع بن زور ... الخ

اشعار الخ ليدفن من سلفي بن عبد الله بن حماد رحمه الله فخرج موسى ومعه لواء وضع بن زور ... الخ

والطور والاشعار والاعمال الخ ليدفن من سلفي بن عبد الله بن حماد رحمه الله فخرج موسى ومعه لواء وضع بن زور ... الخ

حدیثِ دُر کی دوسری حدیث کے الفاظ اور طرق سے اہم عقیدہ ملی بحث علی نقیبر میں سورۃ کہف میں آئے ہیں۔

مورخان انہی (مورس) پر مشتمل ہیں جو (کنسٹیبل) کہتے ہیں ان کے اہم صفت پر مقرر تھے ان کے والد کالج تھے (اور ان کے والد کے بچے (اور ان کا خرافہ) ایک نئی ہے کہ وہ خود بخود کے فرمان چاروں میں کائنات کے کسی میں طریقہ اور مناسب ہے کہ وہ سونے کی کئی کئی اور ان میں تمام احادیث اور (کہتے ہیں کہ ان سے صرف ماہر کی ج۔

کہا وہ خدا جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا وہ سونے کی خوشی بخشی تھی اور اس پر شک ہو تھا، مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو عقیدہ پر یقین رکھے مگر کسی وقت جائے اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جہنم کا ذکر کرے اور جہنم ہی جہنم ہے اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو سوتے آکر کرے مگر کبھی غافل رہے؟

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

لہذا یہ صریح معترف ہے کہ باطنی اور ظاہری کے فرق کو روک کر صرف ظاہری اور باطنی کے فرق سے ہی گفتگو ہے۔
اور فرمان ہے کہ (وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ إِلَّا ثَمَرًا وَمَا الْحِسَابُ) (یعنی اس کتاب کی پڑھنا صرف ثمرہ ہے اور حساب نہیں)
پس یہ کہنا صحیح ہے کہ اس کتاب کی پڑھنا صرف ثمرہ ہے اور حساب نہیں۔

اور فرمان الہی (و جمعہ من و جمعہ) یعنی ہوا سے جو کیا یا خواہنا نکال لیں اور اُنہ سے گرم یا پانی یا طرف سے مرمت کی وجہ سے کیا ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہی تھے کہ کوکب کا نام اور اللہ کی طرف سے کہنے کے متعلق جس کے علم سے خدا کا کلمہ خرف سے
اور ایک قول یہ کہ اور رسول ہیں اور ایک قول یہ کہ کوکب ہی اور سب سے غریب اور غیب قول یہ ہے کہ اور شیخ تھے (مصفیٰ ابن کثیر رحمہ اللہ) یہ
فرماتے ہیں (مصحف مجتبے سے) اور غریب اور معجب قول یہ معلوم ہوا کہ وہاں فرعون تھا اور ایک قول یہ کہ وہ صومح کہ پڑا کا پڑا ہے اور یہ پڑا کا پڑا
سب سے عجب اور عریضی کہ مراد ہے۔

ایک جرم کہتے ہیں۔ مگر جسموں کی کتاب کہتے ہیں کفر“ انفرادی نامی ارشاد کے زمانے میں تھے اور ایک قول ہے کہ نفع و النفع میں سے پہلے جیسے اور اس کی ذوالقرنین کے متعلق خیال ہے کہ ان کی انفرادی بھی اولاد ذوالقرنین ہے جو اب ہم قلیل کئے گئے ہیں۔

اور لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت علیؑ اسلام نے آپؑ کی بات کو فرمایا تھا: میں نے نبی سے ان کی زندگی میں آپؑ تک پہنچے ہیں، اور ان کے قول سے کہہ
حضرت ابوبکرؓ علیہ السلام پر ایمان مانے اور ان کے ساتھ اہل کی طرف ہجرت کرنے والے کے انھوں کی دل دہش سے بچنے والوں کا، انہیں آپؑ کے
مطابق حکم سے ان کا قول سے بچنا، اور ان کے قول سے حضرت نضرؓ کے ساتھ رہنا، اور ان کے قول سے بچنا، اور ان کے قول سے بچنا۔

اور ان کے جرمِ ذمہ اللہ میرے لئے ہیں کہ ان فرعون اور سیاہ سپاہیوں کے اوس میں بہت طویل زمانے گزرے ہیں اور کوئی ملک سے چاہے کس
ہو سکے ان کے جرمِ گنہگار ہونے سے کہہ کے واقعہ ان کے گناہانے میں تھا۔ مگر براہِ حیات رہے حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زبا اور حضرت موسیٰ کی آخر
کائنات "موت" کا خوف نہ تھا۔ یہ شخص گنہگار اور یہ شخص ابرہہ بن کنانہ فرعون کی اولاد میں سے تھا اور فرعون کا فرما تھا: "موت" اور "موت" کو سہولت دینے والا
سے میراث و میراث کی کمی اور یہ عادل و راجہ تھا اور یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے خدشہ محکمہ کے طریقے (یعنی جس کی اور اس کے اور پہلا بادشاہ
ہے جس نے اپنی میں باوجود اپنے اور دشمنی، تنگ الگ گزرتا رہا اور اس کی بادشاہت تقریباً ۱۵۰ سال تک جاری رہی اور اس کے بعد اس کی
پہلی بادشاہت اسلام کی شکل سے تھا اور اس شخص سے بہت کچھ تعلیم اور فہم کا جو واقعہ خود روزی کی عقلوں کو حیران کرنے والے ہیں اس سوال میں جس سے
پتہ چلا ہے کہ یہ عقلیں اللہ کی نسیں سے ہیں۔ یہ بادشاہ

تو کہ جب نہ اپنے پیغمبروں سے جھگڑا کہ جب شیعہ کو کتاب میں دھمائی صلا کہیں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر ہے جو

تہذیبی قرب کی تصدیق کر لے تو قصص، نثر و سوانح پر ایمان لانا ہلکا سا ضرور اس کی مدد کرتی ہوگی اور پھر صبر لینے کے بعد اللہ نے ہم پر چاک کیا تو اسے اتر کر کیا اور اسے اتر کر پھر دوسرا کیا؟ (یعنی مجھے خدا کا قصہ آیا) انھوں نے عرض کیا: (ہاں) ہم نے اتر کر کیا (خدا نے اتر کر کیا تم کو؟) (ہاں) صبر و حیا نے (اے) گمراہ اور آدمی کی تہذیب سے تم کو تھوڑا بدل دیا۔^(۱۰)

[illegible][illegible]

موسیٰ علیہ السلام کی زندگی: آزمائشوں کے چیل میں
یعنی حدیث النور

ایک حدیث ائمہ حقان کے نام سے کتب میں موجود ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر آشوب و رقتہ رقتیں مرقعیں اور واقعہ تہ و محاسن کا تذکرہ ہے۔

اسلاماء و المؤمنات کی نئی اپنی سجن کی سناپ القیصر علی اللہ عزوجل کے مندرجہ ذیل فرمان کے تحت: یہ حدیث کو کرتا ہے۔

وَلَقَدْ نَفَّسْنَا لِيَجْزِيَكَ مِنَ الْغَمِّ وَلَقَدْ نَفَّسْنَا

کروا آپ نے ایک جان کو کل کیا بھرم نے آپ کو کلم سے نجات دی ہاں ہم نے آپ کو کل آزمائشوں میں ڈالا۔

(۱) اسید ہی جبروت اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے جب اللہ ہی میں راضی ہوا تو رضی اللہ عنہ سے نظر فرمایا کہ اس (مذکورہ بالا) قولی کے متعلق یہ چھ (۶) فقرہ فرماں ہے ہم نے آیت کئی آیت، مشکوٰۃ، اللہ (۱) اس سے کیا سرا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! ان پر عمل کرو لیکن حیران نہ ہو کہ یہ طویل بات ہے تو میں صبح ہو جانے پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا کہ چاہئے جسے محبت و وعدہ فرمایا تو کہہ دیتے خونِ سائیں گے اس کی کون آئینا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! ان پر عمل کرو لیکن حیران نہ ہو کہ یہ طویل بات ہے تو میں صبح ہو جانے پر حضرت

حضرت ابن عباسؓ کے ہم نشینوں کے کہہ سنان اللہ کے رسولؐ کا ذکر کرنا چلا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا کہ اللہ عز و جل حضرت ابراہیم

Appendix 1

[illegible]

طیبا السلام کی دناوشی و غیبا و دوری میں اس کا سلسلہ قائم فرمایا گیا ہے۔

تو محض صاحب نے کہا کہ اب بس اس امر اٹل کیسے کہ اپنے بادشاہ کے لئے کے حضور میں جہان کے کھلے کا دروازہ کھول دے اور اس کا پتہ شکوہ نہ کیا۔ جبکہ فرعون اور اس کے کم نشینوں اور اور دوا کا خیال تھا کہ یہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی آمد کی جیسے سے پورا ہو گا تو وہ وہ بدشاہ اور غیبا و دوری ہے لیکن پھر سفر اور دعا کی اس طرح مکمل پھر پر کشی تھی کہ اس سلسلہ یوسف علیہ السلام پر قائم ہو گیا۔ لیکن ان کو پھر بھی یہ خطرہ اس کی تیر رہا کہ اب بھی کوئی الگ ذخیرہ یا ذخیرہ قائم ہو سکتا ہے جس سے جاری حکومت کو نقصان کا اندیشہ ہے۔

فوری خیال کے تحت فرعون نے اپنے دو بارہاں سے پوچھا کہ اس کے علاج میں کیا کیا جانا چاہیے؟

دو بارہاں نے مشورہ و پارہاں سے اس مشورے پر حتمی ہو گئے کہ ایک عمارت بنائی جائے اور وہاں اس امر اٹل کے گھر ہوں میں پھر سے دور ان سے ساتھ چھریاں ہوں جو جس کو ملو اور کوئی پوچھنے لگے کہ یہی تیرا بیٹا ہے جو دور سے مل کر شروع ہو کر اس پر کچھ عرصہ تک مل رہا تھا۔

پھر فرعون کوئی کوئی خیال آیا کہ اس امر اٹل کے لئے سے ہرگز سے کوئی ایسی تدبیر کیا جیسی کہ کے بارہاں سے اس امر اٹل کے گھر سے یہ دور قریب ہے کہ اس امر اٹل کے گھر و قریب ہو جائے اور پھر حکام اور حضرت اور دونوں کے حکام ان سے ملنے چلیں اور خود کرنے پر جائیں۔ تو سپر سوچ یہاں کی گئی۔

اور اب یہ بات گئی ہے کہ ایک سال یا دو سال کوئی کیا جائے کہ دوسرے سال جو پیدا ہوں ان کو چھڑا دیا جائے لیکن ایک سال تو یہ نہ ہونے والا ہے لیکن ہوں اور دوسرے سال کوئی نہیں تھا تو یہ بچے بنے رہنے والوں کی تکرار جتنے کے ہر جہ سے کام کیا بھی چلتے ہیں گئے کیونکہ بچے جو رہے ہیں وہ کسی طرح ان سے بچا دیا نہیں ہو سکتے ہیں کچھ ایک سال یا دو چھڑا دیں گے۔

اس طرح جی اس امر اٹل کی محبت بھی کہ وہ بچے کی یعنی انفرادی معنوی طاقت نہ ہو بلکہ وہ دنیا یا دو لوگوں سے تم کو خطرہ ہو سکتا ہے اور جو کچھ بچے رہیں ان سے تم بچنے کا وہ کام بھی لینے ہو گئے۔

تو اس پلٹنے اور اٹھانے ہو گیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اصل فیر اور دو سال بچہ زندہ چھڑا دینے کا تھا اس سال ان کے حکم مذہب سے حضرت اہل ان میں سے السلام پیدا ہوئے۔

اس لئے ان کی والدہ نے ان کو یہ خوف و خطر عطا کیا۔

جب تک کہ وہ سال جس میں بچے چند طرف سے پہنچے تھے اس سال میں حضرت ام موسیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہیں اور وہ بھی جس طرح تھا اس سال کے ساتھ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی گھر گیا۔

یہاں پہنچ کر ان میں اس میں والدہ کو فریاد تھا کہ میں یہ بھی تو نہ آؤں ان کو اس سے ہے لیکن یہ ایک علت نہ تھی۔

جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنی والدہ کے حکم مبارک میں آئے ہی لائق ہو گئی یعنی آؤں ان کو اس کا سلسلہ نہ میں آنے سے پہلے ہی شروع ہو گیا۔ جو حضرت ام موسیٰ نے اپنی والدہ سے کہی تھی کہ وہ عروہ میں نے ان کو دلیرانی (یعنی دل میں آتے والی) خوف کر دینا کہ بے شک ہم اس کو تیرے پاس دیکھ کر ہر گز نہیں کہ اس کو رسولوں میں سے مانگیں گے پھر اللہ نے اس کو حکم دیا کہ جب بچہ چھڑا تو اس کو نبوت میں ڈال کر دیا میں بہادری۔

تو ایک دن ان کا کام موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بچہ کو دیا اور اس کو وہ میں ہی طرح بہادری و چاہی بہت اس میں ان کی نظروں سے داخل ہو گیا اور (تو وہ اس طرح کا اور غیلاظن کے پاس آئے یہاں کو وہ وہ اس میں نے اپنے ننھے بچے کے ساتھ کیا سلوک کہ ہے؟ اگر میرے پاس وہ نہ تھی کہ دیا جاتا پھر میں کو اپنے اچھے اچھے لوگوں کو دے لیگی۔ میرے لئے بہت اچھا تھا اس سے کہ میں نے اس کو سند دے ڈال کر سند ہی جانو وہ میرے چیلوں کے سپرد کر دیا؟

اور یہ بات کو پانی لئے چلا رہا میرے سپرد ہے وہ دیا کہ اس دے نہ تھی میں یہاں سے فرعون کی لڑکی کی خادما میں اپنی بھرتی تھی۔ وہیں نے بہت کی ایک ترکہ کر کے لیا اور کھولے گا وہاں کی بھرتی نہ تھی کوئی خیال کیا کہ وہ کھلے اس میں کوئی خزانہ نہ ہو مگر جس نے کھول لیا تو

پھر حکم یہ پہنچا نہ کرے کی کہ ہم نے اس سے کچھ نہیں لیا۔ تو اس خیال کے آتے ہی اس کا ہی طرح اٹھا کر کہ بالکل کھو نہ ہی نہ لے چلے۔ اور حکم کے سامنے چلے کر رہا۔

لکھنے لکھوا تو اس سے بچے کو لیا اور بچے کو یکے بعد دیگرے دے کر کہہ کر کہ بچے کی عبت نامی جائز نہیں کر دی کہ کبھی کسی سے اس کا نامی محبت نہ ہوگی۔

اور اہرام موسیٰ کا کیا حال ہوا؟

(وہ صبح ہوا دام موسیٰ طوطا پہنچا ہوئی کی دہرہ کا دل ہر چیز سے خالی رہا اور موسیٰ کے حلقہ فم و لہر کی آنکھیں دل و دماغ میں چلی رہی۔

اور دھر بھی جب ہوش وکے ٹکس میں بچے کی اطلاع کو سنا کر لے والے قصاصوں کی جماعت کو کوئی نو دو پھر اس کے حکم کے پاس پہنچ گئے تا کہ اس کو داغ کریں۔

اسے سننا بھی یہ بھی تو ان (آزاد شوں) میں سے بڑی آواز تھی۔

لکھنے لکھا اس کو کہ چند ایک بچے سے ہنس مرواؤں میں کوئی بڑا منافق نہ ہوگا۔ جی کہ میں فرعون کے پاس ہوا تو اس میں اس سے اس کو مانگی ہوئی کی میں اگر اس نے مجھ سے ہاتھ نہ دے میرے کرنے کی میں ملی تم نے بہت اچھا کیا اور اگر اس نے اس کے داغ کرنے کا حکم دیا تو میں حسیس کوئی تکلیف نہ لگی۔ پھر یہی یاد مراد کے پاس آئی اور کہا۔

فرعون ہی ولیک

پھر یہی یاد میری آنکھوں کی مضحکہ ہے۔

فرعون اب بخت نہ کیا تیسرے لئے ہوئی مجھ سے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس مقام پر رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

”میں نے اس ذات کی قسم کہ جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے کہ فرعون بھی اس کے بارے میں نہ لگے۔ انہوں کی مضحکہ ہونے کا قرار کر لیتے ہیں کہ اس کی بولی نے کیا تو اللہ پاک اس کو ضرور دے دے۔ عطا فرما دے۔ جیسے کہ اس کی بولی کو ہدایت عطا فرمائی لیکن فرعون پر ہدایت (اس کی) ہے اور بلی اور گستاخی کی وجہ سے (اس کا) نام گدی۔

تو فرعون نے جیسے جیسے ہدایت دی۔ پھر بولی نے اپنی ہاتھ لگا لیا۔ اسے کہا کہ جاؤ اس کے لئے کوئی ایسا (دور) ہے (والی) تلاش کر لائی۔ پھر جو عورت بھی اس کا ہے پھان میں دھری ہوئی نہ کرتے۔

لہذا کی کوئی شخص نہیں کہی کہ وہ وہ بچے نے قول نہ کیا۔ یا آخر چوٹی کو پہنچ کر وہ لڑا اور لڑ کر کہیں پہنچا کہ وہ کہہ کر مر ہی نہ دے اس طرح فرعون کی جیٹا کو اپنی خوف و ترسہ و لافٹ ہوا پھر بچے کو خدا مانوں کی گود میں دے کر باہر والا دھیرہ کا طرف راستہ کیا کہ کسی نہ کسی عورت کا دورہ چلاؤ شریعہ لکھی لیا۔

لہذا دھرم کی اچھڑنے سے بچے چلا وہ اس کے بعد فرعون میں جسے پھر اپنی اپنی یعنی میری کی کہیں کو کہا جاؤ اس کے بچے چھپے اور اس کو تلاش کر اور کو شہر نہ کر لیا کہ کوئی ذکر پڑا تو میرے گھر پر وقت بھر رہا ہے۔ یا اس کو جانو تو میرہ لکھنے کا لفظ نے جو سنی طلب اسلام کی ماں سے ہدایت کا وعدہ فرمایا تھا وہ اپنی ہاتھ کی ہاتھ کی وجہ سے بھولی نہیں تھی۔

پھر وہ اس کو گھنٹی دے کر ایک طرف سے لکھنا کہ اس کا تھا؟ بہت میں تھا ہے حسن حسب یعنی وہ ایک طرف سے بھگتی رہی۔ اور جب کہتے ہیں کہ انسان کی چیز کی تلاش کے لئے لکھنا وہاں لکھنے کے اور وہ اس کے پہلو میں ہوا اور اس کو اس کا پتہ نہ ملے۔

خیر ہم نے بھگتی رہی کہ آواز اس کا سلسلہ چل رہا ہے اور جب دیکھا کہ اس کا تمام (دور) ہے (والی) کا جہاں آگے نہیں بڑھ سکتی ہے کسی کی گرد و گردہ کے لئے قول نہیں کیا تو میں خوشی سے بھر گئی اور فرعون میں کہا تھی۔

”کیا میں تم کو اس کا کھانا دے دوں؟“ اس نے کہا کہ اس کے لئے اس بچے کی کفالت کریں گے اور وہ اس کے لئے خیر خواہ

پیش کرے جس سے حق ظاہر ہو جائے کہ وہ واقعی بیچنے سے سوچ بچ کر کیا ہے اور اس کے لئے تو وہ انکار سے اور دوسری مشکوٰۃ اور اس بیچے کے سامنے رکھ دے پس اگر یہ انکار سے بیکارے اور دوسریوں کو نہ بچرے پھر آپ دیکھئے کہ کوئی بھلاہلا کسی کو چھوڑ کر انکاروں کو لکھیں یا نہ لکھیں۔ تو فرعون کی کھوپڑی میں ہات پختہ کی اور اس نے یہ حق میں سامنے رکھوا دی۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکاروں کو چھوڑا مارا، پھر فرعون نے انکار سے ہاتھ سے چھین لئے کہ کہیں اس کے ہاتھ کو نہ جلا دالیں۔ یہ کہہ کر فرعون کی بی بی نے کہہ دیا کیا کیا؟

تو وہ برائی جس کا فرعون بارہو کر چٹا تھا انہ نے دفع فرمادی اور اسے پاک بنے کام کو خوب انجام تک پہنچانے والا ہے مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے تو کچھ اور مردوں میں شاربے لگے۔ تو کوئی فرعون کی شخص کسی اسرائیلی پر ظلم نہ کرتا تھا اور پہلے سے بہت فرق آچکا تھا بلکہ پوری طرح فرعون کی ہاڑا پختہ تھی۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے جا رہے تھے کہ دیکھا شہم کے کونے میں دو آدمی بدسر پہنا رہے ہیں ایک فرعون کی ہے اور دوسرا اسرائیلی۔ تو اسرائیلی نے فرعون کے خلاف مدد کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی صف میں آگئے لیکن فرعون نے اسرائیلی کو ہار کھا تھا اور قہر قلبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اسرائیلی لوگوں سے صرف اتنا خلق سمجھتے تھے کہ صرف اس نے اسرائیلی عورت کا زور دیا ہے باقی ہے یہ ہماری طرف۔ لیکن اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی باتوں کی اطلاع کر دی تھی جو فرعون کو بالکل پتہ نہ تھی۔

تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر کڑے سارا سے ایک ٹھونڈا رسید کیا تو نبی کا زور دیا کہیں بدداشت کر سکتا تھا۔ لہذا اگے جہاں پہنچ گیا۔ لیکن اس وقت کوئی اور شخص سوائے اللہ اور اس اسرائیلی کے موجود نہ تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ اس سے یہ مدد حاصل جائے گا لہذا فرما نے گئے (یہ شیطان کے عمل سے ہے۔ بے شک وہ کھاد دشمن ہے۔ پھر کہا پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا میں جبری مظہر فرما دیجئے تو اس نے اس کی مظہر کر دی۔ بے شک وہ بہت مظہر کرنے والا ہے۔ کہا پروردگار آپ نے جو مجھ پر انجام کئے ہیں پس آنکھ میں بھروسہ کا پشت ہاتھوں میں گا۔ پھر شہر میں خوف کے ساتھ جمع کی (کسی خبر کا اظہار کرتے ہوئے)۔

اور فرعون کے پاس حکایت پہنچی کہ کسی اسرائیلی نے ہمارے فرعون کی شخص کو قتل کر دیا ہے لہذا ہمیں ہمارا حق بدل دلوایا جائے۔ اور اسرائیلیوں کو مہلت نہ دی جائے تو فرعون نے کہا میرے پاس قاتل کو تلاش کر لاؤ ورنہ قتل ہو کوئی گواہی نہیں کہ۔ کیونکہ اگرچہ بادشاہ اپنی قوم کے لئے خیر خواہ اور جانہاد ہے لیکن اس کے لئے بغیر گواہ اور ثبوت کے کسی کو قتل کرنا سب نہیں ہے لہذا دیکھئے کوئی پتہ کر کے بتاؤ میں تمہارا حق دلاؤں گا۔ لہذا وہ ای شخص کی خاطر شہر میں پکڑ کر آئے وہ پھر کوئی قاتل اور اس کا ثبوت نہیں پا رہے تھے۔

پھر اور موسیٰ علیہ السلام نے انہماک دیا بدشہر میں ای اسرائیلی کو دیکھا کہ وہ کسی اور فرعون سے لڑ رہا ہے۔ تو اسرائیلی نے فوراً موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی مدد گاہی اور مدد کے لئے پکارا تو موسیٰ علیہ السلام اگے بڑھے اور اس مرتبہ اپنے پیچھے لگے پر نام و نشان نہ تھے اور اس اسرائیلی پر ضرر کھا رہے تھے اور اس کو بچہ کھا۔ اسرائیلی نے دیکھا کہ اب تو میرے خلاف ہو گئے ہیں۔ اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس اسرائیلی کو مارا (بے شک وہی کھلا سرخ رو ہی ہے)۔

اور اسرائیلی کو کچھ کیا کہ گزشتہ روز بھی اسی طرح غصا اور عداوت کے بعد ایک گھونٹ سے قہقہے کا کام تمام کر دیا تھا اور اب مجھ پر غصہ ہے اور مجھے سخت برا کہہ رہے ہیں لہذا اب میرے قتل کے زور ہے ہیں۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ خیال بھی نہ تھا۔ اور اسرائیلی نے ثبوت کہا تھا وہ کہہ بیٹھا۔

اسے موسیٰ علیہ السلام نے تیرا اوراد (آج) دیکھتے قتل کرنے کا ہے جیسے کل گزشتہ دن ایک جان قتل کر ڈالا تھا؟ یہ اڑا تو نہ ہوئی لیکن۔ فرعون کی شخص کو زبردست موت مل گیا تھا۔ اور وہ فرعون کے پاس پہنچا اور ساری خبر سنائی گئی کہ یہی بتایا کہ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا کہ (تو مجھے بھی قتل کرتا چاہتا ہے جیسے کل تو نے ایک جان قتل کر لی) تو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام قہقہے کے قاتل ہیں۔ تو فرعون نے فوراً جلا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کے لئے راز کر دیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی اگلا میں اپنی زبان کی تکلف اور فرعون کی قتل سزا دہنے کی شکایت کی کہ: "میں جس تکلف صاف فصیح کھنکھوے، شیخ ہے ہلا، کھنکھوے بھائی، بطور وزیر کے حکم کیا جائے اور وہ میرے لئے پشت پناہ کی بات سونگے اور میری حکمرانیت پرست کی شکل میں بیچ پرستی کے لئے منہ سے من کی مراد دھکا کر دی اور زبان کی تکلف بھی کافی قدر دور فرمادی۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو وی بھیج دی اور فرمایا کرتا: "جے جا کر آپ کوئی سے ملاقات کریں (اور استنباب کریں)۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معصا کو کھنکھوے سے قتل کر عادت سے چلے۔ پھر وہ دونوں فرعون کے دربار پہنچے اور ایک دوسرے تک دروازہ سے پر پھیرے رہے کیونکہ اجازت نہ مل رہی تھی۔ پھر سخت جواب کے بعد اجازت ملی تو دونوں نے چکر مارا۔

ہمارا سولہ ایک

میرے سے پناہگار کے رسول ہیں۔

پہچان

فصیح دیکھا

تہا پر دہنگا کون ہے؟

میرے سے وہی ساراں خبر ہے جو قرآن میں آپ پر ہے۔

پھر فرعون نے کہا: "اب تمہارا کیا حال ہے؟ اور ساتھ میں اپنے قتل کا ذکر بھیجنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرا والدہ و خمدہ کے لئے کچھ پر میں نے آئے اور میرے ساتھ ہی اسرا، غلے کو بھیج دے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا: "میرے بھائی میں سے تو نے (کوئی نکالی) پھر موسیٰ نے اپنے بھائی والی وہ (دعا ہو گیا) یعنی بھیجے کرتے ہی عظیم الشان بدے اور میرے قتل میں آگئی اور عادت کھوئے فرعون کی طرف تیزی سے نکاح فرعون نے دیکھا کہ میری طرف سے عداوت ہے تو اپنے تخت پر خوف سے پیچھے کو بٹ گیا۔ اور موسیٰ سے فریاد کی کہ اس کو روکے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو روک دیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسری نشانی پیش کی کہ چاہا تو میراں میں دھنکے گا وہ پتھر کی تیر دھیرا کی چٹاری کے انتہائی تیز دھنکی چلا رہا ہو گیا۔ پھر وہ دیکھ اپنے گریبان میں دھنکے اور قومی ہلکی ہلکی شکل میں آ گیا۔

فرعون نے اپنے گروہ، پیشوا، پادریوں سے اس کے حلقی مشورہ کیا تو وہ کہنے لگے: "یہ جادوگر ہیں جو تمہاری سزا میں سے نکالنا چاہتے ہیں اور تمہارے قتل کرنے کا کام چاہتے ہیں (یعنی اس ملک سے تم کو نکالنا چاہتے ہیں) جس میں تمہاری مشرت سے زندگی بسر کر رہے ہو۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے ہر پست کا انکار کر دیا جو بھی آپ سے لیا۔ اسے طلب کی تھی اور فرعون سے کہا کہ حق سے سلطنت میں جادوگر بہت ہیں ان کو نکالنا کہ کہتا ہے جادو گروں کے گارڈ ہیں ان دونوں پر غلبہ پائے۔

پھر فرعون نے شہر والوں کی طرف سے صدارت کے اور قریب جادوگر فرعون کے بارے سے پوچھنے کو بھیج دیا فرعون نے پاس آئے تو کہنے لگے: "یہ جادو گر جن سے ہمارے مقابلہ ہو گا کس چیز۔" جواب دیا: "یہ جادوگر جو ہیں کہا سنا ہے۔" کہہ کر اپنے جادوگر کو بلا لیا تو انہی تیسروں نے زمین پر سنا چلا رہا۔ ان دنوں کے جادو گروں کی ام سے بڑھ کر نہیں ہے۔

اور تمہارے لئے ذہن کا دن طبع اور حکم ہو کر لوگ بھیج کے وقت بھیج دیا گیا۔

بعد ازیں چون کہ کچھ مدت میں عمارت بنی اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ذہن کا دن کھینچا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور جادو گروں پر غلبہ عطا فرمایا تھا اور عمارت ابھی دس چار سال کا تھا۔

پھر جب دور آیا تو لوگ بھیج دیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے: "چلو چلو اس حمار سے کوئی نہیں لاش و دم بند کر دیا کی بھڑکی کر میں اگر وہ غالب آئیں (مکمل میں میں ان کا مقصد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور عمارت کی تباہی کریں اگر وہ غالب آئیں۔) دوسرے خاق اڑانے اور سبزو، کرنے کے لئے کہ تمہارے عدلی سے پھر میں نے مانے تھے۔

اور ان کی طرقت فرمائی۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے اور طرقت فرماتے تھے وہ تھیں ان کو فرمایا۔

اور جو میں میں تھا تو ان کا جس اور ان کو محمد فرمایا لیکن اور بھی ان پر بھی اور علیہ السلام انہیں سے انکار فرمایا تھا تو ان کو فرمایا۔
اللہ نے میرے پیارے محمد کو فرمایا تو ان کو انکار کیا ہے۔ اور پھر ان کو یہ ہو گیا کہ ان کی طرقت فرمائی کہ ان کو یہ کہہ دیا کہ میں
سنا گیا اور مجاہد کی طرف دیکھتے گئے کہ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ ان سے میرا کو ان کو ان کو یہ کہہ دیا کہ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے

پھر ان کے طرقت فرمائی میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے

فانی وجہان من القوم بعد علی

تو یہ کہانی سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح پوچھا گیا ہے کہ ان کو فرمایا کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے

پھر اللہ نے میرے پیارے محمد کو فرمایا تو ان کو انکار کیا ہے۔ اور پھر ان کو یہ ہو گیا کہ ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے
لے پاؤں۔ میں نے کہا کہ ان سے کتاب پڑھیں میں نے ان کو فرمایا کہ میں نے ان کی طرقت فرمائی کہ ان سے

حضرت فانی رحمہ اللہ

ان سے کہ ان میں سے کسی ایک کی طرف مقرر فرمایا ہے (یعنی آپ سے نقل کی ہے اور حضرت فرماتے ہیں کہ میرے
پیرائے میں سے کسی ایک کی طرف مقرر فرمایا ہے (یعنی آپ سے نقل کی ہے اور حضرت فرماتے ہیں کہ میرے
پیرائے میں سے کسی ایک کی طرف مقرر فرمایا ہے (یعنی آپ سے نقل کی ہے اور حضرت فرماتے ہیں کہ میرے
پیرائے میں سے کسی ایک کی طرف مقرر فرمایا ہے (یعنی آپ سے نقل کی ہے اور حضرت فرماتے ہیں کہ میرے

اور انکی گفتگو کے موقع پر حاضر تھا۔

اس طرح حدیث کا اہم مسئلہ نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور انہیں ملکہ جرم اور ذہنی حاکم نے اس کی اپنی تفسیر میں بڑے میں حادان کی حدیث سے توجیہ فرمائی ہے۔

زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ موقف ہوا اور اس کے مرفوع ہونے میں شکی ہے۔ اللہ علم اور اس کا غالب بھی ہے کہ اسراہیل کی حدیث سے حاصل کروا ہے اور اس میں تاہم نظر ہے، اور ان کا اہم کے مرفوع ہونے کی تفسیر کی ہے۔
اور جن شخص میں تفسیر اور حدیث ہے غالب یہ ہے کہ وہ کتب میں باوجود حدیث کے کام سے متاثر ہوئے ہیں۔ انچے شیخ حافظ ابوالفتح ابو کی کو بفرماتے ہیں: اللہ اعلم۔

قبیۃ الامان کی تفسیر کا تذکرہ

اس کتاب کہتے ہیں: کہ خط ملا وطن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک قربانے کا حکم فرمایا تھا جو مشنارہائی گزری ہو موشیوں کی گھاٹوں اور بکر ہوں بھیڑوں کے ہاتھوں کا تھا۔ اور اس کی ذیبت و لذت خرید یعنی رکھے ہوئے و لکھو اور سونے چاندی کے ساتھ ہوں۔ اور اس کی تفصیلات میں کتاب کے ہاں بہت ہیں۔ اور اس کے ذمے بھی ہوں ہر ایک کی لسانی اٹھائیں ہاتھ اور چھڑائی چار ہاتھ ہو اور اس کے چار اور اڑے ہوں۔ اور ان پر پڑے رکھے ہوئے کرشم کیے ہوں۔ و قیرود و خیر و چکا ذکر مطلق ہے۔ اور ہر ایک ثابت پایا جائے و دشمنان مکر کی کا ہوا کا طول و حلقہ اور چھڑوں اور ہاتھ اور اس کی اوچائی بڑے ہاتھ ہو۔ اور خالص سونے کے ساتھ اس کے اندر ہوا ہر صبح ساری ہو اور اس کے چار کھنڈے چاروں کھنڈوں میں ہوں۔ اور دونوں چاندیوں میں ایک ایک خشنے کا جسر ہو اور اس سونے کے ہوں اور ہاتھ اور ان کے پر ہوں۔ اور آئے مانتے ہوں۔

اور اس کا ہاتھ وہ ایک شخص حملی نامی تھا۔

اور یہ بھی حکم ملا کہ ایک دسترخوان اسی بکری کو بٹھا جائے جس کی طوائف اور عیش و حال ہاتھ ہو اور اس کی رنگائی سونے سے ہو اور سونے کے جڑا ہوں اور سونے کا نیکایا تاج ہو۔ اور چاروں کھنڈوں میں چار حصے سونے کے ہوں۔ اور چاروں کھنڈوں کی طرح کون بکری میں ہاتھ ہو اور وہ لکڑی سونے سے رنگ شدہ ہو۔ اور ہر دسترخوان پر نقش اور بچالے اور چھڑے ہوں۔ اور ہر ایک سونے کا ستارہ و بیابان نے جسمیں چھڑے کی سرکھنے کی طرح اظہار گزری ہو ہر جانب سے کسی بھی نہیں ہوں۔ اور ہر طرف پر تین تین چار ہوں۔ اور اس سے میں چار کھنڈے ہیں روشن ہوں اور یہ سب برتن اور اشیاء ہو۔ نوکی ہوں۔

ہر اس کو بھی حملیال نے پایا۔

ہر یہ زبان کے ساری کے پینڈوں میں نصب کیا گیا اور بدیع کا پہلا دن تھا۔

اور اس کا ہمت کی شہادت (اللہ علم) قرآن سے بھی ملی ہے فرمایا بھی ہے:

اس کی عظمت کی علامت یہ ہوگی کہ تمہارے پاس طاقت آئے گا جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تیکڑا اور ال موسیٰ اور آل حادون کا حق سزا دے (یعنی ان کی شکایات ہوں کی اور) اس کو ملا لگا لگائے ہوں گے۔ بے شک اس میں نکالی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان لائے والے ہو۔^(۱)

اور اس کی شرح و تفسیر اس کتاب کی کتاب بخیر میں بہت ہوئی ہے۔ اور اس میں ان کی شریعت اور ان کے احکام اور ان کی قربانی

کی صفت و کیفیت تھی اور اس میں پہلی درج ہے کہ تھراپسٹ کی مہارت سے پہلے کا ہے اور تھراپی کی عمر و مدت بہت مختصر آگئے سے پہلے ہوئی۔

لو قریب لو ان ان کے لئے کھینٹی مانند تھام کی طرف نماز و غیرہ میں رخ کیا تھا اور اس کے قریب کو جو تک پہنچا تھا اور جب مرنے والیہ السلام اس میں داخل ہوتے تو کبھی اس کے آس پاس کھڑے ہو جاتے۔

ہوا بھرا کسی بیکہ دوازے سے ہاٹوں کے مشوں سے چھا جائے تھے اور سب خدائے لایزں کے لئے مجبور ہو جاتے۔ اور جہاں تو دل داتا ہوتا جو بیخ میں پروے کے طور پر جاگن ہوتا اور اس کے ارے سے اللہ عزوجل کا خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نکال دیتا اور دونوں میں راہ دلیہا کیا کرتی ہوئی کہ: اور اللہ کی طرف سے احکام مکتبی (امروا بھی) کا مسئلہ نکلتا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی انعام میں تاجوت کے حامی رہیں جو محسوس کے درمیان کھڑے ہوتے۔ پھر جب خطاب ختم ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہنسے اسے نکال کر وہی میں چلا اور امروا بھی نکال دیا۔ ہوتے ان کی تہہ رہتے۔

اور جب تک اس مسئلہ کوئی ایسا محقق یا مسئلہ حضرت مولوی علیہ السلام کے پاس آئے جس کا ان کی طرف سے نصرت مولوی علیہ السلام کے پاس کوئی حکم نہ تھا تو آپ ان کی توجہ ان کے پاس آتے وقت ان کے پاس دونوں مجسوس کے درمیان نہ کرتے ہوئے نہ مگر ان کے پاس اس مسئلہ کا فیصلہ نہ ملتا۔

اور یہ سچ ہے کہ ان کے مذہب و دین میں شر و فساد نہیں یعنی سوائے خدا کی کہ ہم میرے رسول و فرستادہ کے دے عبادت خانوں میں سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی شریعت میں ان چیزوں کو زیادہ بڑھوت سے منع کیا گیا ہے کہ ان کی زبان میں مشغول نہ ہو سکیں۔

مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: جب مسجد نبوی ﷺ میں توسعہ کی گئی تو اس کے سوا، جس کی کلیتہاً ایسا ہی تھا تو اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مہجہ کو کھربا بزرگ کرنے سے پہلے جس کو تم لوگوں کو فتنے میں ڈالو، مجھے

[illegible]

لاویہ قہر لڑا، مگر اسرا اٹھ کے ساتھ میدانِ جہنم بھی تھا۔ اس کی طرف رخ کر کے لڑنا تو کر کے تھک دیا، یہ قہر کچھ تو ادا ہی کیا، مگر مویٰ علیہ السلام نے کچھ اٹھ نہ دیا، وہ حضرت مدون علیہ السلام انسان کی قربانی اور فحشاء کے مجسمہ بننے والے تھے۔

پھر حضرت صادق علیہ السلام کی وفات ہو گئی اسی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ اور اب تک حاذون طبع علیہ السلام کی اولاد اپنے جہاد کے دم پر، قرآنی و قبری و جہادی ان کے کفر انہی تھے اور نجات اور اس کے امور و حمات کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ بنی حراپ کے ساتھ تھے نبیؑ اور پھر شیعی انرا نکل کر سے کہ بیت المقدس میں بھی داخل ہوئے اس کا ذکر کرنا۔ محمدؐ نے والا جہاد یہ مایہ قاتلہ تصور ہے کہ جب آپؐ بیت المقدس پر غلبہ ملا تو آپؐ نے یہ قریہ ملک ان اسی کی چٹان پر نصب کر دیا۔ پھر جس کی طرف مڑ کر کنگڑاؤں کی جانے لگی۔ اور جب سے حضورؐ کو مڑا۔ نہ اس ملک چٹان کی طرف مڑ کر کے نماز کی جاتی رہی اور حضورؐ کو مڑنے سے پہلے اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی ہے۔ اور وہ طور پر رکبہ ہے ماضیہ رکبہ تھے۔ جب ہجرت کا حکم ملا پھر وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم ملا۔ پھر سولہ مہینہ اس کی طرف رخ فرما دیا اور ایک قول ہے سترہ مہینے پھر قبلہ کعبہ اور اہم کی طرف مائل ہوا اور چوبیسویں سال وہ ششواں عہد یا سمر کی نماز میں ہوئی جیسے اس کی تفصیل ہم ایم تاریخ میں سہول سے سورہ بقرہ کی ۱۲۷ء اور ۱۲۸ء آیت کی تفسیر سے سمجھ سکتے ہیں۔

لوگوں پر احسان کر جیسا کہ اللہ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے اور زمین میں فساد مت پھیلائے جب اللہ فرمائے والوں کو پکڑ لیں گے۔
 تو میں کا جواب کہ میں ہوتا کہ کہتا جیتو میرے حکم کی وجہ سے آپ مال دولت کا مٹا دیا گیا ہے، بخیر ہے تم کو کہہ دیتے ہوں اس کی طرف مت گنج
 نہیں ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے عطا کیا ہے یہ میرے ملکی دولت عطا کیا ہے جبکہ میں اللہ فرماؤں اگر میں اللہ کے ہاں مرتبہ نہ ہوتا تو میں اس کا
 سبب نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نہ عطا کرتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بات کو رد کرنے کے لئے فرمایا (کیا اس کو پکڑ نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے کی زمانے والوں کو ہلاک کیا جو اس قوت اور
 (مال) مانع کرنے میں بہت زیادہ تھے اور زمین سے ان کے گناہوں کے حلقوں کو مٹا دیا جائے گا۔)

یعنی ہم نے پہلی باتوں کو سخت و تاکیداً فرماتے عذاب سے بری مخرج دیا کیا ان کے گناہوں اور غلطیوں کی وجہ سے اور اس سے بہت زیادہ
 عذاب اور بہت زیادہ عذاب اور عذاب اور عذاب تھے پس اگر اس قوتوں کی بات صحیح ہوئی تو ہم اس سے زیادہ عذاب اور اس سے عذاب نہ کرتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ
 اس کے اور سے ہاں عذاب ہونے کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہماری اس کی طرف توجہ کی دلیل ہے جیسے فرمان الہی ہے۔

(اور تم میرے سوال اور تاکیدات کو سمجھیں ان کے قریب کا کرنے کا وہ نہیں ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیا، اور ایمان الہی ہے
 ان کی وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان کے ہاں اور عذاب کی وجہ سے دوہرے ہیں (تو اس سے) ہم ان کی عذاب میں عذاب کی وجہ سے ہیں؟ (نہیں)
 بلکہ یہ نیکت ہی نہیں۔ اور یہ خود عذاب سے قول کی کج کرتی ہے کہ اس مال دولت کا پورا ہم عظیم کی وجہ سے نہیں ملتا۔

پھر مال ہمیں لوگوں نے طویل کیا ہے کہ وہ کیا کافری جانتا تھا۔ یا بعض نے یہ خیال کیا ہے کہ وہ اسم عظیم جانتا تھا جسکی وجہ سے اس نے مال
 دولت اکٹھا کر لیا تھا۔ یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں۔ کیا تو اس سے کہ وہ خیال دار عقلی چیز ہے عاقلی و فکری اور نہ عاقلی کی صنعت کے
 مشابہ ہو سکتی ہے اور اسم عظیم تو اس کے ساتھ کافری و کافری نہیں اور عقلی اور فکری اس میں کافری اور عاقلی تھا۔ پھر اس کا جواب یہ کہ وہ چکا
 ان دو عقیدوں پر صحیح نہیں جتنے کہ اور دونوں باتوں کے درمیان کوئی لازم اور سواقت نہیں رہتی۔ اور الہی کتاب تمہیں ایمان بخیر میں اس کی وضاحت کر
 چکے ہیں۔ اور پھر تمام قرآن میں اور احسان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

فرمان الہی ہے:

قانون الہی رحمت میں الہی قوم کے پاس لکھا ضرور ہے کہ وہ انہی اسم عظیم شان و شوکت اور عظمت و عکس میں لکھا۔ اور ساتھ میں
 اسی طرح عہد سوا میں اور عظیم و عظام تھے۔ نہیں جب دنیا کے لالچوں نے اس کو دیکھا تو حسرت و حنا کرنے لگے کہ کاش ان کو بھی اسی طرح مال
 دولت ملتا۔ اور اس کے مال و دولت پر رقبہ کیا۔ ان کی بات کو طوطا و حمار و غنم و عہد اور غنم سے بہت جلد سے انہوں نے خالق (الہوس) تم پر اللہ
 کا واسطہ دیا۔ اور اس کے لئے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیا۔ ان کی کتاب آخرت کے لئے میں زیادہ و بہتر اور باقی رہے۔ اور ان کے پاس
 بہت مال ہے۔ فرمان الہی ہے (اور تم سمجھ جاؤ اس (الصحیح) کو اس کے ساتھ۔)۔ بخیر۔ بخیر۔ بخیر۔ اور یہ نصیحت اور یہ نصیحت جو آخرت کے عالمی
 گھر کے لئے ہے جب ایمان اس میں کوئی دنیا کو اپنی شان و شوکت کے ساتھ دیکھتے تو اس کے لئے حاصل ہو سکتی ہے جسکے دل میں اللہ جانتا رہتا
 کہ یہ یہ اور اس کے دل کو بہت و عظیم و عظام میں اور اس کی عقل کو اپنی تائید عطا فرمائیں۔ اور اس کی سرور کو اپنی کر دیں۔ اور کہہ دیا کہ اس کی بات ہے جو
 بعض لوگوں نے فرمائی۔

سب سے قبل اللہ تعالیٰ اس کو یاد فرماتا ہے جو شبہات کے موقع پر (احتیاط کے ساتھ) کہہ دیا جائے اور عمل کامل کو شہادت کے موقع
 پر کھنڈ کرے۔

فرمان الہی ہے (خدا ہم نے اس کو اور اس سے گھر کو زمین میں عطا فرمایا۔ اس کے لئے کوئی ایسی رحمت نہ تھی جو اس کی حد آئے۔ سو اسے
 خدا کے عہد و عہد دے دے ہاں میں سے تھا۔)

جب اللہ نے اس کے قریب و رحمت اور شان و شوکت کے ساتھ قوم پر لکھا تو ایمان فرمایا تو آئے یہ فرمایا کہ ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین
 میں عطا فرمایا۔

اس طرح امام بخاری نے زہریؒ میں اسلم میں ایک حدیث سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو جریز رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

اور ابن عباسؓ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ سے متقول ہے کہ قادیان نے ایک بدکار عورت کو مال کے لالچ میں اس بات پر تیار کیا کہ وہ سنی علیہ السلام کے متعلق جب وہ لوگوں کے گھٹن میں ہوں یہ کہہ دے کہ نہ میرے ساتھ ایسے ایسے لکھنے پر کام کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کا ہم دی کو بیچ کر تاکہ کس بدستہ نے تجھے اس پر کھلیا ہے؟

تو عورت نے بیچ اگل دیا کہ قادیان نے اس کو اکرا پا تھا۔ اور پھر اس نے استغفار کیا اور اللہ سے توبہ کی تو قب سنی علیہ السلام جہ سے میں گر چہ اس واقعہ کے خلاف بدعتا کی تو اللہ نے وہی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

تو حضرت سنی علیہ السلام نے زمین کو قادیان اور اس کے گھر کو گل جانے کا حکم دیا تو وہ انھوں نے کبھی حقیقت ہوئی۔ واللہ اعلم۔

کہا گیا ہے کہ جب قادیان ذبیحہ و نہایت اور لباس و لچروں کے اور چشم و خدیم کے ساتھ لڑا تو (چنان کر) سنی علیہ السلام کی مجلس پر گذر آئے حضرت سنی علیہ السلام لوگوں کو اللہ کے نام قارہ ہے تھے۔ جب لوگوں نے اس کو دیکھا تو اکثر لوگوں کے چہرے سنی علیہ السلام سے ہٹ کر قادیان کی طرف مڑ گئے تو سنی علیہ السلام نے اس کو بلایا اور پوچھا (قادیان) تجھے اس قدر (بھڑک کر) بیٹے پر کس نے مجبور کیا؟ تو اس نے کہا اے سنی! اگر ایک نبوت کے ساتھ فضیلت دینی گئی تو تھے توہ پر مال کے ساتھ فضیلت دئی گئی۔ اور اگر تو چاہے تو کل اور میرے خلاف بدعتا کر اور میں میرے خلاف بدعتا کر ہوں تو دونوں اپنی قوم کے ساتھ تھے۔ حضرت سنی علیہ السلام نے پوچھا تو بدعتا کرتا ہے یا میں کر دوں؟

تو قادیان نے کہا: میں کرتا ہوں۔ پھر بدعتا کی مگر تجھ کو نہ ہوئی پھر حضرت سنی علیہ السلام نے پوچھا میں کسوں؟ کہا ہاں تو حضرت سنی علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ زمین کو آٹھ فرما دے کہ وہ میری اطاعت کرے تو اللہ نے وہی فرمائی کہ میں نے تے تابع کر دیا۔

تو حضرت سنی علیہ السلام نے فرمایا: اے زمین! میں کو بچا لے۔ تو زمین نے ان کو خدیموں تک لگایا پھر فرمایا لے لے پھر کھنوں تک لگایا پھر شانوں تک لگایا پھر فرمایا ان کے خزانوں اور اسواں کو بھی لے لے۔ پھر زمین نے ان کے سوال کو گھٹا شروع کیا اور یہ بھی دیکھ رہے تھے۔ پھر حضرت سنی علیہ السلام نے اشتداد فرمایا کہ اے زمین! میں بنی لاوی (یعنی قادیان اور اس کے ساتھ والوں کو) لے جا۔ تو زمین نے ان کے ساتھ راہ ہو گئی۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ روایت ایک قبیلہ آدم کی تبتہ و حسنا سے جاتے ہیں اور قیامت تک یہی ہوتا ہے گا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس واقعہ میں بھی جانیے گے اور اکثر مفسرین نے بہت سی اسرائیلی روایات کو ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ہم پہلوئی کرتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

پس اس کے لئے کوئی جماعت تھی جو اس کی دعا کرتی ہو اس لئے اللہ کے اور دو بدل لینے والوں میں سے بھی نہ تھا۔ یعنی نہ ظور اپنی مخالفت کر سکا اور نہ کوئی دوسرا۔

اسی طرح سہرہ طارق میں فرمایا (میں نہیں جانتے تھے کہ کوئی قوت اور شدہ مکار)۔

اور جب عہد الہی کی پادشہی مڑ چکی۔ جسٹ اور مال کا چاہہ ہوا مگر وہں کا واران ہوا جانوں اور مال و عیال اور زمینوں کا چاہہ ہو۔ اور وہ سب کچھ نازل ہو چکا تو جن لوگوں نے قادیان کے مال کی مثل کی تمنا کی تھی وہ وہی سوچ اور لالچات پر ابھاری تادم و طمان ہوئے۔ اور اللہ عزوجل کا شکر نہ کیا۔ وہ اللہ جو اپنے بندوں کے لئے بہت اچھی اور اچھی تدبیر یہ فرماتا ہے اور اسی وہ سے فرمایا (اگر اللہ کا حکم پر احسان نہ ہوتا تو کہیں زمین میں جتنا دیکھ دیتے قرآنی کا فرقہ خوار نہ پانچا گئے)۔

اور آیت کے لفظ (وہی کھائی) پر ہم تفسیر میں اکرام کر چکے ہیں۔ لہذا کہتے ہیں (وہی کھائی) کا معنی ہے اطمع و روان۔ یہ بات معنی و اہتمام سے بہت اچھی ہے۔ واللہ اعلم۔

پھر اللہ تعالیٰ تبارہ پڑے ہیں کہ (آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے ہے جو زمین پر نہ رہی چاہتے ہیں نہ دنیا)

اور آخرت کا گہرا بانی مگر ہے۔ اور یہ مگر جسکو ملے گا اور ملک کرے گا۔ اور جو عزم ہو گا وہ اسوں و نہامت کرے گا اور یہ گہرا بانی کے لئے ہے جو پہلی نبی تھا جسے چاہے پہلی کا مطلب ہے مگر بجز ان شراعت اور وہ فدا ہو گی نہیں چاہئے۔ فدا کیجئے ہیں ایسے گناہ کے کام جو لازمی اور متعدی ہوں یعنی انکسار دوسروں تک بھی پہنچے جسے لوگوں کا مال ناجائز حاصل کرے۔ اور اس کی معیشت کو خراب کرے اور اس کے ساتھ برائی کرنا جو غریب کو چھوڑنا۔ اور فرمایا ہجرین انجام تک نہیں کے لئے ہے۔

اور قادیان کا یہ ترین انجام ہاں کے عمر میں سے نکلنے سے پہلے کا ہے کیونکہ فرماں ہے (مگر ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا) اور مگر قادیان کا کام کرنا ہوتا ہے اور مصر کے نکلنے کے بعد تو وہ میدانوں میں گئے ہیں مگر تھے۔ اور اور بھی مگر غلط ہو گئی کہا جاتا ہے جس میں کئی بیت اور منزلیں آہوئی ہیں۔

ہادار علیہ بالجوہر فکلمی و عی صبا دار علیہ واسلمی

اور انہ فرماں میں نے قادیان کی نہامت کی جگہ آیات قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ فرمان الہی ہے:

(اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نظائروں اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف مجروحہ کہتے تھے یہ مجروحہ جہنم کر ہے۔) (۱)

اور انہ فرماں میں سورہ علقوت میں عادیانہ ذکر کے بعد فرماتے ہیں (اور قادیان اور فرعون اور حلمان کے پاس موسیٰ علیہ السلام پہلی نشانیوں کے لئے تھے تو وہ لوگ ملک میں مغرور ہو گئے اور وہ ان کے ساتھ سے باہر ہونے والے نہ تھے۔ مگر ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کی بدولت پکڑ لیا۔ پس ان میں سے ہر ایک کو ہم نے ہجر (کا ظاہر) بھیجا اور بعض وہ ہیں جن کو چھینے پکڑ لیا اور بعض وہ ہیں جنکو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنکو ہم نے فریق کر دیا اور انہ نہیں ہے جو ظلم کرے اور نہیں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔) (۲)

تو جزمین میں دھنسا دئے گئے وہ قادیان ہے اور جو فریق کر دئے گئے وہ فرعون اور حلمان اور ان کے گھر ہیں بے شک وہ دھنسا کر گئے۔

(۳) اسناد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرما دیا کہ فرمایا: فرمایا:

جس شخص نے فرما دیا پر عیاضت کی تو قادیان کے لئے قیامت میں جنت اور نجات کا سبب ہوگی۔ اور جو ناز پر عیاضت نہ کرے گا تو اس کے لئے نوز جہنم کا سبب ہوگا اور نہ نجات کا کوئی ناز ہو۔

اور وہ قیامت کے دن قادیان اور فرعون ہامان اور ابلیس بنی لطف کے ساتھ ہوگا۔ اس کی روایت میں امام احمد مختصر ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل، عادات، صفات اور وفات کا تذکرہ

فرمان الہی ہے (اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کرے شک وہ گزیرہ اور بنی اسرائیل میں تھے۔ اور ہم نے ان کو پوری دینی طرف پکارا اور انہیں کرنے کے لئے نزدیک پایا۔ اور اپنی ہم پائی سے ان کو انکا ہم پائی اور بنی اسرائیل میں پکڑ لیا۔) (۴)

اور دوسری جگہ فرمایا: (کہا اے موسیٰ: اے نبی! میں نے آپ کو لوگوں پر اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ جان لیا جس نے لے۔ اور جو میں نے تھک دیا اور شکر کرنے والوں میں سے ہے۔) (۵)

اور صدیقین کے خاتمے سے گزر چکا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: مجھے موسیٰ پر فضیلت دے دے ایک قیامت کے دن وہ لوگ جو میں نے گئے ہیں سب سے پہلے مجھے ملنا ہوا گا تو میں موسیٰ کو عرض کیا اب پکڑے پاؤں گا۔ تو مجھے چونہ ملے گا کہ ان کو بے ہوشی طاری ہوئی ہے

اور مجھ سے پہلے ہوش آگیا ہے یا مجرّموں کی ہے ہوشی کے چلنے (ان کا سبب ہوشی نہ ہوتی۔

اور اسی کے ضمن میں یہ بات بھی پہلے ذکر کی جا چکی کہ یہ فرمان رسول آپ کی تو اس معاذ جرنی وانکسار کی بنا پر خود کو آج مسلم ہے۔
اللہ ولہم علیک رضخاً ۱۱ انجاء اور اولاد آدم کے دنیا کو طرقت میں سردار تھے اور یہ بات قطعی جیجی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور نہ اس کے خلاف کا
احتمال ہے۔

[illegible]

عزیز! یاد اور نگہ فرمائیں! اُنکی ہے (اے ایمان مانوس! ان لوگوں کی طرح جو وہاں انھوں نے موتی کو گولیت دی تھی اللہ نے ان لوگوں کے بچپان سے برکی فرمادہ اور ان کے ہاں سادہ مرتب ہے) (۱۶)

(۳) بخاری فرماتے ہیں: حضرت ابو جریجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا۔

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صلیا پر سے ادا نہیں تھے کوئی نقص جیاتی جو ہے ان کے ممبر کا کوئی حصہ نہ مل سکا تھا نہ علی اسراہیل کے ہاتھ کو ان کے آپ کو امانت دتی اور کہنے لگے یہ انہ وقت ہذا جسم کے کسی ممبر کی وجہ سے نہ ہے جسے ان کو تو یوں ہے یہ یسوعیت پر ہے ہے جسے ہاں ان جسم کی کوئی اور آفت ہے تو ان حضرات سے ان کو اس الزام سے بری کرنے کا اور اور ان کو ایک دن حضرت موسیٰ تھا ہے کہ ان اپنے پہرے کا راز بھر پر ہے اور فرمائی کہ جب یہ قاریا ہوئے تو کہیںوں کی طرف متوجہ نہ ہوں گے کہ انہوں نے لیکن بھر پہرے کے روز پر ۱۰ اور کوئی نے اپنی امانت کو اور ختم ہو جانے کے لئے بیچنے کے لئے وہ ان سے فرماتے جا رہے تھے میرے پہرے کا حصہ ختم میرے پہرے کا حصہ ختم ہوا ہے جس کے قیاس اس کی ایک جماعت تک پہنچ گئے انہوں نے آپ کو یہ حالت میں انہ کہ جس جس کے ساتھ دیکھا کہ (کوئی مخلوق میں مس ہے اسے اچھے ہیں۔ اور ان طرح خط لے ان کو ان کی انہوں سے بری فرمادیا۔

اور پھر بھی ٹھیکہ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لیے اور زبان فرما دے۔ اور پھر لاکھ لاکھ پتھر چلائے شروع ہوئے اللہ کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زمین باجاء و باجاء پتھروں ہی سے تھرا رہا۔

ہر ایک مطلب سے اس آیت کا (اسے ایمان والوں اور لوگوں کی طرف سے) جو جنہوں نے سوئی کواہیت وہی چھراٹھ نے ان کو ان کی افواہ سے کہی
فرمایا اور وہ ان کے ہاں صاحبِ مرتبہ تھے۔

ادھر صوفی فرماتے ہیں کہ بعض سلف کچھ ہیں کہ ان کے اللہ کے پاس صاحبِ مرتبہ ہوئے کی مثال دیکھ لیجئے کہ انہوں نے اللہ سے اپنے بھائی کے حقائق، غائبات کی اور عرض کی کہ ان کو میرا اوزر بنا دو جائے۔ تو اللہ نے ان کی مراد پوری فرمائی اور طبع ان کو نبوت بھی عطا کی۔ جیسے فرمایا: (اد)۔ ہم نے (موسیٰ) کو اپنی رحمت سے الٹا بھائی (ہارون) ہی (نہا کر دیا)۔ (۳)

ابا طرح حضرت عثمان علیہ السلام کی عظمت و جبر پر متوجہ نہ ملیا حضرت ہے کہ تمام کی میں ہے۔

گو حضرت عیسیٰ سے متعلق ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک تعلیم برائی پھر ایک شخص نے کہا اس تعلیم سے اللہ کی رضا مطلوب نہیں تو میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر لی تو آپ ﷺ میں اسے کسی حق کی نسبت سے فتنے کے آواز آپ کے چہرے میں ملاحظہ کیے پھر آپ نے

قبیل کی شکایت اور میں نے آپؐ کی جماعت کو دیکھا جس نے اٹھ کھڑی ایک دین کو قتل کیا تھا کہ یہ میری علیہ السلام ہیں اچھا قوم کے دو مہمان راہی حد تک کو کام بخاری نے یہاں تکھیر بیان فرمایا ہے اور امام احمد نے اس حدیث کو کچھ غلط بیان فرمایا ہے کہ ^(۱) ”اصحاب بنی مہاجر الخ“ سے مروی ہے کہ میں مسند بنی ہبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ آپؐ نے دریافت فرمایا کسی نے گوشتہ راستہ تو قی حرامہ دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا میں نے دیکھا لیکن میں اونچی میں نہ تھا لیکن مجھے چھوڑ دینے والے اس یا قاتلو سمیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریا طست فرمایا اور پھر تو نے لیا کیا میں نے عرض کیا کہ میں نے جہاں چھوٹ کر لی جی پو چھا کیا بات نے اس پر کہ کیا؟ میں نے عرض کیا ایک حدیث ہے جو کہ میں شیعہوں نے مجھ سے دیکھی ہے جان لی ہے کہ فرمایا انھیں ہے جہاں چھوٹ کر سوائے بدکاری کے یا جہاں کے تو سمیعہ نے فرمایا ہے ثابت ہے ایسا کیا جس نے مجھ تک اپنے ساتھ اور اپنے ساتھ۔

پھر حضرت سعیدؓ نے فرمایا میں اپنی ماں کا دشمن ہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مدد چاہی کی کہ حضورؐ نے فرمایا مجھ پر اتنی چیز کی تمہیں تو میں نے ایک نبی کے ساتھ قوم دیکھی اور ایک نبی کے ساتھ ایک اور آدمی ہے اور ایک نبی کو دیکھا اس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ پھر میرے سامنے نبی عظیم جماعت آئی میں نے پوچھا یہ میری امت ہے؟ فرمایا کیا نہیں ہے؟ وہی اللہ اس کی قوم ہے۔ پھر آپ نے باقی کی طرف دیکھا تو وہاں عظیم جماعت نبی جماعت تھی پھر کہا کیا اس جانب دیکھو؟ دیکھ تو وہاں بھی عظیم جماعت تھی پھر کہا کیا اس جانب بھی دیکھو؟ دیکھا تو وہاں بھی عظیم جماعت تھی پھر کہا کیا کہ یہ سب نبی امت ہے اور ان میں ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو جنت میں اپنے حساب اور بغیر حساب داخل ہوں گے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے اسے بھروسہ دیا کہ جس کے متعلق بات پرست میں مصروف ہو چکی ہو تو کہنے لگے کہ یہ بغیر حساب کتاب کے داخل ہونے والے لوگوں میں سے ہیں جو تو بعض نے کہا شاید یہ وہ ہیں جنہوں نے حضور کی صحبت مبارک اٹھائی ہوئی تھی بعض نے کہا شاید وہ جو سنتے ہیں کہ اسلام میں پیدا ہوئے اور شرک بھی اللہ کے ساتھ بالکل نہیں کیا۔ اور تو انہوں نے بھی اپنی رائے کو دیا۔

پھر حضور اکرم ﷺ اور آپ کی تحریک لائے وہ پالت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ جس میں گئے چاہے ہو؟

تو لوگوں نے آکھالی: اے ایسا بات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا۔

یہ دونک ہو گئے جو واقعہ میں نہیں گئے (پہلے لوگ جانوروں کو کھانا اپنے جسموں کو کہہ رہے تھے کہ ان کے جسموں کی جگہ سے جانور اپنے جسموں سے ملے فرما رہا تھا) (جانور کا جاننا) جیسا کہ ہم کو بھی نہ کہہ رہے تھے کہ جانور نے جانور کی جگہ سے جانور اپنے جسموں سے ملے فرما رہا تھا۔

پھر عکا شری رضی اللہ عنہ نے انھیں اسدی اور پھر اہل کتب الہ میں سے ہوں آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ پھر ایک اور صحابی اٹھا اور یہی سوال کیا تو فرمایا رسول اللہ میں بھی انہی میں سے ہوں؟ فرمایا تو حضرت عکا شری شہقت سے کہا۔

اور اس کے بعد جنت سے جو طریق ہیں اور یہ صحاح (یعنی بخاری و مسلم) اور مسانید (یعنی بنی ہادی و کتب حدیث) جو احادیث مجیدہ پر مشتمل ہیں، ان میں بھی ہے۔ اور ان کو ہم نے قیامت کے احوال میں ہولناکیوں کے ذکر کے موقع پر جنت کی صفات میں ذکر کیا ہے۔

قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بہت زیادہ ذکر فرمایا ہے اور ان کی تعریف فرمائی ہے اور ان کے قصہ کو بار بار ذکر فرمایا ہے اور بہت کرا کر فرمایا ہے کہ میں تمہیں جو قصہ کہیں حضور کو اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت بہت حمد و تعریف فرمائی ہیں۔

پورا کلمہ مواقع پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت موسیٰ کا ذکر فرمایا ہے، سدا و چرا میں فرمایا ہے اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے پیغمبر (آخر الزماں) آئے تو ان کی (آجہائی) کتاب کی تصدیق بھی کرتے ہیں جو توحید کو ان کتاب و نبی کی قسمی ان میں سے ایک جہان سے خدا کی

پھر ان جہانِ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق^(۱۱) سے دعا یت نقل کی ہے کہ حضرت جبریل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تاکہ ان کی روح قبض کر لیں اور آکر کہا اپنے رب کو جواب دیجئے (یعنی آئیے کہ وہ سننے والی جہن کا سوال فرمایا ہے) اب اُمی جان قبض فرما کر اپنے رب کی بات قبول فرما لیجئے (تو موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر طماچ پڑا جس سے ان کی آنکھ پھٹ گئی میرا کہ ہر صحت ہی طریق انکر فرمائی ہے جس طریق بخاری نے ذکر فرمایا ہے۔

پھر حضرت امہان جہان رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اشکال کے جواب میں حدیث کی کہ تو فرمائی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ماچھ طماچ مارنے کے لئے اٹھایا تب انہوں نے یہ کہا کہ اپنے رب کو جواب دیجئے۔ لیکن یہ تاویل حدیث کے ظاہر کے موافق ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے حضرت موسیٰ نے طماچ مارا تو فرشتے نے عرض کیا کہ اپنے رب کو جواب دیجئے۔

لیکن اگر پہلا جواب ہی تسلیم کر لیا جائے (جو اشکال کی صورت میں ذکر کیا) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس جیسے تصویر مارا تھا کہ آپ فرما دیجئے انہیں کہ تم میرے فرشتے ہو۔

اور اس وجہ سے کہ حضرت موسیٰ تو نبی زکاء کافی میں بہت سی باتوں کے واقع کی ہوئے کی تو قیصر سمجھتے تھے کہ انشاء اللہ میری ذمہ داری میں میری جہن سے لکھا ممکن ہو گا اور یہ اللہ تعالیٰ میں اعلیٰ غیب ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ ان میں سے ہی اپنے بھائی ہارون کے بعد وفات پا جائیں گے۔ جیسے کہ اُمی ہم انشاء اللہ بیان کرنے والے ہیں۔

اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ نبی امرو کل کو میدان میں سے نکالنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اللہ تعالیٰ میں لے جانے والے ہیں۔ جیسا کہ یہ کتاب اور مجموعہ دونوں کے مخالف ہے۔

اور یہ بات کہ حضرت موسیٰ نے میدان میں یہی اوقات پائی ابھر حضرت موسیٰ کا فرمانِ ولایت کرتا ہے کہ جب انہوں نے موت کو اختیار فرمایا تو دعا کی اسے پورا کر دے۔ مجھے مرز میں مقدس خبر کی طرف قریب فرما دیجئے۔ اور اگر حضرت موسیٰ داخل ہو چکے ہوتے تو یہ دعا نہ فرماتے۔ اور جب آپ میدان میں وفات کے قریب ہوئے تو جب چاہا کہ جلوت اللہ تعالیٰ کے قریب ہی اوجا جائے۔ اور آپ نے گویا اپنی قوم کو بھی اوجا کر دیا کہ وہ اس بارے میں کوشش کریں۔

اور آپ کی قبر قبر کے قریب ہے۔

اسی وجہ سے سید البشر ﷺ نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو سرخ نیلے کے پاس ان کی قبر دکھلا دیتا اور مسدود^(۱۲) نہیں ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے انیس بن مالک سے دعا یت فرمایا کہ جس رات مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو موسیٰ کے پاس سے گزرا کہ وہاں سرخ نیلے کے پاس اپنی قبر میں کمرے نماز اور آرام ہے۔ مجھے اور اس حدیث کو نام مسلم نے احمد بن حنبل حدیث سے بھی نقل کیا ہے۔

اور^(۱۳) علیٰ سہا پہ کر امہ رضوان اللہ علیہما جنسین سے مروی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی فرمائی کہ میں ہارون کو کھانا پکھاؤں کہ پاس واقعات ہیں: انا ہوں تو موسیٰ اور ہارون علیہ السلام دونوں اس پہاڑ کے پاس تشریف لے گئے وہاں ایک ایسا درخت تھا جسکے مثل کوئی اور درخت نہ لکھا گیا تھا۔ اور وہاں ایک کمرہ بھی تعمیر ہوا تھا اور اس میں ایک چار پائی پر بنتر بچھا ہوا تھا اور اس سے نمود و خوشبو مکتہ رہی تھی جب ہارون علیہ السلام نے وہاں پہاڑ اور رات بھر مکان کے اندر محراب پر بند چہ و شبانہ میں توان پنجوں نے ان کے دل کو بہت بھاریا اور حضرت موسیٰ سے عرض کیا کہ موسیٰ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس چار پائی پر لیٹوں تو موسیٰ نے فرمایا: ہاں ہاں۔ حضرت ہارون نے عرض یہ لیکن مجھے خوف ہے کہ اس مکان کا۔ لے آجائے اور مجھ پر راضی ہو جائے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: متا۔ تم اس کو کافی سوچنا کہ آپ سوچ میں تو عرض کیا اسے موسیٰ علیہ السلام اب بھی میرے ساتھ سوچا جائے۔ اگر مالک مکان آئے تو دونوں پر غصہ

۱۱۔ ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، ج ۱، ص ۱۰۸، ح ۱۰۸۰۰

۱۲۔ ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، ج ۱، ص ۱۰۸، ح ۱۰۸۰۰

۱۳۔ ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، ج ۱، ص ۱۰۸، ح ۱۰۸۰۰

ہو گا تو دونوں ہو گئے۔

میں ہوتے نہ صرف حضرت ہارون علیہ السلام کا چک ایلا۔

پھر حضرت موسیٰ نے ان کو دیکھا تو حضرت ہارون علیہ السلام نے عرض کیا اسے موسیٰ آپ نے مجھے قریب میں جلا کر دیا پھر موسیٰ اٹھے تو وہاں پہنچ گئے تو قہار رحمت چار پانی سمیت ہارون علیہ السلام سب دیکھا آسمان پر پہنچ گیا تھا پھر موسیٰ اپنی قوم کے پاس تھا پھر ایک لاکھ تو لوگوں نے ان کو پہنچایا ان شروع کر دی کہ موسیٰ نے ہارون کو قتل کر دیا ہے اور وہ ہارون پر مسد کرتے تھے کہ کئی اسرائیلیں ان کی اس سے محبت زیادہ کیوں ہے؟ پھر لوگ ہارون بصوت موسیٰ کے زیادہ مزاج اور سختیوں کو ان سے مانع کرنے والے تھے جو کہ موسیٰ کو قطعاً سخت حوائج تھے۔ تو یہ بات موسیٰ کو چنگی تو انہوں نے فرمایا موسیٰ تم پر کیا میں خود اپنے ہی بھائی کو قتل کروں گا؟ لیکن جب لوگ انہوں سے باز نہ آئے تو حضرت موسیٰ نے دعا کی تو اللہ نے حضرت ہارون کو چار پانی سمیت دکھایا تو لوگوں نے ان کو زمین آسمان کے درمیان دیکھا۔

پھر ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام پر شیخ علیہ السلام چلے جا رہے تھے کہ تیر کافرانہ بھی اٹھی حضرت شیخ علیہ السلام نے دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کو جنت کے دروازے کھلے گئے کہ قیامت قائم ہوئی قیامت قائم ہو گئی۔

تو موسیٰ علیہ السلام ان کپڑوں میں سے آہستہ آہستہ نکلے اور تیس حضرت یوشیا کے ہاتھ وہ بھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے گئے (یعنی خدا کے پاس پہنچ گئے) تو حضرت یوشیا ان قبض لے کر اسرائیلیں کے پاس پہنچے انہوں نے حضرت یوشیا پر ان کے قتل کا الزام دیا اور پھر حضرت یوشیا کے قتل کے لئے وہ پہنچے تو حضرت شیخ علیہ السلام نے ان کی مہلت طلب کی۔ جو یہی کی۔ تو پھر ان لوگوں میں اللہ کی طرف سے یہ ایسے عجیب کو خواب آیا کہ ان کے قتل کے لئے وہ پہنچ گئے انہوں نے موسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو ہم نے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ پھر کہیں جا کر کئی اسرائیلیں نے حضرت یوشیا علیہ السلام کو پھوڑا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب نے جہاد یمن کی یمنی بیت المقدس میں جاکے سے انکار کر دیا تھا اس لئے حضرت شیخ علیہ السلام یمن لوگوں اور کالمین بن یحیٰ کے ایک نائب حضرت موسیٰ اور ہارون کی ہمشیر و سریم کے مشورے سے ہارون اور اعلیٰ کے جن کا تذکرہ پہلے گذر چکا ہے۔ جب یمن میں ملے گئے تو ذکر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے تو دیکھا کہ ایک قبر کھود ہے جس تو حضرت موسیٰ نے اس سے حسین اور رتہ زار خوش خبری کو کوئی نہ سمجھی تھی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے فرشتوں کو اس کے لئے یہ قبر کھود ہے جو؟ عرض کیا اللہ کے بندوں میں سے کسی کو قبر کھودنے کے لئے کھودا ہے جس اور اگر آپ اس بندے کے کوئے کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس قبر میں داخل ہو جائے اور راز ہو جائے اور اپنے رب کی طرف لوگ تیں گے اور اپنی جان کو بگاڑ آسان کر لیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ گندہ سے اور پھر وہیں وفات ہو گئی۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ پھر فرشتوں نے آپ پر راز دینا زور دیا اور فرمایا اور قتل کیا اور اہل کتاب وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ کی وفات ایک سو تین سال کی عمر میں ہوئی تھی۔

تذکرہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت (پہلے لانے میں) کیلئے طور پڑتے تھے۔ تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے ایک ہاتھ اچھا راجس ستان کی آنکھ پھرتی دہ اپنے رب کے پاس جا کر عرض گذر ہوئے کہ میرے بندے موسیٰ نے میری آنکھ پھڑکی ہے اور آپ کے ہاں با عزت نہ ہوئے تو میں بھی ان کو قاتلا تو اللہ نے فرمایا میرے بندے کے پاس وہاں جہاد کر دیکھتا تھا کسی کمال پر یا بل کی کمال پر دکھائی تو جتنے ہاتھوں کو ان کا ہاتھ چھالے ہر حال کے بد سے ایک ایک سال ان کی کھوکھالی کر دیا کہ تو فرشتے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور فرشتے حضرت موسیٰ نے پوچھا پھر کیا ہو گا عرض کیا پھر میں موت ہے تو فرمایا پھر اب سی سی۔

فرشتے نے ان کو ایک محمودہ شیعہ کھجور اور روغن بخش کر لی۔

داوی بن یونس کہتے ہیں کہ مرزا علی نے پھر فرشتے کی آنکھ دیکھ لی اور داوی بھی اور وہ لوگوں کے پاس تھے۔ تھے گئے تھے۔^{۱۱}

حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت اور موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے بعد بنی اسرائیل کی مجبہائی فرمانا

ان کا لقب نامہ ہیں، پہلے یوشع بن نون بن مرنائیم بن یوسف بن۔ محبوب بن اسحاق بن۔ وہ ہم علیہ السلام۔ بنو اسرائیل کا یہ کہنا ہے کہ یوشع بن علیہ السلام کے چچا زاد ہیں۔

اور اس وقت کہ ان نے قرآن مجید پڑھا، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور اس وقت کہ ان کا چچا زاد بن ہوا، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

اور ان کے چچا زاد بن ہونے کی وجہ سے، ان کے چچا زاد بنے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کا چچا زاد بن ہوا۔

جس نے انکار کیا تھا اس کی تعداد اسی تیس ہزار ساڑھے پچیس تھی ان کے لئے اور تھیں ان کی تعداد تھی۔
 ساتواں لشکر آل بنی امیہ کا تھا ان کی تعداد اسی تیس ہزار چار سو تھی اور ان کا سردار یزید بن عبد المعز تھا۔
 آٹھواں لشکر آل مالک کا تھا یہ لشکر بنی امیہ کے سردار بنی جہش کا تھا جس کی تعداد تیس ہزار تھی اور ان کا سردار بنی جہش تھا۔
 نوواں لشکر آل امیر کا تھا اور ان کی تعداد ساڑھے اسی تیس ہزار تھی ان کے سردار بنی امیر کا تھا۔
 دہواں لشکر آل بنی کعبہ کا تھا اور ان کی تعداد پانچ ہزار سات سو تھی اور ان کا سردار بنی کعبہ کا تھا۔
 گیارہواں لشکر آل بنی کعبہ کا تھا اور ان کی تعداد تین ہزار چار سو تھی اور ان کا سردار بنی کعبہ کا تھا۔
 بارہواں لشکر آل بنی کعبہ کا تھا ان کی تعداد تین ہزار چار سو تھی ان کا سردار بنی کعبہ کا تھا۔
 یہ ان کے ہاتھوں کی کتاب کی تصریح ہے واللہ اعلم۔

اور ان میں آل اویس ہیں کیونکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو تعزیر کیا تھا کہ ان کو باغی نہ کرے کہ جس لوگ ان کی ذمہ داری ہے سب سے پہلے ان کی ذمہ داری ہے۔
 فیما بینہما وہ لوگوں میں اور اس کو چاہئے کہ اس سے عافیت کی اور جو لوگ اس کو نہیں دیتے وہ اس کو نہیں دیتے۔
 اور یہ وہی آل بنی امیہ کا تھا اور ان کی تعداد پانچ سو تھی۔

اور بنی کعبہ کا تھا ان کے ہاتھوں میں تھے اسی تیس ہزار تھی۔ یہ تمام لوگ اس کی حفاظت پر تھے اور ان کے ہاتھوں میں تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔
 اور بنی امیہ کا تھا ان کی ذمہ داری تھی اور یہ سب لوگ اس کے گرد و پیش اس کا چھوڑتے تھے۔

انبیاء میں سے کسی نبی نے جہاد فرمایا اور اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میرے پیچھے وہ شخص نہ آئے جس نے ابھی شہادی کی ہو۔ یعنی ابھی سہاگت
مات ہوئی ہو اور شاید شخص جس نے اپنی عمارت بنائی ہو لیکن اس کی محبت نہ ملانی ہو اور شاید شخص جس نے کھوپڑیاں یا حائلہ وغیرہ خریدی ہو کیوں کہ وہ
وہابی کی اولاد ہونے کا منتظر ہو۔

تو پھر اس نبی نے جہاد فرمایا اور مصر کے وقت پہنچی کے قریب ہوا اور نبی نے سورج کو کہا تو بھی عداوتی حکم کا پابند ہے اور میں بھی عداوتی حکم کا پابند
ہوں۔ اسے اٹھ کر اس کو گھوڑے پر بٹھو اور وہ کہہ دے تو اللہ نے اس کی پراستادوں کے سورج کو ٹھہرا دیا اور وہ کہہ دیا کہ انہوں نے غلط فرمایا۔ تاہم
انہوں نے اپنے نصیحت کا بال بھی نہیں کیا تاہم کس کس کو کھانے کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ اسے اٹھ کر دیا تو اللہ کے نبی نے فرمایا۔

تمہارے دو زمان کی خدایت اور شخص کے لئے اس کے سب میری بیعت کرو یعنی میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتے چاہو تو سب نے ایسا کیا
پھر ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چھت گیا۔ تو نبی نے کہا کہ تیرا فیضان بیعت کرتے پھر اس کے فیضانے ہاتھ ملا دیا تو وہ پانچین مخصوص کے ہاتھ
چپکنے لگے تو ان کو اللہ کے نبی نے فرمایا تم خائف ہو جو کہ ہے وہ لکھ لیا۔

تو انہوں نے کہنے کے کہ میرا ہوتا تھا اور پھر اس سورج کو مل میں ملا کر کھایا تو آگ نے آکر کھا دیا۔ کیونکہ پہلی باتوں میں سے کسی سے
لئے نصیحت مٹال نہ کی بلکہ جاری (امت محمدیہ) کی ضرورتی فی وجہ سے مٹال نہ کر دی گئی۔

اسی طرح میں امام مسلم حضور ہیں۔ (۱)

اور پھر جب وہ شہر کے دروازے میں داخل ہوئے تو ان کو حکم ملا کہ سب پہنچی کو اس کی سعادت میں بٹھکے ہوئے عاجزی کے ساتھ اور اللہ کا شکر کرتے
ہوئے داخل ہوں کس اس نے تم پر دھن و انعام کیا کہ تم کو فتح سے پہلے دیکھ رہا تھا جس کا اس نے تم سے وعدہ بھی فرمایا اور ساتھ میں زانووں پر یہ بھی
باری اور حلقہ۔

یعنی اللہ جس سے پہلے کھانا کھاتا اور کھاتا۔

اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ میں مقیاب داخل ہوئے تو سواروں پر آپ کا سر مبارک عاجزی یا کھاری کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے
اس طرح جھک گیا کہ ان کی ڈاڑھی مبارک کھارے کی ٹکڑی کو کھ رہی تھی۔ اور یہ سب اللہ کی بارگاہ میں عاجزی یا نیاز مندی اور خشوع و خضوع تھا اور
نہایت عاجزی اور محراب نظر تھا جس نے ہر طرف سے برحق کو کھیر رکھا تھا۔

خصوصاً وہ سرسبز و آباد نظر میں رسول اکرم ﷺ جو تھے۔ تو جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں قتل فرمایا اور آخر رکعات
پڑھ کر ان کے اوپر انہیں اور اس کی عداوت کا شہرہ قول ہے اور ایک قول ہے کہ وہ ٹھکی کی نماز تھی۔ اور اس قول کے قائل کی وجہ یہ تھی کہ وقت بھی
یکساں تھا۔

تو سنو اور انہیں نے اس عظیم القامت کی قول میں بھی اور عمل میں بھی۔ تو وہ اپنی سرینوں کے بل کھڑے تھکے ہوئے کھتے داخل ہوئے حسیہ فی
شعرا حسیہ شعرا دایہ پانی میں گتہ مہا میں۔

حاصل کام یہ کہ صحیح القامت کی اور اس کو کیا جیسے اللہ نے فرمایا

اور (پاکیزہ) جب ایسے کہا گیا کہ اس شہر میں حکومت اختیار کرو اور اس میں جہاں جی چاہے کھانا (یا پانی) اور (اس شہر میں جانا تو) حسیہ کہتا اور
دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کریں، تم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے (اور) ٹھکی کرنے والوں کو دروازہ دہریں گے پھر ان کا انہوں نے وہ بات بدل
دلی بیان سے کہی گئی تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب کا ٹھکانا بھیجا اس سب سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔ (۲)

اور جب ہم نے (ان سے) کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ (یا پانی) اور (دیکھنا) اور دروازے میں داخل
ہونا تو سجدہ کرنا اور حسیہ کہتا ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور ٹھکی کرنے والوں کو دروازہ زیادہ دیں گے پھر ان کو انہوں نے وہ بات بدل دلی بیان

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہما عن طریق حذاف بن فضالہ عن عبد اللہ بن مسعود الشافعی عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ قال ورواہ محمد بن
حجلیان عن مسد الشافعی قال ورواہ قتادہ عن مسد بن المسیب عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ (۲) انہو الف ۱۶۱ ۱۶۲

۱۰۔ ایک لڑکے کے پاس ۱۰ روپے تھے۔

اور آگے اللہ عزوجل نے ذکر فرمایا جو یہ تاجرانہاں تکمیل اللہ عزوجل کی یہ خطاب خداوند علی نے گرفت میں لے لیا اور وہ سنانی خطاب مائل قرآنہ جو مومن تھا۔ انہیں بڑی حیرت سے سمجھیں کہ یہ اور اس ظاہر خطاب کی ابتداء کی ایسے ہی لوگوں سے پہلی بھیجے چھو شمارہ در ذیل حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہے۔

[illegible][illegible]

اور جب علی اسراہیل کا قصہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے اس میں جہنم کو بھیجا اور وہ اس میں جہنم کے سردار بن گیا۔ وہاں اللہ کے پیغمبر شیخ احمد کی کتاب و احادیث کے ساتھ ان میں بھیجا فرماتے ہیں کہ اسی کتاب نے ان کو اپنے پاس لایا اور اس وقت ان کی عمر تیس سال تھی۔ سردار کو شیخ علیہ السلام کے بعد آپ کے تیس سال حیات رہے۔ یعنی وہ تیس موقوف علیہ السلام کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی۔

١٠ كاتبت لعمري في سنة ٢٥٠ هـ عن جابر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن علي بن أبي طالب عن أبيه عن

د. ناصر بن محمد آل مصلح، مدير عام التعليم في الرياض

١٧٠ روبرو المستشرقون في حكاية هذا الخط في حديث الفخري عن حبيب بن أبي ثابت، عن إبراهيم بن محمد بن أبي واثق عن أبيه

والصحة هي ربه وخصه عن النبي ﷺ قال رسول الله ﷺ

اور اس جھگڑے کی باتیں آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک توفیق الہی

فوجاً عیداً من عبادنا آباءہ و حمۃ من عیدنا و علستہ من لدنا علما

وہی انہوں نے ۱۱۲ھ سے بعدوں میں سنا ایک بار سے کو بیابا بنو نمیر سے حسرت دینی تھی اور ان کو اپنے پاس سے طم سکھایا تھا۔

دوسرا عمر بن ابی العاص علیہ السلام سے علست و رشد الخ آیت ۵۶۶ تک کی آیات مبارکہ۔

جن کا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان سے (جنگ نام غزوہ) کیا کہ جو طم (جو خدا کی طرف سے) سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے کچھ باتوں کو سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر میرے دوستوں کے گھر میں بات کی کہیں خبری نہیں اس پر میری بھیجے گئے ۱۱۲ھ میں نے کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے مبارک فرمائیں کہ میری آپ کے ارشاد کے خلاف نہ کروں گا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو مجھ سے کوئی بات نہ ہو چھاب تک کہ میں خود اسکا ترجمہ نہ کروں۔

تو اگر یہ نبی نہ ہوتے بلکہ صرف ولی ہی ہوتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کا یوں کام نہ ہوتا اور حضرت موسیٰ بھی ان سے یوں خطاب نہ کرتے۔

اور انہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی خدمت طلب کرنے لئے بھیجا اور کسی کے پاس نہ بھیجا۔

اور اگر یہ نبی نہ ہوتے تو مصمم نہ ہوتے اور جب حضرت موسیٰ تو واجب العصمت تھے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے ایک ولی جو غیر واجب العصمت تھے کے علم میں اس قدر قرب و اطلاع فرماتے اور آپ نے ان کے پاس جانے کا کتنا جتنا اور عزم مصمم فرمایا کہ اگر حب کا زمانہ بھی گذر جائے اور بہت طویل عرصہ بہت بھی ان کی تلاش میں رہیں گے۔ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کونسا شخص تھے۔

اور پھر حضرت موسیٰ کا قاتل ہونے پر کس قدر اظہار کام اور اس سے بگڑا اظہار کی شہادت تسلیم کر کے بھی ان کی معیت حاصل کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس بھی وہاں پہنچی تھی اور پھر مزید اضافہ کہ حضرت خضر کو طم لہذا اور اس راہبوت کے ساتھ نوازا گیا تھا جن کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہ لودا دیا گیا تھا ان تمام باتوں سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خضر تھے اور قرآنی ہدایتیں اس پر دلالت کے ساتھ گواہ ہیں اس طرح خبری بات یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے ایک بیچے کو قتل کا ارتکاب فرمایا اور یہ صرف اللہ کی طرف سے ہی کی وجہ سے تھا اور یہ بھی آپ کی نبوت پر مشکل دیکھتے ہیں اور ان کی عنایت پر بالکل غافل رہ جاتا ہے۔

اس لئے کہ کسی بھی ولی کو اپنے ولی فی الہام کے ساتھ کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔

اس لئے کہ مکالمہ واجب العصمت نہیں ہے۔ کیونکہ بالاحقاق اس سے خطا کا صدور ہو سکتا ہے اور جب حضرت نے ہوائی بیچے کے قتل کا ارتکاب کیا تو اس علم (یقین) پر کیا تھا کہ یہ جو ان کو کفر کرنے میں چھینے گا اور اپنے والدین کے لئے بھی خطرہ بنے گا تو یہ آئے والے زمانے کا مہم جینی اللہ کی طرف سے ہی ہو سکتا ہے اور ان کی ان تائید و حمایت بھی اللہ کی طرف سے ہی۔

اور (ان کی خبر) اللہ ظہیر فرماتے ہیں کہ انہوں نے شیطان اور طعن ان اور ان کی دینہ اللہ علیہ السلام کے والدین کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر دلیل بکارت دیکھا ہے اور علامہ مالکی نے بھی اس پر دلیل بکارت دی۔

چونکہ دلیل نبوت خضر یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جب تمام کاموں کا مکمل مشقہ تلا و تو حضرت موسیٰ کو بھی بات مکمل کر سائے؟ مگر خیر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا حصة من و یک و ما فعلتہ عن امری۔

کہ یہ سب آپ کی دست سے ہوا ہے اور میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا اس سے ان کی نبوت صاف معلوم ہو جاتی ہے۔ اور ولایت خود اس میں آ جاتی ہے اور نہ ولایت بھی کوئی امتداد نہیں ہے۔ بہر حال فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار الہی تبارک و تعالیٰ ہے۔

اور جب ہمارے ہات دلائل سے ثابت ہوئی کہ وہ نبی تھے تو اب کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ نبی بھی عجب کاموں کی حقیقت پر مطلق ہو جاتے ہیں نہ کہ غریبیت کے علم پر۔ تو اگر کوئی دلیل اور ان کی مشقہ بات نہیں جسکے ساتھ اس قول میں مہار الیہا جائے۔

۱۔ سید غلام، یکاوت سے حق کوئی شک نہ تھکے، وہ سب اور کئی جہات سے اعلیٰ و ظاہر کوئی ہے، ملک ہے، لے، چاہے وہی کجا از مرکز آسمان
یعنی خوشی بھی اور غم بھی ملکات ہے، اور یہاں اور ملکات ہیں، اور ان سے کچھ اور ہے، جو قوس سے زور واری کرے۔ لیکن یہ قلم و قاض ہے اور
غیر و زبانت ہے، اور جب کوئی جان کمالی و ستار سے ہے، وہی ہے، مگر یہ سب جو ہوا و ہوا و حیات کے ساتھ کھڑا کرے۔ لیکن کمال بھی جس کی
جہات اور کمال کو جاتی ہے، پہلے سے ہے۔

اسے ابنِ عمرؓ اپنے کو کلمِ طمّیحیاں کہتے رہے۔ بے شک خود بھی اور جب بخیر و فی اپنے دوستوں میں مباحثات و تعلقات میں پڑتا ہے۔
اسے ابنِ عمرؓ اپنے دو ہاتھوں کوں جسے متعلق ہے نہیں جانتے کہ کسی نے اس کو بند کیا ہے اور ایسے دوران کے کو بند کر کے کہ آپ نہیں جانتے کہ کسی نے اس کو کھولا ہے۔

[illegible]

اے مومن! میں نے جو بات توئی کو پہنچا کر اس سے اسے اور تمہارا کرنا چاہا کہ اس سے لے کر بیچوں کی کثرت نہ کر لو گناہ پرانیاں تو خود ہی جلتی رہتی ہیں اور
چنے والے کو نولہ کے ساتھ ساتھ رکھو یہ میرے مذہب کی خوشخبری کا دار اور ہنگامہ ہے اور پھر کہتا رہا کہ وہ آفرقہ سے نکلے ہاتوں کو کھنکھاتا کر گیا تو نصیحت نہ کیا۔ پھر حضرت
نضر بن عبد اللہ اسامیؓ سے ملے اور ان سے کہا کہ تم نے جو یہ دعویٰ کیا ہے وہ سب سے دور ہے۔

بعد ازاں سنا اٹھ کر نہیں ہے جس کے گھٹا ہوں یہ نہ کہ یہاں شیعیان و اہل انصر کی یہ کارستانی ہے اور اس کو کلی غلطی کہ اس سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور
یہ نہ تو یہ کہی گئی بات ہے کہ حافظہ ان احادیث میں جیسا کہ انہوں نے اس کے متعلق لکھتے اور تھپا کر رکھا ہے۔

ایک عجیب قصہ

۱۱۱ اور حافظ اجمیر جہانیاں اس طریق سے دفعہ بہ دفعہ سے نقل کر رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کرام کو فرمایا: کیا میں تم کو بعض سے مشغول نہ تھا وہاں ان کو کسی نے عرض کیا کیوں نہیں، اچھا خدا تم کو آپ کے لئے ہے۔

خطریہ اسلام ایک دینی امر اہل کفر کے ہاں میں اپنے چاروں بھائیوں کے ساتھ ایک مقام پر اٹھ کر اپنے ہاتھوں سے اس کے خلاف ایک جنگ لڑی۔ یہ جنگ ۱۰۰ سال تک چلی۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں نے ایک بڑی کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے دین کی حفاظت کی۔ انہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی۔ انہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی۔

مصور نے لڑائی کے کچھ سبکدوشی سے ہنسنے کو باز رہا۔ جا کر چار سو سالہ اس میں فروخت کر دی۔ اور تپ خرمی کے پاس ایک لذت و چربی بھر کی کام
کافی کے ساتھ ساتھ ہر ایک کے نام سے لکھے گئے تپ خرمی کے نام سے لکھے گئے تپ خرمی کے نام سے لکھے گئے تپ خرمی کے نام سے لکھے گئے تپ خرمی کے نام سے لکھے گئے
لکھا ہے کہ میں آپ پر جو اوروں کی طرح آپ کی دوسو روپیہ اور بڑی گھر میں لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر
دو میں چار سو سال کے بعد میں لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر
اپنے ہی وقت میں لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر
اور آخر نے لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر
لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر بابت ہو گا تو لکھا ہے کہ میں آپ پر

تو اسی طرح چلا گیا؟ فوج کا قیام شدہ اپنی اہلکاروں کے لیے کھانا، پانی اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے لیے ایک خاص جگہ پر پہنچا۔ وہاں پہنچ کر انہیں بتایا کہ یہ جگہ اس لیے منتخب کی گئی ہے کہ یہ امن و امان کا مرکز بن سکے۔

فرماؤ آپ نے مجھ سے ان کے کام سے سہل کیا ہے اللہ کے کام پر سہل ہی ہے مجھے خدایا میں دعا ہے کہ میں تم کو ملتا ہوں کہ میں کوئی ہوں؟ میں وہی شخص ہوں جس کے حقوق تو نے سنا ہوگا مجھ سے ایک شخص نے سہل کیا تھا لیکن میرے پاس ایک نذرہ جو میں اسے دے چکا ہوں اس نے اللہ کے نام سے سونے کی تھیں سناؤ ان کی ہاں اس کو قدرت ملی کہ مجھے فراموش کر دے تو اسی نے مجھے فراموش کر دیا اللہ میں تجھے چاہتا ہوں کہ جس شخص سے اللہ کے کام سے سہل کیا گیا پھر بھی اس کی سزا کر دیا گیا ہے۔ ایک اور ہے جو اللہ نے نجات کے دروازے پر کھولا ہے کہ اس کے جسم پر کوئی گزرتا نہ ہوگا اور اس کی ہاں کی تھیں نہ کر سکتے۔

قواکھ نے کہیں حضور ایمان لایا ہے خدا کے ذخیرہ میں ہے آپ کو صحت میں الال دیا اور کھجور کی عظمیٰ تعداد، فقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی طرح نہیں آپ نے ایسا کیا اور ثواب کیا؟ قواکھ نے کہا میرے دل دیا ہے آپ پر قرآن اہل اساتذہ کے ذخیرہ میں ہے مگر اہل علم کے متعلق آپ نے جو حکم دیا کہ جس سے تمہارے دل میں آپ کا اعتبار ہو اس سے آپ کو اعتبار دیا جائے اور ان کا ذکر نہ کرنا۔

تو آپ نے فرمایا اے مجھے، وہ چند روز ہے کہ آپ میرا اسٹوڈنٹ ہو رہی ہیں۔ لیکن سچ، جبکہ کمالات کو مل رہا ہے تو میں نے آپ کا ہر اس وصف کر دیا
خود غرض اس واسطے سے فرمایا۔

تمام قرآن مجید اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے عزائی میں والا اور پھر اس نے مجھے اس سے بہت دل برداشتہ کر دیا ہے کہ صرف اسی بیان کرنے میں غلطی کا سبب ہے کہ یہ خوف ہے کہ اس کے لئے کیا ہے کہ اس میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اگر اس جزئی کی جگہ افسطیپس نے اپنی کتاب "عمدة الطالب فی شرح حاشیاء الحضر" میں اس کو کجاواؤپ بنایا تھا کہ اس کے فرق سے نقل کیا ہے۔

لہذا حافظہ اٹھانے میں اگر وہ نہ بھی نہ سہی اللہ علیہ کی طرف اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو اپنی بیوی سے

[illegible]

پھر استاد نے فری کو چلا کر کہا کہ کوئی بھی اور شخص تو یہ کتاب پر ہے اور میرا لکھا ہو گیا ہے تو کہہ دو، انہیں اس لڑکی نے عرض کیا کہ: ہاں،
 اس کی طرف سے ہوتی ہے اگر وہ چاہے تو جو چاہے وہ اس کی جگہ سے توڑے۔

آج حضرت مخلص اللہ علیہ السلام کا انتقال فرما چکی کہ وہ صبح میں لائق ہو گیا۔ پھر اس نے میت کے لئے دعا لکوائی۔

اسے اللہ کے آپس میں جو کلام ہے، اس سے غلو نہ کرنا، اور اس کو کلمہ شریف کہہ کر توحید کی رحمت کا تقبیح نہ کرنا۔

[illegible]

اللہ کی حمد ہی معصرت ہمایہ حضرت علیہ السلام نے عظیم رسول اکرم ﷺ کے حقیقت نامہ ہے جسے ہر عرب المسلمین نے جو زندگی میں گنجی اور اچھا کیا۔
 حصار کربلا میں اپنے نفوس سے ہر فرد نے اللہ ہی کی اعزاز سے ہر مومن اللہ نے پیادہ کی اس قسم سے کہ نہایت مل کر ہمت کی اور ہر دور سے
 مروی ہے وہاں راستہ ہر ایک میں اقیامت طواف کی عرض سے مسجد حرام میں داخل ہونا وہاں ایک شخص کیے کا حال تھا کہ کہہ رہا تھا۔

[illegible]

مجھے اپنے حضورِ گمہ کی لعلوں اور اپنی دوست کی عداوت عطا کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کو کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہاری بیعت و درود کو مجھے مانا تو اس نے مجھ سے تم جیسا کیا؟ آپ نے فرمایا: میں نے کہا کہ میں نے تم سے تم جیسے مانا تو اس نے تم سے تم جیسا کیا؟ (یعنی دو گنا کر دیا)۔

کہ جو شخص بھی ارض خدادا کے بعد ان اقلانہا کو کہے تو خیرہوں کی عظمت کر دی جائے اگر چہ وہ کتا و سوسرہ کی حیثیتوں کے برابر ہوں اور انہیں انہیں نے اس قدر ستھرا دی ہے کہ ان کے جسم کے برابر ہوں تو بھی انہیں ان تمام کتا ہوں کا بھلا دیں گے۔

دعا کے م فی الحقائق، حقہ طبعاً

بما من لا يسمع سمع عن سمع، وبما من لا تغلظه المسائل، وبما من لا يرمقه الحجاج المطعنين ولا مسألة

الشيخ الرئيس أبو علي بن سينا

اور یہ مہر اللہ ہی کا ہے۔ دیکھو کہ جنت سے مہر کونسا ہے۔ حضرت ابی اللہ ع نے کہا کہ جو چیز میں اللہ کا اسم آئے اس میں اللہ ہی کا مہر ہے۔

اور اس واقعہ کا مکمل ترقي پسند نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو اس سے پتہ چلے گا کہ یہ واقعہ نہ صرف ایک تاریخی واقعہ ہے بلکہ ایک تعلیمی اور اخلاقی سبق بھی ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنے ملک کی ترقی کے لیے اپنی تعلیم کو بروئے کار لانا چاہیے اور اس میں اپنی تمام صلاحیتوں کو شامل کرنا چاہیے۔

يُحْسِنُ لَا يَسْخَرُهُ مَصْحُوحٌ عَنْ مَصْحُوحٍ، وَيَا مَنْ لَا يَفْقَهُهُ الْفَاسِقُونَ، وَيَا مَنْ لَا يَهْتَمُّ بِالْمَعَارِجِ الطَّاهِرِينَ إِذَا قُتِلَ أَمْرٌ

دشمنوں کے خلاف لڑنے کے لیے

(۱۱) کا ترجمہ ہے کہ: (۱)۔

نو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ اللہ کے بندہ سنا لی دعا مجھے دیا وہ دم سے تم اس نے جو بھایا آپ نے مٹا ہے مگر یہی کیا
 ہوا جس شخص سے کہا کہ میرا کچھ اس کو پہنا کر اس شخص سے اس امر کی جتنی چیزیں میں شہر کی جان سے جا کر تو بہ گناہ آسمان کے تاروں کے برابر ہوں
 میں نے اس شخص سے کہا کہ اس شخص کو اس کی مٹی سے برابر ہوں تو کچھ چھپکے سے علی پہنچا کر میری حکومت سے فرما دیا۔

پیدا ہوا ہے محمدی شخصیت ہے اور اس کی ابتداء تک غیر مسلموں نے اپنی چیزیں دینا شروع کر دی ہیں۔ اور اس کو انہوں نے جو دئی دھرتی اللہ تعالیٰ نے اپنی برکتوں سے

تقصیر کی گئی۔ یہ کہ حضرت مسیح مصلیٰ علیہ السلام کوئی حدیث ثابت نہیں اگر ثابت ہو تو بارہ سو روایات ہے۔ اور چنانچہ کوئی روایت حدیث کی مصدقہ (یعنی گواہ) اسے متواتر نہیں ہے نہ قول کہ واجب ہو۔

اور یہ روایات ہر ایک میں مضبوط ہیں۔

اور جب اللہ نے قبول سے عذر لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دے دوں مگر تمہارے پاس کوئی رسول آجائے تمہارا یہ عذر (موجود) کتاب و شریعت کی تصریح کرے کہ تمام اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ تم فرمایا کیا تم نے تو ان کی اور تم نے ان سے اپنا عذر دیا جو کہنے لگے ہم اگر نہ کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں تم کو کتاب اور حکمت دے دوں مگر تمہارے ساتھ کیا ہوں تمہارے پاس۔^(۱)

ان میں اس وحی عظمیٰ کو لے کر آئے ہیں پہلے نے میں گئی تھی کہ جو رسول فرمایا تو ضرور اس سے عذر لیا ہے نہ کہ وہ اس کی انتہی کی تھی اور یہ صحت سے کہ اس کو اور اس پر ایمان لانا ان کی حد کہ وہ کہہ سکا وہ الہی امت سے بھی چھوڑ دیا کہ ان کی تہذیب کے لئے آئے سب کچھ ایمان دانا چاہئے اور ان کے لئے روک نہ ہوگی۔

اس بات کی وجہ سے ان سے عذر نہ لیا گیا۔

اگر حضرت علیہ السلام بطریق معمولی ہوتے تو اس حد کے تحت ضرور داخل ہوتے۔ اور اگر وہ حضور اکرم ﷺ کے لئے میں نے عذر دیا ہوتا تو ان کی سب سے بڑی نعمت و شرافت یہ تھی کہ وہ حضرت علیہ السلام کے پاس ہفت گناستے اور آپ پر ایمان لانا ضرور دیکھتے تھے کہ ان کی عظمت کرتے۔ کیونکہ اگر وہ پہلی حد پر محدود ہی رہتے تو اس سے اصل میں عذر نہ لیا جاتا۔ حضرت علیہ السلام میں سے اصل ہیں۔

اور امام حنفی منہ سے فرماتے ہیں۔ کہ چہرہ میں جھانپتے ہوئے ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اجماع سے اس بات کی شک کے بغیر میں جوری جانے ہمارے رسول علیہ السلام نہ ہوں۔ تو ان کو میری کتاب کے تمام ناکارہ۔

یہ حدیث عقلی طور پر نہ کہ حدیث کا قیاس سے ہے جس سے ہم عقلی حاصل کرتے ہیں اور اس پر گواہی دیتے ہیں کہ یہ بھی ولایت کرتی ہے کہ اگر تمام عقیدہ علی حضور اکرم ﷺ کے لئے اس میں زبردستی کر لینے جائیں تو سب کو اپنی کتاب کے بارے میں ہے اور ان کے تمام اراکے شریعت معلومہ واجب پر فرض ہوگی۔

اسی طرح جب صحابہ کی امت آئی تو حضور اکرم ﷺ کے سرور سے علیہ السلام یا یہ عذر جب آجائے جو عقل علیہ السلام کے ساتھ ہے اور ان کی امت و ریت مقدس میں نے چاہا تھا تو ان کا وقت قریب ہو گیا اور ان کی امت میں ان کا عذر ہو گیا کہ حضرت علیہ السلام نے ان کے علم سے غصہ کیا کہ ان کے لئے نہ کرنا کے لئے نہ کرنا آپ تمام انبیاء کی امت کرنا تھی۔ جو حضور نے ان کے تمام پر سب کو لازم پر عالمی جس سے معلوم ہوا کہ آپ سب سے ۹ عالم ہیں یعنی امام علم۔

اور رسول خاتم کی حضرت شریعت کی عبادت ان کو خود کیا گیا۔ صفات اللہ و ملائکہ و جن و فرشتہ و سرای برحق کو معلوم ہے اور جب یہ بات جہاد ضروری ہو کر معلوم ہو گا کہ حضرت علیہ السلام نہ ہوں تو وہ امت کرے۔ اللہ کے لئے اور اپنی شریعت کی امت کرنا ہے۔

اسی طرح جب حضرت علیہ السلام آخری زمانے میں داخل ہو گئے تو وہ بھی اسی شریعت معلومہ کے مطابق حکم فرمائیں گے کہ اس سے ان کے تمام انہماک سے انہماک ان کی گئی پانچوں ملائکہ حضرت علیہ السلام پانچوں ملائکہ و فرشتہ میں سے ایک ہیں اور میں اس کے خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ کی گنجینہ کی اس حدیث میں حق ہے کہ حضرت علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بھی ہیں اس سے ہوا۔ اللہ کی بک۔ میں آج کے ماحول شریعت کی گنجینہ پر دو کو حقیقی مصداق ﷺ اپنے سب عزوجل سے دعا گو ہوں کہ میں اور ہر مہاجر و مدینہ کے ہر ایک کے لئے جس کی دعا ہے کہ آپ میں جماعت ہو کہ اس نے وہی گئے ان کے بعد اسے زمین پر اپنی امتات چلی جائے گی۔

وہ اس جماعت میں مسلمانوں کے سرور و ملائکہ کے سرور حضرت علیہ السلام کے رسول خاتم ہیں۔ چنانچہ میں ہر امت میں ہر امت میں خاتم ہوں۔

وہاں بلو المبرور و حوہ جبریل لعل لوانک و محمد

اور تمام ہر مہر میں جب کافروں کے چہرہوں کو تیرنگیل مار کر ھلا کر اسے شہرہ جوہر تکل علیہ السلام کی ہمارے پہنچنے سے گئے تھے۔
تو انہر حضرت نعر علیہ السلام زندہ و حیات ہوتے تو اس دن اس پہنچنے سے گئے آقا تمام خدات اور عزت سے جو ہر گز نہ۔

اچھی بات یہ کہ میں نے اس میں ملایا کہ جس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں: ۱۱۰۰ سے کسی ساجھی سے نعر علیہ السلام کے منقش جواں کیا کیا کہ کواہر
میں آفرینا میاں ان۔ اور ہر خور فرمایا ایاہا بن عبداری سے بھی ایسی بات کے مثل فرمایا ہے کہ وہاں سے پہنچے ہیں اور فرمایا کہ اگر آپ ھذا اسلام
زندہ ہوتے تو حضور اکرم ﷺ کے سامنے درخشاں رہ لائے۔ لیکن جہڑی نے یہ حال میں اس کو نظر فرمایا لیکن اگر اعلان و شہ کیا جائے کہ یہ تمام مقامات
پر حاضر باش تھے لیکن کوئی ان کو کہنے نہ سکا۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ اصل یہ کہ یہ تمام مقامات کو نظر انداز کر دیا جائے جس سے تمام مقامات آئیں و فرمہ کو خاص کر لازم آتا ہے کہ یہ بھی ممکن نہ
ہو سکی بات ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔

اور اگر ان کے عقیدہ ہے کہ کیا شہرہ دانی ہے یا اسکا کہانی ہے؟ یا غرض اگر آپ کے جہڑو ہوتے تو انکا تمام ترین منصب کیا تھا کہ وہ آپ ﷺ
سے قرآن و حدیث کو نقل کر کے آپ کے پیچھے کا ام لڑ چڑ جلتے اور تمام حدیث جوئی مشہور ہیں اور تہذیبی شہ و حدیثیں اور آقا جھڑوت ہیں ان
کی قرآن فرماتے اور بدعت و معصیت سے لوگوں کو روکتے اور دشمنوں میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر قیام کرتے۔ اور محسن اور احسانوں میں مسلمانوں
کے ساتھ حاضر ہوتے اور مسلمانوں کو فلاح رسانی اور کافروں کے خسرو سے ان کو چھاننے کی کوشش کرتے۔ اور علماء اور حکام کو درس دے اور محسن کرتے اور
اللہ احسان کرنا حکم کرتے۔

ہونا تو یہ کہ جو چاہئے تھا قرآن کے حلق میں مشہور کیا جاتا ہے کہ ان کے لئے شہروں سے چھاپا رہا اور جھڑوں اور روزانہ و روزوں میں ہیرا کا کام
ہے ہوا اگر ملاقات کرنی ہے تو اپنے وقتوں سے جن میں سے اکثر کے حواں موسم پر نقل ہیں اور حضرت نضران کے لئے گھوڑان اور ان کے عداوت کو
جان کرنے والے ہیں۔

اور یہاں حدیث کی کھڑو جو ہم نے آپ کے سامنے عرض کی کھجا جانے تو کہلی اس میں توقف نہ کرے گا بلکہ یقین کے طرف میں جگہ پہنچے گا۔ اور
۱۲ آیت میں ہے جہڑو اب فرماتا ہے۔

۱۱۔ حدیث کی بات کہ دیکھی ہے جو مجھ میں یہ بات ہے کہ جو حدیث میں مرادھی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عثمان کی قرآن
مافرمانی پھر فرمایا کہ تم نے اپنی بیعت کی کھجی؟ ہے شک جو شخص بھی تیرے زمین پر پانی ہے (دیکھ کے سائل نے رہا ہے جن میں سے) سو
سال تک کوئی بھی ایک زندہ نہ رہے گا۔ اور ایک روایت میں فرمایا کہ ایک پلک جھپکنے کے برابر نہ ہو سکے گا۔ تو یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما ہمیں
گھبرا گئے کہ آپ نے اپنے دلہانے کے قسم ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

۱۲۔ اور منہ ان میں جہڑو بن مرادھی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیعت مبارک کے آخری حصہ میں ایک روایت عثمان کی قرآن
مافرمانی پھر فرمایا کہ اس روایت کے حلق کیا خیال ہے؟ ہے شک سائل کے لئے کہ ان کی کھجی پانی کھجی، باقیان میں سے جو کھجی زمین پر پیتے ہوں۔
اسی حدیث کی آخری کلام بخاری اور امام مسلم نے بھی زہری کی حدیث سے فرمایا ہے۔

۱۳۔ اور منہ اس میں جہڑو بن مرادھی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیعت سے گھر مرادھی یا ایک مہینہ گزرنا یا نہ کر کوئی
سائل نے پانی لاس۔ افرمایا کہ قرآن میں سے جو کھجی آج سائل نے اچھا پر حواں نہیں گھڑے گا۔ اور اس حدیث مرادھی ہوگا۔

۱۴۔ اور منہ اس میں دوسرے طریق سے جہڑو بن مرادھی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے (اپنی بیعت سے) ایک مہینہ

(۱) اقبال اسلام احمد۔ حلیہ عبد اللہ بن ابی حمزہ، الکامل منہ عن الزہری لال: احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی حمزہ بن

عبد اللہ بن عمر (۲) بولاق الاقام احمد۔ حلیہ محمد بن ابی حمزہ، عن سیدنا النبی، عن ابی حمزہ، عن جابر بن عبد اللہ لال

۳۔ اقبال احمد۔ حلیہ موسیٰ بن داود۔ حلیہ ابن نفعہ، عن ابی حمزہ، عن جابر

حضرت الیاس علیہ السلام کا قصہ مبارک

اللہ عزوجل سورۃ اسافات میں موصی اور ہادون علیہ السلام کے قصے کے بعد فرماتے ہیں

وان الیاس لمن المرسلین (اصحاف: ۱۳۳/۱۳۴)

اور الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم کو نے کیا نہیں؟ کیا تم بھل کو پکارتے (اور اسے پوجتے ہو؟) اور سب سے بہتر یہ فرمانے والے کو پکارتے ہو؟ خدا کو کہہ کر تمہارا اور تمہارے پیچھے آیا، واجبہ کا پھور دگا ہے۔ تو ان لوگوں نے ان کو جھکاؤ میں وہ (اور ان میں) کا حاضر کئے جائیں گے۔ صرف خدا کے بندگان عدم (بوسہ دے چلائے عذاب نہ ہو گئے) اور ہم نے انکا ذکر (خیر) کیچلوں میں چھوڑ دیا۔ کیا الیاس پر سلام ہو۔ ہم نیک لوگوں کو اپنے دلوں سے یہ ہے شک وہ ان سے مومن بندوں میں سے تھے۔

منا سب فرماتے ہیں کہ الیاس شخص میں ملو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نسب نامہ یہ ہے ان یا سکین بن قحس بن علی بن ہارون اور ایک قول یہ ہے الیاس بن العار بن علی بن ہارون بن عمران۔

ملاء نے فرمایا ہے کہ ان کو اہل حکمت کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور ہلک و مٹنے کے غرضی جہت کا ایک شہر ہے۔ تو اللہ کے پیغمبر حضرت الیاس علیہ السلام نے ان کو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف بلایا اور کہا کہ اپنے بتوں کی عبادت ترک کرو یہ اور انکارت بھل مائی تھا۔ اور ایسے قول ہے کہ یہ ایک عورت تھی جس کا نام بھل تھا۔ اور اللہ

اور یہاں قول بھی ہے کہ یہ ان کا بت تھا۔ جیسے فرمان الہی ہے: کیا تم بھل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر یہ کرنے والے کو چھوڑتے ہو؟ یعنی اللہ جو تمہارا اور تمہارے پیچھے آیا دکا رہا ہے۔

ہر حال کافروں نے ان کی تکذیب کی اور مخالفت کی حتیٰ کہ آپ کے قتل کی فحان فیضہ کہا جاتا ہے کہ پھر آپ بھاگے اور چھپ گئے (اور حضرت کعب ابنہ سے متعلق ہے کہ الیاس علیہ السلام اپنی قوم کے بادشاہ سے چھپ گئے تھے، اور کرایک عادی حمزہ بن منقلاں کے عہد ہے۔ اور ان سال کا عرصہ دو پوٹھی میں بسر کر دیا۔ پھر اللہ نے اس بادشاہ کو ہلاک فرمایا اور وہ اپنے بادشاہ تخت نشین ہوا تو حضرت الیاس علیہ السلام اس کے پاس فریاد لے گئے اور اس کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی قوم سے اس وقت ایک ملحق حکیم مسلمان ہو گئی صرف اس جزا باقی رہ گئے پھر سب لوگوں کو یا گیا۔

۱۱۱۱ ان ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام اپنی قوم سے بھاگ کر ایک پہاڑ کے قار میں ٹھہرے اور اس وقت وہ پوٹھ رہے یا چالیس رات پوٹھ رہے۔ اور اللہ کی بھی مخلوق ان کو روزی پہنچائی تھی۔

اور محمد ابن سعد جو واقعی کے کاتب ہیں نے فرمایا کہ یحییٰ بن زکریا بن محمد بن سائب لکھی نے شرونی کہ ان کے والد نے فرمایا چیلہ و غیر (حضرت آدم علیہ السلام کے بعد) اور اس میں علیہ السلام ہیں پھر نوح علیہ السلام، پھر ابراہیم علیہ السلام پھر اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پھر یعقوب علیہ السلام پھر یوسف علیہ السلام پھر یونس علیہ السلام پھر ہود علیہ السلام پھر صالح علیہ السلام پھر عیسیٰ علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جو ان کے فرزند تھے پھر میں حضرت الیاس علیہ السلام بھی ابن العار بن ہارون بن عمران بن قحس بن علی بن ہادون بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔

۱۲ بلال بن عقیقہ الاقرعی، عن یزید بن عبد اللہ، عن ہشام بن محمد بن سائب لکھی نے شرونی کہ ان کے والد نے فرمایا چیلہ و غیر

۱۳ یوسف ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ محمد بن قحس بن ہارون، حدیث ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ محمد بن قحس بن ہارون بن عمران بن قحس بن علی بن ہادون بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔

مشیخہ دمشق قال

البدایہ والنہایہ
(معروف بہ)

تاریخ ابن کثیر
(حصہ دوم)

حافظ عماد الدین ابوالفضل اما سامعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
التوفی ۷۷۴ھ

انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور تاریخ عرب



تہذیب و تہذیب

انہی چار مرتبہ علیہ السلام نے فرماتے ہیں۔

کہ انہی چار مرتبہ کے اہل علم و فہم ہوں یا غیر مسلم ان کے درمیان اس بارے میں بظاہر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نبی و رسول کے امور کا تعین ان کے پیشوا و معتمد حضرت پر شیخ علیہ السلام کے بعد کاتب بن جعفر ہی تھے جو نبی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھے اور آپ کی ہمشیرہ محترمہ کے شوہر بھی تھے اور یہ شیخ اور کاتب دونوں معتمدوں میں سے ہیں جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا کہ (جو لوگ خدا سے ڈارتے تھے ان میں سے وہ شخص جس پر خدا کا انعام تھا کہچے کچے کہ ان لوگوں پر وہ دوزخ سے کہرتے تھے کہ وہ تو شیخ تھے اور نبی ہی تھے اور ان میں سے ہر ایک کو ان کے ایمان لانے والے تھے۔

تو یہ انہی چار مرتبہ حضرت پر شیخ اور کاتب بن جعفر تھے۔

تو علامہ ابن جریر رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت کاتب بن جعفر کے بعد نبی و رسول کے شیخ حضرت جابر بن عبد اللہ علیہ السلام ہی ہوتے تھے اور یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے ان سے دعا کی کہ تم میرے دو ہاتھوں کو نہ ڈرنا دینا جس کو ان کے غمروں سے نکال دیا گیا تھا اور وہ بھی ہزار ہزار سے زائد غمروں سے نکال دینے ان کو نکالا تھا۔

تفصیل کے بعد ملاحظہ فرمائیے۔

تجلیوں نے، ایک منہ بولی کا حصہ سے، ہی نہ تشریف فرما ہے۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کمال فیہ اسلام کے نئے مراکفل میں محمدؐ نے کی مدت ہم سے بیان نہیں کی گئی ہے۔ انھوں نے آپؐ کی عمر مسمیٰ دسرا بتایا ہے مگر اللہ نے ان کو اپنے پس پا لیا۔ جب یہ اللہ کے دینی ہمارے نکل اللہ کے عہد کو پہلا پیچھا ہوگی کی چیزیں ان میں پیدا ہوئے تھیں حتیٰ کہ جوئی کی پرستش میں بتا ہوا شروع ہو گئے اور ان قزاقہ ہنوں میں سے ایک خاص بت "بعل" نامی تھا۔ مگر اللہ نے اس کی طرف توجہ جھیر جا کر بھیجا حضرت الیاسؑ کی من فی مکان بھی لکھی ہے کہ انھیں ارمن بران بن عمر لکھ کر

بند و بند ہے کہ ہم نے حضرت انبیاؑ کا قصہ حضرت خضر علیہ السلام کے قصے کی وجہ سے متقدم کیا ہے۔ کیونکہ آخر ظہر پر ان دونوں کا اگلا ذکر

ہوتا ہے۔

۱۰۰۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سورہ صافات میں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے بعد فرمایا ہے لہذا ہم نے اس ترتیب کو لکھا

خاطر فرمائیے کہ اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہی ہے کہ نبیؐ کے بعد نبیؑ اور ان کے بعد نبیؑ علیہ السلام کے بعد آپؐ کے ہیں حضرت یحییٰ بن اعلوی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یوشع بن نون علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت شموئیل کی پیغمبری تک نئی اسرائیل کے معاشرے کی کیفیت

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ راجع فرماتا ہے: جس کو پھر نئی اسرائیل کا معاملہ انتظام درہم برہم اور خراب ہو گیا اور ان کے درمیان حوادث اور جرائم خوب ہو گئے تھے کہ انہوں نے انبیاء و پیغمبروں کو قتل سے بھی روکی نہ کیا۔ تو اللہ عزوجل ہزاہ ہزاہ نے انہما کے بدلے میں ہر عالم جان، بادشاہ مسافر فرما دیے۔ جن میں دوسرے ختم خوب روا رکھے اور ان کے خون بہانے سے ذرہ بجزا، بیچ نہ کرتے اور پھر اس پر کسی نہیں بکراتے لے انہوں کو کسی انسان پر مغلطہ نہ رہے۔

اور پہلے پہل وہ بے کسی و دشمنی سے سر کر آ رہے تھے تو ان کے ساتھ وہاں سے جتنی بھی ہو: جس میں قید و طوعاں تھا۔ جس کا تفسیل ذکر گذر چکا۔ تو نئی اسرائیل اس کی رحمت سے غیب ہوئے کیونکہ یہ میں اللہ نے حکمت و برکت اور الہی کوئی اور آلہ خداوند کا بیکہ سر اور مال رکھا تھا۔ جس کا قرآن میں ذکر آیا ہے۔

یہ ایک مرتبہ اہل خود اور اہل عقول سے ان کی جگہ پھرنی تو وہ ان پر غالب آئے اور بدعتی انہوں نے یہ حاجت ان سے چھین لی۔ اس طرح یہ پیغمبر نئی ان کے ہاتھوں سے پہلی درجہ۔ سوخت کے یہی اسرائیل کے بادشاہ کو اس کی خبر پہنچی تو اللہ کے نام سے وفات پا گیا۔

اور نئی اسرائیل اخیر چارے کی بکریوں کی طرح رہ گئے۔ حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی اور ان کی سرخروئی کے لئے اللہ نے ان سے ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا جس کو شموئیل کہا جاتا تھا۔

تو نئی اسرائیل نے اس پیغمبر کو خود غرضت کی کہ وہ اسے لئے بطور بادشاہ بھی ہو جائے۔ تاکہ ہم آپ کے ساتھ مل کر دشمنوں سے سر کر سکیں اور... پھر وہ لاقدار ہوئے اور ان کا قرآن میں ذکر ہے اور اس کو ہم اب تفصیل سے بیان کریں گے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی وفات کے چار سو ساٹھ برس بعد اللہ نے حضرت شموئیل کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔

اور علامہ ابن جریر نے اس درمیان آنے والے بادشاہوں کا سیدہ و طغیان تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ کسی کو ہم بعد ازاں ذکر کرتے ہیں۔

[illegible]

انکھن میں کہہ رہے تھے کہ میں نے اس کو اس قسم کے ظہیر شمول علیہ السلام سے جو اس کا ایک قول میں قصص تالی نگار ہیں اور ایک قول سے کہ وہ لوگوں سے ایک ہی نام اور ایک قول سے کہ شریع علیہ السلام ہیں اور بات پیدا اور حقیقت سے دور ہے اس قول کے مطابق جو علماء سنی نے اپنی تاریخ میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات اور شمول علیہ السلام کی بعثت کے درمیان چار سو سال کا خلا ہے۔

الہامی جب اس قوم کو دشمنوں نے جنگوں میں پھاڑ کر رکھ دیا اور شکست کا طعنے سے دوچار کر دیا تو یہ اپنے وقت کے پیغمبر کے عرضیہ گزار ہوئے اور یہ درخواست کی کہ ہمارے لئے کوئی ایسا خدا بھی تجویز فرما دے جسے ہم کہہ سکیں کہ جسے ہمارے دشمنوں کی ترقی و ترقی کے لئے کوئی ایسا خدا بھی تجویز فرما دے۔

اگر تم پر مثال فرض کروا جائے تو قریب ہے کہ تم پر بلا زحمت سے نکال دیا جائے گا کہ تم کو ہمارے لئے نہیں لیا گیا ہے۔

یعنی ہم کو جنگ لے ائی، یعنی میں جیسی کر دکھایا ہے تو ہمیں لائق اور ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں اور لوگوں کی حفاظت میں جنگ و جدل کریں۔
ان ہمارے ہیں پھر ان پر حملہ کرنا یا خود چھوڑ گئے سوائے ان میں سے چند لوگوں کے اور اس خطا کاروں کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ کہ تھک کے آفریں ان کے حقو سے رو جانے کی تحسین ذکر فرمائی ہے کہ ہر شاہ کے ساتھ صرف قوت ہے سے لوگ شہر بارہ کر کے اپنی سب دیکھیں جو گئے اور لڑائی سے کٹاں نہیں ہو گئے۔

فرمانِ الہی یہاں تک کہ لوگوں کے دل پر نہ فرمائیے، بلکہ ان کے قہار نے لئے حالات کو (بادشاہ کا کر) دیکھا ہے۔
تو ان حالات کے نسب کے حلق طائر شبکی فرماتے ہیں وہ حالات میں نہیں بلکہ اصل میں عباد بن جوحسب میں ہے! جس میں کیا میں ہی
مستحب بن اسحاق میں اور ابراہیم کا قبل۔

حضرت نکر سید حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خلافتِ حق سے پہنچنے کا نام ہے۔ اور وہی عین مہرِ رحمت اللہ علیہ فرماتا ہے جو دہائی یعنی اٹھاروں کو تکلیف کرے چھڑوانے کا کام کرے ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی اقوالِ مشہور ہیں۔ حافظِ علم۔

ہم میں اور ان کو ہمال کی رحمت خدو کی بھی نہیں دینی تھی۔

[illegible]

فرما رہے تھے۔

جو مجلس جلالت کو مل کر رہے گا میں اپنی بخت نیک کے ساتھ اس کی شہدائی کروں گا اور اپنی سلطنت میں اس کو شریک کر لوں گا۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام قبیل کے ساتھ بہت حق پرور و غیرہ بھیجتے تھے۔ تو یہی اسرائیل کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ اسے میں ایک چارے ہوئے چترے ان کو کھانا دی کہ مجھے ملے کہ ایک تو میرے ساتھ جلالت کو مل کر رہے گا اور دوسرے چترے کے ساتھ میں ماجرا چترے آپاس بھی لے لیا میرا چترے کو بھی اس طرح لایا۔ اور تینوں چترے اپنے خلیفے میں ال لیے پھر وہوں میں آئے سناے ہو گئیں کہ سب سے پہلے جلالت نکل کر سامنے آیا اور اپنا مناد بل طلب کرنے لگا تو حضرت داؤد علیہ السلام آگے پہنچے تو جلالت نے کہا تو تو دایکس چلا جا میں تیرے قتل کو چاہتا ہوں حضرت داؤد نے جواب دیا کہ میں تیرے قتل کو پسند کرتا ہوں۔ پھر آپ نے تینوں چترے اور ان کو قبیل کی طرح سے اپنے ہتھیاروں میں رکھ کر گھبراہٹ میں چترے کو لے گئے اور پھر جلالت کو مارا تو اس کا سر پھٹ گیا اور اس کا سر اور ہاتھ رگڑ گئے خود وہ ہلاک چلا۔

حضرت طاووس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے دھوکے کے مطابق ان کی اپنی بی بی سے شادی کر لی اور اپنی سلطنت میں ان کا حکم جاری کر دیا۔ اس طرح چار اسرائیل میں حضرت داؤد کی سلطنت پڑ گئی اور وہ آپ کو پسند کرنے لگے اور طاووس سے بھی زیادہ آپ کی طرف مائل ہو گئے۔

اہل کتاب نے نہ تو کیا ہے کہ پھر طاووس حضرت داؤد کو پسند کرنے لگا تو آپ کے قتل کی ساری بیضا اور ایک حیلہ اختیار کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور طاووس کو اس سے روکنے سے نہ تھے کہ جلالت نے اپنے سر میں ان حکام کو بھی قتل کر دیا اور کچھ ہو گئے۔

پھر طاووس کو اس نے قتل کی تو قتل کی اور وہ انتہائی دم پریشان ہو ا اور اپنے ہاتھ کے فضل پر انتہائی تھک رہا ہوا اس نے کہا اور ہنگام کی طرف نکل کر ان کو دھار تھائی کہ میں اس کے آگے اس سے تر ہو جاؤں ایک مرتبہ اس کو آواز آئی۔

اسے طاووس نے نہیں لکھی کیا اور ہم خود دھار دے نے میں تکلیف دی تو جب ہم رو گئے۔

یہ اذان کہ جلالت کا گریہ و زاری شدت اختیار کر گیا پھر کسی عالم کے مصلحت اس نے پوچھا کہ پوچھو کہ کیا میری قوت ہو گئی ہے؟ تو اس کو کہا کیا کیا تو نے کسی عالم کو چھوڑا ہے؟ حتیٰ کہ ایک عابد زامہ و عورت کا یہ اس کو دیا گیا تو عورت نے اس کو بلایا اور اس کو لے کر جو شیطانیہ اسلام کی قبر پر پہنچی۔

اہل کتاب کہتے ہیں کہ عورت نے اللہ سے دعا کی تو حضرت جو شیطانیہ قبر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ کیا قیامت ہو گئی ہے؟ عورت نے کہا نہیں لیکن یہ طاووس آپ سے پوچھ رہا ہے کہ کیا اس کی قوت ہو گئی ہے؟ تو حضرت جو شیطانیہ اسلام نے فرمایا میں اس پر سلطنت سے کٹ رہا کرے اور اللہ کے دے میں لے کر آئے شہید ہو جائیں گا کہ کہ حضرت جو شیطانیہ و عورت کی حالت میں بیٹے گئے۔

پھر طاووس نے سلطنت کو داؤد علیہ السلام کے پروردگار اور خود اپنی ساری عورت کو لے کر چل دیا اور داؤد اس میں قتل و قتل کیا حتیٰ کہ یہ شہید ہو گئے۔ اور اسی وقت کے مصلحت پاری شادی کا طرہاں ہے۔

اور اللہ نے اس (داؤد) کو ملک اور رحمت عطا کی اور جہاں چاہا سکایا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح اپنی تاریخ میں صدی کے طریق سے ان کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس کے بعض حصوں میں غلطی اور جہت ہے۔ اللہ اعلم۔

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس شخص کو نبی مبعوث فرمایا اور اس نے طاووس کو قتل کرنے کی خوشخبری دی وہ یسوع بن اظلوب تھے۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ عورت حضرت جو شیطانیہ اسلام کی قبر پر آئی تو جو شیطانیہ نے طاووس کو کھینچ کر لٹکی کر ان کے بعد اس نے ایسا ہی کام کیوں کئے۔ اور یہ روایت زیادہ مناسب ہے اور ہو سکتا ہے کہ طاووس نے ان کو خواب میں دیکھا ہو کہ وہ کفر سے الٹا چھوڑا ہے جو کسی عورت کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یسوع کے ہاتھ پر ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ اعلم۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہل کتاب کا قبیل ہے کہ طاووس کی پادشاهی اس کا بی بی ولادہ سے قتل ہوئے تک چالیس سال رہی۔ اللہ اعلم۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ

حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ مبارک اور عظیم بادشاہی سلطنت و دلائل نبوت اور علامات کا ذکر مبارک۔

یہ داؤد بن ایشا بن مویہ بن عابد بن سلیمان بن یحییٰ بن ارم بن حصران بن قارم بن یہوذا بن یعقوب بن اسحاق بن ابرہیم اقل۔

آپ اللہ کے پیغمبر اور بندے اور سرکش بیت المقدس میں اس کے عظیم تھے۔

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بعض اہل علم کے ارے حضرت داؤد علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کچھ بہت قد نکل آنکھوں نمودارے دلی اور پاکیزہ وصف شہرے دل کے مالک تھے۔

پہلے گزار چکا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جاہلیت کو کُل کیا تھا۔ اور اس عظیم کارنامے کی بناء پر ہی اسرائیل بادشاہت کو چھوڑ کر آپ کی طرف آئی ہو گئے تھے اور آپ سے محبت کرنے لگے تھے کہ طاقت کے بدلے آپ کی سلطنت کے خواہش مند ہو گئے۔ اور ہر جو طاقت اور آپ کے درمیان وجہ و معاملات آئے ان کو آپ عطا کر چکے تھے۔ لیکن کے سنا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بادشاہت پر شکر آور ہوئے۔ اور یہ اللہ نے ان کو اپنے پاس سے دوسرا عظیم تر نبوت بھی عطا فرمایا اس طرح انہی آخرت کی تحریں آپ کے پاس پہنچ ہو گئیں۔ پہلے نبوت ایک عائد ان میں اور صلوات دوسرے خاندان میں چلی آ رہی تھی (یعنی نبوت الیہ بن یحییٰ بن اسحاق علیہ السلام میں چلی آ رہی تھی اور سلطنت یہوذا بن یعقوب علیہ السلام میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انعام یہاں ایک ہی جامع مقامات شخصیت داؤد علیہ السلام میں جمع ہو گیا۔

پھر فرمان لایا ہے:

اور داؤد نے جاہلیت کو کُل کیا اور اللہ نے ان کو ملک اور حکمت (نبوت) عطا فرمائی اور جو چاہا علم سکھایا اور اگر اللہ بعض کو بعض کے ذریعے وضع کرتے تو زمین میں فرما دیا اور پادشاہ اور یحییٰ بن اسحاق علیہ السلام جہاں ان کو پس لایا ہے۔^(۱)

آخری کلمے کی ایک تشریح یہ بھی ہے کہ اگر اللہ دنیا پر سلطنت کا نظام جاری نہ فرماتے تو قومی ضعیف کو کھاجا جی وہ سے ایک روایت میں آیا ہے۔

بادشاہان میں اللہ کا سایہ ہے۔

اور امیر المؤمنین میں اللہ نے فرمایا:

بے شک اللہ بادشاہ کے ذریعے اس کو ملتی کی فتح کی فرماتا ہے جس کی قرآن کے ذریعے بھی منور فرمایا۔

ان جو یہ رحمت اللہ علیہ نے ان کی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ جب جاہلیت طاقت کے مقابلہ کا وقت طاقت کو کہا۔

تو یہی طرف فعل میں تیری طرف لقا ہوں (اور وہ ہارنا دکھانے ہیں)۔

تو طاقت کے لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت داؤد علیہ السلام آگے بڑھے اور میدان کارزار میں چلی کر جاہلیت کو اس کی سریشی کے ساتھ لٹکانے لگا دیا۔

دوسرے بنی مہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی شہرت کا ذکر کیا گیا اور طاقت کا کہیں نام نہ نہ کو نہ آتا تھا۔ اور یہ لوگوں نے طاقت سے کنارہ کشی کر کے اپنے پروہ کو ہارنا دکھایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ کام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ہوا تھا۔ چنانچہ بعض نے کہا کہ پھر

رہتے تھے اور جب (آدمی) سے اذہم بھرتی ہو جی، اور انہما علیہ السلام

اور مختلف آہوں میں ”یہا ہوں اور یہوں کے تابع“ ہونے کا بخیر ہے ان کا مطلب ہے کہ شام اور صبح کے وقت یہ آپ کے ساتھ تھے کرتے تھے، انہما نے آپ کو ایسی (سر ملی) اور خوشی آواز عطا فرمائی تھی جو کہ آپ اپنی کتاب نہاری کی تلاوت فرماتے تو جیسے سر اور بوجھ کا ہوا میں چلتے پھرتے تھے منہ بھی منہ پر جاتے اور بھی آپ کے ساتھ ٹھکانے اور تھکتے کرتے اور ہی طرح پھاڑ آپ کی تلاوت کا جواب دیتے اور صبح شام آپ کے ساتھ کھج کرتے تھے۔ صلوات اللہ علیہما علیہما۔

نام ہزارہی زمانہ ہے یہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت محمد بن عبد اللہ بن عامر نے فرمایا کہ حضرت اذہم علیہ السلام کو ایسی عمو میں آواز ملی تھی جو کسی کو عطا نہیں ہوئی تھی کہ یہ عطا ہو تو وہ کسی جانور تک بھی آپ کے گرد نہ کھنچے ہو جاتے اور آپ کی آواز کے کمر میں ایسے نہ ہو جاتے کہ وہیں بھوک و پیاس سے مر جاتے۔ اور نہ ہی بھی آپ کی آواز ان کو بھیر جاتی تھی۔

اور جب بن عبد اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بھی آپ کی آواز ان کو ملتا تو وہ نہ بولتا اور نہ ہوا کا اور نہ ہی اس طرح اذہم علیہ السلام کو جانتے کہ قمر کی حالت ہوتی ہے اور کتاب خداوندی ملتی ہوئی تلاوت کی آواز ان کے ساتھ فرماتے کہ ان کا دل خوش ہو کر نہ ہو کہ آپ کی آواز پر منڈلاتے، جے گمانے پیتے سے بے پروا ہو جاتے۔ جی کہ گئی ہو، اسے وہیں مر جاتے۔

اور انہما علیہ السلام نے فرمایا۔^(۱۰) کہ حضرت اذہم سے مروی ہے کہ

اذہم جب بڑی تلاوت فرماتے تو تنہا ہی عورتوں کے پردہ نکارت پھرتے تھے۔

اور یہ حدیث صحیح ہے۔

اور عبداللہ بن ابی جرہج سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عطا اور نہ اذہم علیہ السلام سے سنگ ٹھٹ کے ساتھ فرات کرنے کے متعلق سوال کیا تو فرمایا اس میں کیا مہربانی ہے؟ میں نے تو حضرت عید بن عمر سے سنا ہے کہ حضرت اذہم علیہ السلام سادگی و غیرہ جانتے اور پھر تلاوت کرتے اور پھر سری آواز دہاڑ گشت کرتی اور خود بھی دھتے اور دوسروں کو بھی دھلاتے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عروہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ایہوسی اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فرمایا کہ۔

ایہوسی کو آواز علیہ السلام کی ہاشمی (بھی سری آواز) کی گئی اور یہ حدیث شیعین کی شرط کے مطابق ہے لیکن اس طریق سے نہیں نے اس کو نقل نہیں فرمایا۔^(۱۱)

اور مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ہے ملک ایہوسی رضی اللہ عنہ کو آواز علیہ السلام کی ہاشمی (بھی آواز سے کافی) حد عطا کیا گیا ہے۔ یہ حدایت امام مسلم کی شرط پر ہے۔^(۱۲)

اور ہم نے ابی حننہ سے مروی روایت ذکر کی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے برہاد اور ہاشمی دونوں کو سنا ہے مگر ایہوسی اشعری بھی عیدیں آواز کسی سے نہیں سنی۔

لیکن اس خوش اور سری آواز کے باوجود حضرت اذہم علیہ السلام کی تلاوت (بڑی تلاوت) انتہائی خوب فرمایا کرتے تھے۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

کہ آواز پر قرأت کو آواز ان دیکھا کہ کیا تھا وہ اپنے جانور پر زین کیسے کھنکھراتے اور اس سے پہلے کہ زین چڑھائی جاتی آپ تلاوت کتاب

(۱) وقال ابو ہریرہ انہما علیہما۔ حدیث ابو ہریرہ بن ابی الدرداء، حدیث محمد بن منصور الطوسی، حدیث حبیب بن ابراہیم، حدیث قتاد

بن یزید، حدیث ابو عبد اللہ العقیلی، حدیث محمد بن صالح العفوی، حدیث سید ہارون حاتم بن حنظل بن مالک

(۲) وقال الامام احمد، حدیث عبداللہ بن ابی، حدیث عروہ، حدیث عائشہ، حدیث

(۳) وقال احمد، حدیث حسن، حدیث حماد بن مسلمہ، حدیث محمد بن عوف، حدیث مسلمہ، حدیث ابو ہریرہ، حدیث

Ed. Van Nostrand

او لنك المدين هدى الله ليهدهم الله

میکل گوٹ الہدی سید جمعیہ راہبہ میں جس اسے (نہا) کاشی کی راوی بی بی نورالہدٰی حضرت داؤد علیہ السلام ابن لوگوں میں سے ہوئے جنگی بی بی کریمہ کا حضور کو حکم ملا۔ اور روح میں حضرت داؤد علیہ السلام سے تہذیب فرمایا تاکہ حضور ﷺ بھی تہذیب فرماید۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سجدہ کرنے کے قول پر بہترین استدلال اور نکتہ پورا ہوا۔)

اور مدد و تعاون میں حضرت ائیں عباسؓ کی بھی اللہ عز و جل سے مبروری ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے کی ہدایت فرمائی۔

یہ انہی جھوٹوں میں سے نہیں ہے لیکن میں نے وہاں ان کو دیکھا ہے کہ آپ اس مقام پر بعد فرماتے تھے: لہذا اگر لینا بہتر ہے۔

اسی طرح بخاری اور مسلم علیہ السلامیت صحابہ کی کئی کتابوں نے اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ سنائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے (حق) میں مجھ و فرمایا تھا کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ عبادتِ خداوندیہ اسلام سے پہلے توبہ کے فرمایا تھا اور ہم یہ سجدہ و بطور شکرانے کیا تاکر ہو گئے۔^(۲)

دارالافتاء دہلی (۱۳)۔ جبکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہر مظلوم مسلمان کی حفاظت فرمائی اور جب آپ سے کہیں کوئی شخص کہتا تھا کہ میں نے اپنے مال کو کھو دیا تو آپ فرماتے تھے کہ میں نے اس کی حفاظت فرمائی اور نہ کسی نے کھو دیا۔

یہ حدیث (وہ روایت علیہ السلام) کی ہے کہ جو یہ کافران میں سے تم کو دیکھا کرتا تم (مجاہد کے لئے) اٹھ چکے ہو اہل آپ ﷺ کی پیروی تشریف لائے اور
 کفر و فریب۔ (۱)

اور مسند احمد میں ہے کہ ابو بصیر یقیناً نبی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسعید خدریؓ، نبی ارضی اللہ عنہ نے قریباً ک

انہوں نے خواب دیکھا کہ سورسٹنطی جادو ہے، پھر جب آیت بخیر و قلم نازل ہوئی تو انھیں کہہ کر قوم اور یہ موجود جن کی تائید و راجح نہ تھی۔
پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضور ﷺ سے عاجز رہا، ان کا تاؤ آب پھر پیش کر دیا کرتے رہے۔ (۱۵)

اس کی روایت میں امام احمد رحمہ اللہ علیہ منقولہ ہیں۔

اور نہ خلی واکھن بجے۔ میں حضرت امین مہاس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں درخت کے پتے پر نماز پڑھ رہا ہوں تو میں نے بعد ازاں شکوک کی تو راست میرے بعد سے کہ ساتھ مجھ پر ہوا گویا مجھ میں سے اس کو یہ کہتے ہوئے ملا۔

اسے انداس کے جو لاپٹے ہاں میرے لئے اگر لہو زخمیر ہوئے اور اس کی جوتے میرے گناہوں کا بوجھ تھا ستا تو اسے اس کو انگو سے

[illegible]

تکرم ۵ به احمد ۱ : جوابی ندارد

١٤٠ وقال أبو داود حدثنا أحمد بن صالح، حدثنا ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث عن محمد بن أبي حنبل، عن عيسى بن عبد الله بن محمد بن أبي إسحاق عن أبي محمد البخاري

[illegible][illegible]

خواہش پور نکسائی تھا ہے ہیں۔ بلوچہ ان پر ملے گا ان کے لئے طرابلس کی وید سائی مل ہے۔

اور حضرت ابو طلحہؓ السلام اپنے زمانے میں لوگوں کے مقتدر و سرور تھے اور عدل و انصاف اور محبت و ہمدردی کا نمونہ تھے۔ آپؓ نے جو عظیم الشان کام کئے ہیں ان میں کوئی وقت ہم دوست و مخالفین کے ساتھ تھا جبے نہ ہوا ہوا ہے۔

(۱) اے! اؤڈ فکری کا سرگزار ہے، بہت تھوڑے بندے فکری گزار ہیں۔

انہی میں سے ایک علی بن ابی طالب ہے کہ... علیؓ ہمدردِ خدا علیہ السلام سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زکریاؑ کو غیبِ اسلامی میں کہا میں نے کہا آپ لے جاؤ گی اسے ہمدردِ کار میں، میں نے شکر کیے علماء کو؟ جبکہ میں نے یہ شکر کی طرف ہی کی اہت کے کہ میں نے بھی شکر کیا۔

قوانین کی آغوش میں نہ آئے۔ ان کے لئے قانون کا وجود ہی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مخالفین کو قتل کرنے سے باز نہ آیا۔

امام بخاری نے فرمایا: کہ حضرت ابن قثم ب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی تھوڑی سی زمین

الحمد لله كما ينبغي لكرام وجهه وعز جلاله

قدیم قریشی مانتی تھی کہ لے میں بھی اس کی کریم برکات کے حساب ہوں اور اس کی عزت کی عزت کے منسوب ہوں۔ تو حضرت دادو علیہ السلام ہر مہینہ مال لے کر آتے تھے خانہ فرشتوں کو (اس کے وہاں تکھے میں آتھا کیا ہے بدوایو کہ بن علی مالہ نے بے بھی مل بن ابی جعد کھا، یہ حضرت ثور بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے شش نقل کیا ہے۔

یہ حضرت ابو اللہ بن عبد ربک "المؤید" کتاب میں فرماتے ہیں کہ میں نے عین بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے واسطے حضرت وہب بن عبد ربک سے نقل کیا کہ حضرت وہب نے فرمایا کہ مال بازاؤں کی سختی میں۔

کہ جس میں ایسے شخص کا قصد ہے کہ وہ پادگیزی میں کسی عاقل بندے - نیکہ و گمراہی میں اس سے رہا ہے محتاج نہ کرنا اور یہ وہ گمراہی جس میں ایسے شخص کا قصد ہے۔ ایک و گمراہی جس میں اپنے اس استدلال یا مہر غلوں یا دوستوں کے پاس جانے والی کو اس کے لیے یہ مطلب ہے اور اس کو خیر خواہی کے ساتھ شخصت کریں اور نیکہ و گمراہی میں ایسے شخص کا جان کو کام لوز ہے۔ بدست خود و خود اس کو مصلحت ہے۔

کیونکہ یہ قریبی گھڑی نہیں گھڑن کے کاموں میں معاون اور مددگار رہتے ہوئے۔

اور اصل مسئلہ یہ بھی اٹھ اٹھ رہا ہے کہ اپنے زمانے کو بچھڑنے، اپنا جی نہ ہنس کر کھڑا رکھنے، اور اپنے مہارت کی طرف توجہ نہ دے کر ہمارے اصل مسئلہ کے لئے غور کرنے کی حقہ کھلا دھڑکتی آواز نہ ملے۔ یا اپنی روزی، معاش کو سنبھال دینے کے لئے۔ یا معاملہ چوکنے لذت کے لئے۔^(۳)

(١) قوله: «وإنكم من بني آدم» حاشا إسماعيل بن إبراهيم بن آدم، حدثنا صاحب العروة، عن أبي جعفر عن النعماني، عن أبي عبد الله، قال:

لم اكن في سلكه ذوقى

(١) ولما قيل له من هو عبد الله الحافظ، انشأ يقول: ما كنت أبصر به، فحقاً معطرين جرس النقر لى حبل روح بن عبادة حللى
تبعه يدي لأصل وحل ابن شهاب كان -

[illegible]

اور وہ فطرتِ عمر کے تحت اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات زندگی میں، رحمتِ الٰہیہ کی پہلی بات کہ جس میں ان سے حضرت داؤد کو یہ فرمان مل گیا ہے۔

کہ پیچھے رہے۔ مے شقیں صبراً اب کس طرح ہی جا
اور جان لے کہ جو تو آج بونے کا کل کو دی کاٹنے کا

اور ایک غریب ستم کے مرتکب جو فریب ہے بروک ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا

اے بڑائیوں کے، نے دے اور قیامت کے کاٹنے اور چھڑک لے گا۔

اور حضرت صدک و علیہ السلام سے یہ نصیحت بھی مروی ہے آپ نے فرمایا :-

کہ بھروسہ ماضی خطیب، میت کے سر پر گمانے والے کی طرح ہے۔

اور یہ بھی آپ نے عظیم شہرِ حقیقی ہاتھ ارشد فرمائی۔

کہ خاندانی کے بعد خیر و نافرمانی نہیں جتنا کہ جہالت کے بعد گمراہی بری ہے۔

اور آپ نے ستمبری حرفوں سے لکھی جانے والی یہ ٹیپٹ بھی نہ مٹوا کر رکھی۔

خیال رکھ کر جس بات کا ذکر اپنے شخص مجلس میں ہوتا ہے تو اس کو خصوصیت میں بھی نہ مراد فرما پا کر:

اپنے جمال سے اور ہر ذہن کو توان کر سکے کہ نگاہِ حقیر سے اور حیرت بھری نگاہوں کے درمیان انھیں اذیت کا سرچشمہ بہت ہوگی۔

(۱) انہی سے فرماتے ہیں: مگر غور و کفہام کر سے مردی ہے کہ جب بیوہ نے: لکھا کہ آپ ﷺ سے شادی کرنا ہے تو یہ طعن و تخریب کرنے لگے کہ اس کو، کچھ جو کھانے سے پرہیز بھی ہوگا اور وہ حق سے شادی کے سوا اور کوئی کام نہیں۔

تو اس طرح یہ وہ آپ کی اندراج معمرات کی وجہ سے مسودہ نفع میں جتنا ہائے اور پھر کہنے کے لئے کہ اگر یہ نیا جہاز ملے تو اس کی ضرورت۔

اور یہودیوں میں سب سے زیادہ دشمن ہوا اسلئے کہ یہودیوں میں انھیں تعاقبات کرنے کی ہر جہتی ہر قسم کی ضرورت نظر آئی اور فریاد۔

میں نے ان لوگوں سے سوا کر کے جس کی ہر جگہ نے ان کو اپنے نفس سے حفاظت فرمائی تو ہے شاید ہم نے اس کو ایم کو کتاب اور علمیت (یوت) دی اور ہم نے اس کی تعلیم سہولت خط و نشان۔^(۱۲)

[illegible]

نور محمد ہتھکڑی پر یوں سے کبھی نہ یاد رہا۔ اور کلکلی درخت نشہ چلیے بھی اسی قصور کو کھڑا کرتے ہیں۔

۱) ایک شخص نے حضرت اسی بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو دنوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ (اس بارے میں) تمہیں ایک ظہیر بنی کی بات تلاص ہوں کہیں کہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے دنوں کے حصوں کا بیان ہوں آپ بہت باخبر و ذکاوت شہید تھے اور بہت جوش و خروش اور بہادری تھے جب بھی لڑائی کا موقع آتا تو کسی چھوٹے آدمی کے لئے آپ نے مدد کی بجائے ترقیب کی کہ آپ ایک دن بازار دیکھے اور ایک دن بیٹے کو سمجھ کر حضور ﷺ کی فریاد۔

رازوں میں سب سے بچتر روزِ دعا و عطا، السلام کے راز نہ چھپا۔

اور آپ زہر و شہابِ نبی کو ستر لکھوں میں بچھتے تھے۔ لیکن آپ دانت کی جھلک میں، آنکھ کی دکھل میں اور افراتفرات کو سب سے کم سن کو گئی رہا دیتے اور

[illegible]

پھر لوگوں کو گری و دھوپ نے تنگ کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے قسم و کھ کھ کوئی امر کی سے بچاؤ کی تدبیر فرمایا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام پر غبار کا آواز دیا تو ہند سے اگلے ہو گئے پھر آپ نے ان کو لوگوں پر سایہ کرنے کا حکم فرمایا۔ تو وہ لوگوں پر سایہ چلن ہو گئے اور لوگ آپ دھرے سے چنے چیشے تھے۔ اور صورت بیکو ایسی ہوئی تھی کہ ہند سے اور تھے جس سے ہوا کہ جی تو فی اسرائیل نے پھر کھڑو کیا تو سلیمان علیہ السلام نے ہندوں کو حکم فرمایا کہ ہمارے رخ سے یہاں سے نہ کریں بلکہ آلب کی طرف مایہ الہیسی۔ تو ہندوں نے فوراً غم کی بو آوری کی۔ تو پھر تمام لوگ مائے اور ہوا میں ہو گئے۔ تو یہ بکلی بکھائی اور دیکھ تھی جو لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کے شرف و شہمی۔

اور خانقاہِ اہلِ سنی کی رعایت (۱) ائمہِ حضرت ابوہریرہؓ، رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اگر مصلح نے غراریہ اور اوطیلہ ہمسایہ ماضی است کے مہجور سے اٹھائے گئے تھیں ان کی قوم کے حق میں نہ بڑی کوتاہیوں کی تہد لیں کی کہ وہ حضرت سید علیہ السلام کے اصحاب کی طرح تھے اور عبادت پر دھور مال نکندہ ہے۔

یہ حدیث غریب ہے کہ اس کے مرفوعہ اور نے شرا فخر ہے اور مصنیٰ ابن معاویہ حدیث میں ضعیف ہے واللہ اعلم۔

(١) أسلفنا نهر حمام الوليد بن قحافة، جندب بن الوليد بن مسلم عن أبيه عن محمد بن بكر عن ابن عطاء عن ظفر بن علقمة عن حمير بن

اس کو ان مہمان گروہ اللہ صلی علیہ وسلم نے اپنا تھوڑا سا ڈھیر بن ظاہر سے تنہا ہی نے چھپائی سے اس کو روایت کی بجایا ملے، اور سید صاحب امانت اور ہر قسم کی تفریق کے ساتھ آپ کا یہ حال تھا۔ وہ سچا مسلمان ہے، فرقہ وارانہ ہے، حضرت سلیمان نے فرمایا: (وہ لوگوں کو ہر چیز میں مل گیا ہے) یعنی پوری دنیا کا ایک ایسا بہت کی جوگی ضروریات ہو سکتی ہیں، لشکر، ممالک، حرب، حسن و امان کی ہر بات، پروردگار چاہے اس کو دینی کی تحفہ کی اور ان کے حقیقی تہمید اور تحسینات اور ان کے ساتھ ہر کام ان کے لئے تمام نہیں، بالخصوص سب کو دیکھا کر، اس پر حضرت سلیمان نے فرمایا: (بے شک یہ کمال فضل ہے) یعنی تمام تحفہ و ان کے خالق کی طرف سے ہر کوئی کمال افضل ہے اور اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

اس کے متعلق بڑا مان، دہائی تھی ہے۔ سارا زمین کے نئے ہوائی وراثتوں اور پودوں کے مضر خراج کے لئے اس وراثت کو دے گئے۔ یہاں تک کہ جب خلیج فارس کے میدان تک پہنچے تو ایک چھٹی نے کہا کہ جی تین اچھے ہوائی وراثتوں کو چاہئے اور اس کو زمین اور اس کے مضر خراج کو ملے۔
 ڈاکٹر اور ان کو کھربا کی کہ یہ وراثتوں کی بہت سے اقسام ہیں اور ان کے لئے کام سے پورا سگار سمجھتے ہیں کہ یہ وراثتوں کے لئے جو کاموں کو ملے تو یہ وراثتوں کے لئے
 وہاں کے ہوائی وراثتوں کو ملے جسے کام کرنے والوں کے لئے ان کے لئے خوش ہو جائے۔ اور ان کے لئے بہت سے کاموں کو ملے ہوائی وراثتوں کے لئے۔^(۱)

[illegible]

حق کا وجود نہیں کی وجہ سے اسے تو ایک حقیقی ہے کہ اسے خود تھیں اس لیے اس میں حائل اور جود کہیں سیمان اور ان کے شرے جاری میں ہم
 مانع نہ اس کے

تو میں مراد بخیر مانی تھی جی جیوں کو بچنے لہذا اعتقاد کرنے کا علم دہ کر کے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام مراد آپ کے لشکر سے سعادت کی کریم بنے یہ بھی ہمیں ملے جو بنی کہ نبی سے کہ ہوتا تھا جی آپ لوگوں کو چاندی ملانے کی صورت میں آپ کا لشکر ہم کو کس جانے کے واسطے حضرت قمر کی نبوت کرنے سے منع مانی تھی اگر اذنیام۔

وہب دوزخ میں طے فرماتے ہیں کہ آپ ایک فرشتہ پر منحرف فرما دیا تاکہ کی ڈاکو جس سے ملو کہ یہ کہ نہ نکلے جس کی جس کا وہم جس کو دلو اپنے قتل
بہرہ میں نہ کی کہ دلو جس کی دلو اس سے نکلے کی

اس پر مبنی روایت میں غلطی یہاں کا طرز بیان بھی اس کے منقہ ہونے پر ظاہر ہے اس میں ہے کہ آپ ایک چٹائی پر تشریف فرما ہو کر ہوا کے دوش پر خوش تھے۔ بہرہ اس صورت میں جو نیند کے کچلے جانے کی کوئی صورت نہ تھیں ہو سکتی کہ کوئی مضبوط تخت فرش سب لکھنؤ اور تہہ سائوں کو اٹھا کر تھا لکھنے پر ستر جس میں خود نیند کے کچلے جانے کا احتمال نہ کمزور نہ پر ستر تھا۔ در اس علم تحت فرش کے حصول ہم جلوہ گو بیان کر رہے ہیں۔

[illegible][illegible]

تمراں بلا لگا گیا، سداوہ سلیمان کی طرف سے ہے اور (مضمون یہ ہے) کہ شروع خدا کا نام لے کر جو یہ دوسرا ان نہایت دھرم والا ہے (جدا اس کے پو) کر کھ سے سرخشی نہ کر، نہ متعجب اور حیرت، اور کہ یہ پاس پہلے آئے (خدا کا کہ) کہنے کی را سے مل اور ۱۸ مرتبہ اس معاملے میں مجھے مشورہ ہو اور جب تک تم کو سزا نہ ہو (اور مستعد) جس کسی کا نام کو فیصل کرنے والی نہیں وہ لوگ کہ یہ سزا اور رحمت تکوین ہیں، اور تم آپ کے ماقبہ دیشی ہے جو جوہر چنے کا (اس کے نالی پر) نکھر کر لیجئے گا۔ اس نے کہا کہ جب ان شاواک شہر میں داخل ہوئے ہیں تو اس کو پتہ کر رہے ہیں۔ اور وہاں کے عزت والوں کو بلا لیں کہ وہ اپنے ہیں اور اسی طرح یہ کہہ کر میں سکھ اور محل ان کی طرف کچھ تو صاحب جنس ہوں اور وہ محنتی ہوں کہ کیا جواب داتے ہیں جب (کا صوم) سلیمان کے پاس پہنچے تو (سیدمان نے) کہا کہ میں تم سے ہاں سے وعدہ نہ پا چکا ہے جو تم کو نوازے مجھے ایک چھوٹا سا ہاتھ ہے جو مجھے دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم جی میں اپنے ختمو سے خوش ہوتے ہوں گے۔ ہاں کے پاس دایاں باز آ سہلان پرے سے نظر لے کر سزا نہ کریں کہ جن کے تہہ پہنچے ان میں مخالفت نہ ہوگی اور ان کا نام اس سے ہے عزت کے کہ غفلت و کس کے گھبر اور دیکھ لیں ہوں گے۔

اس شاعر پر اللہ نے حضرت طہمان علیہ السلام کو ہر ایک لمحہ کی طرح قصہ ذکر فرمایا ہے۔ آپ کے پاس انچا اچا دیوانہ کی طرح شعر ہوتے تھے۔ ملائکہ بھی وہ دم پر دل کی باتیں سن کر بھی دوسری جہنم کے پیروں کی کہانی سنا سو ہیسی کہیں آپ کو طلب کرتے وہ حاضر ہوا جاتے۔ سارے دنیا کا کام آپ کے ہاں تھا۔ آپ کو سب طرح کی باتیں اور لوگوں میں پائی کی ضرورت تھی۔ ان کی جو ایک دم ہو کہ پائی کی تلاش کے لئے بھیجتے تھے اس لئے وہ دم پر کو بہ صلاحیت و استعداد عطا فرمائی تھی کہ پائی کو زمین کے نیچے ہونے کے وجود جان لیا تھا۔ پھر یہ جو آپ کو توحید و جہاد کو گاہ واپس ہو کر پائی کو سب کر لیتے۔

تو اس طرح ایک دنیا بھر میں حایا اسلام نے بد مذہب کو بلایا تو وہ جو خود انہو کی مخالفت کی جگہ بظاہر آپ نے فرمایا کیا ہوا تھے۔ میں بد مذہب کو نہیں بد مذہب ہوا تھا تب ہے، یعنی بد مذہب ہو رہی تھی یا مجھے نظر نہیں آ رہا کہ جو میں نہیں ہے (میں اس کو سخت مزاح بن گا) یہ اس خاص خطاب کی بد مذہب کی جس کی مغربیوں نے بھی تعجب میں فرمائی ہیں۔ اور قصود اس کے فرمایا سے حاصل ہوا ہے کہ فرمایا (یا میں اس کو توڑ کر ان لوگوں کا ہاتھ تو وہ کوئی ظاہر دلیل لے کر آئے) (اپنے مذہب) جس کو اس خطاب سے نہایت ادا دے۔ اللہ نے فرمایا (مگر توڑی اور نہیں آئے) یعنی بد مذہب توڑی اور نہیں آئے تب ہوئے نہ توئی ہوئی کہ وہ ایمان و سلیمان علیہ اسلام سے کہا (تو اسکا کچھ کو جان کر آیا ہو یا جوت آپ کو معلوم نہیں اور میں (قوم) اس کا بھی نتیجہ خبر لے کر آ ہوں۔ میں نے ایک صورت کہاں پر سخت کرتے ہوئے پایا ہے اس کو توڑ کر دی گئی ہے اور اس کا مقصد سختی ہے۔

فرنگی جاتا ہے یہ مہا ملک یمن کی عظیم سلطنت تھا کرتی تھی۔ اس بادشاہت میں ایک خانہ کائنات میں ملتی آ رہا تھا، چلتے چلتے ایک بادشاہ کی شہنشاہی کو غلطی سے اس کی جگہ کوئی بادشاہ کا نشانہ تھا جو سلطنت کی بادشاہی کی نمائندگی نہیں دیکھتا تھا کہ یہ قدرت تھیں اپنے والد کی وفات کے بعد سلطنت کے رونق تھی ایک دوسری قوم ان پر غالب آ گئی اور انہوں نے وہاں دھاک دے کر بادشاہ کو ہٹا دیا۔ اس کو بیخود اور اس ظالم بادشاہ نے اس کے ساتھ شادی کر لی تھیں اس کو شہزادہ کی بھانجی کے سر کاٹ کر اپنے دور کے پڑاؤ پر لے کر آئے تھے اس کو کئی بادشاہ منتخب کر لیا۔ اور یہ تھیں شہزادہ محمد علی کے نسب کے حلقے یہ ہے شہزادہ یمن کی ذی جہنم بن سیرج بن الحارث بن محمد بن علی ابن ابی شہب بن عرب بن لوی۔

اور اس شخص کا پاپ بڑے بادشاہوں میں سے بادشاہ تھا جس سے غذا تھا اس سے صبر کیا تھا کہ اس میں اس کی محبت سے شادی نہ کریں گا تو پھر اس نے ایک جناح سے شادی کی جس سے ایک بچہ پیدا ہوا اس کی ماں کا نام کاندھکانتھتھن تھا اور پھر اس کا بیٹا نام پھر تھا۔
 سورہ طہ ص ۵۷ (۱) اگر تم نے یہ کہہ کر جو خدا کا واسطہ ہے مرنے والے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے پاس پھر کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کیا تو اس شخص کا واسطہ نہیں ہو سکتی جو ان کے دربار میں حکومت کرتا ہے۔

اس روایت میں اسامی بن سنان ہیں جو ضعیف ہے البتہ عسکری صحابہ میں سے ہے۔

کہ چودہ گارہیں (اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی تھی اور اب ہمیں سلیمان کے ہاتھ پر خدا نے سب الغالبین پر ایمان لاتی ہوں) کیا کیا ہے کہ بعض جہات کا اس وقت یہ خیال تھا کہ کسی طرح ہمیں حضرت سلیمان کو ہری لگے اور وہ اپنی بیڈیاں کھول دے تاکہ سپر بال نظر آجائیں اور حضرت سلیمان پھر اس سے شادی نہ کریں۔ دینہ اللہ علیہ کیونکہ ہمیں کسی ماں جی تھی۔ ہوا اگر شادی ہو گئی تو ان پر وہ بھی مسلط ہو جائے گی۔ اور بعض مصریح نے ذکر کیا ہے کہ اس کے پاؤں چاروں کے مانند تھے جو بالکل کھڑی رہتے تھے اور پہلی بات میں بھی نظر سے باہر تھے۔

اور کہا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کا ارادہ فرمایا تو پہلے اس کے نیچے بال ہاتھ لے کر اسے متعلق انسانوں سے سوال کیا کہ اس کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے جواب دیا کہ ہمیں دستہ استعمال کرے لیکن ہمیں اس پر آمادہ نہ ہوئی تو پھر آپ نے جنوں سے سوال کیا تو انہوں نے فوراً یہ کر دیا یعنی وہ عطف جو بالکل بھی عورتیں استعمال کرتی ہیں اور پھر جنوں نے آپ کے لئے ایک تمام مہی بنایا۔ آپ اس میں داخل ہوئے تو اس کی گرمی کو محسوس کر کے نہ سہا اور وہ اب دوبارہ تذاب ہے۔

فقہی، غیر مذکور کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ہمیں سے شادی کر لی تو اس کو یمن کی سلطنت پر برقرار رکھا اور اس کو دوا بوس خود دیا پھر آپ ہر مہینے اس کے پاس تین دن بھر کر تھے ہوائی ہوا میں آجاتے اور آپ نے جنوں کو حکم دیا کہ یمن میں تین محل ان کے لئے بنائے جائیں جن کے نام ملکہ ان۔ سابلین۔ وحقن تھے۔ وانشاء علیہ۔

اور ان اہوائی دینہ اللہ علیہ نے ہمیں اصل عہد کے واسطے سے حضرت اوس بن عبد سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے اس سے شادی نہیں کی تھی بلکہ حمدان کے بادشاہ کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی۔ اور ہمیں یمن کی سلطنت پر برقرار رکھا تھا۔ ہر ملک یمن کے بڑے زوہد جن بادشاہ کو ہمیں کے تابع کر دیا تھا جس نے اس کے لئے مذکور تین محل تعمیر کرائے۔ لیکن پہلی بات زیادہ کچھ اور مشہور و ظاہر ہے۔ وانشاء علیہ۔

فرمان الہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق: اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کئے۔ وہ بہت خوب بندہ (تھے اور) خدا کی طرف رجوع کر لے والے تھے۔ جب ان کے سامنے خاص قسم کے گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگے کہ میں نے اپنے دور و کار کی یاد سے (غافل ہو کر) مال کی محبت اختیار کی۔ یہاں تک کہ (آفتاب) پرہے میں چھپ گیا (یوں کہ ان کو سیر سے پاس لانا بھران کی ناگھوں اور گھوڑوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی کہ وہ ان کے وقت پر ایک چھوڑا دل دیا پھر انہوں نے (خدا کی طرف رجوع کیا) اور (خدا کی) کہ اسے پروردگار میری عظمت کر دیا۔ کچھ گولکی بادشاہی عطا کر کے میرے بعد کسی کو شایاں نہ ہو۔ بے شک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ پھر ہم نے ان کو یمن کے زیر فرمان کر دیا کہ وہاں وہ بیچنا چاہے اور وہاں تکم سے نرم نرم چلے لگی۔ اور وہ یوں کو بھی (ان کے زیر فرمان کیا) کہ سب نماز میں بنائے والے اور عطف دارنے والے تھے اور وہ یوں کو بھی جو دغیر میں جکڑے ہوئے تھے (ہم نے کہا) یہ ہندوی بخشش ہے (چاہو تو) احسان کرو یا (چاہو تو) کچھ چھوڑو (تم سے) کچھ سب اب نہیں ہے اور بے شک ہم کے لئے عہد سے (بالقرب) اور محمد و مقام ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام عطا کئے جانے کا ذکر فرما رہے ہیں پھر اللہ تعالیٰ حضرت داؤد کی تعریف فرماتے ہیں (بہترین بندہ تھے بے شک) وہ خوب رجوع کرنے والے تھے (یعنی اللہ کی طرف بروقت لوٹنے کی ریت تھے اور خوب آواز دہی کرتے تھے۔ اور پوری تاجرت کرتے تھے۔ پھر اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد و گھوڑوں کا ذکر فرمایا جو صداقت تھے۔ یعنی تین پاؤں پر گھڑے ہو کر جو عطا انکار کرتے تھے۔ جو ان کے عہد اور اصلی نسب ہونے اور ریت و تار ہونے کی نشانی ہے۔

(تو کہنے لگے) میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہو کر) مال کی محبت اختیار کی یہاں تک کہ (آفتاب) پرہے میں چھپ گیا۔ (پھر) لے لے گا (ان کو سیر سے پاس لانا۔ بھران کی ناگھوں اور گھوڑوں پر ہاتھ پھیرنے لگے) اس سے عہد ہے کہ انہوں نے اور بڑی کے کام کے دھن کو تھوڑا سے کاٹنے سے لگے۔

اور وہ یوں میں چھپ گیا اس سے خوب شرم و ہراسہ اور یہی ایک صلف کے نزدیک راجح ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں

ان درجہ ہوا ان اہل حاکم و مخیر بہت سے مضمرین نے اس مقام پر بڑوں سے بہت سے قصے نقل کئے ہیں جن میں سے اکثر جگہ تمام سرائیکی روایات سے ماخوذ ہیں۔ اور اکثر میں شریعت کا رت (انجبت) ہے اور ان پر ہم نے اپنی تحریر میں حسیہ کر دی ہے۔ یہاں ہم صرف آیت کی احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے شاہی تخت سے چائیس دن قاکب رہے تھے پھر واپس آگئے تھے اور جب واپس تشریف لائے تو بیت المقدس کی بنا کا عزم کیا تھا تو پھر اس کی انتہائی مقبول تعمیر کی گئی تھی۔

اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ پہلے عیسیٰ جو بالی بیت المقدس ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام۔ اور یہ بات اس حدیث کے تحت گذر چکی ہے جس میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سب سے پہلی مسجد کون سی بنائی گئی فرمایا مسجد حرام۔

پھر پھر باغ فرما بیت المقدس کی مسجد۔ مضمون کیا دونوں کے درمیان کتنا فرق اور طویل فاصلہ ہے۔

اور یہ تو ظاہر معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی تھے۔ اللہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان ہزار سال سے بھی زیادہ مدت ہے۔ لہذا مطلب ہو گا کہ حضرت یعقوب جو حضرت ابراہیم کے پوتے تھے تو انہوں نے بیت المقدس کی مسجد بنائی۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی مسجد کی تعمیر کے بعد خدا سے عزم لے لیا کہ باقیات طلب کی تھی مگر ان کے بعد کسی دوسرے کو نہ ملے اور پھر حدیث بھی روایت کرتی ہے۔ جس کوئی کتب حدیث سے ذکر کیا ہے کہ اللہ ہی نے چھپائی دیکھ کر فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام سب نے اپنی مندوں کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن مسعود نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ۔

سلیمان علیہ السلام نے جب بیت المقدس کی تعمیر فرمائی تو اپنے پروردگار عزوجل سے شیمن ہاتوں کا سوال کیا ان کو وہ عطا کر دی مگر شیمن ہمیں چاہے جس کو تعمیر کی عمارت کے لئے قول ہوئے انہوں نے ایک دعا کی کہ ان کو ایسا عزم فرمان ملے جو آپ کے عزم کی طرح ہو۔ تو یہ بھی قبول ہوئی۔ پھر دعا کی ایسا ملک عطا ہو جس کے بعد کسی کو نہ ملے یہ بھی مل گیا۔

پھر دعا کی کہ جو شخص بھی اس مسجد بیت المقدس کے عمارت سے اپنے گھر سے نکلے اور اس کا مقصد صرف اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہو تو اس کی خطائیں اس عاف کر دی جائیں جس طرح کہ اس دن گناہوں سے پاک صاف خاص ہوں اس کی مال سے اس کا ختم دیا۔ تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے لئے اس دعا کو قبول کر لیا ہے (یعنی لکھ لکھ کر لکھا ہے)۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلی دعا کی تھی کہ ایسا عزم ملے جو اللہ کے عزم کی طرح ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ دونوں ہاپ جتنا کے متعلق فرماتے ہیں۔

اور یہ دو اور سلیمان (کا مال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی کھریاں راست کو ج تھیں۔ اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے۔ تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریقہ) سلیمان علیہ السلام کو بجا دیا اور ہم نے دونوں کو عزم (یعنی حکمت و انصاف) اور عزم بخشی تھا۔ (۱)

اس آیت سے ایک قصہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے جس کے بارے میں قاضی شرف الدین علیہ السلام اور سب سلاطین فرماتے ہیں کہ اس قوم کے انگریزوں کے تکیے کے بارے میں تھے۔ تو دوسری قوم کی بی بیوں نے راست کے وقت ان کو چاروں طرف بٹھائیں۔ تو دونوں فریق حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ کرنے گئے تو آپ نے انہیں دونوں کے لئے قیمت کا عزم فرمایا تو یہ نقل کر دیا کہ چارے تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے انکا گذر ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ چھاننے کے لئے کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا ایسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو اس کو چاروں طرف اٹھائے اور اس کے اوپر دو سو روپے دے دے۔ پھر ان کو قافہ دے دے اور رکھتے اور چپ تک کریں۔ اے انگریزوں کی

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اور عت سلطنت اور حیات کا ذکر

اللہ عزوجل کا فرمان عالی ہے: جب ہم نے ان پر موت کا فیصلہ کر دیا تو ان کی موت کو چنانچہ (جنوں اور انسانوں) کو زمین کے کپڑے ہی نے بتا دیا۔ جو ان کی غمی کو کھاتا رہا جب آپ گھر سے گئے جنوں پر بات کھلی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو دولت کے غلاب بھی نہ دے۔^(۱) ان کے جرم اور ان کی جانی حاکم وغیرہ نے انہما جم بنی طہمان کی حدیث سے اہم لے کر عطاء بن سائب سے عطاء نے سعید بن جبیر سے آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے: آپ نے فرمایا جب اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کو دوا فرماتے تو مانتے ایک درخت کو کہتے آپ اس سے پوچھتے تیرا کیا نام ہے؟ وہ کہتا ملائکہ۔ آپ پوچھتے تو کس فائدے کے لئے ہے؟ فصل بدھانے کے لئے یا کھانے کے لئے۔ تو ایک مرتبہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک درخت کو مانتے دیکھا تو اس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ عرض کیا غروب۔ آپ نے پوچھ کر اس سے کہنے کے لئے ہے تو؟ عرض کیا اس کو مگر کیا خیالی دہرائی کے لئے (یعنی آپ کو اشارہ کیا تاکہ آپ کی وفات قریب ہے۔) تو آپ نے دعا کی اسے اسی سال بھر تک جنوں سے میری موت کو بھی رکھنا تاکہ انسان یا جان بھی کہ جس غیب کا کام نہیں جانتے۔

پھر آپ نے اس درخت کی مصالحت کی۔ اور پھر ایک سال یا ایک سال تک وہی ہی کھڑے رہے اور جن کام کرتے رہے۔ پھر نکلی تو کپڑے سے لکھا (تو) آپ گھر سے باہر پہنچے پھر آپ کو ایک سال سے وفات پہنچے پھر تو پھر انسانوں کو بت چلا کہ اگر جس غیب جانتے تو ایک سال تک دولت کے ساتھ کام میں رہیں گے۔ ابن عباس نے اسی طرح قرأت فرمائی ہے۔

پھر جنوں نے زندگی کپڑے کا شکر یا پھر وہانی کے ماتھوں کے پاس آنے لگا۔

پھر ان کے جرم کے ہیں۔ اور ایک دعا علیہ السلام نے فرمائی کہ جن کی حدیث سے نکلتا ہے۔

اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق سے اس کو موقوفہ نقل کیا ہے۔ اور یہی ذہنی کئے یا قریب ہے حدیث اہل۔

اور حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ ابو نائف اور ابو صالح کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ابن مسعود اور دیگر کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں ایک ایک ۱۱۱ سال و ایک ایک ۱۱۱ سال پہنچے نہائی میں بھر کرتے تھے اور کبھی اس سے کم و زیادہ مدت بھی رہتے تھے۔ اور اپنا کھانا پانی بھی ساتھ کر دیا لیتے تھے۔ اور جس مرتبہ آپ نے وفات پائی، آپ اس میں داخل ہوئے۔ وفات کے آثار ہیں شروع ہوئے کہ جب بھی آپ کھانا کرتے تو بیت المقدس میں کوئی پورا ۱۱۱ سال۔ آپ اس سے پوچھتے تیرا کیا نام ہے؟ وہ کہتا تیرا یہ پھر آپ پوچھتے کہ صرف درخت کے لئے یا کبھی ۱۱۱ کے لئے لگایا گیا ہے؟ عرض کرتا ملائکہ دوا کے لئے تو؟ آپ اس کو اسی طرح دوا کے لئے استحقاق کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بنام ۱۱۱ سال سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ عرض کیا "افروہ" یعنی خیالی دہرائی۔ کہ میرے گھنے سے اب اس کو مگر کیا خیالی دہرائی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس کا نام کے لئے ہے؟ عرض کیا اس میں بیت المقدس کی خیالی دہرائی کے لئے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں زندہ ہوں اور اللہ پاک اس بیت المقدس کو دیر اور فراموش نہ کرے اب میری وفات کا وقت قریب معلوم ہوتا ہے اور میرے پرے سے میری بلادت اور کچھ بیت المقدس کی دہرائی بھی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے اس پر دے کو انگیزا اور اپنے ایک اراغ میں: گاؤں بھڑا پورا دار و درخواب میں۔ نقل ہوئے وہ اپنے حصار مبارک کے ساتھ جب لگا کر لڑائی شروع ہو گئی اور اسی حالت میں کھڑے کھڑے وفات ہو گئی اور حالت انکی رہی کہ شیاعین و جن کو قطعاً آپ کی وفات کا علم نہ ہوئے۔

اور جن دو عیب کے سبب پہلے کی طرح اپنے اپنے کام میں مشغول رہے کہ کہیں ہل کر سر اٹھ نہ۔ یہ کہیں شیا طین جن میں دھن ان آپ کی عراب کے قریب گھومنا شروع ہو جائے۔ یہ کہیں عراب میں آگ لگی پیچھے بھی کھڑی ہوں گی۔

اور شیطان تو شیطان ہوتے ہیں۔ یہ ایک جانب سے داخل ہوتے اور دوسری جانب سے نکل جاتے اگر کسی کی نظر حضرت سلیمان علیہ السلام پر پڑتی تو وہ جمل کرنا بھی اور جانتے کرنا بھی ادا کرتے تھے تو ایک شیطان اسی فرض سے داخل ہوا کہ یہ بھول آپ کہا کرتے ہیں؟ یہ بعد کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی کوئی آواز نہ آئی۔ ستانی ہندی اور سی جادو سے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اعمرونی کمرے میں داخل ہو گیا وہ کہتا کہ جو درجے میں تو شیطان فرما لگا اور سب کو خبر دے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو کب کی موت ہو چکی ہے لوگوں نے دودھ کھل کر آپ کو لگا دیا کہ کون کون کی چیز اس کی گھونگ کیا ہے۔ لیکن اب یہ چھوڑا کہ اس کی دت سے ان کی دوا کھو ہو چکا تو انہوں نے زمین کی کڑے کو ایک دوسری دماغی پر رکھا اور وہ کڑے دن سات اس کو کھانا دیا پھر صاب سے پھینکا تو تقریباً ایک سال پہلے آپ وفات پا چکے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بھی قرأت ہے۔ پھر قاسم بن شیا طین بھی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کے طعن ہونے پر پہلے ہاتھ لگا کر دیکھا کہ اس کا مکان میں صرف وہی ہے اور انسانوں نے بھی نہیں کیا کہ ان کی شیا طین (جن) کو قیام کچھ طرہ سے اگر دیکھیں تو ان سے لگے ہیں کہ اسے مارتے جاتے اور بھی مطلب ہے کہ ان کی لگا۔

(ان آپ کی موت کا کہی گئے تھے تھیں اس لئے زمین کے کڑے سے جاتا ہے کہ دماغی کو کھانا دیا پھر آپ کہتے ہیں انہوں نے نہیں کیا کہ اس کو قیام کو جانے تو اس کے عذاب میں جلا دیا ہے۔)

تو اس طرح لوگوں کو بھی علم ہوا کہ شیطان عیب کا علم نہیں جانتے۔ پھر شیطانوں نے زمین کی کڑے سے کھانا کھاتے ہوئے کہا کہ اگر تم کھانا طلب کرتے تو ہم سب سے اپنا کھانا لے لیتے ہوتے یا کر لیں گے اس کو کوئی شرب پندرہ کرے سب سے اچھا شرب ہے۔ چھوڑا کہ اس کے گھٹن ہاتھ تو ہم ضرور کر رہے کہ کمرے سے اس کی پانی دہلیز سے نکال دیا گیا ہے۔

دہلیز کا کہتے ہیں کہ اب جہاں بھی گئے اور وہاں سے پانی کو پانی اور مٹی لے چلی ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کمرہ میں کھڑی کے کھڑی شیا طین ہڈوں میں ملتی ہوتی۔ پھر یہ شیطان یہاں کا شیا طین ہونے کے لئے جاتا ہے۔

لیکن یہ حصار وفیات میں سے اس معیت میں داخل ہونا کیا ہے جس کی یہ قدر تھی کہ جانچنے سے بچتا ہے۔

الحمد للہ شریف میں (الحکمت) میں سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان بن ابی ہریرہ رحمہم السلام نے ایک امیر کو کہا کہ جب میرا زمانہ مریا اور اب قبیلہ کرنے آجائے مجھے اس کے حقوق عطا دے۔ ایک امیر نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اس کا علم آپ کو دے سکوں کیونکہ مجھے تب کتاب عیسیٰ پہلی ہے جس میں میرے اور اس کے مہارت ہوتے ہیں۔

الحمد للہ شریف میں یہ مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک امیر کو کہا جب تجھے میرے حلقہ عزم ملے تو مجھے عطا دے۔ ایک امیر نے کہا کہ اس کے پاس اس لئے کہ اس کے سلیمان مجھے آپ کے حلقہ عزم سے چاہا ہے کہ میرے حلقہ عزم کی کوئی دہلیز ہے جو آپ نے شیا طین کو پایا ہوا ہے کہ اگر ایک شخص کی قدرت خدائی جس کا وہ تو نہ تو نہ پھر اس میں صابر لگ کر نواز میں شروع ہو گئے۔ پھر ایک امیر نے اس کے اعداد و قبیلہ کر لی اور آپ نے یہ فعل بھی عطا دے گا وہاں سے فرما دیا کہ میں کیا تھا (لہذا ہذا) بلکہ اس کا عظیم شہر دی تھا کہ شیطانوں کو ملے ہوئے شیا طین کا کام تھا۔ کہ چاہا ہے کہ مجھے سمجھنے کو نہ دے۔

پھر اس نے گھن گئے والے کڑے کو بھینچا جو ناکی کا سہارا تھا اس کو اس سے لٹکی کھلی ہوئی دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ جوت سنبھال بھی لیا آپ کہ گئے۔ جب جنوں نے یہ صحت دیکھی تو فوراً ہمارا کہہ لگا کہ کانچ پھوٹا۔

(۱) یو قال ابو داؤد طی کتاب القصر حبسک عثمان بن ابی سہبہ سلیمان علیہ السلام عن الامام حسن علیہ السلام۔

(۲) یو قال اصبح بن الفرج و عبد اللہ بن وہب عن عبد الرحمن بن زید بن مسلم قال۔۔۔ الخ

اور بھی مطلب ہے کہ اگر فراموشی کا بیان کی صورت کا طمان کو پڑے کے اور ہے ہوا۔..... ساج
اسحاق بن بشر بھی بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ مذہبی و غیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صرف ساوی سال مذکور ہے
اور آپ کی بادشاہت چالیس سال یعنی نو ماہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
بہمیں ماہدونی نے تحریر ہے نقل کر کے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت بیس سال
رضی اللہ عنہ فرمایا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی کل عمر پچاس سے چھ سال اور بھی۔
اور آپ نے اپنی سلطنت کے چھ سال شکیات اللہ عنہ کی بادشاہی کی۔
اور آپ کے بعد آپ کا فرزند جہشہ ستر سال اور شاہ رولہ ابن جریر نے اس کو بادشاہت کیا۔
اور فرمایا اس کے بعد بنو اسرائیل کی سلطنت چارہ پانچ ہوئی۔

نئی اسرائیل کے دو مرتے انبیاء کے قصے جن کا زمانہ متعین طور پر معلوم نہیں مگر یہ یقینی ہے کہ دو حضرات داؤد علیہ السلام کے بعد اور حضرت زکریا علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام سے قبل کے ہیں

محمد بن حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ ذریعہ اور نیک معلم اسلام سے پہلے تھے اور آپ ان انبیاء میں سے ہیں جنکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسلام کی طرف مقرر کر دیا تھا۔ اور آپ کے زمانے میں حق باہر ہوا اور اہل بیت المقدس کے حاکموں نے اس راہ کو کا حکم فرمایا۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا تاجدار اور انجیل کے نیک معلم تھے۔ اور ان میں کچھ حوادث کی بدولت اس طرح کی بدعتیں جنم لے چکی تھیں۔ اسی پر آشوب دور میں چار شاہ وقت بھی ظہور ہوئے اور اس کی ہر ایک میں ایک چھوڑا نکلا۔ اس طرح مملکت میں کچھ اور افرین چلی گئی اور بدعتوں کے بادشاہ ظہور پئے۔ یہ بیت المقدس پر کھنڈر کھنڈر کیا گیا۔ کھنڈروں پر محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ مرتے ہیں۔ ہر ایک کا بادشاہ اس قدر کثیر فرما دیا جس کو نہ چھوڑا کہ چھوڑا نہ تھا۔ اسی کا شکر فرمایا۔ (اربعہ ص ۱۷۷) یہ کہہ کر اچھا ہنس دیا۔ اس طرح کل تہہ کا ذکر کر کے دھڑک دیا۔

[illegible][illegible]

قرآن نے آپ کی اہم شخص فرمائی اور اللہ نے حضرت عیسیٰ السلام کو امی فرمائی اور حضرت مریمؑ کی کہ اللہ نے ادا اللہ کے دے نے پر رحم کر دے ہے اور
 میں کی عریض چند ہر کسی کی حدت کا خزانہ فرمایا ہے۔ ادا اللہ کی کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کی حدت کا خزانہ فرمایا ہے۔ ادا اللہ کی کہ اللہ نے ادا اللہ کے دے نے پر رحم کر دے ہے اور
 ہمارے پیارے لکھنے والی ہے۔ ادا اللہ کی کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کی حدت کا خزانہ فرمایا ہے۔ ادا اللہ کی کہ اللہ نے ادا اللہ کے دے نے پر رحم کر دے ہے اور

اے خدا آپ کی مخلقات مجھے چاہیں، میں اور جس سے آپ ہیں، مجھ کو اپنی اہلیں اور آپ ہی ہیں جسے چاہیں عزت بخشو جسے چاہیں ذات سے اور چہرہ سرور پر عطا ہو اور ہر کو جانے والے آپ ہی اول بھی ہیں اور آخر بھی، اللہ تعالیٰ ہر کس طرح بھی آپ کو ہر دم کرتے ہیں اور بے کسوں کو وہ ذات کو کامل فرماتے ہیں۔

اس طرح بادشاہ و حرم اللہ علیہ نے، دیکھا کہ جس کو یہ بڑی کر کے مراد بادشاہ نے فراموش کر کے، حضرت عیسیٰ مسیح کو جس کی کشتی نے اٹھ کر لیا، اس کے مکان کے غم کے بعد، وہ بدشاہ و حرم اللہ علیہ کو بھیج کر، حضرت عیسیٰ مسیح نے اس کو لے کر، بادشاہ نے شفا بخش دی۔

اھر حواریہ کے لشکر میں پانچ سو سوت کی دواہ پھیل دی اور سچا کر کرتے کرتے سب ہلاک ہو گئے سوئے سحر و سحر اب اس کے ساتھ پانچ سو انیس کے۔ انہی پانچ سو میں جنت لہری بھی تھا۔ لہری میں سرنگ کے دواہ سنا مت نے ان کے پاس لشکر کے کچھ تواری بھیج دیے ہوں گے پکار کر لے کر اور کوئی نہیں۔ میں جگر کھڑی دواہ کی خاطر شہر میں سب سے پہلے کھڑا ہوا اور ایک ایک ان شہر کی دروازوں کو کھانا۔ تاج۔ لہری کو

پانچ مسائل کر دیا تھا۔ پھر اللہ نے حضرت علیؓ علیہ السلام کو یہی فرمائی کہ اوشاہ کو کہیں کہ ان کو چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ لوگ جا کر اپنی قوم کو خدا کے خطاب سے سنا سکیں۔

ہمیں کہا گھسوا سے دیکھتے تھے ہیں اور خود بھگت چکے ہیں۔ یہ سب سمجھو دے گئے۔ اوشاہ جاکر سوار سب نے اپنی قوم کو اکٹھا کر کے ساری صورت حال جان کی۔ لہذا انہوں نے اور چاروں کو لے آگئے۔

ہم نے پہلے ہی آپؐ کو ان کے سہارا ان کے حمایت کی شان بیان کر دی تھی اور آپؐ نے اطاعت نہیں کی۔ لہذا یہاں تک اطاعت ہے۔ جب تک کہ سب ان کے ساتھ ہے یہ ہلاک نہیں ہو سکتی۔

اور سوار سب کا اللہ کی طرف سے خوف دلا دیا گیا۔ پھر سوار سب نے اپنی انگوٹھی کے چیرے سات سال پہلے کے لکھنؤ کے قادیان میں دیکھے۔ ان اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب بنی اسرائیل کے ہاؤسہ حروفی رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے تو سرے ہاؤسہ کی حکمرانی میں اس وقت درہم برہم ہو گئے اور فرخندہ وجود کیا تو اللہ نے حضرت علیؓ علیہ السلام کو یہی فرمائی کہ آپؐ اوشاہ لکھنؤ کے حکمران سلطنت کے چکر کھڑے ہو کر دیکھو کہ ہوتے اور اللہ کی اطاعت کی طرف بلایا اس کے خطاب وفات سے ملایا۔ آپؐ اپنی بات پوری کر کے قادیان میں آئے تو یہاں آپؐ کی طرف دروے تاک کر کھڑے کر دیا۔ لیکن آپؐ بھاگ گئے اور ایک درخت کے پاس سے گئے۔ لے گئے تو ان کے چھت کرنا چاہتا تھا کہ پتہ لگاؤ کے لئے پیش کر دیا۔ آپؐ اس میں داخل ہو گئے لیکن شیطان نے آپؐ کے کپڑے کا کٹ چلا لیا تو دہرے سے پیدل گیا کہ کون سی کڑی تھی۔ پھر چلا لکھنؤ آ کر ملے اور درخت کے پتہ کا درخت کو چڑھ کر اس طرح ساتھ میں ایک مصحف پڑھا اور گزیرہ نصیحت کے قسم کو اپنی جیرہ دیا گیا۔

الحاکم والہ واجمعون

عظیم منظر جس طرح نمایاں فصل پر چھا جاتی ہیں اس طرح کے المنظر کے ساتھ چلنا شروع ہوا حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے علاقوں کے قریب پہنچ گیا پھر ان کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد وہ منظر پیش آیا جس کا ذکر قرآن نے کیا فرمایا (مجرور مشرعوں کے درمیان ٹھس مٹنے) فرمایا جب ان کا محاصرہ طویل ہو گیا تو حاجت آگئے اور بخت نصر کے حکم کو مان لیا اور مشرعوں کے دروازے کھول دیئے اور انہوں نے لشکر کی گلی کو کپے کپے میں ٹھس مٹے یہی مطلب ہے کہ کورن انہی لشکرا (مجرور مشرعوں کے درمیان میں ٹھس مٹے) اور بخت نصر نے جاہلیت کا بدعت ذکر کرتے ہوئے ان پر سخت عہم جاری کئے اور سخت گیری کی۔

کہ قبائلی بنی اسرائیل کو قتل و غارت گری میں نیست و نابود کر دیا اور تنہا کی کوٹلی غلامی کی ذلت کا لباس پہنا یا اور صرف انہوں یا انہوں پر زحوص ہوڑھوں کو چھوڑ کر ان پر احسان کر دی۔ اس کے بعد ان کو بکھڑائی کی ناپوں سے روک دیا اور بیت المقدس کو حیدم کر دیا اور بنیوں کو ساتھ لے لیا اور عورتوں لڑکیوں کو ہزار آدمیوں میں بے رحمت کھڑا کر دیا اور لڑائی کرنے والوں کو ہلاک کر ڈالا اور انہوں کو دربان کر دیا اور مساجد کو منہدم کر ڈالا اور توہمات کو مٹا ڈالا۔ پھر بخت نصر نے دانیال علیہ السلام کے متعلق حوالہ کیا جس کے لئے کتاب ٹھس مٹتی تھی تو بخت نصر نے ان کا کشت میں پالیا اور ان کے گھر والوں نے کتاب اس کے حوالے کر دی اور ان کے اہل میں دانیال بن حزقیل (دماغور) بیٹا نیش اور دوزر نیش اور بھٹا نیش تھے۔ پھر بخت نصر نے عظیم لشکروں کے ساتھ بیت المقدس کے علاقوں میں داخل ہوا اور چوبہ و پنج و عرض ملک شام کو روند ڈالا اور بنی اسرائیل کی خوب خونریزی کی حتیٰ کہ ان کو کھن کر دیا۔ پھر ان سے فارغ ہوا تو واپسی شروع کی اور تمام اموال سمیت لئے اور قیدیوں کو آگے لگا لیا ان میں سے یادداشتوں اور ہمارا علماء کے قیدی بنائے اور تعدادوں سے ہزاروں تک جا بچے تھے۔ اور بیت المقدس میں گنتی اور کھربے ڈال کر اس کی چیزیں کی اور ہزاروں کو اس میں ڈالا گیا۔ سات ہزار تمام حضرت والا علیہ السلام کی اہل اولاد سے تھے۔ اور گیارہ ہزار حضرت یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام اور ان کے بھائی یوسف بن کی اولاد سے تھے۔ اور آٹھ ہزار اشکی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور چودہ ہزار یعقوب کے دو فرزند ان زبانون اور یحییٰ کی اولاد سے تھے اور چودہ ہزار اور ان بن یعقوب کی اولاد سے تھے۔ آٹھ ہزار بیت فرین یعقوب کی اولاد سے تھے۔ دو ہزار یکن بن یعقوب سے چار ہزار دوزر بن یعقوب اور لاوی بن یعقوب سے اور ہارہ ہزار تمام بنی اسرائیل کے منظر ان تمام کو لئے اور بخت نصر چل پڑا حتیٰ کہ اپنی سرزمین ہام میں قدم نہ رکھا۔

اسلام میں بشریت ہے کہ حضرت وہاب بن عبد اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بخت نصر نے جو کچھ کرنا مقصود کر لیا تو اس کو کہا گیا۔ کہ اچھا آجکے آدمی تھا جو ان کو ان کی اس آفت اور حالت سے ڈرا تا تھا اور ان کو سمجھا تا تھا اور آپ کے متعلق ان کو خبردار کرتا تھا۔ اور کہا تھا کہ آپ ان کے بہادریوں کو قتل کریں گے اور بنیوں کو قید کر دیں گے ان کی مساجد کو حیدم کر دیں گے ان کے گھروں (مہلات خانوں) کو تار آتش کر دیں گے لیکن ان لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور اس کو جھوٹا قرار دیا اور جہت زور کر کے مارا اور جڑوں میں بکڑ کر قید و بند کے حوالے کر دیا۔

تو بخت نصر نے یہ سن کر عہم جاری کیا پھر حضرت ابو علیہ السلام کو پھیل سے نکالا کہ پھر بخت نصر نے آپ سے پوچھا کیا آپ ان کو اس حالت سے ڈراتے تھے؟ فرمایا اگلی۔ پوچھا آپ کو یہ پھیل ہی کہاں سے معلوم ہو گیا؟ فرمایا انہ نے مجھ ان کے پاس اپنا بیسیر بنا کر بھیجا تھا لیکن انہوں نے مجھے جھوٹا قرار دیا پھر چودہ لاکھ انہوں نے آپ کو مارا پھا اور نیش کے حوالے بھی کیا ہے؟ فرمایا جی۔

کہا بہت رہی تو تم سے جس نے اپنے غم کو بھٹکا یا۔ اور اپنے رب کے پیغام کو بھٹکا یا۔ تو اب کیا آپ میرے ساتھ مل سکتے ہیں؟ میں آپ کا اکرام و اعزاز کروں گا اور آپ کی غمخواری کروں گا اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو آپ کے وطن بھی چھوڑ دوں گا اور آپ کو اس دامن عطا کروں گا؟ آپ نے فرمایا میں ہمیشہ اللہ کی پناہ میں رہا ہوں۔ اور جب سے میں اللہ کی پناہ اور رحم و تابعداری سے کس نکلا جب سے اس کی امان میں ہوں اگر بنی اسرائیل بھی اس کی تابعداری سے اور اس کی امان دامن سے نہ نکلے تو وہ بھی کچھ سے نہ ڈرتے اور نہ سے کسی غیر سے ڈرتے اور نہ تو ان کا پتہ نہ رہتا تھا۔

(۷) یہ پہلا کی۔

ایک صدی تری کوئی کرگیا۔ ایک پھرئی سی جماعت مصر روانہ ہوئی۔

وہ بخت لہر نے ان قوموں سے لوگوں کے لئے شاہ مصر کو یہ بات کہہ کہ ان لوگوں کو ہمارے پاس واپس کر دیا جائے۔ لیکن شاہ مصر نے انکار کر دیا۔

پھر کیا تھا؟ بخت لہر اپنے پیغمبر مقرر کے ساتھ قوم اور انہوں کو شاہ سے لڑائی کی، وہاں ہر طبقہ نے اپنا اور ان کے بھائی کو قید کر لیا پھر سترلی علاقوں کی سمت چلائی کہ مغرب کے آخری طاقتوں تک قریباں سے واپس ہونا چاہیے۔

پھر یہیت المقدس۔ مصر۔ تمام سترلی علاقوں اور انہوں کی غلطیوں کے قیدیوں کو اور مال و دولت کو انہیں نے رکھ لیا۔

انہی قیدیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔

بعد و عرض کرتا ہے کہ یہ قیدیوں میں جن لوگوں میں شاہ کو اس سبب بنی حبس و تحفظ تھی کہ وہ انہیں کی روایت بھی لایا کرتا تھا ہے۔
واللہ اعلم۔

التي يحيى فيها الله بعد موتها؟

اللہ کیسے ان کی موت کے بعد زندہ فرمائے گا؟

آپ کو یہ شک تھا کہ انہوں نے کوڑو نہ فرمائے گا کیوں کہ طریقہ کجیست پر قیوبہ رستے ہوئے فریاد بکراؤ نہ روا ملنے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس پہنچا، آپ نے حضرت عزریٰ کی دوش چھری لہاں لیا اور سوال تک نہ دئے ان کو یہی موت کی نذر ملائے رکھا۔

جب سوال کا عمل بیت چکا اور اس درمیان سنی اور اہل کتاب میں بہت سے اوقات اور اداوجات رہے جو انے توان عقلی نے ایک فرشتے کا حضرت عزریٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا جس نے ہلکی کی طرف سے آپ کے کان کو بلبلنا سوچ کر کچھ کے قابل ہو گیا پھر انھوں کو بلبلنا چاہے کہنے کے لائق ہو گئیں تاکہ انھوں سے وہ کچھ کر لے کہ کچھ اس طرح ان کوڑو نہ فرمائیں گے؟ پھر تکلیف شروع ہوئی اور آپ ساتھ ساتھ دیکھتے دیکھتے جا رہے تھے پہلے اس کی جڑوں پر کوشت چڑھا پھر باں اچھر سے اور کھل نکھار دئی پھر اس میں درد چھڑک دئی گئی آپ تمام شہر کو کھلی دیکھ رہے تھے پھر آپ سیدھے لو کر اپنے گھر فرشتے نے آپ سے پوچھا بتا کر وہ خبر ہے؟ فرمایا کیا کہنا یا بھگوان کہ حاضر کے کہنے کے آپ ان کے شروع میں امر پر یہوئے تھے اور اب مورخ غروب ہو رہا ہے تو فرشتے نے کہا نہیں بلکہ آپ سوال تک نہیں رہے ہیں آپ نے اپنا کام پایا دیکھئے

فَالْعَمْرُ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَمَّ

اپنے کھانے کی کد تھکے جوتے پہنا۔

ابھی تک ملک دہلی خلیفہ بھی اور انھوں کا شیرہائی حالت پر تھا۔ انہوں نے کوئی شہرت نہ ہوا تھا۔ یہی طرما لکھیا اور انھوں نے اپنی حالت پر یہ قرار دیا۔
 پھر آپ کے دل میں ایسا وعدہ نہ نکلا کہ خیال پیدا ہوا تو فرشتے نے کہا: آپ میری بات کو قبول اور غلط سمجھ کر ہے جس میں وہ اپنے کو جس کی طرف دیکھ
 لیجئے۔ دیکھنا تو اس کی نہیں بلکہ سوسیدہ اور جو بھی جس اور بالکل خیر ہو جس کو فرشتے نے دیکھا اس کو سیدہ اور ہر طرف سے انھیں ہو کر کھینچ کر کہتے
 ہیں کہ انھیں اور جڑ نہیں اور جڑیں یہ السلام؟ کیسے ہو رہے۔ لیکن ہر دیکھ کر کہیں آدھے ہیں بلکہ گھومتے چلے جا رہے ہیں یہ کمال اور ہال تک
 آئے۔ پھر فرشتے نے اس میں اس پر ایک ماری کو جو کہ آسمان کی جانب اپنے سر اور کان اٹھائے اس کو آڑ میں لٹا کر اٹھایا اور اس کا خیال تھا کہ شاید
 ناست قائم ہو چکی ہے۔

۱۰: مطلب یہ ہے قرآن میں نہ ہر جگہ:

وَانْظُرْ إِلَى سِدْرِكَ وَلِنُجِثَكَ آيَةً الْمُنَاسِرِ وَالْغُرَى إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نَشْطُرُهَا لَمْ يَكْسِرْهَا نَحْمًا فَلَمَّا

فبين له لآل اعلم ان الله على كل شيء قدير (١١)

[illegible]

سچان اندازہ تک عزیز تو میرے سوا سارے گمراہ تھے، میں غور کی سی ان کے متعلق ہمارے لیکن اب بھی نہیں (آپ کیسے عزیز ہو سکتے ہیں؟) فرما، میں ہی عزیز ہوں تو یہ صحابی علی عزیز ہو سکتا ہے، مذہب و ملت (عقلی ہر دو کا قول ہو جائے) انھیں تھے جو سرسبز، صحت و دو کے لئے دعا

کرتے دھڑا مچا ہوا جاتا تھا لہذا اگر آپ دعا کریں کہ اللہ مجھے میری بھارت لہو سے تو میں آپ کو کچھ کر بھارتوں کی کہ آپ عزیمت میں بالکل توجہ آپ نے دیا کہ وہاں دست مبارک کو اس کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ دھڑا مچا ہو گئی، اور پھر کوئی انگڑی پانچ مٹی اٹھنے آپ نے بڑھایا کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جاتا تو اللہ نے اس کی ہاتھیں کھینچ کر لہائی کہ یا وہ کسی رسی سے کھل کر آواز ہو گئی ہو۔ پھر بڑھانے آپ کو کھٹا اور فوراً پکا دیا۔

میں کوئی بات دیتی ہوں کہ آپ ہی عزیمت ہیں۔

پھر بڑھایا چل کر نئی اسرائیل کے محلے میں ان کی ایک محفل میں پہنچا اور حضرت عزیر کا ایک لڑکا ایک سو اٹھارہ سال کی عمر کا تھا اور اس کے بھی پوتے محفل میں بیٹے بزرگ سردار تھے تو بڑھانے ان کو آواز دی اور یہی یہ عزیمت ہے اس نے میں لوگوں نے بڑھایا کو چھلایا کہ کہنے لگی میں تمہاری صفائی آواز کر رہا ہوں اس عزیمت سے میرے لئے اپنے رب سے دعا کی تھی لہذا میری آنکھیں بھی کچی ہو گئیں اور پاؤں بھی مچھ ہو گئے اور میں بالکل مچھ ہو گئی اور اٹھا خیال ہے کہ کھڑے ان کو سو سال تک موت کی تہہ سلا جاتا پھر آپ اٹھایا ہے سب لوگ اٹھ کر آپ کو جنت سے بلور دیکھنے گئے پھر آپ کے بیٹے نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ میرے والد کے دلوں شلوں کے درمیان ایک سیاہی لکھ رہی ہو تھی آپ نے اپنے شلوں کو کھولا تو آپ عزیمت تھے تو میری اسرائیل نے کہا۔

اگر وہ اندر لائی تو رات کا صاف نہ تھا سو اسے حضرت عزیر کے اور بخت لہر نے تو رات کے لئے کھولا دیا ہے۔ لہذا اب تو رات کا صرف اتنا حصہ دکھایا ہے جو لوگوں نے یاد کر لیا ہے۔

لہذا آپ ہمارے لئے تو رات کو کھول کر دکھائیے؟ اور عزیر کے والد سردار نے تو رات کو بخت لہر کے ایام میں دہلی کر دیا تھا اور اس جنگ کا طم حضرت عزیر کے دھاک کی کو نہ تھا۔ لہذا حضرت عزیر علیہ السلام ان کو لے کر چلے اور ایک گڑھا کھودا اور وہاں سے تو رات نکال دی جس کے اوراق بوسیدہ ہو چکے تھے اور لٹھالی مٹ چکی تھی پھر آپ ایک درخت کے سامنے میں خریف فرما ہوئے اور بنی اسرائیل کے لوگ آپ کے گرد بیٹھ گئے سامنے میں آسمان سے دو فطرت آئے اور آپ کے حکم مبارک میں داخل ہو گئے اور آپ کو پوری تو رات خوب یاد دہانی پھر آپ نے سے سر سے ان کو تو رات کھول دی۔

اسی جہت سے بنی اسرائیل حضرت عزیر کو کھانا کچھتے ہیں۔ اس جہت سے کہ ایک تو آپ نے ان کو تو رات از سر نو کھول دی۔ اور دوسرا یہ کہ وہ فطرت والی کرامت و معجزہ آپ کے ساتھ پیش آیا اور یہی کہ آپ بنی اسرائیل کے تمام کاموں کے تھکانا ہوئے۔

اور آپ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے ملامت خانہ میں جو سرزمین صومالی ہے تقریباً فرما کر تو رات شریف لکھی اور جو جنتی سرزمین تھی یعنی اس کے ہاتھ سے بنا ہو چکے تھے اس کا نام سہارہ لہا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیر اس آیت کی حقیقت لہر بعد ازیں بن گئے۔

"اور تاکہ ہم آپ کو لوگوں کے لئے نشان بنیں۔"

یعنی بنی اسرائیل کے لئے، اور یہ نشانی اس طرح تھی کہ آپ بیٹوں اور چوتوں کے ساتھ بیٹھے دو دو بوسے ہوتے اور آپ بالکل جوان ہوتے کیونکہ آپ کی وفات چالیس سال کی عمر میں ہوئی اور وہاں سے تو پھر بھی دعایا تھی۔

اور ابو حاتم کصفانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فرماؤں کی روشنی میں چند افسانہ فرمائے ہیں۔ جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

عقلمان قیام چہ سر سیاہ لئے ہوئے ہیں
اور ان کے بچوں کے بیٹے بھی ان سے پہلے بڑھے ہیں

وہ اپنے بچے کو بڑھا صفا کے سہارا بنا دیکھتے ہیں
اور خود ان کی پشت مبارک سیاہ ہے اور سر سرخ سیاہ ہے

اور اس کے فرزند کے لئے کوئی دوا ہے۔ ہمارے کا حلہ نہیں
 اور نہ کوئی حالت کھڑا ہے تو ایسے ہیں جو بھر بھرا جائے

دووں میں بیچنے کی ضرورت ہے اور میں مال غنیمت ہے
جو نہ چاہی جاتا ہے نہ اگر سکا ہے

اور اسی کے بیٹے کا صرف چالیس سال ہے
جبکہ اسی کے بھائی پر نوے ایک چھ

اگر تو جانتا ہے تو مجھے آئے دیکھ بات نہیں
 اے اگر تو نہیں جانتا تو مجھے جہالت سے محفوظ ہے

حضرت عزیز علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت

مشہور بھی ہے کہ حضرت عزہرہؓ کا یہاں ایسا آفاقی سماں بھی مرا نکل کے اٹھایا جس سے آپ کی جملہ افکار کا وہ حضرت خاندانِ علیہ السلام کے ہمراہ حضرت خاندانِ کربلاؓ کے پہلے کا یہ دور وہیں بھی مرا نکل گیا کہ جو اس کا حافضہ اور افاضہ و وصل کے قیامات میں اس کو ایسا فرمایا تھا آپ نے حکم کیا کہ ہر دینار مرا نکل کر آپ کے قیامات میں لے کر یہ گھوڑیوں کے ساتھ آپ نے اس طرح فرمایا کہ اس اللہ نے فرستے ہوئے کو سزا دیا وہ ایک سو گز سے زیادہ حضرت عزہرہؓ کے ساتھ ہوا کہ آپ کو پانچ سو تے خدا کی رحمت سے حفاظت و تحریف کوئی گھوڑی یا بھینس نہ ہو گئے۔

ابن مسعودؓ کہہ کر جواہر اللہ علیہ السلام نے حضرت ابن عباسؓ کو عرض فرمایا کہ تم کو کچھ اچھے سے دعا ہے کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نصیب رہے۔ (ابن مسعودؓ کی دعا) (ابن مسعودؓ کی دعا)

ولمات اليهود عن يمين الله

اس لیے یہ لے لیا کہ غزنی کے بیٹے ہیں۔

یہ سجدے کیوں کیا؟ اور کیا انھوں نے اپنی اس رائے کی خاطر کسی قومیت کا تحفظ کر لی جس پر انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسلام بھی اپنی حالت کو دیکھ کر بے گھر کی طرح کتاب کے پڑی قوتات کا تعلق اور پیش کر سکیں، دیکھو میرا ہر پاس پڑی قوتات کا تعلق بھی غیر کسی کتاب کے لئے ہے۔ اسی سبب سے اس رائے کی کوئی گروہ اس کے تعلق دیکھ کر مڑنا ہٹا کر چلا ہے۔

اسی وجہ سے اکثر علماء نے غریبوں کے لئے دات الاقران حضرت عیسیٰ کے لئے میں غنیمت سمجھا تھا۔

اور یہودی گروپ دماغ کو گھڑی کی طرح کام کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عظام میں الیہاں کا کالسیئم بھری گاڑا ساقی بن کر رہتا ہے۔ مگر ان ساقیوں نے بھی کالسیئم کی ضرورت ہے۔ اور عظاموں میں کالسیئم کی کمی سے عظام ٹوٹ کر اسانی سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

الاحقرت حسن امیری رحمۃ اللہ علیہ سے مولیت کلمہ اشہا بخیر اٹل سے شہید

(۱)..... محنت فہم (۲)..... جہنم فہم (۳)..... جہنم فہم

(۴) .. انتخابی نظام (۵) .. امری و مستقیم (۶) .. انتخابی نظام

(۷) ... صحابہ کرام
(۸) ... کرم
(۹) ... حضرت علیؓ

حضرت عزرا اور حضرت قمر کا رابطہ قمر کے زمانے میں آسمانی وحی کا سلسلہ مبارک قطع ہوا۔

لوہے کے ٹکڑے ہوں جس سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے سب سے زیادہ لائق (دوستی اور قرب و محبت میں) اچلی بھلی ٹکڑے میرے اہل خانہ کے ہر مردان کا اور ہر عورت کا۔

۱۲۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مہدی بنانے سے منع کیا۔

[illegible]

آرام عشق انسانی نمود ، بجای میر / ۴۲ ←

اور کچھ باتوں پر میرے لئے خاص طور پر بات کرتا ہے

۱۔ لکھی حالت میں سوخت کو تر قلع سے دیا ہے

جس حالت میں وہ عاجز و اوار ہو کر مہمان کی میزبان بن کر گئے

[illegible]

بکھرے ہواں کی صحت میں نظر ہے۔ گوہر ہر اہل اہل سے ماخوذ ہے۔

روای ہے کہ حضرت عزہ نے اپنی مصائب میں ہر ایک مرتبہ اللہ عزوجل سے عرض کیا۔

[illegible]

میں یہ کہہ چکی ہوں کہ میں نے کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس سے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ اگر آپ حوزہ انکی بات کرتے تو آپ کام کریں اور ان کی طرف سے تعاون دیا جائے اگر آپ نے یہ بات کہی تو ان کا نام ہی قرار دیا۔^(۱)

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہاں کرم اللہ وجہہ لایزالہ العالیہ۔

۔ ظہیر کی درخواست کے لیے ظہیر نے ان کو کھانے لایا۔

اے میرے بھائی! میں نے تم کو اللہ عزوجل سے ملنے کے لئے اپنا دل لگا دیا ہے۔

(f) $\pi(y_{n+1}, x) \in L \setminus L_0$

(۲) حضرت محمد ﷺ نے صلوات علیہ وسلم کے لئے ایک مسجد بنوائی جس کا نام مسجد نبویؐ ہے۔

۱۰۰ کی طرحت میں ہر ایک شخص کو، ہر ایک کو کہہ کر، ہر ایک کو کہہ کر۔

(١) أبو عمرو بن عبد العزيز بن أبي ربيعة بن سعيد، عن جعفر بن سليمان، عن أبي عمرو بن الجعفي، عن ثوبان بن بكير، قال:

١٢١) قال المولى السعدي رحمه الله عليه: من جلت بولس بن زيد بن سعد رحمه الله عليه من عظماء بني هاشم وكنانك رزاهم عن أبي

فرمانده بنی الا مروج بنی امیه و (۳) طروی احمد بن طمر بن ابی سرج بن عبد الوهاب بن محمد بن ابی امیه.

پلی اسلام لوگوں سے اکثر عداوت ہے۔ خود جنگ دیباہان سے اس وقت دیکھے تھے دور درختوں کے پتے کھانچے پھر تھرپہ جا کر پانی نوش کر لیتے اور بجلی کھانچنے کی غذا استعمال کرتے۔

پھر اپنے کو قاتل ہوتے اے غلی تھ سے زارہ قہترس والا کون ہوگا؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت یحییٰ کے والدین ان کی طلبہ و شاغی میں لگے تو دیکھا کہ پھر آمدن کے پاس ہیں جب دونوں ان کے قریب ہوئے تو آپ نے دونوں والدین کو مبارک دعا پڑھا کہ اللہ عزوجل ان کو محفوظ رکھے۔

اللہ جل جلالہ عزوجل نے حضور یحییٰ کا کھانا میز گھاس ہوتا تھا اور آپ اللہ کے خوف سے اتار دیتے تھے کہ اگر آپ کی آنکھوں پر تیرا کھانا پڑا تو وہ آپ کو کھانا دلا۔

(۴) ابن عباس کہتے ہیں ایک دن میں ہمارے خزانے کے پاس جا بیٹھا تھا کہ کوئی گندہ ہے۔ خود فرمایا کیا میں تم کو کوئی شے سے سب سے اچھے کھانے والے کی خدمتوں؟ تو لوگ آپ کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا یحییٰ بن زکریا لوگوں میں سے سب سے اچھے کھانے والے تھے۔ آپ جنگل کے خوشی جانوروں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے ہمارے کہ کہیں لوگوں کے سامنے میں نہیں جانتی۔

ابن ابی بکر، حبیب بن اوفہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو تمہیں دن تک کہنا تو آپ ان کی تلاش میں جنگل کو لگے دیکھا کہ ایک کٹر کھدے اس میں کھڑے ہو کر اپنے آپ پر اودھار رہے ہیں تو حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹے میں تمہیں دن سے تیری تلاش میں ہوں ہمارے کٹر کھدے اس میں کھڑے ہو کر اپنے آپ پر اودھار رہے ہیں تو حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹے میں تمہیں دن سے جنگل ہے جس کی آسودگی کے بغیر قطع نہیں کیا جاسکتا تو زکریا علیہ السلام نے فرمایا ہا چھاپیے وہ دو تو کھدوں میں ہے تھا شاردے اس کی طرف لو آپ میں منہ اور چاہئے یحییٰ اسی کے مثل لکھ لیا ہے۔

والدین مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے متحول کھانے کو آپ نے فرمایا۔

اہل جنت خوشی کی وجہ سے سو نہیں سکتے۔ لہذا احمد یقین کو چاہئے کہ ان کے دلوں میں جہاد کی محبت ہے اس کی لذت کی وجہ سے نہ سو سکیں۔ پھر فرمایا۔

مکہ غرق ہے نعمت والوں اور محبت والوں کے درمیان۔

علامہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت ہی کثرت سے دے تھے حتیٰ کہ آپ کی خدمت میں ہر آنسو کی وجہ سے گڑھے پڑ گئے تھے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا سبب

طاہر تاج نے سن کے قتل کے کئی اسباب ذکر کئے ہیں سب سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ کسی بادشاہ وحشی نے اپنی کسی عہد سے ہندو کا ہلاک کیا کسی بھی ایسی صورت سے جس سے شادی کر کے کیلئے طلاق نہ تھا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس کو کچھ کیا تو ہوا کہ وہ اس عورت کے دل میں ٹھنکی رہی۔ مگر جب بادشاہ اور عورت کے درمیان محبت کا سلسلہ وجود کیا تو عورت نے بادشاہ سے یحییٰ کا خون مانگا تو بادشاہ نے حامی برہمنوں کی کئی کئی کر کے دے دیا۔ پھر بادشاہ نے ہندو کے ہندو کے حضرت یحییٰ کا سر اور لٹ کے میں مان کا پھر اہل عرب عورت کے پاس بھیج دیا تو کھانا ہے کہ عورت خود اسی کڑی ہلاک ہو گئی۔

اور انیسویں بیان کیا گیا ہے بادشاہ کی بیوی کو حضرت یحییٰ سے محبت ہو گئی تھی لہذا ان کو بہت بھلائے کی کوشش کی مگر آپ نے انکار کر دیا تو

مشیر و جسٹس اور ایڈ فونٹ سے کہہ کر اسٹوڈنٹس نے سچے سچے یہ کراہاں کی جا رہی تھیں کہ ہمیں اس صورت میں حضرت سچے حضرت مبینی کے جالہ زانیوں کے جیکان کی دھم دھم کے کان نہ ہوں گے اور انہیں

پھر حضرت عائشہؓ نے ان کو دیکر دین اسلام کی عقل کا اے دوست میں اختلاف ہے تو یہ سچا شخص علی بن ابی طالبؓ کے صحابی اور ان کی صحبت میں تھا۔
 انھوں نے دوسری حدیث سے نقل کرتے ہیں کہ یہ انتہائی ہلکا تھا (حرفہ و سقام) ستر خیر شہید کے اے انھی میں سے حضرت عائشہؓ تھیں۔
 (الحیدر بن اسحق) دوسرے حدیث سے نقل ہے کہ حضرت علیؓ آج وہیں منتقل آئے جو وہیں حضرت عائشہؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے
 خون کے حلقوں کو پھر دو ٹوک سے حقیقت جان لی کہ خیر انی کہ کہی طرح ایک مظلوم خیر ہے، اے اہل شہید کہہ دیجئے ہیں تو جنت لے کر اسے انعام
 جہنم دے گا، یہی کوئی دوسرا جہنم ہے۔

اللہ کی عبادت کی راہ حضرت سعیدؒ تک پہنچ گیا پہنچنے کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام پہنچ سکتے تھے، اور حضرت عمرؓ کا
 ہر حضرت تک کے بعد واقع ہو جانے کی وجہ سے حضرت حسن مہرؒ کی روح علیہ السلام عطا دلالت تھی نیز فرمایا: **واضح**۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایدین مسلم کے طریق سے زیادہ اہل اللہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے جب کو ان کے لئے اس کی مسجد
 بنائے گا اور وہ کیا تو قرآن کے ستروں میں سے جو مشرق کے جانب ہے اس کے نیچے سے حضرت علیؓ علیہ السلام کو مہر ہوا کہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** میں نے
 اپنی آنکھوں سے سنا کہ کسا کہ کمال اللہ والی اور خدا والی حالت ہے کہ اس کی ساری چیزیں جود گناہ پر ہی نہیں ہوئی، ایسا روایت میں یہ تھا ہیں کہ کیا اس کی ساری
 کئے ہیں۔

[illegible]

دا لای ابرو عبد اللہ سے من سلام جلیلہ عنہما من صالح عن النبی عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن ابراہیم

٢١) الخمر في الحفاظ على عناصر في المصنوع في الفاتح، ألقى من طرفي العنبر في صبح من نوران من سجد في عنقود من عرق الدم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ

جن کو کئی عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے:

- (۱)..... مریم بن عمران کا قصہ۔
- (۲)..... عیسیٰ بن مریم کی پیدائش۔
- (۳)..... اللہ کے ارادے پاک ہونے کا بیان۔
- (۴)..... عیسیٰ بن مریم کی تربیت و نشوونما۔
- (۵)..... (؟) سہلی) کتابوں کا نزول اور ان کا زمانہ۔
- (۶)..... دسترخوان کا قصہ۔
- (۷)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض احوال اور ان کے کچھ مواضع۔
- (۸)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا قصہ۔
- (۹)..... عیسیٰ علیہ السلام کی صفات۔
- (۱۰)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے بعد آپ کے اصحاب کا اختلاف۔
- (۱۱)..... بیت لحم کی تعمیر کا ذکر۔

یہ روایت مذکورہ مسلم کی شراہ ہے لیکن مسلم نے اس کو ترجیح نہیں دی نہ یہ روایتیں اس کو (لیکن مختلف الفاظ کے ساتھ) ان میں سے انھوں نے اور صالح سے اس صانع سے حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو روز بروز ہوتا ہے تو شیطان ضرور اس کو چھوئے گا ایک مرتبہ بدھو نہ ہوئے گا یعنی میں سرزمین کے بغیر حضور نے اس کی طہارت فرمائی تو ابھی لیٹھا: (اور...) (۱)

اور مسند احمد (۲) حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر نبی آدم کو شیطان اس کے پیٹ میں جب اس کو پیدا ہوا ہے (بگ و غیرہ) پھینکا ہے اس کو بھینک دینا میرا کام ہے جب وہ اس کو پھینکے گا تو وہ اس کو پھینک کر دیا جائیگا یہ بھینکنا (بزدلی و سستی) کی شراہ ہے کہ اس شخص نے اس خرقہ میں سے اس کی خرقہ نکالی۔

تو جب حضرت امیر نے یہ دعا کی تو پروردگار نے بھی جناب دیا اس کو اس کے پردہ گارنے میں کی دعا ابھی طرح کر لی اور اس کی انہی پردہ پوشی کی اور نہ کہ اس کے نکلنے سے۔

لیکن طبرسی نے ذکر کیا ہے کہ نبی کی ماں نے جب ان کو خیمہ باؤں کو کھڑا میں چھپت کر کچھ بیت المقدس سے گھر اور بچوں کے حوا سے کہو یا جو وہاں دوست تھے اور حضرت سیدہ خدیجہ کے لئے پیش روئے دیکھو جے تھے اور یہ کہ ان کو کھانا کے لئے، پروردگار! یہ چوڑی کی چوڑی لباس اس کے حلق میں جب کہ میں اس کا میل سزاں گا تو اگر چہ طبرسی نے اسی طرح ذکر کیا ہے مگر کتاب یہ مسموم ہوتا ہے کہ اس میں نے سرزمین کو اودھ پلانے کے زمانے کے بعد اور بھی نبی کی پردہ پوشی کے بعد ان کے حوا سے لیا ہوا کہ تو خبر جب امیر میں نے عرب کو ان کے کھانے کے لئے کیا تو اس کو اس بات سے مطلع ہوا کہ کوئی اس کی پردہ پوشی نکالت کرے یہ کوئی خدائے خدا کی قسم تھی اس کی نکالت و پردہ پوشی کی اعدا داری و فتنوں اور حضرت زکریاؑ کی زندگی میں وہ بھی تھے اور عہد نبوت و نبی کے پہنچنے پر عادی تھے تو اس لئے ان کی خواہشوں کو پیش نبی کی قسم اس کا حقہ نہیں مگر لوگ آپ پر مصر ہونے کو آپ بھی اس سے ساتھ ہزارہ کے شریک ہیں صرف اس سب کی قرعہ اعلانی میں شریک ہوں تو قرعہ سب قرعہ اعلانی پر مشفق ہوں اور فقیر و قسمت نے حضرت زکریاؑ کی کیا ہوئی کی اور ان کے کام سے قرعہ نکل گیا اور چونکہ وہ نبی کی طرح ہوتی ہے اس لئے یہ بہتر ہوا۔

اللہ عز و جل فرماتے ہیں اور ذکر اس کے نقل ہے۔

یعنی حضرت زکریاؑ چونکہ قرعہ میں ان پر ذاب گئے تھے جیسے آگے ارمان ہادی قرآنی ہے۔

یہ غیب کی خبر کی طرح جو ہم نے (اس کے) آپ کی طرف وحی کی ہیں اور آپ ان کے پس و پیش دیکھیں تھے جب وہ اپنے گھر آئے۔ ہے تھے کہ کون ان میں سے ان کا میل ہے گا اور آپ اس وقت موجود نہیں تھے، جب وہ چلا رہے تھے۔

اور اس کی صورت چل کر وہی کہاں میں سے ہر ایک شخص نے چہ عرواف و غیبیہ اہل علم و سب علموں کو ایک جگہ تھوڑا مہیا اور ایک کھانا پیش کیا کو ہمہ ہاں۔ نے ایک گھر اعلیٰ اور اس طرح حضرت زکریاؑ کا ہم اہل علم لوگوں نے بھر سٹا دیا کہ وہ اپنی فرمانبرداری کی جانے تو پھر قرعہ کیا گیا، اور اس مرتبہ یہ جو قرعہ ہوئی کہ آپ نے صوفیوں کو ہم میں ڈالا جائے پھر جس کا ظہر نہ کے پانی کی مختلف سمت چلے تو وہ شخص کا سب اہل ہوگا تو کیا کیا کیا پھر بھی قسمت نے حضرت زکریاؑ کی وہی کہاں میں سے آپ کا ہم اپنی کی بدی سمت کے مخالف چلا ہوا تو ہم لوگوں کے ہم پانی کے ساتھ یہ پڑے، لیکن ان لوگوں کی سب بھی غیبی نبیوں اور پھر مصلحت کیا چلا گیا آخری مرتبہ اور اس مرتبہ نبی جو ہوئی کہ جس کا ہم مخالف سمت چلا، اس کا سب اہل ہوگا تو کیا کیا پھر بھی قسمت نے سب کے ہم مخالف سمت چلے پڑے اور حضرت زکریاؑ کا ہم اپنی کی بدی کے ساتھ یہ پڑا اور آپ اللہ کے فضل سے حضرت مریم کے فضل ہوئے کہ ایک شرعہ فقہاء اور بھی نبی اور وہی تھا کہ آپ کی انا کے حق تھے۔

آگے فرمان نبی قرآنی ہے:

جب بھی ذکر کیا جس کے پس و پیش ہوئے تو اس کے پس و پیش نہ جانے تو کہنے: اسے سر میر کہاں سے آیا؟ تو وہ بھی یہ لفظ کی طرف سے ہے۔

فقد اللہ سے ہے غمیر حساب کہ وہی حق ہے۔

(۱) دکن اور محمد بن اسماعیل اور یزید بن عبد اللہ بن قسطنطین عن ابی حویرہ رضی اللہ عنہ وسلم باصل التحدیث

(۲) ابوہنریہ الامام احمد حلفا عبد الملک حلفا المصنف ابو ابن عبد الرحمن النعمانی عن ابی الزبیر عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن ابی حویرہ . الخ

(۱) ذکر کیا ہے۔

ای مشغول کے مثل تیسہ دو یہاں مردہ پر شعلہ کی صورت سے نکل کر تے ہیں فیروز صاحب سے وہ اپنے والد ترہ سے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے بہت بے ایمان گزرے ہیں مردوں میں سے نہیں گزری سوائے تین کے جو بہت عورت، بے ایمان، بے ایمان کی ہیں اور جو بہت خلیوں اور عائشہ کی غیبت میں ہیں، یہ بھی شروع (گوشت کے شہرے میں) کوڑا مارے ہوئے عمامہ) کو کھانسیاں اور غیبت ہے، یہ اسی طرح مرد کی حد سے جس کو وہ عت سے نکل کر، یہ سوائے ابراہیم کے اور کسی طرح سے وہ مشغول ہے اور کسی غیبت تک جاکچے ہیں شہر مردن مردہ سے مردہ بھائی سے کہ حضرت ابراہیم اشعری رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ سال اکرم ﷺ نے فرمایا۔

مردوں میں سے بہت بے ایمان گزرے ہیں مردوں میں سے نہ ہو گئی سوائے عورت کی جو بے ایمان ہے کہ وہ مرد بہت عورت کے اور حضرت عائشہ کی غیبت تمام مردوں پر لکھی ہے جیسی تیرہ سب کہاں ہے۔

یہ حد تک سے ہوا کہ میں نے بھی اس کی طرف توجہ دلائی کہ یہاں اس کے علاوہ کھانا کرتے ہیں کہ مردوں میں کمال صرف عہد آسیر میں حضور ہر شاہ مراد ان کے اپنے ذمے میں ہوا کیونکہ وہوں نے انہوں کی ان کے بچوں میں کھانا دیا وہوں کی کما میر نے مسی علیہ السلام کی باہر مرہم کے اپنے اپنے اللہ کے بندے ہوں اس کے رسول یعنی علیہ السلام کی لہذا اپنے علاوہ دوسری احادیث کی بے ایمان خاتون کے متنی نہیں بھی کہ اس امر کی اندر بیاد و قاطع۔

حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کی بیعت سے پورا ساری پہلے خدمت فرمائی اور ہر بیعت کے بعد بھی میں میں سے زیادہ خدمت فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ حضور کیلئے بھی روزیہ اور دست راست میں اور قلم و دست و قول علیہ السلام اپنی خصوصیات کی بناء پر ہوتی، جنوں سے غیبت والی میں کیونکہ ان کو اپنے والد حضور کی وفات کی صورت کچھ جگہ بغیر جنوں کی حضور ﷺ کی زندگی میں وفات ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کی ازواج میں سب سے محبوب اور نوازا خاتون میں، اور محض میں کو یہ فضل و شرف حاصل ہے کہ صرف حضور کے ساتھ نہ کی بسر کی باہر کسی کے ساتھ نہ کھانے میں اور اور ضم میں آپ سے بڑھ کر اس امر میں کچھ کی عورتوں کی کوئی خاتون آپ سے بڑھی اور جب واقعہ اکھ میں ان پر جوبی تہمت کی تو اس کو بھی اپنی کی حرمت و عظمت اور شرافت و پاکیزگی کی بناء پر فیرت ہوئی اور اپنے قرآن کی کئی جہتیں ان کی قصہ میں ماقویہ ان سے کار فرمائی، اور حضور کے بعد بھی ان کی اس سال دیکھی رہی اس طرح دیکھ دینے میں آپ قرآن و حدیث کی عزت و شرافت میں خوب کام کرتی رہیں اور آپ سے اتفاق اور اصلاح کا خوب کام جاری ہوا اور یہ احادیث و امور میں سب سے بڑھ کر محض میں تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما سے بھی پاکیزگی اور قول کے مطابق جس کے فاسق علماء مصلط و عطف سب میں اعتراضات ہے کہ ان کے حقوق کو تلف کیا جائے کہ کوئی نہ وہاں شرف ہے۔

وہ یہ بیعت اس وجہ سے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ کے حقوق لے لیا ہے، کران کو مردوں پر لکھی غیبت ہے جیسی تیرہ کو کام نہاں ہوا تو مردوں سے تمام عمر میں بھی مراد ہو گئی ہیں وہ گذشتہ پارہ کے علاوہ بھی اس لئے یا ان کی نوعیت غیبت کی تھی۔

سب ہم اپنے مقصد اور اس میں موضوع کی طرف لوٹتے ہیں یعنی حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کی پاکیزگی و طہارت اور غیبت اللہ لے آپ کو تم جہاں کی خواہش میں سے جن لوہ اور ابھی پوری بیعت سے حضور ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ غیبت تمام زمانہ کی عورتوں سے ہو تو وہ پہلے ہوں یا بعد میں۔

اور حدیث میں ہوا ہے کہ وہ قیامت میں حضور ﷺ کی جہاں میں سے ہوں کی اور آسیریت و حرم بھی اور تیسرے میں بعض بزرگوں سے اس مقام پر نقل کیا ہے کہ یہاں ہادی ثقیانی ہے:

(طہات و لیسکان) کہ حضور کی غیر شہداء اور شہداء شہداء مع یاں ہیں تو یہ حضرت آسیر ہیں اور تیسری حضرت مریم بنت عمران سے وہ تیرہ

۱۰۱ بقرہ روی علیہا فصاحت ابو جہل، انکر ای، دی، داؤد البیہقی عن عبد العزیز ابن محمد، وهو التوراة، دی عن غیرہم، عن علیہ عن،

کرم، عن ابن عباس، عن ابو عابد، کہ وہ ابو العطف، لا بدہ، کہ وہ یہ لہذا اللہ مستلذا و دنیا، والله اعلم

[illegible][illegible][illegible][illegible]

نہیں یہ دعوت حضرت کعب بن لہجہ سے تھی، اس امر کی حقیقت سے باخبر ہونا اسلامی کفر فرماتے ہیں۔ بعض کی اس مگرورت دعوت ہے۔

١٤- فقال الطبيب اني سلكنا هذا الكمن لاجد، جلدنا معدود من معدن النواقي، جلدنا في، اما انما في الجسم - جلدنا بوسر من طبع، ثم جده
من جلدنا، هو النواقي في (١٤) ان من جلدنا الطبيب من جلدنا، هو النواقي، وازد قلت - ان من لال الطبيب زيسر من جلدنا

۱۰ بولاش قلمبر ہن بیکار خدائی محمد بن الحسن • قلم بولی ہن العالیہ قلمبر ہن قلمبر قلمبر

^۱ بروی من حساکم عن حلیت محمد بن ذکریا الغضائری، حلف القضاة بـ یکنکم، حدثنا ابو بکر الیهامی عن عکرمه عن عن عباس

١٢١) وروى عن عثمان بن عفان عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: «مَنْ جَاءَ بِمَنْفَعَةٍ لِقَوْمٍ فَهُوَ شَرِيحٌ مِنْهُمْ»

^{٩١} Dr. Zaynab, interview by the author, 10 May 2016.

من كتب الأسماء مدارجها من ألفها إلى بطنها يعني مدارجها من ألفها إلى بطنها

١- نسف المراسم على السواء، هي عذائي، هي لعلنا هي مسلمة، هي مسعود، هي عذائهم حتى هي حاله هي محال، هي عذائهم، هي المسعود، هي

نور الله مجدده به همدیگر رسانید و در آنروز از زبان عیسی صلوات الله علیه میگوید که من هرگز خود را ندانم

میر حامد۔ یہ دعویٰ سال کتابیں، صہم آیت لقمس ملاکر، طالع الحاقیٰ عن عساکن و کوثر من کلام حبیب بن اسرار ادا قلت و کلام

كتب الاحاديث عنه بها الفقه من الاسرار التي فيها مفقود مكشوف مفضل و بعد بعض زنا والهمم از سها لهما و عمنه

علیہ السلام جب معاملہ ہوئی تو تھک دل ہوئی کہ لوگ ان کے متعلق غلط افہام نہ کریں گے۔

پس اسی بارے میں ایک قصہ کی بازگوں نے ذکر کیا ہے وہ جب بن مہدی انجی میں سے ہیں کہ جب آپ پر حمل کی علامات ظاہر ہوئیں تو سب سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد شخص کو اس کی جھلک چڑی اس کا دم و صف بن یعقوب پر چلی تھا۔

اور وہ آپ کا حال روایت کیا تھا اس کو اس بات سے انجانی تھب ہوا کیونکہ وہ آپ کی دیانت و پاکیزگی اور عبادت و زہاد کو سب جانتا تھا، لیکن اس کے باوجود آپ کو حاملہ دیکھ رہا تھا، ایک مرتبہ وہ آپ کے سامنے آکر بات چیت کرنے لگا اور پھر سے مریمؑ کیا بیچ کے بغیر کبھی ایک عورتی ہے؟ فرمایا میں جانتا کہ میں نے پہلی مرتبہ کبھی کو پیدا کیا؟ پھر پوچھا کیا بغیر مرا کے نکلا؟ وہ کہتی ہے؟ فرمایا میں اس اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا تھا تو اچھا اپنی شہرہ دلو تو آپ مریم علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھے خوشخبری دی ہے (ایسی طرف سے ایک لائق کی جس کا نام کج مبین بن مریم ہوگا) اور وہ (انجیل) آفریت میں صاحب مرتبہ ہوگا اور مقررین میں سے ہوگا اور لوگوں سے بچیں میں بھی اور جو چاہے میں بھی کام کرے گا اور معاملہ میں سے ہوگا۔

پھر حضرت ذکر کرنے متعلق ہی اسی قسم کی بات حضرت متحول ہے آپ (ذکر کیا) نے بھی ان سے یہی سوالات کئے تھے اور آپ (مریم) نے بھی جوابات دیے تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسناد کو کیا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت مریم ایک مرتبہ بیابان میں ان کے پاس تھکی ہوئی تھیں ان کو کہا کیا آپ کو کس حاملہ تھی ہوں؟ حضرت مریم نے فرمایا ہاں اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میں حاملہ ہوں تو پھر جس بن کے آپ کو گھسے گا کیا اللہ مریم علیہ السلام کو کھس دیکھتی ہوں کہ جو پیو میرے پیٹ میں ہے؟ وہ آپ کے پیٹ والے بچے کو کھس دے گا (یعنی اس کی تعظیم بھلائے گا اور نہ تباہی و شرف و افضل ہوگا) اور یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ وہ (اللہ کے گھسے کی تعظیم کرنے والے ہوں گے) یعنی حضرت یحییٰ کی حضرت یحییٰ تعظیم کرنے فرمائیں گے۔

ابو القاسم کہتے ہیں کہ حضرت مالک کا کہنا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت یسعی علیہ السلام دونوں حاملہ دو بھائی تھے اور دونوں کامل انکے خیر اہتمام میں تھیں حضرت مریم کو کھس دیکھتی ہوں کہ جو میرے پیٹ میں ہے وہ تیرے شکم والے کو کھس دے گا (حضرت مالک فرماتے ہیں کہ اس سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعظیم ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو مردوں کو زندہ کرنے اور ان کو اچھا کرنے اور ان کو نصیب لگا کر اچھا کرنے پر قدرت و طاقت فرما کی مگر مائیں الٰہی حاتم نے اس کو عبادت فرمایا ہے۔

حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت مریم کا کہنا تھا کہ جب میں خلوت میں تھا ہوتی ہوں تو یہ کچھ میرے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور جب خلوت میں ہوتی ہوں تو یہید میں خدا کی تسبیح کرتا ہے۔

پھر ظاہر یہی ہے کہ وہ بھی عام خواہش کی طرح تو سمیٹے تھے ان کے ساتھ حاملہ ہی ہوں گی اور اپنے وقت پر وضع حمل ہو اور گا کیونکہ اگر اس کے خلاف ہوتا تو اس کو ذکر کیا جاتا۔

حضرت ابن عباس اور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت مریم کو آٹھ مہینے تک حالت حمل رہی، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ بھی متحول ہے کہ آپ جیسے ہی حاملہ ہوئیں تو آپ نے فوراً بچے کو ختم بھی دیا یا دوا بھی کئے ہیں کہ کوئی عارضہ تک آپ حالت حمل میں نہ آجیں پھر آپ نے ختم دیا اور جلد ختم دینے والی روایات کے ساتھ ہی اپنے خیال و روایت اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔

پھر وہ اس کے ساتھ حاملہ ہوئیں اور ایک جگہ نہ کر ملی گئیں پھر وہ وہاں کو ایک جگہ کے ستے کی طرف لے جایا۔

یعنی فوراً اصل کے ساتھ ختم کی اصلاح پھر ختم کے کار شروع ہو گئے۔

لیکن یہ کہ ہے کہ ہر جگہ کے بعد جو چیز ذکر کی جائے وہ اپنی شان کے مطابق تقدیم تاخیر کے ساتھ ہوتی ہے جیسے فرمان ہے پھر زمین سرسبز ہوگی، یعنی ایک دن آنے کے بعد اور جیسے فرمایا (پھر ہم نے نطفہ کو گھڑا پیدا کیا۔)

پھر ہم نے گھڑے کو گشت دیا پھر گشت کو ذبیاں چتا بھی پھر اس کو کئی پیدا کی پس اللہ بارک ہے جو تمام پیدا کرنے والوں میں سب

இதற்கு

یہ ایک سنگین مسئلہ تھا۔ (۱) اور یہی ہے کہ ایک صورت میں ہے کہ کیا میں تم کو خبر دوں کہ اچانک خاندان میں کچھ ایسے کے سامنے کے

اللہ تعالیٰ عز و جل علیہ وسلیم فرماتے ہیں کہ نبی اسراہیل کے لوگ اپنا وہ ہم کثرت سے دیکھ چکے تھے مگر ان کے ان کے ایک چہرے میں بہت حقوق
 انھیں پہنچاؤ اور ان میں جو یوں ان کی تھے وہ ان کی غیرو تھے۔ (۲) واللہ اعلم۔

حال ہی میں بنی اسرائیل کے لوگوں نے حضرت عریم کو کہا کہ اہودان کی بہن اور حضرت کے مخالفین کے بھائی ہلدان اپنی حمزہ تہذیب میں مشہور تھے تو اس شخص کی تہذیب و غیرت اور انہی میں تو ایسا ہے جتنی بھی یہ تو چہا گھرانہ ہی پاکیزہ اور صالح تھا۔ اچھا، اگر تو نے مجھے پریشان ساتھ لے لیا ہے؟

خود اس طرح انھوں نے آپ پر اترتے دشن کی اور انھوں کی سخت سیاہ جھوٹ کا چلند آپ کی بازگشتہ ات پر اچھا لگا۔

فقیر حرم نے اپنی جو پیشکش کھانے کی تھی سو انکل نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے ساتھ آپ پر بہت ہی محبت و امانت کا حالہ مگر حضرت ذکریا علیہ السلام کے گریہ دیکھتے ہوئے آپ علیہ السلام ان سے بھاگے لیکن وہ آپ کو روک کر کہنے لگے کہ آپ کو کچھ کچھ کھانے کی ضرورت ہے آپ کو کچھ کچھ کھانے کی ضرورت ہے آپ کی چاہاؤ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

ابو بکر صدیقؓ نے حضرت مریم علیہا السلام کو آپ کے ماموں ابولہسف بن ہاشمؓ کے ساتھ تہمت لگائی۔

پھر حالتِ ذرا ٹھیک ہو گئی اور کوئی جانے فراموش نہ ہو رہی، اور باتِ حقیقت سمجھ کر جو کچھ کہہ دیا وہ سب صحیح ثابت ہو گیا اور حضرت مریم کا جہاں وہ اپنے پر توکل و بحرا سے خوب یاد کیا اور اس کی اس پر مکتفی نہ ہو گئی، اور صبحِ افلاک کو توکل کا یہ اور ہی فائدہ دیا، حضرت مریم علیہ السلام نے اپنے بچے کی طرف اطمینان کر لیا۔

میں حضرت سراج نے نوگوں کو اشارہ کیا کہ اس سچے سات کو تو ہمارے نامہ والوں کا جواب دے کہ اسے کتاب سرکشوں کو کس نے (کہا کہ) کہے اس سے بات کر لی جو کچھ کہتا ہے اسے سچ ہی کہتا ہے اور اسے پڑھنا چاہیے اور وہ پڑھتا ہے اور بات کہتا ہے جو نکلتی رہتا ہے اور کچھ غلط دیکھو وہ کی اہلیت اس میں نہیں ہے تو یہ ہمارے ساتھ نہ لے لے اور استہزا کر رہی ہے تاکہ ہم کو جواب نہ دے اور ہم قیام رکھنا چھوڑ دیں اور سرکشوں کو کس کا کیا تھا کہ حضرت اسی جو چند ایام کے ۱۹۱۱ء میں چلے گئے تھے (نورانی) انھیں شیطانی کلام سے روک دیا اس نے انھیں کتاب دلی سے ہٹائے گئے کیا خط سے نہ چھائی نکلتی میں اور کس نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے جب تک میں زندہ رہوں گا وہ تو کہہ دے کہ اس نے کیا کیا ہے (اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ مولانا کے ساتھ نکلی کہنے والا اور مجھے سخت اور بد بختہ نکلتی ہے اور جس دن میں پیدا ہوا اس دن بھی کچھ چلے گا میں ہے اور جس دن میں مرے گا اور جس دن ان کے احوال بدلے گا اس دن بھی کچھ چلے گا میں ہے۔

یہ پہلا گام تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانِ اقدس پر چاندی جھلار سے چھوٹا ہوا تھی کہ محمد اللہ کا بندہ جملہ تو سب سے پہلے خود اللہ کی سرگرمی میں اس کے اس قول کو جان کر اس کی سرگرمی کا پتہ لگا دے کہ حضرت عیسیٰ تو اللہ کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں مگر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان پر پہچان دہرا کر ان کو قسم کیا کہ اس طرح کے کفر یا (اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے تو خبر دیا ہے کہ محمد اللہ کا بندہ) کو اس قدر غیبت میں نہیں مبتلا فرماتا:

وَيُخْرِجُهُم بِالْأُولَئِكَ.....

لوہاں کی کھریں یا توں طور پر پہلیا السلام ی مہر بن عقیلم باہر عے کو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے روکیا۔ آپ نے کہا (اور جہی کہیں میں جواں
 مجھے باہر کت علیا سے ملتی جہی کہیں میں اوس کا کہنیک امدت لہر اسی پر چھپ جواں ادا ادا و عیسیٰ سے آپ کی کہیں کہیں میں گھر ادا و اسی نے مجھے کتا ادا و

١٠٠ كذا في الإسلام والفقهاء من حديث عبد الله بن عمرو قال قال النبي حسن صحيح قريب لا تفرقوا الأمن حليته وفي رواية

(الكاتب) ذكر كثير من هذه الحروف في بعض حواشيها بقلمه، وهو من يدعى بطاويون أو بصرى القادما كتب لي بعض المعاني.

الہاجہ سے دوسری جگہ فرماتے:

اللہ کے لئے من سب نہیں ہے کہ وہ اولاد بنائے وہ چاہے ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لے تو صرف اس کو کہتا ہے ہو یا تو وہ کام ہو یا نہ ہو۔

یعنی اس کو کسی چیز کے کرنے سے کوئی برکات نہیں ہے بلکہ وہ سب بخیر "کن" سے کر سکتا ہے اور جس کے معلق حضرت علی کا سورہ مہم کے آخر میں یہ فرمان ہے:

اور بے شک اللہ ہر عرب ہے اور تمہارا رب ہے جس میں اس کی قیادت نہ یہ پیدا ہوا ہے۔

یہاں تک سورہ مہم میں حضرت محمد صلی علیہ السلام کا بھیجنا والا کام جو گوشت چن کر کیا، اچھا نہ ہو ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے آگے فرماتے ہیں۔

پھر یہ جاسم آدمی میں اختلاف کر لے لگیں جس جسم میں ہے ان لوگوں پر جنہوں نے نکر کیا۔ ان کو بے دان میں حاضر ہونے سے (لذات) وجہی کی مخالفت ہے۔

یعنی ان حضرت کے معلق کی ضرورت ہو گئے اس زمانے میں بھی مہم کے بعد بھی۔

یہ وہ ہے کہ:

یہ ان کے بنے ہیں اور طہارت وہ ہیں (نحوہ طہارت) اور وہ ایک ایک کفر جہد پر لہند ہیں مگر کفر وہی نے کفر میں ان سے بھی کفر نہ ہو۔

الغیر اور کہہ دیتے ہیں اور ان کے کہا نہیں تاکہ سے بنے ہیں۔

مومنین نے کہا:

یہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں اور اس کی ہادی اور ہدای کے بنے ہیں اور اس کی ہادی ہیں اور اس کی روح جمعی اس کے جسم سے پیدا ہوئے ہیں نیز کسی سبب کے۔

اور یہی آخری حوالہ کر کے دلا کر وہ حیات فرمایا اور غنائی: "یہ وہاں گئے پانے جلا کر وہ ہے اور ان چیزوں میں ان سے جن لوگوں نے بھی اختلاف کیا ان کے معلق بھی دیکھو کہ وہ بھی کہیں جاتی ہے ان لوگوں کے لئے جو کفر ہوئے جو سے ان کی حاضری ہے۔

یہاں میں "ان حضرت پر وہ جن حیات دینی اللہ عز و جل سے مروی ہے کہ سنی اگر مہم لے فرمایا۔

جس نے کوئی دینی کلمہ کے ساتھ کوئی صیغہ لکھا دیا کہلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اللہ کے بندے اور اس کے رسول میں اور اس کی امتی میں جو اللہ نے مہم کی کہ میں دانہ اس کی مدح (عظم سے بڑھ سونے والے) ہیں اور جنت حق ہے جہنم حق ہے۔

تو ہذا اس کو جنت میں ضرور اٹھائے فرمائیں گے چاہے وہ جیسے بھی نکل لے کر آئے۔^(۱)

ولید دوسرے طریق کے کہ یہ الفاظ (اذا کر) گئے ہیں کہ جنت کے لئے خود اذواں میں سے جس سے چاہے گا داخل ہوجائے گا۔^(۲)

نام مسلم نے بھی اس حدیث کو اس حدیث کیا ہے۔

۱: (اذا) انبجاری سعدا عبد اللہ بن الفضل، الربیع، ابو لید، حدیث ۵۹۱ و ۵۹۲، حدیثی عصب بن حنفی، حدیثی جنادہ بن ابی امیہ، عن عبد اللہ بن

الصنعت، ص ۱۱۱

۲: (اذا) قال ابو لید، عبد اللہ بن الفضل، عن عبد اللہ بن جابر، عن عصب، عن جنادہ، حدیث ۵۹۱ و ۵۹۲

۳: (اذا) قال ابو مسلم، عن داؤد بن رشید، عن ابو لید، عن مسلم، عن ابی جابر، عن مد و عن طریق آخری عن داؤد بن

اللہ عزوجل اودا سے پاک ہیں اور نیک لوگوں کے اولاد والے قول سے بہت ہی بلند و پاک صاف ہیں

اشعر و جل ہی مودہ مریم کے فرم فرماتے ہیں

اور (کافر لوگ) کہتے ہیں کہ خدا نے جانا پایا ہے۔ بے شک تم یہی بات مانتے ہو۔ قریب ہے کہ اس افتراء سے آسمان ٹوٹ جائیں اور زمین ٹپک ہو جائے اور پہاڑ پودہ پتھر ٹپک جائیں۔ مگر تمہوں نے خدا کے لئے جتنا حق دیکھا اور خدا کو کیا پیشکش کی کہ تم کو جتنا مانتے تم میں خود ساتویں اور دسویں میں ہیں سب خدا کے درجہ بندے ہو کر آئیں گے اس نے ان کو (علم کے واسطے علم) گھیر رکھا ہے اور (ایک ایک) شجرہ رکھ رکھا ہے اور سب کی امت کے ان کی کے سامنے کیلئے کیلئے ضرور ہے۔^(۱)

تو باری تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ

خدا کے لئے اولاد کسی طرح شایان نہیں اس لئے کہ وہ ہر چیز کا بیج کرنے والا اور اس کا بک کرنا جلا کر ہر چیز اس کی تعمیر و تباہی کے بار بار دہرا کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر آدمی کے تمام باشندے اس کے کھاد ہیں۔ یا کھاد ہیں جو اس کی بندگی کرتے ہیں وہ ان سب کا رب الارباب ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کے سوا کوئی رب نہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اس آسمانی کتاب اپنے درجہ (کی بات) میں جو ہے نہ جہاں خدا کے بارے میں حق کے ساتھ نہ کہو نہ کہو (یعنی ہم) ہم کے لئے جس کی (خدا) نے اپنے لئے نہ خدا کے لئے جس کے رسول اور اس کا کلمہ (جبروت) ہے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا۔ اس کی طرف سے ایک درخت تھے۔ تو خدا اور اس کے رسولوں پر یہ نہ لاؤ۔ اور (پ) کہو (کہ خدا) تم (ہیں) اس اتفاق سے (اپنا آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی مہجور و مدبہ اور اس سے پاک ہے کہ اس کے علاوہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور خدا کا رہنا کائناتی ہے۔ اس کی بات سے ہر شخص دیکھے کہ خدا کے لئے ہیں اور نہ مقرب فرستے (خدا رکھتے ہیں) اور جو شخص خدا کا خدا ہے۔ تو جو سب بار بھگے اور سر کی کرے تو خدا سب کو اپنے پس منظر کرے لہذا جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے وہ ان کو ان کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے (کہو کہ) خدا ہی حیات کرے گا اور جنہوں نے (بغیر ہوئے سے) عبادت کیا اور ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا اور وہ خدا کے سوا کوئی حامی اور مددگار نہ پایا گئے۔^(۲)

تو باری تعالیٰ کہ وہ ہر چیز کا مانتے ہیں اس کی کھاد ان کو دیکھ کر ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا اور وہ خدا کے سوا کوئی حامی اور مددگار نہ پایا گئے۔^(۳)

اور اس کی کوئی شبہ اور حیل ہے نہ کہ اس کی کوئی نیکی ہے نہ کہ اس کی کوئی گناہ دیکھیں ہو سکتی۔ جیسے فرمایا:

کہو خدا ایک ہے ساتھ ہے نہ کہ اس کے سوا ہے کسی کو نہ کہ اس کے سوا ہے نہ کہ اس کے سوا ہے کسی کوئی ایک ہی نہیں۔ (سورہ اخلاص)

اور تم فرمائیے اور وہی ہے جو آسمانوں سے بندہ سنا ہے ہر صبح ہی (وہی) بندہ سنا ہے (وہی) اس سے ہر طرح کی وسوسہ کی دکان ہے جس سے ہر چیز کو نکلتا ہے۔ جتنے ہیں۔ اور وہ ان کو نکلتا ہے اس سے ایک اور سے کہ ساتھ چلے جانے والے نکلتے ہیں۔ اور حضور کے گاہے میں سے لئے ہوئے تھے اور ان کو دس کے بارے میں تھوڑا تھوڑا اور ان کو دوسرے سے لئے ہوئے تھے ہیں اور ان کی مٹی ملنے سے جس کی وجہ سے جنت میں تو ان کے جہنم پر اور (دب کئی جہنم) ان کے نیچے پر نظر کر۔ ان میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں (قدوت خدا کی بہت ہی نیک نیاں ہیں۔ اور ان لوگوں نے جن کو خدا شریک ٹھہرایا حالانکہ ان کو کسی نے پیدا کیا۔ اور بے گنج (بھوت بہتان میں) اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بنا کر پڑی کیں۔ وہ ان باتوں سے جو اس کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ پاک ہے اور اس کی شان ان سے بلند ہے (دری) آسمانوں پر اور زمینوں کا بیج کرنے والا (پس اس کے اولاد کسان سے ہو چکا ہے) کی پہلی ہی مٹی تھی۔ (اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور اس نے ہر چیز سے باخبر ہے کیا (اوصاف) رکھے والا) خدا تعالیٰ! چاہے وہاں ہو۔

اگر اس کے سوا کوئی سیوا نہیں (وہی) ہر جگہ پورا کرنے والا ہے تو اسی کی عہدیت کہ وہ ہر جگہ پورا کرتا ہے۔

عہد عریض پہلے کتاب اور ان کے تفسیریں لکھ کر رکھی سے منع فرما ہے جن میں سب کا جواب ہے کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق چار عقائد تھے کہ وہ صرف اللہ کے بندے ہو اس کے رسول ہوں اس کی پاکیزہ کنواسی ایک بڑی مہم کے لیے ہیں جس نے اپنی شرف گوئی حفاظت کی تو اللہ نے ان کی طرف ہر شکل کو بھیجا آپ نے سر پر چھوٹا مارلی اللہ نے اس کے واسطے سے ان کو مکمل عہد اور حضرت عیسیٰ نے علم لے لیا اور ان کے متعلق فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔ عہد عریض۔ عہد اللہ جس طرح ہے حقوق ہیں اور اللہ کی طرف نسبت کرنے سے ان کی حکومت کو کوئی فرق نہیں بلکہ ہمیں ایک شرافت و کرامت ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کو اللہ شرف و کرامت اور اللہ فرمایا جو ہر جگہ کتاب پڑھا اس نے عیسیٰ میں مہم کہا کہ ان کا وہ اسی طرح تھے۔ اللہ فرمایا یعنی اللہ کی کائناتی ہے کہ ہر باپ کے پورا فرما ہے۔ عیسیٰ دوسرے عقائد پر فرمایا۔

یہ عقائد اللہ کے پاس تھے اس کی مثال دہم کی طرح ہے ان کو کئی سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خود ہو جاتے تھے۔ (دعا کر کے) لگے اللہ نے پتہ چلایا اور وہ پاک ہے بلکہ جہاں ہوں میں میں سے سب اسی کے لئے ہے ہر ایک اس کا تاجدار ہے اسی آسمانوں ہزاروں کا پیدا کرنے والا ہے جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کا "ہا جا" فرماتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔ (۲۶)

تو فرمایا اور یہود کہنے لگے کہ ہم اللہ کا بیٹا ہے اور اللہ ہی کہنے لگے کہ کیا اللہ کے بیٹے ہیں یہ ان کے منہ پر کی بات ہے پہلے کا تو بھی اسی طرح کی باتیں کرتے تھے یہ بھی ان کی عیسیٰ کرنے لگے ہیں خدا ان کا مالک کرے یہ کہیں ان کے بچے ہیں۔ (۲۷)

تو اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ دونوں فرقوں پر لعنت فرمائی کہ انہوں نے اللہ پر بہتان باندھا اور اس کے متعلق ادا کا خیال کیا۔ جبکہ اللہ اس سے پاک صاف ہے اور انہوں کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی ان کی باتیں اور پہلے کا تو بھی جاری ہے۔

اسی طرح گمراہ مسلمانان پر اللہ لعنت کرے انہوں نے بھی اسی طرح خیال کیا کہ یہ بھی اللہ کا جواب دہو سے ملی جس کو وہ انہوں کی طرف اور سب کو مل گئے ہیں اور اس سے دوسری اصل نص دہا ان پچھا اور دوسری سے دوسری اصل تھی کہ حق تعالیٰ اس کے متعلق "تو" تھے لگے اور اللہ ان کو بھی نہ کہنے لگے اور ان کے اس کے متعلق وہ بھی نہیں چاہتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرماتے ہیں۔

اسی طرح عرب کے جہاں مشرکین خیال کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی زبانیں ہیں اور وہ ان کی مراد میں ہوں سے اللہ نے شادی کی ہے جن سے ملا لگے پیدا ہوئے ہیں۔ تو یہ یہ انسان کی انگوٹھوں سے بہت ہی بڑے دھارے ہیں ان کے شرک سے پاک ہیں۔

اس واسطے سے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے اور انہوں نے فرشتوں کو جو زمین کے بندے ہیں ان کی زبانیں ملایا ہے کیا یہ ان کی بے ادبی کے وقت حاضر تھے مغرب میں ان کی بات لکھی جائے گی اور سوال کیا جائے گا۔ (۲۸)

ان سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ سے پہلے وہ ان کے لئے بنائے گئے تھے انہوں نے فرشتوں کو جو زمین پر ہیں ان کے لئے (اس وقت) سوچا تھے دیکھو یہ اپنی ہائی جوائی (پست) کہتے ہیں کہ خدا کے اولاد ہے۔ کہ کوئی نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے ان کی نسبت انہیں کو پند کیا ہے؟ تم کہیں لوگ ہو۔ کہ اس طرح کا خیال کر کے ہو۔ مگر خود انہیں ان سے و تہاد ہے اس کی مرضی بالکل ہے اگر تم پہلے اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں کرو۔ اور انہوں نے خدا میں اور جنوں میں شر قرار کیا۔ ملا لگے بیات جانتے ہیں کہ وہ (خدا کے سامنے) کھڑے جائیں گے۔ یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے۔ مگر خدا کے بندگان کا یہ خیال (جس نے اللہ تعالیٰ نہیں ہوں گے)۔ (۲۹)

اور کہتے ہیں کہ خدا انہیں دکھاتا ہے وہ پاک ہے (اس کے سوا ہے نہ نیکی) بلکہ ان کو یہ لوگ اس کے بیٹے نہیں سمجھتے ہیں اور اس کے عزت والے بندے ہیں اس کے آگے وہ کوئی نہیں سمجھتے اور اس کے علم پر عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان کے آگے ہو چکا ہے اور جو پہلے ہوا وہ سب سے واقف ہے۔

والے ہیں اور خود انہوں نے اس کے خلاف ہر قسم کی وجہ بیان کی اور عقل کے کمر میں ناکامی کی خبر دی۔
اور فرمایا: تعالیٰ نے۔

بے شک جو اللہ کے ساتھ شریک کرے گا تو بے شک اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اسی کا حکم جہنم ہے اور عالموں کے لئے کوئی
روایت نہ ہو۔^(۱)

اور ہر صحت صحیح نے فرمایا ہے کہ جس لوگوں نے کہا کہ اہل حق کے تیسرے ہیں تو وہ کافر ہوئے اور انہیں سے کوئی پیغمبر نہ آیا۔ ایک اللہ کے
ایں جزیرہ غیر دغا ہے جس میں تین کے تیسرے سے مطلب مراد ہے کہ خدا کی عدالت کو حقن حصول پر تقصیر کرتے تھے جس کا قائم نہ کیا کہتے
تھے یعنی خدائی کے تھے۔ آپ بیٹا۔ اور رسولی نکالی واسطہ دینی آپ کی طرف سے بیٹے کو برکتی ملے۔
اور اس اختلاف کو ہم آج تک فیصلہ و حقائق سے بیان کریں گے اور یہ اختلاف ان کے بعد ان تفسیریں ہیں جنہیں سنئے۔ اس میں اور آپ
حضرت مسیح کے تین سو سال بعد کا واقعہ ہے۔

تو آگے فرمایا اور عقلی وی (اور اگر وہ باز نہ آئے اس سے جو کہتے ہیں ان کو کفر کرنے والوں کو رد نہ کیا کہ آپ بیٹے کا ایک لڑکی
طرف فرمایا۔ مستطاب نہیں کرتے واللہ حضور رحیم
پھر آگے مسلمانان عالم کی بشریت دلی حاکم بیان فرمائی۔

(کہ وہ دونوں کھانا کھا لے تھے) یعنی جو ہمیں ہو وہ بیٹے کو دے دینے کی طرف توجہ ہو سکتے ہیں بے شک اذان کے طے منہ سے بڑی
وہ نہ صرف ہیں۔

عمر سنی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی بات سنی (بے شک انہوں نے کہا کہ اہل حق کا تیسرا حصہ کافر ہوئے اسے مراد ہے کہ خدا کی
میں اور ان کی اس کے شعلہ خدائی کا خیال نہ رکھتے تھے۔ اسی طرح ان کے ہی کفر کا ثبوت سورہ اذکار میں ہے جس میں فرمایا
اور جب اللہ فرمائی گئی۔ یعنی انہیں مرے کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا کچھ اور بھی ہے اور وہی اللہ کو سجدہ مقرر کرنا تو وہ نہیں گئے آپ
پاک ہیں مجھے کچھ شبانہ تھا کہ میں ان کی بات نہ کرتا جس کا مجھے کچھ نہیں آکر میں نے اپنا کیا ہوا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ (کیونکہ) جو جنت میرے دل
میں ہے تو اسے جانا ہے اور جو میرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علامہ غریب ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا تو ان کے جس کا
تو نے مجھے سمجھو باوجود یہ ہے کہ تم خدا کی عبادت کرتے ہو اور اللہ تمہارا رب کا پروردگار ہے۔ اور جب تک میں اللہ میں رہا ان کی خبر نہ تھا، اجب تو نے
مجھے دغا دے اور تمہارا تو انکا تمہارا خدا ہو تو میرے خدا ہے۔ اگر تو ان کو خدا آپ دے تو میرے بندے ہیں اور اگر تو علی دے تو آپ غالب
(اور) حکمت والے ہیں۔^(۲)

یعنی اللہ عزوجل بطور اکرام و اعزاز کے اور کفار پر انعام و عنت کے لئے اور ان کو ڈانٹنا چاہتا ہے اور احمق و مجاہد کے لئے یعنی علیہ السلام
سے سوال کریں گے یا جو وہ اس کے کہ خطبہ کو چاہتا ہے اسی کو حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا: جب میں ان میں تھا تو انکا خیال نہ رکھتا تھا
آپ کے حق سے اور جب آپ نے مجھے اپنے پاس اٹھا لیا تو پھر مجھے آپ ہی ان کے کفر میں اور تمہارا تھے۔ اب آپ ان کو خدا بنادیا یا
صاف فرمائیں۔

ان تعلیمہم فلانہم عبادک وان تعذر لہم فانک انت العزیز الحکیم

اور تفسیر میں ہم ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پوری بات نہ فرمائی اس آیت کو
پڑھتے پڑھتے گمراہی۔

اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لئے کلامت کا سوال کیا تو اللہ مجھے مخاطب فرمایا اور اس شفاعت پر اس شخص کو پہنچا۔ جس
نے اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔^(۳)

اور ہم نے آسمان پر درجنوں ملازمین اور جو (تھوڑے کھانا دانوں کے درمیان) ہیں اس کو کھانے کے لئے بھی بھیجا کیا اگر ہم چاہے کہ کھیل (کی چیزیں) بھی زمین پر ڈال دے۔) یہ بھی تو اگر ہم کو کہیں جاتا تو ہمارا ہے پس یہ حال ہے کہ (میں) ایک ہی کھانے کو جو کھاتے ہیں قریب دو ماہ اس کا سفر فرماتا ہے۔ یہ جو کھاتے ہیں اس وقت ماہ دو ماہ کا سفر فرماتا ہے اور جو باقی کھاتے ہیں ان سے تو کھانے کی ضرورت ہی غائب ہے اور یہ لوگ آسمانوں اور زمینوں میں سب ہی کی (تھوڑی اور اسی کا دل) ہیں۔ اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں خدا اس کی عبادت سے کھاتا ہے۔ اور وہ ان کے ہیں۔ رات دن اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ کھیتے ہیں۔^(۱۶)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر خدا کی کوایا جیتا ملتا جا رہا تو اپنی قوم میں سے کسی کو چاہتا ہے کہ اسے کھائے۔

دو پاک ہے دخی خدا کیلک (اور) غالب ہے اسی نے آسمان و زمین کو تدویر کے ساتھ پیدا کیا ہے (اور) وہی رات کو دن پر چڑھتا ہے اور دن کو رات پر چڑھتا ہے اور اسی نے سورج کو دو چاند کو بھی گردش کما ہے سب ایک مقرر وقت تک چلے جائیں گے۔ دیکھو وہی غالب (اور) جسے دل ہے۔

ابو اسد عثمانی نے فرمایا:

کہہ اور اگرچہ ان کے دلدادہ ہوں تو (سب سے پہلے اس کی) مصلحت کے دلائل میں پاک ہے ان لوگوں میں اور غرض کہ اب اس چیز سے جس کو
 دعوایاں کہتے ہیں۔^(۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور کہو کہ سب تعریفِ خدائی کی ہے جس نے نہ کسی کو بچا دیا ہے جو نہ اس کی پھر اڑی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس سے کچھ جدا ہے نہ جانوں سے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بچا دیا نہ کہ اس کی بڑائی کرتے رہو۔^(۲)

لوہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کہو: یہ اللہ پاک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے کسی کو جنم نہیں عطا کیا۔ وہ جنما کر اور اس کے مثل کوئی پاک بھی نہیں۔ (۵)

لہذا صحیح یہ بھی منظور کر لیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے لکھنؤ کا مال دینا ہے اور یہ اس کو لاکھ بیس ہے۔ یہ کہہ کر اسے کہہ کر دیا ہے اور لکھنؤ کا مال دینا ہے جس کے لئے لکھنؤ کا مال دینا ہے۔

اور کچھ ایسے ہی میں حضور اکرم ﷺ سے بھی اجابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اللہ سے زیادہ سیر کرنے والا نہیں تخلیق پر جمنا ہے جس۔ (ابو یوسف) کا قزوئی مالکی کا بیان ہے کہ جو اور (نیکو) نیکو مالکین کو قزوئی سے اور ان کو قزوئی سے ملتا ہے۔

میں نے (۱) کو میں حضور سے ثابت ہے آپ نے فرمایا اللہ کا کوڑا پسندیدہ ہے حتیٰ کہ جب پکڑتا ہے پھر وہ افسوس سے انھیں منکس کر بخیر حضور نے عداوت فرمائی (ترجمہ) اور اس طرح میرے سب کی پکڑ ہے جب وہ کسی کو پکڑتا ہے اور وہ ظالم ہو جاتی ہے تو بے قصد و غرض وہ لوگوں کو ہلاک ہے۔ (۲)۔ (۳) اور (۴) میں صریح اللہ نے فرمایا۔

(لہذا کئی ہی ہستی ہیں جنکو میں نے مہلت دی اور وہ ظالم تھی مجھ میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹا ہے)۔ (۱۹۸۶ء)

اور فرمایا: ہم ان کا خطوط اتار دے۔ سچ ہیں پھر ان کو نشتِ عذاب کی طرف بھیج دیتے ہیں (القلم: ۱۶)

ابو فریاد (کہ) ہے جو لوگ ظہرِ جمعہ کو جاتے ہیں وہ کتابِ عدوس کے سنی، یا شیخ تھوڑا کچھ اٹھاتا ہے مگر جاری ہی طرف سے کوڑا ہے
مگر یہ ان کو سخت غلاب پٹھا کی گئی کہ دے دے کہ کوڑا کرنے سے۔ (جلد ۱، ص ۷۰)

۱۱۰ فرمایا: (یہی کافروں کو صلہ دے جان کو تھوڑی سی صلہ دے)۔ (طحاوی ص ۱۷۱)

| | | | |
|--------------|-----------------------|-------------------------------------|-------------------------------------|
| ۴۲۳۷۱ (۱) | ۵۴۳۲ (۲) | ۸۲۳۸۱ (۳) | ۱۲۳۸۱ (۴) |
| (۵) فاضل محل | (۱) کجی لکھاری (۳۸۱۲) | (۵) کجی لکھاری (۵۴۳۸۱) (۲) فاضل محل | (۸) کجی لکھاری (۱۲۳۸۱) (۴) فاضل محل |

اور حضرت محمد علیہ السلام کے لئے بھی یہ مسقطہ ہو گئے اور آپ دونوں حضرات کو لوگوں نے بہت مایام دیا مگر آپہ نے قبول نہ کیا بلکہ حضرت محمد علیہ السلام اپنے غلبہ مجاہدوں کے فرمانروا، بیت المقدس روانہ ہو گئے۔ (الدر الثمینی)

[illegible]

۱۔ اے اللہ تو ابلی بخدی میں غریب ہے اور تو اپنی قربت میں غنہ ہے۔ ہر حقوق پر بند ہے آپ۔ نے۔ ہے کلمات نکودہ ہے وہاں میں رہتے آج کل
عشر روزے جو بالکل برباد ہیں۔ اور وہ اپنے دوستان۔ جسے ہر آپ۔ کے ہم کوئی کر خفی سے اس صورت میں آگئے۔ اس میں حیرت فرماتے ہیں جو میری تسبیح
و تقدیس کرتے ہیں اور دن میں آپ۔ نے کچھ لکڑیاں کوڑنے اور لکڑی کوڑا ہوا اور ایک کوڑہ دست چستہ سورج کوڑا ہوا اور ان میں آپ۔ نے کوڑے کوڑا حوا
آپ کی عورت کی کرتے ہیں۔ میں آپ کی عزت کے فضیلتی نمونہ میں آپ۔ ہر جگہ کوڑا ہوا کرتے ہیں۔ اور آپ۔ نے ساتواں میں آپ۔
چراغ دکھا دیئے ہیں میں کے کوڑے اور وہ چاک اور حیرت کے سامنے وہ بکڑے ہیں۔ کچھ بے انتہا آپ۔ پاک ہیں آسمانوں کی بخدی میں اور زمین
کے پانی پر صبر ہے میں آپ۔ نے اپنی نعمت سے زبردست موجوں سے چلیا ہوا زمین کو لکھ لکھ کر دکھا ہے۔ اور بالکل زمین کو بخدی میں اور بخدی
دیکھ لانا ہے۔ آپ۔ میں کی کئی حیرت و عظمت کیا بدست نہایت ہوگئی ہے اور تیسے عظمیٰ بنام پر شرمناک ہوگئی ہے اور تیری عزت کے دور و اس
کی عظمت کو جو میں بخدی میں اور کئی اعتبار رکھتی ہیں۔

مکہ میں مسندِ رسالت کے بعد، پانچویں بہ بڑی شاہنشاہی کے بعد، عیسیٰؑ کے بعد چڑھے ہیں۔ ان کے بعد پورے مسیحی ممالک چلے گئے۔ پھر آپؐ نے زمین سے پہلوں اور غصوں میں سجدے کی بات کو نکال دیا۔ آپؐ نے زمین کی پشت پر چڑھ کر اٹھ کر دیکھا اور زمین کے کچے ٹکڑے پالی پر ان کیوں لگا کر دیا تو پھر پڑا بھی نہ پڑا۔ نبیؐ کی تاجداری کے ساتھ آپؐ کی اطاعت کرنے والے ہو گئے۔

میں نے اللہ آپ پر رخصت کیا ہے۔ میں کون اپنی نعمتوں کے ساتھ آپ کی صفات جان کر کہتا ہوں کہ اللہ کون اپنی نعمت کے ساتھ آپ کی نعمت کو بھلی سمجھا۔ جیسا کہ آپ ہر دن کو پھیلے ہوئے ہیں، اور میں ان کو یاد کرتے ہیں۔ یعنی وہاں سے جہاں اللہ آپ کی نعمتوں کی نعمتوں کے لئے ہے۔ آپ کے جو کوئی محبوب ہیں، آپ کو جانتے ہیں۔ آپ نے انہوں کو لوگوں سے چھوڑ دیا۔ آپ کے ساتھ ان کی محبوبوں سے صرف حملہ ہو گیا ہے۔ آپ نے جیتا۔ ہر کوئی کہتے ہیں کہ آپ نے یہ محبوبوں کو جس کو تم سے غور کیا گیا اور دوسری طرف سے ان کی جیسا کہ تم آپ کی کئی دیکھ کر کہنے والا ہے کہ ہم آپ کے عقلی قلب کر رہے ہیں۔ ہر کوئی کہتے ہیں کہ آپ ان کے بارے میں جانتے ہیں۔

آپ نے کسی کو غم نہیں دیا اور وہ آپ کو غم نہ دیا، آپ نے کسی کو مل نہیں دیا اور آپ نے مل کو مل نہیں دیا۔

۱۸) آفاق میں بھڑکی، روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت محمدی بن مرہم جنت میں گود میں ہات پیست کرتے کہ بعد کو م سے نکلتے تھے بلکہ بڑا نہیں کہ کچھ نہ تھے محمدی بن مرہم میں سے پوتے پوتے ہیں اور اس عمر میں بولنے لگے۔ اور پھر اطفائے آپ کی زبان پر نکلتے ہیں اور بڑی دانتی کی ذوق جانی کوئی قصور۔ بلکہ یہ وہ بڑے آپ اور آپ کی والدہ کے متعلق طرز اس طرح کے احسانات شریف کو دیکھ کر کیا وہ آپ کو ارباب کا کہہ سکتے تھے اور یہ طرز ابن عباس کی کامطلب ہے۔

ادمان کے ختم اور مریض پر بہتان طعینہ لگائی ہوئے (سے ہم نے ان پر لعنت کی)۔ (شعبہ: ۱۵۶)

مگر جب آپ سات ماہ کی عمر کو پہنچے تو حضرت عمرؓ نے آپ کو اور گاہ شاہجی والا۔ مسلم جب بھی آپ سے ملنے کو ملتا کرتا آپ سے پہلے
 یوں کی تحقیق کر لیتے تھے۔ آپ کو مرید مسلم نے آپ کو کہا ہوا تو سکھیا حضرت عیسیٰ نے یہ چھاپا کیا ہے کہ مجھے بھی علم کی تو فرو یا جو خود نہیں
 جانتے اس کو کیا سکھاؤ گے؟ مسلم نے کہا ہوا چنانچہ اس نے سکھا دیا تو فرمایا اب اللہ سے اس کو سکھاؤ۔ اور فرمایا اب یہ سکھایا

حضرت یحییٰ کو اللہ نے فرمایا ہے میں میں تجھے اپنے پاس اٹھائے والا ہوں عرض کیا اسے پروردگار آپ مجھے کیوں اٹھائیں گے؟ فرمایا میں تجھے اٹھائوں گا پھر آخر زمانے میں ایتھروں کا کچا کس بظہیری کی امت کے کچا کچا ہوتے دیکھ لورتا کرو وہاں یمن کے کچا کچا ہوں کی ہڈی کا کرے۔ میں تجھ کو ان کے پاس ایک لڑکے کے وقت کے بعد اس میں پھر کو ان کو (وہاں تازہ) چاے گا۔ کیونکہ امت سرحد سے ہوا ان کے یمن کے یمن کو کوئی نئی نہیں۔

(۱) اوشام کی روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے عرض کیا ہے پروردگار مجھے اس امت مرحومہ کے بارے میں خبر دیجئے فرمایا وہ امتی امت ہے وہ طواغیت کا لوگ ہیں گویا کچا کچا ہوں۔ وہ تجھ سے غور سے پر راضی ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے غور سے مل پر راضی ہو جائوں گا اور ان کو اللہ الا اللہ کے ساتھ جنت میں داخل کر دوں گا۔

اسے یحییٰ وہ جنت کے تمام باطن میں سے پروردگار کو اللہ میں ہوں گے اس لیے کہ کسی قوم کی زبان میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ ان سے ذہن و تہذیب میں ہوگی۔ اور کی قوم کی گروہ میں جہاد میں اتنی زبردستی کی جتنی کی ان کی گروہ میں میرے بعد سے میں نہیں کی بلکہ میں نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ (۲) اور ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ کی طرف اللہ جل شانہ نے وہی فرمائی کہ اپنے فکر کے مطابق مجھ سے اپنی حاجت برآئی کرو اور اپنی قیامت کے لئے مجھے ذخیرہ عطا کرو اور تو اہل کے دیکھو میرا قرب حاصل کرو میں تم سے محبت کرنے لگوں گا اور میرے فیض کی طرف توجہ مت کرو۔

اور بلا حد مصیبت پر میرا کردار تھا راہی پر خدا کو کھور میری خوشی کے لئے کام کرو اور میری خوشی اس میں ہے کہ میری حاجت کی جائے فرمائی نہ کی جائے۔ اور مجھ سے قرب ہو اور اپنی زبان کو کڑا کر کے ساتھ زکوہ و کھور میری محبت تمہارے سینے میں موجزن رہے۔ غفلت کی گنجین کو بیداری کے ساتھ رہو۔ لڑکھ لڑی کو لازم بگڑا۔ اور میرے راجب ہو اور مجھے سے راجب ہو اور مجھ سے اور خوف کے راستے اپنے دل کو صحت و صفا کے حوالے کرو اور میری خوشی کے لئے رات کی شب بانی کرو اور میرے پاس خندہ دن کی میری کی خاطر اپنے دلوں کو بھوکا پیاسا رکھو۔

غیرات کے کاموں میں اپنے کھسک کو مشقت میں ڈالو۔ اور جہاں حویہ ہو خیر کو لے کر پھیلاؤ اور مخلوق میں میری نصیحت کو پھیلاؤ۔ اور میرے بندوں میں بدل برق۔ یہ فکرم پر سینوں کے دھوسوں سے شفاء بازی کروائی اور لسیان کے مرض کو کافور کرو یا اور انھوں کو غفلت کے پردوں سے لپیٹ دیا پھر تہ سانس لیتا ہوا بھی اپنے آپ کو پھٹے میں بچھو۔

اسے یحییٰ ابن مریم جو حق تعالیٰ نے چھ پر ایمان لائی وہ مجھ سے غور ہوئی اور جو مجھ سے ارادہ مجھ سے ثواب کا امیدوار ہو اس میں تجھے کو کھانا ہوا ان کو اپنے لوگ میرے خطاب سے مامون ہیں جب تک کہ وہ خوف و پس میری سنت کو نہ پس۔

اسے پاکیزہ و امیر کھاری کے فرزند

زندگی کے سانسوں میں اپنے آپ کو ہماڑ پیسے کوئی گھبراہٹ سے بچھڑنے والا ہے اور دنیا کو اللہ وار کھینے والا ہے اور دنیا کی لذتوں کو دنیا والوں کے لئے چھوڑ دیا اور اس کی رحمت اللہ کے پاس قرآنوں پر کی ہو۔ تو اس شخص کی طرح رہو اور اپنے پروردگار اس دنیا میں کام کو نرم رکھو اور سلام کو روایہ رکھو اور جب لوگوں کی آنکھیں بند کی ہادی میں چلی جائیں تو تو اس وقت میں ان آنکھوں کو بیداری کی ہادی میں سے مل اور قیامت کی آنے والی ہونا کیوں سے محتاط رہو اور سخت زلزلوں سے محتاط رہو اس سے پہلے پہلے کہ زلزلہ دیاں ملے دیں نہ مال بچھڑے۔ اور جب آکر لوگ کھسکی سے اترائیں جب تم اپنی آنکھوں کو رنج و غم کا سرمہ پیٹاؤ۔ اور اس میں میرا کرنے والے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھنے والے رہو۔ اور اپنی چیزوں کا صابریں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ تم کو پیش قدم کو بہت ہی خوش خبری ہے۔ دنیا کو چھوڑو اور اللہ سے قیامت کے روز ثواب کی امید رکھو اور اس کی چیز بچھڑا جس کا اللہ نہ ہو۔ اور اس کی لذت گیل نہ ہو۔ اور دنیا میں میرا نظام پہنچا کر خوش رہو۔ اور دنیا کی سخت کمزوری جو بچھڑا کر دے۔ تم سب کا دل میرے ہاں آ کر دیکھ لو گے۔ اور دنیا میں حساب کتاب کے ساتھ کھلی کرو کیونکہ تم سے سوال کیا جائے گا۔ اگر تم وہ چیز دی دیکھو جو میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کی ہیں تو تمہارا دل بچھڑ جائے اور تمہاری جان داد سے خوش

(۱) واصل هشام بن عمار، عن الولید بن مسلم، عن عبدالرحمن بن زید، عن ایوب، عن عیسیٰ قال

(۲) وروی عن عاصم بن طریق عبداللہ بن عبدالمطلبی، عن عبداللہ بن عروصہ قال

تب بھی وہ (بد بخت) آپ کا مذاق اڑاتے اور تہج کرتے و بعد آپ سے اور مذاق اڑانے پر جتنے کا چھاپا وہ نکلاں گے ان کے مشروبات کیا کھایا اور اپنے گھر میں کیا فرما کر کے رہا تو آپ بھی ان کو کچھ خبر دیتے اس سے مسخوں کا بیان ہو جا جا کر کافروں اور منافقوں کا شر اور کفر ہو جا جا تا۔

ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے بھی حضرت مثنیٰ علیہ السلام کو کوئی گھربہ نہ تھا جس میں فرما دیا پکڑے ہند کی زمین میں پھر کھاتے و بچے اور آپ کی کوئی بات نہ ترمو بھی نہ تھی اور نہ کسی کوئی جگہ جی جہاں آپ کو کشایا گیا اس کے اور سب سے پہلے آپ نے جو مردے کو زندہ فرمایا اس کی صورت یوں ہی کی ایک صورت آپ ایک صورت کے پاس سے گذرے نہ ایک خبر کے پاس بھی کریداری میں مشغول تھی۔ آپ نے اس کو کہا اسے خاتون تجھے کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا میری بی بی بنت جعفر فوت ہو گئی ہے جبکہ اس کے سوا میری کوئی اور اولاد بھی نہیں۔ پس میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ میں اس کی قبر سے جدا نہ ہوگا جب تک کہ یا تو میں بھی وہی چیز (موت) نہ چکھوں جو اس نے چھیں ہے یا پھر اللہ ان کو میرے لئے زندہ کرے میں آپ ہی دیکھنے حضرت مثنیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو آپ وہیں لوٹ جاؤ گی؟

عرض کیا میں اِن کہتے ہیں کہ حضرت مثنیٰ نے در رکعت نماز افرامی پھر آنورہ کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور آواز دی۔
اسلامی اللہ جن کے حکم سے کفری ہو جاواہر نکل آ تو آپ کا پیر فرما تھا کہ قبر میں حرکت شروع ہوئی آپ نے پھر آواز دی تو قبر اللہ کے حکم سے پھٹ پڑی آپ نے پھر تیسری مرتبہ آواز دی تو وہ لڑکی سر سے مٹی بھرا زلی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

حضرت مثنیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو نے دیکھ کر اس جگہ سے نکالی؟ عرض کیا جب پہلی مرتبہ آواز آئی تو اللہ نے فرشتے کو بھیجا اس نے میرے اعضاء تمام ٹھنڈی سے درست کیا اور میرے جسم کو جو زہر اور دوسری مرتبہ آواز آئی تو میرے جسم میں روح ڈال دی کہ پھر تیسری مرتبہ آواز آئی تو مجھے خوف لگا کہ یہ قیامت کی چٹائی تو نہیں اس کے بارے میں اسے میری جگہیں اور وہیں بھی قیامت آنے کے خوف سے فراموش ہو گئیں پھر لڑکی اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا مائے اللہ! آپ کو کس چیز نے برا بھلا اور مجبور کیا کہ آپ نے مجھے دوبارہ انھیں اہل ماں ... آپ کاں مبرا کر میں اور اللہ سے ڈاب کی امید پر محنتیں مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں رہی۔

پھر حضرت مثنیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئی اس اللہ کے حکم اور اس کی روح میرے دل سے یہ بھی فرما دیا کہ دیکھو وہیں آخرت کی طرف لوٹا دے اور موت کی چٹائی کو مجھ پر آسان کر دے تو حضرت مثنیٰ علیہ السلام نے اس کی بات میں قبول کی اور اپنے دل سے دعا کر دی اور وہ لڑکی وہیں موت کی آغوش میں چلی گئی اور زمین میں اس کا اپنے اللہ نے کئی اس طرح حضرت مثنیٰ کی زندگی میں ایک عظیم بخیر سے کاظم رہا اور آپ کی عزت و عظمت کا چاند مزید آپ کے ساتھ منور ہوا۔ اور اس وجہ سے جب یہ ماجرا یہود کے کانوں میں پڑا تو یہود حضرت مثنیٰ پر مزید سخت ضربت کا ہو گئے۔

اور اسی مضمون کے موافق ہم حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ نبی اور رسول نے حضرت مثنیٰ علیہ السلام سے عام بن نوح کو ہار دیا وہ زندہ اٹھاے جانے کا سوال کیا پھر آپ نے اللہ عزوجل سے عافریادی پہلے دو گنا افرامی پھر بارگاہ اجابت میں ہاتھ اٹھاے تو اللہ تعالیٰ نے نبی اور ان کے لئے حضرت مثنیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں یہ بخیر و بخیر طرہ پڑا اور عام بن نوح زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور پھر بن نوح کو حضرت آدم علیہ السلام کی کشتی میں اس کے متعلق دیگر باتیں اور خبریں ذکر کریں۔ پھر حضرت مثنیٰ علیہ السلام نے دوبارہ بارگاہ اجابت میں ہاتھ اٹھاے اور عام بن نوح دوبارہ موت کی ہوا میں چلے گئے۔

اسی طرح مدی رحمت اللہ علیہ نے ایوب صالح اور ایوب الگ کے واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت مثنیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہماری امرائیں کے دستاویزوں میں سے ایک بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو اس کو جنازے کی چار ہائی پر اٹھایا گیا تھا تو اسے جسے حضرت مثنیٰ علیہ السلام پھر گریب لے آئے اور آپ نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو وہ بادشاہ دوبارہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور پھر تمام لوگوں نے تربت زندہ اور حب و فریب منظر دیکھا کیا۔

اور اللہ تعالیٰ جو کچھ میں سب سے بڑے ہے میں فرماتے ہیں۔

جب فرمایا اللہ نے اے مثنیٰ ابن مریم اپنے لارائی والدہ پر میری نعمت کا ذکر کر جب میں نے روح اللہ کے ساتھ تیری جانی ہو تو گواہ رہ

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مائے والے جس بستی میں رہتے تھے اس کا نام صرہ تھا۔ وہاں سونے والے پتھروں کو نصابی کہتے تھے۔ یعنی ”دھکا“۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جب ایمان کی دعوت دی تو کچھ لوگوں نے قدرتی کی بات کو کچھ منکر ہوئے۔ اہل اقلہ کہتے کہ سب مسلمان ہو گئے۔ سو قسّمیں جن اہل اقلہ کا ذکر ہے، مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ دوسرے مائے والے تھے جنہیں اصحاب قریہ کہا جاتا ہے۔ کارلوں میں یہ وہ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے۔ وہ جمہور یہود ہیں۔ اور آپ کے جنہیں یعنی سونین آپ کے منکرین پر اس وقت تک غالب رہے جب تک وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کلمہ نہ داور سونے سمجھتے رہے۔

کما قالہ تعالیٰ

اذ قال اللہ یا یحییٰ انی معک انی یوم النبیۃ
میں کہا اسے جنہیں کرمیت تک غالب رکھوں گا تمہارے مائے والے کے دشمنوں یہود۔

دستر خوان کا قصہ

فرمان الہی ہے:

جب ہمارے مائے والے یحییٰ بن مریم کیا تھے اور اب ملافت ہو گیا ہے کہ وہ ہر پر آمان سے ایک خوان بنا دیا کرے (تو حضرت یحییٰ نے) فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم سونے ہو؟ کہتے گئے ہمارا خیال ہے کہ ہم اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے کج فرمایا ہے اور ہمارے گروہ ہو جائیں۔ تو یحییٰ ابن مریم نے (دعا کرتے ہوئے) کہا اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان ڈال فرماتا کہ وہ ہمارے دل کا آخر کے لئے خوشی ہو اور آپ کی طرف سے نکالی ہو اور ہم کو رزق عطا فرمائیے اور آپ ہم پر رزق عطا فرمائے والے ہیں۔ اللہ نے فرمایا میں اس کو تم پر ڈال کر ان کا پھر اس کے جو جو قسم میں سے نکل کرے گا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ میں نے جہاں والوں میں سے کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہو گا۔^(۱)

حضرت محمد بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان بن ابی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم یہ بزرگوار سے اس دستور خوان کی تفسیر میں منقول ہے جس کا وہ صلیا ہے کہ

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنے خاوندوں کو جس دن ہمارے کھانے کا حکم فرمایا پھر جب انہوں نے تم کو دیکھا تو اسے کر لئے تو حضرت یحییٰ سے آسمان سے دستور خوان نازل کی درخواست کی۔

تا کہ کسی سے کھائیں اللہ عظیم ہو کر ان کو کھیں اور ان کے دل مطمئن ہو جائیں۔ اور پھر یہ ان کی مہ کا دن ہو اور وہ عظیم دستور خوان ان تمام کے لئے کافی ہو فقیر اللہ دونوں طرف سے کے لئے شکر ہو

لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ان کو منع فرمایا کہ مبادا تم سے اس کا شکر ادا نہ ہو سکے لیکن نصاریٰ سونے والے بھی مہر ہو رہے ہیں کہ انہیں اس

اس کو ہارن کر اور فرماتے تھے دنیا کی محبت پر خطا کی جڑ ہے اور بدعتی اہل میں شہوت کو بچا کرتی ہے۔

وہ اب بنی النضر بھی وہی کے مثل فعل کرتے ہیں اور یہاں فرماتے ہیں:

اور محبت کی شہوت اپنے شہوت پرست کو طویل رہنمائی میں جٹا کر جلی ہے۔ یعنی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اسے گزروں و انہوں میں آہستہ جہاں کہیں ہوا تھے سے عداوت بنی انہیں جہان بن کر دے اور ساتھ دیکھا گھر بنا۔ اور اپنی آنکھوں کو دیکھا اور اپنے جسم کو بھر کھانا اور اپنے دل کو لکڑی کا دانت ڈال۔ اور کل آنکھ کے دانت کی لکڑی کر کے کھانے پر غلط ہے۔

اور آپ (یعنی علیہ السلام) سے مروی ہے فرمایا تم میں سے کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ سندھ کی موجوں کو اپنا گھر بنائے تو وہ بھڑکنا کو بھی جائے قرار نہ دے۔

شاعر کہتا ہے۔

جہاں سے گھر تھوڑوں کے مائے تلے ہیں

کیا سندھ کی موجوں پر ایسا گھر بنایا جا سکتا ہے جس کی بنیادیں مٹی کی ہوں

سفیان ثمالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی بن مریم نے فریاد کیا کہ محبت اور اُفرت کی محبت مومن کے دل میں ہی طرح اٹھتی نہیں اور کتنی جس طرح پانی اور آگ ایک برتن میں اکٹھا نہیں ہو سکتا۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسے حضرت ابو عبد اللہ صوفی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت یعنی علیہ السلام نے فرمایا۔

دنیا کا طالب سندھ کے پانی پینے والے کی طرح ہے۔ جس قدر زیادہ پینے گا وہی قدر پیاس بڑھے گی مٹی کہ اس کو کھل کر ڈالے گی۔ حضرت یعنی سے متعلق ہے فرمایا شیطان دنیا کے ساتھ ہے اور اس کو کھال کے ساتھ ہے اور اس کی ذیبت و زہانت خواہشات کے ساتھ ہے اور اس کا مکان گھوڑوں کے ساتھ ہے اُٹھنے بیٹھنے سے نقل کرتے ہیں حضرت یعنی اپنے ساتھیوں کے لئے کھانا رکھتے تھے اور ان پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اس طرح مہمانوں کا اکرام کرو۔

یعنی علیہ السلام سے ایک عورت نے کہا آپ کو افسانے والی گوشت بہت ہی سہاگہ و خوشخبری ہو اور آپ کو دوا مل جائے والے پرستان بھی انجیل ملی ہو برکت ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی اطلاع کرے اور آپ نے فرمایا وہ شخص بہت خوش نصیب ہے جو اپنے گناہوں پر دے اور اپنی زبان کو محفوظ رکھے اور اس کا گھر اس کے لئے کافی ہو۔

اور آپ نے فرمایا وہ شخص خوش نصیب ہے جو کوئی لیکن گناہ نہ کیا اور بھر بیہ اداری کے بعد بھی گناہوں سے دور رہا۔

مالک بن نویر رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے کہ حضرت یعنی علیہ السلام اور آپ کے ساتھی ایک مرد کے پاس سے گذرے تو لوگوں نے کہا اس کی بہ بوسہ قدر رحمت ہے آپ نے فرمایا اس کے دانت گس قدر سفید ہیں تصور یہ تھا کہ کسی کی دانتی مت تلاش کر دے اس کی اچھالی تلاش کرو۔

ابو عبد اللہ یحییٰ بن زبائین نے روایت کیا کہ اس سے مروی ہے کہ حضرت یعنی علیہ السلام نے فرمایا:

اے عوام جن کی جماعت گھنایا دنیا کے ساتھ رہتی ہو جو دنیا فیکین دین کی سلامتی چاہو جیسے کہ دل دنیا گھنایا دین کے ساتھ دنیا کی سلامتی ہوتے ہوئے راضی ہو گئے۔

اگر پاس ہونے میں یا شکار بھی لڑتے ہیں۔

میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ غور سے دین پر راضی ہو جاتے ہیں۔

لیکن میں نہیں دیکھتا کہ تم لوگ دنیا کی باتیں حضرت پر راضی ہوں۔

خدا دین کے لئے بادشاہوں کی دلیا سے ہے پر دوا ہو جاوے جسے بادشاہی دنیا کے ساتھ دین سے ہے پر دوا ہو گئے۔ ابو جعبہ مالک سے نقل کرتے ہیں کہ یعنی بن مریم علیہ السلام نے فرمایا:

تو میں نے یہ سنا، پھر میں نے انھوں سے مروی ہے کہ ان کے کہنے پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا جس نے تم پر کھانا اور کھانا اور کھانا کیا تو وہ آسمان کے فرشتوں میں سے ہے۔

ابو بکر دامت برکاتہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایسے علم میں کوئی غیر نہیں، جو حق (جہنم کی آگ) کو دیکھ کر اس کے انہیں مساکرہ دینا اللہ علیہ نے فرمایا اس کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسرائیل میں کفر سے بڑھ کر کفر فرمایا۔

اسے عمار بن الدین کی جماعت ماکم فیصل، اناہلی کوست حجاز، بحر الہم کریم اور تین کورہک نہ سکھارہ حقیقت تم ہی ظالم ہو گئے اور مصالحت میں تم کے جیسا کہ وہ جو، جو نقل ظاہر ہو جس کی بنا پر اس کے بعد اس معاملہ سے جو پیچیدہ ہو اس سے اجتناب کرو۔ اور وہ معاملہ جس میں اختلاف ہو تو اس کا علم اللہ کے سر پر رکھو۔

عمار بن الدین کہتے ہیں میں نے سنا کہ عیسیٰ نے فرمایا کہ ایک شخص کے واسطے سے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے شہر کو نہ دو اور اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عکرت ایسے شخص کو نہ دو جو اس کو نہ دیتا ہو کیونکہ عکرت میرے سے بڑھ کر اور اس کو نہ دیتا ہو نہ شہر سے کسی بڑے۔ اسی طرح اب وہ دیکھو اسے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے اصحاب کو فرمایا تم زمین کا کھانا ہو جب تم قریب ہو گئے تو خیر سے لئے کوئی دوا نہیں ہے اور جہاد سے اندر جہالت کی دوا نہیں ہیں ایک لکیر کعب کے ہڈیاں اور خیر شہید ہونے کے لئے ہے۔

اور آپ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے پوچھا گیا کہ تو کون میں اب سے نہ دیتے ہیں جتنا شخص کون ہے نہ فرمایا پہلا وہ عالم کہہ کر جب عالم بھی چل گیا تو اس کی ہوتی بہت سادہ ہم مس چاہئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے علماء کو ایک مرتبہ فرمایا۔ اسے علماء بدلتے دینے اور ان کے پیر پر کھانا ہے اور آخرت کو اپنے قدموں سے کھانا ہے نہ تو ان کو علماء ہیں لیکن ان سے معاملہ بنا، ہیں تمہاری مثال ایلے سے کہ ہے مجھے میں، چھ کھانے میں نہ ہر حال۔

اب وہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے علماء بدلتے دینے اور ان کے پیر پر کھانا ہے اور آخرت کو اپنے قدموں سے کھانا ہے نہ تو ان کو علماء ہیں لیکن ان سے معاملہ بنا، ہیں تمہاری مثال ایلے سے کہ ہے مجھے میں، چھ کھانے میں نہ ہر حال۔

اب وہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے علماء بدلتے دینے اور ان کے پیر پر کھانا ہے اور آخرت کو اپنے قدموں سے کھانا ہے نہ تو ان کو علماء ہیں لیکن ان سے معاملہ بنا، ہیں تمہاری مثال ایلے سے کہ ہے مجھے میں، چھ کھانے میں نہ ہر حال۔

اب وہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے علماء بدلتے دینے اور ان کے پیر پر کھانا ہے اور آخرت کو اپنے قدموں سے کھانا ہے نہ تو ان کو علماء ہیں لیکن ان سے معاملہ بنا، ہیں تمہاری مثال ایلے سے کہ ہے مجھے میں، چھ کھانے میں نہ ہر حال۔

اب وہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے علماء بدلتے دینے اور ان کے پیر پر کھانا ہے اور آخرت کو اپنے قدموں سے کھانا ہے نہ تو ان کو علماء ہیں لیکن ان سے معاملہ بنا، ہیں تمہاری مثال ایلے سے کہ ہے مجھے میں، چھ کھانے میں نہ ہر حال۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا تذکرہ اور سولی کے دعویٰ میں یہود و نصاریٰ کے جھوٹ کا بیان

اور (یعنی یہود) اہل مسی کے لئے خوب چال چلے اور خدا بھی مسی کو پھانسلے کے لئے چال چلے اور خدا خوب چال چلے والا ہی ہے۔ اس وقت خدا نے فرمایا مسی میں سے پہلے وہاں سے بنے کی مدت چوری کر کے تم کو اہل طرف اٹھانوں گا اور تمہیں کافروں (کی محبت) سے پاک کر دوں گا۔ اور چونکہ تمہاری بی بی کرین کےاں کا کافروں پر قیامت کا نماز و قالب ہر گھنٹہ کا ہر گھنٹہ سب میرے پاس لوٹ آئے گئے تو جن واقعات میں تم اختلاف کرتے تھے جن میں تم میں اس کا فیصلہ کروں گا۔ (آل عمران ۵۵)

لیکن انہوں نے یہود کا فرقہ اور ان کے جھوٹے اور خدا کی آیتوں سے ٹکر کرنے اور ان کی کو حق ماننا لیا۔ یہ کہنے سے سبب کہ ہمارے دل پر نہ دے چاہئے ان کو مردود کر دیا۔ اور اس کے گھر کے سبب اور عریضہ بچان عظیم نامہ ہنے کے سبب۔ اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے عریضہ کے بیٹے مسی کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو سٹون کر دیا) اور انہوں نے مسی کو قتل نہیں کیا اور خدا نہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی صورت معلوم ہوئی اور چونکہ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑتے ہوئے ہیں۔ اور جو بی بی کے سوا۔ ان کو اس کا مطلق علم نہیں اور انہوں نے عریضہ مسی کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھایا ہے اور خدا غالب (اور) حکمت والا ہے۔ اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا کہ اس سے پہلے ان پر ایمان لائے یا علیحدہ اور قیامت کے دن ان پر کوہوس گئے۔ (آل عمران ۵۵، ۵۶، ۵۷)

تو اللہ تعالیٰ نے صاف اور شریف کیا کہ ان کو آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ آپ خیر میں تھے آپ کو اٹھایا گیا۔ اور ان یہود سے آپ کو چھٹکارا دیا۔ جو آپ کو ذلت و قتل کے درد پہ تھے اور کس ظالم بادشاہ کی پشت پناہی ان کو حاصل تھی؟

حسن بھری اور عمر بنی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بادشاہ کا نام دودین نور تھا اس نے آپ کے قتل کا عزم جاری کیا تھا پھر لوگوں نے آپ کو بیت المقدس میں گھر لیا اور یہ جو کہ دن کی شام تھی۔ اور قتل کی رات تھی۔ تو جب ان کے قتل کا وقت ہوا تو آپ کے ساتھیوں میں سے ایک پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عقل و صورت اور بی بی کرین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھانے گئے۔ اور گھر والے آپ کو اعتقاد کر رہے تھے۔ پھر بادشاہ کے کارکن سے اندر داخل ہوئے تو ایک جوان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں دیکھا تو وہی کو حضرت عیسیٰ کو کہہ کر اٹھایا اور اس کو سولی پر چڑھایا اور کانٹے کے سر پر بطور پائنت کے رکھ دیا۔ اور عام نصاریٰ جنہوں نے حقیقت حال نہ دیکھی تھی وہ بھی یہودی بات پر متعلق ہو گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نہیں جن بعض اہل کتاب مردود آپ کی موت سے پہلے آپ پر ایمان لائے نہیں گئے۔

یعنی جب آپ وہاں رہیں پھر آپ کے جو حقیقت حال پر ایمان لائے نہیں گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے سولی نہیں رہے گئے تھے۔ اور آپ اگر عیسیٰ تو وہی تھے اور خیر و قتل کریں گے اور کافروں پر جہاد کریں گے اور صرف اسلام کو قبول کریں گے۔ اور اس تمام تفصیل کو ہم اپنی تفسیر میں اس صورت کے تحت ہی مذکور آیت کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح کتاب العن والامام میں مجال کا ذکر مسیح مہدی کے ذکر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا دیا تو آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھر میں آئے اور آپ کے ساتھ ہر دو تھری تھے آپ کے سر سے کچھ لال غصہ لگ چکا ہے تھے۔ آپ نے فرمایا اجماع میں سے کون ہے جس کو میری عقل و بی بی جائے اور ہر مرد میرے لئے قتل کر دیا جائے تو وہ جنت میں میرے رہے گا میرے ساتھ ہوگا تو ایک نوجوان شخص نماز اور عرش لیا میں حاضر ہوں۔ آپ نے

عُزْب سے ان کو اپنے پاس لے لیا تھا۔

وہ سب ابنِ علیؓ و عتہؓ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ نے ان کی موت کی اطلاع دی تو آپ کو سخت رنج و اہم ہوا آپ نے پھر خوارزمی کو بلا ہوا ان کے لئے کہا کہ تیار ہو اور کراہی کہ تم رات کو میرے پاس آؤ تم سے نیک کام ہے۔ جو سب کچھ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ان کو کہا انھوں نے ان کی آواز بھرت کی۔

پھر جب عورتی کھانے سے فارغ ہو گئے تو ان کے ہاتھ دھوئے اور نوران کو دھوا کر لایا اور دلو کپڑے کے ساتھ ان کے ہاتھوں کو صاف کیا تو یہ بات عورتی لوگوں پر مشافقہ گزری اور انھوں نے کچھ ناگوار محسوس کیا تو حضرت جیوئی نے فرمایا میں نے آج رات میری خدمت میں سے کسی کام کو لایا تو وہ مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔ پھر جب آپ ان کی خاطر موضوع سے فارغ ہوئے تو فرمایا جو چھ رات میں سے تمہارے ساتھ کیا ہے تمہارے ہاتھ دھوئے کھانا کھلو اور بخیر و بدیاس لئے کیا جاؤ تمہاری کو بچاؤ سو دھت بابو، کیونکہ تم سمجھتے ہو کہ میں تم میں بھڑ ہوں بلکہ اتم ایک دوسرے پر خدمت کرنا اور ایک دوسرے پر اپنا مال خدمت خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ اے بیجان تم پر ہر خف کی اور اصل بات جو میں نے کہا تھا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے وہ یہ ہے کہ میرے لئے اتم لڑکی دلو تو تلخ کر دو خوب کر دے اور یہی سے دعا کہ اللہ میری عمر میں اضافہ فرما دے۔

تو جب آپ کے لئے خوب دعا کر کے گئے لیکن ان کو نیند نے چکنا چور کیا اور وہ سو گئے۔ اگلے صبح آپ ان کو چہرہ ترغیب دلائے وہ بے ادب
فرماتے تھے: اے خدا! تو میرے لئے ایک رات بھی نہیں کر سکتے جس میں تو دعا کر کے میری مدد کر تو دو کہیں گے ان کی قسم ہم کافر نہیں ہیں۔ انا سے
لے کیا منے مفید ہے؟ اسی قسم میں تو راتوں کو تھکے گوتی کرتے تھے اور بہت بہت رات میں گزار دیتے تھے کہ یہ نہیں آج ہم میں اس کی طاقت
کیوں نہیں رہی؟ اور ہم دعا کی کوشش کرتے ہیں تو کوئی شے اس سے دور میراں مال ہو جاتی ہے تو حضرت مصطفیٰ نے فرمایا: چہ حال ہے؟ اور کیا ہیں کھم
رہی ہیں اور آپ کی قسم کا کلام کرتے رہے جس کا مطلب تھا کہ میں جلد ہاوں یہ نہیں میرے بعد تمہارا کیا حال ہو گا؟

پھر فرمایا بالکل حق اور سچ بات ہے کہ تم میں ایک شخص اس سے پہلے پہلے گورنر صاحب مرحوم صاحبان و سربراہان عظمیٰ کو گورنر صاحب مرحوم سے ایک شخص چاہے توہم سے بدواً ہم کے بدلے مجھے فروخت کر دے گا اور میرے بدلے کے میں کھائے گا۔

پھر صاحب مہدی علیہ السلام ہاں سے نکلے اور اصرار منتشر ہو گئے اور یہ وہ آپ کو کھلب دھماکی کر رہے تھے تو انھوں نے قاپ کے حواریوں میں ایک شخص شمعون نامی کو پکڑا اور کہتے تھے کہ اس کا منہ کھلی ہے لیکن شمعون نے انکار کیا اور کہا کہ میں اس سے ساتھ نہیں ہوں میں نے تمہیں جوں بھڑاؤں سے اس کو چھوڑ دیا اور دوسرے لوگوں نے شمعون کو پکڑا ان کے ساتھ بھی آپ نے اسی طرح انکار کر دیا اور پھر مریم نامی کی آواز سنائی دینی تو شمعون نے چلا اور انتہائی زبردست اور اصرار تک کہ حواریوں میں سے ایک شخص یہود کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں کچھ کہنا ہو گے کہ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں؟ تو یہود نے نہیں دیا مگر مقرر کئے جو اس حواری نے لے لئے اور ان کو حضرت مہدی کا پتہ بتا دیا۔ پھر اللہ نے ایک پر حضرت مہدی کی تسبیح کی شکل ڈال دی اور یہود نے اسے اس کو پکڑ لیا اور رہیں سے باہر دیا اور پھر گھنٹے لگے اور کہتے کہ تو تو مردوں کو زندہ کرنا تھا، شیطان کو کھڑا کرنا تھا اور جنھوں نے اس کو شفا دیا تھا اب اپنی سبکی رہی کیوں نہیں ترا دیتا؟ پھر یہودیوں پر غور کیا جھٹکتے کہ یہ وہ یہود اہل حق ہیں کہ سر پر کپڑے پہنتے، ہر ایک ٹھوکر لے کر پاس لائے اور اس کی کوئی روایت نہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام کی کوفتہ نے اسے پاس اٹھا لیا اور آپ کی شہرہ والی شخصیات میں ہم سب کو ملی ہوئی ہے۔

پھر ان کی والدہ ہوا ایک دودھ دوت مہس کا حضرت عیسیٰ علاج کیا کرتے تھے اللہ نے اس کو جان سے برقی فرمایا، پھر وہ ان لوگوں کو تیس روٹی سولی چڑھے جس کے پاس آئیں اور حضرت عیسیٰ ان کے پاس (کسی طرح مخرج) آئے اور یہ جھاکر بوجہ سے روٹی ہوتا کہ آپ یہ فرمایا تھے اللہ نے ایسا پاس اٹھائے تار اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور یہ شخص صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

پھر آپ نے اپنے حواریں کو حکم فرمایا کہ مجھ سے نکلاں جب ملاقات کریں تو سب سے پہلا کہئے ہوئے عرب کا یہ واقعہ جس نے انہیں حضرت عیسیٰ کا پوتا کر بیٹھنے کے لئے اہم تھا۔ اس کے متعلق یہ چھاپا گیا کہ وہ تیسویں نے کہا کہ اپنے بچے کو ہار دینا دشمنان کے لئے ہار دینے کے لئے اس کی مراد انہوں نے کی اور ان حکومت کو کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص ہے جو تیسویں ہوتا تو انہی کی اس کو معاف کر دیتا۔ پھر آپ نے اس کے لئے متعلق معلوم کیا کہ آپ کے پیچھے جتنا تھا انہیں اس کو بھی کہا جاتا تھا کہ پھر فرمادیا کہ وہ تیسویں نے ہی ساتھ لیا تھا، اور اب یہ چاہتے ہیں کہ انہیں اس طرح سے کہہ دیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات اور خصوصیات

فرمان الہی:

”میں نے (اور تمہارا بیٹا) ابن مریم کو رسول بنا دیا۔ ان سے پہلے رسول گزر چکے اور ان کی ماں صدیقہ تھیں۔“ (سورہ مائدہ: ۷۵)

آپ کو کھانے پینے کی چیزیں مانگوں نے یہ بتائی ہے کہ آپ نے زمین پر بہت زیادہ سفر کیا اپنے دین کو لوگوں سے بچانے کی غرض سے مختلف جگہوں میں بھرے، کیونکہ یہودی آپ کی بہت زیادہ مکتبہ کرتے تھے اور آپ یہ طرح طرح کی اقسام تراشی بھی کرتے تھے آپ کی والدہ کا بھی حجت کا نشانہ ملتا ہے۔

”میں نے اپنے دوسری بیٹی یسائی کو آپ کے والدوں کے دھوکے سے نکلنے والی ماں پیدا کر دیا ہے۔“

فرمان الہی ہے:

”پھر ہم نے ان (رسولوں) کے پیچھے یعنی ابن مریم کو بھیجا جو اپنے سے خوشتر قورات (کے احکامات) کی تصدیق کرنے والے تھے، اور ہم نے آپ کو انجیل دی، اس میں ہدایت اور نور کی باتیں تھیں۔“ (سورہ مائدہ: ۴۶)

فرمان الہی ہے:

”اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو واضح نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے ان کی تصدیق کی۔“ (سورہ مائدہ: ۱۱۰)

اس سلسلے میں اور بھی بہت سی آیتیں موجود ہیں۔ اور ہمیں میں ہے۔

”میں نے آپ کو پیدا کرنے والا تمہارے سلطان کو تجھے جس جگہ کے لگا ہے وہاں بھیجا دیتا ہے اور وہاں پہنچ کر کہتا ہے کہ میں نے تمہارے عظیم اور اس کے بیٹے کے، جب یہاں کو، نے لگا تو کھانے پر وہ حامل ہو گیا۔“

یہاں کے خدا کے لئے یہ حدیث بھی پہلے گزری ہے کہ فرمایا

جس نے لافانہ اللہ کی گواہی دی اور اس بات کی گواہی دی کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور جو اللہ کے بندہ سے اس کے رسول ہیں اور میں بھی اللہ کے بندہ سے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے لئے (یعنی اللہ کی) ہیں۔ جسے اللہ نے تمہارا گواہ کیا اور اس کی روح ہیں (یعنی پھر سب اللہ کے صرف علم الہی سے پیدا ہوئے ہیں) اور جنت حق ہے جنت حق ہے تو اللہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائے گا وغیرہ جو بھی ملے لے کر آئے۔

بخاری اور مسلم نے عیسیٰ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ الی برو اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی انسان اپنی والدہ کی کوادب سکھائے اور ابھی طرح سکھائے اور اس کو علم کے ذریعے بھی مزین کرے اور ابھی طرح تعلیم دلائے اور پھر اس کو آزاد کرے اور (حریہ) یہ کہ اس سے (شادی بھی کرے) تو اس کو وہ بڑھیں گے اور جب کوئی شخص عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر ایمان لائے پھر کچھ پر ایمان لائے تو اس کو بھی وہ بڑھیں گے اور جب اللہ اپنے رب سے دعا کرے اور اپنے مومن کی بھی اطاعت کرے تو اس کو بھی وہ بڑھیں گے۔

اور بخاری ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا، میری طاقت موی (علیہ السلام) سے ہوئی، کتاب الی کریم ﷺ نے حضرت موی علیہ السلام کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ متحرک اور بے جوش تھے، ان کے بال کچھ ٹھکریا لے تھے۔ گو یا وہ خوشہ قبیلے کے لوگوں میں سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تین (عیہ السلام) سے ملاقات کی وہ وہ صانع قہر اور سرور و عظیمہ جبر سے والے تھے۔ (اس وقت ایسے لگے کہ آپ ﷺ کو یہ فضل خاص سے (نہا کر) لیتے ہوں اور میں نے ابو اییم (علیہ السلام) کو دیکھا اور میں ان کی تمام اوصاف سے زیادہ ان کی عقل و صورت والا ہوں۔

پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے عیسیٰ اور موی کو دیکھا (عجیب السلام) کو دیکھا، جیسا تو سرور و عظیم کے اور مجھے ہاں والے ائمہ جیسے والے تھے اور موی جو سے قہر اور ابھی سیاست

میرے سرے جسم ہا لے تے۔ گویا کہ (خچلے) کے لوگوں میں سے ہوں۔ بعد ازاں نبی مرشد اللہ عز نے فرمایا کہ سوزا کریم ﷺ نے ایک دن لوگوں کے درمیان دجال کا ذکر فرمایا تو فرمایا کہ:

اللہ کا نہیں ہے، بلکہ جہول کی آئیں آنکھوں کی ہے، گویا کہ بھرا ہوا گھر کا دانہ ہے اور آج کی رات مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ کعبہ کے پاس ایک آدمی ہے گویا وہ قوم کا گوں میں سب سے حسین ہے اپنے لیے انوں کو ٹانوں کے درمیان ڈالے ہوئے ہیں۔ کچھ کھنگریالے بالوں والا ہے، سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں، اچھٹے ال، کچے پیسے، بیج اللہ کا طوق کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا، یہ کیوں ہیں؟ کہا گیا ہے: سچا دین مریم ہیں۔ میں نے اس کے پیچھے پیٹ سخت کئے، بالوں والے کو دیکھا جس کی دائیں آنکھوں کی ٹہنی اور دونوں انگوٹھ کے ساتھ مشابہت ہے ایک آدمی تھا کہ ایک کبے لیے بودا کہ گھر کا پیر کا گارہ ہے۔ میں نے پوچھا، کیوں ہے؟ کہا گیا یہ سچ دجال ہے۔

اس قوم پروری لڑاتے ہیں کہ ان انگوٹھوں کا قلعہ قبول فرمادے، یہ اجرو، نہ چاہتے ہیں فوج ہو گیا تھا۔ جناب نبی کریم ﷺ نے دونوں انگوٹھوں کے احوال اور خصوصیات بیان فرمادیں۔ یہی سچ اللہ تعالیٰ اور سچ اھل بیت علیہم السلام کی دلی آواز کو پہچان کر ان پر ایمان لائیں اور آخر اللہ کو پہچان کر اس سے پیچیں۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو بھیج کر کہے ہوئے دیکھ لو اس سے فرمایا تو نے چھوٹی کی ہے ہاتھ نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں، جسم ہے اس کی اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ چونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اہل پر ایمان لاؤ اور ایمان آگے کی نگاہ کی۔ یعنی اللہ کی قسم کے سامنے میری بی بیات سے جو جہول کہتا ہوں اور جو مسکاتے کہ میری آنکھ نے غلط دیکھا ہو۔

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریقہ آپ کے بلند کردار کی دلیل ہے، آپ یہ سوچ کر نہ کہ کوئی بھی شخص اللہ بزرگ و بزرگ آدمی کے رسولی جسم نہیں سمجھتا۔ آپ نے اپنے چہرہ و بدن پر اس شخص کے ملک کو ترجیح دی، خود اس شخص کے عذر کو قبول کر کے اپنی بیات سے رجوع کر لیا اور کہا کہ میں اللہ پر ایمان لاؤ اور اس پر ایمان نہ لانا کی تصدیق نہ کروں۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بے گناہ ہو، کچھ ہاتھ اور غیر بخون لائے جاؤ، مگر آپ ﷺ نے یہ بات چھٹی، جس کا ترجمہ ہے:

”جس طرح تم نے دل بار پیدا کرنے کے وقت اپنے ملک کی حق دانی طرح اس سے دیا ہو کرویں گے۔ یہ ہمارے سامنے ہے۔

بمقرر ہوا ہے کہ کعبہ بیت ہے۔“ (۱۶۴: ۱۰۰)

جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے وہ دین علیہ السلام کو پکڑ لینا چاہئے گا۔ اس کے بعد میری جماعت کے دائیں اور بائیں طرف سے کھڑے لوگوں کو روک دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ میرے لوگ ہیں۔ جناب میں کہا جائے گا آپ کے بعد لوگ بے دین ہو گئے تھے، اس وقت میرا وہی جواب ہوگا جہالت کے نیک بندے یحییٰ ابن مریم کا جواب تھا:

”میں دان پر گواہ ہوں، جب تک میں ان کے درمیان رہا، مگر جب تو نے مجھے (دنیائے) انسانی (جب سے) انحراف الیا پر گھرانے سے اور آپ پر چڑھ کر گواہی دہی انہیں خواب سے توبہ میرے بندے میں ملو اور اگر تو نہیں چاہی تو جہول زبردست

حکمت والا ہے۔“ (۱۶۴: ۱۰۰)

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خبر یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب نبی کریم ﷺ کو میں نے یاد دلاؤ فرماتے ہوئے سنا:

”تم کو میری طرف میں مباحثہ دانی نہ کرو، جس طرح خدا نے یحییٰ ابن مریم علیہ السلام کے بدن سے میں مہلت دینی سے کام لیا، میری قضا کا بندہ ہوں، چھوٹا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسولی کچھ۔“

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

گورنر فتنہ من فرادو نے جس ایک بیٹی علیہ السلام (دوسرا) بیٹی اسرا نکل میں ایک شخص تھا اس کا نام جرج تھا ایک مرتبہ نماز چھ رہا تھا اسے میں اس کی ماں نے آ کر اسے یاد دہا دیا۔ اس نے کہا میں نماز کے بعد آؤں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہہ دیا کہ اے اللہ جب تک تو اس کو بیکار موقوف کرے پھر نہ نکھارے۔ جب تک اس کو حکومت نہ دیا۔ جرج ایک مرتبہ اپنے عورت خانے میں تھا ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ بے تکلف ہونے لگی تو اس نے انکار کر دیا۔ بعد میں یہ عورت ایک چڑا ہے کے پاس گئی اور اس سے بدکاری کی۔ اس کے نتیجے میں عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ عورت سے جب پوچھا گیا کہ لڑکا کس کا ہے تو اس نے جواب دیا کہ جرج کا ہے۔ تو لوگوں نے آ کر اس کے عبادت خانے کو توڑ دیا۔ اس کو وہاں سے نکال کر قید میں ڈال دیا۔ اس نے دھوکہ کے لہذا پر دہشتی اور لڑکے کے پاس آ کر پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ لڑکا بول کر چلا اٹھا۔ چڑا ہوا ہے۔ مگر لوگوں نے جرج کا ہے۔ پوچھا تیرا عبادت خانہ کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ بس میں کاغذ بخانا۔

تیسرا بچہ جو گورنر میں ہوا اس کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرا نکل میں ایک عورت ہے بچے کو دودھ پلارنی تھی اسے میں ایک شخص چڑی شاک و حرکت کے ساتھ سواری پر چڑھا تھا۔ عورت نے دعا کی کہ اسے اللہ میرے بچے کو اس کی طرح عادت دے۔ یہ سننے ہی بچے نے اس کا پستان چھو کر اس سواری کی طرف متوجہ ہو کر دعا کی کہ اللہ تجھے اس جیسا عادت دے اور مگر دودھ پینے لگ گیا۔ عورت اور پر دہشتی اللہ سے فرمائی۔ میں کہتا ہوں اس شخص کو بیکار ہوں۔ جب آپ اللہ نے اس بات کو فرماتے ہوئے انہما کی منہ میں لے کر چڑی تھی۔ مگر اس عورت کے پاس سے ایک لڑکی کی نوری تو اس عورت نے کہا کہ ایک اللہ میرے بچے کی طرح نہ بنانا تو جب پستان چھو کر کہنے لگا، یہ اللہ میرے پاس کی طرح بنانا۔ اس پر عورت نے پوچھا "کیوں؟" تو بچہ کہنے لگا کہ وہاں بڑا عالم اور چارہ پھار ہے۔ غریب میں پرزور اور چوری کا کاروبار کرتے ہیں۔

عورت اور پر دہشتی اللہ سے فرمائی کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں میں میں مصلیٰ بن مریم کے زیادہ قریب ہوں اور تمام انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہے۔ میرے اور مصلیٰ کے درمیان کوئی اور کی نہیں ہے۔ یہ روایت بخاری شریف کے علاوہ سند احمد میں بھی موجود ہے۔ سند احمد میں ہے کہ حضرت امیر ہر دہشتی اللہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

سب انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہے۔ یعنی ایک ہی ہے۔ البتہ ان کی باتیں مختلف ہیں۔ لوگوں میں میں یعنی ابن مریم کے سب سے زیادہ قریب میں ہوں کیونکہ ہم دونوں کے درمیان اور کوئی کی نہیں ہے۔ وہ انہی کے۔ جب تم ان کو یاد کرو تو بھلا بھلا کر دو اور سارے قدامتوں پر غرور نہ پیدا کی۔ میرے اسم والے ہیں، ایسا لگتا جیسے ان کے سر۔ یہ پانی ایک دہانہ کر چنان کہ اسم بچے کی طرف نہیں ہوگا۔ دودھ اسے سب کو لاد رہی ہے۔ مگر یہ کوئی کر رہی ہے۔ جرج کو قطع کر رہی ہے۔ تمام ملتان کو قطع کر رہی ہے۔ اس زمانے میں اسلام کے سوا کوئی مذہب الٰہی نہ ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ سب کو جان کو بھی ملے کہ وہ میرے ذمہ میں نہ ان ہو جائے گی۔ انھیں امن ہوگی کہ ان کو اللہ اور میرے ساتھ چلیں گے، جیسے اور گائے ایک ساتھ چرے ہوئے گے، و نیز بچے مگر یوں کے ساتھ چرے ہوئے گے، بچے سانپوں کے ساتھ تھیل میں ہوں گے، کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ جب تک اللہ چاہے۔ معاملہ پونہ پھلا رہا ہے۔ مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو جانے کی تو مسلمان ان کی لہذا جتنہ چاہے اور انہی راہ دہی کے ایک روایت میں ہے کہ آپ جانے سال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی اور مسلمان آپ کی لہذا جتنا چاہیں گے۔

حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ دمشق کے سفیر چارے پر اتاریں گے۔ اس وقت جرج کی لہذا کے لئے جماعت کھڑی ہو رہی ہوگی۔ مسلمانوں کا نام آپ سے پہلے عرض کرے گا۔ اے درج اللہ آپ دہشتی امامت کرنا تھی۔ آپ جواب میں فرما دیں گے، تمہیں۔ آپ میں سے بعض شخص پر مامور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امامت کو تو لاد ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ جرجی جیسا مسئلہ وہ اسلام جواب میں فرمائی کہ لہذا امامت آپ کے لئے تھی مگر اس امام کی اقتدا میں نماز چھیں گے۔ مگر آپ سوا کی پر سوار ہو جائیں گے۔ سب سے پہلی کھڑی کرنے کے لئے آپ کے ساتھ اور مسلمان بھی وہی گئے۔ آپ دہشتی کو اب لا میں جا پکڑیں گے اور اپنے بڑے کتہاتوں سے اسے ہٹا کر دیں گے۔

یہ ساری تفصیل ہم نے کتاب الملام میں بیان کر دی ہے۔ ہم نے وہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ دمشق میں جب یہ مشرقی رہا، چاہا تو اس کی بنیاد کو کافی مشہور بنایا گیا، اسے مسلمانوں کے مال سے عاید کیا تھا کیونکہ انہوں نے اسے اور اس کے اطراف میں آگ لگا دی تھی۔ وہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام آہریں سے بکھر کر نکل کر گئے اور صلیب کو توڑ دیں گے۔ اسلام کے طاؤہ کوئی اور مذہب اس وقت باقی نہ رہا۔ آپ باغی عرصہ پانچ مہرہ دونوں کا احرام منقطع نہ ہوا۔ سے پانچ برس گئے۔ چالیس سال دریں کے اور پھر انتقال ہو جائے گا۔ ایک نہایت کے مطابق آپ کو کبریا نبوی میں حضرت جوہرہ دوسری اہل بیت ہم کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ لیکن اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے۔

تذقی میں ہے عہدہ ابن سلام اپنے والد سے باپ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ قزویت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں لکھا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ راوی (۱۶۱۱۰۰) کہتے ہیں۔ اب بھی ایک قبر کی جگہ آپ کے بھتیجے اطمینان میں رہتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ ہے بلکہ کہتے ہیں کہ پانچ سو ساٹھ سال کا فرق ہے۔ بعض لوگوں نے پانچ سو چالیس سال کا فرق کہا ہے۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ چار سو تیس سے چھ سو پانچ سال کا فرق ہے۔ لیکن مشہور چھ سو سال ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قمری لحاظ سے چھ سو تیس سال اور شمسی لحاظ سے چھ سو سال۔

محقق ابن حبان میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سال اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اداؤں کو اٹھایا تو ان کی قوم نہ بدلی، نہ مگر وہ بدلی اور اصحاب یحییٰ دو سو سال تک ان کے طریقے پر کاربند رہے۔

ابن جریر نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں پر اٹھائے جانے سے پہلے اپنے حواریوں کو اس بات کی وصیت کی کہ لوگوں کو فائدہ دینا اور شریک کی بندگی اور عبادت کی دعوت دینا اور ان میں سے ہر ایک کو ملک شام، مشرق اور مغرب پر علاقے کی طرف مقرر کیا، کہا جاتا ہے کہ ان میں سے ہر شخص جو جہاں بھیجا گیا۔ وہاں کی زبان بولنے لگ گیا۔ کئی حضرات نے ذکر کیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے انجیل چارہا دیوں نے نقل کی ہے۔ لوقا، متی، مرقس اور یوحنا۔ لیکن چاروں کے نسخوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ کسی نسخہ میں دھبہ ہے تو کسی نسخہ میں چھ اور اس طرح کسی میں کسی ہے تو کسی میں اختلاف ہے۔ ان چاروں میں سے متی اور یوحنا نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی۔ بیکر مرقس اور لوقا نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت نہیں پائی، البتہ آپ کے صحبت پانچ لوگوں کی صحبت پائی۔

دمشق میں ایک شخص رہتا تھا اس کا نام مصعب تھا۔ یہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا تھا اور آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی۔ یہ دمشق کے مشرقی دروازے کے ارد گرد کہیں چھپ گیا تھا۔ یہ جگہ اس عبادت خانہ سے قریب تھی جہاں حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سولی پر چڑھائے گا۔ منصوبہ بنایا گیا۔ اصل میں ایک یہودی تھا اس کا نام یسوع تھا۔ یہ شخص بڑا طاقتور تھا، حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا آپ کی باتوں اور پیغام سے اسے بڑی نفرت تھی۔ جب اس کا بھتیجا حضرت یحییٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تو اس نے اپنے بھتیجے کے سر کے بال سزا کے طور پر کٹوا کر اسے دمشق میں پھرایا اور پھر اس جانتے چھپو رہائے گئے کہ وہ مر گیا۔

ایک مرتبہ جب یسوع کو معلوم ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق چاہے ہیں تو آپ کو کھڑے کرنے کے ارادے سے نکلا اور مقام کو کہا میں آپ کے ساتھ آؤں ساہنا ہوا، جب یہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں کے سامنے آیا تو ایک فرشتہ نے آؤ فرمایا پس کت پر چڑھا، مارا تو یہ اندھا ہو گیا۔ اس صورتحال کو دیکھ کر یسوع نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چابی جان کیا اور چاہا کہ آپ سے معافی مانگی اور آپ پر ایمان لے لے آیا۔ آپ نے بھی اس کی معافی قبول کر لی۔ اب اس نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اس کی آنکھ پر دھبہ بچھو دیں تاکہ وہ جلائی واکس آجائے تو آپ نے فرمایا کہ دمشق میں تم کوئی رہائش گاہ کے قریب چاہو وہاں ہمیں مقیم کر دیا جائے گا اس سے دعا کرو کہ وہاں چھپ جائے تو اس کی آنکھ صحیح ہوگئی اور جلائی واکس آگئی۔ اس نے وہاں ایک عبادت خانہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے نام سے بنایا جو دمشق میں یسوع کے عبادت خانہ کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہم چھاپکا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بندہ صالح لوگوں کو یمن کی دعوت دے جا کہ خدا ایک مرتبہ ایک مرد صالح نے یمن کو اللہ کے بندوں کی طرف بلایا تو لوگوں نے اس کی کھینچ کر ضرب لگا دی اور مریں۔ اگلے دن اس کو بار بار زندہ کیا تو اس نے دوبارہ یمن کو اللہ کے بندوں کی دعوت دی تو ان لوگوں نے دوسری کھینچ کر مارا تو بار بار مریا۔ اس وقت سے اس کا نام دواقر بھی پڑ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی احادیث ہے کہ وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوالدینک آدمی تھے۔

فداقرین کے نام..... ذوالقرنین کے نام کے بارے میں حدیثِ قلف ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ان کا نام عہدِ نبویؐ اختیار کیا گیا ہے۔ یہ قصہِ ہدایت جو آیت ۲۱ پر کران کا نام عہدِ نبویؐ میں تصور میں عہدِ نبویؐ میں لاؤ تو زمینِ حجاز میں مانگسٹین زید بن کھلان نے اس میں لکھنا تھا۔

ایک اور بات میں آتا ہے کہ آپ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ آپ کی والدہ روکی تھیں۔ روایات میں یہ لکھا ہے کہ آپ کے اندر مثل و اخلاق صوری ہوئی تھی۔ لیکن آپ وہاں کی فلسفہ (یعنی عقلی فلاسفہ) کا کچھ نہ تھے۔

افغان و شام نے سکیک کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کا ہم زبان ان مرز ہے جس کا نام شام نے نو سو رکھ رکھا ہے کہ آپ کا نام معرب ہے
 ذی مراد ہے جس کا معنی ہے استغیاں بھی آپ کا نام بتایا گیا ہے۔ وہی ^{میرزا} ذی مراد کا کلام لکھا ہے کہ آپ کا نام مرز ہے۔ ہر مرز کا نام قیون ہے
 وہی ان کی کتب میں ہے ان کے ہاں یہ لکھا ہے کہ آپ کا نام ذی مراد ہے۔

اسحاق بن بشر حضرت امام سے روایت کرتے ہیں کہ مسند علیؑ کا واقعہ نہیں ہے اور ابن کاالد و تاج کا پہلا یہ ہے تھا۔ آپ امام بن نوح کی اولاد میں سے تھے۔

[illegible]

اس کے برعکس دوسرا اقل گروہ یعنی مشرک تھا۔ اس کا روزِ شہرہ صرف اسی سطح پر تھا۔ وہ دہلوں کے زمانے میں دو ہزار سال کا فرق ہے۔ لہذا ان دہلوں میں بہت زیادہ فرق ہے اور اس کا کوئی محو آتش نہیں ہے اس کو کہ ان کے دہلوں کا دنیا سے جو تعلق ہو اس کی بات طبع ہے۔

قرآن کریم میں ”وہ سنو، ملک عن دئی مقررین“ کی شانِ اہلِ ہول ہے کہ قریش نے یہ کہہ کر جس پر ایسا سوال کیا تھا جو تم

کے بارے میں پوچھیں، جزمین پر بہت جگہ ہے اور ان کو جو لانا ہو کسی پوچھیں، جہاں سے گھروں سے لکھے لیکن ان کا کہنا ہے انہیں مکان کے ساتھ کیا واقعہ پیش آچکا ہے۔ کہ جب اچھے محلہ تھائی، نے صوبہ کھڑا ہوا اور ان کے لڑکے لڑکیاں لے کر آئے، ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے ان کو قتل کر دیا، ان کے ساتھ

ذکر: ”کا مظلومیہ ہے کہ ان کے بارے میں بہت جلد پہ لوگوں کو بتا دیا گیا اور پھر ان کی اکثر حق و باطل سے مکمل خبردار کیا۔“

تمت

جیسا کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جو یہی یاد آقا پر چار افراد نے سیکھ لی کہ ایک حضرت سلیمان علیہ السلام اور سید ابی بکر رضی اللہ عنہما، ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ، ایک اور چار شخص بھی جو آپ سے مل چکے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، تو فرمایا کہ میں نے سید ابی بکر رضی اللہ عنہ سے سیکھ لیا ہے اور میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیکھ لیا ہے اور میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور چار افراد نے سیکھ لیا ہے۔

وہاں ان مشرعت حسن جہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ ذوالفقار حسین خاں کے بعد وقت نشین ہونے پر آپ مسلمان اور مسلمانہ اہل حق سے مشرق و مغرب سر کیا۔ اگلے آپ کے سزا میں کو بیچا، اور آپ کی خوب راہ لغت لڑائی، ای سے آپ نے لوگوں اور بیہودوں کو کھج کیا۔ بہت سے خزانے آپ کے ہاتھ آئے۔ بہت سے لوگوں کو آپ نے کھج کیا۔ آپ کے مشرل اور مغرب کے سزا کا من اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا۔

وہاں کہتے ہیں کہ قاتل کا لیا یہ کہ کفر میں سے شہداء کو قتل کیا۔ اور اسے قتل کرنے کے بعد ان کا لاشیں کو لے کر یہاں پہنچا۔ یہاں سے یہاں سے
جبراً دیکھ کر یہاں پہنچا۔ اور ان کو قتل کرنے کے بعد ان کا لاشیں کو لے کر یہاں پہنچا۔ یہاں سے یہاں سے
کے لاشیں کو لے کر یہاں پہنچا۔ اور ان کو قتل کرنے کے بعد ان کا لاشیں کو لے کر یہاں پہنچا۔ یہاں سے یہاں سے
کو قتل کرنے کے بعد ان کا لاشیں کو لے کر یہاں پہنچا۔ یہاں سے یہاں سے

مذہب کی بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمام اسباب جیسا کہ میں نے ذیل میں دیکھے ہیں اور ملکات چلائی تھیں۔ تو یہ کہہ دینا کہ وہ ہر جگہ سے آتا ہوا ہوتا ہے۔

[illegible][illegible]

۱۱۴۰ مرنے حضرت عبداللہ بن عمرو کی اطلاع ملنے پر کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صوفیہ کے غریبوں کو وقتِ صبح کی طرف دیکھ کر فرمایا (پرسوں غریبوں پر) ہے اللہ کی جلائے دہائی آگ میں جا کر اٹھنا حکیم حضرت ابراہیمؑ کی اقتضائے حوائج سے دیکھیں کیا اچھی سمجھ لوگوں نے کہا کہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی فکر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما پر تھی کہ ان پر ایمان ہے کیا یہ اس کے سوا کچھ ہے اگر کشتِ قوم کے جلائے ہو مشکل ہو کہ ان کی فی حق تبارک و تعالیٰ آپ کو اس سے بچاؤ بھی ممکن کرے گا یہاں کرتے تھے۔

بعض لوگوں کو یہ لگتا تھا کہ یہی مسئلہ ہے کہ اگر مغربی ممالک کے غریبوں کی جگہ سے بھی کچھ کام نہ کیا جائے تو اسے اس کے فطری حقوق کے لئے بڑھ چلا ہے۔
 میں کوئی انکار نہیں کرتا کہ یہ بات نہ صرف لفظ ہے بلکہ عملی طور پر اس کا اہتمام ہونا ضروری ہے۔

ہمارا بھی ہٹا دے۔" کتاب الحسن والہما میں اس کا تذکرہ ہے۔

اور وہ طاعنی نے غور سے غور کیا ہے کہ سب سے پہلے جس نے مصالحوں کیا اور افریقین ہے۔

کعبہ اہل اہل کے دوسے میں آتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ افریقین کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی والدہ کو وصیت کی کہ ان کی وفات کے بعد مکہ کے انتقام میں کیا جائے اور شہر کی قوم خواہشیں تو اس کھائے میں جلا جائے اور سب کو جلا جائے، والدہ صرف اس وقت کو یہ کہنا نہ کھانا چائے جس کا بیٹا ہو گیا ہو۔ جب افریقین کی اس نے یہ اعلان کیا تو کسی بھی حکومت نے یہ کھانا نہ کھانا اس پر نہ افریقین کی والدہ نے کہا، ایمان لے لیا کہ سب کے بچے وفات پا چکے ہیں، ان خواہشیں کا یہ طرز عمل ظاہر کر رہا تھا کہ گو ذوالقرنین کو سب خواہشیں پوری جاتی تھیں اور ذوالقرنین کی وفات پر گو یہ سب خواہشیں کسے اپنے بچے وفات پا چکے ہیں، ان خواہشیں کا یہ طرز عمل ذوالقرنین کی والدہ نے سے کیا کا باعث بنا۔

اسحاق ابن بشر نے بعض اہل کتاب کے حوالے سے افریقین کی اپنی والدہ کو وصیت نصحت کا ذکر کیا تفصیل سے کیا ہے۔ اس میں کافی تاریخ ہاتھ کا ذکر بھی ملتا ہے کہ ذوالقرنین کو شہر بزرگ کی زندگی میں تھا کہ برہہ یہ کہانی اس وقت بات ہے۔ اہل مساکر کا بیان ہے کہ انہیں اسکی زبانت بھی ملی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آپ افریقین بزرگ کی موی ہے جس میں شہر بزرگ کو فر ہے۔ بعض میں یہ بھی آتے ہیں کہ آپ کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ سوچا نہیں ہوسکتا ہے، جبکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد چالیس ہزار ایک سو اسی برس ہے۔ آپ نے سورہ میں حکومت کی، ان مساکر کی یہ زمین اسکندریہ پر صدائے آتی ہیں اور پر نہیں۔ جس لوگوں نے اہل کو ایک قرآن ہے، جبکہ یہ ہے کہ دونوں ایک ملک ہیں، یہ ذات پیچھے بھی ہم کو ان کے بچے ہیں۔ دونوں کو ایک قرآن دینا والے شہر ایک جوان شہر بہت لکھ لکھ، ابن و شام الکعبہ ہے۔ جبکہ وہاں اہل اسلام کی رہائش نہ تھی، ان کے دونوں کے درمیان بہت لمبا فرق ہے فریق کو اس کا کیا ہے۔ حافظہ یعنی نے بھی کہا ہے کہ اس وقت کے کہ پیچھے زمانے کے بہت سے دانشوروں نے ذوالقرنین سے خود کو تعلق دینے کے لیے اپنا نام ان کے نام پر رکھا ہے۔

باجون و باجون کا ذکر

ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ باجون و باجون حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔ اس بارہ سے کسی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ معین شہا حضرت یسوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ روز قیامت فرمائیں گے کہ تم نے وہ اپنی اولاد اس سے جنم کا اللہ بھیجے۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے، اے رب جبرائیل کا ہاتھ ہے، اے خالق تعالیٰ روز قیامت میں گے، ہر بزرگ سے سو سو سالوں سے جنم بھی جائیں گے اور ایک فرد مسعد میں ہو گا۔ اس وقت بچے (خوف سے) ہونے لگے۔ (قرآن کریم میں ہے) ہر حالہ خالق اپنا عمل کر دے گا، وہاں پر تو کون کو وہوش تمہیں گے، حالانکہ وہ وہوش نہیں ہوں گے، بلکہ خدا کا عذاب سخت ہوگا، صواب کر اسوہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا، ایک (یعنی) کون ہوگا، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرض ہو، اس لئے کہ تم میں سے ایک ہوگا اور باجون و باجون میں سے ایک بزرگ ہوں گے۔ ایک روایت میں یہی طرز ہے کہ قرآن کو خوف ہو جائے، تم کہ تم میں اللہ میں اسکی ہیں کہ وہ نہیں بھی پائی جو کثیر ذوالعقاب آجائیں گے۔ کیونکہ ان کی خدا بہت زیادہ ہوئی اور دوسرے لوگوں کی نسبت تعداد میں بہت زیادہ ہوں گے۔ یہ ایک نوع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہوں ساتھ تعالیٰ نے نور خدایا تعالیٰ نے نور کی، اے قائل کرلو جو انہوں سے "رب اعلیٰ علی لا یحیی من الکفرین" ہذا "کہہ کر نہ جی تھی۔ اس آیت میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے تھے کہ اے پروردگار زمین پر جس کا نافرمانی کرتے تھے، اے اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو رکھوں میں دو طرح دو ایک حکم فرمایا کہ تم نے ان (نوح) کو اور کئی دلوں کو تباہ کر دی۔ دھری ٹھہر لیا کہ

آیت "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا" کے تحت ہم نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے۔

شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اہل السنۃ والجماعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ قیامت کے دن ان کی آزمائش کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو نبیات مل جائے گی۔ اسی طرح ان کے اہل گنہم میں ہونے کی بھی اس سے کئی نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو نبی کی باتیں بتائی جائے گی۔ چنانچہ آپ ﷺ کو بھی بتایا کہ یا جبریل و یا جبرئیل! میں ہوں گے اور یہ بھی بتایا کہ ان کی عبادات و اخلاق حق باتوں کو قبول کرنے سے عاری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن بھی وہ لوگ حاقی حق کی باتوں کو قبول اور تسلیم نہیں کریں گے۔ اس سے پہلے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان تک اگر دنیا میں دین حق کی دعوت پہنچ جاتی تو یہ لوگ اس کی ہر ذرا اعزاز میں تخریب کرتے۔ کیونکہ قیامت کے دن تو دنیا سے جھٹکانے والے شخص بھی حق کو مان لے گا۔ دنیا میں ایمان نہ لانے کی نسبت قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر اس وقت ایمان لانا زیادہ آسان ہو گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ:

"اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْبَيِّنَاتِ اَمْ نَكْفِيكَ اَنْ تَكُن مِّنَ الْمُنْذِرِينَ اَمْ يَكُن مِّنَ الْمُنْذِرِينَ اَمْ يَكُن مِّنَ الْمُنْذِرِينَ اَمْ يَكُن مِّنَ الْمُنْذِرِينَ" (سورہ یس، ۱۵)

سورہ یس میں فرمایا کہ:

"وہ لوگ جس روز اذان سنے پاس آئیں گے اس وقت وہ خوب سننے والے اور سمجھنے والے ہوں گے۔"

دعویٰ دوم یہ کہ جس میں یہ کہہ کر جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں شب سحران کو یوں ہی دعوت دی تھی لیکن ان لوگوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ دعوت مفسود ہے اسے مردود کر دینا صحیح ہے۔

مذہب اقرئین کے بارے میں چھپے ذکر آچکا ہے کہ اسے ذوالقرنین نے لوہے پر لٹا کر اس کو پہنچا کر کے پہاڑوں کے برابر نہ دیا تھا۔ اس نے ذوالقرنین سے انکار کیا اور مفسود بتایا تھا کہ دنیا میں اس سے بڑا کوئی کلمہ نہیں ہوگا۔ یہ بتو دنیا والوں کے لئے بھی اتنا واضح ہے کہ اس سے نہ بڑا کلمہ کسی اور چیز سے دنیا والوں کو نہ ہوا ہوگا۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میں نے مذہب اقرئین دیکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کو کس طرح پایا؟ اس شخص نے کہا کہ "مصلح چادری طرح"۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کیا تم نے واقعی اس طرح دیکھا ہے؟"

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے کہا کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یا جبریل و یا جبرئیل دیکھا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے اوصاف سے تازہ تو اس نے کہا مصلح چادری طرح ہے۔ اس پر سید اور سرخ لکیریں ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے واقعی دیکھا ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ غنیف اہل اللہ نے مختلف پارٹیاں ہوں کہ پاس وجود پیچیدہ ان کے ہاتھ مفلوک بھی دے دے تاکہ یہ مختلف شعروں سے ہوتے ہوئے مذہب اقرئین تک پہنچ کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور یہ کہیں کہ ذوالقرنین نے اس کو کس طرح بتایا اور اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ وہ لوگ اب اس آیت تو اس کے حالات بتائے کہ ہاں ایک بار اور وہ ہے جس پر بہت سے تالے لگے ہوئے ہیں۔ اور وہ بہت مفسود ہے۔ یہ مفلوک اور شامعہ ہے۔ جو ہے کہ باقی ماندہ باتیں اور دیگر ساز و سامان وہاں ہر شے میں جمع کی ہوئی ہیں۔ ان لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ ان طاقتوں کے شعرا لوگوں کی طرف سے وہاں ہر وقت چہرہ ہوتا ہے۔ یہ طاقت شمال مشرق میں بہت بڑے درجہ پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا یہ علاقہ بہت وسیع و عریض ہے۔ یہ لوگ اپنی عداوت حاصل کرنے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ مختلف جنگی ہتھیار اور جنگی وسعہ سے فخر کرتے وہاں بسنے والے لوگ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کی تعداد کے بارے میں جانتی سے سوائی کو محرم نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ان کریم میں آج تک یا جبریل و یا جبرئیل اس بارے کے چھپے سے نقل نہیں کیے اور اس میں کوئی سواد کر نہیں گئے۔ جبکہ بخاری و مسلم میں ابوالحسن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک روز جناب نبی کریم ﷺ سے یہ ارادہ ہوا۔ اس وقت آپ کا چہرہ اور سر ہر ہاتھ ہوا، آپ ﷺ فرما رہے تھے "واللہ! اللہ جس برائی سے عرب کی جانی ہوگی وہ قریب آگئی ہے۔ آج یا جبریل و

ماہرین کے ہند میں سے انتہائی مصلح کیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے جناب نبی کریم ﷺ نے اس کا مدعا کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت بھی ہلاک کر دیے جائیں گے جبکہ ہم میں ایک لوگ موجود ہیں؟ فرمایا: ہاں! جب باقی زیادہ ہو جائے گی۔ یہ روایت صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں برائیوں اور کمزوریوں کے عام ہوجانے کی طرف اشارہ دیا گیا ہے۔ حدیث میں یا چونکہ یا چونکہ کے ہند کے مکمل جانے کی بات بطور فضیلت ہے۔ دوسرا جواب یہ یا جاسکتا ہے کہ حدیث میں ہند کے مکمل جانے کی بات نہ کی گئی ہے۔ وہ تو ایک خبر ہے، کیونکہ قرآن کریم میں:

فمن اسطوا ان يظهروه وما استطوا له نقيا

میں اس بند کو قتل نہ کئے اور وہاں سے نکل سکے کی جرات کی گئی ہے۔ وہ اس زمانے کی بات تھی اور یہ گزشتہ زمانہ کی خبر تھی کہ اس وقت یا چونکہ یا چونکہ اس بند کو قتل نہ کئے۔ اس کا یہ مطلب تو بالکل بھی نہیں نکلا کہ کچھ بھی یہ لوگ اس کو قتل نہ کیں گے۔ بلکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ”وہ لوگ مجھ سے بچے تھے“۔

مفسر احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی اقبال پیدا ہوتا ہے۔ اس حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ فرمادے ہیں یا چونکہ یا چونکہ ہند کو جبراً قتل نہ کرتے رہتے ہیں، جب تو قتل نہ کرتے تو قتل نہ کرتے یہ لوگ سورج کی روشنی کیسے نکلتے ہیں تو ان کا بلا اس وقت ان سے کہتا ہے کہ چلو آؤ! وہاں لوگوں کو ہائی کل قتل دینا۔ جب وہ اگلے روز آتے ہیں تو انہیں اب اسطوا ہوتا ہے کہ پہلے سے یا نہ مضبوطی سے اس کو بندھا دیا گیا ہے۔ جب ان کا وقت پورا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو لوگوں تک رسائی دینے کا ارادہ کر لیں گے تو وہ لوگ بند کو قتل نہ کرتے تو قتل نہ کرتے جب سورج کی روشنی کیسے نکلیں گے تو ان کا سر ہوا ان سے کہے گا کہ وہاں موت جانا۔ باقی مصلح تو دینا انشاء اللہ، اس موقع پر انشاء اللہ نہ کرنا کلام لے گا۔ اگلے روز جب یہ لوگ وہاں آئیں گے تو ان کو یہ جگہ بھی سیٹے کی جگہ چھوڑ کر رکھے تھے۔ اب یہ لوگ باقی بند کو قتل نہ کریں گے اور وہاں سے نکل آئیں گے۔ قہر پائی ہوئی جائیں گے لوگ کھرا کھرا کہہ رہے ہوں گے۔ یہ لوگ آسمان کی طرف تیر چلا آئیں گے تو تیر اس حالت میں وہاں آئیں گی کہ ان پر خون کے گناہات محسوس ہوں گے۔ اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اہل زمین پر غالب حاصل کرنے کے بعد اب آسمان پر بھی فتح کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کلمہ ہوں پر غلبہ (ایک کیزہ) چاروںہوں کی ناک میں جاتا ہے یا سچا دہی گئے۔ یہ کیزہ انہیں ہلاک کر دیں گے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، ان کا گوشت اور ان کا خون پانی کر زمین کے جالور سولے ہو جائیں گے اور شکر ادا کریں گے۔ یہ روایت مسند احمد کے علاوہ ابن ماجہ اور ترمذی میں بھی ہے۔

اس روایت میں بند کو قتل نہ کئے کے بارے میں جو خبر دی گئی ہے یہ قرب قیامت کی بات ہے۔ انہذا مختلف احادیث میں اس بند اور یا چونکہ یا چونکہ کے بارے میں جراثیم پھیل گئی ہیں اس میں اور قرآنی آیت میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اس بند کو قتل نہ کرنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ اس کی تفسیر سے قرب قیامت تک کے بارے میں ہے۔ اسی بات کہ یہ لوگ اس بند کو قتل نہ کریں گے اور زمین پر پھیل جائیں گے تو یہ بارے القادریہ قرب قیامت میں پیش آئیں گے۔ اللہ اعلم۔

اصحاب کہف کا بیان

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ورثہ ہے:

ترجمہ: ”کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ عارود سالہا کہتے ہمارے ہماری کھانا ان میں کچھ خوب کی چیز تھی۔ (وہ وقت قافلہ ذکر ہے) جب ان کو جانوروں نے غار میں جا کر پناہ لی، پھر بولے اے ہمارے ہمارے ہمارے گارہمیں اپنے پاس سے رحمت و فضل عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے اس کام میں اور کئی کام سامان کر دے۔ سو ہم نے غار میں ان کے کالوں پر سالہا سال تک (خند کا) ہونڈا لے رکھا۔ پھر ہم نے انہیں اٹھایا یا کہ ہم معلوم کریں کہ

(ان لوگوں کے وہاں میں کون گروہ اس حالت میں رہنے کی مدت سے زیادہ واقف ہے۔ ہم ہی ان کا قصہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں۔ یہ لوگ (چند) لوگوں تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انہیں دیانت میں ترقی دینی تھی اور ہم نے ان کے دل میں سیدہ کو بیٹے تھے۔ جب وہ لوگ (بچے) اور مستعد ہو گئے تو ہم نے ان کا ہار پرادگار دی تو بے پروا ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ہم تو اس کے علاوہ کسی مہم کو نہ بھاری گئے۔ وہ نہ بھارت میں ہی رہے دیانت کے سرگرم ہوں گے۔ ان لوگوں (یعنی) انہاری قوم ہندوؤں نے اللہ کے علاوہ اور معبود اور سب کے تھے ہیں۔ یہ لوگ ان مہم کو ان کے معبودوں کی شکل میں لائے؟ اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بہت لگائے؟ اگرچہ سب تم انہیں بھی چھوڑ چکے اور ان کے معبودان غیر اللہ کو بھی تو اب (ظلال) انکار میں داخل کرنا ہو۔ تم تمہارا پروردگار راہی رست پھیلادے۔ اور تمہارے کام میں تمہاری کامیابی کا سامان اور رست کرے گا اور جب وہ سب لگتی جتنی قوت دیکھے گا کہ وہ ان کے بار سے اپنی جانب کو راہی رہتی ہے اور جب وہ سمجھتی ہے تو ان سے کھڑی ہوتی ہے یا نہیں جانب اور وہ اس (خدا) کے کشادہ موقع میں ہے۔ یہ اللہ کی نشانوں میں سے ہے جسے اللہ دیانت دیتا ہے۔ وہی دیانت پاتا ہے اور جسے وہ ہے اور اگر دیتا ہے آپ اس کے لئے نہ پائیں گے کوئی مددگار اور اللہ نے والا۔ اور (قرآن کو) دیکھا تو قرآن کو جاننا اور اپنی کرتا۔ اور اللہ کی مدد سے وہ سونے ہوئے تھے۔ ہم ہی انہیں کہتے ہیں کہ وہ اللہ سے رہتے ہیں وہی طرف بھی اور یا نہیں طرف بھی۔ اور ان کا کشادہ طبع پر اپنے دلوں پر فتح پھیلائے (دینا) تھا۔ اگر تو ان کو سمجھا کہ اگر دیکھا تو قرآن سے چند نمبر کر بھاگ کر آج اور آج سے اللہ ان کا رب بنانا اور اسی طرح ہم نے انہیں بگاڑا یا نہیں سے کہ وہ ان میں میں چوچا پھر کریں۔ (چنانچہ) ایک کہنے والے نے ان میں سے کہا کہ تم لگتی اور پھر سے ہو گے؟ (بعض ان میں سے) ہمارے کہ ہم ان پر پھر سے ہوں گے یا ان کے پادشاہ سے کہہ (بعض اور) نے کہ جتنی دین ہم پھر سے یہ چاہا پروردگار ہی خوب جانتا ہے تو آپ اپنے میں سے کسی کو یہ دیکھتے کہ شریک طرف بھیجے۔ سوہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا پاکیزہ ہے۔ پھر اس میں سے دیکھنا تمہارے پاس لے آئے اور خوش خبری دی (سے کام) کرے اور کئی تمہاری خبر نہ ہونے دے کہ اگر وہ تمہاری خبر پائیں گے تو ہمیں سزا کرنا پائیں گے یا تمہیں اپنے طریقہ میں پھر کریں گے اور اگر ایسا ہو تو پھر بھی تمہیں سزا دیں گی اور اسی طرح ہم نے ان لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب (اس زمانہ کے لوگ) ان کے معاملہ میں باہم منکر رہے تھے۔ سو ان لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس کوئی قمارت بخلا۔ ان کا پروردگار ہی (ان کے احوال کو) خوب جانتا تھا۔ جو لوگ اپنے کام پر غائب (و قار) تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مہم بھاری کے مقرر ہیں (بعض کہنے والے) انہیں گئے کہ وہ تین اور اور پھر ان کا کتا تھا۔ اور (بعض) انہیں گئے کہ وہ پانچ تھے پھر ان کا کتا تھا۔ انہیں گئے تھے۔ اور (بعض) انہیں گئے کہ وہ سات تھے۔ اور انہوں ان کا کتا تھا۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار ہی ان کا ظہر خوب جانتا ہے۔ ان (کے شمار) کو کوئی نہیں جانتا جو قبیل کے۔ پس آپ ان کے باب میں زیادہ بحث نہ کیجئے بجز سرسری بحث کے کہ آپ ان کے باب میں ان لوگوں سے کسی سے بھی نہ پوچھئے اور آپ کسی چیز کی نسبت نہ کہنا کیجئے کہ میں سے کل کہوں گا سو اس (صورت) کے کہ اللہ بھی چاہے۔ اور اپنے پروردگار کو یاد کرنا کیجئے جب آپ بھول جائیے اور آپ کہہ دیجئے کہ جب نہیں جو میرا پروردگار مجھے با اختیار بخلائی کہ اس سے بھی قریب تر (ہیات) اتنا ہے۔ اور وہ (لوگ) اپنے نام میں میں کسی سے بڑا اور تو میں اور ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی اس کا خوب جانتا ہے کہ وہ کتنا ہے۔ اسی کے لئے (علم) انہوں اور زمین کا ہے۔ وہ کیا پتہ دیکھنے والا ہے اور کیا وہ شے والا ان کا کہہ کے سوا کوئی بھی کار ساز نہیں اور وہ اپنے علم میں کسی کو شریک کرتا ہے۔

(۱۳۹۹ھ)

صحاب کرام اور آلہ الطریقین کے واقعات کا بیان خدای تعالیٰ نے اپنی میرت کی کتاب میں نقل کیا ہے کہ قریش کے یہودیوں کے پاس ایک آدمی تھا کہ اسے سوالات تیار کر دئے جو بنیاد میں اللہ سے گئے جس سے آپ (ﷺ) کو آجائے یہودیوں نے کہا کہ آپ لوگ محمد سے ان لوگوں کا حال اور یافت کریں جو قریش میں سے بنک کا رہے۔ ان کے ساتھ کیا جاراہیں یا اسی طرح یہ سوال بھی پوچھا جائے کہ ایک شخص ساری زمین میں پھر اس کے احوال معلوم کئے جائیں۔ اسی طرح روح کے بارے میں دریافت کیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے "وہ سب ملو ملک عن الروح و سب ملو ملک عن فی الطریقین" اور "انہم حسب ان اصحاب الکھوف والرحم کلوا منہ" ایضا عجاہ انہیں واقعات کو بیان کیا ہے۔ ان آیات میں بتایا گیا کہ یہ کوئی تعجب والی بات نہیں جس میں ان کی باتوں میں اور ان کے واقعات و حالات میں تعجب خیر نہیں دیکھنا کہ

مطلوبات اور حقوں میں زیادہ عجب کی چیزیں موجود ہیں کہف غار کو کہتے ہیں، شعبہ جہلی کے مطابق صحابہ کلب کے غار کا نام "انجیم" ہے۔ رجم کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس سے کیا مراد ہے۔ لیکن جریر بن عبد اللہ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جس میں ان کے ہمدان کے حالات لکھے گئے ہیں بعض لوگوں کی رائے ہے کہ رجم اس پہاڑ کا نام ہے جس میں یہ حادثہ واقع ہوا لیکن ابن عباس اور شعبہ جہلی کے مطابق اس پہاڑ کا نام "بنا جلیس" ہے۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ غار کے پاس ایک بڑی ندی ہے اس کا نام ابل جلیس ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہاں ایک ایسی کھلی کا نام ہے۔ اللہ اعلم۔

شعبہ جہلی کے مطابق ان کے کہنے کا نام "حران" ہے۔

جنود میں لوگوں کے بارے میں معلوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ نصاریٰ تھے۔ حالات واقعات سے یہ بھی انداز ہوتا ہے کہ ان کی قوم شرک تھی اور وہ لوگ بت پرست تھے۔ بہت سے مضمین اور مضمین کا کہنا ہے کہ اس زمانے کے بادشاہ کا نام ہوتا تھا کہ قاضی بنے مگر انوں سے تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ ایک دفعہ جب پوری قوم عید منارہی تھی تو یہ جوان بھی اسی اجتماع میں شریک تھے۔ انہوں نے اپنی قوم سے لوگوں کو بلایا کہ وہ ان کو کچھ کر کے ہیں اور ان کے آگے جھک رہے ہیں۔ ان خود جو انوں نے اس پر غور کیا تو اندہ خیالی نے ان کے دلوں کے پردے ہٹا دیے اور انہیں یہ عبادت اور جاہلیت کا راستہ دکھا دیا۔ ان پر یہ شکف ہوا کہ ان کی قوم راہ راست پر نہیں ہے۔ یہ تو یہ جوان اپنی قوم کے ان سے بہت گئے اور ایک خدا کی عبادت میں لگ گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان جو انوں میں سے ہر ایک کے دل میں اللہ کی وحدانیت جب ڈال دی گئی تو یہ دوسرے لوگوں سے الگ ہو گئے اور ہر اٹھا ڈھپہ نو جوان ایک جگہ جمع ہو گئے۔ آئندہ صر سے یہ عقائد ہو جانوں نے اپنی قوم سے دور نکل جانے کا فیصلہ کیا تاکہ اپنے دین کی حفاظت کر سکیں اور ایک اللہ کی عبادت کریں۔ نئے اور نئے مواقع پر بھی طریق اختیار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ جب تم نے اپنی قوم کا مذہب چھوڑ دیا اور ان سے طمع کی اختیار کر لی تو تم غدار بن کر ہو رہے ہو۔ یہ طمع کی اختیار کرنا تو کسی قسم کی تکلیف سے تم بچ سکو ان جو انوں نے جس غار میں چلا ہو سکی تھی اس کے بارے میں قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اس کا دائرہ شمال کی جانب تھا اور اس کا دائرہ جنوب کی طرف تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی چھتیں دراصل کھنڈے کے زیادہ قاعدہ مند ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں یہ بھی بتایا گیا کہ ان میں سے سورج کی کوئی عمارت اور طرہ کی جانب پڑتی ہیں پھر آہستہ آہستہ پڑتی ہیں ہر طرف آجاتی ہے ہر چہ آسمان کی طرف اس کا رخ ہو جاتا ہے اور غار سے باہر اس کی روشنی پڑ جاتی ہے مگر جب سورج نہال کے بعد مغرب کی طرف بڑھنے لگتا ہے تو شرقی جانب محبوب غار میں داخل ہونے لگتی ہے اور سورج غروب ہونے تک یہ سلسلہ رہتا ہے۔ چھوڑے وقت کے لئے غار کے اندر محبوب پڑنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اندر کی اور باہر کی طرف سے آئے۔ یہ لوگ اس طرح صح قیام گزارتے ہوئے سال بھر سال تک پڑے رہے۔ اس دوران کھانے پینے کی اشیاء ضرورت نہیں پڑی۔ ان کے جسم کو کسی قسم کی غذا حاصل کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ یہ اللہ کی قدرت ہے اور اگر جسم ہے۔ یہ لوگ غار کے اندر سوتے پڑے تھے لیکن انہیں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیدار ہیں اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، مسلسل بند نہ تھیں کی صورت میں آنکھیں غراب ہو جاتیں۔ یہ لوگ اسی بینائی حالت میں اپنا پہلو بھی بڑھاتے تھے اس بارے میں بتایا جاتا ہے کہ ساری میں ایک مرتبہ پہلو بڑھاتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا کاروبار نہ تھیں کی چوکھٹ پر پڑا ہوا تھا۔ وہ اندر نہیں تھا یہ دونوں پاؤں اس سے پھیلا کر رکھتے تھے۔ اس میں ادب کا پہلو یہ ہے کہ اندر داخل نہیں ہوا۔ اس گھر میں رہتے داخل نہیں ہوتے جہاں کتے موجود ہوں۔ گناہ چکنا کہ جو انوں کے ساتھ تھا اس لئے کھانے پینے کی اشیاء بھی رکھ رکھا جو کسی قوم سے عبادت کرتا ہے وہ بھی اسی کے ساتھ ہوتا ہے چنانچہ ان کوئی ایک اور عبادت گاہوں کے پیچھے پڑتا ہے تو وہ بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

مضمین اور مضمین نے اس کتے کے بارے میں بہت ساری باتیں لکھی ہیں جو سب امرائے روایات ہیں ان باتوں کو یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس غار کے نکلے واقعے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر لوگ ایسی مرز میں بتاتے ہیں بعض نثری بتاتے ہیں، کچھ لوگ جتنا باہر کھوکھ لوگ رہتے تھے۔ یہ آخری قول زیادہ مناسب ہے۔ اللہ اعلم۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کعبہ کی وہ قسم بیان کی جس جو حاملہ لوگوں کے لئے زیادہ بہتر اور اہم ہے۔ ان کا حال اس طرح تھا کہ وہ قرآن کریم پڑھتے دیکھتے ہنس اٹھتے اور ان لوگوں کو کچھ دیکھ کر اُن کے کھنٹے پھٹنے اور پیلوں کے کٹنے کی کیفیت بیان کر دے قرآن کریم میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کوئی ان کو اس عارضہ دیکھ لے تو ان کی عظمت اور حبت کو دیکھ کر ہلکا کر جائے۔ ان باتوں سے بڑی پامال کیا کہ کہنے اور سننے میں فرق ہے۔ یہ تو کائنات کے بارے میں سن کر کوئی اور کے بارے میں ہلکا نہیں۔

آگے چل کر قرآن کریم نے ان کے خیمہ سے پیار اور لے لی مدت میں سو تو یہ بتائی ہے کہ وہ لوگ بھی سو تو یہ سن کر سوئے رہے۔ خیمہ سے بیہوش ہونے کے بعد وہ لوگ آج میں میں ایک دوسرے سے پوچھتے تھے اور ہر ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ تم اسے کی کوئی بات کہنا چاہتا ہے کہ اس شہر کا نام فوس تھا مگر پیچھے ہونے کی تاکید کی گئی کہ اگر کبھی کھانا کانا، عمامہ اور عینہ کا زبردی خراب کھا انہیں لانا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ کتنے پاکیزہ تھے۔ ساتھ یہ بھی تاکید کی گئی کہ اگر کبھی انہیں کھانے کے لئے حکمت اور تدبیر سے کام لینا مگر پامال کیا تو وہ لوگ دوبارہ جانے دین کی طرف لوٹنے پر مجبور کر دیں گے۔ یہ ساری باتیں ان میں لے کر بھی جاری تھیں کہ یہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ کیا ایک دن کا کچھ حصہ یا ایک دن یا ایک دن سے کچھ زیادہ سوئے تھے۔ انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ میں سو رہے ہیں۔ یہ خیمہ اور یہ حالات اور زمانہ میں بہت زیادہ تبدیلی واقع ہو چکی تھی، زمانہ بگڑ چکا تھا۔ یہ خیمہ اور میں زمانے میں یہ لوگ تھے وہ زمانہ بگڑا۔ اور ان لوگوں کے چلنے کے بعد کی زمانے نے اور دیکھے اس طرح کی اسل ٹر ہو گئی ان میں سے جو شخص شہر جانے کے لئے نکلا اس کا نام چار دیواری میں تھا وہ بھی بدل کر لکھا کہ کوئی اس کو پہچان نہ سکے لیکن خود اس کا شہر اب بھی فوس ہو گیا تھا۔ یہاں کی گلیاں اور ساتوں فوس ہو گئے تھے اس کی شکل وصورت دیکھ کر اس کا لباس اور عینہ دیکھ کر اس کے ہاتھ میں جڑ کر کئی تھی اس کو بخیر: یہ لوگ کبھی حیران ہو رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگ اسے پکڑ کر گورنر کے پاس لے گئے کہ موت ہو رہی ہے اس کے پاس بڑی طاقت ہے یہ یہاں کے لوگوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ یہ شخص ان لوگوں سے ڈر کر ہلکا کر دیا اور اس کے ہاتھ میں جڑ کر کئی تھی ساتھیوں کے بارے میں اور ان حالات اور واقعات کے بارے میں سب کچھ بتا دیا جو ان کی ساتھ پیش آیا تھا۔ لوگ اس کی ہلک کر گئے۔ جب وہ فار کے قریب پہنچے تو بعض اپنے پانی ساغیوں کے پاس کیا اور انہیں حقیقت سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ وہ لوگ کتنے سال تک سوئے رہے اب انہیں معلوم ہوا کہ یہاں سے باقی مرضی سے کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سو گئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اس کے بعد انتقال کر گئے۔ دوسری طرف شہر والوں کے بارے میں آتا ہے کہ انہیں خاک کا رستہ معلوم نہ ہو سکا اور اللہ نے اس خاک کا رستہ دوسرے لوگوں پر علقہ کیا جس کی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ آجے مرحوب اور خورجو ہو گئے کہ اس عارضہ میں داخل ہونے کی کسی میں جرأت نہ ہوئی۔

اب ان لوگوں کے بارے میں لوگوں کی وہ رائے ہو گئیں بعض لوگوں نے رائے عام کی کہ وہ اس کوئی عمارت بنائی جائے تاکہ ان تک کوئی سوزی چل نہ دیکھنے پاسے دوسرے لوگوں نے کہا جو کاکرت سے میں تھے اور ان کی بات مانی جاتی کہ ہم یہاں عمارت کا بنانا نہیں گئے تاکہ ان میں ساری عمارتوں کی عمارت کی عمارت سے یہ عمارت کا مہرکت ہو جائے۔ یادگار کے طور پر اس طرح کی عمارت کا بنانا عمارت کی عمارت سے پہلے تھا۔ دوسری شریعت میں اس کی ضمانت ہے چنانچہ صحیحین میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر اس لئے لعنت کی کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو گھیرا گاؤں بنائیں۔ اس حدیث میں دیکھا کہ ان کے لئے عمارت بنائی گئی ہے۔

ان لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں بتایا گیا کہ ان کے بارے میں لوگوں کو ناخبر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس بات سے واقف ہو جائیں کہ آخرت اور دنیا میں جنت ہے جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔ لوگوں کو بچا لیا کہ یہ وہ زمانہ میں سو رہے ہیں اور مگر خیمہ کی تہہ جلی کے وہ لوگ۔ بیہوش ہو گئے ان کے جسم کے اعضا مادی طرح رہتی تھے جس طرح میں سو رہے پہلے تھے اور اسی طرح کام کر رہے تھے جس طرح پہلے کر رہے تھے۔ جس ذات نے انہیں اس حال میں باقی رکھا وہ ذات بعد میں انہیں ایمان و اجسام کو دوبارہ دینا بھی سکھائی ہے مگر چنانچہ لوگ کبڑے پھٹ جائیں اور ان کے جسم میں دوبارہ دینی پانی پڑیں میں مل کر فنا ہو جائیں۔ مسلمانوں کو اس ذات کے قادر مطلق ہونے پر کوئی شک و شبہ نہیں ہے وہ ذات تو ایسی ہے کہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو کام ہو جاتا ہے۔ آگے چل کر قرآن کریم میں ان لوگوں کی تعداد کی بحث کو چھوڑا ہے کہ لوگ ان کی تعداد کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے بعض کہتے تھے کہ یہ لوگ تین تھے بعض پانچ بتاتے تھے اور بعض سات کی رائے رکھتے تھے۔ قرآن کریم

میں ان چیزوں اقوال میں سے پہلے دونوں کو شریف قرار دیا گیا اور تیسرا قول حاس پر کوئی بات نہیں کی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تیسرا قول صحیح ہے اگر کوئی اور اسے کہتی تو اس کا بھی اظہار قرآن کریم میں کر دیا جاتا جس کی بحث میں چونکہ کوئی قاعدہ نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو سکھادیا کہ ایسے موقع پر کہا جائے کہ اس بارے میں اللہ کو ہی زیادہ علم ہے چنانچہ فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ ان کی تعداد کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اس بارے میں لوگوں کی معلومات کافی کم ہیں۔ لہذا ایسے مواقع پر لوگوں کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ وہ سنی ہو لوگوں سے بچھیننے کی ضرورت ہے۔ اس واقع میں چونکہ ان فوجوانوں کی تعداد مقصود نہیں ہے اس لئے واقع کے شروع میں ان کی تعداد بیان کرنے کی بجائے چند فوجوان کہا اگر اس موقع پر ان کی تعداد بیان کرنے کا کوئی بڑا فائدہ حاصل ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کی تعداد ضرور بتا دیتے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے ایک ادب سکھایا ہے کہ کوئی شخص آئندہ کچھ کرنے کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ کہے۔ تاکہ اس کا اپنے ارادہ پختہ رہے اور یہ ظاہر ہو کہ اہل اس کام کو کرنے کا وہ ارادہ رکھتا ہے۔ ایسا کہنے کی تلقین اس لئے کی گئی ہے کہ بندے کو کوئی معلوم نہیں کر کہ اللہ ہوتا ہے یا نہیں معلوم جس کام کو اس نے غور کیا ہے یہ بھی ملتا ہے یا نہیں۔ انشاء اللہ کہہ کر کسی کام کو حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ حقیقتاً کام کا ارادہ ظاہر کرتا ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک مالک تکبہ صحیح ہے۔ بعض مبالغہ پر ایسا بھی جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ گزر چکا کہ آپ نے جب کہا تھا کہ آج رات میں ستر بیویوں سے ملوں گا اس کے نیچے میں ہر بیوی سے ایک ایک لڑکا پیدا ہو گا اور یہ سب لڑکے اللہ کے راستے میں فدا کی کریں گے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ ان شاء اللہ کہیں تو آپ نے نہیں کہا۔ رات کو یہ ستر بیویوں کے پاس گئے تاکہ کسی کے ہاں ولادت نہیں ہوئی، صرف ایک بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس رات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر وہ ان شایانہ کچھ دیتے تو عانت نہ ہوتے اور اپنی سزا کو بھی پا لیتے۔

آگے قرآن کریم میں فرمایا کہ آپ بھول جائیں تو اللہ کو یاد کریں۔ اس لئے کہ کبھی کبھی شیطان بعض باتیں بھلا دیتا ہے، جب اللہ کو یاد کیا جائے تو شیطان کا غلبہ دل سے ختم ہو جاتا ہے اور بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مستعد شخص ہو اس کو مل کرنے میں مشکل پیش آ رہی ہو اور لوگوں کی مختلف باتیں سامنے آ رہی ہوں تو اللہ کی طرف رجوع کرنا اللہ تعالیٰ اس میں آسانی پیدا کر دیں گے۔

آگے چل کر فرمایا کہ پڑھنا عار کے اندر نہیں ملتا جس تک کہ ہے ان کی کسی مدت تک سوتے رہنے کی خبر دینے میں قاعدہ ہونے کی وجہ سے بتایا گیا کہ دو ٹک نہیں ملو جس تک سوتے رہے۔ جن سوتے رہنا تو برس قری لگاتا ہے ہے جبکہ جن سوتے رہی لگاتا ہے ہے۔

آگے فرمایا کہ ان کی مدت کے بارے میں اللہ ہی کو یاد و معلوم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب آپ سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے اور آپ سے پاس اس بارے میں صحیح معلومات نہ ہوں تو آپ معاملے کو اللہ کے حوالے کر دیں اور کہیں کہ اللہ ہی اس بات کو جانتا ہے۔ وہ انسان اور میں کی پوشیدہ خبروں کو جانتا ہے اور جب اور جس کو چاہے اس سے باخبر کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر چیز کو اس کی مناسب جگہ پر رکھتا ہے کیونکہ اسی کو خیر ہے کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی نہ کسی چیز کا مستحق ہے اللہ کے علاوہ یا اختیار ہو اگر کوئی نہیں ہے وہی انکسلا اس دنیا کو چلا رہا ہے۔

مؤمن و کافر کا قصہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی باب کتب کے قصے کے بعد اور شایانہ فرمایا:

ترجمہ: اور ان سے دو شخصوں کا حال بیان کر جن میں سے ایک کو ہم نے انجوروں کے دو باغ (عصابت) کے لیے دیے اور ان کے گرد اگر انجوروں کے درخت لگا دیے تھے اور ان کے درمیان بھٹی پھرتی تھی انہوں نے باغ (کھڑت سے) میں لانے اور اس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نیر بھی جاری کر رکھی تھی اور (اس طرح) ہم (ان کی) پیداوار (مطلق راتی) میں تو (ایک دن) جب کہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال دولت میں بھی زیادہ ہوں اور تجھے دار و فراحت کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت و

ہوں اور (ایک شخص) سے (اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا) اپنے باغ میں داخل ہوا۔ کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ بھی تیار ہو اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹا یا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا تو اس کا دوست کہنے لگا کہ کیا تم اس خدا سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو کسی سے پیدا کیا۔ مگر نفی سے پرہیز کرتا ہوں کہ خدا ہی میرا پروردگار ہے (اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور محض اس پر اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ناشائستہ اور قذرا بلا ٹھیکوں نہ کیا) ۱۲۱ (۱۲۰)۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح کی حشاش دی جاتی ہیں ضروری نہیں کہ ایسا واقعہ یقیناً کسی کے ساتھ پیش بھی آیا ہو جس کی رائے ہے کہ ایسا واقعہ یقیناً پیش بھی آیا ہے۔

قرآن کریم میں ”والصبر لہم مثلاً“ میں کہا ہوا ہے کہ کفار قریش ضعیف اور فقراء کے ساتھ مل کر نہیں جیتے بلکہ ان پر الحرام لگاتے ہیں اور ان کی عیب جوئی کرتے ہیں تو ان کے سامنے یہ مثال پیش کریں۔

دوسری جگہ کافرا ایک صحن، کہا جاتا ہے کہ وہ صحن ہمارے لیکن صحن نے اپنا مال اللہ کی طاعت اور اللہ کو خوش کرنے کے لئے اس کے راستے میں خرچ کر دیا جبکہ کافر نے اپنے لئے دو باغ کا لیے صحن میں انکو اور کچھ دے دیوں باغ انکو دروں اور کچھ دوں سے ملے ہوئے تھے۔ ان میں ضرور جنس جو پیتے اور تفریح کے لئے کافی مفید تھیں۔ وہوں باغوں میں چمک چمکے اور نہروں میں پانی بھی خوب بھر کیا یعنی خوب لپھانے لگی اور چمک بھی خوب معلوم ہوئے تھے۔ اس موقع پر اس کے مالک نے جو کافر تھا اپنے صحن ساتھی سے کہا کہ کچھ میرے پاس بھی مل جائے تو یہ وہاں پر دے دیا اور وہ بھی زیادہ ہیں لہذا میں تیرے سے زیادہ بکھر حالت میں ہوں، جبکہ تم نے اپنا سارا مال خرچ کر دیا، جو کچھ میرے پاس تھا وہ تو نے اللہ نے کی رضا حاصل کرنے کے لئے لے لیا۔ تب بھی ایسا ہی کرتا چاہئے تھا جیسا میں نے کیا اور میرے باغ سے وہ اپنے باغ میں گھسا، حالانکہ یہ طریقہ اللہ کو بالکل بھی پسند نہیں ہے۔ اس کہنا شروع کیا کہ میرا نہیں خیال کہ یہ کبھی تیار ہو گا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اس نے دیکھا کہ اس کے پاس زمین پہلے کے مقابلے میں اب زیادہ ہو گئی ہے نہ میری پانی بھی خوب ہے، درخت اور چمک بھی لگے ہیں۔ اس نے سوچا کہ یہ قسم ہو جائے تو اس کی جگہ اس سے بکھرا اور اچھے درخت لگ جائیں گے، باغ بھی دوبارہ بن جائے گا۔

وہ ایک قدم ہمارے پروردگار اور دینے والے حق کی رعیتوں پر اٹھا کر بیٹھا اور سمجھا کر یہ دیا، پھر یہی، چنانچہ اس نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہوگی۔ مگر کہنے لگا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف دو بار لوٹا یا بھی جاؤں تو اس سے بکھرا اور اچھی جگہ پاؤں گا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ دنیا میں یہ عزت اور مال و دولت کی فراوانی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کو اس سے محبت ہے۔ حاسن بن اہل اور خطاب بن اللات کا قصہ بھی اسی طرح ہے کہ حاسن بن اہل کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

”کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آجوں کا انکار کیا اور کہا مجھے تو مال و دولت مل کر ہے گی۔ تو کیا یہ قیامت پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے خدا سے دشمنی سے حمد لے لیا ہے۔“

(سورہ نمل، ص ۸۶)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کا حال بیان کیا جسے اللہ نے نوازا ہے:

”کہتا ہے کہ یہ میرا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں لوٹا یا جاؤں اپنے رب کی طرف تو وہاں میرے لیے بڑی نعمتیں ہوں گی۔“

(ہون، ص ۵۰)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ہم مکرر بار کافروں کو بتائیں گے جو کچھ انہوں نے تم پر یہ کام کیا اور تم انہیں مکرر عذاب و عتاب بھیجنا کریں گے۔“

تو ان سے کہا تھا:

”جو کچھ مجھ یا گیا یہ میرے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔“

(ہون، ص ۵۰)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ایسے لوگوں کو ہلاک کیا ہے جو اس سے زیادہ طاقت والے اور اس سے

زیادہ تر غریب اے تھے۔ حکمرانوں کے سوال کے گناہوں کی تفصیل نہیں چاہی جاتے تھے۔
 قادیان کے ہمارے میں کشمکش حضرت سیدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختلافات کے ذیل میں آچکا ہے۔

القدرت والی کا فرمان ہے:

”تمہارا خدا، اس آواز کو ہی اولاد دلا سکتا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے تمہارا یہ مقصد میں مکمل ہو گا۔ یہ مقصد انسان، یا ہر حیوان کی کیا ہے؟ اسے تولد کرنا، ان کے کھانے کا انتظام کرنا، بڑھ کر اولاد دینا، ان کو محفوظ رکھنا۔“

وہم ہر فی سبک ارشاد ہے:

”کیا وہ سمجھے ہیں کہ ہم ان کو کون کونسا مال داد دے رہے ہیں؟ وہ ان کو ملتی ہی ملتی تو دے رہے ہیں؟ انہیں کس سے ملنا چاہیے؟“

اسی طرح جب اسی کا خوار اور جالی کو دیکھا گا ساز و سامان میں کیا تو اس نے آخرت کا انکار نہ کیا اور یہ دیکھ کر جیسا کہ اگر آپ خوب کا حادیثہ و قصا و سوانح چلے تو اس وقت دنیا میں موجود کھانے کے پاس سے وہاں اس سے زیادہ اسے ملے گا کہ اس کا یہاں کیا تھا اس کے ساتھ جی سے تشریف لے کر اپنے گھر گیا تو کھانے کی بات کرتا ہے جس نے تجھے پہلے پیلے سے یہ کہہ کر خلافت سے تھوڑا سا بکر تھوڑے کچھ پیچھے رہا آدمی بھلا دوسری وجہ سے تو اس کے کہہ کر کچھ کہتا ہے یہ کہہ سکتا ہے کہ بات کو کچھ کہتا ہے اب تو آخرت کا انکار کیسے کرنا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں باطلی انجام میں مبتلا کرے یہ بات وہ کہتا ہے اب کیوں نہیں کر سکتا ہے میرا اپنا تو یہ حال ہے کہ اللہ میری طرف سے تم میں طرح کی بات کر رہے ہو میں نہیں سمجھتا کہ ان کا وہ جس طرح کا عقیدہ ہو کہ اللہ ہے ایسا عقیدہ نہیں کہیں کہ کہیں اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کفر کے نہیں کرتا مگر میرا تو ایسا عقیدہ ہے کہ وہ جو جسوں کو ذکر کرنے کے بعد اللہ وہ اللہ کے گارڈوں کو ذکر کرے گا اور وہ اپنے وہ فرماؤں کو جمع کرے گا میرا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اللہ کی عظمت و جلالت میں کوئی شریک نہیں، اسی کی مدد و حمایت میں کوئی شریک نہیں اس کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے سب سے بھی کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ یہاں تشریف ادا ملے تو وقت کی کہنا چاہئے تھا۔ چنانچہ کہ تم نے اپنے ہمارے بھی سمجھتے ہوئے ماشاء اللہ اللہ والا لفظ کیوں نہ کہاں اور دوست اہل ایمان میں سے کوئی خوشی اور مسرت جالی چروکے نہ کرنا کہ مستحب ہے۔

ابو سہیل موصوفی حضرت اہل بیت رضی اللہ عنہم کی معایت و نقل کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو نبی بننے سے کوئی بھی نعمت سے نوازا ہو چاہے گھر بار دار و مال کے لحاظ سے ہو یا بطن و بارات سے ہو یا مال و زاد سے ہو تو ایسے حال میں کہ اگر دو فقیر "عشاء اللہ لا ملوہ الا باللہ" سمجھا ہے تو موت کے سوا کوئی آخرت اسے نہیں آئے گی۔ گویا یہ حدیث فقہ و حدیث کبریا کی ہے۔

پھر اس ماحمی کا فرما چکی ہے کہ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آخرت میں تیرے بارے میں بھڑا دل سہا کر دے اور تیرے بارے میں کوئی آسانی طلب نہ کرے۔ میں کی جوتیرے بارے میں دعا کرتا ہوں، تو تم کو بھی دعا دے اور اس کی جگہ میں بارگاہِ حق ہے اس کی جگہ میں کوئی دلدل بن جائے اور اس کی بنیاد پر ہر دل کھنگھرنے لگے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا دل بھی چٹا جائے اور پھر اور آواز نہ آئے۔

[illegible]

آگے اللہ تعالیٰ جھنڈے کی اعزاز میں فرماتے ہیں کہ کیا تم کے دلوں پر دشنام صرف ہونے کی خطرہ ہے کہ اگر وہ دلوں کا قہر پر یہ امدادی ہو گا کہ اللہ کے جھنڈے کوئی خطرہ اٹھا کر نہ گئے گا۔ کوئی دیکھ کر نہ گئے گا۔ اس کے علم پر کوئی غائب نہ گئے گا۔ اس وقت انجیل طرح کی بات بھی ملے گی۔ آگے کی کتاب

اگر واقعہ میں یہ بات اچانک طرح سے ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ کسی کے لئے بھی یہ مناسب نہیں کہ دنیاوی زندگی کی طرف مائل ہو جائے اور اس سے

بھرنے لگے کہ رئیس سزا دی گئی ہے، یہ سن کر ہادی بنیسی خراب تھیں۔ ہم نے غلہ داروں کو یہ بتا دیا کہ اس لئے ہم اپنے بارے میں فکر نہ کرنا تھا۔ سچے۔ ان میں سے ایک نے کہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد کے مطابق یہ ایک ان میں سب سے بڑا اور منصف حجاز تھا، کہنے لگے کہ میں نے تو تم لوگوں سے کہا بھی تھا کہ ان ائمہ نہ تھے لیکن تم نہ سنے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس نے ان لوگوں سے کہا تو کہہ کر یہ بات کہہ۔ اب سزا ملی چکے کے بعد یہ لوگ مذہم ہو گئے اور اپنی منطی کا احترام کرنے لگے لیکن مذہم ہونے اور غلطی کا احترام کرنے سے اب یہ ہوتا۔ اب وقت نہ امت اور امتوال جرم سے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

کہا کہ آپ سے کہ یہ سب بری تھے اور اپنے باپ سے یہ بارے اور انت میں ان کو ملتا تھا۔ ان کا باپ بہت زیادہ مصدقہ خیرات کیا کرتا تھا لیکن باپ کے مرنے کے بعد جب معاملہ میں ان کے چھ آقا تو کہا کہ مصدقہ خیرات کرنے کے لئے کون کون لوگوں نے غلہ داروں اور باپ کی نیکیوں کو انکار کر دیا ہے۔ اب ان لوگوں نے غلامانہ مصروفیت کے بغیر سب کو ملتا ہے پس رکھ لینے کا فیصلہ کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ انت نے ہمیں سخت سزا دی۔ مگر جب ہے کہ انت توانی نے بھگت گئے اور سات بھائی تھے۔ ان کے ساتھی مصدقہ ہے کا احترام یا جسے چاہتا تھا کہ باپ کا جب باپ ملے۔ اس کے بھائی کا موصوفہ گئے کے وقت ان کا حق ادا کرنا۔ لیکن اس میں سے غلامانہ مصروفیت۔

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ میں لوگوں کا تھا۔ چند۔ چند یہ عقاب تھے لیکن کا کوئی علاقہ ہے اس کا نام ضرور ان سے ہمیں نے کہا کہ یہ علاقہ جیہ کا تھا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح ہم ایسے لوگوں کو عذاب دیتے ہیں جو اللہ سے انکارات کی خلاف ورزی کرے اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کا خیال نہ کرے۔ صرف لیکن انہیں۔ آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ ان لوگوں کا یہ واقعہ قرآن کریم کے بیان کردہ۔ یہ واقعہ کے مشابہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

”اور اللہ تعالیٰ اس کی مثالی جان کرتا ہے“ (الہدیانان) افسوس ہے کہ ان کے کہنے کا سامان پذیرفتہ ان کے پاس ہر طرف سے تیار تھا لیکن انہوں نے اللہ کی نیتوں کی دشمنی کی، اس پر انت نے انہیں ایک جہاد کا خوف کا سزا دیا تھا۔ یہ سب ان کے کرتوتوں کے اور ان کے پاس ایک رسول بھی ان کی سی سے آیا تھا، اس کو انہوں نے جھٹلایا، اس کو نہیں عذاب نے آج کل اس حال میں کہ وہ اپنے حق میں لکھا کرتے۔“

(سورہ بقرہ، ۱۷۳)

ایلیہ والوں کا واقعہ

سورہ اعراف میں فرمایا:

”اور ان سے اس کی مثال (ایلیہ والوں) کی بات دریاہت کیجئے جو سمندر کے کنارے تھے۔ جبکہ لوگ موت کے مارے میں (اکام سے) انتظار کر رہے تھے (اور) جبکہ ان کے بہت سے دریاہت کی جھیلوں ظاہر ہوتی تھیں اور جب بہت نہ ہو تو نہ تھے۔ ہم نے ان کی آزمائش اس طرح کی، ان کے لئے کہ وہ باغی تھے کہ تھے اور جب کہ ان میں سے ایک طاقت نے کہا تو ایسے لوگوں کو لوگوں صحت کئے جاتے ہو جنہیں اللہ پاک پاک کرنے والا ہے۔ بالکل اس کی اور طاقت عذاب میں گرفتار کرنے والا ہے۔ ۱۰۱۱ لے چہ پورا ہمارے ۱۰۱۲ اور کرنے کے لئے ہر طریقہ کر دیا۔ تھوڑی انتظار کر لیں پھر جب وہ بھولے۔ اس چیز کو انہیں یاد نہ آئی تھی تو ہم نے ان کو ان کی جگہ پالیا اور یہی بات سے روکا کرتے رہے تھے اور جو کہ ظلم کرتے تھے بالکل ہم نے ایک سخت عذاب میں مبتلا کیا اس لئے کہ وہ باغی تھے کہ تھے اور جب وہ کی چیزیں سے اٹھ گئے جس سے وہ کے گئے تھے وہ ہم نے ان سے کہا کہ ان کی منطی بتاؤ۔“

(سورہ اعراف، ۱۰۱۳-۱۰۱۴)

سورہ بقرہ میں فرمایا:

”اور تم خوب جان چکے ہو ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے بہت کے ہارے میں تجاؤز کیا تھا تو ہم نے ان سے کہا کہ نیک بندہ ہو جاؤ پھر ہم نے اسے (موجب) صبر بنا دیا اس زمانہ کے اور اس کے بعد کے لوگوں کے لئے اور ایک (موجب) نصیحت (بنا دیا) خوف خدا رکھنے والوں کے لئے۔“

(سورۃ بقرہ: ۱۶۵، ۱۶۶)

ابن عباسؓ، جلیلہ منکر اللہ اور سنی و فیرہ کے مطابق اصحاب مسند اہل البیت ہیں۔ ابن عباس کے مطابق اہل بطور ہر یمن کے درمیان واقع ہے تو رات کے مطابق اس زمانے میں یوم مسجد کو ظہار منع تھا اور یہ لوگ اسی کے قاتل تھے۔ اس روز چھیلیاں مٹھنیں اڑتی تھیں۔ کیونکہ اس روز ظہار نہ تھا۔ صرف ظہار ہی پر پابندی نہیں تھی بلکہ صنعت و حرفت اور دوسرے صنفوں کی بھی اس روز بھیجی جاتی تھی۔ چنانچہ چھیلیاں یوم مسجد کو اور باہر مسلمان سے پہلے پھرتیں۔ یہ لوگ چھیلیوں کو دیکھ کر ان کے پیچھے اڑتے نہیں تھے۔ لیکن یوم مسجد کے علاوہ دیگر دنوں میں چھیلیاں نہیں آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس طرح ہم نے ان کو آؤز دیا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ پیٹنے والے دن چھیلیوں کی بھرمار ہوتی ہے اور دوسرے دنوں میں نہیں آتی تو ان لوگوں نے پہلی بکرے کا یہ چیل کیا کہ جو کہ روز چھیلی کی دوز کا گئے اور دیگر مسلمان چھیلی کے راستوں میں ادا ہوا دیا چیل کیا کہ چھیلی پانی کے ساتھ جب کنارے کی طرف آتی ہے تو وہاں نہیں جاسکتی تھی۔ اب جب چھیلیاں پیٹنے والے دن آتی تو چال میں لوگ کاغزو میں اور گڑھوں میں دھس جاتے تھے اور وہاں جانے میں ناکام ہو جاتے۔ پیٹنے کا دن گزر جانے کے بعد یہ لوگ آرام سے ان چھیلیوں کو چکڑ پیتے۔ ان کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے اور ان پر لعنت بھیجی۔ ان میں سے ایک فرقہ نے اس پیٹنے پر عمل کیا تو ان لوگوں نے اس پیٹنے پر عمل نہیں کیا وہ دیکھ کر ان میں بہت گئے۔ ایک گروہ نے ان کے اس فعل پر گھبرایا اور انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ جب دوسرے فرقہ نے نہ چھیلیاں اڑا دیں اور نہ ظہار کرنے والوں کو منع کیا بلکہ ظہار کرنے سے روکے۔ ان لوگوں کو منع کیا اور یہ کہا کہ تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ جلاک کرنے والا ہے یا جن پر اللہ سخت عذاب نازل کرنے والا ہے۔ لہذا ان لوگوں کو روکنا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ لوگ عذاب کے مستحق ہو گئے۔ جن لوگوں نے ظہار کرتے سے منع کیا ان کا موقف تھا کہ ہمیں اللہ کی طرف سے اس امر بالعرف اور نئی من المشرک کا ٹھہرایا گیا ہے۔ لہذا اہم انہیں منع کرتے ہیں کہ ان کے یہ لوگ باز آجائیں اور ظہار کام سے رک جائیں۔ اگر وہ ان پیٹتے ہیں تو ان پر اللہ کا عذاب نہیں آئے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو یہ اور دعائی کے باوجود جب وہ نہانے تو ہم نے برائی سے منع کرنے والوں کو نہات دی یعنی جو امر بالعرف اور نئی من المشرک کرتے تھے ان کو ہم نے نہات دی اور ظہار کو اگر ظہار عذاب کا یہ اور انہیں بندہ بنادیا۔ اس واقعہ کو جان کر نے کا مقصد یہ تھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظہار کو کھنکھار دیا اور ظہار کو ظلم سے روکنے کی کوشش کرنے والوں کو نہات دی اور جو عاصی رہے ان کے معاملے میں سکوت اختیار کیا گیا۔ ان کے ہارے میں علماء کے دراقول ہیں، بعض لوگوں نے کہا کہ وہ بھی نہات پانے والوں میں شامل ہیں، جبکہ دوسرے بعض کا کہنا ہے کہ وہ جلاک ہوئے والوں میں سے ہیں، لیکن محض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا شمار نہات پانے والوں میں سے ہے۔ حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما نے اپنے آؤز کو ظہار عاصی سے منع فرما کر کہنے کے بعد اسی قول کی طرف رجوع کیا ہے اور پھر حکم سرکوان کے اقوال میں لہجائیت یعنی جؤز آؤز میں دیا۔

بانت دراصل یہ ہے کہ یہ بھی نہات پانے والوں میں شامل ہیں البتہ ان کا ذکر نہات پانے والوں کے ساتھ نہیں کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ واول سے اس برائی کو پابند کرتے تھے لیکن ان کو عمل سے بھی اس پابند نہ کی کا اظہار کرتا چاہئے تھا۔ اللہ کے قہر سے ہیں۔ پہلا وجہ دہم سے روکنے کا دوسرا زمانہ ہے کہ ان کے تیسرا واول سے براہانے کا ہے۔ ان میں نہات نہات کو دیکھا جائے تو چاہل جانے گا کہ یہ لوگ نہات پانے والوں میں شامل ہیں، کیونکہ انہوں نے خود کسی برائی کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے بھی برائی کو برا بھلا تھا۔

عبدالرزاق نے حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عطا فرمائی ہے نقل کیا ہے کہ جن لوگوں نے اس برائی کا اظہار کیا تھا، ان کو باقی شور والوں نے آگ کر دیا تھا اور بہت سے لوگوں نے ان کو اس فعل سے منع سے روکا بھی تھا، لیکن یہ لوگ نہانے لگے۔ لہذا یہ لوگ ایک تھک رہے تھے۔ لیکن وہ ان کے درمیان ایک رکاوٹ بھی کمزوری کر دی گئی، یہ لوگ ان کے جلاک ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک صحابہ نے جو ان کا وہ آؤز ہندھا انہوں نے وہ آؤز دھس کھولا تھا۔ اس کے بعد ان چلے گئے۔ پھر بھی کچھ نہات چلاؤ ایک شخص کو ہار چھوڑ کر دیکھ کر کہا گیا۔ جب یہ شخص ہار چھوڑ دیا تو بندہ موجود ہیں۔ ان کی دم بھی ہیں تو یہ لوگ بندوں کی زبان میں ایک دوسرے سے باتیں بھی کر رہے تھے۔ ان

لوگ نے دہانہ کھولا تو بھانے عزیز بڑا دل اور خوش دماغی کو بچھان رہے تھے لیکن خود ان کے سر میں نہ اندوں کو بچھان نہیں پاد رہے تھے۔ بڑا بچہ رشتہ داروں کے فریب آئے۔ جن لوگوں نے انگلیں ہم سب کو دکھانے سے روکا تھا انہوں نے کہا کہ کیا ہم نے تمہیں اس بڑے نسل سے نہیں روکا تھا تو بھانے صرف سے لڑکر کہے "تبی ہائی کا انہار کر رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بڑے عداوت فرمایا کہ ہم بہت ساری برائیاں کر چکے ہیں لیکن ہم انگلیں برائیاں جانتے اور نشان سے کچھ کہتے ہیں۔ اسی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اس ہستی کے جہنم بند بن گئے۔ (۱) اسے سورین گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی متحمل ہے کہ وہ اس کو توبہ دے اور بڑے عداوت فرما کر ہر گئے ان کی نسل آئے نہیں ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ کوئی بھی کلمہ تمہاری سے زائد نہ کہیں رضی اللہ عنہما لوگوں نے لکھا یا نہیں ان کی نسل بھی نہیں لکھی۔ اس سلسلے میں ہم نے سورۃ البقرہ اور سورہ اعراف میں کافی تفصیل سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ان لوگوں کے دل پر سن ہوئے تھے، فعل سے اور عداوت اور وہ لوگوں سے قرآن کریم میں اللہ نے ان کی مثال مان کی ہے۔ جس طرح فرمایا "مستعمل المستعمل المستعمل" لیکن یہ بات قرآن کریم کے ظاہر کے خلاف ہے۔ اسی طرح اصناف سے جو روایات حضور پرہیز کے بھی خلاف ہے۔ حاشا علیہم۔

قصہ لقمان

حضرت لقمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اور ہم نے لقمان کو حکمت بخشی کہ خدا کا شکر کرے اور جو کچھ حکم کرتا ہے تو اپنے ہی اوامر کے لئے حکم کرنا چاہے اور جو نہ حکم کرتا ہے تو خدا کی پرہیز کرے اور اپنی اہمیت کو یاد رکھے جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بتا خدا کے ساتھ شریعت نہ کر۔ (شرع تو خدا ہی کا) علم ہے اور ہم نے لقمان کو جسے اس کی ماں تکلیف دے کہ بیٹے میں بھانے دیکھتی ہے۔ پھر اس کو لودھ پاتی ہے اور آخر کار بارہوی میں اس کو لودھ پیتا ہے (یعنی اس کے ہر باپ کے بارے میں تا کیہ ہے کہ جو بھی حکم کرتا دہاوت ہے ماں، باپ کا بھی (کہ) ترک ہو میری طرف لوٹ کر آئے۔

اس ارکود تیرے لپٹے ہوئے کلمہ میرے ساتھ کسی ایسی چیز کا شکر کرے۔ جس کا جیسے کہ بھی ظفر نہیں تو ان کا کچھ نہ لگا۔ ہاں وہاں (کے کاموں) میں ان کا بھی طرح سا تھا۔ بڑا دل اور خوش دماغی جو اس کے ساتھ پر پھانے حکم کو میری طرف نہ کرنا ہے تو جو حکم کرتے رہے وہی سب سے ترک کرنا اور لوگوں کا (لقمان نے یہ بھی کہا کہ اپنے کو کوئی عمل (یا عرض) لہائی کے دہانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو میری بھی کسی چیز کے اور یا آسمان میں (یعنی جہنم میں) خدا کی کوئی مست کے ان اس جہنم کے گئے۔ کچھ کچھ نہیں کہ خدا یا یک بیان (اور) الجبرہ ہے۔ یہ بتانے کی پابندی رکھنا اور (لوگوں) کو اچھے کاموں کے کرنے اور برائیوں سے بچنے کے لئے رہنما اور جو سمیت تھے پر داغ ہو اس پر میری کہنا۔۔۔ چھٹک یہ جہنم سے نکال دیں۔ اور (اور) فرما (لوگوں) سے گال نہ بھیجنا اور نہ بھی پراکر نہ چٹا کہ خدا کرتا ہے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا اور اپنی جان میں احتیال کے رہنما اور (نور) لیتے وقت) اور اگر شیخہ نکلتا کہ کلام اللہ یا دہانہ لوگوں کی ہے کچھ کچھ نہیں کہ سب سے میری دہانہ لوگوں کی ہے۔"

(ابن ماجہ ج ۱ ص ۸۸)

لقمان کون تھے؟..... لقمان کو کبھی لقمان بن علی بن ابی طالب سے منسوب کیا جاتا ہے لیکن یہ بھی نے ان کا نام لیکن جرم اور قصی کے خلاف ہے لقمان بن علی بن ابی طالب سے اور کہا ہے کہ ان کا نام سے بھی لکھا جاتا تھا۔

نکلی نے یہ بھی کہ ان کا ہے کہ لقمان بن علی کے کہنے کے خلاف ہے۔

طرح زمین پر انکار کر چلنے سے بھی منع کیا ہے۔ زمین پر انکار کر چلنے سے کوئی انسان اچھا و لا کھوانی چیز تو نہیں کر سکتا کہ اس سے چہروں کے قاصد ملت نکلتے اور نہ ہی زمین پر چلنے سے وہ چھٹ نکلتی ہے۔ ہر طرح انسان بڑا ہی اور عظمت کی وجہ سے چھاؤ کی وجہ سے جو بھی نہیں چھو سکتا لہذا آپ سے رہبر ہونے کی ضرورت نکلتی۔ بخاری، مسلم اور مسند امام میں آیا ہے کہ ایک شخص وہ چار دروازہ کرنا نہ کھڑے سے چلے رہا تھا کہ راستے میں اللہ کے حکم سے زمین چھٹ چڑی اور وہ انکار دہننے لگا اور قیامت تک جھنڈا رہے گا۔ صحابہ و انور میں جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ زار اٹھانے سے پرہیز کرو، تجلید ہے جو اڑ کر پسند نہیں ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس کو فرمایا گیا "ان الله لا يحب كل مختال فخور" "کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی اترانے والے کو پسند نہیں کرتا۔" تجلید اور اترانے سے منع کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ مینادہوی اختیار کی جائے، اس لئے آگے چال چلن میں مینادہوی اختیار کرنے کی تحفین کی گئی ہے اور ہر فرمایا کہ اللہ کے بندہ زمین پر نہ چلی سے چلنے میں اور جب چال چال اور ناواقف لوگ اس سے بات کرتے ہیں تو چال سے سلامتی سے بات کرتے ہیں۔ آگے تحفین کی گئی ہے کہ صرف چلنے میں ہی مینادہوی اختیار کرنے پر اکتفا نہ کرنا چاہئے بلکہ بات چیت اور ایک دوسرے کو پکارنے اور مخاطب کرتے وقت بھی مینادہوی سے کام لیا کرو، بلند آواز میں بات نہ کرو، دہلیزی اور پسندیدہ آواز نہ کر دے کی آواز ہے۔ سمجھین میں آیا ہے کہ بات کے وقت گدھ کی آواز میں کر استعاذہ فرما کر، کہ نہ کہ گدھ اس وقت شیطان کو، فخر کرنا ہوا نہ کال ہے۔ اسی لئے آواز کو بلند کرنے سے منع کیا ہے۔ کہہ نکال اس کی ضرورت نہیں۔ خاص طور سے بچپن کے وقت آواز کو پست کرنا اور مزہ کو بلند کرنا پسندیدہ ہو چکا ہے۔ چلی جناب نبی کریم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ وہی بات اذان اقبال کے لئے ہلانے اور چہانہ کے نظر آنے کی خبر بلند آواز سے دینے کی توشہیت نے اس کی اجازت دی ہے۔ اس بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت لقمان حکیم کی عفت و موہف اور اسوہ خیر کی تلقین پائی یا شمس نفس کی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی باتوں اور اسواہ پر مشتمل بہت ساری روایات موجود ہیں۔ بلکہ آپ سے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام "عفت لقمان" ہے۔ یہاں ان میں سے کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن حکیم کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی چیز نازل فرماتا ہے تو اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں اس لئے اہل قلم کا ہم یہ حکم دیا کہ عادتِ قلم کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن نے اپنے بچے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اذکف سے بچو، اس لئے کہ یہ بات کو نصیحت ہے اور ان میں قائل نہ مت۔ مسند احمد میں یہ بھی ہے کہ قرآن نے اپنے بچے سے کہا کہ جتنا حکمت اور دانشمندی نے مساکین کو شاموں کی مجلسوں میں بچایا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ کوئی بن عبد اللہ نے قرآن حکیم کا اپنے بچے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جتنا جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو انہیں سلام کہو اور ان کے ساتھ مجلس کے سرے میں جہ جہ اور خوش رہو۔ جب تک وہ بات قلم نہ کر لیں، اگر وہ داتا قلم میں لگ جائیں تو ان کے ساتھ مزید وقت بیٹھے رہو اور اگر وہ کسی اور بات میں لگ جائیں تو وہاں سے کسی اور جگہ چلے جاؤ۔ مسند احمد میں حفصہ بن عمر کا نقل نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم نے اپنے پاس رکھی کہ انہوں کا ایک تھملا لیا اور اپنے بچے کو نصیحت کرنے لگے اور یہ نصیحت پر ایک ایک داتا لگا لے رہے۔ یہاں تک کہ وہ تھملا ختم ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا: بیٹے! میں نے تمہیں انہی نصیحت کی ہے کہ اگر یہ نصیحت کسی بچہ کو کی جاتی تو یہ بزرگ بزرگ ہوا ہوتا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ان کو پڑنا بھی بڑھ چکا ہو گیا۔

ایسا کہ سب پر مبنی ہے اہل عباس رضی اللہ عنہم جو نبی رسول اللہ ﷺ کا شاہنشاہ بن گیا کہ چاروں کو اس کا اکرام کروا دیا جس لئے کہ ان میں سے تین افراد جنت کے ہم راہ ہیں۔ ایک اہل ایمان عظیم دوسرے نبی اکرم ﷺ کے جلال و جلال میں بلال حبشی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حبشہ کا دورانیہ کیا کہ تم ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب اثرہ" میں اہل ایمان عظیم کے ذکر میں دوسری جہت یا تہمتی نقل کی ہیں۔ جن میں سے پہلے کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ "لقد اہلنا لقمان الحکمۃ" میں حکمت سے مراد اصابت دماغ ہے اور گورجو ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتا ہے کہ حضرت لقمان حبشی غلام تھے۔ حضرت سعید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت لقمان روزی تھے۔ لوگوں کے کپڑے سیا کرتے تھے۔ مالک بن دینار کہتا ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے! اللہ کی اطاعت تمہارے بچہ کو تو نہیں سناؤں گے کہ اپنے جتنی مصلحتیں حاصل ہوں گے۔ جو بن دینار نے فرمایا کہ لقمان اپنے بیٹے سے فرمایا کرتے تھے کہ بیٹے! اللہ سے ڈرو لیکن اللہ سے ڈرنا لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ ہو کہ اس نے لوگ تمہارا اکرام کرنے لگیں۔ ایسی مصرت میں تمہارا کھانا کھاؤ۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ لقمان حبشی غلام تھے۔ خود بھی کہتا ہے کہ جو یہودی تھے۔ آپ کے مالک نے کہا کہ لقمان اصغر ہے لئے ایک کبراؤ کا بیٹا۔

آپ نے کھانا نہ کرایا۔ مالک نے آپ سے کہا کہ اس کھانے کو کچھ سے میرے پاس لانا۔ آپ نے زبان اور قلب لے جا کر دیا تو مالک نے پوچھا کہ کیا اس میں ان دونوں سے کچھ اور کوئی چیز نہیں ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں، ان سے کچھ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ مالک کچھ دیر غامض رہا۔ پھر بولے کہ ایک اور کھانا لانا اور آپ نے زبان کر دیا۔ اب بولے کہ اس میں سے سب سے خراب دو حصے بیچ دے دو تو آپ نے زبان اور قلب بیچ دیے۔ سب مالک بولے کہ چلے میں نے یہ اٹھا کہ اس کی دو کچھ چیزیں ہیں جن میں سے لاکھ دو سو ترقے زبان اور قلب لاکر دیا اور جب میں اس میں سے سب سے خراب چیزیں گرا دیتے تو کھانا تو کسی زبان اور قلب گرا دیے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جب زبان اور قلب بیچ دیے تو ہمارے جسم میں ان سے کچھ اور کوئی چیز نہیں ہے اور جب یہ دونوں خراب ہو جائیں تو ہمارے جسم میں ان سے زیادہ خراب چیز اور کوئی نہیں ہے۔

ابوحنان نے کہا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جہاں کی محبت میں رحمت مت رکھ۔ اس لئے کہ اس سے دو کچھ چیزیں گرا دیں گے کام سے تو خوش اور ماضی ہے اور انشورہ و شیم کی ہوا منگی کو کم دینے کی چیز مت کھ کھال کی وجہ۔ عروہ سے بڑھ کر ہوتا ہے گا۔ عبد اللہ بن زید نے کہا کہ لقمان نے کہا خدا تعالیٰ نے زبانوں پر اللہ کی حمد ہوتی ہے یہ لوگ صرف وہی بات کہتے ہیں جو انہیں اللہ کی طرف سے ملتی ہیں۔ غیاث نے کہا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے اس میں غامض رہو کچھ چھپانے میں ہونا کہ بات چاندنی کی ہونا غامض ہونے کی ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹے زبان سے اللہ اور ہوائی کھانے سے دور رہو۔ کیونکہ ہوائی کھانے کے لئے پیدائشی لگا ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ نعمت میں نقصا ہوا ہے کہ بیٹے اس میں سے کچھ اس لئے کہ جس میں دشمن کو دور کرنا چاہیے اور نعمت کو بھی اسی طریقہ پر کھانا چاہیے جس طرح غنی کو نعمت ملتی ہے۔ بیٹے نے زیادہ نصیحت پر پھر کھانا اس لئے کہ نصیحت کی زیادتی انشورہ کے دل کے لئے موت ہے۔

عاصم بن مہمل رضی اللہ عنہ جید بن میر کو قول نقل کرتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، چنانچہ قاعدہ کے لئے جو اس میں بیٹا کر جب تک کہ میں اللہ کا ذکر نہ کر دوں گا۔ ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ اس لئے کہ اگر تم عالم ہو تو تمہارا علم تمہیں فائدہ دے گا اور اگر تم جاہل ہو تو تمہارا افتخار ہو تو تمہیں شکست دے گا۔ اگر تمہاری طرف سے ان پر کوئی رحمت نازل ہوتی ہے تو تمہیں بھی رحمت پہنچ جائے گی۔ چنانچہ اسی مجلس میں حضرت عثمان جہاں اللہ کا ذکر نہ کر دوں گا۔ اس لئے کہ اگر تم عالم ہو تو اس وقت تمہارا علم تمہیں فائدہ دے گا اور اگر تم جاہل ہو تو تمہارا افتخار تمہیں شکست دے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ میرا کھانے کا طور پران پرانی ہوا منگی کا وبال نازل کرے تو وہاں تمہارا علم بھی نازل ہو گا۔ اے بیٹے! اسی ایسے شخص پر غفلت کر جس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلمانوں کے خون سے رنگا ہو اس لئے کہ کھانے کے ہاں اس کا بھی قائل ہو جو وہ ہے اور اس کے بغیر دوسرے کا نہیں۔

عروہ کا کہنا ہے کہ نعمت میں لکھا ہوا ہے کہ بیٹے! آپ کی بات اچھی ہوتی چاہئے اور آپ کو کس کھانے چاہئے، اگر ایسا ہو جائے تو تم لوگوں میں ان لوگوں سے بھی زیادہ پیوند چھین جاؤ گے جو لوگوں کو بے نیاز و غفلت دیتے ہیں۔ عروہ نے یہ بھی کہا تھا کہ نعمت میں یا قوتات میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ نری نعمت اور انشورہ کی چیز ہے۔ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جس طرح تم لوگوں پر رحم کر دو گے تمہارے ساتھ بھی رحم کیا جائے گا۔ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جیسے ہونے دے ویسے ہی کاٹو گے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے دوست سے محبت کرنا اپنے دوست کے باپ سے محبت کرنا۔ لقمان سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ صابر شخص کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا، ایسا میر جس کے بعد پریشانی نہ ہو۔ پوچھا گیا کہ کونسا شخص زیادہ صاحب علم ہے؟ جواب دیا کہ جو لوگوں کے علم سے علم میں اضافہ کرے۔ پوچھا گیا کہ کونسا شخص بخیر ہے؟ فرمایا کہ "مفتی"۔ پوچھا گیا کہ کونسی ہے کیا مراد ہے؟ کیا ایسا شخص جس کے پاس ہاں نہ؟ فرمایا کہ نہیں۔ کیا وہ شخص ہے کہ جس کے پاس کوئی بھلائی اور خیر جہاں کی جائے تو مل جائے۔ صورت دیگر خواہ وہ اس سے بے نیاز رہے۔ پوچھا گیا کہ کونسا شخص برا ہے؟ تو فرمایا وہ شخص جو اصلاح پر گناہ کرتے ہوئے لوگوں کی پروا نہیں کرتا ہو۔ مالک بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے نعمت کی باتوں میں پانچ کھانے لکھے تو ان کی خواہشات کے مطابق بات کرنے والوں کی پانچوں کو بڑھ کر بڑھ کر دے گا۔ وہاں یہ لکھا گیا کہ "معلوم چیز کو معلوم کر لینے کا کوئی فائدہ نہیں، اسی طرح معلومت پر عمل کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ایسا بھی ہے جیسے ایک آدمی نے غلوں میں کھانا کھا لیا اور پھر اسے نقصان لگا تو اس سے وہاں نہیں لگا تو اس سے مزہ لکھ لیا یا منگی کر کے ایک اور کھانا کھا لیا اور لقمان حکم نے اپنے بیٹے سے یہ بھی فرمایا کہ بیٹا تمہارا

کہا تا نیک لوگ کہ اس عوام نے معاملات اور مسائل میں علماء سے مشورہ کیا کرو۔
ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ اس عوامی نے اعراب بنی تمیم کو نبوت اور صحت کے درمیان اختیار یا تو آپ نے نبوت کی بجائے صحت کو اختیار کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خواب میں آکر آپ کے اندر صحت ڈال دی۔ اس کے بعد سے آپ صحت کی باتیں کہتے گئے۔ لہذا کہتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نبوت پر صحت کو کیوں فوقیت دی جبکہ آپ کو آپ کی طرف سے انتخاب کا حق دیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا، اگر مجھے نبوت بلکہ فریضہ اور مذہب کی درجہ دی جاتی تو مجھے اس میں کامیابی کی امید تھی اور یہ مذہب کی بجائے میرے لئے آسان ہوتا جبکہ میرے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ مجھے تو اختیار دیا گیا تھا، لہذا میں نبوت کی (مذہب کی) اٹھانے سے ڈر گیا۔ اس لئے مجھے صحت پسند ہے۔ یہ روایت قاضی نوہ ہے۔

تفسیر اصحاب الاخذہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

ترجمہ: "..... آسمان کی قسم جس میں نوح ہیں۔ اور اس دن کی جس کا وہ ہے اور حاضر ہونے والے کی اور جو اس کے پاس حاضر کیا جائے اس کی، کہ خدقوں کے (کھودنے) کا یہ ناک کر دے گئے۔ یعنی (آگ کی خدقیں جس میں اندھن) جھوک کر کہا ہے۔ جبکہ وہ ان (کے کناروں) پر بیٹھے ہوتے تھے اور جو تختیاں اہل ایمان پر کر رہے تھے ان کو مٹا دے گئے۔ تھے۔ اہل کفر کو مٹا دیا یہ بات بری تھی مگر یہ کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوتے تھے جو غالب (اور) قاضی متاعل ہے وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور خدا پر جو سے اذیت ہے۔ جن لوگوں نے اس مردوں اور عیسویوں کو تلقین کیا، اس لئے کہ ان کو اور خ کا مذہب بھی ہو گا اور مجھے کا مذہب بھی ہو گا۔" (صحاح ابی داؤد)

مفسرین اس آیت کا خیال ہے کہ اصحاب الاخذہ کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا زمانہ ہے۔ بعض لوگوں کی رائے اس کے برعکس ہے۔ ایک تیسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ یہ لوگوں سے مختلف ہے۔ اس گروہ کا کہنا ہے کہ ان قرآنی آیات میں جس واقع کا ذکر ہے اس طرح کے واقعات نہ چاہیں بہت قریب آتے ہیں۔

لیکن قرآن میں جن لوگوں کا ذکر آیا ہے ان کے بارے میں مسلمہ سند احمد اور سنائی میں حضرت صہب رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔ اسی طرح اہل اسحاق نے بھی ایک روایت نقل کی ہے۔ ان دونوں کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت صہب رضی اللہ عنہ عزیب ابی کریم رضی اللہ عنہ کا اور اہل نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا، جادوگر ہوا جادوگر کیا تو اس نے بادشاہ سے کہا، اب میں جادوگر ہوا ہوں اور میرے والد ابوں۔ آپ کوئی تو فرما کر مجھے دے دیں کہ اسے اپنا من گھڑا سکھائیں۔ بادشاہ نے جادوگر کی صہب خواہش ایک تو فرما کر اس کے پاس بھیج دیا، بادشاہ اس کے پاس آئے جانے لگا۔ بادشاہ اور جادوگر کے درمیان ایک مہاب تھا، لہذا اس مہاب کے پاس بھی جانے لگا۔ لڑکے کو مہاب کی باتیں پسند آئے لگیں۔ وہ جادوگر کے پاس جاتا تھا تو اسے دے جانے سے ہار جاتی اور گھر جاتے، پھر گھر والے پتلی کرتے اس سے مہاب کو اپنی بی بی بناتی تھی تو مہاب نے یہ طریق سکھا کر جادوگر کو دے دے لگے، پتا نہ کر گھر آتے ہوئے دہر ہو گئی اور گھر والے مارے لگیں تو کہنا کہ جادوگر کے پاس دہر ہو گئی۔

ایک دن وہ جادوگر اس نے دیکھا کہ اسے میں ایک بہت بڑے جانور نے لوگوں کا دست روک رکھا ہے اور لوگ اس کی وجہ سے گمراہی جانتے تھے اس نے کہا کہ آج مجھے پتا چل جائے گا کہ جادوگر خدا کا محبوب ہے یا مہاب۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چمڑا لیا اور کہا کہ اسے خدا کا مہاب آپ کو محبوب ہے تو اس جادوگر کو ختم فرما دے تاکہ لوگوں کا دست کھل جائے اور پھر بخیر و بارے جانور مریگا اس نے ہا کے مہاب کو سوزنا حال بتائی تو مہاب نے کہا کہ چناؤ تو مجھ سے یا خدا کہ ہے۔ بادشاہ کو پتا نہ چلا کہ آئے دلی ہے۔ اگر تھو پتا نہ چلا کہ کسی کو نہ تھا۔ مہاب وہاں کا جادوگر اور اہل اس کے پیادوں اور ہر طرف کے عرص میں جھکا لوگوں کا مہاب علانی کر کے لگا۔ لہذا اس کے ہاتھ میں شفا کو دی۔ اس دوران بادشاہ

کافیہ درباری تادم تھا ہو گیا۔ اس لڑکے کے بارے میں سنا تو بہت سارے جہاد اور شہادت کے اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ مجھے شہادت دے کے تو یہاں جو کچھ ہے یہ سب تمہارا ہو جائے گا۔ لڑکے نے کہا میں تو کسی کو شہادت نہیں دیتا۔ شہادت دینے والا اللہ ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ اور اللہ سے دعا کرو گے تو تم شہادیاں ہو جاؤ گے۔ چنانچہ اس نے دعا کی تو اسے شہادت ملی۔ اس کے بعد وہ شخص بادشاہ کے پاس آوا اور اس جگہ بیٹھ گیا جہاں بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تمہاری آنکھیں کس نے میسج کیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے وہ بے جوہر اور تمہارا رب ہے۔ اس پر بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا تمہارا رب میرے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا اور تمہارا رب ایک ہی ہے۔ اب بادشاہ اس وقت تک سزا دیتا رہا جب تک اس نے خدا کو لڑکے کا کام نہ کرنا بتا دیا۔ اب لڑکے کو لایا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ لڑکے کا مجھے بتا چاہے کہ تیرے پاس کوئی جادو ہے جس کی مدد سے تو ہمارا دل انھوں اور میں میں جھکاؤ کوں اور دیگر چاروں کا علاج کرتا ہے؟ لڑکے نے جواب دیا کہ میں تو کسی کو شہادت نہیں کرتا بلکہ اللہ عزوجل شہادت دیتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ میں ہوں؟ لڑکے نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر بادشاہ کہنے لگا کہ کیا میرے علاوہ کوئی تیرا کوئی رب ہے؟ تو لڑکے نے جواب دیا کہ میرا اور تیرا رب ایک ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے اسے بھی سزا دی شروع کر دی اور اس وقت تک سزا دیتا رہا جب تک اس نے ماہی کا پتہ نہ بتا دیا۔ اب ماہی کا پتہ لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے بھر جاؤ۔ ماہی نے انکار کر دیا تو اسے توبہ سے روکا۔ لڑکے نے کہا اب اس اللہ سے ہے کہ کیا کیا اپنے دین سے بھر جاؤ۔ لڑکے نے اللہ کے حکم سے شہادت کیا۔ اللہ اس نے بھی انکار کر دیا تو اس کے ساتھ بھی وہی عمل ہرایا گیا جو ماہی کے ساتھ پیش آیا تھا۔ آخر میں لڑکے سے کہا گیا کہ اپنے دین سے بھر جاؤ۔ لڑکے نے انکار کر دیا تو لڑکے کو ایک قافلہ سے ساتھ لے کر بادشاہ اسے کسی پہاڑ کی طرف روانہ کر دیا اور کہا کہ تمہارا اس پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے تک اگر چاہتے دین سے بھر جاتا ہے تو تم اسے واپس لے آنا بصورت دیگر اسے وہیں سے نیچے لے چلا جائے۔ یہ لوگ جب لڑکے کو لے کر پہاڑ کی چوٹی تک پہنچے تو لڑکے نے دعا کی کہ اسے اللہ تعالیٰ سے ساتھ جیسے مرضی ہو جہنم کو اور تو میری طرف سے ان کے لئے کافی ہو جائے کہ بعد پناہ اس ذمہ سے ہٹے گا کہ وہ سب لڑھک گئے۔ اب وہ لڑکا ایک مرتبہ پھر بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان کا کیا ہوا؟ تو لڑکے نے جواب دیا کہ اللہ نے ان کا کام تمام کر دیا۔ اس مرتبہ بادشاہ نے اسے ایک کمرہ کے ساتھ مسند دے کر اسے میں بیٹھ دیا اور تاکید کی کہ وہاں بیٹھنے کے بعد لا کر اپنے دین سے بھر جاتا ہے تو واپس لے آنا بصورت دیگر اسے مسند میں غرق کر دیا۔ جب یہ لوگ مسند میں گئے تو لڑکے نے دعا کی کہ اسے اللہ تعالیٰ سے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق سلوک کر۔ اس پر سارے لوگ مسند میں رہ گئے۔ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس پہنچ گیا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان کا کیا ہوا؟ تو لڑکے نے جواب دیا کہ اللہ نے ان کا کام تمام کر دیا۔ لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ آپ جب تک وہ کام نہ کریں گے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں اس وقت تک آپ مجھے نہیں رہ سکتے۔ بادشاہ نے کہا کہ بتاؤ لڑکے نے بتایا کہ لوگوں کو ایک مکمل میدان میں جمع کر کے کچے مٹی سے بانہ بنو۔ پھر میرے ذہن سے ایک جہز روانہ اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔ کہہ کر تیرا بلاؤ۔ اگر آپ اس طرح کر لیں تو آپ مجھے رہائیں گے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ جہز لڑکے کی کشتی پہنچا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر گئے کے مقام پر رکھا اور مر گیا۔ اب لوگوں نے غرو لگا دیا کہ "ہم لڑکے کے رب پر ایمان لائے ہم لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔"

بادشاہ سے اور بارہوں نے کہا کہ آپ جس بات سے ڈرتے تھے وہ بات ہو گئی۔ سارے لوگ تو مسلمان ہو گئے۔ اب بادشاہ نے بڑی بڑی شخصیات کھدوائیں اور ان میں آگ بھری اور اعلان کر دیا کہ جو اپنے پرانے دین کی طرف لوٹ آتا ہے اسے چھوڑ دیا جائے اور جو لوٹے اسے ان شخصوں میں ڈال دیا جائے۔ یہ سب کچھ دیکر سارے لوگ ڈرے ہوئے اور اسلے ہڈا رہے تھے۔ اس دوران ایک عورت جس کی گود میں ایک بچہ تھا، اس کو آگ میں ترے سنا دیا۔ بچہ بچھڑا ہوا لڑکا اس جان میر کر دیا۔ بچہ نکلا آپ تکی پر ہیں۔

اس واقعہ کو ابن اسحاق نے دوسرے احوال میں اس طرح بیان کیا ہے کہ اہل غزوان شریک تھے جنوں کی پرستی کیا کرتے تھے۔ غزوان کے قریب ایک بستی تھی جس کا ایک چاروگر ہوا کرتا تھا۔ وہ اہل غزوان کے لڑکوں کو چارو سکھاتا کرتا تھا۔ اس دوران ایک شخص نے غزوان اور اس کی بستی کے درمیان چارو والا اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔ ایک شخص سامنے بھی اپنے بیٹے عبد اللہ کو غزوان کے لڑکوں کے ساتھ چارو سکھانے بھیجا شروع کر دیا۔ عبد اللہ بن جابر خیر کے پاس سے گزرتا تو اسے خیر کے اندر موجود شخص کی عبادت اور لڑکا میں مصروفیت اچھی لگتی۔ اب اس نے خیر میں جانا

کرتے تھے اس لئے عبرانی سے عربی زبان سے ترجمانی کرتے ہوئے بہت زیادہ غلطیاں کرتے تھے۔ لہذا ان کی توراۃ میں سے بہت کچھ غائب ہے اور جو اس میں بھی بہت زیادہ غریب ہے۔ اگر کوئی اس کو دیکھے اور خود کرے تو اسے صاف صاف محسوس ہوگا کہ اس کے اندر بہت زیادہ گزہ ہے۔ کعب احبار کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمان ہوئے تھے۔ اہل کتاب کے سوا لیون میں ان کا بڑا نام ہے۔ یہ اہل کتاب کی بہت ساری باتیں نقل کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی بعض باتوں کو جو حق کے مطابق ہوں سراپے تھے۔ اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ بہت سارے لوگ کعب احبار سے باتیں نقل کیا کرتے تھے۔ نو کعب احبار بھی باتیں نقل کرنے میں مبالغہ سے کام لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن کی بہت سی باتیں حق سے قریب نہیں ہوتی تھیں اور بہت سی باتیں غلط ہوتی تھیں اور بہت سی باتیں حق سے مطابقت رکھنے کی وجہ سے صحیح بھی ہوتی تھیں۔ بخاری شریف میں کعب احبار کے بارے میں حضرت مسند بنی اسرائیل کا یہ نقل موقوف ہے کہ اگرچہ کعب احبار اہل کتاب کی باتیں نقل کرنے والوں میں سب سے زیادہ سے ہیں تاہم اس کے باوجود ان پر نبوت کا اندیشہ رہتا ہے اور یہ نبوت ان کے قصہ اور ارادے سے شامل نہیں ہوتا۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد موقوف ہے کہ لوگ اہل کتاب سے کسی بھی بارے میں پوچھتے ہیں۔ حالانکہ تمہارے پاس موجود قرآن کریم اللہ کی کتابوں میں سب سے جدید ہے۔ تم اسے ضرور پڑھا کر اس میں طاہرات نہیں ہے تمہارے سامنے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب میں بدو بدل کر ڈالا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اس میں تحریف کر کے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے عوض خود اسباب نکالیں۔ تمہارے پاس جو علم ہے یہ تمہارے لئے کافی ہے اہل کتاب سے نہ پوچھا کرو۔ چند اہم سے ان میں سے کسی بھی شخص کو نہیں دیکھا جو تم سے قرآن کریم کے بارے میں پوچھتا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اہل کتاب سے کچھ بھی نہ پوچھا کرو۔ وہ تمہیں کج باتیں نہیں بتائیں گے۔ وہ تمہارے دامن سے پوچھنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یا تو تم حق کی بحث کر کے ٹکڑے یا اہل کی تصدیق کر دے گے۔

بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار بندہ جرجہ کا قصہ

امام احمد رحمہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ انیس اوہ بن جرجہ نے بتایا کہ انیس یعنی اوہ بن جرجہ ان کے والد نے محمد بن یحییٰ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سن کر سنایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم (نومولود) بچوں کے سوا دنیا میں کسی (نومولود) نے تمہارے میں گفتگو نہیں کی۔ ان میں سے ایک مہنی بن حریم (علیہ السلام) تھے۔ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بقول آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار شخص جرجہ کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے اور انتہائی عبادت گزار شخص تھے۔ انہوں نے ایک مسجد (عبادت خانہ) بنایا تھا اور اس میں شب و روز خدا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ یہ کچھ کر ایک دوکر دیکھنے والے بنی اسرائیل کے دوسرے لوگوں سے کہہ کر وہ چلا تو وہ جرجہ کو زیر کعب کا دروازہ بجا رہتا کہ کعبہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ وہ لوگ دے کہ ہاں ہم یہاں پہنچے ہیں۔ چنانچہ اس شخص نے اس کی یہ کعبہ نکالی کہ ایک چوہا سی کروڑوں بھاری کھجوریں آہنگ میں چڑا کر شام کو انیس لے کر جرجہ کی عبادت گاہ کی دیوار کے پاس آ جالی اور رات کو وہیں ہوتی تھی۔ وہ چوہا سی فصل سے بھی انیس کے پیچھے پیچھا کرتے تھا۔ وہاں چوہا سی چڑھائی کے پیچھے ہوا تو اس کا سوا اور بختہ ہوا تو انیس نے بنی اسرائیل کے لوگوں سے کہا کہ کیا کہنا کہ بنو اسرائیل کے جرجہ کے کہتے تھے کہ وہ کعبہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جمع ہو کر جرجہ کے صومعہ کی دیوار کے پیچھے پہنچے اور اس چوہا سی سے جس کا کوئی شہر نہیں تھا وہ چھا کتبہ پکڑ کر لے کر چوہا سی نے جسے اس شخص نے بھاگایا اور کھجوریں چھایا تھا کہ یہ پیچھے جرجہ کا ہے۔

اس عبادت گزار بنی اسرائیل سے یہ سن کر ان لوگوں نے جرجہ کو نہ صرف برا بھلا کہا بلکہ گالیاں تک دیں اور ان کا صومعہ بھی منہدم کر دیا۔ اور جرجہ کا عبادت میں یہ حال تھا کہ ان کی ماں کی یاد ان سے گفتگو کرنے صومعہ میں آ جاتی تھی اور بار بار انہیں یاد آ کر کبھی بھی کہ جرجہ میری

طرف دیکھو میں تمہاری ماں ہوں لیکن دوسرے کہ ماں اور عداوت دونوں میں سے کس کا انتخاب کریں اور آخر کار عداوت کو ترجیح دے کر اسی میں مشغول رہے اور ماں کو کوئی جواب نہ دیتے تھیں جب پرہیزگاری کا الزام لگایا گیا اور پھر فریاد کی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے میرے پروردگار کو اپنی قدرت سے میرے واسطے سے لوگوں کے گناہے ہوئے اس لحاظ سے اقام کے واسطے کو صحت دے اور جب انہیں انصاف کے ذریعہ عظم ہو کر کذب و افتراء سے ان کی درغالتوا فرمائی ہے تو انہوں نے انہی لوگوں سے کہا کہ وہ اس بچے ہی سے کیوں نہ چھوٹیں کہ اس کا باپ کون ہے۔

جرتج سے یہ سن کر پہلے تو وہ لوگ جیسے مردان کا مصحف لڑاتے تھے لیکن ان کے سر پر انہوں نے اس کو موند بیٹھے سے کہا کہ وہ بتائے کہ اس کا اصلی باپ کون ہے تو اس بچے نے حکیم احمد اللہ تعالیٰ فوراً جواب دیا کہ کھانا چھو لیا۔ اس کو موند بچے کو گوارے میں بولتے و گچہ کر وہ لوگ جہان رو گئے اور جرتج سے معافی مانگ کر کہنے لگے کہ وہ ان کا سوا سوا کی انہوں سے بخیر رہے گا اور بہت سارا مال بھی رہے گا۔

ان لوگوں سے یہ سن کر جرتج بولے کہ ان کا کسی سے علاج ہو انکا سوا سوا ہی ان کے لئے کافی تھا۔ اس کے علاوہ وہ کسی دوسری چیز کے پہلے خواہشمند تھے اور ناپ جیتے۔

اس حدیث مبارکہ کو مختلف تصانیف و بیویں نے جن میں بھی کئی حدیثیں بھی شامل ہیں یہ اسناد وایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جن تین کو موند بچوں کی گوارے میں ٹھٹھکا کر ذکر فرمایا ان میں مصطفیٰ بن مریم علیہ السلام، بنی اسرائیل کے اس جرتج تانی شخص کی حمایت میں اس چوہا کی کہ موند بچے کی ٹھٹھکا کے علاوہ اس کو موند بچے کو بھی ذکر فرمایا تھا جس نے عزیز مصر کی بیوی زلیخا کی طرف سے مغرت پرست علیہ السلام پر لگائے ہوئے ظلم اس کی گوارے میں ٹھٹھکا کرتے ہوئے دلیل قرآنی کی تھی اور انہیں پاک دامن ثابت کیا تھا۔

اکثر مستند بیویں نے اس آئمہ کو کہنے کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آئل فرعون کے ایک شخص کا بچہ تھا جو بعد میں ان بھٹ کے نام سے مشہور ہوا۔ واللہ اعلم۔

قصہ برصیحا

یہ قصہ راہب جرتج کے قصے کے بالکل برعکس ہے کیونکہ راہب جرتج کا جھڑپلے بیان کیا گیا ہے کہ اس میں جرتج بے گناہ ثابت ہوئے لیکن اس قصے میں راہب کا ذکر ہے اور حقیقت بکرم تھا۔

اس قصے کو ان جریر نے بھی بیان کیا ہے مسعودی، مخبرو کی زبانی اور امش عمار عبد الرحمن بن یزید اور عبد اللہ بن مسعود کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وہ راہب احمرات ہے یہ قصہ ان مسعودی احمد سے سنا جنہوں نے قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر کے ضمن میں یہ قصہ بیان کیا۔ وہ آیت قرآنی درج ذیل ہے۔

ترجمہ: منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ ظلم ہو جائے وہ ظلم ہو کر کہتا کہ مجھے تجھ سے کچھ مرکار نہیں مجھ کو تو خدا نے اب ایمان سے ڈال دیا ہے تو دونوں کا کیا نام یہ ہو کہ دونوں دروغ میں داخل ہوئے جبکہ اس میں دین کے اور بے انصافوں کی بھی مثال ہے۔

(سورہ بقرہ: ۱۷۰)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون بکریاں چرائی تھی، اس کے چار بھائی تھے، وہ خاتون رات کو ایک راہب کی عداوت گاہ کے پاس سویا کرتی تھی ایک رات راہب نے اس خاتون سے بدگامی کی، چنانچہ وہ حاملہ ہوئی شیطان نے راہب کے پاس آکر کہا کہ اسے قتل کر کے دکان پر نیک آدمی ہو لوگ تمہاری بات کو بچ جان کر مان لیں گے۔ راہب نے اسے قتل کر کے دفنایا کہتے ہیں کہ شیطان اس خاتون کے بھائیوں

کے خواب میں آیا اور ان سے کہا کہ تم اس خانہ میں مصروف عبادت رہا جب تھری لیکن کا قاتل ہے اس نے پیچھے اس سے بدکاری کی جب وہ جگہ ہوئی تو اسے لگی کہ نسل جگہ غلامی کا دوسرا ہے۔ ایک نے کہا کہ میں نے مدت خدایک خواب دیکھا سوچ رہا ہوں کہ کیا اس بات کا اس کا یہاں ہے کہ کتا کو اس نے ہاتھ بیان کیا دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی ایسا خواب دیکھا جس سے نے کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی دیکھا۔ اب سب کہنے لگے کہ کوئی بات ہے جو سب نے ایک ہی جواب دیکھا یہ لوگ اپنے سرور کے پاس گئے وہاں سے راہب کے خلاف کانٹا لگ کر اس کے لئے تیار کیا اور پھر راہب کو لے کر یہ لوگ سرور کے پاس جانے لگے۔ اس دوران اس کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا کہ میں نے ہی تمہیں اس برائی میں جلا کر رکھے ہیں اور میں ہی تجھے اس سے بڑا دانستاروں کو بھجوا چکا ہوں کہ اسے کا تو میں تجھے اس برائی سے بچاؤں گا جس میں تو مجھے چکا ہے اب اس راہب نے شیطان کو بد کیا جب یہ لوگ راہب کو لے کر سرور کے پاس پہنچے تو شیطان نے اس سے برکت کا خواہاں کیا۔ ان لوگوں نے اس راہب کو لے کر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ دوسرے مقام میں سنتا ہے فرماتے ہیں کیا یہ راہب نے ہاتھ بڑی تک عبادت کی شیطان نے اس کو انہوں میں جلا کر رکھے کی کوشش کی لیکن اسے بچانے میں ناکام رہا تو اس نے ایک عورت کے دل پر منہ کر دیا اور اس عورت کے ہاتھوں سے کہا کہ تم اس راہب کے پاس اسے پہلو پر اس کا ہانا کر کے گاچہ لپٹا اس کے بھائی اسے لے کر راہب کے پاس گئے اس نے عورت کا ہاتھ شروع کر دیا اور عورت اس کے پاس رہنے لگی۔ راہب نے اس عورت پر فریاد ہو گیا اور اس سے بدکاری کر بیعت عورت کو اس سے ملے ہوئے تو اس نے اسے لے کر الگ ادب عورت کے بھائی آئے تو شیطان نے راہب سے کہا کہ میں نے تیرا میں تمہیں دو دنوں کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا تو میں نے یہ کام کر دیا۔ راہب نے میری بات مان لے تو تجھے میں چیلوں گا تو تجھے یہ کہہ کر لے۔ راہب نے اسے جبراً لے لیا تو شیطان نے کہا کہ میں تجھے سے برکت کا اعلان کرتا ہوں۔

تین آدمیوں کا قصہ جو عمار میں گھس گئے تھے

انکار شریف تھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچھڑانے میں نہیں افرادہ ہے تھے کہ بدشروع ہو گئی دو لوگ ایک ماہر میں چاہا لیکن کسی غرض سے گھس گئے چاک ایک ماہر کا منہ ہو گیا تو یہ لوگ آپس میں کہنے لگے جو عمار انہیں اس مصیبت سے بچائی کے عمار کوئی چیز نہایت نہیں دے سکتی لہذا ہر شخص اللہ سے اپنی بچائی کا حوالہ دے کر دھما کرے۔ ایک شخص کہنے لگا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرا ایک ملازم تھا اس نے میں صاف چاول پر میرے پاس کا کھانا دیا۔ دوسرا ملازم دوسری چیز دیکھا تو میں نے ان چاولوں سے کھتی پانی کی کھٹی دلی کی بیڑا داسکی آمدنی سے میں نے ایک گائے خریدی وہ اس کے بعد وہ کھن گھر۔ چنانچہ اس کو بلی اجرت دیکھنے لگے تو میں نے کہا کہ یہ گائے نے چار دیکھنے لگا کہ آپ کے پاس میں صاف کے بعد چاول ہے میں نے کیا یہ گائے نے چاہی ہی چاول کا کھن ہے اس کے بعد وہ گائے لے کر چلا گیا۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے خوف سے کیا تو تھوہارے لئے رات بھر سے ملے میں جھڑکا سا مارک لیا اب دوسرا کہنے لگا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرے والد بن لڑے تھے۔ اس دن کے لئے رات اپنی بکری کا دودھ سے نہا ہوا تھا۔ ایک رات مجھے یہ ہوئی، میں گھبرا یا تو وہ دوسرا سوچے ہوئے جگہ میرے پاس بنے جگہ کی وجہ سے بن گیا۔ ہے تھوہارے میں اپنے والد کو چاہئے پھر ان کو پلا نہیں رہا تھا، مجھے اپنے والد بن کو کھند سے اٹھا، بھی بہت تھکا، مجھے بھی بہت تھکا وہ اپنی دلی سے مرہم رہیں۔ میں ان کا دل میں لے کر ایک چاندنی لگی، مجھے وہ تمام اہل لوگ میں سب سے زیادہ محبوب تھی، میں نے اس سے بدکاری کرنے کی کوشش کی تو اس نے ایرا کرنے سے انکار کر دیا اس نے شرط رکھی کہ سو دن لگا دو تو ایرا کر سکتے ہو، میں

سودا چار بیع کرنے میں لگے گا، پھر ایک دن ایسے آجاکہ میں نے سودا کر لاکرا سے دیدیا۔ پھر میں نے داغی مجھے اپنے اوپر قدم دے دی، وہی پھر جب میں جگہ کر کے لئے، پہلے چار سودا ہو گئے، میں نے کہا: ساتھ سے دو اور سودا کرنا، قافلہ صحتوں۔ یہ کہنا تھا کہ میں کھڑا ہو گا اور سودا جگہ جگہ دے گا۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے ایسا کھلن، تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا، خدا ہمارے لیے راستہ عاریتے۔ اس کے بعد اللہ نے راستہ عطا کیا اور وہ چلنے لگے۔

ہا جئے، برص زدہ اور معجزے کا لقب۔

[illegible]

کافی عرصہ بعد فرشتہ دوسری شکل میں صورت لے کر برہم دیوہ کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ میں ضرورت مند ہوں سفر میں مال اسباب قسم قسم میں گنایا ہے
وہیں جا کر کوئی انتظام کرنا ہے۔ صرف اللہ سے امید ہے اس کی ہمت و تقویٰ کے لئے جو کچھ خدا کے پاس ہے میں تجھے اس ذلت کا واسطہ نہ ہوں۔ تجھے اپنے ہمارے ساتھ
خوبصورت جلد سے لانا ہے جس پر مستتر ہے کہ میرے پاس کافی مال و دولت ہے۔ تو مجھے صرف ایک دانہ دے۔ اس سے میں اپنا سفر جاری کر سکتوں گا
اور منزل تک پہنچ سکتا ہوں۔ اس کا میں دیوہ نے جواب دیا کہ میرا سوا براہ راست ہیبت ساری نام نہاد داناں ہیں۔

فرشتے نے کہا کہ گلہ ہے کہ میں تمہیں بچا کر لیا ہوں، کہا تمہیں رزم کی تیار کی نہیں تھی تمہیں کی ابو سے لوگ تمہیں کئے، مجھے بتائیے کہ تم نے فرشتوں سے کہا کہ تمہیں لے کر آؤ؟ اس نے جواب دیا کہ میں تجھ کو سنا میرا زمانہ ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تو مجھ سے زیادہ پرانی حالت پر تمہیں چھان کے بوجھ ہے۔
 (ادارے کے جانے۔)

فرشتہ اب سمجھے کہ پاس فکر صورت بدل کر گیا اور اسی طرح وہ نے بچے کا جس طرح بوسہ زدہ کے پاس جو کہ کیا خلاصے سے بھی بوسہ زدہ کی طرح جواب دینے فرشتہ نے اسے بھی اسی انداز میں ہار کی کہ اگر کوئی جموجاں سے تو نہ ہو بلکہ حالت پر نہیں ہر دے والے جانے۔

فرشتہ اب دعا کے جس شکل سے موصوفہ دل کو گمیا اور کہا کہ مسافر اور مضر سے جتنوں کو غارِ ارض میں چلا گیا، انہی کی کوئی تکمیل نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ سے مہیا ہے۔ یہ کہہ کر نکلا۔ چلا کر وہ جسے اس ذات کو واسطہ ہے، جس نے تجھے پہلی دنیا کی انہی کی کرتا مجھے ایک تکرار دے۔ میں اس کے ذریعے اپنے اس سفر پرانے کو دکھاتا ہوں۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں تاجہ فقہ اللہ نے مجھے دعائی انہی کی میں فقیر اور محتاج تھا اللہ نے مجھے ملکہ اور جلائی۔ کہنا اب تم جتنا چاہو مال کے لوگوں تمہیں ملے گی۔ کراں کہ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو میں تو تم کو گمراہی سے آستانوں کے درمیان تھا۔ تم سے واضح ہو رہی ہے۔ چار سو ساتھیوں سے بار بار ہو گیا ہے۔

ایک بزرگوار و عارف قرض لے کر واپس کرنے کا قصہ

ہزاری اور سترھ سو میں ہے کہ کئی امرائے بلی کے کسی شخص نے دوسرے سے ایک بزرگوار قرض مانگا۔ کہا کہ لو لے آؤ۔ اس نے کہا کہ ہر گوارہ اللہ ہے کہ انکی خاصیت لے کر آؤ تو کہہ سکتا ہر ادا میں ہے کہ اگر ٹھیک ہے۔ اس کے جھاس نے ایک بزرگوار ایک مقررہ مدت تک واپس کی شرائط پر ہے وہ سدا پائے قرض لے کر یہ شخص سود کی ستر پرواہ نہ ہو گیا اور کام کا بج ٹٹا کر واپس کا قصہ کیا اور کوئی سود ملی چھہ حاش کرنے لگا تاکہ مقررہ مدت تک پہنچ کر قرض واپس کر سکے اسے کوئی سود ہی نہیں ملی۔ اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں ایک سوراخ کر کے اس کے اندر ایک چم وچا اور ایک خاکہ کر اٹھواں دیا اور اوپر سے بند کر کے اس لکڑی کو سود میں ڈال کر دے کرنے لگا کہ نہ اللہ قہر دے کہ میں نے ظالم شخص سے ایک بزرگوار قرض لیا تھا۔ اس نے مجھ سے تمام ان کا نفوس نے کہا تھا کہ میرا خاصیت ملے ہے۔ اس پر دودھنی ہو گیا۔ جب اس نے مجھ سے کہو لگا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ ہر گوارہ ہے۔ اس پر بھی وہ شخص کو گیا۔ اب میں نے اس کا قرض پکانے کے لئے سود لی تلاش کی تو مجھے کوئی سود ہی نہیں ملی۔ اسے خدا میں بیادست جیسے حوالے کرنا ہوا۔ وہ لکڑی اس سود میں چم لگے۔ میں نے پھر اپنے ملنے کے لئے سود لی تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اس دوران دوسرا شخص جس سے اس نے قرض لیا تھا، اجارہ دیکھنے لگا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لے کر آ رہا ہو۔ اس نے دیکھا کہ سود لکڑی آ رہی ہے جس میں اس کے پتھر تھے۔ اس نے دیکھ کر یہ سوچ کر اٹھ لی کہ کھانے کے کام آئے گی۔ جب اس نے اسے فروقا اس کے اندر سے جڑا دیا اور کھانا۔ بعد میں پیدا شخص آ گیا۔ جس نے اس سے قرض لیا تھا۔ اس نے اسے بزرگوار دیا لی کہ سود دے۔ ہاتھ ہی بچھی تھا کہ کھانا میں جہاز کی حاش میں تھا تاکہ جہاز مال آجے۔ واپس کر دوں۔ لیکن مجھے جہاز کی مال نہ ملا۔ اب میں تیرے پاس آیا ہوں۔ دوسرے نے پوچھا کہ کیا تو میرے مانگوئی چیز بھیجے ہے یا پہلے نے خواب دیا کہ میں آپ کو پتھر لکڑیوں کر جس جہاز میں۔ میں آیا ہوں اس سے پہلے مجھے کوئی سود ہی نہیں ملی۔ دوسرے نے کہا کہ کھانے تیری طرف سے کوئی کھانا بھیج دوں مجھے تو اپنا مال واپس لے لو۔

سچائی اور امانتداری پر مبنی ایک واقعہ

ہزاری اور مسلم میں ہے کہ جناب کی کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے دوسرے سے زمین خرید لی خرید کے بعد اس زمین میں سے جوئے کا ایک مٹا ملا۔ خرچہ دار نے دوسرے سے کہا کہ اپنے ساتھ واپس لے لو میں نے قوم سے زمین کا سودا کیا تھا سو نے کا نہیں کیا تھا۔ فردیت کرنے والے نے کہا کہ میں نے تو تمہیں زمین اور اس کی مراد کی چیزیں فردیت کی تھیں۔ وہوں نے ایک تیرے آؤنی کو قسم عطا تو قسم نے کہا کہ کیا تمہاروں صاحب بول رہا ہو ایک نے کہا کہ میرا ایک لاکھ دوسرے نے کہا کہ میری ایک دہائی ہے۔ علم نے کہا کہ لاکھ کی شادی کر لو اور اس کا خرچہ اس خزانے سے کرنا آئی صورت کرو۔

کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ رافضیوں کے زمانے میں پیش آیا تھا۔ جس کا زمانہ نئی امرائے بلی سے کالی پیسے کا ہے۔ محمد بن سحاق کہتے ہیں کہ وہاں قریب دوسرے ملک کی جانچ پڑتال خود کیا کرتے تھے کہ کی خیانت کا پتہ چلا تو جب تک خود اس کی تحقیق نہ کر لیتے اس وقت تک مطمئن نہ ہوتے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہاں قریب میں جہاں بول کر قلعہ خروں کا دھوکہ کرنے لگے اس دوران ایک عاصی کے پاس کی ایک دھک بیٹھ گیا جس کی عزت میں کوئی مقدمہ نہ چلا۔ وہاں جب کافی دن ہو گئے اور عاصی کے بارے میں وہاں قریب کوئی نہ دیکھ پاتا حال نہ تھا واپس کا دیا کہ اسے شیخ جہادی لڑنے پر داخل ہوئے ایک دہائی کہہ تھا کہ اس نے دوسرے سے ایک مکان لیا اور اس کو اس میں سے خزانہ لے لیا۔ یہاں جب اس نے فردیت کرنے والے سے کہا کہ اپنا خزانہ واپس لے لو تو وہ انکار کر دیا۔ عاصی نے دوسرے سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ تو دوسرا کہنے لگا کہ خزانے نے خود اپنی کیا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا کچھ پتا ہے لہذا یہ دھوکہ میرا ہے اور نہ میرا ہے تو ان کا بھی کہنے لگا کہ جناب آپ کسی کو مقررہ کر دیں وہ اس خزانہ

تو اپنے جیسے میں لے لے کر آپ خود اس کو نبی مرضی کے مطابق فریق کریں۔ قاضی کہتے ہیں کہ خود تو تم برائی سے بھاگ رہے ہو اور مجھے اس میں پھنسا رہے ہو۔ تم میرے ساتھ اخصاف نہیں کرو ہے۔ اور میرے انہیں خیال کہ اس معاملہ کا تعلق عدالت سے ہے۔ اس کے بعد قاضی نے کہا کہ کیا تم دونوں کسی درجہ میں رہتے کے لئے تیار ہو سکتے ہو؟ دونوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ عدلی سے پوچھا کہ کیا تمہاری کوئی لڑکی ہے؟ دونوں نے انہماک میں جواب دیا تو کہا کہ دونوں جاؤ اور اس دونوں کی شادی کر دو اور اس خزانے میں سے خرچہ کرو ہاتی جو بیچ جائے وہ ان دونوں کو دے دو وہ دونوں اس سے گزرا کر گریں گے۔ اس صورت میں تم دونوں اس خزانے کے پھلے پر سے پھلدار پالو گے۔ اور اگر تم نے یہ سنا تو بہت خوش اور اور قاضی سے کہا کہ میرا انہیں خیال کہ میں پرہیز فیلہ بھی کوئی کرتا ہے۔ قاضی نے کہا کہ تم کو انہیں معلوم تھا کہ اس کا خطاب اور اگر تم نے یہ سنا تو کوئی اس کے علاوہ کوئی دوسرا فیصلہ بھی کر سکتا ہے؟ اور اگر تم نے یہ سنا کہ ہاں۔ قاضی کہنے لگا کیا ایسے لوگوں کے قانون میں ہمارے کوئی ہے؟ اور اگر تم نے یہ سنا تو بڑا خوش ہو اور کہنے لگا کہ ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے آسمان زمین قائم ہیں۔

تکلف واقعات

ہمدانی و مسلم میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نبی اسرائیل کے ایک شخص نے نالوے قتل کئے تھے اس کے بعد پوچھنے پوچھنے ایک ماہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کوئی گھبراہٹ ہے۔ ماہب نے جواب دیا کہ نہیں اس پر اس نے ماہب کو بھی قتل کر لیا۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا شروع کر دو باتو کہ میں نے کہا کہ اس شخص نے کسی میں جادو تو دیا ہے لگا تو دے موت آگئی اسی دوران اس نے اپنا بیویاں بستی کی طرف کر دیا۔ دست اور خطاب کے فرشتے اس مسئلہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے جس رخ پر اس کا بیڑ تھا اس طرف کی بستی کو ٹھہرایا کہ اس کے قریب ہو جا اور دوسری طرف کی بستی کو ٹھہرایا کہ وہ وہاں فرشتوں کو ٹھہرایا کہ دونوں کے درمیان فاصلہ پ کر دے کہ پنے کے بعد پتا چلا کہ جس رخ پر اس کا بیڑ تھا اس بستی کا فاصلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس کی سخطت کر دی۔

ہمدانی و مسلم و ترمذی میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص ایک گائے کو بٹکھا ہوا لے جا رہا تھا۔ پھر دو گائے پر سوار ہو کر اسے مارنے لگا۔ گائے پہلی ہمدانی و ترمذی اس کام کے لئے نہیں ہوئی ہے، ہمدانی و ترمذی کہ وہ امت و شکار کی گائے کام میں آنے کے لئے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سنان باندھ گئے بھی بات کرتی ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں جو میرا ہو کر میری ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں اس مجلس میں موجود نہیں تھے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک شخص اپنی بکریوں کے درمیان موجود تھا، اچانک بھڑکا آیا اور ایک بکری اٹھا کر لے گیا۔ بکری نے مالک نے بھڑکے کا خطاب کر کے اپنی بکری اس سے بھڑائی۔ بھڑکائی اس سے بولا آج تو نے بکری مجھ سے بھڑائی۔ لیکن یہ تو بتا کر سچ کہ ان بکریوں کا کھانا کون ہو گا جب میرے سوا کون کا چرانے والا کوئی نہ ہو گا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سنان اللہ بھڑکایا کرتا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اس پر ایمان لاتا ہوں جو میرا ہو کر میری ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت یہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔

ہمدانی و مسلم میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبلی استوں میں حدت ہو کر تے تھے، اگر میری امت میں کوئی حدت ہو تو وہ میری امت کا خطاب ہے۔

ہمدانی و مسلم و ترمذی میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر منبر پر چڑھ کر چوشتی کے ہالوں کا ایک گچھا ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ ہاتھ انہما کے سلاہ کہاں ہیں؟ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو اس طرح کرنے سے منع کر دیا ہے۔ حالانکہ فرمایا کہ نبی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی خواتین نے ہال کا لے۔ ہمدانی میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غری دار مدینہ آئے تو درمیان خطبہ اپنی آستین سے ہالوں کا ایک گچھا ہاتھ اور فرمایا کہ یہ ہالوں کے سلاہ ایسا کوئی نہیں کرتا، جناب نبی کریم ﷺ نے اسے ”زور“ قرار دیا۔ یعنی ہالوں کی ساتھ ہال ملتا کر لے گا۔

نصاری کا کہہ کر بھی ہوا تو جواب ہی کی طرح ۱۹۷۷ء میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو والدین نے کاکھڑا لے لیا۔ ان میں صبح اذان سے صبح اذان تک مت میں ایک ایک سرجہ کپے کا نظم دیا۔ اس کا مستحق یہ ہے کہ فراموشی اور غفلت میں رہ کر ان کی خدمت کی جائے۔ جواب ہی کی طرح ۱۹۷۸ء میں جب مدینہ منورہ پہنچا تو مسلمان بھائی نے نماز کے وقت جمع ہو جایا کرتے تھے۔ بعد میں نماز کے لئے ایک شخص ”مخلص“ جلد سے ”کی آواز لگا کر نماز ادا کر کے بعد کو خوشی کی گئی کہ کسی ایسی چیز سے لوگوں کو بلا دیا جائے جسے سب کچھ نہیں۔ بعض لوگوں نے کہا انور فرمایا جائے، بعض نے کہا تاگ چلائی جائے۔ اس کتاب کی مثال بہت کی ہے۔ یہ دونوں راہیں بے پناہ کی گزیر۔ حضرت مصباحی نے زید رضی اللہ عنہ کو والدین غائب میں دیکھی تھی تو انہوں نے جواب ہی کی طرح ۱۹۷۹ء کے سامنے اپنے اچھے خواب بیان کیا۔ اے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر ادا کر دینے کا کھڑا۔

خدا ہی قادر مطلق ہے کہ وہ اس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ نصاب ہے جس کی پیروی سے انسان کی ہر بات اور ہر عمل میں کامیابی ملے گی۔ یہ وہ نصاب ہے جس کی پیروی سے انسان کی ہر بات اور ہر عمل میں کامیابی ملے گی۔ یہ وہ نصاب ہے جس کی پیروی سے انسان کی ہر بات اور ہر عمل میں کامیابی ملے گی۔

خبر دینے کا مقصد یہ ہے کہ مرقا جان باخون اور جن کا سوا سے منع کیا گیا ہے ان میں پیامت بھی پڑ جائے گی۔ جس طرح اہل کتاب منوعات شرعیہ میں پڑ گئے تھے پیامت بھی ان میں پڑ جائے گی۔ فلوہ و رسول نے ان کی مشابہت سے اسی طرح منع کیا ہے کہ چہ مؤمن کا ارادہ ٹیکہ ہو لیکن مشابہت کی وجہ سے مؤمن کا کام ان کے تابع کی طرح قرار دیا جائے گا۔ لیکن یہ طریق آفاقی ہے اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا صحیح ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان شرکین کی مشابہت سے بچا جائے۔ چنانچہ وقت سورج کو کھنکھاتے ہیں۔ مؤمن کھل میں ایسا خیال بالکل بھی نہیں آتا جس کے بعد حذر ان کی مشابہت کی وجہ سے ان اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے۔ قرآن کریم میں: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجِلَكُمْ إِلَى الْمَسَاقِمِ وَلَا حَوْلَ لَكُمْ فِي إِهْتِمَالِكُمْ** (نساء: ۷۶) "اے ایمان والو! تم لوگ نماز اٹھانے کے وقت اپنے وجہ کو گھسنا اور ہاتھ اپنے بازوؤں تک اور پاؤں اپنے پھلانگوں تک۔" (ترجمہ)

آپ ذریٰ غرض! اپنی خود منزل اور خود نہیں بلکہ دوسری شخصیں جن کو اللہ کا واسطہ ہے کہ ان کے لئے جسے کام معلوم یا سمجھتا ہے وہاں نماز پڑھنا اس طرح کہ جسے منع کر دیا گیا، اگرچہ یہ مسلمانوں کے دلوں میں کافروں کی مشابہت نہیں آتی، چنانچہ اس کے بعد جو منع کر دیا گیا۔ منہ احمد اور ترمذی میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نماز سے باطل متسل کو روک لے کر بھیجا گیا ہوں تاکہ ایک ٹیکہ کی عبادت کی جائے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ یعنی میرے لئے میرے لئے کے ساتھ میں مقرر کیا گیا ہے، اس شخص کے عقود میں استہوانی لکھ دی گئی ہے جس نے میرے لئے کی نفرت کی، جو شخص کسی قوم کی فتنہ استہوانی کے ساتھ ہو گا وہ اسی میں سے ہو گا کہ مسلمان کے لئے ان کی حیثیت اعتبار کرنے کی کوشش نہیں جس مان کے پیغام میں ان کے دوسرے دوسرے نہیں اور ان کی عبادات میں۔

[illegible]

معاذی اللہ! میں نے کہ چاہی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مکمل استغفر کے مقابلہ میں تمہارے دوست کی مثال مصر اور مغرب کے درمیان کے وقت کی

اصل کتاب کی تحریفات ایسا ہے ٹھہرے میں ان کے رد و بدل کا ذکر

[illegible][illegible]

ترجمہ: "....." یہ طریقہ جس قلم نگاروں نے سربہ گرد کیا تھا جس نے اسے امرغزیمہ کہہ دیا ہے۔"

[illegible]

[illegible]
$$H^1(\mathbb{R}^n, \mathbb{R}) \cong \mathbb{R}^n$$
[illegible][illegible]

ملائی اور مسلم میں ہے کہ کتاب نبی کریم ﷺ کسی نبی کا واقعہ بیان فرماتا ہے جسے کائنات کی قوم نے انھیں دیکھ کر پہچان لیا اور ہاتھ دے کر چمکے۔
 سے خون صاف کرتے ہیں۔ انھیں ہے خدا کا نبی کی قوم کی عظمت سے فرمایا کہ انھیں ہوں۔

[illegible][illegible]

نرمی میں ہے کہ جناب نے کچھ عرصے قبل اپنی جماعتِ طالبیہ کی طرف سے ایک خط لکھا تھا جس میں مختلف قسم

مطلب یہ ہے کہ انسانی فطرتیں اور اچھے مختلف ہیں، لہٰذا سب مل جل کر رہنا چاہیے۔ لیکن ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو انسانی فطرت کے خلاف ہیں، ان کو توڑ کر انسانی فطرت کے مطابق بنانا چاہیے۔

”آپ = پہلے جس نے رسولِ شمسؑ کو ہماری نواسیہات کی جاکہ کر کے کہ میرے دوستوں کی انہیں ہندو مت کو
میری محبت کرو۔“
(سورۃ ابراہیم: ۱۸)

۱- حضرت علیؓ فرمادے:

”آپ سے پیسہ درخواست کرنے سے پہلے ان سے پوچھ لیا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ان کی سہولت کے لیے اس مہینے کی عمارت کے سامنے ہے۔“

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ

”اسم نے ہوا سے ایک مٹی کا قبا بنایا اور اس میں ایک روح پھونکا۔ اللہ کی عبادت کریں اور ظلمات سے بچیں کہ میں اس میں سے بعض کو اس نے حیات دلی دے بعض کو اسے مائتہ کر کے اس میں از سر نو جمے گا۔“

مردم پروردگار حق اللہ تعالیٰ کا مطلب ہے کہ سب کا آپ ایک ہے اور ہی متفرق گو یا دنیا پر ہے اور ہم سب پر تو ہے سب پر
ہم سب پر اور ہی ہے کہ کلمہ میں اس حکایت قصہ ہے میں۔ ان کو انرا نام لکھ کر فراموش ہے
"تم سب ہی ہے کہ کلمہ میں اس حکایت قصہ ہے میں۔ ان کو انرا نام لکھ کر فراموش ہے"

سید محمد علی

”براہ راست مکے لئے اہم نے انھیں مہدات کا طریقہ بتا دیا ہے جس پر وہ لوگ چلتے ہیں۔“ (احزاب: 24)

سورۃ الفجر میں ہے۔

”ہر ایک کے لئے ایک طرف سے دوسری طرف سے نکلتے ہیں۔“

مستحق ہے کہ شریعت کو نہ صرف متغیر اور مختلف چیز بلکہ ہر زمانے میں اس کی حکاکیات و تقاضے ہیں اس تمام مرقعہ میں اللہ واحد و لا شریک لہ عبادت کا حکم موجود ہے، لیکن وہی اسلام ہے جو تمام دنیا کی شریعتوں میں موجود ہے، تاہم اس کے بعد اس میں اسلام کی کچھ اور کوئی اجراء یا یہ قول نہ کیا جائے گا کہ قرآن کریم میں ہے۔

”اگر جو شخص اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا تو اسے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آقا قیامت میں قطعاً ملعونہ ہو جائے گا۔“

[illegible]

۴. ذخیرہ

اور ملائیم کے قریب سے ٹھہر کر اسے گھر لے کر آئے جس نے اپنے کو احمق بتایا اور بعد میں نے اسے انیسویں صدی میں بھی بڑے کام کیا
اور اس وقت میں شیخ و زعماء میں بھی ہوں گے اور (موت پا کر) گھر کے کتے قتل سے بچا ہے اب یہ سچا ہے کہ چودہواں صدی
میں شیخ و زعماء میں بھی ہوں گے اور (موت پا کر) گھر کے کتے قتل سے بچا ہے اب یہ سچا ہے کہ چودہواں صدی
میں شیخ و زعماء میں بھی ہوں گے اور (موت پا کر) گھر کے کتے قتل سے بچا ہے اب یہ سچا ہے کہ چودہواں صدی
میں شیخ و زعماء میں بھی ہوں گے اور (موت پا کر) گھر کے کتے قتل سے بچا ہے اب یہ سچا ہے کہ چودہواں صدی

١
٢٠٠٠

میں نے ان کو اس قدر افسوس دیا کہ وہ کہنے لگی کہ میں نے اپنے لیے یہ سب کچھ کر دیا ہے۔
 ۱۴۴

جس کا کوئی شریک بھی اسلام کے علاوہ کسی اور کے لئے عزت کی بجائے ان میں کسی ایک کے لئے نظر

یہ وہاں مسلمان یہ کہ جو عبادت شروع کرتے ہیں اس طرح عبادت کرنے کا رسم ہے اس طرح عبادت کرنے کو احسان کہہ جاتا ہے۔ آپ وہب تشریح فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہب کے طریقہ عبادت بتایا گیا ہے مگر اس طریقہ کو بوجہ ضرورتی ہے وہ بھی احسان ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَمَا يَسْتَجِزُّ اَنْ يَكُونَ غُلَامٌ مِّنْ ذُلِّهِمْ يُدْعَىٰ بِكُنْيَتِهِمْ فِي الدَّعَاءِ ۚ

اور وہ بھی اس لئے رسول ہوں۔

1995, 1996, 1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 26

سورۃ النحل

۱۰۰ "قرآن مجید کی طرف دئی گیا کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تم قوموں کو اور اس امر میں تم کو بھی نصرت ہے قرآن مجید۔"

© 1997 by John Wiley & Sons, Inc.

سورہ بقرہ میں ہے:

$$d_{\text{max}} = d_{\text{max}}^* + \frac{1}{2}$$

”اور جو شخص اس کا اظہار کرتے ہیں ان کو اس کے لئے اس کا لہجہ ہے۔“

جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں عرب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اسی سے عرب اور عجم ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ انسان اس زمین سے ہے اور وہ اب اس کی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے قصد ہر گز میں جبر کی جانب ہے یا کہ عمومی قہر میں جو اسے اس طرح کے مجبور کر دینا کی چیز ہوگی کرتے تو تم کہہ دو کہ تم سے اس بار میں اس عداوت بہت چرس قطع ہے کہ گناہ کی معافی ہے یا آپ اور اُن کی معافی کی دعا ہے یا وہی جہانیاں جو اب اس کے یہ نفس بھی ایک ماں اور مستحق باپ کی ادا کو کہتے ہیں یہ بھی جو اب ایک ماں اور ایک باپ کی ادا کو کہتے ہیں۔

جناب گرامریم ﷺ نے فرمایا: ہم انبیاء کی جماعت میراث نہیں چھوڑتے جو ہم چھوڑ دیتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ یہ انبیاء کی خصوصیت ہے کہ وہ میراث نہیں چھوڑتے۔ اگر کسی عادیپ ہے کہ وہ جان کی قربانی بہت ہی اختیار کرتی ہے اور یہ گرامرانی ﷺ نے ہر مسلمان کا قائل اللہ پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو چاہے کہیں کے بعد ان کی اولاد کے لئے ایسا کوئی مال ہو جسے وہ ان کے بعد حاصل کر سکیں بلکہ وہ سوچتے ہیں کہ جو بھی مال چاہیے وہ جانے دوں آخر ادا کے لئے مصروف ہو۔

[illegible]

عرب کی تاریخ

پورے عرب کے مورث اعلیٰ اور عرب عارپہ

اسامیل علیہ السلام پورے عرب کے مورث اعلیٰ اور جوہر ہیں لیکن صحیح اور مشہور یہ ہے کہ اسامیل علیہ السلام سے پہلے عرب عارپہ آباد تھے۔ جن میں عارثون، قیس، حدیس، انیم، جزم، علقہ اور دیگر اقوام ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ان کے زمانہ میں بھی تھے۔

عرب مستعربہ: یہ اسامیل علیہ السلام کی اولاد ہیں جو قبائل میں آباد ہیں۔

یعنی عرب: یہ میری ہیں۔ ایسی ناکواری روایت کے مطابق یعنی قحطان کی نسل سے ہیں جن کا نام سوم ہے مگر بعض کا بیان ہے کہ وہ چار یعنی تھے (۱) قحطان (۲) قحط (۳) قحط (۴) قحط۔

کہا جاتا ہے قحطان بن ہود۔ یہ بھی کہا گیا کہ قحطان کا نام ہی ہود تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ قحطان اور کابوٹی تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ قحطان ہود کی نسل سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قحطان اسامیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ بعض نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے قحطان امسج بن نمین بن قید رہا بن اسامیل علیہ السلام ایک اور قول بھی مقبول ہے جس میں ان کا نسب اسامیل علیہ السلام تک جا پہنچا ہے، واللہ اعلم۔

بنی اسامیل: "ساب نسبه الی یحییٰ بن اسماعیل" کے عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اللہ عز و جل سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام اسلم قبیلہ کے لوگوں کے پاس گزرے وہ تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے بنی اسامیل! تیر اندازی کی مشق کرو مگر بھی تم میں سے ایک جماعت کے ہمرکاب ہوں۔ یہ سن کر وہ تیر اندازی سے روک گئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تم نے تیر اندازی سے کیوں روک گئے؟ انہوں نے کہنے لگے اب ہم تیر اندازی میں مقابلہ کی طرح کر سکتے ہیں جب کہ آپ ﷺ ان جماعت میں شامل ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیر اندازی کی مشق جاری رکھو، میں تم سب کے ساتھ ہوں ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا اے نبی اسامیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں فریق کے سردار رسول اللہ ﷺ نے شہریت کا اعلان کیا تھا اس کا نام "ابن اورع" تھا۔

اسلم قبیلہ خزاعہ سے ہے: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسلم بن اقصیٰ بن عارضہ بن عامر قبیلہ خزاعہ سے ہے انہوں نے قبیلہ سہل کے قبائل کی ایک شاخ ہے جب اللہ تعالیٰ نے سہار پہاڑ خلیفہ بنی سہل پر کیا تو خزاعہ ان سے ٹک کر جدا ہو گیا تھا۔

قبیلہ اوس و خزرج: اوس اور خزرج قبائل اس کی شاخ ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ان کو خطاب کر کے فرمایا تھا اے بنی اسامیل! تم تیر اندازی کرو، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ اسامیل علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں بعض نے فرمان رسول اللہ ﷺ سے عرب قوم مکرادی ہے مگر یہ سب اولیٰ ہے چار دلیل اور ظاہر کے خلاف ہے۔

قحطان اور عذابی: مسند کا قول ہے کہ یعنی عرب و غیرہ اسامیل علیہ السلام کی نسل سے نہیں ہیں بلکہ چار سے عرب کی آبادی وہاں (عذابی اور عذابی) مستقیم ہے قحطان قبیلہ کی دو شاخیں ہیں سہارہ حضرت سوت اسی طرح وہاں کی بھی دو شاخیں ہیں یہ سہارہ اور سہارہ ابن سعد بن عدنان سے ہے۔

قضاہ: پانچویں شاخ قضاہ کے بارے میں مگر بعض کا اختلاف ہے بعض ان کو عذابی کہتے ہیں جنہاں ابن عبد البر اکثرہا لیکن کی بھی

مال دولت تھوڑا کرتا تھا نکلی سے نکال دیا ہے کہ یہ بیادشاہ ہے جس کی تاریخ نامی ہوئی۔

اس کے اشعار بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان تھا اس سہ پہلہ اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کی نوید خالی ہے جو "التوبہ فی مولد البشیر النبی لزامن دحبہ" میں مذکور ہیں۔

بسمک بعد ما ملک اعظم
بسی لا یسر عین فی الحرام
ویملک بعد منہم ملک
بید یرون العبد بالسر نام
ویملک بعد منہم ملک
بسر البسک فی انعام
ویملک بعد منہم ملک
بسی جسد عسر الانعام

"انہارے بعد ایک نبی عظیم حکومت کا عمران ہوگا، جو مسجد حرام میں کسی گناہ کی اجازت نہ دے گا۔ اس کے بعد متحدہ عمران ہوں گے۔ جو بائبل کی احکامات کے لوگوں کو مطلع کریں گے۔ عمران کے بعد ہم سے بادشاہ ہوں گے اور ملک تقسیم ہو جائے گا۔ فطمان کے بعد وہی عمران ہوگا جو کشادہ دہی میں اور پوری مخلوق میں برتر ہوگا۔"

بسمی احمد ایل الہیت البسی
أعمر بعد منہم بعد
فأعظم وأجود بصری
بکل مدجج وکل روم
منی بظہر فکولوا بصری
ومن یلقاہ یلقاہ ملامی

"ان کا نام ہی اس امر ہوگا۔ کاش کہ میں ان کی ہمت کے بعد ایک سال تک زندہ رہتا میں ان کا دستہ دہار رہتا ہوں ہر سال اور تیر انداز کے بعد اس کی مدد کرتا۔ جب وہ ظاہر ہو تو تم اس کی مدد کرو۔ جس کی ان سے ملاقات ہو وہ ان کو میرا سلام عرض کرے۔"

"سہا" مرد تھا یا عورت تھی؟ ... منہ احمد میں اس میں رضی اللہ عنہ سے مراد یہ ہے کہ کسی حوالی سے رسول اللہ ﷺ سے سہا کے بارے میں جو بھی کیا وہ مرد تھا یا عورت یا کسی علاقہ کا نام ہے؟ آپ نے فرمایا ایک آدمی تھا اس کہ اس نے چوتھیں میں ختم تھے اور چار شام میں ان میں سے (۱) اندج (۲) کنودہ (۳) لوز (۴) شمری (۵) اندرا (۶) حمیر یمن میں تھے اور (۷) لکم (۸) بجاہم (۹) کاہلہ اور (۱۰) فسان شام میں ختم تھے۔ اہم اتنی تھے جو اللہ علیہ السلام نے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال پوچھنے والا "خروہ بن مسک" غلطی ہے۔

الغرض "سہا" ان سب قبائل کا مورث اہل اور جد امجد تھا۔ ان میں سے طوگ بن "خابجہ" تھے یہ نبی بادشاہ بنانے والے میں شاہان فارس کی طرح ان کا یمن کر چھلے لیا کرتے تھے۔

بادشاہوں کے القاب یمن کے میں عمران کے وقت مگر سے معصومت میں علاقہ بنانے سے قیہ کہتے تھے۔ جو بادشاہ ملک شام میں جرمہ کا حکم ہوا ہے "قیہ" کہتے تھے۔ فارس کے بادشاہ کا لقب "مگرئی" تھا مگر کے شاہ کا "زوعن" کہتے تھے۔ اور جو کہ عمران کا لقب "نباشی"۔

ہوتا تھا۔ اور انہوں نے ہاشم کا لقب "ابن مہر" تھا۔ لیکن کے شاہان غیر میں ملکہ یحییٰ کا بھی شمار ہے۔

ناشکری کا انجام..... یہ سب کے لوگ نہایت قابل، ذلیل زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کی ہر بل جلیقی، ہدایت اور چھوٹ کی بہت تھی۔
ذراعت و کاشت خوب مروی تھی۔ اور شہر و دیہات پر قائم تھے، اور راست پر کاغذ تھے۔ جب انہوں نے یہ روش بدلی اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی
ناشکری کی تو قوم کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دیا۔

بعثت انبیاء..... محمد بن اسماعیل نے وہاب بن عبد سے لٹل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ۱۳ انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے اور بقول
مدنی ۱۵۰ ہجری میں مبعوث کئے۔

الغرض جب وہ لوگ رشتہ ہدایت کو ترک کر کے گمراہی اور ضلالت کی راہ پر چل پڑے، اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرنے لگے،
پھر قلاب پر پئی ملکہ یحییٰ کے عہد سمرانی میں بھی جاری تھی اور اس سے پہلے بھی وہ لوگ آفتاب پر پئی میں جلتا تھے۔ سب وہاں غلام کاری اور غلامی کی
روش پر جاتے رہا پٹنے، سب اللہ تعالیٰ نے ان کو بدتر و سیلاب سے بچا دیا۔

مدنہ ناب..... اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ (۱۰۰ ہجری) میں مدینہ ناب کی تعمیر اس طرح ہوئی کہ وہ چاروں طرف دریاؤں کے درمیان پائی رہاں تھا اور ان پر
اس قدر مسطور بندہ بند کیا گیا تھا کہ پانی کی گندہ ہو گئی اور ان کے قریب وہ جوار میں دھات لگا دیتے تھے کہ لا کاشت کرنے لگے۔

سنگ بنیاد..... مشہور ہے کہ اس کا سنگ بنیاد سہا بن عرب نے رکھا تھا۔ اس نے سزا دیوں کا پانی اکٹھا کر کے اس میں جمع کر دیا تھا اور اس
کے تین روزانہ سے قائم تھے۔ اس کی زندگی میں وہ ایم کی تعمیر ہو گئی۔ میر نے اس کو پانی چھل تک پہنچایا۔ یہ ایم نہیں صرف میل میں پہنچا ہوا تھا۔
مدنہ ناب کے باشندے روزی کی فراہمی، عہدہ زندگی اور خوب پیش و محنت کے حوالہ سے تھے۔ اور وہ غیرہ کا بیان ہے کہ ہدایت میں
اس قدر چھوٹ کی کثرت تھی کہ ضرورت کے لیے سے ہر پر کر کے لے کر لے جاتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے
بائیز اور صاف ستھرا خاک پھر بھی اور مکمل کا ہونے تک نہ تھا۔ جیسا کہ سہا بن عرب سے ملتا ہے بلکہ فلیطہ پاکیزہ اور صاف ستھرا میر۔

نعمت کی ناشکری..... جب وہ غیر اللہ کی بخش کرنے لگے اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگے تو آہوں کے قریب راستوں سے ان
کو روز و راز مسافروں کی خواہش کرنے لگے۔ ہدایت کی پرکشش پیش سے دل اپات ہو گیا تو جہد مسلسل کی آواز آنے لگے، آہام و راحت کی
جائے نعمت و مشقت طلب کرنے لگے جیسا کہ فی اسرار مکمل نے عیسٰی و مسطور سے سنگ آ کر مکمل ہائی سے پیدا ہونے والی خدا کی اور سزا دیوں کا
تھا کیا تھا۔

چنانچہ ان سے یہ عظیم نعمت سلب کر لی گئی۔ صاف ستھری آب و ہوا غلیظ اور تکلیف ہو گئی، عہدہ سزا دیوں کی نعمتات کا روپ دھار گئی جیسا کہ قرآن
کریم میں ہے: "جب انہوں نے قہر سے منہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیجا۔"

قضاء و قدر کے خلاف ان کی تدابیر..... اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چاہے پھر کہہ دیا ہے جب ان کو چھوٹوں کی
بیادیں کا کام ہوا تو انہوں نے ان پر بلایا جو خودی میں بلایا بیکار ثابت ہو گئی۔ قضا کی قدرت کے سامنے تمام بعد مایاں ہو گئیں۔ کے کھانوں
اور انہوں کے باعث ہر گز اپنی کا سیلاب اللہ تعالیٰ کا نظام برہم ہو گیا کہ کشت اور ہدایت چاہے تھے، عہدہ چھوٹوں کی بجائے مکمل جہاڑی
ہو گئیوں کے چھل رہ گئے (و سب اللہ اعلم بحسبہم جنسین خودہم) اکل مسقط و قتل اسرار سہا بن عربوں کے لاشوں کو مارا لٹکے ہوئے تھے جن میں
بہت سے اور تھا۔

آیت کریمہ میں الفاظ کے معانی..... بقول مجاہد و ابن عباس "انکلی غشیط" سے مراد یہ ہے کہ رحمت میں اور "انکلی" سے مراد مجاہد
و ابن عربی جو صرف اپنے من کے کام لے کر چل رہے تھے، و جس من مسطور لیل اور خود سے پوری کے رحمت یعنی عہدہ چھوٹوں کی بجائے مکمل

اللہ کی عزت کر دینی اور خلاف حق عبادہ پسند من فخرت قلی یہ حکمت کر رہا تھا۔

دو مشرقی ملک کے ساتھ جنگ کر کے اسے اپنے حریف کے راستے سے آہٹ کرنا ہے۔ نیچے کوہ اور پھر نیچے والی اہلیں جو اس کا بیٹا آکل ہو چکا تھا۔
 آکل کا کوئی سراغ نہ ملا تو اس نے اپنے دور اس کے غلامین کو بھلا دیا۔ مگر نے کا حزم کر لیا تو انصار نے ہمارے تین غلام بھاری کیے اور ہمیں سیڑیوں کی تیز
 قبلا اس کی حراست کی۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ عدی بن نجار کی اولاد میں سے "اھمر" نے اس لڑکے کو گھوڑی پر توڑتا ہوا پایا اور اس کے وارثی کے وار سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ گھوڑا پھیل بیٹھ کر گئے اور اسے دس ہوتی ہے۔ اھمر افسر کے لیے ابو یزید بن مثنیٰ بن ابی اسیر کے وفات سے شروع ہوئی۔

انصار کا بیان ہے کہ نجار بن اسحاق کے ساتھ سے سرکارِ دولت اور رات و سب دن راس کی میزبانی کرتے تھے یہ منکر کچھ کہ حضرت زہراؑ تھا کہ اپنے ایک نوک نے اہل بیت کا رونا دھونا سنا تو انھیں سنا دلوں میں۔

ابو عثمان..... اسی اصحاب نے انصار سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جو رخت یا ریشہ تھا کہ یہاں سے اس کو ہیدہ میں بچک کرنے سے منع کیا تھا۔
 مکملی سے نقل کیا ہے کہ شیخ ابن ہشام (ابن اسماعیل) انصار کے نبیوں کے لئے ہیدہ یا ریشہ تھا کہ یہود میں انصار کے پاس چند شراب کے تحت آہا
 ہا ہے جسے یہود نے ان شراب کی خلاف ورزی کی اور ان پر سب سے دہائی شروع کر دی۔ واقعہ اہم۔

چشم گوئی۔ ایسی اسحاق کا بیان ہے کہ کتب انصاف کے مضامین پر سر پہنکار تھا کہ نئی قریح کے دو یہودی علماء کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ دین اور اس کے باشندگان کو تباہ کرنا چاہتے تو علماء یہود نے اس سے گزارش کی حضور آپ ایسا نہ کیجئے، آپ دین کو تباہ کر رہے ہیں انھیں کر سکتے ہو جسکا ہے کہ آپ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اگر خدا نے کہا، یہ ایک دشمن انسان قریشی نبی کی ہجرت گاہ ہے جو مکہ سے یہاں تشریف لائے گا تو اللہ اور جگہ و حال سے باز آ گیا اور ان کے علم و دانش کا فتنل و مستعد ہو گیا اور ان کے دین و ایمان کا پابند ہو کر دین سے نفرت کر گیا۔

تبع کا عقیدہ ایسے اسحاق کا بیان ہے کہ گرج اور اس کی قوم رست پرست تھی، دورِ ہرست کہ یحییٰ کی طرف کوچ کرنا ہوا مسلمان ہو کر رست کے درمیان پہنچے تو قبل بنی مرہ کے چند مغربو نے اس سے عرض کیا کہ جناب! انہم آپ کو ایک حکیم فرما نے ہیں انھوں نے یہی کہتے ہیں کہ یہ قبل بنی مرہ تمام بادشاہوں کی نظروں سے غائب ہو چکا ہے اور یہ کہ ان کی طاقت و اجارہ سے ہر چار رست، اس نے کہا منہ رو تاجے پنا پنا انھوں نے کہا کہ میں ایک کٹر ہے جو کہ ان کا حکایت سننے سے دل میں وہ لہان نہ رہتے ہیں۔

آل بذیل کی بدعتی آل بذیل کا مذاہل تھا کہ وہ اس پر عمل کرے گا تو چاہو ہو جائے گا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جس نے بھی اس کی اتباع کا ارادہ کیا وہ خود ہی ہلاک ہو گیا۔ جب اس نے اسے کچھ ارادہ کر لیا تو یہی وہ لوگ سے مشہور کیے، علماء نے بتایا کہ آل بذیل نے آپ کی اور ان کے پیروں کی اتباع سے ہلاکت کا منصوبہ بنایا ہے۔ دوسرے علم میں تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے زمین پر صرف یہی گھر لکھی ہوا ہے کہ لے کر منتخب فرمایا ہے اگر آپ اس پر عمل آورے تو تم ان کے پیروں سے ہلاک ہو جاؤ گے۔

تج کا طواف بیت اللہ اور حجاج کی ضیافت :- پھر اس نے باجیہ کہ جب میں وہاں پہنچوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو انہوں نے بتایا جو چاہو وہاں کے باشندے کرتے ہیں آپ بھی وہی چھو کریں۔ اس کا طواف کریں اور خلیفہ و حکیم یہاں سے منہ نہ ڈالیں اور انہی تک جھرونا یا ز کا غریب ملا کر دے کر لیں۔

حق نے پہنچا تو ہم اس کا خلاف و عقیدہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا وہ اللہ آیا ہے؟ ہمارے منہ سے جتنی باتیں نکل رہی ہیں، کیا ہم ان کا تقبیروں کو کہہ سکتے ہیں؟ ہم نے آپ کو کئی کئی بار کہا ہے کہ یہی طریقہ کاغذی احترام ہے، لیکن درحقیقت یہ ہے کہ یہ کسی کی مشرکین نے وہاں سے نصیب کر رکھے ہیں اور

اس اتفاق کی وجہ سے ایک نئی صورت پیدا ہوئی جو کہ ایک نئے اور کھلیے کے لئے آگ کے پچھلے گئے اور سب نے فیصلہ کیا کہ اگر وہ آگ کو چیل کر اس کی شمع میں داخل کرے گا تو اس کی پیرنگا۔
نئی اور سب نے اسے آگ کے قریب ہی اسے تھے کیا کہ ان کو جھانکے کے لئے لیگی تو وہ فرار ہو گئے اور آگ کو چیل کر بیچ میں داخل نہ کر سکے۔

اس کے بعد یہودی علماء آگ کو چیلنے کے لئے نورانی کی عداوت کرتے ہوئے آگ کی طرف بڑھے تو آگ نے دم بڑھی اور اس کو بیچ میں داخل کر دیا۔ پھر یہی میری سب لوگ یہودیت کے قائل ہو گئے۔ (حضرت پیر جانا ہے کہ ان دہلوں واقعات میں سے کون سا واقعہ صحیح رہے یہاں)۔

بہت کمزور تمام مشرکین میرے ریت کہہ کا نام "ہم" "تھو" والی تقسیم کرتے تھے اور اس کے کہ وہ ان قریباں فرما کرتے تھے ان یہودی علماء نے حق کو ٹھیک کر کے بت شیطان سے ان کو چیلنے کی راہ سے دیکھتا ہے اس کی شکست اور سختی کی اجازت دیجئے۔ بیسویں کے مطابق یہودیوں نے تو ان کو اس میں سے نکالنا انکار سے قائل کرنا اور اس ریت کہہ کو مسما کر ڈالا۔

حق کا اسلام مرفوع روایت میں ہے کہ حج کوہ امت کہہ کیلئے وہ انداز اسلام میں داخل ہو چکا تھا۔ بقول کبلی سمرقاندی از ابو جریہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے کو مسلمانوں نے گمراہ اور رات کو کیوں لیا ہے سب سے پہلے کعب پر خلاف چڑھ گیا ہے۔ جب یہودی علماء نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جوش کوئی کی تو حق نے ان کو شہادت دی۔

شَهِدَتْ عَلَیْ اَحْمَدَ
وَمِنْ اَمْرِ اللَّهِ بِسَائِرِ
الْاُمَمِ عَمْرٍو اَللّٰهُ
لَا اَكْفُرُ اَوْلٰی اَمْرِ اَللّٰهِ
وَمِنْ اَمْرِ
وَمِنْ اَمْرِ اَمْرِ اَمْرِ اَمْرِ
وَمِنْ اَمْرِ اَمْرِ اَمْرِ اَمْرِ

"میں گواہوں کا کہہ کہ اللہ تعالیٰ خالق و رافع کے رسول ہیں۔ اگر میری مردار ہو تو میں اس کا ذریعہ اور مافی ہوں گا اس کے لئے جس سے چھڑ کر اس کا اور اس کے دل سے ہر رنج و کرم کو دور کر دے گا۔"

یہاں ہر ایک اب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ ہے اور انصار یہاں ہر ایک یاد کر کے شکر گزار کرتے تھے۔

حق کی لڑکیاں... کتاب البیہ ریس ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ صفائیک ایک قبر کی کھدائی کی گئی۔ اس میں دو مردوں کی اٹھیں مہ فون صمدان کے ہمارے جس میں ایک قرآن مجید تھا۔ یہ کتاب درجہ بہرہ تھی "انیس اور جسی دختر کی یہ تیر ہے" انوں اللہ و اللہ الاشریک کی الہیت کا اثر کرتی ہو میری فیت ہوئی۔ اس سے پہلے پارا لالہ لکھی "ار" اقران اعتراف کرتے ہوئے فوت ہوئے ہیں۔

حسام بن قزاق و سعد اور شہر ریاض کی وجہ تسمیہ حق کے بعد صفائیک بن خان سعد وقت تھیں اور وہ خان قزاق و کا بھائی تھا اسے "جو" شہر کے لوگ اس پر سولی چڑھائی کیا اور اس روز سے اس شہر کا نام مشہور ہو گیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے صفائیک نے عرب کو فتح کر کے اپنے کھوسے بنا دیا اور اس میں کون سا تھ لے کر اس میں ہم پروردگار ہوا۔ جب عراق پہنچا تو یہی اور صمدی قبائل نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور ان کی طرف واپس لوٹنے کا بیعت اور کر لیا چنانچہ ان قبائل نے صفائیک کے بھائی عمرو کے ساتھ مل کر یہ ماضی جہاد کی حسان کو فتح کر دیا۔ ہم آپ کو یاد دلاؤ کہ اس کیسے اور ان واپس چلیں گے عمرو اس بات پر رضامند ہو گیا تو اس اتفاق رائے پر ما سائے "اور میں میری" سب نے فیصلہ کر لیا۔ خود میں نے عمرو کو قتل سے منع کیا مگر وہ پادشاہی تو اس نے دونوں اہل "دشمن" کو بر کر کے عمرو کے پاس

جب آپ کو یہ حقیقت حال معلوم ہوئی تو اس نے غمناک ہو کر عائشہؓ کو کہہ کر کہہ کر چھوڑ دیا کہ وہ اس سے منہا کر دے گا، پھر اس نے ہوا محرم صلاحتی اعلیٰ اعلان جنگ کیا اور ساتھ ہزار کا لشکر لے کر آیا پھر لشکر بڑا کر گیا وہ ساتھیوں کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا، عرب نے یہ خبر سنی تو وہ بے حد حیران ہوئے اور اس سے خبردار آیا کہ یہ کبشہوری سمجھا۔

ذوالفرار اور تسلیل کا احترام ہوتا۔ چنانچہ اہل یمن میں سے ایک سردار "ذوالفرار" عربوں کا ایک تجویز لے کر آیا، یہ بیت اللہ کی طرف بڑھنے سے روکنے کے لئے نکلا، لڑائی ہوئی تو وہ شکست کھا کر ربارہ کے باغوں کو فرار ہوا، یہ رہنے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا حضور! آپ مجھے قتل نہ کیجئے، ممکن ہے کہ میرا آپ کے سر کو نہ نہرو، بنا قتل سے بچ کر ہوا، یہ شخص موان اور یہ دار انسان تھا، لہذا اس نے اسے قتل نہ کیا اور گرفتار کر کے اپنے سر ہونے کا پھر حکم کے لحاظ میں پہنچا، تسلیل شہوان ہونے میں کے علاوہ متحدہ قبائل عرب کو لے کر آیا، یہ سب کے مقابلے کے لئے آیا، وہ بھی شکست کھا کر گرفتار ہو گیا، یہ رہنے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے اتنا اس کی کہ حضور! آپ مجھے قتل نہ کریں، میں عرب کے لحاظ میں آپ کی رخصتی کے فرائض سرانجام دوں گا اور اپنے گھر کو بلور و بارہا لے آیا۔

ابو رغال۔ سب مخالف پہنچا تو "محمود بن معتب" شقی، بنی تھقف کو لے کر آیا، یہ کہ پاس آیا اور کہا حضور! ہم آپ کے حکام اور رازدار ہیں، جیسا ہم آپ کی خلاف ورزی کی آپ ہمیں لائے، اتنا یہ بدست کعبہ پہ مسجد نہیں بنے آپ سے صبر کرنا چاہتے ہیں، آپ تو جی کعبہ کو گرانے آئے ہیں وہ کہ میں سب ہم ایک دوسرے آپ کے سر اور روانہ کر دیتے ہیں، یہ سب نے یہ تجویز کوئی کر لی، ارمان سے دو کر گیا۔

لائت۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی تسلیل کا ایک معہ تھا اس میں "لائت" نصب تھا وہ اس کی کبھی طرح تفہیم و عزم کرتے تھے، بنی تسلیل نے یہ کہہ کر "ابو رغال" کو روانہ کیا جو کہ انہیں مکہ کا راستہ بتاتا تھا جب مقام "مغس" پہنچا تو اور قال مر گیا۔ چنانچہ عرب اس کی خبر پر رنگ ہادی کرتے ہیں۔

نصہ خود میں بیان ہوا ہے کہ ابو رغال خود ہی تھا، ان میں سے وہ خطاب سے محفوظ رہا، جب مداحرم سے باہر آیا تو اسے چھوڑا اور وہ لڑاکا ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے گریہ وہاں دیکھا، وہ اس کی طاقت یہ ہے کہ اس کے سر ہوسے لگی دو پھڑکیں اٹھی، وہاں ہیں، انہوں نے اس کی قبر کھودی تو پتھر میں وہاں موجود تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی تھقف کا چاہلی ہے۔

حاکم ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں واقعات کی نقلیت یہ ہے کہ یہ ہر گاہ "ابو رغال" اور خود ہی ابو رغال دونوں ہم نام تھے، عرب خود ہی ابو رغال کی طرح اس اور عالی کی قبر پر بھی سنگ ہادی کیا کرتے تھے، واللہ اعلم۔ جریر شاعر نے کہا ہے

اذمان الغور دلی فار جسدہ کہو جمعکم لغیر انہی رغال

"فرز دلی اگر مر جائے تو اس کو اس طرح رجم کرو جس طرح کہ تم نے ابو رغال کو رجم کیا تھا۔"

مکہ میں لوٹ مار۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں "مغس" سے آئے بعد از منہ و حضور ﷺ کا ایک فوجی دستہ کے گردانہ آیا، وہ اہل تہمد اور قریش کے بہت سے مومنین کو لے لایا، ان میں عبدالمطلب کے بھی دو سوانت شامل تھے۔ عبدالمطلب اپنے قوم کے رئیس اور قبیل کے سردار تھے، حرم مکہ کے سب تھیں ان سے کہا کہ ہمیں اب یہاں کا مقابلہ کرنا چاہئے، وہ اب ہر گاہ فوجی طاقت و کیم کر لڑائی سے مشہور رہے تھے، یہ سب کے ساتھ جی کو یہ پتہ چلا کہ اگر مجھ کو ان کے سردار معلوم کر کے کہا کہ شام کا فرمان ہے کہ ہم نے ان سے نہیں پاؤ تو صرف کہہ دو منہم کرنے کے لئے آیا ہے۔ اگر تم مزاحمت نہ کرو تو اسے کہا، سب نے قتل و مارت سے کوئی غرض نہیں، وہ اگر جنگ نہ کرنا چاہتے ہوں تو ان کے نہیں کو یہ رہنے پاس لے آئے۔

دیکھیں مکہ کی ظلمی۔۔۔ حناطہ کہہ چکے تو اس نے دیکھیں مکہ کے دار سے میں رو ڈھٹ کیا تو معلوم ہوا کہ عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ چنانچہ اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ربارہ کا پیغام پہنچا دیا، عبدالمطلب نے کہا واللہ! ہم اب یہ نہ لڑنا نہیں چاہتے، لارہی ہم میں اس کی طاقت ہے، یہ

أَفَلَا عَسَوْا إِلَىٰ مَن يَلُوكُم مِنَ الْأَنْثَامِ يَرْوِمُوهُنَا
مَن تَلُمُوا لِمَن لَّمْ يَكُن لَّكُم بَأْسٌ شَيْءٌ مِّنْهُنَّ لَمَّا
كُنْتُمْ فِي الْغُلَاظِ مِنَ الْجِبَالِ لِيُنْزِلَ عَلَيْهَا
مِنْ سَافِرٍ فَتَرَوُوهَا مُتَلَدِّلَةً ۚ وَالرَّحْمَنُ
بِأَنَّكُمْ يَعْصُونَ أَمْرًا بِغَيْرِ إِذْنٍ ۚ لَّا يَكُن لَّهُمْ
شَيْءٌ يَشَاءُونَ يَوْمَ تَأْتِي سُنُوفُهُمْ مُّتَكَفِّفَةً
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَنَحْبِهِمْ ذَلِيلُونَ ۚ

[illegible]

ہم قس من اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل پر نور ڈالے اور ان کے اعمال کو قبول فرمائے۔ آمین

وَمِنْ مَنعَنِهُ يَوْمَ وَقِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنْ أَدْعِيَائِكُمْ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَوْلَىٰ وَمَنْ غَابَتْ عَنْهُ آدْعِيَائُكُمْ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْكُفَّةُ أُولَٰئِكَ الْأَشْقَىٰ

مسحورین کے ہاتھ اے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ تھی کہ جب وہ اسے اٹھاتے تھے چوہہ نہ تھا۔ ان کی اطمینان ہی کی بنا
 کھوں کے لئے پرسوں ہی شکم نہیں بنے اس کا انک کاٹ والا کس وہ کٹ گیا۔ کوڑے کی بجائے اطمینان سے خبر لیا۔ اس کو
 مار 172 اس کی ہڈی کھنکھائی کر رہی تھی۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي الْأُمَمِ مِنْ قَبْلِكَ
 الرُّسُلَ مِنْ قَبْلِكَ لِيُزَكِّىَ الْبَشَرَ
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

”وہ بھراوا اپنے ماسخوں میں چلا گیا جو وہاں قہر و ظالم اور مفسد و فاجر تھے۔ ان کے لیے یہ سب سزا کے لیے تھے۔“
 طرح لیٹ کر رکھ دیا گیا۔ ان کے اہل خانہ کو بھی یہ یاد کرنے تھے کہ وہ وہاں کی طرح بھراوا سے تھے۔“

لو الصلوات و بیعتی سے علاوہ کسی اور قبول القیادہ کا سب سے پہلی صحت کے لیے کہ:

اد آیت و آیت

مَنَابِيْهِمْ سَارِيْ لِهَيْبِنَ لَا اَلَكُفُّوْر
 خَلَقَ الْاَلْبَلَّالُ وَالْمَنَهَارُ الْفُكُور
 مَنِيْبِيْنِ حَمَلًا مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 لَمَّا يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ وَرَبَّ رَحْمَتِهِمْ
 يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 حَمَلُ السَّهْلِ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 مَنَابِيْهِمْ سَارِيْ لِهَيْبِنَ لَا اَلَكُفُّوْر

”ہمارے پروردگار کی آیات و معجزات دلائل ہیں۔ نہ تو کوئی کافر اور نہ شکر گزار حق اعتراف کر سکتا ہے جس نے ہمارے خدا اور ذات کو پیدا کیا۔ ہر ایک کا حساب واضح انداز سے ہے پھر میرا ہی پروردگار ان کو صبح کے منہ روشن کرتا ہے جس کی شامیں بجلی ہوئی ہیں۔ شمس شام پر اس نے دمخگی کو دُکھ دیا اور گھٹنوں کے ٹپ ٹپتھانے کو اس کے پاؤں کھجے ہوئے ہیں۔“

لَا زَمَّ اَحَدًا حِلْفَ الْبَحْرَانِ كَمَنَابِيْهِمْ
 قَدْ مَنَ مَنَهَارًا مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 حَمَلًا مَنَهَارًا مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 مَنَابِيْهِمْ سَارِيْ لِهَيْبِنَ لَا اَلَكُفُّوْر
 خَلَقَ الْاَلْبَلَّالُ وَالْمَنَهَارُ الْفُكُور
 مَنِيْبِيْنِ حَمَلًا مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 لَمَّا يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ وَرَبَّ رَحْمَتِهِمْ
 يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 حَمَلُ السَّهْلِ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 مَنَابِيْهِمْ سَارِيْ لِهَيْبِنَ لَا اَلَكُفُّوْر

”اُن کی گردن کو زمین پر نہ رکھ کر نہ بچھے پھاڑتے پتھر پر نہ ہے اس کے گرد شانہاں کھدے بہاؤ تھے جو انہوں نے شہر دار اور شاہ و زون کی طرح تھے پھر ان کو پھوڑ کر سب جگہوں پر بکھیر دیا کہ ان کی پڑی ہوئی تھی۔ دین خف کے ملانہ وقت کے دروازہ کے باز کوئی نہ چھوڑا۔“

محب علی کے مخلص جو قیس ابن اعلیٰ کے تھے۔

فَلَمَّا مَنَابِيْهِمْ سَارِيْ لِهَيْبِنَ لَا اَلَكُفُّوْر
 خَلَقَ الْاَلْبَلَّالُ وَالْمَنَهَارُ الْفُكُور
 مَنِيْبِيْنِ حَمَلًا مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 لَمَّا يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ وَرَبَّ رَحْمَتِهِمْ
 يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 حَمَلُ السَّهْلِ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 مَنَابِيْهِمْ سَارِيْ لِهَيْبِنَ لَا اَلَكُفُّوْر
 خَلَقَ الْاَلْبَلَّالُ وَالْمَنَهَارُ الْفُكُور
 مَنِيْبِيْنِ حَمَلًا مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 لَمَّا يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ وَرَبَّ رَحْمَتِهِمْ
 يَحْمِلُوْنَ السَّهْلَ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 حَمَلُ السَّهْلِ مَنَهَارًا مَنَهَارًا
 مَنَابِيْهِمْ سَارِيْ لِهَيْبِنَ لَا اَلَكُفُّوْر

”مگر ادا اپنے وہب کی عبادت کر، پھاڑوں کے تھکے میان میں موجودیت ملنے کے کوئی اور چھوڑ۔ جس تمہارے ہاں اس ادا کی جانب سے ادا ہوا، ایک کھوسے رخ کے وقت غائب ہاں تھا۔ اس کا لشکر سوار زمین پر ملے ادا تھا۔ پہاڑی چکڑ خروچ پر چلاؤ تھا۔ جب غرض ادا کے مدد و نصیب پہنچی تو اس کے لشکر نے اس لوگوں کو اس حال میں کرا کر یا کوئی خاک اکھڑا دے کوئی سنگسار کیا اور دھواں ادا ہوا۔ کھڑے ہوئے جہیزوں میں سے سوائے ایک فیض مالے کے کوئی نہیں بچ سکا تھا۔“

سید اللہ بن قیس الرقیات نے بیت اللہ کی عظمت اور بے حدیثی کرنے والے کی ہانکت کے صلہ میں اس آیت شاعر کے:

کتابخانه اسلامی روم السطی ج ۱۰۰

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضُوا عَلَىٰ الْأُتْرَاقِ فَكَانَ مِثْقَ الْجَبَلِ لَئِيْلَ الْبَاغِي ۚ

(Musical notation)

لَا تَكُنْ مِنَ الْفٰسِقِیْنَ

وَوَفَّالٌ مِّنَ الْمُنِيعِينَ

۱۷ اسی کمیشن نے بیت اللہ کے خلاف یہ حرکتیں کی اور اس کا مقصد تقاضات فوراً نہ دینا اور یہ بتانا ہے کہ

کے ہر حصے کو کھودا (اوپر) سنگسار کیا ہوا ہے انسانوں میں سچے جوانوں کے ساتھ برسرِ کار ہو وہ قسمت خود والا کی خدمت

کہتا ہے: (مہشہاں نے حکومت کا فیصلہ جاننا)۔

ہم اس سلسلہ کو خیر و برکت کا پیمانہ ہے کہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر کسی ملک کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو تو وہ اس ملک کے لئے جو بھی ضروری ہو، وہ سب کچھ کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس ملک کے لئے جو بھی ضروری ہو، وہ سب کچھ کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس ملک کے لئے جو بھی ضروری ہو، وہ سب کچھ کر دے گا۔

ہے۔ اہل سلسلہ کا بزرگ شیخ ابن رجب نے اہل عقلمند کے خیالوں سے بچ کر سنیوں اور شیعہوں کے عقائد اور مذاہب کے عقائد سے بچ کر

کے سلطانہ جمن لی اور اس کی حکومت کا خاتمہ کرویا۔

قلیس کا انجام۔۔۔ دیوبند کے ذوالرحمن مسکنہ مقدونی کے متنازع تاریخ کے مطابق ۱۸۸۶ء ق۔ میں دیوبند میں مولانا ابی ہادی اور اس کے چھ چھوٹے

میں نے یہ سب اہم سرورق کے ذریعہ اپنے بھائی کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ ان کو اپنے گھر لے گیا۔ وہاں ان کو اپنے گھر کے مالک نے مل کر دیکھا۔ ان کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ ان کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ ان کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔

تاکست مائٹھم ٹی ہیرس کیس کی تباہی کا واقعہ چنانچہ گھبراہٹ کے ساتھ مسلمان اکثریتی کے علاوہ چھوٹا جوت اس پر عمل آ رہا ہوتا ہے۔ سفاح معاشی کے

عہد خلافت تک، وہ کیمیا پر مشغول قائم رہا، ایک روز اسی کے پاس اسی کے لیے اور سارا دوسرا مال اور تمام خیرہ کا تذکرہ ہوا جو اب وہ نے بچھڑنے کے کل سے

مَعْنَا: فَخَلَّصَ فِي الْوَلَدِ الْوَحِيدِ كَمَا فِي الْوَلَدِ الْوَحِيدِ (ذَكَرَهُ مَسْهُلٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ).

سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں جیش حکومت کا زوال..... محمد بن ہاشق کا بیان ہے کہ ابو یوسف کو یہ خبر کی مہرت ناک ہلاکت

کے جداں کا جتنا کچھ وقت لٹھیں ہوا۔ اس کا حقائق کے بعد اس کے بھائی سرواڑے نے حکومت سمنال جب جیسی حکومت کی مسلسل قتلہاں لیسوں سے

میں نے ایک آنسو کی آبرورہ سیف میں ڈال دی۔ سزا میں ڈال دی۔ میں نے ایک آنسو کی آبرورہ سیف میں ڈال دی۔

قلمن قرعہ بنام محمد بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ شاعر و نقیر کے دربار میں حاضر ہوا اور حاشی حکومت کے علم و شہر کی

ہاستان سنائی اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان کے ساتھ لڑے۔ انھیں بہت دیر لگا تاہم خود حکومت نے اپور تم کی آوری کو اپنا نامی ضرور کر دے۔ لیکن

قیصر نے ان کی درخواست پر کوئی ٹوٹوس نہ کیا۔

اس کے بعد دو قصے ہیں کہ سلمان بن عبد کے بارہ میں حاضر ہوا ج عراق کے شہر حیرہ میں سرفی کا نائب اور گورنر تھا۔ وہ اپنی ملاستان میں

در لم یسلّم فی نعمان نے کہا سال میں ایک دوسری کسبہ دہریہ کی بارہالی کیجیے عرصہ بعد یعنی ہے، اتنی دہریہ میرے اس رقام کرے۔ جانو

سیف بن ذی یزن، نعمان بن منذر کے پاس حاضر کیا۔ یہ عرب و عجمان، حنف و کسری کے درمیان سے مرعے کے گاہ جب وہاں پہنچے کسری

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

تاج پہناتے اور بادشاہ بن جلاوطن ہوا۔

تاج کسریٰ یہ طائی تاج ایک بلا سے بچانے کے موافق ذی قیادت اور بہادر جہاں سے آراستہ تھوڑی ہونے کی بنا پر بادشاہ سے سربراہان سکھاتے تھے اور تاج کسریٰ بدست میں جلاوطن ہو کر اس میں سر داخل کر دیتا اور جہاں وہ جلاوطن ہوتا تو حاضرین اس کی حیرت اور اشت سے مجبور ہوجاتے۔

سیف بن ذی یزن کی کسریٰ کے دربار میں حاضری..... جب سیف بن ذی یزن حیرتی داس کے دربار میں داخل ہونے لگا تو وہ نرم کر کے داخل ہوا۔ کسریٰ نے یہ دیکھ کر کہا اس قدر طویل دروازے میں بھی سر جھکا کر داخل ہوتا ہے۔ جب سیف کسریٰ کا یہ متول تھا کیا کیا تو اس نے کہا میں غم اور اندوہ کی وجہ سے سر جھکانے ہوئے تھا۔ پھر اس نے کسریٰ سے عرض کیا حضور اہل ہارے علاقے پر "طرب" اور سیاہ قام لوگ قابض ہیں، اس نے پوچھا کون اور چہ پیشی یا سندی؟ عرض کیا پیشی امیں آپ سے دعا کا طلب گاریوں اور چاہتا ہوں کہ ہمارا علاقہ آپ کے زیر حکومت ہو۔ کسریٰ نے کہا وہ علاقہ تم منقذ ہے اور دور دروازہ ہے، ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، میں عرب میں اپنی قاری فرج کو مشکلات میں پھنسانا نہیں چاہتا لہذا اس کو دس ہزار درہم اور دو قسم کے کپڑوں سے نوازا۔ سیف نے یہ طبع قبول کیا، لیکن باہر نکل کر یہ سب سکا اور کئی چھیک کر لوگوں میں لاد دی۔ کسریٰ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ عظیم شان اور عالی مرتبت انسان ہے۔ پھر اسے بلا کر کہا آپ نے شاہی حلیہ کیونکر لوگوں میں لاد دیا۔ سیف نے کہا میں آپ کی طرف سے دعا کر دیا کہ لوگ اس کا ہمارا علاقہ تو خود ہم در سے لے رہے۔

ایک عہدہ تجویز..... کسریٰ نے دربار میں بلا کر ان سے پوچھا اس شخص کے مطالبے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ایک مشیر نے کہا حضور انیل میں قیدی کافی تعداد میں موجود ہیں جن کی سزا چاہی ہو نکل ہے۔ آپ ان قیدیوں کو اس کے ہر ایک فکری صورت میں روانہ کر دیں۔ اگر وہ ملک ہو گئے تو آپ کا نشانہ بڑا ہو جائے گا، اگر وہ کامیاب ہو گئے تو سلطنت میں اضافہ ہو جائے گا۔

فکر کی روانگی..... چنانچہ کسریٰ نے آٹھ سو قیدی اس کے ہر دروازہ کر دیئے ہر ان کی قیادت اپنے ایک خانہ دانی "عمریز" اور تجربہ کار ہرز نامی شخص کے سپرد کر دی۔ یہ قیدی آٹھ کشتیوں میں سوار تھے، ان میں سے دو کشتیاں غرق ہو گئیں اور چھ سو سالہ حد تک سلامت پہنچ گئیں۔ سیف حیرتی نے اپنی قوم کے کچھ افراد سمیٹ کر کے ہرز کے زیرِ کمان کر دیئے اور کہا، میرا ساتھ آپ کے ساتھ بیٹھ ثابت ہے۔ ہمارا مرنا بیٹا اٹھنا ہے۔ ہرز نے اس تجویز کی تعریف کی۔

مسروق نے اور ہمد کا لشکر و ہرز کے مد مقابل کر دیا..... شام میں مسروق بن ابی ہمد بھی اپنی فوج کو ہرز کے مد مقابل لے آیا، ہرز نے سب سے پہلے اپنے کشتیوں کے مقابلے کے لئے بھیجا تو وہ نکل ہو گیا جس کی وجہ سے ہرز کا فرصت اختیار ہو گیا۔ پھر دونوں فوجیں میدان جنگ میں مرنے کے کیلئے اکٹری ہوئیں تو ہرز نے کہا کہ مجھے ان کے بادشاہ کی نشان دہی کر دو لوگوں نے کہا کہ آپ باقی پر سوار تاج پہنے اور شاہی پر سرخ موتی لگائے ہوئے سوار ہو کر رہیں۔ اس نے کہا بالکل اور کچھ ہوں تو کوئی نے کہا یہ ان کا بادشاہ ہے۔ ہرز نے کہا میں لا پھر دوڑ کر تک آئے ساتے ٹکڑے ہے۔ کچھ پر بعد ہرز نے اب وہ ہمد چھاپا، دیکھیں پر سوار ہے؟ اور وہ، نے کہا نہیں، سنا کہ کچھ ہے پر سوار ہو گیا ہے تو اس نے کہا ہاں اب ہمد چنانچہ غاص و دروازہ کھڑا ہے۔ پھر ہرز نے اب چھاپا، دیکھیں پر سوار ہے؟ تو انہوں نے بتایا خبر یہ تو ہرز نے کہا پھر بہت ہارنا، سمجھو وہ سوار ہو گیا "اور اس کا ملک بھی رسوا ہو گیا۔ اس نے کہا میں تیرے چٹکا ہوا اگر دیکھو کہ وہ اپنی جگہ پر ثابت قدم ہیں، کوئی اس کی جلی بیدائش ہوئی تو تم بھی مطمئن رہو، اگر دیکھو کہ انہوں نے مسروق کو گھیرے میں لے لیا ہے تو سمجھو کہ تیرے بچنے پر لگا ہے اور یکدم حملہ کرو۔

مسروق بن ابی ہمد کی ہلاکت..... اس کے بعد اس نے کمان پر تانت چھائی اور کمان اتنی خستہ تھی کہ کسی کی مدد کے بغیر کوئی تانت نہ

تذکرہ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ سُوءِ مُسْتَقَرٍّ إِلَى خَيْرٍ
مَثَلِ الْيَوْمِ الَّذِي تَصْرَفُ فِيهِ الْأَمْثَالُ الْكَاتِبَةُ
الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ هُمْ هُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْوَقَرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ هُمْ هُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْوَقَرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ

”اللہ ہی کے لئے یہاں خاصیت کی بھلائی جو دہرائے آئے، وہ بے مثال ہوگئی ہیں۔ سوئی گزریں واسے سرور اور مفید دم،
غیر وہ دہرائے کچھندوں میں اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں وہ کائنات کو اس طرح چلاتے ہیں گو ذوق و شعور سے ہیں
و نزدیک تیرے۔ یہ نہ چیز وہ کہ جلدی علی موت کے کھاناں ہمارا ہے۔ تو نے سیاہ گزریں پر شیریں کو چھوڑ دیا ان کا فرار ہونے والا
گھست خور ہے۔“

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ سُوءِ مُسْتَقَرٍّ إِلَى خَيْرٍ
مَثَلِ الْيَوْمِ الَّذِي تَصْرَفُ فِيهِ الْأَمْثَالُ الْكَاتِبَةُ
الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ هُمْ هُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْوَقَرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ هُمْ هُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْوَقَرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ

خوب پلٹو گھروں پر تاج سہارا ہونے ہے، اس میں ”ان“ تیری قیام گاہ ہے۔ بخش سے پناہ ان کی عزتوں کی چاہا تھی ہے
اور وہ دہرائے فرار ہو گئے ہیں۔ یہ فتنہاں ہمارا ہے۔ سراب ہزار پانی میں گھوٹا اور دھوکے دہی کے ہیں جو پینے کے بعد
پر شاب کھوات لگی ہوتے ہیں۔

نظر غمہ ان کی حقیت
اس میں ایک نکل تو جو عرب بن قحطان نے غیر کیا تھا، بعد میں اگلے صیر میں جس نے اس میں ایک اعتبار
اس میں ایک نکل تو جو عرب بن قحطان نے غیر کیا تھا، بعد میں اگلے صیر میں جس نے اس میں ایک اعتبار
اس میں ایک نکل تو جو عرب بن قحطان نے غیر کیا تھا، بعد میں اگلے صیر میں جس نے اس میں ایک اعتبار

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ سُوءِ مُسْتَقَرٍّ إِلَى خَيْرٍ
مَثَلِ الْيَوْمِ الَّذِي تَصْرَفُ فِيهِ الْأَمْثَالُ الْكَاتِبَةُ
الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ هُمْ هُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْوَقَرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ هُمْ هُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْوَقَرِ
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَئِكَ يَصْطَفِي اللَّهُ الْكَاذِبِينَ

حکمران کا سلسلہ ... چورے عرب کے جو زنی قبائل ثابت اور دیو کی نسل سے تھے۔ کہ کچھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عربوں کے مذہب کے طور پر منع ہے، ثابت بنی اسرائیل نے یہ عقیدہ کو اس وقت، مگر ثابت کے بعد ۱۵۰۰ کے نتیجے کے باعث مصلحت سے یہ عقیدہ جو یہی بیت اللہ پر قابض ہو گیا۔ کہ اس وقت کے کہ وہ قذافہ پر اسے اس کی اور ان کی جانے خود کو کالی عرب کے حکمرانوں سے۔

[illegible]

مضامین اور سمیعہ کا آئینہ میں جھگڑا.... قید و محرم اور طور و آدابوں کا کسی بات پر آنکس میں جھگڑا ہوگی بلکہ ان کی ہوائی اور اس میں سمیعہ رنڈا گیا اس جگہ کے بعد مضامین میں عروا کیلئے کھسکرن میں گیا۔ اس آئینہ علیہ السلام اور جو حکمت و اکثریت کے روشنی میں مذاکرہ اور بیت اللہ کی خدمت کی خاطر کسی جہم کا جھگڑا نہیں کرنا چاہئے تھے مضامین کی وکالت کے بعد حادث میں مضامین تخت نشین ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا عربین و عربوں کا آئینہ ہو گیا۔

اسراف و تافہ کی بدکاری اور لال کا سنجہ..... بھر پور اس باب کا وہ شروع ہوا ان کے زمانے میں صیانیان و تافہائی کا دور دورہ تھا۔ بیت اللہ میں اللہ و ملا کا سنہ شروع ہو کر شروع ہوا اسراف میں خود خیر کیا اور تافہ نہایت اہل نے بیت اللہ میں بدکاری کی اور اللہ نے ان لوگوں کو پتھر کی صورت میں سزا کر دیا تو انہوں نے ان سزا شدہ محسوس کو بیت اللہ میں حیرت و شجاعت کے لئے لے کر دیا اور صبر و استقامت حاصل کرنے کی سوتے ہوئے ان نے ان محسوس کی برکت شروع کر دی۔

[illegible]

وَقَدْ خَضَعْتُ لَكَ بِالنَّمْعِ مِنْهَا الْمَعْرَاجُ
كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ مِنْ الْجُجُونِ إِلَى الصَّفَا
أَلَمْ يَسْ وَلَمْ يَسْ بِمَكَّةَ مَسْ
فَلَمَّا لَهَا أَلْفُ أَلْفٍ مَنَى كَأَنَّ
بَلَدًا جَدِيدًا مِنَ الْجَدِيدِ مِنْ طَبَقِ
بَلَدِي لَحْنٌ كَبِيرٌ أَلْفُ أَلْفٍ أَلْفُ
مَسْرُوفٍ أَلْفُ أَلْفٍ أَلْفُ أَلْفٍ

’جست سے تھاکں کیئیں والے ہیں اس مہل میں کہ آئسہ کا گہرا بہرہ ہے جس اور وہ انگوٹھی میں لٹکے ہوئے ہیں۔ گویا کہنے سے لے کر مٹانے تک کی ہر ایک حالت ان کے اندر سے نکلتی ہے۔ رشتہ کو کوئی قدر کوئی حق میں نے ان کو کہا اس دن میں کہ میرا دل گویا پیر ہے۔ گندہ دروں کے سر بیان پڑ پڑا ہوا ہے۔ کیوں نہیں! انہیں کے باشندے تھے اور انہیں نہ مانے تھے اور ان کی کمرہ اور بد قسمتی سے لٹک گیا۔‘

وَكُنَّا وَلَاؤُا إِلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا بَدَأَ
نُظَرُّونَ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَالْخَيْرُ عَلَانَهُمْ
وَنَحْنُ وَهُمْ نَأْتِيهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا بَدَأَ
بِمَنْزِلِ مَا يَعْظِي نَفْعُهُ الْإِحْكَامُ
مَلِكُ الْإِسْلَامِ زَيْنُ الْعَبِيدِ الْعَظِيمِ
الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ الْخَيْرِ الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ
الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ الْخَيْرِ الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ
الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ الْخَيْرِ الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ
الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ الْخَيْرِ الْمَلِكِ الْإِسْلَامِيِّ

”جہاں کے بعد ہم پہنچے، وہاں اس کا استقبال کرتے تھے اور خیر و برکت لکھایا جھی، نہایت کے علاوہ ہم بیت اللہ کے حوالے ہوئے، جیسے سوز و گم کوئی نہ ہو اور بھی داریاں صاف صاف تھیں، ہم ٹھہر ان ہوئے اور غلبہ ہوئے، وہاں تک کہ قدرتِ عظیمہ نے ہر طرف کوئی بھی دہلیز خفا کا حال نہ تھا۔ کیا کرنے کے بجز یہ نہیں کون کا جھگڑا، وہاں کی اولاد و نسل کی بچی سے سارے سال ہیں۔“

فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا
فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِكْرَامًا كَرَامًا

مگر انقلاب زمانہ ہمارے برخلاف ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں دیا کہ گو گویا ۷۷ سال ہیں اور اس میں اختلافات ہیں۔ افسوس
 نے ہمیں اس سے اپنی قدرت سے زیادہ جان کر دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہر طرح زمانہ وہاں ہے۔ میں کہتا ہوں جبکہ یہ مگر
 آدمی سو گیا اور میری نیٹھا چلا۔ ہے۔ عرض ہے کہ میرا جسم اور عاشرت سے دوڑ نہیں۔ ان کی بجائے میرے لئے پندرہ سو چار
 میرا اور خاص کے لوگ بدل رہے تھے ہیں۔

وَمِنْ رِزْقِ اللَّهِ حَلْوَ طَعَامٍ وَأَوْسَىٰ دَرَاهِمٍ ۚ وَكَانَ يَرْجُو
 أَنْ يُؤْتَىٰ بِهَا قُرْآنًا ۚ فَمِنْ حَتَمٍ لِّقَوْمٍ أَكْثَرٍ مِنْ
 الْحَتَمِ ۚ فَاصْبِرْ ۚ إِنَّكَ مِنَ الْمُسْتَبِينَ ۚ

لوگوں کی کھربوں شریعت کی طرح قابلِ اجراء تھا۔

بہت پرستی کس طرح شروع ہوئی؟ ... اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ عمرو بن لُحی بدھاش ایک دفعہ کہہ کر ”نہم“ کی طرف کسی فرض سے کیا وجہ بتاؤ؟ یہی شریعت کا وجود تھا اور املاک بن نافع بن سامہرین نے یہ حکم دیا تھا ”املاک کے لوگوں کو جن کی عبادت کرتے دیکھنا تو ان لوگوں سے یہ وجہ یہ کہ جن کی قرآن مجید میں ہے کہ ان کا کیا مقام ہے تو انہوں نے کہا۔ یہ سچ ہے جن کی ہم عبادت کرتے ہیں جب خدا تعالیٰ میں ہم سے دشمنی طلب کرتے ہیں تو وہ دشمن ہوا رہے ہیں۔ ان سے دشمنی طلب کرتے ہیں تو دشمن سے دشمنی کر دیتے ہیں یہی کہ عمرو بن لُحی نے کہا مجھے بھی کوئی وجہ دینا میں اسے عرب میں لے جاؤں گا اور وہاں کے لوگ بھی اس کی عبادت کریں یہی بدھوت کو کہہ لے آیا اور اسے جب کہ یہ لوگوں کو اس کی پرستش کا حکم دیا۔

پھر کی عبادت کس طرح شروع ہوئی ... لیکن اسحاق کا بیان ہے کہ اہل اسلام میں بہت پرستی کے آغاز کی وجہ یہ تھی کہ عمرو بن لُحی نے یہ حکم دیا تھا کہ ہم سے ہم کو اپنے ساتھ لے کر جانا اور وہاں جن کی تم نے تمنا کی کسی طرح اس پر کارواں کرتے تھے اور وہ بدھوتوں کے نام سے پکارے جاتے تھے اور اہل حقیقت کو بھول گئے۔ پھر شریعت میں اور بدھوتوں کی کافور ہے کہ جب کوئی خود بدھوت بن گیا تو کسی کی بدھوتی کا نام اس پر نہ کرنا اور بدھوتوں کو لینے چھوڑنا اس کا طویل کرتے تھے۔ فریسیہ کا وہ نام کہ وہ بدھوتوں کے نام سے پکارے جاتے اور ساتھ گزرا تو اس کی طرح ملتا تھا کہ اگر اس کا ذکر ہو گئے تو اس سب کے بعد وہ ان میں نامائی دین کے بعض آثار پائی تھے کہ ان میں بھی بدھوتوں کی طرح تھے۔ مثلاً یہ اللہ کا طواف کرنا، حرام دانہ خوردہ کرنا، مردانہ لباس پہننا اور مردانہ عرقاں میں قیام کرنا اور شب بیدار بچھڑنا وغیرہ۔

شریکہ تیسرا اور اسی کی ایجاد ... یہی کتابہ در قرآن میں یہ تعبیر کہتے تھے:

”الیک اللہم لیسک لاسو یک لکھ الا شریکا حق لک دعلک وعلک“

”حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، جو اس شریک کے جس کا تو مانگ ہے اور اس کے لک کا بھی۔“

قرآن مجید میں اسی تعبیر نے برقرار رہا:

”اور ان کو تو اس لیے ہیں جو اللہ کا مانگ ہیں مگر پھر بھی شریک کرتے ہیں یعنی جو اللہ کی شریک کی ایجاد کرتے ہیں۔“ (۱۰۱)

سبکی اور لغویہ کا بیان ہے کہ عمرو بن لُحی اس تعبیر کا ایجاد کرنے والا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ بدھوتوں کا ایک شیخ کے گھپ میں اور بدھوتوں کے عبادت گاہوں کی ایک چٹائی پر چڑھ کر عرب نے اس کی تقلید کی۔

بخاری میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا یہ تعبیر سننے کو فرما دیا اللہ تعالیٰ اس کی کاپی لے لیا۔ اس تعبیر کی کوئی ضرورت نہیں۔

امام احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ میں نے کہا کہ میں نے فرمایا:

”ابو بکر! عمرو بن لُحی نے یہاں پہنچا تھا جس نے جن کے نام پر جانور (سائب) چھوڑا ہے اور بت پرستی کی جس کی وجہ سے میں نے اسے بدھوت بنایا ہے وہاں پہنچا تھا مجھے کچھ کرنا تھا۔“

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ... اس سے کچھ غلطی اور مطلب یہ ہے کہ عمرو بن لُحی نے اہل کالی ہے جس کی طرف پہنچا تھا مذکور ہے جیسا کہ ان کے احوال و خبر میں مذکور ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس میں کچھ غلطی نظر سے دیکھیں تو یہ نہیں ظاہر ہے بلکہ یہ تمس کا جذبہ تھی ہے مگر بعض بدھوتوں میں اس کے خلاف تھا بھی مذکور ہے۔

کرتے تھے ان کے پاس قرآن کا نسخہ تھا کہ وہ اس کی طرف اشارہ کرتے کرتے کہتے تھے کہ اس کے بارے میں جو کچھ تم نے سنا ہے وہ سب سچ ہے۔

”عزّی“ نامی بہت..... مقام قلعہ میں قریل اور بنی کنانہ کا ”عزّی“ بہت تھک گیا تھا اس کے متعلق اور وہاں بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

”لاّت“ نامی بہت..... نہ تک میں تھک گیا تھا اس کے بعد اور متعلق تھک گیا تھا۔ بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

”مناّت“ نامی بہت..... سال سے پہلے کی جانب سے وہیں تھک گیا تھا اس کو فتح کے بعد وہاں کے لوگ اس کی پیروی کرنے کے لئے اس کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

”ذوالقعد“ نامی بہت..... وہاں کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔ بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

”راّم“ نامی عبادت گاہ..... میرا رائل بن کا سب سے زیادہ اہم تھا۔ وہاں کے لوگ اس کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

رضاء..... بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

والفد حلف من حلفی وحلفی

فمن حلفی حلفی وحلفی

وامان حلفی وحلفی

وممن حلفی وحلفی

مستور حلفی وحلفی اور جو حلفی تھا۔ تین سو سال قبل وہاں تھا۔

ولممن حلفی وحلفی

وممن حلفی وحلفی

ممن حلفی وحلفی

ولممن حلفی وحلفی

وممن حلفی وحلفی

وممن حلفی وحلفی

(یہ لوگ بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔)

جہاں بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔ بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔ بنی کنانہ کے خاندان کے ولید بن مسعود نے فتح کے بعد اس کو سزا کر دیا تھا۔

قریش (بنی نضر) کے نسب و فضل اور اس کے اشتقاق کا ذکر

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ نضر کی والدہ ہمد بنت مر بن ابن عاتقہ ہے اور باقی دوسری بیوی سے ہے۔ لیکن ابن ہشام کا بیان ہے کہ نضر ملک اور لکھان کی والدہ دبرہ ہے اور محمد بن عاتقہ کی والدہ ہال بنت سویہ ابن فطر یف از دشتہ دوش ہے۔

قریش کے بارے میں دو اقوال ہیں۔ پہلا یہ کہ بنی نضر بنی قریظ سے ہیں جو اس کی اولاد سے ہے اور قریشی ہے اور جو اس کی اولاد میں سے نہیں وہ قریشی نہیں بلکہ بنی نضر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔

یہ دونوں اقوال شیخ ابو عمر بن عبد البر، زہری بن بکر اور مصعب بن زہیر وغیرہ اکثر نسب سے منقول ہیں۔ ابو عبیدہ اور ابن عبد البر کا بیان ہے کہ نضر بنی نضر سے ہے کہ معد بن قصی کی عدیث کے موجب نضر بنی کنانہ بنی قریظ ہیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہشام بن محمد بن سائب کلبی، ابو عبیدہ، محمد بن یحییٰ کا یہی قول ہے اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

ابن عبد البر کا یہی قول ہے کہ قریشی بنی نضر کی اولاد ہیں۔ زہری بن بکر اور مصعب بن زہری اور علی بن کعبان وغیرہ کا یہی چند یہ قول ہے۔ زہری بن بکر کا بیان ہے کہ قریش کے نسب دان علماء کا بیان ہے کہ قریشی بنی نضر بنی کنانہ بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔

قبیلہ کنوہ طبرانی میں چشم کنوہی کا بیان ہے کہ کنوہ و قبیلہ کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا (انت منا وانا معک) آپ ہمارے قبیلہ سے ہیں اور ہمیں نے اس بات کا دعویٰ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں نہیں، ہم تو نضر بنی کنانہ کی اولاد ہیں۔ ہم کنوہی ہاں ہے۔ چہرہ، اور ہمارے کارنامہ نہیں لگاتے اور تم ہی اپنے آپ کے نسب سے لگتے ہو۔

ابن نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ امام ابن کثیر بنی نضر بنی کنانہ بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ بنی نضر بن کنانہ بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔

ابن کثیر بنی نضر بن کنانہ بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔ لیکن ابن کثیر بنی قریظ سے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جس میں نے قریش کو جڑ سے نہ روٹنے کی نسل دلائی ہے اور نہ ہی ادا کیا ہے) کوئی شخص تمہارے آپ سے ملے نہیں اور نہ کوئی
 مومن تمہیں نہ روٹے ہوئے نہ ہمت نہ خیریں کا شکی (۱۵۸) سے نقل ہے۔ (ابن کثیر جلد دوم)

قریش کی انفعلی تحقیق . لفظ قریش "قریش" ہے مشتق ہے اس کے معنی دشمن و مخالف کے بعد قریش کرنے کے ہیں یہ لوگ تھے جن
 کا بے گناہانہ میں انصاف مقامات پر آتے تھے انھیں نے ان کے مکر میں کر کے نرم میں برابرا جزا دی کہ انھوں نے اپنے دشمنوں میں کیا:

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

ابوکم قصی مکان بدھی مجھ سے

[illegible]

محمّد رسول..... خلیفان قریش شہنشاہی کی تہذیب و اخلاص اور لڑنے کا ہر نبی حتمی فیصلہ دے گا۔ تاریخ کے ہر ایکن میں ہے: "خوبی" و "شر" قرار دے گا۔ یہ رسول کے نام سے مشہور ہو گا۔ یہ رسول کے ساتھ خود فیصلہ کرنے والی ہر قوم ہے۔

قبیلہ بیداء و مغلوں۔ یہ وہ دستورِ مالِ ملک و زمین کا ہے جو چھوٹے تھے جن کو زمین پر مسلط ہونے والی قوم کو عروج و چڑھے سے پہلے ملان کا بھی انقلاب تھا۔ یہ وہ وضع ہے کہ اگر ہم لوگ دیکھتے ہیں تو اس کے لئے اس طرح کو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے لئے اس طرح کو کہہ سکتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کا فرمان: حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: "زید بن حوتم کہہ کر اپنی اصل شکل بصورت میں رہا جو دنیا کا ہے۔" ساری میں بات وہی چار ہاں ان میں حکم کریم ہے۔ تمہیں حقارت سے دے رہے ہیں۔ یعنی ۱۰-۱۱ اور سال کا پہلا مہینہ اور رب جو ہر کوئی کو مافی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس اختلاف کو ختم کر دیا اور مستر کے عقیدے کو ترجیح دی اس لیے کہ: "جبہ صخر" مشہور مولا ابوہ "چاند" حرام قرار دے کر ہر مسلم کی بیعت فی قریل کیا دیا۔ ہاں نبی جہاں انجہ مانو کر امام اور سچے جہاد و حق تعالیٰ کے فرمان میں اخلاقی اور مغلطہ کے مرکب تھے اور اسی طرح تم کہ مسئلہ جان کر امام کریم "شیخ" کی تردید پر لڑائی کہ امام آخر کی جہاں سے حق قرار قرار دے تھے۔

۱۱) اگر کعبہ... : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کعب بن لؤی کے تین بیٹے تھے (۱) محمد (۲) اسحاق (۳) یحییٰ۔

اولاد مرآ .. (۱) کلپ ہی مرآ (۲) قیم ہی مرآ (۳) آقا ہی مرآ، قلم ہی مرآ کے بیٹے ہیں۔

[illegible]

ماتوني الى الناس شخصيات

عن علي بن ابي طالب كرم الله وجهه

الفرق الجوهري

والله اعلم بالصواب

فارسايتو جوالعيل كجا

المشاورين: د. عبد الله بن عبد العزيز آل سعود

(ا) ہم نے سعد بن بل حبیبہؓ کو اولیٰ اولیٰ بھیج دیا۔

[illegible]

مراہیں؟۔

عقلم برحق حرام۔۔۔۔۔ یعنی مبالغہ نہ کہ بعد یہ اور اور عقلم برحق حرام "مولود کب" کی ملکیت ہو گیا جب تک کہ یہ بیدار مولود کی ملکیت نہ اس پر معاہدہ یعنی اللہ عز کے بعد جو حکومت میں ایک لاکھ روپے کی فوجی فروخت کر یا تو اس معاہدہ یعنی اللہ عز کے تسلیم یعنی اللہ عز کو اس کی فروخت پر بڑی طاقت کی اور بڑا اعلان کیا کہ "تو نے قوم کی عزت اور بڑی ایک لاکھ روپے فروخت کر دی" تو عقلم نے جواب میں کہا کہ آج اسلامی دور میں شرافت اور بزرگی یعنی اور خدا ترسی کا نام ہے جس میں یہ بیدار مولود و شراب کے ایک منگیزے کے کوئی خرچہ تھا تو اس سے رکھا رہم میں فروخت کر یا اس سے اس کے تھارے سے مانجیہ مادی تو اللہ کے راستے میں صدق کرنا اس تاکوں شہر سے جس ہے۔ (ذکرہ اللہو لطیفی فی اسماء رجالہ الموقر)۔

پانی کا انتظام۔۔۔۔۔ حاجیوں کے پانی کا انتظام بھی قصی نے اُس علاقہ جرم کے زمانے سے لے کر اب تک زحرم کا کوئی بے صلہ و ست تھا اور یہ سے بالکل بے خبر اس کے اصل مقام کا کسی کو بھی علم نہ تھا۔

روشنی کا انتظام۔۔۔۔۔ واقعی رحمت علیہ کا یہ ان ہے کہ قصی وہ پہلا مکران ہے جس نے خود کو میں بکرات سے آنے والے حاجیوں کے لئے روشنی کا انتظام کیا تا کہ سب راست پر چلے آئیں۔

ایام حج میں حاجیوں کیلئے کھانے کا انتظام اور رفاہ۔۔۔۔۔ اب پہلے میں ذہن و ابھی تک حاجیوں کے طعام کا انتظام بھی خود قصی کیا کرتا تھا۔ انہی حقوق کا وہاں ہے کہ قصی نے یہ سنا نہ جنت قریشی لوگوں کے ذمہ لگے وہاں کو انکھ کر کے کھانے کے قریب قریب تمام بیت اللہ کے قریب و جوار میں ہو۔ کہہ کے باشندے ہو اور ان حرم میں حاجی اللہ کے مہمان ہیں اور انکھ کی ذمہ داری کو آئے ہیں ان کی ضیافت اور ہوائی ایک ضروری سر ہے۔ ایام حج میں وہاں تک ان کے کھانے پینے کا انتظام تھا، چنانچہ قریشی مالانہ رقم خرچ کرتے اور قصی کے حوالے کر دیتے تھے اور وہ اس رقم کو ایام حج میں حاجیوں کے کھانے پینے کے مصارف خرچ میں کرتے تھے۔ یہ مذہب نہایت چالیت میں شروع ہوئی۔ پھر اسلام آیا اس وقت بھی رہی اور آج تک چالیت ہے یہ بھی کیلیم اس میں انتظام حج تک "وقت کا مکران" ماہیوں کے خورد و نوش کا انتظام کرتا ہے۔

اسمہ بن شیر و حسانہ فرماتے ہیں کہ اسمہ بن حسانہ کا کھانا کھانے کے بعد یہ "دھوت عام" کی رسم ختم ہوئی تھی۔ پھر کھانے کے بعد بیت المال سے کھانا آج کھانے کے خورد و نوش پر خرچ کی پہلی رقم اگر کھانا جائے تو یہ ایک بھری کا دھار ہے لیکن اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ یہ بیت المال کے مال پر نہیں اس سے صرفہ کھانا جائے اور اس میں بھی مجزیہ ہے کہ انہوں کے در پہ کمالی حاجیوں کے لئے صرف وہاں تک کہ حج کے مکمل نہیں اور نہ شرف میں ہے کہ وہ قصی حج کی استطاعت کے بعد وہ حج نہ کر سکا اسلام سے پہلے وہ حج نہ کر سکا اور کمرے پانچ بیٹے قصی کی درج میں کسی سے بڑا تھا کہے:

فمسی لعمری کمن یبغی مبعدا

یہ جمع اللہ القائل من ظہر

عموا ملوا المطحماہ مسجدنا و ملنا

و ہم طردوا احنا لموا و انیس بکر

"زندگی کی قسم بقیہ کو کبھی کبھار کی دولت اللہ تعالیٰ نے ظہر کے قریب کی اور حج کیا۔ انہوں نے بھلا دیکھ کر بڑی دشمنی

اور ردائی سے پھر انہوں نے ہم سے مل کر گئے مگر ان کو دور کیا۔"

اسیما حسانی کا وہاں ہے کہ قصی جب جنگ سے فارغ ہوا تو وہاں سے واپس اپنے دوسرے بھائیوں میں محمود و ہشیر جو کہ سید کے بیٹے ہیں کے سمیت دہلی اپنے حلاق میں چلا آیا وہاں سے اپنے حلاق میں کہا:

[illegible]

پھر یہ اتفاق رائے رکھا اور سنا یہ کام منصب بنی عہد متالی کو سے دیا، چاہا کہ وہ اور دارالافتاء کی صداقت پر دستور بنی عہد الدار کے پاس رہی اور یہ تقسیم جاری رہی۔ موقوفہ اموی نے اکثریت ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے کہ خزانہ کے بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ قسمی نے اپنی ہمت علیہ سے شادی کی اور علی نے کعب کی قوت اپنی بیٹی کے پروردگار دی۔ ابوہشام بن علی بن محمد بن ابی بن عثمان بن قیس..... بطور نائب قوت کے (فرغی) سرانجام دیا کہ قاتل قسمی نے ابوہشام سے حق نیابت شراب کی ایک جنگ اور انوث کے عوض خرید لیا اور یہ محل مشہور ہوئی (افسرین صلیبہ ابی ہشام) (یعنی یہ تجارت ابوہشام کے سوسے سے زیادہ نقصان دہ ہے) غرض کہ جب اس سوسے سے ہائی کا طرہ ہوا تو وہ قسمی پر بہت ناراض ہوا چنانچہ قسمی نے اپنے بھائی زید بن عمرو وغیرہ کا تعاون حاصل کر لیا اور قوت کعب پر قابض رہا، بلکہ قسمی نے یہ سارے منصب عہد الدار کے حوالے کر دیے۔ اس کے علاوہ جو دوسرے ماسمبہ دوسرے لوگوں کے پاس تھے وہ اسی طرح رہے۔ جس کا بیان گذر کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قسمی کے چار بیٹے تھے (۱) عبد مناف (۲) عبد شمس (۳) عبد الدار اور (۴) عبد العزیز اور وہ لوگ یاں (۱) خازن اور (۲) رئیس ان کی والدہ جسی بنت صلیب تھی۔

عبدالمتوفی کی اولاد وہ..... ایمن و شام کا بیان ہے کہ عبدالمتوفی بن قسمی کے بیٹے تھے۔ (۱) ہاشم (۲) عبدالعزیز (۳) مطلب۔ ایمن کی والدہ کا نام جنت مرہ بن مالک ہے اور فضل بن عبدالمتوفی کی والدہ واثقہ بنت عمرو ماریہ بنت جہل ایمن و شام عبدالمتوفی کی والدہ ایمن و مرہ بنت جہل بن غنیان ہیں۔ (۱) تھامس (۲) نکلا (۳) نبیہ (۴) مرہ (۵) ہاشم اور (۶) عبدالمتوفی۔

اولاد ہاشم ... ہاشم کے چار بیٹے ہیں (۱) عبدالمطلب (۲) اسد (۳) ابوالمطلب اور (۴) حطیل اور چار بیٹیاں ہیں (۱) فاطمہ (۲) خاندہ (۳) صفیہ (۴) رقیہ (۵) حبیبہ عبدالمطلب اور تیری والدہ و علیہ جنت محمد بن عبد اللہ بن ابیہ بن قریش بن عاصم بن مضر بن عدنان بن نجاد یہ ہے۔

اولاد ابو الحارث عبد المطلب بن ہاشم..... ان کے دس بیٹے ہیں (۱) محاس (۲) حمزہ (۳) عبداللہ (۴) ابو طالب عبد مناف (۵) زبیر (۶) عاتق..... ان میں سب سے بڑا عاتق تھا اور اسی کے نام پر کینٹھ بنی..... (۷) حنظل و حنظل اس کا لقب علیہ لاق تھا۔ (۸) عتوم (۹) نضر (۱۰) ابولہب عبدالعزیٰ بن زبیر چھ بیٹیاں ہیں (۱) صفیہ (۲) ام کلثوم رضاعہ (۳) مانکہ (۴) سیدہ (۵) اردن (۶) عورہ۔

عبداللہ ابو طالب اور زبیر زکام بنحوں (ابو زبیر) کی والدہ کا طرہ بنت حمزہ بن مائکہ بن عمران بن خزوم بن کنظہ بن عمرو بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدکر بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔

عبداللہ بن عبدالمطلب..... بن کے فرزند ارشد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ والدین کی طرف سے نسب میں سادری کا تعلق سے اشراف
 داخل اور مرتبہ میں سید عالم ﷺ بعد از خدا بزرگ قوی قہر شکر۔

کی ہیں، اگر شیرواپ سمن اور سلطان ہوتا تو ہم اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے، آپ نے ماضی کی کوکبا اسے مجبور و دوس کا والدہ مکارمہ خلاق اور دھوہ خصال کو پسند کرنا تھا، اللہ تعالیٰ بھی اس خلاق کو پسند کرتا ہے، مگر جو حضرت بنی تارو رضی اللہ عنہ سے باادب کفر سے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ خوش اخلاق کو پسند کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہر شک خوش اخلاق جنت میں داخل کرنا سو بہت ہے۔

حاتم طائی کی فیاضی... ابن ابی دنیا، مری بن طائی، کے دادا سے روایت کرتے ہیں جو حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا اخیانی بھائی تھا کہ حاتم طائی کی زوجہ "نور" کے سنے سے پوچھا کہ حاتم طائی کی مرکز شہت سنا ہے، تو اس نے کہا حاتم کی ہر بات قہر خیز تھی، ایک دفعہ غلہ بھر چڑھ کر ہوئی اور میں تنگ ہو گئی، آسمان ٹھہرا، سورہ ہو گیا، میں اپنے کو دودھ پلانے سے گر جاں، دو میل اونٹیں کا دودھ تنگ اور تپید، سو سو مہرہا کی طویل رات تھی، میرے اللہ، عدی اور سخا، جو کہ سے بیکر رہے تھے، بچوں کو بھلانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی۔ حاتم ایک بچے کو گود میں لے کر بھلا لے گئے، میں دوسرے کو چھپایاں دے گئے۔ بہت دیر بعد وہ جب بولے، ہاں طرح تیرے بچے کو بھی بھلا چھوڑا، میرے لڑکے بھی بھلا کر چلا گیا، اور چل کر اس پر لڑا، میں اور حاتم بھی لپٹ گئے اور بچے ہمارے درمیان تھے حاتم مجھے ملانے کے لئے ہاتھ کر کے گئے، میں ان کا مطلب سمجھ کر اور انھیں بند کر میں انہوں نے پوچھا سوئی اور میں بدین کرنا سوئی رہی، تو حاتم نے کہا: معلوم ہوتا ہے سو بھلی ہے حالانکہ خیزد مجھ سے کوسوں اونٹنی۔

بہت رات بچیکہ کے ہتھارے چھت گئے، باقوا اس قسم تھیں، آہ و رخت، کہ گئی کہ کر کا چودہ رجب حاتم نے پوچھا کون؟ کوئی آواز نہ آئی، میں بھی کہنے لگوں گی۔ پھر وہ سرکے تو پوچھا کون؟ اس نے کہا: نہ اب! میں آپ کی کھانا کھاتی ہوں، بچے بھوک سے بلک رہے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی پرسان حال نہیں حاتم نے کہا: کون؟ کوئی آواز نہ آئی، کہتی ہے کہ میں نہ اچھل کر کہا، کیا کہہ رہے ہو؟ لیٹ جاؤ، اللہ انہارے اپنے بچے تو بھوک سے بلک رہے ہیں، تم کھاتی کے چوں سے کیا سلوک کر سکتے ہو؟ بدین کر حاتم نے کہا: واللہ! میں تجھے میں خوب بخلاؤں گا، اللہ تعالیٰ پھر وہ کھاتی چو بچوں کے علاوہ چلی آئی، کو یاد ہوئے اس کے گرد شہر سرانے سے بچے ہیں، حاتم نے ٹھوڑا رخ کر دیا، پھر جھٹکا، گزرا، آگ جلائی، کھنڈہ بنی کھال اتار کر پھری ہوت ہے کہ ہاتھ میں تھوڑی دودھ لیا، کھاؤ، پھر مجھے بھی کھا، اپنے بچوں کو بھی لے آؤ، میں بچوں کو لے آئی تو حاتم نے کہا: حملہ داروں کے بیٹے نہ کھا لینا، بے مروتی ہے یہ کہ گراؤ، ہر سب کو ایک ایک کر کے دے دیا اور خود کھڑا دھو، ایک گوش میں لیٹ گیا، اللہ اس نے ایک لقمہ تک نہ کھایا، حالانکہ وہ بھوک سے تھک چکی تھی تو صرف ٹھوڑے کی ہڈیاں باقی تھیں۔

"نور" کی ایک خواہش... امام دامغینی نے حاتم طائی سے نقل کیا ہے کہ حاتم کی بیوی "نور" نے حاتم سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری قتا ہے کہ میں تمہارا آپ کے علاوہ کھانا کھول کر دوں، چنانچہ حاتم نے اس کا غیر الگ نصب کر دیا، کھا تا چہا کر کے کوکبا اور وہ تھا "بروسہ" میں بیٹھا، جب کھانا تیار ہونے کے قریب ہوا اور تناول کرنے کا وقت آیا تو حاتم نے پورا کھا کر کہا:

فَلَا تَطْعَمَنِي فُلَانِي وَسِرْك دُوْهُ
عَلَيَّ اِنَّ مَالِي طَعْن حَرَام
وَلَسْتُ بِمُهْلَاك الْبَغَاةِ فَاَوْفِدِي
مَزَل اِذَا فُلَانِدَتْ لَا مَهْرَام

"میری ہانڈی پر دوس میں نہ پکانا، میرا پردہ کر دہ کھاتا مجھ پر حرام ہے لیکن اس کھلے میدان میں جب تو آگ جلائے تو آگ خوب روشن ہو، معمول نہ ہو۔"

پھر اس نے دولت عام کا اعلان کیا اور کھانا ختم ہونے کے بعد "نور" نے کہا: آپ نے میرا مطالبہ پورا نہ کیا تو حاتم نے کہا: تمہاری مجھے پناہ نہیں، نکلتا اور دیشی میرا میر ہے پھر اس نے کہا:

لَا تَأْمَنُ لِيْ فُلَانِي الْبَغَاةِ فَاَوْفِدِي

وہ سرک میں جس کے چودہ ہفتے ہوا
وہ آتش کے دہلی میں جس کے چار ہفتے ہوا
اذا غلبت غلبت ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
میں ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
الہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
اذا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
لہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا

"میں نے اس کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنا جس پر اس نے کہا کہ وہ شاقی گزرتا ہے پھر اس عادت کو ترک کرنا پڑے گا۔" ہمایوں نے اس پر ہنسنے لگا اور فرمایا کہ "میں نے اس کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنا جس پر اس نے کہا کہ وہ شاقی گزرتا ہے پھر اس عادت کو ترک کرنا پڑے گا۔" ہمایوں نے اس پر ہنسنے لگا اور فرمایا کہ "میں نے اس کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنا جس پر اس نے کہا کہ وہ شاقی گزرتا ہے پھر اس عادت کو ترک کرنا پڑے گا۔"

اذا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
لہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
اذا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
لہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
اذا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
لہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
اذا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
لہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا

"جب میں اپنے مہاراجہ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے کہا کہ میں نے اس کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنا جس پر اس نے کہا کہ وہ شاقی گزرتا ہے پھر اس عادت کو ترک کرنا پڑے گا۔" ہمایوں نے اس پر ہنسنے لگا اور فرمایا کہ "میں نے اس کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنا جس پر اس نے کہا کہ وہ شاقی گزرتا ہے پھر اس عادت کو ترک کرنا پڑے گا۔"

وہ سرک میں جس کے چودہ ہفتے ہوا
وہ آتش کے دہلی میں جس کے چار ہفتے ہوا
اذا غلبت غلبت ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
میں ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
الہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
اذا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
لہ ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا

"اپنے بچے زاد بھائی کو کافی گھونٹا دینا میری عادت نہیں، میں اپنے امیر دار کا کام ہوا داجی لکھا، مگر بلا چھ سات بات میں متعلقہ اور اس کی بات کو کہتا ہوں کہ بھائی چارے میں چھوڑ دے۔" وہ اس کی بات کو کہتا ہوں کہ بھائی چارے میں چھوڑ دے۔" وہ اس کی بات کو کہتا ہوں کہ بھائی چارے میں چھوڑ دے۔" وہ اس کی بات کو کہتا ہوں کہ بھائی چارے میں چھوڑ دے۔"

و سئلوا بالله من لعنہ، و اھا سئلوا لک عبدی علی فتنی طویب

ترجمہ: "... اللہ سے اس کا لعنہ کروں گا جتنے روز ۳۷۲" اور جب میرے پاس سے گزرے تو مجھے قہقہہ ہنس کر کہہ دی ہوگا۔

وضاحت: ابنِ عمرؓ طالع کا بیان ہے کہ حاتم بنو قریظہ بن مضر کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے حاتم طائیؓ کی خوب تعظیم کی، اپنے پہلو میں بٹھایا وہ بھی میں طاروۃ کئی اشیاء کے بعد زکے دو لعنتیں یاد دہنے لگا، جب اپنے ملاقات میں پہنچا تو "فی قبیل کے کئی بانی لوگوں نے کہا: آپ سلطانِ کربلا ہیں، مگر اس نے کہا: میں اس سے بڑا ہوں اور ہم اپنے اہل و عیال کے پاس سے طاروۃ لیا یہ ہے کہ قرقر و قاق سے مجھ میں حاتم کے کہا تو! یہ بات آپ کی میں تعظیم کرو چاہتا تھا، میں نے اس سے کہا: زکے طاروۃ کئی اشیاء میں انٹ لیں تو حاتم طائیؓ کی کثیر طرہ سے اسے کہا: اللہ سے زکے و دعا میں جان پر قربان کرنا یہ سخت خیر مال و دولت کا اور انہم وہ چار کچھ مجھ سے کہے کہ حاتم سے تم۔

فصلت طریبہ ما لبس فیہا

و ما لبس فیہا من لابس

ان یفن ما لبس فیہا من لابس

من لبس فیہا من لابس

ما لبس فیہا من لابس

الا یفن ما لبس فیہا من لابس

ان یفن ما لبس فیہا من لابس

فصلت الیسی من لبس فیہا من لابس

"طریقہ نے کہا تار سے ہم وہ چار بانی نہیں گئے سوا: ہم اس میں فضول خرچ نہیں نہ بے وقوف اگر ہمارا یہ قسم ہو گا تو اللہ اور وہ جو لوگوں کے ہم نہ آتی ہیں، رنگ اور وقت نکلے، زکے سے نہیں رہتا وہ آپ کا ہو گیا۔ جب وہ اسے ہاں سر ہاتھ میں ہاتھ تو لگی کی وجہ سے شرفاً خرچ ہو جاتا ہے۔"

ایک عجیب واقعہ..... ابو بکر بن عیال کہتے ہیں، عاصی سے کہی گئی کہ: "اھل فی العرب اجماعاً" کیا عرب میں کوئی تم سے بھی زیادہ فحش ہے؟ تم نے اثبات میں جواب دیا جس کے پاس بکریاں تھیں، پس ایک واقعہ سنایا کہ ایک دن میں کسی تہمت کے کا کہان بیان ہوا جس کے پاس وہ کہہ رہے تھے، اس نے ایک بکریاں ذبح کی اور کچا کھیر سے پاس لایا، جب اس نے حضورؐ کو پیش کیا تو وہ بکریاں سے کہنے لگا: کیا محمدؐ کو سزا ہے؟ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سزا لایا، پس اس نے کہا: کالی ہے تو وہ بھی تک گزیرا جب میں سزا دے دوں تو وہ دیکھا کہ اس نے سوئی سوئے اس دن کو کڑا میں اور کوئی بانی نہ لگی میں نے کہا تم نے یہ کیا کیا؟ تو اس نے کہا میری بیوی کا کرکڑوں کو اس کا کھانا کھائیں کرکڑاں۔ حاتم کہتے ہیں مگر میں نے اسے ایک مرد و عورت بتا دیے۔

اسم و قسم... "مقام الامام حاتم بن عیال نے بیان کیا ہے کہ حضرت زینت خنیف بن عمرو بن مروان القیس، حاتم طائیؓ کی والدہ ہے۔ وہ فیاض و رحمت تھی۔ اس کے بھائی اسے نکالتے کہنے سے روک دیتے تھے جبکہ وہ ایک سر ہذا اور خاتون تھی۔ بھائی نے اس کو سال بھر قید تھائی میں رکھا، صرف ہندو نکالتے کہا تو بچے مثلاً وہ فحاشی سے باز نہ جاسے، سال بعد اس سے بھائی کا خیال، یہ سوچ کر کہ شاید وہ سوچ میں ہوگی اور راج کو وقت نہ کر کی جھلی اسے ضرر پہنچے تو نہ کی گئے کھانا میں اس کے پاس ایک عورت کی خاتون آئی وہ لگتا نہ بھی میں اس کے پاس آتا تھا تھی۔ اس نے سوال کیا تو حاتم کی ماں بچہ نے وہ جھلی اسے کھا کر کے کہا: ہفتہ سال بھر مجھے بھوک پیاس نے خوب ستایا ہے میں۔ تم مجھے کھائی۔ کہہ کر کئی سال کو خالی ہاتھ لوٹ گئی۔

لَمَجْرَى لَقَدْ مَنَّا فَطَنِي الْجَوْرَ عَصَا
لَتَكُنْ أَنْ لَا أَسْعَ السَّعْوَ جَفَا
لَمَعُوا لَا هَلَاكَ لَالَمِي الْبُومَ أَعْفَا
وَأَنْ أَسْتَ لَمَ لَمَلْ لَمَعِي الْأَعْبَا
لَمَّا لَمَّا كَمَ أَنْ لَمَعُولُ الْأَخْكَمَ
سَوَى عَالَمِكُمْ أَوْ حَلَلْ مَسْ كَمَانْ مَدْعَا
وَمَنَا لَمَّا لَمَعُولُ الْبُومَ الْأَطْعَا
لَكَيْفَ بَعَثَ كَسِي بِمَنْ هَمَسِي طَطْعَا

"زیرِ قیام کی قسم! اہلِ دوزخ میں ہلکے گئے جو یہ سننا ہے، میں نے تم کو کھانے کے کڑی کر دیا۔ راستہ وہاں کی گداؤں کی۔ آج
اس لامنت رو کو، مجھے صاف کھوا کر تپ نہیں کر سکتے تو میرے اپنی انگلیاں کاٹ لیا۔ اسے سامت اور طعن کا کٹ
نہی! میں یاد رکھ کر کہتے ہو۔ یہ جہنم ایک طبل تھا جسے بھائی اشرافیہ (الطبلج) سے کیے ہاتھ لگتی ہوں۔"

وہیت ... جہنم میں ہادی عثمان بن ہرک بن ہادی بنی حاتم سے جان کر رہے ہیں کہ حاتم نے ہنزم مرگ نہایت کی اسے تخت جگہ میں
تین دن کا پندرہ ماہوں دواؤں دینے لگی، مگر یہاں خاتون سے لرزے نہیں کیا یہ اور امانت میں خیانت نہیں کی، اور انھوں نے کسی کا ذریعہ نہیں لیا۔
اور نہ خراسانی، عمر مومنی، ابی ہریرہ، رضی اللہ عنہ سے لگ کر رہے ہیں کہ حاتم کے حوالہ کے قریب عبادتیں کا دلفر دیکھیں اور ان میں سے ایک
نوجوان جانچ کر ہی نے خبر پلا کہ راستے سے کہا اسے ہمارے مقررہ مہمانی کیجئے تو سچی ہے کہ یہ خوشنور اور سیدہ پانچوں سے کیا مطالبہ کہ با امارت کو
میں نے تو اب انھیں ہی نے پرچائی کے عالم میں، یہ وہ کہہ کر کہا، اور سنو! اپنی اس مہمانی تمام، مجھے جو تم طائل نے جواب میں یہ شاعر سنائے ہیں:

أَبَا الْفَضْلِ رِي وَالْأَسْتَعْوُ
طَلُومُ الْهَضْرَةُ حَتْمَا
أَبَا الْفَضْلِ رِي وَالْأَسْتَعْوُ
لَمَعِي عَفَا لَمَلْ لَمَعِي الْأَعْبَا
لَمَّا لَمَّا كَمَ أَنْ لَمَعُولُ الْأَخْكَمَ
سَوَى عَالَمِكُمْ أَوْ حَلَلْ مَسْ كَمَانْ مَدْعَا
وَمَنَا لَمَّا لَمَعُولُ الْبُومَ الْأَطْعَا
لَكَيْفَ بَعَثَ كَسِي بِمَنْ هَمَسِي طَطْعَا

"اے ابوالفضل! تو قیل کا سہرا اور بھٹکا پا ہے۔ تو اپنے ساتھیوں کو لے کر اس قبر کے پاس میرا ہی طاقی کر رہے ہیں جس کی
دعا تھی ہے۔ کیا تو میری قبر کے پاس مجھے ہر قصور کن ہے وہ فاکتیر سے کہا اس کی قیل اور ان کے سونے کی موجود ہیں۔
ہم اپنے مہمانوں کو کھانے پر کرتے ہیں اور یہاں تو ہیں، اور ہم ان کو کھانے کرتے ہیں۔"

ابن ابی النضر کی حادی مولہ کر کے ملی کر پائی، سب نے ذرا کر۔ کہ گوشت کھا لے اور کہنے لگے، دواؤں کا حکم نہ دیکھی، اور فاضل تھا اور
مراہ کی کہاں تو نہ ہے۔ چنانچہ قافلہ ہاں سے ابوالفضل کی کو راہیں اور، جیسے تھا کر چل چلا گیا ایک ایک شہر سو سو راہوں اور اس کے حوالہ ایک سواری تھی
وہ چوہا ہے ابوالفضل کی کون ہے سوئی کر اس سے کہا میں ابوالفضل کی ہوں تو میرے سوا کہ کہا کہ حاتم نے مجھے خواب میں بتایا ہے کہ میں نے میرے
مہمانوں کی میزبانی کے لئے اپنی سوزنا کی ہے اور مجھے اس نے کہا ہے کہ میں آپ کی حادی کا انعام کروں، چنانچہ یہ سواری موجود ہے۔ سہ۔

کہیت ہے جو سلطان راہِ تقسیمِ نفلی، اے چاہی دور کا، حرمِ بے غمرا، بخیر و صلاح و پیش آواز، وائل مریں صراطِ مستقیم، از ایمان پر قائم تھ کہ پرستیدہ جو کجی اور
 مہبت اے اے اہلِ عرب و اہلِ کافرانہ، کاکامدش ہے ازہر آئیں جس شخص کا درستان ہے جسے عمر ہے زانی، تیسری اہلِ نفس پھر اوسن سے نکل گیا اور اس کے بقیہ
 شہیدان کا تو ازہر آئیں جس سے ہو کجی ۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

چلاؤ۔ وہیں پہنچ کر اچھا کھانا کھاؤ، یہ ہیں اپنے وطن کا خوشامیٹا لوگ مجھے سلام کر کے اور اپنے صنایع کی بات پر مجھے اسی انداز میں محمد بن عبد اللہ شریف لائے، میری بی بی عبدالے نے بچوں کو کھلا رہی تھی، انہوں نے سلام کیا، ہاتھ دھو کر اور میرے سفر کے بعد دریافت کے اور اپنے صنایع کی بات کی، اسی اور شریف لے گئے، میں نے سند سے کہا انا! مجھے تو چاہیاجاتا ہے کہ ہر قسم کے صنایع کی بات پر مجھ کو اس نے صنایع کی کوئی بات نہیں کہتا، وہ نے کہا کیا تو اس کی دشمنی ہے اور اقل نہیں، میں نے غور و بس کے عالم میں یہ جواب اس کی کیا مثال ہے؟

اس نے تھکا کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے کاروبار میں ہوں۔ مگر ہر دن مجھے کچھ کرنا ہوتا ہے اور مجھے ہر دن کی بات یاد رکھنی پڑتی ہے اور میں ہر دن سے کہتا تھا کہ ہمارے ذرا سہارا ہو جس نے کہا یہ غلط بات ہے اور وہ اسے غلط سے ہلا کے ہنسنے لگا کہ تم کہا ہوا خدا اور اس کا دعویٰ کرتا ہے اور اہل نبوت کی طرف جاتا ہے۔ اس کی کچھ باتیں بھی ہیں۔ میں نے کہا یہ انکھ باطل اور کمال ہے۔ بعد میں گھر آئے اور اور حلاف کرنے لگا۔ میری زبان (مرد) سے ملاقات ہو گئی تو میں نے کہا آپ کا سرمایہ اتنا کتنا ہو گیا۔ چند آپ کا مال صرف وہ تھا کہ آپ کو کچھ کس کچھ سرمایہ یہ بتا دیتا ہے۔ میں آپ سے کچھ نہیں مانو رہا کہ تو آپ نے کہا یہ کہیں نہیں، اگر وہی جو اس میں متعلق نہ ہوں گا۔ میں نے کہا، آپ کو بھیجے اور مزید لے جائے اور میں آپ سے حسب دستور کچھ کس کس کا ہوں گا۔ یہ بتا دیتا ہے کہ اس کو کچھ اور سرمایہ ہو گا اور میں نے اس سے کچھ نہیں لیا۔

ایسٹینان کہتے ہیں پھر میں عرض تجارت ہمیں چلا گیا، وہاں سے دو ٹکڑا کر کاٹنے پر پورا سیکہ سہاواں جوا تو منے لے لیا، وہاں پہنچا تو اس نے کہا وہاں ایسٹینان آ گیا آپ کو لاکھ پورے کی بات دے رہا ہے میں نے کہا بالکل اور جو عرض و جوش آگئی ہے اس نے پوچھا تو ان ہمیں لے کر کھانہ کھلا، کھانے بعد وہ اس نے حریف وضاحت کے لئے پوچھا کہ میرا مطلب؟ میں نے کہا جی ہاں، اسی کا مطلب، پھر میں نے اس کو ہند کی بات بتائی تو یہ سن کر پیسہ دے کر شراہ دے کر گیا اور کہا: افسوس تو ایسی خوب بات ہے پھر اس نے کہا کہ افسوس؟ لیکن ہے دلی اور دلی کی صفات و عظامت وہی ہیں، اگر اس نے میری زندگی میں امتحان نہ لے کر دیا تو میں اس کی اطمینان سے افسوس تو لے سکتا تھا کہ اس نے میری زندگی کا۔

ان سفیان کہتے ہیں میں پھر نہیں چلا گیا اور میں مجھے آپ کے اعلانِ نبوت کی اطلاع ملی۔ پھر میں طائف میں رہا کہ جس آپ کو میں نے کہا جناب الرحمن! محمد ﷺ نے نبوت کا اعلان کر دیا ہے۔ آپ کس تھے جسے میں دوسرے نے کہہ دیا تھا وہ تمہارے ہی ہے، میں کہا تو آپ کا کیا خیال ہے؟ تو اس نے کہا میں کسی رسول پر بھی ایمان نہ لایا گا کہ جو شیعتی نہ ہو۔ سفیان کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے پاس ایک کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو، اور اہلِ باجے اور عمارتِ آمیز ملک کی جگہ پر، میں نے دیکھا کہ ان کے پاس کافر شیعوں کا لشکر کھانا ہے اور میری حد میں ذاتی تنازعہ ہے۔ ان کے پاس کتب ہیں جو یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ "میں باطل میں نظر کرنے کی حد سے جان کئے ہیں لیکن ملاحظہ فرمائی کہ" اے اے جو ہم نے بیان کی ہے مکمل طور پر یہ بات حق ہے۔

ایسٹون کی حالت مافوق طبعی ہونٹیاں سے بیان کرتے ہیں کہ امیرین اپنی حلیہ غرض میں تیار ہیں۔ وہ انہی سے دولت اس نے مجھ سے کہا، جب آپ نے اعلان کیا ہے اسے آگے لکھا، ہو کر میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں، میں نے انہیں میں اسبابہ یا تو جن میں میں نے ہو گئے تو اس نے مجھ سے عقیدہ، یہ کہ بارہ میں چ چھا، میں نے کہا کہ عجیب اطرطن اور نیکہ الدین کا فرزند ہے۔ قراہلو علم ہا دستم سے کہانہ کھ رہا ہے۔ پھر میں نے چ چھا اور کئی اور غرض ہے، چ میں نے کہا: بلکہ اس کی جہت قریب ہے، نہ ریاست اور باطلان اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ میں نے کہا: آپ بخلا کہتے ہیں، میں اس سال تو میری شرافت ہے، تو اس نے کہا: جب ہونٹیاں ادب سے میں نے ہوش سنبھالیا ہے یا کہ رفاقت جواب مجھے کسی نے نہیں دیا، آپ بکلت سے کہہ کر نتیجے میں آپ کو صحت مان سے آگے کر کے میں نے کہا تاہم پھر اس نے کہا کہ میں نے اپنی کنواں میں یہ غریب باقی ہے کہ ہمارے اس مخلوق خلافت سے ایک نئی مبحث ہوگا۔ میرے گمان میں کہ جین تھا کہ میں وہ کیا ہوں گا۔ جب میں نے اہل علم سے آگے کر کے اہل علوم پر ہر مرد و عارف میں سے ہوگا۔ میں نے خاندان ہر مرد و عارف کو فرست دیا کہ تو اگر جب کہ کوئی کسی میں منصب کے اس فکر سے آگے جب مجھے اس کی عمر کی بارہ علوم ہوا تو میں نے کہا: وہ نہیں جسے ہر اہل علم سے شہنا ہو گا۔ پھر اس کی طرف اپنی کس ہوئی۔

ایک خیال کہتے ہیں وقت گزرتا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دعوت ملی، جس کی قرین قیاساً علامت میں تہذیب کے لئے ممکن چار بار اٹھارہ سو تیس، چھیالیس

حاکم میں امیر سے بطور حراج کہا، جناب امیر! جس نبی کی آپ صفات تمام ہے مجھے وہ مکہ میں ظاہر ہو چکا تو امیر نے کہا یا کاف! وہ سچا ہے تو اس میں اتباع کر، میں نے کہا آپ اس کی اتباع و پیروی کیوں نہیں کرتے؟ تو اس نے کہا مجھے صرف خواجینِ اُتیم کا ظہر مانع ہے، چونکہ میں کہا کرتا تھا کہ میں ہی نبیِ مشکوک ہوں، امیر وہ مجھے عبد مناف کے ایک فرزند کے پانی و کچر کرشمی ملا کہیں گی۔ پھر امیر نے کہا جناب ابوخیان! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس کی مخالفت کرو گے، اور تم پر خال کی طرح اس کے سامنے چڑھ کے چلاؤ گے اور وہ اپنی مرضی کے ساتھ اپنی تمہارے سوارے میں قید کر لیں گے۔

خواب..... حافظ عبدالرزاق ثعلبی سے بیان کرتے ہیں کہ امیر کو خواب تھا اس کی دو بیٹیاں بھی اس کے پاس موری تھیں۔ ان میں سے ایک گھبرا کر چلائی، باپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ خاچین آئے ہیں انہوں نے گھر کی چھت اتاری پھر ایک نے آپ کا بیٹ چاک کیا اور دوسرے نے گھر کی چھت پر سے سوال کیا "کیا اس نے یاد کر لیا تو نیچے والے نے اثبات میں جواب دیا پھر اس نے پوچھا ظاہر کیا کیڑا بھی ہے تو اس نے کہا نہیں، یہ بن کر امیر نے کہا تمہارے والد کو نجات کا مژدہ تھا مگر ایسا نہ ہوا۔

قاریہ کا چشم دید واقعہ..... اسحاق بن بشر مسند بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ امیر کی مشیر و دار مدارج مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ منہ و جمال اور مثل و کمال کا بیکر تھی اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کی صلاحیت کے حرف تھے۔ ایک روز آپ نے اس کو کہا فارم! کیا تجھے اپنے بھائی کے اشعار یاد ہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دے کر کہا ان اشعار سے مگ میں نے ایک قہرِ فخر مٹھ کر رکھا ہے میرے بھائی امیر سے اسے سرفرازی سے دیکھ آئے اور پہلے میرے پاس ہی آئے اور میری چادر پائی پر بوسہ کیا، میں اپنے ہاتھ سے چھو اور دست کر دی تھی۔ دو سفیرِ قائم پرند سے یا سفیرِ پرندوں جیسے آئے ایک روشندان میں بیٹھ گیا اور دوسرے نے بیٹھنے سے انکھٹا اس کا بیٹ چاک کیا پھر بیٹ میں فارم! ال کر، ال نکال لیا اور ہاتھ پر تلہ کر اس کو گھٹا تو دوسرے پرندے نے کہا، کیا اس نے یاد رکھا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا، پھر اس نے پوچھا کیا پاک بھی ہے؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا ہے۔ پھر اس نے دل و دہن رکھا یا اور فرما تو جیسے کے عزم سے نکلی ہی منزل اور دست ہو گیا پھر اس کو اس پرندے نے اٹھنے میں اس کو قریب ہو کر بلایا اور پوچھا کیا کوئی تکلیف تو نہیں؟ اس نے کہا کوئی تکلیف نہیں، صرف جسم میں کمزوری ہی محسوس ہو رہی ہے اور میں یہ جھڑک چکا کہ گھبرا گئی تھی، اس نے میری یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا تم خوف زدہ کیوں ہو، میں نے اس کو سارہ واقعہ بتایا تو اس نے کہا رنجِ اشرار اور ہمدردی مگر غریب نہ ہوئی پھر اس نے کہا:

بانت عموسی تسرى طوارقها
أخلف عيسى والجمع ساقطها
مما ألقى من البين ولم
توت برأيه بقض نساظفها
لم من تلطى عليه وطفة لنا
ومحط بهم صراظفها
لم أكن الجنة ألقى وعد
الامرار مصفوفة لمارفها
لاستوى المنزولان لم
ولا عيال لا تسرى طوارقها

"میں دویم واکار میں جتنا ہوں دورات کو مجھے بتاتے ہیں، میں آنکھوں کو رونے سے روکتا ہوں، لیکن آنسو اس سے پہلے نکل جاتے ہیں۔ اس عین کی وجہ سے وہ مجھے آپا لیکن مجھے نجات بخسرت ہوئی، جسے کوئی بے لگے والا بیان کرے۔ کیا میں اس کو گویں میں ہو گا جس پر آگ شعلہ بار ہے؟ انہیں خاتون ان کو محیط ہیں۔ یا مجھے اس جنت میں سکونت ملے گی جس کا نیک لوگوں کو وعدہ

ہے اس میں کاشی خوار بھی ہوئے ہیں۔ آخرت میں ان میں سے ایک شخص ہیں اور وہ اہل بی بی کی امت میں سے ہیں۔
 حریفہ بھی یہ ہیں۔

فَمَا لِمَنْ مَنَّانِ لِرُقَّةٍ تَدْعُو
 السَّجْدَةَ حَلَّتْ بِهِمْ حُدُودُهَا
 وَلِرُقَّةٍ مَنَّهُمْ قَدْ اِذْعَلَتْ
 نَسْرًا لَهَا لَمْ يَنْهَمُوا لَهَا
 تَعْبَاهِدَتْ فَلَمْ يَطْغُوبِ لَهَا
 هُمُتٌ بِحَيْرِ عَاقِلٍ عَنِ نَفْهَا
 وَمَصْعَدُ الْاِثْمَاءِ مَعَ صَنْبِ
 لِحْنِهِ دَعَا اِلَيْهِ مَاحِلَهَا
 عِدَدُ عَافِيَةٍ فَمَا اَتَتْهَا
 يَعْلَمُ اِنْ اَلْبَصِيرَ يَوْمَ اَتَتْهَا

"اور فریق ہیں ایک فریق جنت میں داخل ہو گا جو متحدہ بالٹھن میں ٹھہری ہوئی ہے، ایک فریق دوزخ میں داخل ہو گا ان کی
 تھیں گے ان میں سے ایک فریق دوزخ میں داخل ہو گا جو متحدہ بالٹھن میں ٹھہری ہوئی ہے، ایک فریق دوزخ میں داخل ہو گا ان کی
 طلب سے نہ جانے اس کو کون قسمی کے، حشر آتے دیا ہے، انھوں نے کہا کہ اس سے زیادہ کرنے والا ہے۔ اس نے اپنے دل کو کچا کر دیا ہے
 قراب کیا ۱۲۷۱ کا کہے کہ خدا میرے ذمہ ہے۔"

مَارَ غِبَ النَّصْرِ لِي سَجَاةً وَانْ
 لِحَا لَيْلٍ لِّلْمَوْتِ لَا حَقَّهَا
 يَوْمَ هَكَ مِنْ لَوْسٍ حَتَّى
 يَوْمَ اَعْلَسَ غُرُوجُهَا
 اِنْ لَمْ تَعْنِ طَبَقَةَ نَمَتْ هَرَا
 لِلصَّوْرِ كَدَّيْ وَالْمَرْءِ فَاَنْقَهَا

"کون سی چیز دال کو زندگی کی آسائش سے چھوڑ کرے اور وہ معنوی حرم نہ رہے، یا تو میری دال سے آئے والے ہے۔ جو شخص
 سوت سے ڈر کر میرا کتاب قریب ہے کہ وہ بھی اس کو غفلت میں درج ہے۔ اور وہ حوائی کی خوشحالی میں نہ فوت ہو گا تو جو حوا
 ہے میں نہ ہو جائے گا سوت کا پتہ نہ رہے۔ انسان اس کا سر دیکھنے والا ہے۔"

جدا دال وہاں سے چھوڑے، معمولی حرم و معنوی کو تکلیف لاتی ہوئی، دیکھ کر ملازمین و عسکرانہ خود سے لڑنے کوئی ایسا اہل و عیال ہے جو میری
 کیا تھا، میری قریب ہوئی تو اس سے سبکی لیا اور آگے بڑھا کر اس کی طرف سے کچھ نہ بڑھا دیا۔"

میں کا فہم وہاں سے سامنے ہوں دیکھو اس میں تھوڑے ہیں اس کوئی نہ رہا یہ انھیں بلوئے خود سے لڑنے کوئی ایسا اہل و عیال ہے جو میری
 تادیب کرے۔ پھر اس پر غصہ طاری ہو گئی، جب اس نے کسی نہ کسی کی تو میں بھی نہ فوت ہوئے ہیں۔ پھر اس نے اوپر کو دیکھنے ہوئے بلند آواز سے
 کہا لیکن لیکن ہا انا خالد لیکن میں سب سے ایک شخص، نظارت خود اس کو قبول نہ کر سکتی تھی، اس کا مطلب کہ اس پر غصہ طاری
 ہو گئی اور اس نے کہا کہ آگے نہیں بڑھ کر اپنی جانب سے کہہ کر نہیں لیکن لیکن لیکن ہا انا خالد لیکن خود نشانات سے سرشار ہوں، گن ہوں میں کہہ
 ہوں میری پرہیزگار ہوئی، اس پر اس نے کہا لیکن لیکن لیکن ہا انا خالد لیکن۔ اِن تَغْفِرُ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمَاعًا وَاٰی

ملاذیہم لالعفل
من مہم اذہ ججاصح
کل عیش وی نطزل وھرا
صعافر مہم الی ان یرلا
نہی کل قس م قد ملی
لی لیلان الجان اوعی لم عللا
لجعل اموت نصب یونیک واحد
غولہ الیغیر ان لیلغیر غولہ
مالا ظفر ہا الفل اور والعد
عان والطفیل فی المنار الشکیلا
وبھان انیالہ والیغیر الب
لرور العرفح النور الخبلا

"موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں اور دشمنی بابت سے ذرا بے شک نہ ہو بلکہ فرار سے موت کے دشمن بنیں۔
اُن کی گاؤں اور دیہاتوں کو بھی خاک کر دیتے ہیں۔ گوہرات کے ٹکڑیوں میں ان کی سرخسوں کے بچوں کو بھی مارتے ہیں۔
اُسے انگریزوں میں ان کی جانور بھادوں کی بچوں میں شہین بھی اوست سے گنت لکھیں اور چھوڑ دیتے ہیں۔
ان کی ہڈیوں کی زینت اور زیب و آئینہ "اللہ یف والاعلام" میں نام نکلی ہے بیان کیا ہے کہ آپ کے اہل بیت میں
"باسمک اللہم" ہے۔

اسی دن ہر پرانہ مکی نے ایک جگہ دیکھ کر تعجب کیا کہ یہ کچھ تو عجیب کی طرح رہا ہے وہی جنہاں میں ابوحنیفہ کے مددگار بنی امیہ کی
تجہر دست میں یکسر نہ رہا تھا۔ سرعام ایک بار اُن کی اس نے ان لوگوں کو اُن کی زبان کے پاس ایک چھری تکی اسی نے اُن پر ہونے
باری قوسہ ڈالت ہر گز اور اہم بھائی کے بعد اکثر کے بعد انہوں نے اُن سے گنت لکھیں اور چھوڑ دیتے ہیں۔
ناراض ہو کر اُن کو بھائی کے لیے اس کی شکل سے ظاہر کیا "اسی تکلیف" اور اوست مان کے پیش نظر انہوں نے اُس سے یہ چھانکنا نہایت
سے کوئی نوبت کی راہ۔ چاہے اُن کی کوئی بھی نہ ہو مگر اُن کی ہر گز نہ ہو "اسی پر اوست مان کے پیش نظر انہوں نے اُس سے یہ چھانکنا نہایت
معلوم ہو گا کہ اُن کی ہر گز نہ ہو "اسی پر اوست مان کے پیش نظر انہوں نے اُس سے یہ چھانکنا نہایت
قریب سے اُن کی ہر گز نہ ہو "اسی پر اوست مان کے پیش نظر انہوں نے اُس سے یہ چھانکنا نہایت
میں اُن کی ہر گز نہ ہو "اسی پر اوست مان کے پیش نظر انہوں نے اُس سے یہ چھانکنا نہایت
حرب کی موت ... لیکن اُن کے سب کے بدلے میں حرب بن ابی ادا اور اُن کے ہاتھ لگنے کو دیکھ کر اُن کی ہر گز نہ ہو
کسی جس نے کہا

وقب حروب یسکن ظفر ولسی لرب فیر حروب لہو

"حرب کا قبور میں رہنا جیسے ہے دس کی قبر کے پاس کسی کی قبر نہیں۔"

جانوروں کی قبروں ... یہاں ہے کہ وہ بعض اوقات جانوروں کی زبان کو لیتا تھا۔ چنانچہ ستر میں ہمارے تھے کہ پرانوں کی بات کرتے
ہوئے اُن کے اپنے ہاتھ سے ستر کو تیرہویں ہاتھ کر رہا تھا۔ اُس کے کہا میں جس بات کی معائنات کا کیا طریقہ اپنے پیٹے پھریں کے ایک ہر

فَلَمَّا فَلَاحَ الْبَاقِي مَسْلُكُهُ
الْأَمْرُ مَذْوَلاً جَمْعاً

”تاریخ اہل بیت کے عرض کے اخیر پائے کے وقت ہیں جو دوسرے پائے کے لئے ہے اور شیر بھی اسی کام کے لئے
مستعد ہے، ہر شب کے دامن سے ہر شے سرخ مٹوں اور نہ چارہ مٹلے گا بلکہ ہر شے دھنسی ہو جائے گا اور ہر شے
دستور پر رہے گا اور ہر شے صحت پر رہے گا۔“

سورج کا طلوع ہوتا ... یہ بکر بڈا اور عمر سارا ہی مہاسی رضی اللہ عنہ کی رعایت میں ہے کہ ستر ہزار فرشتے ملائکہ سورج کو ٹھونڈ کر کہتے
ہیں اچھی بات نمود ہو جائے ”طلوع“ تو وہ کہتا ہے جس کی قوم پر حضور ہوتا نہیں چاہتا جنانہ کو چھو کر میری پرستش کرتا ہے، اچھا بھلا جب وہ طلوع ہوتا ہے
تو شیطان اس کو بکدے کی فرش سے آگے یہ جڑ ہے تو وہ شیطان کے دستوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے، اس کو بکدہ کر دیا کہ جڑ ہے جب
خواب ہوئے گئے جہان کے لئے جہاد رہا ہونے کا عزم کرنا ہے تو شیطان اس کو بکدہ سے داکٹ کے لئے آگے آتا ہے تو وہ اس کے دستوں
کے درمیان غرق ہوتا ہے اور شیطان کو بکدہ کر کے جہاد رہا ہوتا ہے۔ اسی صبر کر کے یہ طویل بیان کیا ہے ”عاجل عرض کے واسطے میں امید کے یہاں
میں ہیں، وہاں عساکر“

فَلَمَّا فَلَاحَ الْبَاقِي مَسْلُكُهُ
الْأَمْرُ مَذْوَلاً جَمْعاً
فَلَمَّا فَلَاحَ الْبَاقِي مَسْلُكُهُ
الْأَمْرُ مَذْوَلاً جَمْعاً

”میں نے فرشتے ہیں کے ایک پیڑ عرض کو آگے ہونے ہیں اگر کوئی کہہ کہ معبود ہوتا تو وہ ٹھک جاتے اور جہاد میں
پاؤں تھے ان کے نیچے م کے نیچے تھے کہ میں نے ان کے کندھے سے خوف سے کچل دیا ہے جہاد۔“
اسکی امید کے یہاں عساکر، جہاد کرتے تھے۔

فَلَمَّا فَلَاحَ الْبَاقِي مَسْلُكُهُ
الْأَمْرُ مَذْوَلاً جَمْعاً
فَلَمَّا فَلَاحَ الْبَاقِي مَسْلُكُهُ
الْأَمْرُ مَذْوَلاً جَمْعاً
فَلَمَّا فَلَاحَ الْبَاقِي مَسْلُكُهُ
الْأَمْرُ مَذْوَلاً جَمْعاً
فَلَمَّا فَلَاحَ الْبَاقِي مَسْلُكُهُ
الْأَمْرُ مَذْوَلاً جَمْعاً

”تھک کر عرفات کی بیابان کو، وہی شرف و جہاد اہل ہے جہاد اب آسمان میں ہے، عظیم کچھ ہے روضہ حیرت میں والی
وہی وہی عظیم قدرت کی وجہ سے اس میں آسمان کے درمیان شان عرض کو استوار کیا ہے: اس لئے جہاد ہے کہ لگاؤ اس کا
وہی نہیں کر سکتی، ہر شے کو اس کے درمیان بھگائے ہوئے دیکھو۔ گئے۔“

امید ... امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف و تائید میں بھی چاہتا ہوں کہ میں:

أَذْكُرُكُمْ حَسْبُكُمْ
حَسْبُكُمْ حَسْبُكُمْ
وَعَدُكُمْ حَسْبُكُمْ

[illegible][illegible][illegible]

”سوزا کے سے کسی کی۔ دے اور دھوکے کے دریاں میں دلیں ہیں۔ اور سو سٹا دھار پڑیں سے ہاتھوں سے۔ ہاتھوں نے پانی کو جوش دیا اور دل کی سوزش میں آگ روشن ہے۔ اس کی روشنی تمھوں کو چھو رہی ہے اور مشرقی مغرب میں غصہ گریخ کی آواز آ رہی ہے۔ اور مضبوطی و قوت میں خیر و برکت ہے اور کچھ غلطی ہے آہ ہیں۔ اور بلند و بالا مضبوط پہاڑ ہیں اور مستندوں کے پانی بہت جلد سے گراں ہیں۔“

[illegible]

خبر منی خبر طاعون القہ وقتہ ما
 اجد کما لا فہم ان کراکیمہا
 اری النور من النور والمعظم منکما
 کما ان الطی یفقی الطی منکما
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 کما ان الطی یفقی الطی منکما
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم

"میرے خداوند سے بچا ہوا ہے، بہت سوچے، کیا تمہاری کوشش ہے کہ نیکو کو ختم نہ کرے۔ کیا گمراہ نیکو ہے کہ تم نے
 اسے کو جو آپ نہیں ہے، آپ کو کیا مافیٰ نے ہمیں شراب پلا کر دے ہوئے کہ دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے گوشت پر سوت
 میں نیکو سیرت کر چکی ہے، کو کیا مافیٰ نے شراب پلا دی ہے۔ کیا تم وہوں کو معلوم ہے کہ میں یہاں آئی ہوں۔ میرا خیال
 تمہارے خدا کوئی دوست نہیں ہے۔"

من من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم
 ان من طویل لوم لا فہم ان فہم

"میں تمہاری چیزوں پر غصہ نہیں کرتا، تمہارے کانٹوں کی کو تمہاری آواز آجائے۔ کیا میں تمہاری محرم کو روک دوں، پریشان آئندہ
 حال لوگوں، حساب دے گا اگر وہ تمہیں بھی روکے۔ آپ کو کوئی زندہ کسی پر قربان ہو سکتا تو تمہاری پانی، جان تم پر قربان کرتا۔ گویا
 کہ تمہارے قربان موت، میری روح کا پلا دے ہے کہ تمہارے پاس آئے۔"

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نبی! تمہارے قرامت کے وہ لوگ ہیں جو ایک قوم کے ہر فرد کو اب میں لایا جائے گا اس
 منہ سے یہ یہ دیکھا ہے کہ آپ کے ہمارے مسئلہ ہے۔ لایا ہے کہ میں امری کا چاروں منی بلطوط سے ملے گا، جوت اور اللہ اعلم۔

پیش گوئی..... مانتا ہے کہ اور خدا اور اللہ ﷻ نے بہت سے امور میں پیش گوئی کی ہے، میری قریبی اخباری راوی بھی ہیں، میں بھی علی بن علی بن علی بن علی
 بن عبد اللہ امیر اللہ بن عباس سے بیان کیا ہے کہ چاروں منی بلطوط میں آئے۔ گزشتہ صحن امری و ملی دعوت۔ یہ بھی امی نے طویل دعوت پر ان کی ہے
 ہر پیدائش کے حوالے سے حوالے ہے کہ میں نے ایک ایسی راوی کی روایت امری کہاں بھیجے صحت کا انتہائی غور
 غور میں صرف گوہر ہر چاروں منی بلطوط میں آئے کہ کہہ انہاں میں تک کہ دعوت کی جائے، ذرا اگلی ہوئی اور صحن صحن ہونے کے قریب
 ہوئی تو انھوں نے کہا:

بِأَيُّهَا الْمُرِيدُ الْقُدُّوسِ طَلِيلُ الْأَعْمِ
لَدَيْكَ بَعَثَ إِلَهُ نَبَاؤُكَ لِيُحَرِّمَ
مِنْ هَلَسْتُمْ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْكَرَمِ
بِجَسَدِ دُجَيَاتِ النَّبَا جَمِيٍّ وَنَهَمِ

”سے تار یک دم تھی مرنے والے اللہ کے حبس پست تھی نبی مبعوث فرمایا ہے۔ وہ اعلیٰ وہ قدر اعلیٰ حکم غم قید سے ہیں
گنہگاروں پر اللہ عز و جلہ کا ذکر کر رہا ہے۔“

وہ لوگ دعا کرتا ہے میں نے اپنے سنا پاس دیکھا تو کوئی شخص نظر نہ آیا اللہ ہی کی کے چلنے کی بہت تھی تو میں نے کہا:

بِأَيُّهَا الْمُهَاجِرُ الْفِي دَاجِيِ الظُّلُمِ
أَعْلَا وَسَهْلًا يَكُ مِنْ طَرَفِ السِّمِ
إِنِّي هَذَا كَفَقْتُ لِي لِعَسْنِ الْكَلِمِ
مَالًا أَلْهَى تَدْعُو إِلَيْهَا يَحْجَمِ

”جہاز تھی میں آواز دیتے۔ اے خوش آمدید۔ جہاں خیال کرنا کہ اللہ حیران بنانا اور طرز یہ بتانا عبادہ وہ جس کی طرف تہ
جہاز ہے وہ تو قسمت ہے۔“

وڑھے نے کہا میں نے کھڑا رہ کر محفل کی اور میں نے کہہ کر عزت دہنا ہو چکا ہے باطل محفل ہے اللہ نے محمد ﷺ کو عجز و سرور کے حرا
سجود کیا ہے سرخ شہزادے تاج اور تلواریں غریب و جاہل راہ پر نہ آتھیں سفید اور سبقت خوب گہری ہوگی اگر تو حیدر کا قاتل ہوگا۔ یہ گڑھ ہیں جو عرب
دھم دھمیرا رہا یہاں کے لوگوں کی طرف مبعوث ہیں مگر سر نے کہا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
لَمْ يَخْلُقْ شَيْئًا مِثْلَ عِثْ
لَمْ يَخْلُقْنَا يَوْمَ مَادِي
مِنْ بَعْدِ عِيسَى وَكَفَرَتْ
أَزْمَلُ قُنَا الْمَدِي
غَيْرَ مِي قَدْ بَعَثَ
صَلَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ
حَجَّ لَكَ وَكَرْبَ وَحْتِ

”سب تو یہ ہے اس ذات کی جس نے مخلوق کو مٹ اور بے لاکھ ویرا نہیں کیا اس نے مجھ کو بھی چھوڑا میری کے
بعد پھر چڑھائی کیا اللہ اس پر صلوة و سلام بھیجے جب تک سوار چڑھتے رہیں اور اس پر اللہ کرے رہیں۔“

اسی روایت میں ہے: کے اشعار:

بِأَيُّهَا الْمُرِيدُ الْقُدُّوسِ طَلِيلُ الْأَعْمِ
لَدَيْكَ بَعَثَ إِلَهُ نَبَاؤُكَ لِيُحَرِّمَ
مِنْ هَلَسْتُمْ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْكَرَمِ
بِجَسَدِ دُجَيَاتِ النَّبَا جَمِيٍّ وَنَهَمِ

[illegible]

دورقہ میں لوٹنے والے ۱۰۰ سالہ بزرگ نے یہ نصیحتیں کر دیں کہ اس شہر میں چلتے ہوئے گھبراہٹ نہ کرو، یہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے اس سے بچو۔

[illegible][illegible]

فصلت وألهم من أسرارهم وألهمهم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معدن بک زمین و آب و سبزی و درختان

روبوک، انسان، علم و اخلاق کی کھجور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ — عَمَّا يُدْرِكُهُ الْيَوْمَ شَهِيدٌ

اے نبی مودا! جو نے ہدایت پائی اور خوش اہرام ہو کر اترنے آگ کے گر بہتروست خجالت پائی۔ یہو اپنے وہب کی محبت کے جس کی محفل مظاہرہ اور طاقت جوں کے ترک کر لے گی جو ہے اور بے شک انسان کو رست الہی پانچا ہے اگر چہ رستہ کی ساتھ اور خواہش ہو مروت۔

امنیاتی شیبہ مزید سے جان کرے جس کو باغی قرار میں عمر و مدھت کوئی کی حکومت کرتا تھا، ہنسی کہ وہ ایک بیوی کے پاس آکر اس سے عرض کیا کہ میں جا رہا ہوں کہ آپ مجھے بیوی والی بیوی پر ہونے کے کہ آپ بیہوشیت میں مرتب باغی ہو چکے ہیں جب ننگے کے ٹکڑے سے اپنے صدمہ کا معجزہ ال

لَهُ الْمَلِكُ وَحُفَظَ عَلَيْهِ مَا زَالَ
 لَهَا حَمَلٌ مِمَّنْ مَاتَ فِيهَا
 أَطْعَامُهَا مَاتَ فِيهَا
 وَأَمَّا الْمَلِكُ وَجَبَتْ لَهَا
 لَمَّا رَاحَ يَسِيرُ فِي حَالِهَا

”میں نے اپنی ذات اس کے سپرد کر دی ہے، جس کے دشمن تابعی ہے جو زمین جزائی پر اٹھائے ہوئے مذہب کو بچانے والا اور
 جب وہ ہوا تو اس کے مقتول کردہ افراد اس پر پہاڑ بچہ سستہ کر دیے۔ اور میں اسی کے تابع ہوں جس کے تابع پہلے ہیں
 صاف شیریں پانی اٹھاتے ہوئے۔ یہاں کوئی علاقے کی طرف لے جاؤ جن کے قزوہ تابعی فرماں ہو کہ اس پر سوا حد
 ہارشی پر سادہ ہیں، میں اس وقت کے صلح ہوں جس کی اطاعت گراں دہا ہے جو حالات میں قبول و عطا کرتی ہے۔“
 محمد بن اسحاق، و شام بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ یہی عمر نے یہ اعلان کیا۔

أَرَبَ وَمَا لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
 أَمَّا الْمَلِكُ وَحُفَظَ عَلَيْهِ مَا زَالَ
 عَمَلُ الْمَلِكِ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 كَلِمَاتُ الْمَلِكِ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 فَلَا الْمَلِكُ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 وَلَا الْمَلِكُ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 وَلَا الْمَلِكُ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 لَمَّا رَاحَ يَسِيرُ فِي حَالِهَا

”کیا ایک ہی کی اطاعت مگوں پر ہزار کی۔ جب وہ عالم کے معاملات تسلیم ہوں۔ میں ذات جزائی سب جن سے بڑا ہوں
 کا ہر کر چکا ہوں، پھر راسے میرے منشاں اس طرح کرتا ہے۔ میں جزائی کا صلح ہوں خاص کی دویشوں کا اور نہ ہی عمر سے
 جن کی زیادت کرتا ہوں اور نہ میں ظلم کی حمایت کرتا ہوں، مہم نہ ہم میں وہ اور ادب تھا جب میری عقل کا تھی تھی۔“

عَمَلُ الْمَلِكِ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 وَلَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
 بَلَاءُ الْمَلِكِ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 كَلِمَاتُ الْمَلِكِ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 وَالْمَلِكُ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 لَمَّا رَاحَ يَسِيرُ فِي حَالِهَا
 وَلَا الْمَلِكُ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا
 كَلِمَاتُ الْمَلِكِ وَالْمَلِكُ فِي حَالِهَا

”میں جب کرتا ہوں مہمات اعلان میں، جب خبر واقعات سن رہا ہوں، میں بیکر مرد جانتا ہے کہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو ہلاک
 کر دیا تھا، میں نے اس کے بعد بھی اس کی تکرار توئی کے باعث، کچھ لوگوں کو کھڑکی میں اعلان کے شیر قرار ہے، کچھ لوگوں نے ہیں۔
 مذہب انہوں نے کہا ہے کہ یہ ہلاک شدہ کی طرح۔“

ولكن اعبد الرحمن وحده
المخفى في السحاب الغفور
الغفور الذي يجمعها
منى ما تحطوها لا ترووا
عوى إلا سر ازدار هم جنان
ولمكفتر حذية سير
وعمرى لى الحياتر انمو
بالمو ا قضيته به الصلور

[illegible]

ابوالقاسم لکھنوی سہارن پور سے تعلق رکھتے ہیں کہ وہ اپنے محروم گھرانے پر عاشق ہو گئے۔ یہ حالت مشغولانِ اسحاق کے مذکورہ اشعار میں نظر آتی ہیں لیکن یہ مرتب نہیں ہے۔ ان طرح دو حقیر و فاضل سے بھی یہاں محبت اشعار مذکور ہیں تو فیروز گرب محراب پر پہلے بیان ہو چکے ہیں اسی لیے ان کی یاد میں محروم کے حالات آپ پر چڑھ گئے ہیں بالآخر وہ اولاد میں فضل کے حالات زندگی تو وہ "دردِ لونی" کے باب میں بیان کر رہے ہیں۔

عشاقانِ یمن جو ریشتہ..... یہ شخص شام میں بھی مقیم تھا یہاں تک کہ قیصر کے پاس بھی فوت ہوا۔ اسی سے عجیب و غریب حالات سمیٹنے والے تھے۔ یمن میں اس کا خاوند رہا ہے کہ او قیصر کے پاس آیا اور اپنی قوم کے مطالب کے واسطے اس سے شکایت کی قیصر نے اس کی خدمت شاہد کو موعودہ اور مالی کی کہ آخر میں جسے کھاتو جنگ کرنے کے لئے اس سے ہمدردی ہوئی۔ پہنچ کر بادشاہ اس نے اڑائی کا کام کر لیا تو عرب کے باشندوں نے اس کو بیت اللہ کی عظمت و وجہ کی خاطر جنگ سے روک دیا۔ اور اس کو اس کا بدلہ مل کر کھاتو سے فوجوں چھوڑنے کے لئے اس کو تھیں۔ زہر پانی میں پینوں والے غریب سے مر گیا۔ مزید یہ کہ مرد نے اس کا مرنے کا احوال کسی نے بیان کیا ہے۔ مگر ہم نے اس کو انحصار کے بغیر نظر نہ کر دیا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک بیٹا ہے جس نے اس کی قبر پر ہجرت کی۔ (یہاں پر بھی بیت اللہ میں قبور کا ذکر ہے انحصار کے طور پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ ایک کمال کا ذکر ہے مشتاق آ رہے ہیں)

نرمانہ فطرت کے کچھ اہم واقعات

تعمیر کعبہ: بعض لوگوں کا کہنا کہ کعبہ کی تعمیر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کی ہے، اس کے حقیقی مجدد بن محمدی ایک مرفوع روایت میں مروی ہے۔ لیکن اس حدیث میں اس تعمیر کا یہ کمرہ راوی کی موجود ہے۔ سب سے زیادہ صحیح ادووی قول یہ ہے کہ اس کی بنی حضرت حمزہؓ پر اہم ٹیکس لائن میں ہے، کہ پہلے یوں اور چکا ہے، اسی طرح تاکہ میں عرب، خالد بن عمرو، ابی بنی طالب سے مذکور ہے کہ کعبہ میں نہ ہو گیا تو تو جیو لکھنے سے امت تعمیر کا بلکہ خواب ہو گیا تو جیو لکھنے سے اس کی روایت تعمیر کی، لیکن دوبارہ اس کی خوشحالی کے ذکر میں نے اسے تیار فرمایا تعمیر کی، امام میں کثیر فرماتے ہیں۔ یہ تعمیر پہلے یا چند سو سال قبل مسیح میں تھی، لیکن امام زبیری و مولیٰ نے جھوٹے طریق کو بھی بچے تھے۔ (یہ اپنے مقام پر منقول بن کر ہے)۔

[illegible]

سائے نظر آنے لگی اگر کسی کے پاس چلو بر پائی تھا وہی کسی کو بیٹے کے لئے تیار تھا۔ اس صورت کے پیش عبدالمطلب نے کہا ابھی تو ہم میں کمزورت و طاقت باقی ہے بر آوی آتی قبر کھود لے جب وہ پاس سے مر جائے تو سچی اس میں دلی کر دیں صرف آخر میں ایک آدمی رہ جائے گا تو ایک آدمی کا بلا کھود رہا، یہ نسبت سب کی کھو رہی تھی اس تجویز کو بہتر سمجھتے ہوئے ہر ایک نے اپنی قبر کھودی اور موت کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

موت کے منہ میں عبدالمطلب کی سخاوت... پھر عبدالمطلب نے رکھا و ستر سے کہنا، ہمارا اس طرح خود کو موت کے پیر و کر اور گرد و حرم میں پائی نکاش کرنا بزدلی اور حماقت ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ کسی جگہ پائی میسر کرے، چنانچہ وہ ستر کے لئے تیار ہوئے تو عبدالمطلب نے اپنی سوار اعلیٰ تو اس کے پاؤں کے پیچھے سے شیر میں پائی کا چتر پھوٹ چڑا تو عبدالمطلب اور اس کے مددگار ستر نے غر و عجیر بند کیا پھر عبدالمطلب نے کہا آؤ پائی اللہ تعالیٰ نے پائی حصار کا بچہ چٹا چڑبہ چٹا چڑبہ سے بڑا اور سوار یوں کو پلا وہ اس صورت حال کے ملاحظہ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں فیصلہ عدا ہے۔ ہم آپ سے عزم کے واسطے میں کبھی تیار نہ کریں گے جس ذات باری تعالیٰ نے آپ کو اس سوار میں پائی سے عزم نہیں رکھا اس نے آپ کو عزم حط کیا ہے اپنے پائی کی طرف فیروز رکت سے داپس پو چلو، چٹا چڑبہ راستے سے ہی داپس چلتے آئے اور کابوت کے پاس نہ گئے اور عزم سے عبدالمطلب کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

چاہو عزم کے متعلق غیبی آواز... ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے کسی نے عبدالمطلب کے بارے میں بتایا کہ کھدائی کے وقت یہ یحییٰ آواز آئی "تو میرا ب کہنے والے صاف سخاوت پائی کی طرف با جو رہ مشکل میں جا چوں کہ میرا ب کہنے گا۔ جب تک وہ ہے اس سے ایت و تکلیف کا خطرہ نہیں" یہ یحییٰ آواز میں کو عبدالمطلب نے قریش کے پاس آکر کہا سنو اچھے چاہو عزم کے کھودنے کا عزم ہوا ہے تو تمہوں نے پوچھا کیا تجھے اس کے مقام کی نشان دہی کر دی گئی ہے تو اس نے کہا نہیں جو قریش نے کہا جا اس خراب گاہ میں ریت جا دجھاں تم نے یہ خواب دیکھا ہے اگر سنا ہے اللہ سچا ہوا تو وہ تجھے وضاحت کر دے گا، کہ شیطانی دوسرہ خود تو نہ دے گا، چنانچہ وہ بارہ خواب گاہ میں ریت گئے تو یہ آواز آئی "چاہو عزم کھود کر تو نے کھودا تو پتھراں نہ آوگا۔ یہ تمہارے صورت اعلیٰ کا ذکر ہے۔ نہ دیکھی ختم ہو گا نہ تم کو خرا جائیں گا سائی ہو گا۔ جو روع کی طرح جوق در جوق آئیں گے۔ اس میں حقیقی قسم کی نذر ماننے والے ہوں گے، یہ خبر اور شہ مہم صدر ہو گا، کسی بوری اس میں شرکت نہ ہو گی اور یہ کوہاں گور اور غون کے درمیان کھودا ہو گا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ عبدالمطلب کو جب یہ آواز آئی تو پوچھا کنواں کہاں ہے تو جواب آواؤ میںوں کے مل کے پاس جہاں کو اٹھو گے مارے گا۔ ات ہی جا رہا ہے کہ کنواں سارا قصد چٹا کیا۔ چنانچہ عبدالمطلب مع بیٹے عمارت کے داس کے علاوہ اس وقت کوئی اور بیان تھا (ابن اسحاق) موسیٰ میرت لگا اور غلام مصر کے ساتھ کنواں درو مقام پر آئے تو وہاں جو میںوں کا مل دکھائی دیا وہ اسلاف انک تھوں جن کے پاس قریش قریناں کرتے تھے کے درمیان کو گے کو کھنڈ مارنے دیکھا۔ کھدائی شروع ہوئی تو قریش نے حرمت کی کہ رسم اپنے دن جو ب کی قربان گاہ کے درمیان قصد زمین کھودنے کی ہے تو عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عمارت کو کہا تم ان کو روکو میں کھودتا ہوں، اللہ! میں اس کی سر تلی نہ کرں گا۔ جب قریش اس کے عزم کو کچھ نہ توڑے کہ مسوئی کھدائی کے بعد پھر دعا ہو گئی تو عبدالمطلب نے غر و دار کھو گیا کہ وہ آواز بھیجی جب کھود کھودا تو اس میں سے سونے کے دانے نظر آئے جو قبیلہ ہم نے وہاں دفن کر دیے تھے اور کھواریں اور زر ہیں ابھی وہاں موجود پائیں۔

کنوئی کی ملکیت کا عجیب طریقہ... یہ یاد کر کر قریش نے کہا ہمارے ہی اس میں حصہ داری اور شرکت ہے۔ عبدالمطلب نے کہا بالکل نہیں (ہاں درود ہی اسرار کرنا) تو وہ لوگ فیصلہ کر لیتے ہیں، حیروں سے قسمت آزمائیچے ہیں انہوں نے کہا اس طرح آؤ عبدالمطلب نے کہا کہ کعب کے دروچہ سے بھی وہ خبر اسرار سے سب کے دروچہ، جس کا تیر کا مہتاب لگے دروچہ اس کی اور ان کا نام تو کمونٹے دسب نے کہا راست ہے۔ چنانچہ گھر کے دروچہ رنگ سے خبر تھے عبدالمطلب نے سوار رنگ کے اور قریش کے سفید رنگ سے تھے بلکہ یہ سب قریش رت کے چھوڑ دے اپنے اعلیٰ رت سب سے بڑا تھا اس نے جبکہ احد میں ہجرت کیاں نے اس کی فرمائی کا خروا اعلیٰ نکلی مارا تھا اور عبدالمطلب اللہ سے دعا کی تھیں گے۔ جو جس بن

تکبیر، محمد بن اسماعیل سے بیان کرتے ہیں کہ عبدالمطلب نے کہا:

[illegible]

سیرت رسول ﷺ رسول اللہ ﷺ کے نسب کا بیان

(۶۱۳)

اللہ اعلم حینہ یجعل رسالۃ

"اللہ خوب جانتا ہے کہ کب اس دور رسالت رکھتا ہے۔"

جب قرآن شہادہ میں نے ابوسفیان سے آپ ﷺ وصفا و علامات کے متعلق سوالات کئے تو اس نے پوچھا میں ان کا نسب کیا ہے؟ تو فرمایا
نے کہ وہ ہم میں عالی نسب ہیں تو ہرگز نے کہا، اعلیٰ رسول دنیا و مافیہا کی طرح اپنی قوم میں عالی نسب ہوتے ہیں یعنی ان کا نسب اعلیٰ اور عادلانہ
اکثر و بیشتر ہوتا ہے۔

اسامی نے مبارک آپ ﷺ اولاد آدم کے رئیس اور سید عالم دنیا و آخرت میں سب کے واسطے باعث رحمت و نفع و عالم ابو القاسم ابو
ابراہیم محمد اسماعیلی جن کی وجہ سے کلہوں کا قاقب یعنی آخری نبی حاضر جن کے قدموں پر لوگوں کا ستر ہو گا یعنی نبی رحمت نبی محمد نبی تو پہلا نبی تھا
تم لیکن قانع عالم لا نہیں اور عبداللہ۔ ہرگز لیکن بعض علماء نے قرآن میں نہ کوہ ہاموں کا بھی اضافہ کیا ہے۔ رسول نبی آمن شاہ ستر شاہ برائی ابرا
اللہ ہا نہ سران سنیزہ کف زہم نہ کر رحمت لہادی لیکن آنے کے قبل کوہ ایک مستقل باب میں دو احادیث بیان کریں گے جس میں رسول اللہ ﷺ کے
اسامی گرامی مذکور ہیں۔ اس باب میں بیشتر احادیث مروی ہیں جن کو چونکہ اس مقام سے خارج تھیں اور حافظہ ان میں سے ۶۵ نام آپ کے ذکر کے
محققین نے آپ ﷺ کے ایک ہزار نام جمع فرمائے ہیں۔ انہوں نے شرح ترمذی میں فقہ ابو بکر بن عمر بن الساکلی نے ان میں سے ۶۵ نام آپ کے ذکر کے
پیر و دست اہل۔

آپ کے والد گرامی اور چچا ... رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی عبداللہ اپنے والد عبدالطلب کے چھوٹے فرزند تھے ذریعہ کا بی (جن پر سو
اونٹ قرآن کے لئے) ابوالفضل ہری قریش کے حسین و جمیل اشخاص میں سے تھے آپ کے برہادر میں (۱) حارث (۲) ذبیحہ (۳) سوزہ (۴) شہاب
(۵) ابوطالب (۶) عبدالمناف (۷) ابولہب (۸) عبدالعزی (۹) عترم عبداللہ ابولہب کے چچے ہیں یہ وہ خرو کے نام ہیں (تخل منیرہ وغیرہ) (علی)
فصل بعض اس کا نام کل ملتا ہے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔

آپ کی چھو بھیاں آپ کی چھو بھیاں چھ ہیں (۱) اردی (۲) ہرہ (۳) امیرہ (۴) منیہ (۵) مانک (۶) ام حکیم بنی اسامی سب
نے مستقل بیانات ہم آنکھیں کر رہے گئے۔ (ابن کثیر)

عبدالطلب کے نام کی وجہ تسمیہ عبدالطلب کا نام شیبہ ہے اس واسطے کہ سر میں طبع طبع و رنگہاں سفید تھے اور "کعبۃ الحمد"
صورت کی وجہ سے کہتے تھے اور عبدالطلب کا وہ تسمیہ ہے کہ آپ کے والد گرامی باہم نے لغزش قمارت شام جاتے ہوئے وہیں میں عمرو بن لہب بن
لہب بن حرام بن عشاء بن تاف بن عدی بن نجار۔ بنی قریظہ کی ایک قوم کے ہاں قیام کیا ان کی بیوی کو چاہتے تھے۔ اس کے والد نے اپنی بیوی
شادی ان سے کر دی اور اس بات کا پابند نہ کر دیا کہ بیوی کا قیام وہاں سے ہاں ہی رہے گا۔ بعض کہتے ہیں یہ شرط تھی کہ بیوی کے اقوام وہاں سے ہاں کر اور اس
کی شام سے وہاں ہی رہا ستا ہے نہ کہ اس کے لئے یہ قریظہ شام جاتے ہوئے طلحہ بنت عمرو کو جو حاملہ تھی والدہ کے پاس بہت بھروسہ تھا وہاں خرو و ش

پاشم اور ان کے اصل خاندان کی اسماء..... تاریخ میں ایسا نہیں معلوم نہیں کہ ایک باپ کی اولاد اس قدر مختلف مقامات میں فوت ہوئی۔
پاشم شام کے علاقہ غزہ میں فوت ہوئے۔ بعد میں نے مذہب میں انقلاب کیا تو نقل کو عراق کے علاقہ سماں میں موت آئی اور مطلب (حسن و جمال کی وجہ
سے ان کو قبر کہتے تھے) ابن کے علاقہ رمان میں فوت کیا۔ وہ ہوئے۔ پاشم بعد میں نقل اور مطلب نے چار بھائی شہداء آفاق میں شمار ہیں ان کا ایک
باپ جس بھائی ابو حمزہ "اصل" میں عبد قیس ہے "اصل" مذہب مشہور تھا تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نسل ختم ہو گئی تھی (قبائل العرب میں منکرو و طبرہ و ابن کی چو
کنش ہیں (۱) قاضی (۲) میر (۳) ربیع (۴) قطب (۵) ام المصم اور (۶) مہمیان یہ کیا روایت کہ بھائی عبد مناف کی اولاد میں آیا۔

عبد مناف مناف ایک بہت کام ہے۔ عبد مناف کا اصل نام مغیرہ ہے اپنے والد کی زندگی میں ہی قوم کا کچھ اور مردار تھا اور شہداء آفاق
تھا۔ ان کا بھائی عبد مناف سب سے بڑا تھا۔ قوم کے سب منصب باپ نے اس کے سپرد کر رکھے تھے۔ (۱) عبد المزی (۲) عبد (۳) ربیع اور (۴) غزہ
ان چار بھائیوں اور ابو حمزہ و شہداء رمان کی والدہ ہے۔ انھی بہت طویل عمر تھی بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی۔ شہداء کی بیوی کا والد شامان غزہ کا آخری بادشاہ تھا۔
دور میں لوگ بادشاہیت اللہ کے متولی تھے یہ چار بھائی اور وہ کنش قیس کی اولاد میں تھے۔

قیس کی چوتھی نسب..... قیس کا اصل نام زید ہے۔ ان کو قیس اس وجہ سے کہتے تھے کہ اس کے باپ کلاب کے بعد اس کی والدہ نے رجعتی
حرام میں طہارت سے خارج کر لیا تھا اور اسے دورہ و طلاق میں لے کر لیا تھا اور یہ بچہ بھی ان کے ہمراہ تھا اس وجہ سے زیادہ نام قیس مشہور ہو گیا۔

قیس کی مکہ والوں کی المداور کرنا..... میرجہ ابو کریمہ و انیس لوٹا اور قریش کی پریشانی کا دورہ کیا اور مشرق مقامات سے لڑا کہ ان کو مکہ میں آباد
کیا۔ بیت اللہ سے غزہ کی اولاد بیت کو ختم کیا بلکہ ان کو مکہ سے علاء میں کر رہا اور حالات صحیح حالت پر آگئے اور میرجہ و قریش کا علی الاطلاق خود علی زمرہ ہو
گیا۔ وہ قادیان کی خبر گیری سنا یہ نکل دور پانی کا انتظام "مداور" کعب کی تجارت و خدمت "کعب کی کلیہ بروائی" علماء علم بروائی اور اللہ و مجلس
شوریہ خبرہ تمام منصب اس کے سپرد تھے جسے کے پہلے جان بوجہ گئے۔

قصی العسری کان مدعی مجعاً بد جمع اللہ القذائل من قبہ
"میری زندگی کی قسم قصی کو جمع ہو کر ہتھم علی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کی بدولت اللہ نے میر کے قبائل کو کچا کر دیا۔"

قصی، کلاب، مرہ، کعب و غیرہ کی اولاد کا ذکر..... قصی زبرہ کا بھائی ہے اور یہ دونوں کلاب کے بیٹے ہیں۔

کلاب..... کلاب کے بھائی تیم اور مخزوم بیٹے ہیں۔ ان تینوں کا والد مرہ ہے۔

مرہ..... مرہ کے بھائی مدی اور یحییٰ ہیں ان کے والد کا نام کعب ہے۔

کعب..... کعب ہر جمعہ کو لوگوں کو اکٹھا کر کے خطبہ پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پشت پر بیٹھا کرتا تھا ان کے بھائی (۱) عامر
(۲) اسد (۳) خزیمہ (۴) اسد (۵) عباد اور (۶) حوف ہیں یہ سات بھائی لوی کی اولاد ہیں۔

لوی..... یہ تیم اور مرہ کے بھائی ہیں اور یہ دونوں (لوی و تیم) کلاب کی اولاد ہیں۔

خالب..... خالب عادت اور عباد کے بھائی ہیں یہ تینوں غمر کی اولاد ہیں۔

غمر..... غمر عادت کے بھائی ہیں ان دونوں کے والد مالک ہیں۔

مالک..... ان کے بھائی (۱) سلطہ اور (۲) سلطہ ہیں اور یہ تینوں غمر کی اولاد ہیں جو قریش کے منصرم علی تھے۔

اس روایت کو ابن سعدی نے موصول اور مرفوع بیان کیا کہ محمد بن قیس علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آدم سے
 سے لے کر ایسے اللہ بن تک کے گھر کی پیدائشوں سے لے کر آج تک۔ میرے نسب میں زنا کا شائبہ تک نہیں۔ یہ حدیث اس سنہ سے غریب اور کمزور ہے لہذا اگر کسی
 نہیں۔ جس کو نہ بنی ابو الحویرث ابن مہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نسب میں جاہلیت کے گھر کا شائبہ تک
 نہیں۔ میرا منظر اسلامی کلاخ کی بدولت ہوا ہے۔ یہ حدیث بھی غریب ہے۔ حفاظ انی مہاشم نے یہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس
 کی سند میں مصنف نے نوادہ سلم بن محمد بن سعد کا نسخہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ولدت من لکاح غیر صلاح
 ابن مہاشم کہ ابن مہاشم رضی اللہ عنہ سے ولفک فی الساجد بن کی تحریر میں بیان کرتے ہیں کہ آپ کا والد نہایت نبیوں کی نسل میں چلتا ہے یعنی
 کہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی اس کو طہارت سے بھی روایت کیا ہے۔

محمد بن سعد خود بھی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کی پانچ سو والدہ کی بابت تلاش اور جستجو کی ہے۔ میں نے ان میں زنا کی جو تک
 نہیں پائی۔ بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نبی آدم کی بہتر سے بہتر نسل میں پیدا ہوا ہوں یہاں تک کہ اب
 میں (رسول اللہ) کی نسل سے پیدا ہوا ہوں۔ مسلم شریف میں بخاری بن قتیبہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دواۓ ابراہیم سے
 دہا میں منتخب فرمایا اور دواۓ اسامیل سے بنی کاناہ کو اور بنی کاناہ سے قریش کو اور قریش سے نبی ہاشم کو اور نبی ہاشم سے محمد کو (ابو نعیم سلیمان بن یحییٰ
 بن ابی زید) مہاشم بن سعد بن عقیل بن عمار بن قریظ بن شیبہ بن ابی اوسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے نسب میں بعض لوگوں
 کی توہمیں معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے ہر مرفوعہ میں "میں کون ہوں" تو سامعین نے کہا "آپ اللہ کے رسول ہیں۔" پھر آپ نے فرمایا میں محمد ﷺ
 مہاشم بن سعد بن عقیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ ایسا چھراں سے محمد کو جس کی بہترین نسل میں محمد کو پیدا فرمایا کہ وہ رسول بنے تو
 مجھے بہترین کر دیا میں مفضل کر دیا پھر اللہ نے مجھے بہترین قبیلہ میں مفضل کر دیا پھر ان کو اللہ نے خاندان میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین خاندان
 میں پیدا کیا۔ جس میں تم سب سے ذات اور خاندان کے لحاظ سے اعلیٰ اور افضل ہوں اصولاً اللہ و سلامہ علیہ خاندان اہل الیوم الدین
 یعقوب بن سفیان بن عیینہ قدس بن موسیٰ بن اسماعیل بن ابی طالب بن یزید بن ابی زید مہاشم بن سعد بن عقیل رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں
 کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قریش جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو بڑے وحاشا پیشا ہوتے ہیں اور جب ہم سے ملے ہیں تو کلمہ
 وستانی سے قریش نہیں آتے یہ کہ آپ سخت لمبے ہوتے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب تک کوئی آدمی تم سے اللہ اور
 رسول کی خاطر محبت نہ کرے گا میں اس کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قریش اپنے حسب اسب کے مفضل محکم کر
 دے مجھے تو انہوں نے آپ ﷺ کی مثال یوں دی جیسے گودا کو رخت پکارے کوئے سے میں آگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله يوم خلق الخلق جعلني في خيرهم ثم لما فرقهم لقبل جعلني في خيرهم قبله ثم حين جعل

النسب جعلني في خير بيوتهم فلما خورهم فقسا وخيرهم بيتا

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے ابن فضال بن یزید بن ابی زید مہاشم بن سعد بن عقیل سے روایت کی ہے لیکن اس نے
 مہاشم کا ذکر نہیں کیا۔

مختار بن سفیان (یعنی ابن مہاشم) قیس بن مہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو دھنوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین حصہ میں مفضل کیا۔ یہ تحریر ہے ابو اصحاب البہین و اصحاب الشہا
 دہ کی اس مصاحب میں جس سے ہوں اور ان سب سے بہتر ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تین حصوں (۱) بکین (۲) مہاشم اور (۳) ساقی میں
 تقسیم کیا تو میں ساقی لوگوں میں شمار ہوا اور میں "ساقی لوگوں" میں سے بہتر ہوں پھر ان کو تین حصوں میں مفضل کیا تو مجھے بہترین قبیلہ میں مفضل کیا۔ یہ
 ہے مطلب و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ عفاکم کا میں سب کائنات سے مفضل ہوں اور سب سے افضل
 ہوں۔ یہ بات ضرور خود تعالیٰ نہیں انہما و تحقیق ہے پھر قرآن کا یہ مآثور میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین خاندان میں مفضل کیا۔ یہ ہے مقصد السامع
 بعد اللہ لہذا جب عندکم الرجس اهل البیت و يظهرکم نطفہم ا کا پتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پاک ہیں۔ اس حدیث

”تسمیہ زمانہ قدیم سے ہی عقلم و شعور کا امتزاج ہے جس کے نتیجے میں ہم نے جو عقائد و اصول بنائے ہیں، ان کو ہمیں اپنی زندگی میں اپنانا پڑتا ہے۔ اگرچہ ہمیں ان کو اپنانا مشکل ہوتا ہے، لیکن اگر ہم ان کو اپناتے ہیں، تو ہم اپنی زندگی میں بہتری لائیں گے۔ اگرچہ ہمیں ان کو اپنانا مشکل ہے، لیکن اگر ہم ان کو اپناتے ہیں، تو ہم اپنی زندگی میں بہتری لائیں گے۔ اگرچہ ہمیں ان کو اپنانا مشکل ہے، لیکن اگر ہم ان کو اپناتے ہیں، تو ہم اپنی زندگی میں بہتری لائیں گے۔“

عباس رضی اللہ عنہ کے آپ ﷺ کی شان میں مدحیہ اشعار... وہ "زبور مجنوںہ" (مجنوںہ) کہیں ذکر یا بین بھی عالمی کی طرف منسوب ہے اس میں ہے کہ عمر بن ابی ذر غریبیؓ نے تمسکین اجد و جدیدین منسوب "خبر مجنوںہ" کو سن کر کہا ہے کہ میں جو کہ سن سے ابھی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مصطفیان ہوا اور عباس کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مدح میں کہو کہ کیا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دعا وقت ملائم ہے۔

[illegible]

”میں نے آپ کو جوں میں خوش کر رہا ہوں اور ایسے مقام میں جہاں بے پروا کر لیں گا چاہتا ہے یہی سنتا ہوں۔ مگر آپ کو دے دینا چاہتا ہے آپ کے گوشت پرست لاروہ پر خون۔ بلکہ آپ کو پانی کی بو دیتے ہو گھسیٹنے میں سارے ہوا نسروں کے پرستاروں کو خوش کر دیا ہے آپ پرست۔ یہ ہم کی تقدیر ہو تہ نہ ہے غیب کی فکر کرنا جاننا تو دوسرا قرآن نور ہوتا۔“

[illegible]

نہ گورہ والا اشعار کے متعلق دوسری روایت ... یہی اشعار میان میں جا بہت رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔ چنانچہ جاثقہ میں اس کا
 اہم مقام رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: خدا تک اسی (یعنی) آدم علیہ السلام جنت میں تھے آپ کہا
 ں تھے؟ آپ نے خوب سحر فرمایا میں آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا چھاپنے والو درج کی پشت میں کسی پر سودا دغا بھرا ہوا ایم علیہ السلام کی پشت
 میں آیا ہمارے آگاہ اہمات نے بھی نہ جانیں کیا اللہ تعالیٰ مجھ کو مسلسل شرف بخشوں سے یا کہ رحوں میں کھل کر تاراج میں دیوانہ یافتہ ہوں

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

کیم ربیع الاول۔ حافظہ بن سلیمان (مختلف بن محمد کہ وہ اس واسطی علی بن عبد الرحمن عبد الحمید بن جعفر زہری صحابہ اللہ بن عبد اللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک ماہ ربیع الاول میں بروز سوموار ہوئی اور کیم ربیع الاول بروز سوموار آپ ﷺ سے مرفوع ہوئے اور بروز سوموار ربیع الاول میں آپ پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔ یہاں وہ ابن عباس کہتے ہیں: (وہذا غریب جدا)

۴۲ رمضان۔ زہری بن یزید کا بیان ہے کہ جرود واسطی کے غریب شعب ابی طالب میں حج کے موسم میں قربانی کے ایام میں آپ کی والدہ ماجدہ بیستہ اوکس ماہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ۴۲ رمضان کو کنعزہ میں اس گھر میں ہوئی جو بنی جحش کے بیٹے بنی جحش کے نام سے مشہور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ خلیفہ ہادی بن رشید کی والدہ خیرہ بنی جحش میں حج کیا اس نے اس گھر کو مسجد میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ یہ آج کل وہ مسجد معروف ہے۔

۴۲ رمضان۔ عاتقہ ابن مساکر نے (محمد بن عثمان بن عقیل بن کریم بن شریک شعیب بن شعیب ابو جندہ) نقل کیا ہے کہ کس عرم کو رسول اللہ ﷺ غسل فرمایا اور بروز سوموار ۴۲ رمضان واقعہ جس کے ۲۳ سال بعد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تکلی کا قول۔ امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک ۲۰ نیشن (اپریل) ۶۱۰ء واقعہ جس میں ہوئی اور یہ موسم بہار تھا اور وہ روز خوشوار ہوتا ہے۔ ستاروں کے ماہرین کے خیال میں آپ کی ولادت باسعادت کے وقت یہاں چاندی ۲۰ روپے پر تھا۔ شہر کی اور ریل "مغرب" سے ۱۰ روپے پر تھا۔ سورہ حمل طلاق تھا اور چاندی کی ہلکی منزل میں طلاق تھا۔

عام نقل اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت

بقول اسحاق بن جبریل کا قول یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ اور ایام بن منذر روایتی کہتے ہیں کہ کبھی اہل علم کو اس وقت میں شک و شبہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے اور واقعہ الفیل کے چالیس سال بعد مبعوث ہوئے۔ حافظہ بنی (ابو اسحاق) صحابی سعید بن جبیر (ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ محمد بن اسحاق (اسحاق بن عبد اللہ بن قیس بن خزیمہ) عبد اللہ بن قیس بن خزیمہ بن قیس بن خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ: میں اور رسول اللہ ﷺ ہم عمر تھے اور ہم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں: شیخ جو کبھی ہجر بن لوط کے قہقہے سے ہیں ان سے پوچھا میں تم سے بڑے تھے یا رسول اللہ ﷺ تو اس نے کہا رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں لیکن میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں میں نے باقی کی لید بزرگ بدلتے ہوئے دیکھی ہے۔

(ترمذی صحاح ابن اسحاق)

ابن اسحاق کی تحقیق۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر بیلہ عکاظ کے وقت چھ سال کی تھی اور عربیہ لڑائی واقعہ الفیل کے چھ سال بعد ہوئی اور لہذا بنی قریظہ سے پھر وہ سال بعد ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت (تیسرے کعبہ کے چند سال بعد ہوئی)۔

محمد بن جبریل کی تحقیق۔ محمد بن جبریل بن مطعم کہتے ہیں کہ عکاظ میلہ کی ابتدا عکاظ الفیل کے چند سال بعد ہوئی اور نبی کی بعثت عکاظ سے چھ سال بعد ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو بنی قریظہ کے چند سال بعد ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا کہ اولادت من سکاح لامن ملاح (جو ملاح جب حضرت آدمؑ سے جوڑا تو یہ اس سے اس کی حضرت محمدؐ کی اولادت ہو گئی کی مشہور قول ہے۔

عبداللہ کا بیمار ہونا محمد بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ شام میں غزوئی کی طرف ایک تجارتی کارے میں گئے خرید و فروخت سے فارغ ہو کر گئے تو وہیں میں نے دیکھ کر پوچھا کہ حضرت عبداللہ بیمار تھے انہوں نے رکھائے عرض کیا میں اپنے خیال میں علی بن ابی ہدی بن ہبہ کے ہاں قیام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس تقریباً ایک ماہ تک بیمار رہے۔ ان کے باقی رشتہ دار تک پہنچ گئے۔ عبداللہ نے حضرت عبداللہ کے بارے میں ان سے بدگفت کیا تو انہوں نے کہا وہ بیمار تھا نصیب کے ہاں ضرر کیا۔

عبداللہ کی وفات۔۔۔ عبدالعظیم نے اپنے باپ سے صاف خبر لے کر حادثہ کو نہ بے رومان کیا وہاں پہنچے تو حضرت عبداللہ فوت ہو چکے تھے اور وہاں انہیں کسی کو دیکھ کر اپنے گھر گئے تھے۔ چنانچہ وہ وطن پہنچے آئے اور اہل خانہ کو ان کی وفات کی خبر سنائی تو وہ سب کہیں جھانکی اور عبدالعظیم نہایت غمگین اور غمزدہ ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۲۵ سال تھی اور رسول اللہ ﷺ بھی پچھلے دنوں ہی تھے۔ عبداللہ کی سہمردہ بیوی کے کہنے پر انہیں یہ دعا دیتے سب سے کہنا ہے۔

واقعی اور معرکی تحقیق اقدامی معمر زہری سے نقل کر کے ہیں کہ عبدالعطلب نے حضرت عبداللہ کو دہشت مجبور میں لانے کے لئے روانہ کیا تو وہاں انصار کا حال دیکھا جو بنی سعد، خزاعہ بن نضیم سے لڑ کر تھے جس رسول اللہ ﷺ ان کے بیٹے تھے جاسات ہوا کہ حضرت عبداللہ فوت ہو گئے۔ انھوں نے بنی سعد پہلے قول دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی یہاں نہ آئے تھے۔ یہ خبر بنی ہاشم (محمد بن عبداسلام) بن خربوط سے نقل کر کے جس کہ حضرت عبداللہ دین مشرفوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اس وقت لاہ کے بیٹے تھے پور چار سال کی عمر میں والدہ فوت ہو گئی تارہ سال کی عمر میں والد فوت ہو گئے ان کے دادا نے ان کی تربیت و پرورش کی دھیمت ابو طالب سے کی۔

واقعی تارہ سالہ ابن سعد کے نزدیکی سے نقل کر کے کہ رسول اللہ ﷺ کلک پیدائشی سے لے کر حضرت عبداللہ فوت ہو گئے والد بنی ہاشم کی بیٹی سے۔

آپ ﷺ کی والدہ کا خواب ۔ یہ حدیث پہلا اثر بخیر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عظیم مادرش تھا کہ والدہ نے خواب دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نمودار ہوا ہے جس سے شام کے کھلاڑی روشن ہو گئے۔ محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت آمنہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ کے حمل کے دوران مجھے کسی نے کہا: "تیرے عظم میں امت کا سید ہے جب دو بیچہ اوروں کو ہمیشہ اس کو وحدہ لاشریک کی پناہ میں دیتی ہیں۔" یہ مسئلہ کرنے والے سے یہ خبر انسانی سے دلدار کرنے والا صراطِ راغ کرنے سے غفلت و قیما دار ماجد کے پاس ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو انگوں کو وہ ضابطہ دیکھا جس میں آئے اور علامت ہے کہ یہ اللہ کے وقت میں اس سے خبر ہو ایک نور نمودار ہو گا جس سے شام کے کھلاڑی "بہر حق" آئے کھلاڑی روشن ہو جائیں گے۔ جب دو بیچہ اوروں کا کام ہو گا تو اس کا نام تو امانت میں نام نہ کرے نہ زمین اور زمانہ والے اس کی تعریف کریں گے اس کا نام سہانہ و خفیل میں بھی ہے تو میں اس کا نام لے لے اس کی تعریف میں مطلب اطمینان ہیں اس کا نام تو ان میں مجھ کو نور ہے چنانچہ آمنہ نے وقت حمل میں نور نمودار کیا یا خدا و پاس سے نور دلدار ہوا ہے جس سے شام کے کھلاڑی روشن ہو جائیں گے اور وقت حمل کے وقت بھی نور دیکھا جیسا کہ وقت حمل خفیل آئیں دیکھا تھا بہت اطمینان۔

[illegible]

میں نے گلِ نضر ہے (اور وہ آپ کے ہیں قبول ہے)۔

[illegible]

جبرائیل علیہ السلام کا حضور کرنا۔۔۔ منافقین و کفار کو (معاذ اللہ) بن عیینہ صحریٰ علی بن محمد و ان کی نسلی مسلمان بن جابر بن مسلمہ بن ابی ہریرہؓ نے دلائل پر کر دیا۔ یہودی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی حق تعالیٰ، دنیا جہاں فریب ہے، اور دینی حادی ہے کہ آپ ﷺ کو میرا مکتوب ہے حضور کرنا یا اور قریش کی دعوت کا انعام۔

دستور عرب اور آپ ﷺ کا نام۔ توفیق (ابو عبد اللہ الحافظ محمد بن کمال غازی محمد بن اسماعیل سلمیٰ) اور صالح عبد اللہ بن صالح (مجاہد بن صالح)
ابو اسلم غسانی سے نقل کرتے ہیں کہ قریش کے وال جب بن عبد مناف کا دستور تھا کہ سے میرا تک کر لیں غولوں کی ہر کر اور سے دوسرے ہفتی دلائے
میں مال دیتا دینا چنانچہ عبد المطلب نے آپ کو حسب دستور غولوں کے ہر کیا اور اس نے آپ کو چھ پر باغی دلا کر رکھی۔ مگر سیر سے نہیں ملے
نیک تو باغی دلا کر جو بھلی کی عورت آپ کو انھیں کو لے جان کر رکھ سے تھے چنانچہ انھوں نے عبد المطلب کو کلام سے نہ بچ گئی تھیں۔ کھانے
میں ایک کو ہفتی دلا کر اسے بھی اور اس کو انھیں کو لے کر رکھ کر اپنا عبد المطلب سے کہا کہ اس کی قرب حقت کر دیکھے اسید سے کہ عظیم الشان انسان
ہوگا۔ مگر وہ نہ تو چاہتا تھا کہ اس کی عزت کی غور و خوض سے گذرے اور انھوں نے عبد المطلب سے بچنے کا یہ سچا بہانہ دیا کہ عبد المطلب نے
"لو" بتایا تو انھوں نے کہا کہ بچہ خدا کی نام سے ورت کرے نہ یہ کام کی جو کریم کا تو مصلحت سے نہ تھا۔ مگر وہ خواہش سے کہ لکھتا تھا ان پر اس کی
خیریت و صحت کی خبر نہ ملتی تھی اس کی تعریف کرے۔ انھوں کہتے ہیں کہ یہ انھیں عداوت انھوں کے جامع انسان کو کھینچتے ہیں کسی نے کہا

إلى الله، أبنت المص، أعدت لنا في

بعض دلائل میں کہتے ہیں کہ اگر محمد اللہ عزوجل نے ان کو الہا ہر کہا تھا تو کیا آپ محمد و خصال و صفات کے لئے حقے خاک و ہزار کی صورت اور سخی کے مطابق ہو جانے سے پسینہ کو الہا جانے لے کہ ہر یہ حسان سے بھی محض ہے:

[illegible]

خود کوئی نے اس کی عظمت و جہانت کا ہرگز گنے گنے ملے اس کا؛ ہوائے نام سے مشتعل کیا ہے سولہ بے قراریں محو ہے اور اور محو ہے۔

جنحضور ﷺ کے شاگردوں کی فضائل و مناقب و اخلاق و معجزات و اخصائیں ہم ان شائع شدہ مہر کے آخر میں بیان کریں گے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی صفات بیان کرتا:۔۔۔ سلفہ علی (امیر المومنین) نے کہا: جو العباسی محمد بن یعقوب امیر بن عباس بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے آپ کے بارے میں خبر ہے کہ میں نے سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ سنا کہ آپ ﷺ صریح فرمایا کرتے ہیں چنانچہ عرفہ کے دن سے دو روز قبل ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے چچا کو نہیں شکر کرتے۔" وہ کہہ دے کہ یہاں نماز و عرش کے پیچھے کہ جب بعد از نماز ہے تو کہیں اس کی "شیعت" کی آواز نہ ہوں میں روایت شریعتی منقول ہے اور انھوں نے یہ کہہ کر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ:۔۔۔

رسول اللہ ﷺ کی شب و لادت کے واقعات

باب ۱۰ الف الحوا - میں ہم آپ کی شب و لادت میں بیشتر تواریخ کا سنہ کے مل رہے ہیں انھیں بھی شک و شبہ کہ آپ کی ولادت کے وقت نور کا شعور اس وقت سے تمام کے حالات کا سنہ ہونا اور وقت ولادت آپ کا اور انہوں نے اس کی طرف ہر طرف سے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت کا سنہ ہونا زچ خانہ کے حرم میں ہوا اور حرم میں آپ کا قرب ہوا نہ غیر اگر کہہ چکے ہیں۔

ابن کثیر کا چل کر دینا... مسعودی... ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ انھیں چار چار کر لکھا ہے (۱) جب اس پر بحث ہوئی (۲) جب انہوں نے حرم کا ذکر کیا (۳) جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی اور (۴) جب سورت عاقبت ان ہوئی۔

یہودی تاریخ کا عجیب واقعہ... محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ شام بن مراد اپنے والد کے واسطے سے حضرت عائشہ سے دریافت کرتے ہیں کہ میں ایک یہودی تاریخ کا ذکر کرتا تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس نے قریش کی ایک مجلس میں آکر پوچھا آیا ان روایات کی قریشی کے گھر پہنچے ہیں یا نہیں۔ اہل مجلس نے اہل مجلس کا اظہار کیا کہ انہوں نے "کفر" کہہ کر کہ تم کو انہیں مصمم تو خیر فور سے سزا دے رہی ہو، ہاتھ دیا رکھو آج رات کو آخری استقامتی پیر ہوا ہے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک لٹائی ہے۔ اس میں گھوڑے کے ہاتھ کی طرح مسلسل بال۔ وہ دو رات تک وہاں رہے گا۔ کہہ کر ایک طرف سے اس کے سر میں اٹلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے وہ درد و تکلیف لہا سکتا ہے پھر ٹھیک رہے غاصت ہوئی اور وہ یہودی کی بات سے نہایت سرت و غیب میں تھے جب گھوڑے کو تو ہر ایک نے اپنے اہل خانہ سے پوچھا تو سب کے اہل خانہ نے کہا اے عواذ بن عبدالمطلب کے ہاتھ پہنچا ہوا ہے ہوا اس کا نام محمد ﷺ ہے۔ یہ گھر میں اٹھ گیا، اسی وقت ہوئی تو انہوں نے کہا یہودی کی بات تم سے سن لی ہے۔ وہاں پہنچ کر یہودی کی خبر بھی معلوم ہوئی ہے نہ نہ پہنچا ہوا ہے کہ اس نے ہوئی یہودی کے پاس آئے اور اسے سارا واقعہ بتایا تو اس نے کہا میرے ساتھ چلو کہ میں اس پہنچے دو گھنٹوں پہنچا دو یہودی کو کہ کہہ لے "تو انہوں نے کہا اپنے پیچھے بھاگنا" وہاں تو انہوں نے پہنچ کر کہہ کر سب کو اس کا یہودی سنے کہ، یہاں تو فوراً اٹھ کر پڑا جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا: افسوس! تجھے کیا ہوا تو اس نے کہا اے اللہ! اسراٹھ کے خاندان سے نبوت و رخصت ہو گئی اسے قریش اہل خانہ اس نبوت سے خوش ہوئے اور انہیں اس کے گھر کا سردار دیا گیا اس کی خبر پھیل جائے گی۔

یہودی کی خوش گوئی... محمد بن اسحاق حسان بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ میں سات یا آٹھ سال کا تھا اور ہر بات کہہ سکتا تھا کہ ایک منہ غیب میں ایک یہودی نے چاکر کہ اسے یہودی لاہور میں بن رہا تھا سب اس کے پاس چلے آئے انہوں نے پوچھا وہی ملک کیا ہے نہ تو اس نے کہا اے اللہ! ستارہ صحرانہ ہو چکا ہے جو آج رات پیدا ہوگا۔

یوحنا کا آپ ﷺ کے متعلق مقلد... مسعودی السہو و میں حاتم بن حمید سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ایک بن حاتم سے سنا کہ وہ ایک روز قریب قریب کے ایک عورت میں رہا کہ وہ خیرہ ہو گئی تھی اس نے اس سے امور طلاق پوچھا اس کا طلاق کیا ہے تو اس نے کہا میں نے اسے اس وقت کا زجر ان سے اس کی آنکھوں میں سرخی ہے وہ شہ پہنچے گا کہ میری ساری عمر کے گناہوں کے لئے میری پرہیزگاری کی شہادت ہے کہ یہ صرف عزت کرتے ہیں میں اس کی قوم میں خود بھی چلا آیا اور میں پیش کی بات سے بہت حیران تھا۔ میں نے اپنے حق ایک نئی سے سنا کہ کہہ رہا تھا کہ یہ بات صرف یوحنا ہی نہیں کہتا یہ بات تو یہودی کی زبان پر ہے۔ ملک بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے قریب کے پاس آیا تو وہ بھی سترح کی کوثر کو کہہ رہے تھے۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعِي إِلَىٰ حُجَّةٍ بَيِّنَةٍ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
يُخَصِّفُ لَهُمْ أَسْوَاقَهُمْ إِلَىٰ مَقَامِهِمْ هَاهُنَا ۖ وَسُورَةُ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَىٰ لِنَا هَٰذَا ۖ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

والصالحين لولا عدم ملائمتهم لم يعلموا
أن الله تعالى قد جعل في كل شيء
دروساً فيقوم لهم من كل شيء
ملائمة فيعلمون الله تعالى
وهم يعلمون الله تعالى
فلا أكمل الله في كل شيء
والصالحين والشعير من كل شيء
فلا أكمل الله في كل شيء
فلا أكمل الله في كل شيء

”سب لوگ دعائی بھائی ہیں جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کچھ کر رہے ہیں چنانچہ قریب دو دو ان کی بات کرتے ہیں۔ یہ بھی ان لوگوں میں سے ہے۔
وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب اس لئے ہیں جن کو ہم نے بنائے۔ ان کے کلمات ظاہر ہوتے ہیں جن میں ان کو کوئی فخر نہیں ہے۔ ان کے فخر کا ایک
دلیل یہ ہوتا ہے کہ ان کو کمال اور عظمت دیکھ کر ان کو وہ غائب ہونے کے باوجود خود کو خاص تصور ہوتا ہے۔ فخر و شہرتوں ایک دوسرے
میں بندھے ہوئے ہیں۔ فخر کی تلاش ہوتی ہے اور شہرت سے فخر کا تصور کیا جاتا ہے۔“

فازن کے چودہ کسری..... جب عیو اسکا نے کسری کو سلطنت کی ساری تعمیر سازی تو اس نے کہا چودہ سال تک بہت زمانہ ہے۔ چنانچہ اس میں سے اس سلطان کو صرف چار سال کے عرصہ میں گزر گئے اور باقی چار عرصہ سلطان کی طاقت تکمیل سے سالہا سال تک خیر و شر و غلبہ و غارتہ میں ان کا پہلا و ثلثہ خیر و شر میں ہم کن کا مدین سام بیوج تھا اور آخری عرصہ اول و ثلثہ و چودہ و خیر یا رکن ابد و نیکان ہر عرصہ میں تعمیر و ترقی کی بناء پر حکومت میں ملان کسری میں داخل آئے تھا ان کی حکومت کا عرصہ ۱۶۱۶ء تا ۱۶۳۱ء رہا۔

[illegible]

صرف دوست پرست تھا۔ اس کے گھر انھوں نے انھوں کے ساتھ ان کی زندگی سے لے کر ان کے لیے لیسٹ اور جاسوس کی طرف ان کے سفر کی

شیخ کی مکہ آمد اور قریش کو مستقبل کے واقعات بتانا

ان جہاں رضی اللہ عنہم پہن کرتے ہیں کہ شیخ ایک لاکھ کھمبے اور دوسرے کھمبے جس پر جہاں منافہ وغیرہ نے ان کا استعمال کیا اور بطور احواز
ان اس سے بعض دھمیں یا فنت میر تو اس نے بالکل صحیح جواب دیا۔ پھر اس سے کچھ مسئلے اور کچھ ہونے والے واقعات کے متعلق دریافت کی تو
اس نے کہا: یہ واقعات مجھ سے مستندہ کا میری طرف الہام ہے۔ اسے مشعر عرب اہم اب دونوں نے یہ اور کچھ دیکھے ان کے نام نہیں ہیں۔ عرب اور عجم کا
اب کوئی امتیاز نہیں تھا اور ان کے پاس ہو۔ قرطرحم سے عادل اور تہمدی کی سل سے مدائن و حاکم یہاں کے متعدد لوگوں سے فعلی یا جب ہوں گے۔ بہت
برست نہاں گئے توحید پرست ہوں گے ان کے ان کے لئے توحید پرست نہیں گئے توحید پرست نہاں گئے۔

پھر اس نے کھانڈہ اچھڑا دیا تو دل دہنے والے کی قسم! اس کدھر سے جا بٹ جی کا تصور نہ کر۔ رشید چیت کاظمی ہمارے گائیڈ تھے اور سر
جنوں سے کام لے کر ہوا۔ تمام برائی سے بچنے والے ہو گئے۔ ایک رب کا ہر کار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کا اہل اعلیٰ حال میں فروغ دے کہ کامیابی سے مستعد ہو
گا۔ پہلی برائی ہو گئی تھی کہ اس کو کچھ غلط کر کے اللہ تعالیٰ کی ننگی عمر اور طریقت سے کدے لے گا۔ بے عمل نہ ہو گا۔ ان ایک تجربہ کار
رکن اور ضیف ظیف ہو گا اور سلطان میں اضافہ کرے گا۔ شریعت کو توڑ کرے گا۔ پھر اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا کدہ کھپا
ایمن اور جرمی تھوڑوں کے حالات دیکھے۔ اس کے بعد ملہ اور جنوں کے حالات دیکھے۔ حاکم فاضل بن ابی اسحاق نے اس کا بیان کیا کہ رضی
اللہ عنہ سے منسلک تھا۔

دیرین لعل فرادہ میں کہ قصہ میں ہم جان کر چکے ہیں کہ شیخ نے اس کو خوب اور اس کی نصیحت سے اس کے تھالے سے پہلے ہی اُٹے آگے لگا کر دیا تھا۔ پھر اس نے کہن کے کھانا پیش کیا۔ قصہ اور فرادہ سے وہ غریباں یہاں تک کہ اس نے سیف بن فاکر بن ملک کے ساتھ تھانہ میں آگے لکے پھر دیرین نے یہ چمکا کر اس کی خدمت میں دینی ہوئی اور دھڑا اس نے کہا کہ قسم ہو جائے گی۔ پھر یہ چمکا کر اس کے لئے دے دیا۔ پھر دیرین نے اس پر دینی ڈال ہوئی پھر چمکے کی کس نسل سے ہوگا اور اس نے کہا کہ غالب یہی نسل ہے۔ اس کا اثر خیر یا خیر اس کی حکومت کا حکم رہے گی تو اس نے یہ دینی حیرت سے چمکائی اور دینا بھی آخر وہ اللہ سے ہے اس نے کہا کہ اس کا ایک دن پہلے سویرے سب جمع ہو اس کے قریب لوگ سعادت سے اٹھنا شروع کرے اور بدکار بد بختی سے۔ پھر اس نے یہ چمکا کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیا اور اس سے آواز اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ تمام کس قسم کو دوسری رات کی تیار کر دینی چاہی تو دینی کی قسم کہ میں ہر دن سے سحر سے تم کا کام دیکھنا اور حق ہی ہے۔ "شیخ" کو کہیں نے بھی اس کی یہ حالت دیکھ پوری جلدی کی تھی کہ اس شیخ کے اشراف میں سے چند صوفیوں میں پیدا

عَبَّاسُكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ فِى السَّعْرِ وَالْجَهَنَّمَ
وَلَا تَطْمَئِنُّوا بِمَا فِى الْأَمْثَانِ فَا تَقْسِمُوا
بِكُلِّ لَوْ الْجَارِ الْجُدْبِ حَصْبًا أَوْ جَمَلًا
فَلَا تَعْلَمُ عِندَهُ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

”عجائب اور پیراں ہر جہاں میں نفع کے قانون کی گواہی دے کر دانات کی عداوت کا خدو خدے کی مثال سے مت لوٹ کر اپنے مسافر کے لئے نعم مضمون کا قہر و سحر ہی کا دلچسپ اس کوڑے کے لئے مصائب سے مزین“۔

یہ سائنس دان محض ایک طریقہ کا پیمانہ ہے۔ معائناتی ذہن لے کر ہر چیز پر نظر بھی ڈالنا اور کہہ دینا ہے کہ خطیہ کے اوقات بہشت میں ہیں اور ستھوہ میں علم

نئے طریقے کیا کرو۔

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کی رضاعت کا بیان
علیمہ سہریہ اور آپ کی برکات

رسول اللہ ﷺ کو وہ بیٹے کے لئے حصر و محاصرہ کا احباب ہوا یعنی جلوسِ نبوت اُنی فو قیاب عبد اللہ بن حارث بن جندب بن جابر بن عامر بن جسرہ بن نکر بن ہوازن بن عمرو بن نکرہ بن طلحہ بن قیس مصلان بن مسعود رسول اللہ ﷺ کے گھناؤنے آپ علیہ السلام کے شہرِ حیرہ میں جن کا نام حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمنہ طلع بن کنانہ ہوازن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی (۱) عبد اللہ بن حارث (۲) خیرہ بنت حارث (۳) عذقہ بنت حارث ہیں یہی خیمہ ہے جو آپ ﷺ کو امی والدہ کے برابر رکھا کرتی تھی۔

[illegible][illegible]

اس کے ساتھ چل سکتی تھی یہاں تک کہ ساتھی عورتیں کہہ دی تھیں کہ اسے دختر الی ذکر واجب ایسی ہو گئی ہے، جس پر تو جانتے وقت سوار ہو گئی؟ اس جواب دہی میں ہاں ادا تھا، یہی ہے تو وہ بھر نکلیں، ادا اس کی تو اب عجب کیفیت ہے پھر ہم اپنے ملاقاتی سعد میں پہنچ گئے، ہمارا ملاقات قلعہ زد و قلعہ اناری نگر یاں گئی، ہمیں اور شام کو پھر گھر کو رہت دو دو والی آئیں اور ہاتی لوگوں کی بکریاں شام کو بھڑکی اور بے دودھ کے دواہن آئیں، ہر لوگ ہماری بکر یوں اور چہرا چنے چنے اور آفتاب پرستے کہ جہاں ہشتالی آؤ، یہی کی بکریاں چہنی چنی وہاں لے جایا کر چٹا چٹا خوردہ اناری بکریوں کے ہمراہ چاتے پھرتے تھے ان کی بکریاں غلی پیٹ لے دودھ سے ہمیں اور ہماری بکریاں پیٹ پھر کر دودھ والی آئیں اور ہم خوب دودھ دیتے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے دو سال سے خوب خبر ویرکت میں تھے آپ کا تہ و قاست مام بھی سے ممتاز تھا، اللہ! آپ دو سال کی عمر میں خوب تو ادا کرنا کھانے کے قابل ہو گئے، ہم اس کو آمنہ کے پاس لے گئے، خبر ویرکت کی وجہ سے ان کو ہم اپنے پاس رکھنے کے بہت حریص تھے۔ پھر ہم نے ان کی والدہ سے عرض کیا آپ اہانت دہیں ہم ان کو ایک سال بونا پنے پاس لے جاتے ہیں شاید کہ شہر کی آب و ہوا ان کو پس نہ آئے۔

شرح صدر..... ہم پر ہر ان کی منت و حاجت کرتے رہے تھی کہ وہ راضی ہو گئیں۔ ہم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے، ہوا میں ہمارا غر گر رہا ہوگا کہ وہ اپنے رضائی بھائی کے ہمراہ مکان کے پہنچا اور بکریوں میں تھے کہ ان کا بھائی روزانہ آتا اور بکریاں افرقی بھائی یہاں سے اس کے پاس سفید پوش و آوی آئے انہوں نے اسے ملا کر کھانا چاک کر دیا ہے۔ چنانچہ ہمیں اور میرا شوہر دوتے ہوئے آئے تو آپ کھڑے ہیں اور تکفتی ہے۔ میرے شوہر نے ان کو گلے لگا کر پوچھا کیا بات ہے؟ تو آپ نے بتایا کہ وہ سفید پوش انسان آئے انہوں نے مجھے لاکر بیٹھا چاک کیا اور کوئی چیز انہوں سے نکال کر پیٹ لگائی، میری طبیعت کو اس طرح کر دیا کہ ہم ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اس بات کے پیش نظر میرے شوہر نے کہا علیحدہ میں غفرہ مخصوص کرتا ہوں چلو ہم ان کو واپس لوٹا آئیں۔ علیحدہ لے گیا ہم ان کو دوبارہ آمنہ کے پاس لے گئے تو اس نے حیرت کے عالم میں پوچھا کیوں واپس لے آئے؟ تم تو بے دردن سے اس کو اپنے ساتھ لے گئے تھے تو ہم نے عرض کیا جو خدمت و غناحت کا غرہ پیدا کر دیا ہے۔ ہم کی خوف و خطر سے کہہ نظر ان کو واپس لے آئے ہیں۔

آپ ﷺ کی والدہ محترمہ فی فی آزمودگی وضاحت..... یہ سن کر آمنہ نے کہا یہ بات نہیں بچتا تھا، کیا بات ہے؟ تو ان کے صبر پر ہم نے پورا قصہ گوش گزار کیا تو اس نے کہا کیا آپ کو اس پر آسیب اور شیطانی حرکت کا فقرہ ہے۔ سنو ایسا بے عقل نہیں، واللہ! ان پر شیطان کا کوئی نقص یا حکمتاء اللہ! میرے بھائی جگر کی ایک شان اور صریح ہو گیا۔ میں اس کی ولادت کا قصہ سناؤں؟ آج ہم نے عرض کیا کیوں نہیں اس نے کہا اس کے عمل کی وجہ سے مجھے کوئی کراہی نہیں ہوئی اس سے بچا حمل میں نے بھی نہیں دیکھا۔ حمل کی حالت میں مجھے خواب آیا کہ میرے جسم سے نور خارج ہوا ہے، جس سے شام کے گل منور اور طاہر ہو گئے۔ پھر وضع حمل کی خلاف عادت ہوا کہ وہ زمین پر پڑا تو اس سے چمک لگے آئے آسمان کو دیکھو ہاتھ! آپ ہر جسم کے خوف و خطر سے کا خیال چھوڑ دیے۔

یہ حدیث عاصرت اور مخالفی کے ہاں مشہور اور مشہور ہے اور صحاح ستہ سے مروی ہے۔

وحدی (ساحین محمد مصطفیٰ علیہ السلام) بارہا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حاش میں پڑھ لگتی تو اس نے دیکھا کہ ہاں دھوپ میں چڑھ کر اپنی رضائی بھن کے پاس ہیں تو علیحدہ نے خواب کو کہا اس شہید گری میں تو اسے ہار لے کر آؤ لڑائی لے کر آئی امیر سے بھائی کو وہم ہو گیا نہیں ہوئی میں نے دیکھا ان پر بادلی سایہ لگے ہوئے ہے جب یہ کہ جاتا تو ہاں بھی درگ جاتا ہے اور جب یہ چلا ہے تو ہاں بھی اس کے ساتھ چلا ہے اس کیفیت سے وہ یہاں تک پہنچا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان..... اے اسحاق! (تورین پر بنی خالد بن سعد) اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا انبیاء ذات کے ہمارے میں کچھ شاعر یا فطری تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتوں اور میں حکم مادر میں تھا کہ میری ماں نے دیکھا کہ اس کے بدن سے ایک نور خارج ہوا ہے جس سے شام کے گھٹات روشن ہو گئے۔ نبی سعد

بچپن ہی سے آپ ﷺ کی برکات کا ظہور

اور اس سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ سے ایسے عجائبات کا ظہور ہوا کہ ایک دو مست لکھنٹ نے دامت برکاتہما جب اس نے رسول اللہ ﷺ دیکھا تو زمین پر بیڑ لگا کر بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ اس پر سو رہ گئے۔ سناست میں شغریٰ کہ سلاب حاصل تھا اللہ تعالیٰ نے اسی کو اپنی بدولت عطا کر دیا اور وہ گج سلامت گزر گئے۔ آپ کی عمر برکات کا چودہ سال کی تھی کہ آپ کے چچا جو فرات ہو گئے اور ابو طالب آپ کے دادا مکمل ہو گئے۔ غرضیکہ پیغمبر کا نہ نوان آپ کی شہر خورئی کے نام میں آپ کے فیوض و برکات سے کئی باب ہوتا رہا مگر صراحتاً جو بیان آپ کے کلمات و سنائات سے متعلق ہیں۔ جب یہ قیل و گال کے بعد جبکہ ہوا ان میں بائبر ہو کر آئے انہوں نے آپ ﷺ کی رائے عت کا ادا کیا تو آپ نے ان کا ذکر کر کے چھڑ دیا۔ محمد بن اسحاق نے جسے ہوا ان کے سلسلہ میں عمرو بن شعیب کی روایت بیان کی ہے کہ ہم جنس میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ ان کے دل سوش اور اہل و عیال پر قابض ہو گئے تو ان کا وہ دہرا اسلام میں داخل ہو کر سنا بھر ان کی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا وہ رسول اللہ ﷺ حکم ایک معزز خاندان کے افراد ہیں انہوں نے تلامذہ صاحب آپ ﷺ سے چلی نہیں آپ امان فرمائیے کاش آپ پر کوئی کرم کرے۔

خطیب ہوا ان کی خبر دے ان کے کلمات اور خطیب نے پھر میں مردے عرض کیا یہ رسول اللہ ابن کیسوں میں آپ کی خدمت میں ہوا وہ چلے والی اور حالات کرنے والی گرفتار ہیں اگر ہم کو حث بن ابی شمر رضی اللہ عنہما ان کے معزز و شہداء میں کو ہوا چلے پھر ان سے کئی صحبت میں ہوا ہوتے جیسے کہ آپ کی جانب سے ہوا ان کا صاحب میں گرفتار ہیں تو ہم ان کے خلفہ و کرم کے امید ہوتے آپ سے سب سے بہتر ہیں۔ (امید ہے کہ آپ رضاعت کا احترام کریں گے)۔

خطیب ہوا ان کے اشعار:

انسن عطرنا رسول اللہ فی کرم
لعلک المبرور و المبرور و المبرور
لعلک عطرنا یعافک عافا قدر
ممنزنی فملا فانی عطرنا طیر
لعلک المبرور و المبرور و المبرور
عطرنا فملا فانی عطرنا طیر
ان لعلک لعلک المبرور و المبرور
بالوجع النعمان حلیہا حلیہا

”یا رسول اللہ! آپ ہم پر امان فرمائیے ہم آپ سے امید ہوا میں ہم نے آپ کو ای فری کے لئے عفو ذکر کیا تھا آپے مستقر نور مقام ہم، ہم اس پر مقدر ہوا میں ہے ان کا اثر و بارہا ہوا میں کے کلمات شیر پذیر ہیں۔ جبکہ نے ہمیں خدا کے کرم سے ہوا چاہا کہ رہے ان کے دل، شیدہ دار کینا و ہیں۔ سے سب سے گل حواج وقت ضرورت ان کے آپ ﷺ کے کلمے احسان نے ان کا تدارک نہ کیا۔“

لعلک عطرنا رسول اللہ فی کرم
لعلک المبرور و المبرور و المبرور
لعلک عطرنا یعافک عافا قدر
ممنزنی فملا فانی عطرنا طیر

وَأَجْعَلِ الْاَكْمِنَ وَالْاَتْمَعَافَةَ
وَالْمَقْرِبَةَ وَالْمَقْرِبَةَ وَالْمَقْرِبَةَ
وَالْمَقْرِبَةَ وَالْمَقْرِبَةَ وَالْمَقْرِبَةَ
وَالْمَقْرِبَةَ وَالْمَقْرِبَةَ وَالْمَقْرِبَةَ

”ایسی ہیروئنیں پڑا احسان کرتی تو جن کا دودھ بچا کرتا تھا، آپ حیرانانہ کے خالص دودھ سے بھر جاتے تھے۔ اور جب تجھے کسی کام کا کرتا تھا تو اس سے باز رہتا تھا۔ امانت کرتا تھا۔ تو جیسے ان شخص کی خاندانہ کے جس کی رعایت متفرق ہو، اور ہم پر ہم کا اہم اور بھلے لوگ تھیں۔ ہم آپ کے احسانات کے مشکور ہیں، جسے ہمیں ہوں ان کے بعد دودھ مارے پاس داخلہ ہیں۔“

ہوازن کے سردار کے اشعار..... میں قصہ عبد اللہ بن رواحہؓ کی شہزادیہ بن حادقہؓ کی شہی اہل مرد و بیرون جہول نہیں آؤم سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گرفتار کر لیا تو حوروں نے گھر وں سے انگڑے کر کے کار و شہلر مایا تو میں انہیں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور چہرہ اشعار جو فرجائے گورہ والا اشعار سے ملتے جلتے ہیں سناے (ان اشعار کا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے) لیکن میں میں نے آپ ﷺ کے ہوازن کے قیام اور شو و کما اور مضامین کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مال غنیمت میں جو میرا والا و عبد المطلب کا قصہ ہے وہی مکمل اللہ ہے اور تمہارا ہے اور انصار نے بھی اعلان کر دیا تھا، احمد بھی اللہ اور رسول کے حکم کے تابع ہے آپ نے قریب چار ہزار بیٹے اور خواتین آؤ کر دئے لیوان کو بے شمار مال و مویشی دیا کئے بقول ابو نعیمین بن قاسم بن کی آیت "فمن ایتہ ولف ورجم" ہے۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ کے دنیاوی فیوض و برکات ہیں۔ اللہ اعلم بحقیقہ کہ مالکۃ خیرت میں آپ کے اخلاص و احسانات کس قدر عظیم الشان ہوں گے۔

آپ ﷺ کی والدہ کا دنیا سے رحلت فرمانا..... بقول ابن عباسؓ کہ رضاعت کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ آمنہؓ اور ادا عبدالمطلب کے زیر تربیت تھے۔ نبوت سے سرفرازی کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوب نشوونما فرمائی۔ جب آپ کی عمر ۶ سال ہوئی تو آپ کی والدہ نے اس دنیا سے رخصت فرمایا۔

آپ ﷺ والد کا مقام و وفات۔ . . دینی اسحاق عہد راشد بن ابی بکر بن محمد بن عمر بن حزام سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ والد ماجد کو اور نہ شہید اور نہ جان لیا جس وقت آپ کی ہر جرحال تھی۔

آپ ﷺ کا اپنی والدہ کے ہمراہ رہنا چاہتا تھا..... والدہ ان کو دینے میں نئی نئی عری بن بنو ہزار کے ہاں ماموں کی ملاقات کے لئے سہ گئیں اور وہاں ہی کے دوران راستہ میں فوت ہو گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت آمنہؓ نے علیؓ کو ماموں کے گھر نہ لے کر وہاں سے چلی آئیں۔ انہیں بھی حرام تھی آپ کی حرام وقت چھ ماہ تھی بلکہ یہ بچہ کنکریاں سے ملاقات کی۔ ام المکین کا بیان ہے کہ ایک روز وہ بچہ کے دو چوڑی آئے انہوں نے مجھے کہا ہمیں محمد کا دادا دیکھ چکے تو ایک نے دوسرے کو کہا یہ اپنی اہمیت کا ثبوت ہے اور یہ شہر اس کا مقام ابھرتا ہے اور یہاں خوب گل و عمارت اور مزارت ہو گی۔ جب والدہ نے یہ خبر سنا تو وہ ان کو لے کر واپس کر دیا اور انہیں اور اسے میں تمام "نبی" میں فوت ہو گئیں۔

آپ ﷺ کا والدہ کے لئے دعائے مغفرت گرام۔ امام احمد (حسین بن محمد) اب عن جابر ساجد کا مسلم بن عبد الرحمن بن بکر (وہ جو وہی اللہ عز و جل سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے) "والنّاس میں پیچھتو آپ ﷺ نے فرمایا میرے خدا کو اس نے تک نہیں ٹھہرا چنانچہ پاداش بخیر یہ اسے تو طبیعت پر مخلص تھی قربان میں والدہ کی قبر سے آ رہا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ دوست کی قسمی اللہ تعالیٰ نے منظور نہیں فرمائی۔ میں تم کو قبرستان کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا اب اجازت ہے۔ میں تم کو زمین روز کے بعد قربانی کا ذخیرہ رکھنے سے منع کیا کرتا تھا اب اجازت ہے لکھا ہو کہ خواہر و کھول میں ان دونوں کے استعمال سے تم کو رکنا کرنا حق کا استعمال بھی اب کے بعد جائز ہے۔

[illegible]

مکتبی (حاکم امیر بنی نصر عبداللہ بن وہب، ابن جریر، ابویوسف بن ہانی، مسروق بن ابی ابراہیم، ابو داؤد بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ قرآن میں تفسیر فرماتے تھے کہ ہم اللہ کے رسول تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں وہاں بیٹھا جانے کا فرمایا اور ہم جیسے کہتے رسول اللہ ﷺ انہیں وہاں سے نہ کر دیتے۔ ہر ایک قبر کے پاس نہ کہنے لگے آپ ﷺ اور نہ انہیں انجائے میں خود سے بچھڑا کر یا کہہ دینے کی آواز دی تو ہم بھی آپ ﷺ سے جدا ہوئے۔ لہذا ہر رسول اللہ ﷺ وہاں آپ ﷺ کی تفسیر دیتے تو ہم رضی اللہ عنہ آگے یا پھر عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی کیا روئے؟ آپ ﷺ نے ہر قسم کی تمکین اور سبقتی طاری ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا میرا خدا وہ ہے کہ تم کو بے شک اور پورا کر دے یا ہم نے اثبات میں میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں قبر کے پاس میں خود جات تھا وہ اللہ کی قبر ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے فرشتوں کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی پھر میں نے استغفار و مغفرت کی اجازت طلب کی تو زلی اور آیات نازل ہوئی (۱۱۳-۱۱۴) ترجمہ: "نبی اور ایمان والوں کو انہیں چاہئے کہ مشرکوں کے لئے تفسیر کی ہو یا انہیں وہاں کے شہداء اور میں وہ ہیں جو آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ مشرک نہ ہو، وہی ہیں۔" "خاریس مجھے یہ واقعہ دیکھ کر بہت متحیر ہوا کہ یہ تفسیر طاری ہوئی اور اس باعث مجھے ماننا آگیا۔ یہ حدیث عرب سے ہے اور صحاح میں نہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے۔ امام مسلم نے ابو جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے والدہ کی قبر کی زیارت کی تو وہ اسے حاضرین کو بلا کر پھر فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے والدہ کی قبر کی زیارت کی اور اسے طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی پھر میں نے انتظار کی اجازت طلب کی تو ملی۔ پس تم قبرستان میں چلا جاؤ یہ صحت کی بڑھکام صحت ہے۔

کافر والہ کین کا انجاس۔ امام مسلم نے اہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی آدمی نے یہ چھایا رسول اللہ ﷺ اور اللہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا اور انیس دہائیوں سے اٹھ چلا تو آپ نے اس کو جاکر کہا تیرے سر پر ہے واللہ اور ان میں ہیں۔ بخاری نے جامعہ میں بیان کیا ہے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے اپنے والد کی شکایت و صلہ کی و غیرہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ کر کہہ کر کے یہ چھایا کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا "وہاں نہیں" یہ جواب بھی کہ اعرابی چھوڑ دینا وہ اس نے یہ چھایا رسول اللہ ﷺ کے والد کہاں ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا جب بھی تیرا زور نہ ہو گا تو میری قبر کے پاس بخواتین و مردوں کی بشارت دے گا اعرابی مسلمان ہو گیا تھا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک ہنگامہ اور تکلیف دہ عمل میرے ذمہ لگایا ہے چاہے میں جس کی قبر کی بشارت دے کہ جس سے گزرتا ہوں اسے دوزخ کی بشارت دیتا ہوں۔ یہ روایت غریب ہے جس میں سند سے تاوارضاح میں نہ

موتوں کا قبرستان جانے کے بارے میں شدید وعید (۱) اور ان زمانہ معصی میں اپنی جہت میں سیف معاف کی اجازت
 ان میں ایسا نہ ہو کہ وہ اس سے روک دیتے ہیں کہ ان کو ان کے رسول اللہ ﷺ کے عہد ہوا ہے کہ تم آپ ﷺ کے ایک عورت کو دیکھا کرتا تھا کہ ان
 سے لڑا ہے ﷺ سے بچتا ہے آپ ﷺ کے وسط میں پہنچ کر کہ کہو، عورت آپ ﷺ کے قریب پہنچتی تو معلوم ہوا وہ خطا مقرر رسول اللہ
 ﷺ سے ہے آپ ﷺ کا عہد طرا کہ اس سے اس پر رافق ہوا تو اس نے کہا میں تم کو وہاں کے پاس ان کی مسجد کی تنویز اور رحم کے لئے آئی تھی
 آپ ﷺ سے یہاں تک بلکہ معہ الکفری شایعہ ان کے عہد قبرستان گئی ہو۔ (۲) یا تو مسجد شریعت کی ہے یا تو اس کے کاشان ان کے عہد
 قبرستان میں جاتے سے اس سے پہلے پہنچی، اس میں سے اس سلسلہ میں آپ کا فرما یہ سن رکھئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کے عہد میں جلی کا عہد تو

۱۰۔ اگر کوئی شخص اپنے مال کا ایک چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ حصہ خیرات سے خرچ کر دے، تو اس کا اجر ۱۰ سالہ عبادت کے برابر ہے۔

صالحی کیجئے ہیں ان لوگوں کے مطابق زور دینا کہ وہ مسلمان ہیں اور کہ وہ مسلمان ہی طرح آگاہ ہوئے تھے جس طرح مسیحی کی تہذیب نے
پھر انہوں نے آپ کو لکھ کر کہنا شروع کیا کہ تم نے ان کا باز رکھا تو ان کو تواضع ہو گئی اور مسلمانوں کی کتاب میں جس پر آپ کی صفات مذکور ہیں اور
تکبیرا میں کے اور انہوں نے آپ کے خلاف مذکور ہے وہ سب سچ ہے اور اہل حق اسے بھیج کر ان کی بات سچ سمجھتے ہوئے قہر سے لکھتے ہیں
یہ اور یہاں ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان مسلمانوں کے مشفق بنو قسیدہ سے کہ ان مسلمانوں سے یہ بلا منہ قبول ہے۔ اس کے
صالحی ان کے مرنے سے روکتا ہے۔

[illegible][illegible][illegible]

نبی علیہ السلام کی نشو و نما تربیت و پرورش حفاظت و نگہداشت

عہد یتیمی میں باوقار مقام دینا اور فقر کو غنا میں بدل دینا

محمد بن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایسے حالات و اطوار میں عالم شباب میں پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و عیانت میں تھے اور باپلی اور کی اللہ عادات سے محفوظ و مامون تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو دنیا کی لامتناہی اور رسالت کے فرائض سرانجام دینے تھے چنانچہ آپ پر جو لیت اور مراہی کے عہد میں پہنچے تو م سے حرمت و انسانیت میں افضل اہل تھے خوش اخلاق تھے سبب و اثرات میں برتر تھے۔ مکمل ملاپ اور آداب محفل سے سب سے زیادہ آراستہ تھے سب سے زیادہ اہل حجاز تھے تمام راست ہاتھ سے سب سے اعلیٰ امانت دار تھے نقش و برد اخلاقی سے دور تھے آپ پر صفت و سوسو ف سے کہ آپ کا مہموم میں "ایمن" معروف تھا کیونکہ آپ ﷺ تمام سنات اور عمدہ خصال کے حامل تھے۔

غریب سے آپ ﷺ کو برکت ملی ہے چنانچہ..... بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے چھپن اور گم گئی کا ایک واقعہ بنا یا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ و مامون رکھا کہ ہم چند فریق بنے کسی کھیل کے سلسلہ میں پھراٹھا ہے تھے سب سے تہ بند کھنڈ کے تھے کہ میں نے ہر کوئی پھراٹھا ہے تھے اور میں بھی اسی طرح رہا ہوں اسے ساتھ میں میں اہل قبا کو مجھے کسی نے ملکی سے بچت لگا کر کہا کہ (اللہ علیک ازادک)۔ اچانک تہ بند ہوا چنانچہ میں نے تہ بند ہا نہ لی اور پھر کہ میں نے پھراٹھا نے لگا ہوں میں صرف میں ہی تہ بند ہا نہ ہے ہوں تھا۔ یہ قصہ بخاری شریف کے باب زیان الکلب کے تحت درج حدیث کے بالکل مشابہ ہے اگرچہ قصہ وائیں ہے تو یہ اس کے لئے بطور تمبیہ و پیاچ ہوگا تاہم۔ محمد ابن ابی حاتم (ابن جریر) عمرو بن ابراہیم و ابن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قریش نے کعبہ کی حرمت کی تو رسول اللہ ﷺ اور اس رضی اللہ عنہ و اس پھراٹھا کر لیا ہے تھے اس نے رسول اللہ ﷺ کو کہا کہ انا تہ بند کہ میں نے لال اور پھر سے محفوظ رکھے گا آپ ﷺ نے ایسا کیا تو اسی وقت بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور انھیں آسمان کو لگ گئیں پھر جوشی ہوا تو آپ ﷺ نے کعبہ سے ہر کوئی میرا تہ بند اور پھر آپ نے تہ بند ہا نہ لیا۔ لیکن میں یہ روایت محمد ابن ابی حاتم سے روایت کرتا ہوں۔

سابقہ مکتبی (ابو عبد اللہ الحافظ ابو سعید بن ابی حمزہ و ابن اسحاق محمد بن یحییٰ بن محمد بن اسحاق سامانی محمد بن یحییٰ بن محمد بن اسحاق بن عبد اللہ و یحییٰ بن عمرو بن ابی قیس) ہاک "تکرر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قریش نے کعبہ کی حرمت کی تو آپ ﷺ پھراٹھا لیا کر لیا ہے تھے اس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریش نے وہ آدمیوں کی ٹولی بنا دی تھی اور پھراٹھا تھے جو میں چاہا اور گارہا تھا وہی تھیں۔ میں اور میرا بیٹا محمد دونوں کعبہ میں پھراٹھا ہے تھے اور سے تہ بند ہا نہوں کے نیچے کعبہ میں پرکھے ہوئے تھے جب لوگوں میں آئے تہ بند ہا نہ لینے لگے اسی وقت ان میں سے کچھ ملے ہا تھا اور محمد ﷺ کے تھے آپ سے کہ مل کر بنے میں انا پھر پیچک کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑا۔ (ابو حاتم و یحییٰ) آپ آسمان کو کہہ رہے ہیں میں نے پوچھا کیا بات ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے کعبہ میں کھانا لایا اور اسی لہجہ ان معنی عربیہ مجھے پروردگار پہلے سے منع فرما دیا گیا ہے۔ میں رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے اس حق و کردار کوں سے چمکا تھا مگر ہا نہ آپ کو جانتا تھیں۔

آپ ﷺ کا گانے کی محفل سے بچنا..... حافظہ یحییٰ (ابن یحییٰ بن محمد بن اسحاق محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ بن عمر بن محمد بن ابی حاتم بن ابی طالب بن ابی طالب سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اہل ہالیٹ محفلوں کے گانے بجانے میں شرکت کا بہت شوق کیا کرتے تھے میں نے صرف درجہ و احوال میں یہ امر یاد کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ محفوظ رکھا ایک حدیث میں نے اپنے سامعی سے کہا (ہم کہیں کہے ہو میں تھے) کہ میری کمریوں کا خیال رکھنا میں کہ میں قصبہ کیا تھا اور پاکستان میں کھینے ہا رہا ہوں جیسے کہ لڑکانہ کہا میں ہتھے ہیں اس نے کہا کہ میں نہیں (ہا ہے) چنانچہ میں کہ آیا اور اصل ہوئے ہی پہلے مکان میں سے گئے بجانے اور ہا جوں کی آواز

خروجہ کا مطلب ہے کٹا ہوا یا سبھل طبیب یا الملام کے ہاتھ مانہ دوا دینا یا قائم تھا اور کبھی شرب بھی ہوئے تھے جوئے حصولِ نفع و سلام علیہ دانہ!

انہوں نے کثیر رجوع شرط فرماتے ہیں اس قول سے یہ بھی ہوا ہے کہ آپ ﷺ کا عرفات میں قیام بھی مکمل ازبیت صحرا یعنی اسی جگہ سے تھا۔ یہ مطلب تمام احادیث اہل علم سے ملتا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے کہا ہے اللہ تعالیٰ سے صلہ وصلہ اور امت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یزال علیہ وبنہ لولطف علی بہر لدیع الناس بعرفات حتی یبلغ معہم تولیقا من اللہ (سیرت ابن کثیر) انہی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرفات میں ہر روز کم از کم اسی کی طواف میں تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ عرفات میں ارکان حج سمجھ کر کھاتے تھے۔ جو عرفات میں قیام نہیں کرتے چنانچہ ان کا قیام کنوئین سے بعد بیت منیٰ طبع ہے۔

نبی علیہ السلام کی حروبِ فجار میں شرکت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ہمارے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر بیس سال تھی۔ اسی جنگ کو حرب ہمارا اس وجہ سے کہتے ہیں کہ قرآن و کتب لغویہ میں
مطلبان نے عمر مات کو کتاب کر کے کفار جانا کعبہ کی قس کی قرآن کا ذکر لایا ہوا ہے کہ محمدؐ عربی بن عبد شمس قریشی پہلے پہل قیسرِ مملکت غالب
تھے مگر قریش غالب آئے۔ بن ہشام کہتے ہیں کہ حرب ہمارے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چودہ یا پندرہ سال تھی یہاں تک کہ حیدرہ نقوی ایام و بنی ہاشم
جساعت سے کہ قریش اور ان کے پیروں کو کتاب قرآن میں ملانے کے بعد وہاں جنگ و حدیث ہوا۔

حرب عظیم کی وجہ تیسری..... لڑائی کا سبب یہ تھا کہ عہدہ وصال میں عقبہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ کا مرض بن قیس کے ساتھ کسی مسئلہ پر جھڑپا ہوا۔ مرض بن قیس کا تعلق کنوتہ سے ہے جس سے کہہ کیا تو کنانہ کے برخلاف ان کو چاندوے سے ملنے ہے جس سے کہا کنانہ کیا ساری حقوق کے خلاف میں ٹھیک چاندوے سے ملتا ہوں۔ چوتھے عہدہ وصال پر لڑا: زہرہ مرض بھی جس کے پیچھے بنی خلافت کا شہنشاہ تھا۔ ان کا کردار عطا تھا۔ ان کے مومن ولی الملان، سب سے پہلے اس مرض نے مقتدیہ کا عہدہ وصال کو "شجر خرام" میں لکھ کر اٹھا دیا۔ چوتھے لڑائی کا نام "لڑیہ" ہوا۔ مرض نے بحر ریحہ زلزلہ و ساحل کے:

وَأَخَذَ لَهُمُ الْبَيْتَ بِأَسْوَاقِهِ
فَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ يَشَاءُونَ
خَرَجُوا مِنْهُ خَالِينَ لَهُمْ
الدُّرَاهِمُ وَالْقُرَىٰ كُلُّهَا
مَا يَشَاءُونَ لِمَنْ شَاءُوا
فَلَمَّا خَرَجُوا تَرَىٰ لَهُمُ الْبُيُوتَ
الَّتِي كَانُوا يُسْكِنُونَ أَمْ لَهُمْ
لَا يَذْكُرُ الْيَوْمَ الْمَوْتَ

”جنت کی“ بات نے مجھ سے قہقہے کو گھول کر بخیرہ اور نگر مند رکھا ہے۔ اسے یہی فکر رہی ہے کہ ان کے لئے انہی پالیسیوں کو مستحکم کر لیا ہے۔ میں نے اس کے باعث اپنی کتاب کے مکانات کو مسخر کر لیا ہے۔ میں نے سوالی کوئی گولڈ میڈل انویٹنگ کیا ہے۔ دیا ہے۔ میں نے اسی مثال میں اس کے لئے اپنا مختصر حوالہ دیا ہے۔ اس کے لئے یہی طرح ہے کہ نگر ہال“

لیونین و ریچمنڈ، لکسٹن ٹیخونین کلاب سے کہا:

والأولاد من غير ذواتهم من كلاب
وعوام والقطط والهامور والسمك
والأولاد من غير ذواتهم من كلاب

والا سوال الف قبلہ بل
 بان الف قبلہ الف قبلہ
 قبلہ الف قبلہ الف قبلہ

"اگر تو عرض میں جائے تو نبی کلاب اور عامر کو بیٹا مہر سے دو کر صحابہ کے بھی دوست ہوتے ہیں۔ نبی کلاب درختوں کے ٹھیلے میں لٹا ہوا تھا اور کلاب نے اپنے والد راہل بن کلاب کے پاس سے فون لیا تو میں اس سے۔"

حرب فیہا کا مختصر قصہ جنرل ابن ہشام قریش کو معلوم ہو گیا کہ ریش نے مہر و راہل کو قتل کر دیا ہے اور وہ مکہ مکرمہ میں ہے۔ جو تکمیل
 ذیقعد سے تیس یا پندرہ دن چار دی رہتا ہے۔ چنانچہ قریشی وہاں سے بچنے لگے اور انہیں اس بات سے غلام تھے۔ بعد میں ان کو بھی اس قتل کا علم ہو گیا
 تو ان کے تعاقب میں آئے اور حرم میں داخل ہوئے۔ لیکن ان کو پانچ رات کے بعد لڑائی چاہی رہی پھر جب وہ حرم میں داخل ہوئے تو ہوازن
 لڑائی سے دستبردار ہو گئے اس کے بعد کئی دن تک جنگ چار دی رہی قریشی قوم ایک دوسرے کا تعاقب کر رہی تھی قریش کے ہر قبیلے کا سردار و علم بردار
 ایک ایک لڑے۔ کنانہ کا رئیس ان کا پانچواں تھا اور انہیں کے ہر قبیلے کا رئیس بھی جدا جدا تھا۔ رسول اللہ بھی بعض ایام میں لڑائی میں شامل ہوئے آپ
 کے چچا اس نے ان کو اپنے ہمراہ شامل کر لیا تھا رسول اللہ ﷺ فرمان ہے کہ میں اپنے چچا کو اس وقت تک نہیں چھوڑتا کہ میرا لٹا ہوا گھوڑا نہ لے لے۔
 ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب لڑائی کا وقت نہایت طویل ہے۔ اس کو اذیت پیادہ بن کر آنے سے صرف بے رت رسول اللہ ﷺ غلغلہ خاں کی بات ہے۔
 سبکی کہتے ہیں کہ فیہا روزانہ لڑائی نہ ختم ہوا ہے۔ مسعودی مؤرخ کا بیان ہے کہ عرب میں حرب فیہا کے نام سے چار لڑائیاں ہوتی ہیں۔ پہلی ریش و ہلی
 حرب فیہا تفری ہے۔ چاروں سردار چار دی رہی جو ہم خط ہوں مظلوموں کو لڑائیاں مکہ کے قریب ہو گئیں۔ دوم حرب فیہا ہے سب سے سخت لڑائی تھی اسی میں
 رسول اللہ ﷺ شرکت فرمائی اور اسی جنگ میں قریشیوں نے ان کی کمان کے رئیسوں میں ابن مسلمان نے خود کو کمانہ لیا تھا کہ بھاگ نہ گئیں اس
 روز نبی کلاب کے چند افراد مکہ اور انہیں شکست کھا گئے تھے۔

عقبہ بن ربیعہ کا کارنامہ قبیلہ کے قریب ہوئی پھر اس کے بعد آٹھ سال مکہ کا کے لیے پریم الحریہ وہاں لڑائی اٹھ رہا حسب
 وعدہ لڑائی کے لئے تیار تھے کہ جب ریش دیکھنے لگے کہ قریشیوں کو ہار کر اعلان کیا ہے ستر ستر ایکوں جنگ و جدال پر آمادہ ہوا تو ہوازن نے پوچھا آپ
 کس بات کے حامی ہیں؟ تو جب نے کہا میں مسیح کا طالب ہوں تو ہوازن نے کہا کس طرح اور کیسے؟ تو جب نے کہا ہم تمہارے غفلتوں کی وجہ سے ادا کر
 رہے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنے آدمیوں کو گروہی رکھتے ہیں اور ہم اپنی بیویوں کو سوا کرتے ہیں۔ ہوازن نے کہا اس بات کا کون ٹھیک اور ضمان
 ہے؟ تو اس نے کہا میں ضمان ہوں انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں عقبہ بن ربیعہ ہوں چنانچہ ان شرائط پر مسیح ہو گئی اور عقبہ نے جن ہا
 جس ہار کو غور و بر ہی سمجھا تھا ان میں یکدم بن ہار بھی شامل تھا۔ جب ہوازن نے ان لوگوں کو اپنے قبضہ میں دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی دستیں اور خو
 دن بے اسلاف کر دیے اور ان میں شہر کا لڑائی کا تھرا ہو گیا۔ مؤرخ مسعودی نے قریشی یعنی صفیرہ بن علی اور ابو عبیدہ سحر بن عتیبہ سے حرب فیہا کو کہا ہے
 مفضل اور ابلاستیبہ بیان کیا ہے۔

حلف فضول حافظ ابن کثیر (ابو سعد نائلی) ابو احمد بن ہادی الفافہ (بنی علی بن علی بن عثمان غفار) ابو عبد الرحمن ازہلی (ابو علی بن علیہ
 عبد الرحمن بن اسحاق ازہری ابو ہریرہ بن جریج بن مسلم) صحیحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں "مستطین" کے حلف
 میں اپنے چچاؤں کے ہمراہ حاضر تھا اگر مجھ سے کوئی سرخ روشت بھی نہیں تو میں اس کو توڑ دیتا ہوں کہ جب یہ روایت عبد الرحمن بن اسحاق سے آتا
 ہے کہ بنی علی نے حلف فضول میں بیان کرتے ہیں۔ ابو ہریرہ بن ازہلی اور عبد بن مسعود کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بنی علی
 اور اسلہ بن ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حلف فضول کے مکہ و قریش کے کسی صحابہ میں شامل نہ ہوں اس صحابہ
 جو کہ مکہ تھا میں مجھے سرخ روشت بھی دے دے گا میں تو پھر بھی میں اس کو نہ لے دوں۔

مطالعین کی وجہ تسمیہ: اہم اسبغہ زہرا اور غرہ و جہاں کہ وہ طلعتیں کہتے ہیں۔ اہم ہفتائی کہتے ہیں۔ تسمیہ دیکھ کر یہ حدیث میں اس طرح مروی ہے: معلوم ہو کہ یہ اضافی کہنے سے کیا ہے۔ بعض میرتبہ نگار بیان کرتے ہیں کہ اس روایت میں مذکور کو مٹھکھا سے مراد حلقہ فضولی ہے۔ کیونکہ حلقہ طلعتوں کے وقت رسول اللہ ﷺ تھے۔

لامذہبن کافر ملت اور علیہ کہتے ہیں، اسی یہ درست ہے کہ قریش نے فہمی کی وفات کے بعد طلبہ اعلیٰ اور ایک مختار اس ہجرت سے پہلے ہوا تھا کہ قصی نے اپنے چچ سے بیٹے عبداللہ کو سکایا کہ وہ اور کواہد نہ دو اور علیہ سب منصب عطا کر دیتے تھے جب کہ ہجرت عبداللہ کی وفات کے نواسی پیدا کیا اور فریقین کے امور کو قریشی قبیلہ تھے۔ ہر ایک نے اپنے حجاب اور کرد کے ساتھ تعاون کر لے کی قسم اٹھائی تھی۔ پناہی اور عبداللہ نے اپنے چچا کے میں خوشبو ڈال کر اس میں تھوکر بھی تھا وہی قسم اٹھائی اس کے بعد انھوں نے بیت اللہ کے کولوں اور گوشوں کو چھوا اسی ہجرت سے ان کا نام مطہرین رکھا گیا جس کا کہ پہلے وہ ان کو چھو نہ اور یہ عرب کا مذہب کہ ہر ستورہ تھوکر

لیکن یہاں ملک مملوکن سے مراد ملک فضول ہے جو عبد اللہ بن جدعان کے مکر متفقہ ہوا تھا۔ جسے کہ جودی مقیان بن عبیدہ عبد اللہ بن عمر
بعد از انصاف پر ان کی مکرمتی اللہ سے سزا دیتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عبد اللہ بن جدعان کے مکر میں متفقہ معاہدہ میں داخل تھا اگر
اب بھی (اسلامی دور میں) مجھے اس قسم کے معاہدہ کی دعوت دی جائے تو میں فوراً قبول کر لوں اس بات پر معاہدہ قائم ہوا تھا کہ ان پر وہ ان فضول علی
عدلیہا ولا بعد ظالم مظلوما کہ مکر میں اس کے حق دار کو دیا جائے اور ظالم مظلوم پر براہ راست نہ کیا جائے گا اور مستحق سزا پر غائب نہ ہوگا یہ عقد
فضول ذی قہر میں عرب کو لاء کے چار ہوا بعد ہجرت سے پندرہ سال قبل متفقہ ہوا تھا۔ کیونکہ اس سال عرب کو قریش میں لڑی جاتی تھی ملک فضول عرب
میں ایک نہایت متقدم اور پاکیزہ معاہدہ تھا۔ اس کے پہلے یا بعد اس کے یہ حرکت کر رہے تھے کہ یہ معاہدہ اس وجہ سے معرض وجود میں آیا کہ ایک ایسے
کی ملک میں سامان تجارت لایا وہ معاہدہ عام بنی وطن نے خرید لیا اور قیمت دے کر اسے سنا کار کر دیا تو اس نے اس معاہدہ (عبد اللہ بن عمر) کو سہم دے دی اس
کے پاس کے خریداری کی انہوں نے عام بنی وطن کے خلاف اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا اور اس کو اس وقت یہودی میں لایا جس کو قیاساً ظالم
آفتاب کے وقت اس نے کوہ علی قیس پر چڑھ کر یہاں واقعہ کیے اس وقت قریش کعبہ کے گرد و خاں مملوکن میں پر اجماع تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ
الْأَسْوَاقَ الَّتِي تَتَّبِعُونَ ۖ هِيَ
الَّتِي كَانَتْ لِلْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى
ۚ فَذَرْهَا وَاتَّبِعُوا أَسْوَاقَ اللَّهِ
ۖ لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُمَارِغِينَ
الْمُمَارِغِينَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا
مَعَاصِرَ النَّاسِ أَهْلًا وَلَهُمْ
حَسْرَةُ يَوْمِهِمْ الَّذِي هُمْ فِيهِ
يُرْجَعُونَ ۚ

”اے آلِ غر! انہی بے سہارے مظلوم کی مدد کرو اس کا سر ہر یکہ میں ہے۔ اور اس پر اگندہ و عاملِ محرم کی جس نے عمر و لا نہ جس کیلئے لکھو کہ اگر تم جبراً اس پر تسلیم کرو، میانِ جلود و غر ہو۔ جبکہ حرامِ محرم و فحشہ کا محافظہ ہے نہ کارا و نہ خدا کی عزت کا محافظہ نہیں۔“

یہی کن کریم بن عبدالمطلب نے کہا یہ دلچسپاں نہ ہو گا چاہے مجھ یا تم زہرہ اور حیمہ مردہ تھیں خاندانِ عبداللہ بن جد جان کے مکان پر جمع ہوئے
اس نے کہا کہ اس اجتماع کیا اور باہر حرام آدمی خود سب نے یہ حلف لیا ہوا ہاں معاہدہ کیا کہ اللہ انہم سب سے عظیم کے ساتھ ایک جماعت میں متحد ہو
گئے عالم کے خلاف یہاں تک کہ وہ اس کا حق پر مطالبہ کرے ہر گز نہ یہ معاہدہ اس وقت تک قائم ہے گا جب تک مسندِ بادشاہی ایک لگوئے کو نہ ہو
وہ اس وقت تک کہ وہ خود اور مرد اپنے مقام پر قائم نہ ہے ہر ماہ روزگار ہر ایک کو یکساں مسروں کے چہرے پر قریں نے اس معاہدہ کا نام حلفِ ملقبہ
لو لگا کر انہوں نے ایک فضل کا نام اس معاہدہ پر ہے۔ مگر عامی بن ابی اس نے یہی ذکر کرنا کہ اس کے حوالے کر ہوا اور حیمہ بن عبدالمطلب
نے ان اشعار میں کہا:

حَنَفَتَ لِمَنْ حَنَفَ أَهْلُهُمْ
وَأَنَّ كُنَّا جَمْعًا لِقُلٍّ دَارِ
لِمَنْ أَذَاعَ فِدْوَا
بِعَزِيزٍ أَسْفَرٍ بِثَنَى الْجَرَارِ
وَبِعَمَمٍ مِنْ حَوَائِصِ الْبَنَاتِ
إِلَى الْعُظَمَاءِ لِمَنْ جَمَعَ كُلَّ عَارِ

”میں نے حنفیوں کی مخالفت کی جو مخالف ایک حنفیہ کا ذکر کریں گے اگرچہ ہم ایک شریعی پتہ لوگ ہیں۔ ہم نے اس معاذ بہ قول فضول کا ذکر کیا ہے جب ہم نے سجاد و متفقہ کیا اس کی وجہ سے متاکی کی بصورت انجی کو انا و طاقور ہو گیا۔ بیت اللہ کے طرف خزان میں سب چلے ہیں کہ ہم علم و جو کو پسند کرتے ہیں ہم ہر نصیحت اور سوالی کے کام سے سدھائی گئے۔“

تیرنہ نے یہ شعر بھی کہے:

أَنَّ الْفُضُولَ لِمَنْ سَأَلَ لِقُلٍّ دَارِ
أَلَا بِهَ - قَبْلَهُمْ بِطَبْعٍ مَكْذُومٍ
أَسْرَ عَلَيْهِمْ بِمَا لَقُوا تَوَقُّوْا
طَائِفَةَ الْجَرَارِ وَالْمَحْضَرِ لِهَيْمٍ مَانِمٍ

”سجاد بہ طائف الفضول“ متفقہ کرنے والوں نے عقب اٹھایا کہ یہ بھی طائف نہیں تھے گا۔ اس سجاد بہ سب نے پختہ کیا کہ جس سے متاکی اور بیرونی سب کیساں ہو رہے تھے ہیں۔“

قبول کا قول اور طائف الفضول والوں کی کہو۔۔۔ غریب احمد علی بن ثابت لکھو ہے کہ ایک شخص اپنی غیبت میں بیعت کر کے ہوا کہ میں بیعت یا عمر کی غرض سے آپ کو نہیں پہنچاؤں گے جس کی بیعت کو انکار کرنا تو کسی نے لوگوں سے بدو طلب کی کسی نے کہا کہ طائف فضول کے شرکاء سے بدو حاصل کرنا چاہیے جس سے کعبہ کے پاس گزرتے ہو کر کہا۔ حنفی فضول متفقہ نہ رہے والو امر کی بدو نہ رہنے ہی ہر طرف سے ٹاگم تھوں میں تو ارادہ خانے چلے گئے اور بدو چمکا کر کہ ہوا ہم ہر طرح کی بدو کے لئے حاضر ہیں تو کسی نے بتایا کہ بیعت نے ہماری بیعت کو انکار کرنا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے مکان پر گئے جب بدو حاضر ہوئے تو سب نے کہا کہ ان لا۔۔۔ حق معلوم ہے کہ ہم کو ان میں سے اور ہم نے کیا معاہدہ کر رکھا ہے اس نے کہا کہ وہ قسم لیں گے گھاس ایک دولت کی امانت دے دو تو انہوں نے کہا اے باطل نہیں تم امانت کی بات کر۔ کہو کہ ہوا سمجھو لی دیکھو بچے کے لئے تیرنہ چاہیے میرے پیادہ کہتے ہوئے وہی کی الٹا کے لئے کہو:

رَاحَ حَسْبُكَ حَسْبُكَ وَنَسَبُكَ حَسْبُكَ
لِمَنْ أَرَدَهُمْ وَفَاهُمْ أَبْجَدُ
أَفْجَدُ لِمَنْ جَوَلَانُ - مَعْرُوفًا
فَدَلُ الْبَنَاتِ لِمَنْ أَصْلَفُ الْفُضُولِ
لَا تَخْشَى الْبَنَاتِ عَشِيَّةَ رَاحِ الْبَنَاتِ
فَسَبَّحُوا عَمَلَكُمْ لِمَنْ لَا يَسْزُولُ

”میرے سجاد بہ چلے گئے اور شہ نے قبول کا قول نہیں دیا اور تمہو طریق سے انوار کہا۔ میں نے یہ کیا کیا جب حنفی فضول والوں نے اس کی مخالفت کا ہم کو لایا میں بھی خود ان سے مخالف نہیں سمجھتا تھا۔ یہ وہ حق نہ کہ جب شام کے وقت قافلہ

عدالت ہوا کہ غم بیٹہ کے لئے میرے فراد کے حق ہو گئے ہیں۔

[illegible][illegible]

معاہدہ کی اہمیت ... ابن سحاق (محمد بن عبد بن عباس) جو حضرت علیؓ سے بیعت نہ کرے گا، اسے جہاد کا حق نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی قوم کو اس سے جدا کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی قوم کو اس سے جدا کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی قوم کو اس سے جدا کر دیا۔

[illegible]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی... اسی اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک معزز عابدہ اور تجارت پر پیشہ زنانہ تھیں اور بطور خوار بہت محنت و کسر مایہ دیا کرتی تھیں جب ان کا راجل اللہ ﷺ کا وقت ہوا یا نہ اور خوش اخلاقی کے واسطے میں سلام بدلتے تھے اور اس کی کامیابی پر سلام بھی دیکھتا تھا۔ ان کے گھر ملک شام میں، عرض تجارت جہانم کو آپ کو دیگر تاجروں کی نسبت زیادہ ملے گا۔ ان کی اپنا چہرہ نہ تھا۔ ان کی اور خواہش کہ حضور فرمادیا کہ میرے گھر لادو کہ جو کسی عورت کے لیے ملک شام یا نہ دیکھتا ہوں ان کو ان کی راہ کے گویا کے پاس ایک درخت کے سایہ کے نیچے ایک نہ رہا ہے۔ میرے پاس چھائی ہوئی تھیں یا جہانم کے چھائی ہوئے تھے یا وہ صاحب فرشتہ ہیں اور ان کے ہاتھ ہیں۔ یہ ان کا واسطہ ہے کہ اس کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہاں تک کہ آپ پر یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کو ان کی بیوی کے پاس آئے۔

آپ علیہ السلام کا مقبرہ جہول منہنجر اور پھر کے جنت بقیع میں سپرد خاک کرنا تھا کہ آپ ﷺ فرمودہ ہیں اور عالم آپ پر مایہ لے ہوئے ہیں کہ حق کو ال تبارت خدی نے سپرد کیا تو دیکھا کہ آپ نے قریباً دو چھ سال تک خلائی میسرے نے مایہ کی بات نقل اور آپ علیہ السلام پر فرشتوں کے سایہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور یہی دلیل اور ثریبہ ثریبہ خاتون تھیں اور عرصہ میں کہ کوئٹہ کی طرف سے کی کی درجیت میں دے تصور تھا، رسول اللہ ﷺ کی طرف پہلے چار سال کیا گئے ان بعد ان کے ساتھ مشورہ داری اور اجابت اعدا امت امانت اور غرض انھوں نے کے باعث خارجی کی فراغت میں حال انکو قوس کے پے سے جو سے جس کے بعد واد رہا داری سے

ان کا مزاج وہ عظیم بن ابی القاسم غلام عبداللہ بن حارث بن نوفل عبداللہ بن حارث کا غلام بنی سمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کے بارے میں تو کہیں سے ملتا تھا کہتا "میں اس بات کو سب سے زیادہ چاہتا ہوں کہ تم میں رسول اللہ ﷺ ہم عمر اور دوست تھا" میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کے گھر کو تھا "خود" میں ہوا نہ بیچ کی مشیرہ کے پاس سے گزرا وہاں چوہو فرشتہ کھڑی تھیں انہوں نے مجھے بلایا تو میں ان کے پاس چلا گیا (اور رسول اللہ ﷺ میں گھر سے رہے اور مجھے کہا "کیا تمہارا اس صاحب کو خدمت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی خواہش ہے؟" وہ کہہ گئے ہیں میں نے آپ ﷺ کو بتا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ امری" کیوں نہیں میری نے اس کو رسول اللہ ﷺ کو بلایا تو اس نے کہا "میں کچھ سیرت کے بارے میں آج چاہتی ہوں"۔ اس نے گائے ذبح کی اور خدمت کے والد فریاد کو نیا چڑا دیا اور دائیں کو خطاب لگا اور اپنے بھائی کو صورت حال سے آگاہ کیا اس نے اپنے والد سے گفتگو کی اور اس کو خطاب بلایا کہ رسول اللہ ﷺ کو موجودگی سے مطلع کیا اور خود خدمت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ وہ آپ ﷺ سے ان کی شادی کروئے چنانچہ میں نے خدمت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا اس کے بعد میں نے تیار ہو کر کھانا کھایا پھر ان کے والد سے ملنے گھر میں آ کر بیٹھ رہا وہ نے خوب چھوٹا بچہ لایا ہے اور دائیں پر خطاب کی وجہ کیا ہے اور یہ کھانا وغیرہ کیا ہے اور وہاں خود تیار ہوا تو خود بیچ کی مشیرہ نے بتایا یہ جو آپ ﷺ کو آپ کے والد کا خدمت عبداللہ بن عبدالمطلب نے پیدا کیا ہے اور انہوں نے یہ گائے آپ کو پیش کی انہوں نے ذبح کر کے کھانا تیار کر دیا جب آپ نے ان سے خدمت کا کھانا کیا۔ پھر اس نے نکاح سے انکار کر دیا اور چچا کا ہوا عبدالمطلب میں چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیٹھیں عبدالمطلب میں تھے تو اس نے ان سے بات چیت کی تو اس نے کہا تمہارا وہ صاحب کہاں ہے؟ اس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ میں نے خدمت نبی کو اس کی زوجیت میں رہنا چاہتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے تو اس سے کہا اگر میں نے یہ نکاح کر دیا ہے تو بہتر ہے کہ میں اب گھر چلا ہوں۔

نکاح کی ولایت کے بارے میں مختلف اقوال..... امام ذہیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "میرۃ" میں بیان کیا ہے کہ وہی حالت میں والد نے ان کا نکاح کیا تاہم کہتے ہیں کہ حنفی مذہب یہ ہے کہ خدمت نبی کے چچا عمرو بن اسامہ نے نکاح کے فرائض سرانجام دیے اور سبکی نے اسی بات کو ترجیح دی ہے بلکہ ان میں اور کئی روایتیں بھی ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح سے قبل تھا وہ چکا تھا۔ اسی نے حج شہدین سے خلافت کی قسمی جب اس نے حج اس کو کہیں لے جانے کا ارادہ کیا تھا قریش کا ایک گروہ بھی فریاد کا طرفدار رہا وہاں ان کا بیعت کر لیا کہ وہاں خواب آیا تو اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت نبی کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوفل : اور یہ کہ اگر کہ محمد ﷺ اسی امت کا نبی ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ نبی بنت فریاد بن اسامہ نے اپنے چچا اور بھائی ورت بن نوفل بن اسامہ سے مشورہ کیا (جو عیسائی تھا اور عیسائی کا بیچ کا بیچ عالم اور ماہر تھا) اور اپنے غلام بصرہ کی زبانی راہب کا فتوہ لیا یا اور فرشتوں کا رسول اللہ ﷺ سے رابطہ کرنا بھی بتایا تو اس نے کہا "والتا" انہیں خدمت نبی اگر یہ بات درست ہے تو محمد ﷺ اسی امت کا نبی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس آیت کا نیا آئے وہاں ہے اس کا انتظام ہے کہ اس کے بعد وہاں نہ ہے نہ خود تو اس میں دیکھیں کہ یہ ہاتھ لگا کر کہا تھا کہ اس بیعت کا کب تصور ہوگا؟ (اس مقام پر امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ورت بن نوفل کے ان میں اشعار نقل کیے ہیں "ثم یہ اشعار" آکا روٹی کے بیان "میں پیش کریں گے (مترجم امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان میں سے کچھ اشعار بعض اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ بطور استحشاء و شہادت نقل کیا کرتے تھے۔ اور اس میں بعض اشعار ابی بنی اسعد کی طرف سے منسوب ہیں۔

کعب کی تعمیر و تجدید بیعت سے پانچ سال قبل۔ حافظ بخاری نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ نکاح سے قبل تعمیر کعبہ کا ذکر کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی شادی کے بعد قریش نے کعب کی تعمیر و تجدید کا کام جس سال بعد کیا۔ اس کے بعد حافظ بخاری نے عبد اللہ بن عمر کی کعب کی تعمیر کا ذکر کیا ہے اور ان میں اس کی بیگناری والی روایت بیان کی ہے اور عبد اللہ بن عمر سے تعمیر کعبہ کی اسرائیلی روایت نقل کی ہیں جو درست ہے کچھ صحیح ہے کہ ان کا اختلاف ہے کہ حضرت ابو بکر علیہ السلام ہی اس کے مال دہی اور اس میں اس سے پہلے یہ قطعہ ارض بخرمہ مقدس تھا اور ازل سے ہی یہ قطعہ مین یا کنزہ اور شرف تھا قرآن پاک (۳۱۶-۳۱۷) میں لکھا ہے کہ لوگوں کی عبادت کے لئے ہمارا کیا تھا وہاں ہی ہے

جو کہ میں ہے اور ہر گز اور لوگوں کے لئے موجب ہدایت ہے۔ اس میں کبھی شک نہیں ہیں ایمان الہم کے کلمے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے ان میں اللہ کے لئے لوگوں پر اس کو کجا کج کرتا ہے جو اس تک جال سکے۔

سب سے پہلی مسجد الاذکر کی شفق طیارہ روایت میں ہے کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ سے پہلے کس مسجد کی تعمیر ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام کی میں نے پوچھا پھر کس کی؟ تو فرمایا مسجد اقصیٰ کی اس کے موسم اور اپنی مقبوض طیارہ السلام ہیں۔ شفق طیارہ روایت میں ہے کہ بے شک کلمہ کہ اللہ تعالیٰ نے ازل اور زمین و زمان کی تخلیق کے روز سے ہی حکم فرما دیا ہے۔ وہ ناقیامت حرمت اقصیٰ کی ہے جو سے حکم اور حکم ہے۔ حافظہ شفیق (ابو عبد اللہ حافظ ابو عبد اللہ صفوان بن عمرو بن عبد اللہ اسراہیل ابو یحییٰ مہلب) ابو عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ زمیں کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل موجود تھا۔ وہ الاذکر مدت (۸۶۱۳) یعنی زمین اس کے نیچے سے چھلانی کی جائے گی ابو یحییٰ کی منقولہ روایت ہے۔

اسراہیلی روایات کا پلندہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نہایت غریب ہے۔ گویا یہ روایت کتابوں کی ان اور محض روایات میں سے ہے جو جنگ میں عبد اللہ بن عمرو کو موجب ہوئی تھیں۔ یا اسراہیلی روایت کا پلندہ تھیں۔ حافظہ شفیق (ابو عبد اللہ حافظ ابو عبد اللہ بن عمرو بن عبد اللہ صفوان بن عمرو بن عبد اللہ اسراہیل ابو یحییٰ مہلب) ابو عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اور ثار فرمایا کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو آواز دیا کہ اس کو بھیجا کہ میری مہمات کے لئے ایک گھر تعمیر کرو پھر اعلیٰ علیہ السلام نے نشان دہی کی آدم علیہ السلام نے بنایا مکہ کو اور حوا علیہ السلام نے علی کا بنی۔ بنیاء اقصیٰ کو میری مہمات کو پہنچے سے پانی نکل آیا ہاں سے آواز آئی (حسبک ہما اوم) آدم اب اس اتنا کافی ہے۔ جب تعمیر کر پینچے اللہ تعالیٰ نے اس کے طواف کا حکم فرمایا اور یہ آواز آئی کہ تم ابوا البشر اور پہلے انسان ہو اور یہ اللہ کا پہلا گھر ہے پھر زماں گزرا کیا یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اس کا حج کیا پھر وقت گزر رہا کہ حضرت ابراہیم نے اس کی بنیاد دیں استقامت کریں۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ اس مرفوع روایت میں ابن کثیر منقول ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف روایت ہے اور اس روایت کا عبد اللہ بن عمرو بن مثنوی ہونا یا ذوقی دور دست ہے۔ وہ اللہ اعلم۔ راجع لاشافعی سفیان ابی یوسف محمد بن کعب قرظی کی کسی اور سے طاعت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے حج کیا اور ان سے فرشتوں نے کہا انا حج پورا کرو ہم نے آپ سے پہلے دو ہزار سال تک حج کیا ہے۔ یونس ابن کثیر عروہ بن زہر سے نقل کرتے ہیں کہ اسوائے ہمدان و صالح علیہما السلام کے دیگر نے بیت اللہ کا حج کیا ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بہمان دونوں نبیوں کا حج کرنا بیان کر چکے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس قطع مبارک اور ہمدان کا حج تھا کہ وہاں عمارت زخمی و اللہ اعلم۔ شافعی خالد بن عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ کئی شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے "ان اول بیت وضع للسامی للذی بکفہ مبارک" (۳۱۹۶) کی بابت دریافت کیا کیا وہ دن زمین پر پہلا گھر ہے یا بنایا گیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ نہیں بلکہ یا اللہ کا وہ پہلا گھر ہے جس میں لوگوں کے لئے خیر و برکت ہے نہ انسانی ہے نہ اس میں مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہوتا ہے۔

کعبۃ اللہ کی تعمیر اور حجر اسود آپ ﷺ ہوتے ہیں آپ کو اس کی تعمیر کی کیفیت سے آگاہ کر دوں وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میری مہمات کے لئے زمین پر ایک گھر تعمیر کر دین کہ ابراہیم علیہ السلام وحی گرفت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک حرم علیٰ کل کا کعبہ لایا اور وہاں آپ ﷺ بیٹے ایک اور سے کعبت آگے بیٹے جلی رہے تھے کہ کعبہ لایا کہ کیا اور صاحب کی طرح بیت اللہ کے مقام پر وحی کی شکل اختیار کر گیا اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کا سنگ بنیاد رکھا جب حجر اسود تک دوچار بلند ہو گئی تو اس محل طیارہ السلام کو کہا "انرا اسماش کر کے لاؤ تو وہ وحی پھر آئے اور وہاں حجر اسود ہو چکا کہ روایت کیا "من لہن الکعبہ ہذا" یہ آپ کو کہاں سے صبر ۲۱۲۰ تھا تو اسے دو لافے جس نے تھو پر احرام کھینچا اسے جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لائے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی جھلکی کی۔

کسرم کے ساتھ ملاوا تھا اور اس سے سخت غم و غصہ ہوتا تھا۔ یہ ہے کہ کتبہ یہ طاقت کا باعث ہو گیا کہ کعب فریٹل کا فرزند جان اور دوسرے لوگوں میں ان کی قدر و منزلت کا باعث تھا۔ چنانچہ بہت شکروں نہایت خند و بزم تھے کہ غصہ میں عبد اللہ بن عمرو بن عبد المطلب نے چند اصحاب گت کے بلوان کو اعتماد و ثق کی تحقیر کی جس سے نفرت و لڑائی ہوئی اس کی عمارت کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کا خیال ظاہر کیا اور اس تقسیم میں تمام ذریعہ فرج کرنے سے کعب و کعبہ بچوں نے ان کی کچھ حلیات کا اظہار کیا تو اور اہل غم و غصہ سے طائب ہو گیا اللہ کی طرف سے یہ ایک نیک فانی تھی جس سے لوگ کہتے ہیں کہ اس اور کعبہ ایک پر ہم نے اٹھا کر چاروں طرف پھینک دیا تھا۔

کعبہ کی قدیم عمارت اور ایک واقعہ ہجرت

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ قریش نے تقیر کعبہ کا منصوبہ بنایا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵۵ سال کی کعبہ تھیں اور ان کا چنانچہ ان کے لئے وہ وقت سے زیادہ تھا۔ پھر جب کعبہ کے کس کے کعبہ کا ایک گڑھے میں خزانہ محفوظ تھا۔ وہ چوری ہو گیا۔ ظالم و فاجر کے بعد و غیر انہی فی صلح بن عمرو بن خزاعہ کے لئے نام "کعبہ" کے پاس سے ملا قریش نے چوری کی سزا میں اس کا محاکمہ کیا۔ لیکن قریش کا فیصلہ یہ ہے کہ چھپوں نے سرزد مال اس کے پاس رکھ دیا تھا اور نہ وہ چور نہ تھا۔

تقیر کعبہ کے لئے سامان و دیگر اہل خاصوں..... کسی روزی تاریخ کا چاروں کی زندگی میں آیا اور نہ پخت کو سال بعد وہاں کا قریش نے اسے حاصل کر کے اس کے لیے سے کعبہ کی چھت کا سامان تیار کر لیا۔ قریش ہورغ ہوسہی بہ جہاں تقیر شام کا تھا اس میں عاملی مسلمان نکلیں جسک سر مرادوم حالانکہ تقیر نے یہ سامان دلی عمارت و قوم کے ساتھ جس کے کیسا کے لئے روانہ کیا تھا جس کو فائز نے خذ و بقتل کر دیا تھا۔ جب یہ جہاں سال بعد دے قریبہ آیا تو مسلمان آیا اور نہ گیا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ کعبہ ایک قبلی بدعتی تھا اس نے قریش کے لئے نکلی کا کچھ سامان تیار کیا تھا۔ کعبہ کے اندر ایک گڑھے میں ہجرت کی خزانہ کا خزانہ محفوظ تھا۔ اس سے ایک ڈوہا اٹھ کر کعبہ کی دیوار پر لٹا دیا تھا اور قریش اس سے خوف زدہ تھے کوئی اس کے کتبہ بھٹاتا تو وہ نہ کھولنے سے کہتے رہتا تھا لوگ اس اور سے ڈرتے تھے حسب معمول اور ایک مرتبہ وہ دیوار پر لٹا دیا تھا۔ قریش نے ایک پرندہ آگاہوں کو بھجوت کر کے کہا قریش نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا مظلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے غم و ازار سے کو پینہ کرتا ہے۔ ہمارے پاس کارنگر۔ چار نکلی کا سامان بھی موجود ہے۔ ہمارے ساتھ نے کعبہ کی بنیاد رکھی ہے۔ ہم ان کی رحمت اللہ علیہ نے زمین سے نکل کیا ہے کہ ہمارے کعبہ میں ایک چوڑے کعبہ کے اندر چھٹی کی غرض سے داخل ہوا۔ اس پر گڑھے کی دیوار کوئی لٹا دیا اور سے نکلے گا لوگوں نے اس کو ہر گاہ اور سرزد مال لینے میں کر لیا بعد ازاں اس کا ایک اور حصہ بنے گا اس کا سرزد مال جیسا تھا پہلے سفید اور پشت سیاہ تھی وہاں پہنچے کچھ سال تک یہ ایسی ہی اور ہوا ہے جس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے۔

ابو دہب کا حکام..... محمد بن اسحاق کہتے ہیں قریش نے کعبہ کے کناروں کی تہذیب و عمارت کا ارادہ کر لیا تو وہ جب عمارت کا عابد بن عبد بن عمران بن خزاعہ (جس کا نام شام عابد بن عمران بن خزاعہ) کے کعبہ کی دیوار سے پھر نکلا تو وہ اس کے ہاتھ سے چھت کو اپنی کعبہ پر چاٹا یہ سحر کر کے کہ اس نے کہا اسے سحر قریش اس کی تقیر میں داخل ہاں صرف کر اس میں شرم و سلاطین و قوم و عوام کی اہم مخالفت ہو۔ مؤرخ یہ کہ ہمدانی نے غصہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ابن اسحاق کے نزدیک رافع قول یہ ہے کہ یہ ابو دہب کا تصور ہے۔ ابو دہب رسول اللہ ﷺ کے والد محمد اللہ کے ہاں تھے یہاں سے طرفہ رافع کی تہذیب تھے۔

ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے دیکر کہنے لگے کہ اس "اشق" کو ہم سب نے پسند کر لیا۔ یہ ﷺ ہیں جب آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "قلعو الی ثوبہ" (ایک کپڑا لے) جب دو کپڑے لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس میں غر اسود کہ کر کہا کہ قبیلہ کُز سے ایک دو قسم کے لہجہ سب سے بڑا تھا اور جب وہ آپ ﷺ کو پہنچا تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر غصب کر دیا۔ قریش رسول اللہ ﷺ کو اس سے پہلے بھی "اشق" کے نام سے کاٹتے تھے۔

سابع بن عبد اللہ کا بیان..... امام احمد (عہد احمدی) جو یہ بات لڑل میں جان بچاؤ اسلوا صاحب بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ دو کعب کے سوا دوس میں شامل تھا وہ کتبہ ہے کہ میں نے پوجا پڑ کے لئے ایک حوزہ میں رکھا تھا اس پر پوجا کیا وہاں دو کعبہ لگا دیئے گئے جس کے بعد اس پر چٹاب کر دیا۔ جب کعبہ کی خدمت بھرا سو کے برابر بنی بھرا سو آدمی کے سر کے سواقی تھا وہ باقی حوزوں میں سے ایسا ممتاز تھا کہ آدمی اس سے چہرہ نظر نہ کر لیں کہ ایک خدا ان کے کیا انہماک نصیب کریں گے باقی قافل کے کیا تم نہیں ہم نصیب کریں گے ہاں خوار انہوں نے کہا ایک بیچ مقررہ جو ہمارے دربار میں فیصلہ کرے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جس راستہ سے آئے گا وہی راج کو کھانا پھر رسول اللہ ﷺ کے لئے تو وہ آپ ﷺ کا تو کچھ کرے کہے گئے اس لئے انہوں نے سامان راج لایا تو آپ ﷺ نے اس کو ایک کپڑے میں ڈھک کر کعبہ کو لایا انہوں نے اعلان کیا کہ آپ ﷺ نے کعبہ کو دیا۔ دین اسحاق کہتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں کعبہ کا طول مہا پتھر تھا اس کا خطاط قبلی میں ہوتا تھا پھر یہ وہ ہزارہا کا اور جب سے پہلے خلیفہ بن ہشام نے دشمنی خلاف چھوڑ دی۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبلی جانب شام کی طرف ابراہیمی اساس سے چھ دیسات داتا خوار خوات کی کے کا عشت "عظیم" کو کعبہ کے عمارت سے فاصلہ کر دیا تھا مشرقی جانب ایک ہزار دو سو دو رکھا اور اس کو آدمی کے قدم کے مطابق بنوا کھا رکھا کہ انہوں نے کوئی عمارت نہ کی۔

حضرت مائیکہ رضی اللہ عنہا کی متعلق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ اس فریاد کی تکلیف کے باعث قریش نے (عظیم کو کعب کی عمارت سے الگ کر دیا تھا) مگر قریش سے جو مسلمان نہ ہوئے جو تہ قوس کہیں کو سوار کر کے اس عمارت میں عظیم داخل کر دیا اور اس کے شرعی طور پر فی جانب خدا سے ملتا رہا۔

اسی ہے سے امین زبیر رضی اللہ عنہ (۳۷۳ھ) نے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق کعبہ کی تعمیر کروایا اور اہل ایمہ علیہ السلام کی اصل بنیاد پر بہترین عالی شان عمارت تعمیر ہوگئی۔ زمین سے ملنے اس کے شرعی فرما پر دروازہ سے نکلے لوگ ایک میں سے اندر آتے دوسرے سے باہر نکل جاتے۔ ۳۷۳ھ میں جب حجاج بن یوسف نے امین زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو اس نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ یہ تعمیر امین زبیر کی ذاتی اختراع ہے نہ چنانچہ اس نے کعبہ کی عمارت پر اپنی حالت میں تبدیلی کرنے کا حکم دیا۔ حسب تحقیق انہوں نے شامی مسند کی روایت کو پیچھے بنا کر مسلم کو پیچھا دیا اور اس کا طبقہ عمارت کے کاندہ بھجور یا فرخی دروازہ زدہ کر کے شرعی دروازہ بن کر دیا۔ عہد بنی امیہ کے عہد خلافت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقولہ طلب کیا کہ اسے امین زبیر رضی اللہ عنہ کی عمارت کے مطابق تعمیر کر دیا جائے تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر عمارت خلیفہ اسے کھولنا چاہیں گے چنانچہ اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ لہذا حجاج کی تعمیر یہ اب تک باقی ہے۔ (لیکن عمارت کعبہ کی توسیع دس مرتبہ کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ از حرم)

کعبہ کے گرد خواجہ میں سب سے پہلے نماز ادا فرمائی اللہ عزوجل نے توبہ کی تو کئی سے حکایات خرید کر سمجھ کر دیئے اور مسجد میں شامل کر دیئے۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ عزوجل نے بھی اپنے اوروں کو توبہ کی تلقین فرمائی، رحمہ اللہ عزوجل نے توبہ کی تلقین اس کی قیادت کر مضبوط اور خوش صورت بناتا ہوا درس میں متعدد اوروں سے ملائے۔ پھر عبدالکعب بن عمر فاروق نے اپنے عہد خلافت میں بھانجی کی زیر نگرانی، اوروں کو انہماک کر لیا اور کعبہ پر دشمنی مخالف چڑھایا۔ وہ الذی رفع امر اھلہم القواعد من علیہا (۱۹۸۱ء) کی تصویر کے تحت ہم نے تعمیر کعبہ کا قصہ بالاستیعاب بیان کیا ہے۔ ان اساتذہ کرامتہ میں کعبہ کی تعمیر کے بعد زین العابدین علیہ السلام نے اڑھار اواراس سے خوف و غم کے دوسرے چند اشعار کہئے:

خبر ہے جو مذمتی و تحقیری (معلوم نہیں کہ کیا ہے)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن عمر نے بتایا کہ کئی آدمی کی ایک گاہر عورت تھی جس کا نام "عجلہ" تھا اس کے پاس ایک ساتھی کا گھر اور
بہن بیاہریاں کے ستر کے نیچے کرکھیا گھنٹہ دھن دھن ہر وقت حضور و انحر (جنت) میں تھیں یہاں سے وہ نکلتا اور آتا تھا۔ جب قرآن کی اس
بات کا نام ہوا تو وہ کہنے لگے اس کا مطلب ہے اور میری رات بھر آیا تو اس نے کہا شوبہ شوبہ تعریج زیر کعبہ (قبائل و قباہت) کیا
تھا اس میں بیٹے سے جو شخص ظالم ہوں گے، کبھی اس کے بارے میں معلوم ہوا تو پھر کہتے تھے اس کو کیا قسم ہے؟ کہ حد نہ کرنا چاہیے۔
سنہ ۱۸۰ھ کا ہوتا ہے؟ بلکہ یہ دور دور ہوا تو اس کو کیا صواب ہے؟ کبھی اس کا معلوم ہوا تو پھر کیا کیا۔

جب کے کا کن کا واقعہ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن عمر نے بتایا کہ جب کے ایک شخص نے کہا اس کا کار کا تھا رسول اللہ
ﷺ کا عرب میں جب کہ ظہر عام ہوا تو وہ اس کا من کے پاس میں کہہ دیا میں گاہ کے لیے بیٹھ رہا تھا اس نے کہا اس کے پاس میں آ کر جب کے وقت یہ تو
میں سے کہا کہ اس رسول اللہ کے بارے میں بتاؤ اور اپنی کان پر دیکھ لگائے۔ ان کی طرف نظر کرنے سے یہ کہہ کر، ہاں پھر دیکھنے لگے کہ گھر
اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ یہ مرد خبیث ہے اس کے ال کو ایک حائف کہ کہہ دے اس کو سخت اور ان کی سے میری خبر کر دے۔ ان کو اس
شخص کا خاتمہ تھا کہ اس سے کہہ دو کہ یہ مرد خبیث ہے اس کے ال کو ایک حائف کہ کہہ دے اس کو سخت اور ان کی سے میری خبر کر دے۔ ان کو اس
کیا ہے۔ (۱)

بیت پر دست پید اور اسلام کی آمد..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عام میں ہوا ان قندہ نے قوم کے چھ افراد کی معرفت بتا دیا کہ
نبی نبی رحمت اللہ علیہ کے بعد وہاں اور اسلام میں آئے ہوئے کا سب یہ کہ بہت پرست تھا اور یہ وہی کتاب تھی صاحب ملامت اور ملامت
تھے ہم ان سے دوسری کہتے۔ جب ہم ان کا تکیلا پہنچے تو انہوں نے کہتے "سایک نبی کی آمد ہے کہتے قریب آج کا ہے" ہم اس کے ساتھ مل کر گئے کہ وہ
اس کی طرف گئی کہ نبی کے "قرآن" میں سے کثرت سن رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ جنت ہوئے تو آپ ﷺ نے ہم کو کھڑے کرنے کی طرف
دیا تو ہم نے قول کر لیا تو ہم کھڑے گئے کہ وہ لوگ اس نبی کی دیکھ کر حریف کرتے تھے ہم مسلمان ہو گئے اور وہ کہہ رہے تھے یہ وہی سلسلہ
میں (۱۸۰ھ) بیت ازل ہوئی اور جب ان کی طرف سے ایک کتاب میں کے پاس آئی جو حق تعالیٰ ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس تھی ان سے
پہلے انہوں نے کتابے میں اس کی صدا کرتے تھے جب وہ آج آگئی میں کو بچاؤا بچے تھے تو گیس کا انکار کرتے "وہ کہیں اپنی نبی کی معرفت
ملا اور نبی سے روایت کرتے ہیں کہ یہ وہی ہے کیا کرتے تھے اللہم بھٹ لکھنا بھی و حکم ہینا بھی اللہم بھٹ لکھنا بھی
یہ ایسی مصروفیت ہے۔ (۱) اور یہی بات اس کی کو صحت کہتے ہیں کہ اب اس کو کہیں کے کہیں اس کے بعد وہاں سے وہاں کے ساتھ جیسے وہاں

کہ وہ ان کا کرتے تھے

نبی نبی الی..... یہی ابن عباس نے عرض کیا کہ وہ نبی کرتے ہیں کہ خبر کے بعد وہاں سے وہاں کے ساتھ جیسے وہاں سے وہاں کے ساتھ
حدود پر سے تو یہ کہہ کرتے:

اللہم بسندک بعلي محمد النبي الانبياء و صلواتك عليهم و صلواتك عليهم و صلواتك عليهم و صلواتك عليهم

"اے اللہ! ہم نبی نبی الی تھے جس کا دعا کرتے ہیں جس کو ان کی زبان میں صحت کرنے کا تو ہے جس سے وہاں کی دعا کو میں

دیکھوں یہ ظہر کا حق صواب کرتے

چنانچہ جب وہاں کا جہ کہ ملامت سے بلکہ کرتے تو ان کو کھت سے دعا دے کہ ہے اور جب رسول اللہ ﷺ جنت ہوئے تو ان کا انکار کرتا
اللہ تعالیٰ نے یہ بات چار فرمایا:

وكنوا من قبل يستعملون علي النبيين ككفر (۱۸۰ھ)

"اور وہ پہلے انہوں کے ساتھ پر حق طلب کرتے تھے۔"

بلکہ (انگن) ہے کیونکہ غلیظ عمر بن عبد العزیزؒ اور احمد اور سلمان کے درمیان ایک ردا کی ساق ہے۔

"لقد كنت صد قنسي باسلفان" لقد لقيت عيسى بن مريم

مذہبائیت عجیب و غریب ہے بلکہ مگر ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان فترت اور دور تھے کا عمر کم از کم چار سو سال ہے بعض حضرات کہتے ہیں چھ سو سال "عیسیٰ" ہے اور سلمان رضی اللہ عنہ کی عمر زیادہ سے زیادہ ۳۵۰ سال ہے۔ عباس بن ہریرہ کوفی نے اپنے استاد کا بیان نقل کیا ہے کہ ان کی عمر ۳۵۰ سال ہے اس سے زائد نہیں ۳۵۰ تک اختلاف ہے و انشاء اللہ۔ متبادر معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لقد لقيت وصي عيسى بن مريم"

"آپ کی ملاقات عیسیٰ علیہ السلام کے وصی اور جانشین سے ہوئی ہے یہ ممکن ہے اور مست ہو۔"

آسمان سے جب ایک بار نزول درست ہے تو۔۔۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہم مروی میں بن ہارون متوفی ۱۵۲ھ سے وہ ضعیف ہے اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو اس میں شکرت اور ازالہ این نہیں ہے۔ کیونکہ ان تھری نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے جانے کے بعد آسمان سے اترے والدہ اور ایک عورت کو سولی دہلی چڑھ رہے ہوتے ہوئے دیکھ کر بتایا کہ لڑکی نہیں ہوئے لڑکوں کے بعد عواروں کو مختلف مقامات پر روانہ کیا۔ جب ان کا آسمان سے نزول ایک بار درست ہے تو بارہا بھی درست ہو سکتا ہے۔ پھر آنکھ دو آپ کا نزول ہوگا جب آپ صلیب توڑیں گے کافروں کو لڑکی کریں گے اور فی جناب کی ایک عورت سے نکاح کریں گے فوت ہونے کے بعد ورنہ رسول اللہ ﷺ میں دفن ہوں گے۔

واللہ اعلم و میں حافظہ تکلفی نے قصہ سلمان رضی اللہ عنہ پر سنو عیسیٰ بن مکیمران محمد بن اسحاق بیان کیا ہے (کمال تقدم) نیز حاکم (المستدرک) ابن ابی طالب (علی بن حاکم) حاکم بن ابی ہریرہ (ہاک بن حرب) بن ابی موسیٰ (سے مروی ہے کہ اس نے سلمان رضی اللہ عنہ سے مسلمان ہونے کا وعدہ کیا قصہ شاہدوں نے ایک طویل واقعہ بیان کیا کہ وہ "مام ہرجز" کا باشندہ تھا اس کا بڑا بھائی سرمایہ دار تھا بھائی کے تہ کلمات قضاوتی کے اس کا بیٹا اس کے اس کو اس کا ساقی تھا وہ اس کے ہمراہ استاد کے پاس جایا کرتا تھا کسان کا بیٹا ایک عمار میں عیسائی راہبوں کے پاس جایا کرتا تھا سلمان نے بھی اس سے خواہش کی کہ مجھے بھی اپنے سروا لے چلاؤ کسان کے بیٹے نے کہا تم کچھ دن کے ہم رہو میں تم کو تم راز فاش کرو اور میرا والد اس کو لے کر آئے سلمان نے جب پتہ چھ کیا کہ وہ سلمان کو لے کر ان کے پاس چلا گیا وہ پھر ایسا متاثر ہوئے کثرت عبادت کی وجہ سے وہ نہایت کمزور ہو چکے تھے کچھ مرنے کے قریب ہیں ان کو روزہ نہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے۔ روزہ رکھنے کے پتے کھاتے یا جو کچھ صبر ہو تو ساقی تھا وہاں پہنچا اور اس کی پوجا کرتے تھے اور ان کا خلیفہ وہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور اس کی باندگی کا بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس کے ساتھ ان کی تائید کی۔ پھر ان راہبوں نے کہا اسے نظام اپنے شک حیرانیکہ رب ہے اور مرنے کے بعد جینا ہے اور تمہارے سامنے جنت اور جہنم ہوگی اور یہ آتش پرست کافر اور مکرر ہیں اللہ ان کے عمل کو پسند نہیں کرنا ہوتا یہ لوگ اس کے پسندیدہ دین پر قائم ہیں۔

سلمان رضی اللہ عنہ کسان کے بیٹے کے ہمراہ مسلسل جاتے رہے یہاں تک وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ کسان کے بیٹے کے والدہ کسان اور انہیں علاقہ نے اپنے بیٹے کو ہاں جانے سے روک لیا اور ان راہبوں کو وہاں سے جلادین کر دیا۔ سلمان نے اپنے سرمایہ دار بھائی سے بھی اپنے ہمراہ چلنے کو کہا تو اس نے کہا کہ میں کاروبار میں مصروف ہوں (میں نہیں پاسکتا) سلمان ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور رسول کے گرجا میں پہنچ گئے وہاں کے لوگوں نے ان کی پوجا کی کہ ان کو سلام تہنیت پیش کیا پھر ان چھ راہبوں نے ان کے پاس چھوڑ دینے کا ارادہ کیا لیکن میں نے ان کے ساتھ چلنے پر مصر کیا تو وہ بھی مجھے ساتھ لے کر چھوڑ دیں گے درمیان ایک وادی میں آئے اس علاقہ کے راہب ان سے ملنے کے لئے آئے اور ان سے اتنا حرمہ کا رب رہنے کی وجہ پوچھتے رہے اور میرے متعلق بھی پوچھا پتہ نہیں انہوں نے میری تعریف و ستائش کی۔ ایک عظیم راہب آیا اس نے ایک خلیفہ یا محمد واقعہ کے بعد میں نے انہیں اور رسول کا ذکر کیا اور ان سے تجھ کو اتنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ سہ سال تھا کہ وہ رسول اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ وہ راہب تنگی کی کرتا تھا میری سے ملے گا کہ وہ۔ پھر ان راہبوں نے کہا وہاں سے روانہ ہونے کا حکم کیا تو سلمان اس خلیفہ راہب کے پاس خیمہ گئے اور راہب ان کو روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا اور ان کو ان کے پاس آنا اور ان کو وعظ و نصیحت کرنا۔ اور

لائی و قواں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

اس کے بعد اس نے بہت اشد سزا دی، پورے ۱۵ روزہ کیا تو میں (سلطان) بھی اس کے ہمراہ تھا اور اس سزا میں مجھے کچھ خاص کچھ کرنا اور دیکھنا تھا؛ اور جب یہ سزا میرے سامنے آگئی تو مجھے اور خاتم سے اور اسباب سامنے سے جدا کر دیا، غرض ہر ایک کو وہ قسم و پیمانہ کرنا تھا جسے وہ ہر قسم سے خطاب کرنا اور ان خطاب میں سے کچھ اسے ملو، میں اچھا اللہ تعالیٰ ایک رسول مبعوث کرے گا اس کا نام احمد ہوگا اور وہ تمہارے ہی جیسے ہوگا اور کلام کے اس قدر تو کھائے گا اس لئے انھوں نے رسول مبعوث کرے ہے۔ اس کے علاوہ کافرانہ تہذیب کے اپنے ملک کو غمر، سیر و تفریح اور ہوا چکا ہوں امید ہے میں اس کامیاب کر دیتا ہوں اور تم اس کارنامہ مبارک پاؤ گے اس کی تہذیب کر کے مسلمان ہو جائے گا، میں نے عرض کیا خواہ وہ مجھے یہ ہیبت کے لئے کاظم ہے تو اس نے کہا خواہ وہ حق ہے اس کے تو کہہ کر نے کاظم ہے لیکن حق وعدہ اللہ اس کی تعلیمات میں ہے اور اس کے فرمان میں کی رہا ہے۔

[illegible]

سلطان کہنے میں نے رسول اللہ ﷺ سے تائب و ذبیحانیت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان میں کوئی خلی نہیں یہ سب کر
میرے سال میں ان راتوں اور عظیم غلیب اور عاقبت کے بارے میں کھلیجے اور انہیں کے ساتھ میں نے کافی عرصہ رہا کیا (۵۱۸۲) آیت جزل
ہوئی رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں روئے لوں گا آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھو گا تو آپ ﷺ نے سلام فرمائی بسم اللہ الرحمن الرحیم و لک
ہماں مہم فہسب و رھنا لا یمکنکون "اس کی وجہ یہ کہ ان میں عاقبتی اور مشائخ ہیں۔ یعنی ان میں عالم بھی ہیں اور اولیائ بھی اور وفور
نہیں کرتے۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا سلطان! جن علماء اور مشائخ کے ہوا تو رہا ہے وہ "مشترک" الفرائی نہ تھے وہ مسلمان تھے انہیں نے عرض کیا یا
رسول اللہ ﷺ انہاں کا قصہ کیا تھا انہوں نے اس سے پی پھا تھا خود وہ ذبیحانیت اور حیرت منک کے ترک کا حکم کر دے تو
اس نے کہا چھوڑ دینا کیونکہ حق اور اللہ تعالیٰ کی رسالہ میں ہے۔

تیسرہ۔ اس روایت میں لہجہ امتیاز اور محراب چٹا ہے اور اس میں گئی قدر میں اسحاق کی روایت کی مخالفت بھی موجود ہے اور
ابن اسحاق کی روایت کی سند زیادہ قوی اور واضح ہے اور کئی کئی حدیثوں سے بھی زیادہ ممدوم ہے اور کئی کئی حدیثوں کی روایت (مستحضر بن سلمان بن ابی ہریرہ)
کئی از سلمان بن ابی ہریرہ کی سند زیادہ قوی اور واضح ہے اور کئی کئی حدیثوں سے بھی زیادہ ممدوم ہے اور کئی کئی حدیثوں کی روایت (مستحضر بن سلمان بن ابی ہریرہ)
دوسرے استاد کی طرف منقول ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے بعد دیگرے تین آقاؤں میں ایک سے دست راستہ کی طرف منقول
ہوئے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خواب رسول اللہ ﷺ کی بھارتی بھارتی کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ پور نور دست ابو القاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ ابوطالب سے کوئی کہتا کہ تم کیوں مسلمان نہیں ہوئے تو وہ جواب دیتے "مجھے صرف عار اور وطن و ملامت مالتی ہے۔"

ابو صفیان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ..... ابو قحسہ ابن محاسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم یمن کی طرف ایک تجارتی قافلہ میں روانہ ہوئے اس قافلہ میں ابو صفیان بن حرب بھی تھا۔ چنانچہ ہم یمن پہنچے ایک روز کھاتے کا احترام میں کرتا تھا اور ابو صفیان سب کو کھانا تھا ہی طرح ابو صفیان بھی کھانا ایک دن ابو صفیان نے مجھے کہا ابو الفضل "آج میرے پاس شریف لائیں اور کھانا بھی وہیں لیتے؟" میں نے چم توڑ کر سب سے ان کے پاس پر کھانا کھایا تو کھانا کھا کر پچھو مجھے ابو صفیان نے اپنے پاس بٹھالیا اور کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ حیر و عجبیا کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے؟ میں نے کہا "یہ لوگوں سا عجبیا؟ تو ابو صفیان نے کہا مجھ سے چھپا ہے ہوا حیر و صرف ایک عجبیا ہی اس منصب کا اہل ہے۔ میں نے پھر یہ چھپا کر بھی بتاؤ تو کسی کو نہ؟ تو میں نے کہا "وہ کچھ ﷺ ہیں ابو اللہ ہیں اس میں پھر کہا، کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ تو ابو صفیان نے کہا "ہاں" نے ایسا کیا ہے اور اس نے اپنے بڑے حستطفان ابو صفیان کا ایک خط لکھا اس میں درج تھا کہ محمد ﷺ نے اس آدمی میں کھڑے ہو کر کہا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں یہ سن کر وہ اس رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ ابوطالب سے عداوت ہے اسے صادق کہتا ہوں تو ابو صفیان نے کہا "وہ خود کرہ جناب! مجھے اس کا یہ کیا پسند نہیں۔ اسے بنی عبد المطلب اچھے بات اس بات کا کوئی فطرہ نہیں کہ یہ تمہارے لئے نقصان دہ ہو۔" انہ "قریش تمہارے ہار سے شہ شہادت اور فساد کرتے ہیں جناب میں یہ بات خدا کا واسطہ ہے کہ کہہ رہا ہوں کیا آپ نے طاقت فرمایا اس میں کہتے ہیں انہ نے کہا "یہاں انہ نے یہ سن لیا تو ابو صفیان نے کہا اللہ ایسا تمہارے لئے خواست ہے۔ میں نے جواب دیا "میں نے مہربان ہو۔"

چند روز بعد عبد اللہ بن عبد المطلب نے یہ سن لیا تو ابو صفیان نے کہا اللہ ایسا تمہارے لئے خواست ہے۔ میں نے جواب دیا "میں نے مہربان ہو۔" چنانچہ بعد عبد اللہ بن عبد المطلب نے یہ سن لیا تو ابو صفیان نے کہا اللہ ایسا تمہارے لئے خواست ہے۔ میں نے جواب دیا "میں نے مہربان ہو۔" چنانچہ بعد عبد اللہ بن عبد المطلب نے یہ سن لیا تو ابو صفیان نے کہا اللہ ایسا تمہارے لئے خواست ہے۔ میں نے جواب دیا "میں نے مہربان ہو۔" چنانچہ بعد عبد اللہ بن عبد المطلب نے یہ سن لیا تو ابو صفیان نے کہا اللہ ایسا تمہارے لئے خواست ہے۔ میں نے جواب دیا "میں نے مہربان ہو۔"

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر مجھے یہودی عالم نے بلایا مجھ میں دوسرے روز اس مجلس میں گیا۔ وہاں ابو صفیان اور وہ عالم بھی موجود تھے میں نے یہودی عالم سے پوچھا معلوم ہوا کہ تم نے میرے پیچھے کے بارے میں کیا دریافت کیا ہے؟ کہ وہ نہایت کا درجہ ہے اور اس نے کہا ہے وہ اس کا چچا ہے علاوہ انہ اس کا چچا بھی نہیں البتہ او میرا چچا ہے۔ میں اس کا چچا اس کے والد کا بھائی ہوں۔ یہودی عالم نے حیرانی سے پوچھا (اگر وہ اس کے والد کا بھائی؟) میں نے کہا بالکل تو اس نے ابو صفیان سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ بات درست ہے؟ تو ابو صفیان نے کہا "ہاں" پھر میں نے یہودی سے کہا کہ پوچھا کہ میں خدا کو تو یہ تو یہ کہہ کر اسے چاہتا تھا میں نے مجھ سے پوچھا اور ادا کیا تمہارے پیچھے نے بھی لادی اور دلائی کا مظاہرہ کیا؟ میں نے کہا عبد المطلب کے خدا کی قسم اس نے نہ بھی جھوٹ بولا ہے یہ حقیقت کی ہے۔ قریش میں "انہ" کے نام سے معروف ہیں۔ اس نے پوچھا کیا وہ نصرت دیتے ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے خیال میں تو نصرت ایک طرف ہے یہ نہ پوچھو یہ خیال ہوا کہ میں کہہ دوں کہ وہ نہایت دغا ہے۔ وقت چل گیا ابو صفیان نے فرمایا کہ شعر ہے سے میں نے کہا "وہ کھڑے نہیں چاہتا" یہ سن کر وہ عالم نے مسانہ اچھل پڑا اور اس کی چادر گر گئی اور اس نے رھا کہا یہودی کی عداوت ہے یہودی کی بدست و عداوت ہو گئے۔ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم اس مجلس سے اپنے اہل سے پر آئے تو ابو صفیان نے کہا "وہ آپ کے پیچھے سے تو یہودی مخالف ہیں" میں نے کہا "تم نے باجوہ لکھی کہ ہے۔" جناب اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر وہ واقعی اللہ کے رسول ہوتے تو تمہارا شمار ان میں مسلمانوں میں ہوگا۔ نصرت و دیگر آپ کے ہر اور لوگ بھی ہیں یہ سن کر ابو صفیان نے کہا کہ جب تک میں "گدا" میں مبتلا ہوں تو یہ لوگ نہیں مسلمان نہ ہوں گا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا کیا یہ کہہ رہے؟ تو اس نے کہا ہے مسانہ یہ فقر و میری زبان پر آیا ہے مگر مجھے ہر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر عمل اور نفع کو چاہ کرے گا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف ہجرت کیا اور ہم نے

”کہا“ سے فرج کو نکلنا اور دیکھا کہ میں نے یوسفین سے جو چاہا وہ ہوتا یا ہے۔ انہوں نے کہا واللہ پاگل یا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا کی۔

یہ حدیث حسن ہے اس سے نور و دنیا اور مومن کی ظاہر ہے اور اس پر صداقت کی محکم ہے کہ اس کی سند میں ہر درجہ بروی بھی۔ واللہ اعلم۔ ایسا ہی ایک القادسیہ کا امیر بن ابی ملت کے ساتھ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور برقی کے ہمراہ بھی یوسفین کا ایک قصہ آکر بیان ہوا کہ انہوں نے اس کے حضور ﷺ کی آغا دہ آپ ﷺ سے محبت و عقیدت کا یہ پتلا انہماک کیا ہے کہ کاش میں اس وقت ہوتا تو ان کے قدم مبارک دھو کر چٹکے حلقہ قیم نے دلائل میں انہماک اور بیان اور مشائخ عرب سے بے شمار ایسے انعامات بیان کیے ہیں جو کہا بے حد مراد ہیں۔

محمد بن عمرو جعفی کا واقعہ: طبرانی معمرت یا سر مری قند منہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے محمد بن عمرو جعفی نے بتایا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں قوم کے چند افراد کو بصرہ کو لے کر گئے تھے کہ آیا میں نے قدم میں خواب دیکھ کر کعبہ سے ایک درختہ ہو رہا ہے اور اس کی رشتہ کو وہ شرب اور جعفی کے گھر اور شرب تک پہنچ گئی اور اس قوم میں سے میں نے ایک آدمی کو لایا۔ (حکمت اور تبار کی نبوت کی روشنی میں ہو کر ہمیں گئی انعام انعام مبعوث ہو گئے) پھر وہ بارہ روشنی نمودار ہوئی میں نے اس سے وعدہ کے محلات دیکھے اور حائج کے طریقہ عمل بھی اور میں نے قوم میں سے یہ آدمی انعام ظاہر ہو چکا ہے۔ بت فوت گئے۔ صلیبی کا اور شرب ہو چکا ہے میں پریشان ہو کر جاگ اٹھا اور اپنے رفقاء سے کہا واللہ اگر بیش میں کوئی نیا حالہ نہ لانا ہو تو اللہ ہے اور میں نے ان کو اپنا خواب بتایا جب ہم ملن دانہں چلتے تھے تو مجھے کسی سے معلوم ہوا کہ جو حدیث اسلام مبعوث ہو چکے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نبی ہوں اور سب اللہ اور علیہ السلام کی طرف مبعوث رسول ہوں۔ میں ان کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں میں ان کو کئی اوقات سے محفوظ رہنے اور صلیبی کی تاکید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہادت اور جنوں کے نزدیک کرنے کی تحکیم کرتا ہوں کج کرنے اور بارہ ماہ میں سے ہمارے مضائق کے روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں جو شخص ان کا حکام کی تعمیل کرے وہ جنت کا مستحق ہے اور جو شخص انکار کرے وہ دوزخی ہے۔ اے عمر و مسلمان ہو جا۔ اللہ تجھے دوزخی کی ہولناکی سے محفوظ رکھے گا پھر نبی میں نے ”محمد ابن لا اللہ اللہ“ واقعہ رسول اللہ ﷺ کہتا ہوں مسلمان ہو گیا اور آپ کے بیان کہ وہ حال الی اور تمام پر ایمان لایا اگر یہ واقعہ عام کو نہ گوارا کر دے پھر میں نے آپ ﷺ کو اپنے چند اشعار سنائے۔

ہمارے ایک بہت کا۔ میرا اللہ اور میرا خاتم تمام میں نے اس کو توڑا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کیا:

شہادت ہ
أنا لله
والله الأحسن
وشر من سلفي إلا ربي
الحسب عني
لا حول ولا قوة
إلا بالله

”میں خلیل ہوں کہ اللہ ہی جہاد میں سب سے پہلے پھر کے خدا کی کڑک کرتا ہوں۔ میں لہایت خوشی کا شوق سے آپ کی طرف ہمارا دشمن کے بعد میں اپنی کو گوارا کرتا ہوں۔ تاکہ میں سب سے بہتر انسان اور دوسرے کا مصائب اور دشمنی ہو جاؤں“
وہاں اللہ کا رسول ہے جو آسمان پر لوگوں کا مالک ہے۔

یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ بن عمرو کو خوش آمدید کہا جس کے بعد اس نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ مجھے قوم یمن کی طرف مبعوث فرما دیں شیعہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر گئی مہربان ہو جائے جیسے مجھ پر مہربان ہوا ہے۔ چہ نبی آپ ﷺ نے مجھے فرما کر نصرت فرمائی تیری انبیاء و مرید مہربان ہو کر سخت عزت اور شرف و کرامت کا تحفہ دے گا۔

سوال کی جگہ میں نے پیش کیا کہ محمد ﷺ ہوتے تو میں تجھے بھی پورا کر دیتا۔ انھوں نے کہا کہ میں عبدالمجید بن ابی نعیم سے سنا کہ اللہ عظیم۔

ایک آیت کی تفسیر: وَاللّٰهُ عَلٰمُ الْغُیُّوْبِ (اللہ تعالیٰ ہی اس کے علم میں ہے)۔ حکیمہ (۳۱۹) کی تفسیر کے کتب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہر نبی سے اللہ تعالیٰ نے یہ بات عہد کیا تھا کہ ان کی زندگی میں محمد ﷺ نہ ہوں تو وہ ان پر ایمان لائیں گے مگر وہ ان میں اس طرف ہرگز ایمان نہ لائے۔ یہ جہل کے لوگوں کا رویہ تھا کہ ان سے یہ کہیں گے کہ تم اللہ کے رسول ہو اور آپ ﷺ کے آخری نبی ہو گئے کا یہ طعن اور ہوا۔ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا یہ طعن اور ہوا۔

ابراہیم علیہ السلام کی ایک بہترین دعا: وَبَسَّامِعْتَ فِیْہِمُ وَصَلَا مَلِیْہِمُ اٰخِرُ الْاٰلِیَہِ (۱۲۸۹) بیت اللہ کی قبر سے ہوا۔ اس کے بعد معمر بن زید ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا پڑھا کہ آپ ﷺ کی آفتابوت و رسالت اور آپ کے سوا کوئی دوسرا خدا کی صراحت کی اور آپ ﷺ کی بات پر ایمان لے کر ہوا۔ یہ دعا حضرت سے بیان کیا چنانچہ نبی خدا بھی اور اس کی باتوں سے دلائل میں جب سے پہلے ابراہیم نے فرمایا انا محمد بن عبدالمطلب سے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں (فریق بن فضال عثمان بن عامر) ان کے واسطے دعا کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ کی نبوت کا آقا، اس طرح اس نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ آپ ابراہیم کی دعا سے کہی کی بشارت سے اور اللہ کے خواب سے کہ ان کے جسم اطہر سے ایک نور نکلا اور جو ان سے شام کے نکلتا ہے (خبر پر محمد بن صالح بن نیکس) کتاب الولد میں ابو بکر بن ابی عامر (مقبول معقول) ان خبر کو تحریر فرمایا کہ میرے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی اور عراقی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کی نبوت کی ابتدا کیسے ہوئی؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نبوت کا پیمانہ عہد کیا مجھے دیکھنا چاہیے کہ تم سے لے کر اللہ کے خواب دیکھا کہ ان سے کہ تمہارا ہر ایک نور کا نظیر ہوا جس سے شام کے نکلتا ہے نور ہو سکے۔

مغزوہ اور اس کی تفصیل: امام محمد ابن اسحاق بن یسار (اور وہی جابر بن خالد بن سعد بن) صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے رسالت آیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ علی (علی اور اس کے بارے میں جو حدیث فرمائی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں کی بشارت اور اللہ کا خواب ہوں نبوت میں اس کے جسم اطہر سے ایک نور خارج ہوا جس سے شام کا شہر بصری نور ہو گیا۔ (اسناد حسنہ) ان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں یہ وہاں سے شہر بصری کے باشندوں کے لئے تعلیم بشارت ہے اور یہ ملک شام میں سے یہاں ملے جو نور ہے کہ تمہارے ہاتھ اطہر سے یہ نورا ملے شام میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں منسلک ہو گیا (جیسا کہ اسے منسلک بیان ہوا)۔ اور اس مقام میں رسول اللہ ﷺ نے پچا اور خطاب کے ہر کوئی ۱۲ سال کی عمر میں ایک نور نظر پڑا لائے تھے اور کچھ وہاں سے ملاقات ہوئی اور دوسری دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان کا نام بصرہ کے ساتھ تھوڑی خلافت میں نظر پڑا ہے اور وہیں "میرک بق" ہے جس کے بارے میں حضور کے رسول اللہ ﷺ کی ذات یہاں بھی تھی اور یہاں اس کے آثار و نشانات تھے اور آج کل یہاں مسجد خیمہ ہو چکی ہے اور یہ وہی شہر ہے جس میں اس آگ کی روشنی سے انہوں نے "میں غلط" کی تھی جو اسے ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو "میں" کے مطابق ظاہر ہوئی تھی کہ وہیں تھا اس سے ایک آگ نکلا ہوئی جس سے بصری میں انہوں نے کہ میں روشن ہوا (میں) اور وہاں (۱۵۷۱) میں ہے یہ لوگ وہیں جو اس میں چھوڑ گئے تھے وہی کہتے ہیں جس کا ذکر اپنے ہاتھ لکھا ہے کہ ان لوگوں میں وہاں ہے۔

بہتر مرگ پر ایک یہودی نے کہ مسلمان ہوتا نام محمد (اس کی اصل ابو بکر بن ابی صخر بن علی بن ابی مرثد) روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نہ بصرہ میں مسلمان ہوا نہ شہر بصرہ کے کارخانہ دار اور نہ شہر بصرہ کے کارخانہ دار میں اس آدمی (ابو اسامہ) سے ضرورت ملاقات کروں گا چنانچہ آپ ﷺ کا اور بکر رضی اللہ عنہ سے ضرورت ملاقات کے درمیان میں آپ ﷺ کے پیچھے ہو گیا آپ ﷺ ایک یہودی نے پاس لے کر ان کو ذات پر لے کر اپنے دل کو کھلی دے اور ان کی اس کا نہیں (میں) کچھ جگر موت کی کھلی میں ہی یہ خبر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس اللہ کا واسطہ ہے کہ یہ پخت ہوں جس سے تو ماتہ ہزار فرمائی ہے کیا اس کتاب میں میری صفات اور میری بشارت کا ذکر ہے؟

ہے؟ تو اس نے سر کی جھنجھ سے انکار کیا کہ ہرگز نہ چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی صفات اور جرات گواہی دے دوں۔ میں اور میں شہد ہوں کہ اللہ کے حکیم کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں یہودی کو اپنے چاند پر دعائی سے الگ کر دو پھر آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا کر ان کو اپنا پیارا بندہ بنا دیا۔

ایک یہودی اور آپ ﷺ..... یہاں تک کہ اس نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبلؒ، عبد بن مہزیار بن مسلم بن قیسؒ اور اسلمانی بن قاسمؒ کے پاس سے کہا ہے کہ اس کے ماموں نے بتا کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کہ آپ کی ایک یہودی جو قبیلہ ثعلبہ اور جدہ پہنچے تھا بڑی آپ اس سے بات چیت کرنے لگا وہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کہہ کر جواب دے رہا تھا آپ نے اس سے پوچھا کیا تو میری رسالت کی کوئی دیتا ہے اس نے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو قرأت پڑھتا ہے؟ اس نے کہا "جی ہاں" پھر یہ جملہ کچھ پڑھا ہے تو بھی اس نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر آپ نے پوچھا قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے بھی میں جواب دے کر کہا کہ آپ چاہتے ہیں تو مجھ کو اس رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اپنے قرأت اور انجیل کے پڑھنے کے بارے میں بتا کر میری نبوت کا ذکر ان میں کیا ہے تو اس نے کہا ہم آپ کی صفات اور جرات گواہی دے کر اس کو دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی آپ ہماری نسل سے ہوں گے۔ جب کہ اس نے آپ کو انور اور کائنات کو جس کے آپ وہ نہیں چاہتا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اسے یہودی یا یہ کہہ کر تو اس نے کہا ہم یہودی نہیں ہیں تو اس کی امت کے سزاوار ہیں یا صاحب جنت میں جائیں گے؟ آپ کے ہر لفظ کو تمہاری عقل لوگ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میری امت تو ان کی سزاوار ہے۔ یہ حدیث اس سند سے فریب ہے اور کفار و مشرکین۔

یہود کے عالم کا اقرار کرنا آپ ﷺ کے نبی برحق ہونے کا

علم باروش..... محمد بن اسحاقؒ کو اسامی بن عبد اللہ بن طلحہؒ اور یزید بن ابی امیہؒ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تحریف لائے اور اس سے کہا اپنے بڑے عالم کو لاؤ انہوں نے کہا عبد اللہ بن سہیرؒ ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے تمہاری میں پوچھا اور اسے دین الہی کے اوصاف اور دین و سلطی کے احکامات یاد کروا کر دریافت کیا کیا تو جانتا ہے کہ میں "رسول اللہ" ہوں؟ تو اس نے کہا "جی ہاں" تو آپ نے فرمایا مسلمان ہونے سے کیا مانع ہے؟ تو اس نے کہا مجھے اپنی قوم کی مخالفت پسند نہیں وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔

مکتوب نبوی..... مسلم بن الفضلؒ محمد بن اسحاقؒ محمد بن ابی عمرؒ اور ابن عباسؒ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود خیر و مکتوب تحریر فرمایا یہاں ابراہیمؑ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جو رسول اور پادشاہ کا نام لیا جاتا ہے وہ جو رسول اور پادشاہ کے گرد یہود کیا تم یہ صفات اپنی کتاب میں موجود پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں ان کا یہ سخت جہا آپ میں رسول ہیں تو انہیں کیجیے کہ ان کو انجیل و تورات دے دیں ان کا غفل اور اس کی خوشنودی تلاش کرنے ہیں ان کی مخالفت ان کے چہروں میں جھڑک لائیں ہے یہی وہ صفات ان کی قرأت میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے جس میں حق کے جس نے اپنی لائی لائی میرا سے حق کی دینا پھر رسولی ہوگی پھر اپنے سے ہرگز ہی ہوگی کہ انہوں کو کوئی نہ کہے گی تاکہ ان کی وجہ سے کوئی کوہ لائے۔ اللہ نے ان میں سے ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لئے انجیل اور تورات عظیم کو دیا ہے۔ (ص ۱۰۱)

میں اس الہی قسم سے کہ تم سے کیا کہوں جس نے تم کو تورات اتاری اور تمہارے اصناف پر میں رسولی اتارا اور تمہارے آپاؤ اور اہل کے لئے معذرت کی تھی کہ فرعون سے نہایت غشی جم تا ۲۰۰ تورات میں موجود ہیں پاتے۔ یہی صفات تم کوئی چروا کر کہیں گے۔ یہ ایک حجت حقیقہ گواہی ہے جو وہ ہوگی ہے جس کو اللہ اس کے نبی کی طرف دیتا ہے۔

بخت نصیر کا خواب اور دنیا مال کی تفسیر . کتاب البخت میں محمد بن اسماعیل بن یسار کعب احماد سے نقل کرتے ہیں کہ بخت نصیر کو بیت المقدس کے چاروں دروازوں کی اسرار تک کے اہل ذخوہ کرنے کے سات سال بعد ایک خوشحال خواب آیا جس کے چاروں پور قریب لگانے والوں کو اکٹھا کر کے خواب کی تعبیر بھیجی تو انہوں نے کہا خواب بتائے بخت نصیر لے کہا خواب تو میں بھول گیا مسوا کر تین روز تک مجھے خواب کی تعبیر معلوم نہ ہوئی تو سب کو حلق کر دوں گا۔ وہ اس خوشحال امیر اور غنی کو سن کر چلے آئے یہ بات دنیا مال علیہ السلام نبی کو بھی معلوم ہو گئی جو بخت نصیر کی پیش گوئی میں محسوس تھے تو دنیا مال علیہ السلام نے پیش کے واروئے کو کہا بخت نصیر کو بتاؤ کہ پیش میں ایک آدمی ہے جو میرے خواب اور اس کی تعبیر کو دیکھتا ہے چنانچہ بخت نصیر نے اس کو طلب کیا اور دنیا مال علیہ السلام اس کے پاس آیا اور حسب دستور اس کے سامنے سجدہ پڑھ کر بخت نصیر کے خواب سے پوچھا کہ وہ کون نہیں کیا تو اس کو بتاؤ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عظیم صلاح کیا ہے اور مجھے خیر کو دہ کرنے سے منع کیا ہے بخت نصیر نے کہا میں ان لوگوں کو پتہ نہ دے گا تو ان کو اپنے دہ کے سجدہ کیاں کے پتہ دیتا آپ میرے خواب کی تعبیر بتائیں تو دنیا مال علیہ السلام نے کہا تم نے ایک عظیم برکت دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین پر ہیں اور اس کا سر فلک یوں اس کا سر سونے کا ہے و حجابی کا نور چلا صفا ہے گا پتہ پتہ لیاں لو ہے کی ہر پاؤں پختی کے تو اس مسکین اور دل آویز ساخت پر فریفتہ ہو گیا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس پر چتر بھیجا اور اس کے سر پر پڑا تو وہ چکنا چور ہو گیا کسی کی سب معذرت اس قدر باہم غلط ہو گئیں کہ سب جہت کو غور سے انسان بھی ان کو کھانا کھائیں کہ سنتے اور دیکھتے اس کے سر پر پڑا ہے وہ کچھ نہ دیکھتا ہے یہاں تک کہ تجھے باسائے چتر اور آسمان کے کوئی نظر نہیں آتا۔

یہ سن کر بخت نصر نے خواب کی تصدیق کی اور توجہ پر بھیگی۔ تو وہ اپنی ملیہ السلام نے کہا اختلف مع عیالات سے تیار کرو بہت قیام عالم میں ہیں اور وہ پھر ۲۰ برس سے سر کر رہا ہے۔ اے اللہ کا راجہ ہے اختیار ماں میں اللہ تعالیٰ اس کو قیام عالم پر چیلے گا اور اس ورج کو غالب اور فتحیاب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ امر سب میں ہے ایک باخودہ کی محبت کرے گا اور ایسا قیام وہاں کو پاش پاش کر دے گا جیسا کہ تم نے دیکھا ہے کہ حق نے یہ بت کر دیا کہ یہاں کرنا اور دوسری دنیا پر چھا جائے گا۔ جیسا کہ تم نے دیکھا کہ پھر ساری دنیا پر چھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت حق کو غالب کرے گا اور باطل کو ختم کرے گا۔ تمراہوں کو ہدایت نصیب کرے گا۔ ان پر محسن کو قیام ملے گا۔ ان کو کھڑوں کو طاقتور جائے گا۔ ان کو سب اور ان کو سب غلبے کا اور کھڑوں کو اللہ تعالیٰ کی نصرت دے گا۔ تم گے گا کہ پھر حق نصیر جان کیا ہے۔ جس میں اپنی اپنی کی بدولت امرائے ملکی کی بخت نصر سے ہلکی دکھ رہے۔

واللہ ہی نے مسیح و اسحاق سے معجزہ بہت عظیم منعم فرمایا اس کے پاس جانا اور اس کا معجزہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت کر لیا کہ کیا ہے (قرآن مجید) انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کے سوالات کے مطابق کہہ دیا کہ وہ اس کے بارے میں جان لیا کہ یہاں صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو "مردوں" کے نام سے کہا کہ اس معجزہ پر وہ اجماع و اتفاق اسلام میں داخل ہو جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم و صفات کا ذکر بھی کتابوں میں ہوتا ہے "عز اللہ بٹ۔"

[illegible]

تھی وہ اس نے بچا لئے ہیں جیسے اپنے بچاؤ کو بچا لئے ہیں۔ یہ شک کہ لوگ ان میں سے حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ (البقرہ ۷۷) اس میں ہے یہ شک وہ لوگ جنہیں اس سے پہلے علم ہوا کیا ہے جب ان پر پڑھا جاتا ہے قرآن پڑھیں پڑھیں کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ پاک کہتے ہیں شک ظاہر ہے آپ کا وعدہ اور کہتے ہیں کہ اللہ کے جود و سخاوت اور ان کی رسالت کا وعدہ لا محالہ پورا ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھی یہ ظاہر ہے اس کو کوئی شک نہیں۔ (اسرار)

(الحاکم ۵۸۳) میں ہے اور جب سچ کو سنتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر اتاری تو ان کی آنکھوں کو کچھ کچھ آنسوؤں سے بھیجتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق کو بچا لیا کہتے ہیں اس لئے جب ہم ایمان لائے ہیں تو ہمیں مانتے والوں کے ساتھ لگے۔

شواہد میں اپنی شہادتیں ظاہر کر کے یہ لوگ اللہ کی سلامتی کے قصوں و واقعات میں کسی مطلوبہ معنی کے شواہد موجود ہیں لفظ الحمد والعنة

فادقہایہ... فعل میں ہم سب پر انبیاء علیہم السلام کے معنی میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی صفات و اہمیت ان کے سواہد و شواہد کا دور امت محمدیہ کے صفات و فضائل کو افسوس اور ملال و اناہل و غم و اندھا دیکھ کر ان کے قصوں میں ایمان کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نبی اسرار اہل سے آخری نبی یعنی علیہ السلام کے متعلق لکھا کہ میں نے وہ دن قطعی فرمایا۔ (۶۶۶) یہ شک میں اللہ کا ہماری طرف رسول ہونی تو رات جو سمجھتے پہلے یہ اس کی ضد تھی کہ نہ اسے اللہ ہوں اور ایک رسول کی تو خبر دی دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام ہو گا۔ انجیل میں فادقہایہ کی بدولت مذکور ہے اس سے مراد اللہ ہے۔

انجیل میں... یعنی یہ تو نبی اللہ تھا سے ایمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انجیل میں موجود ہے وہ نہ کہ وہ ہیں نہ وہ کہ وہ۔ بازووں میں شہرہ میں کرنے والے پر لکھا کہ وہی سے نہیں دیتے بلکہ صاف کہتے ہیں اور وہ گزرفرما رہے ہیں۔

طیبر مبارک... یعنی بن ولمان فیض علیہ السلام میں تمہیں متعلق بن جان سے لگا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہمیں علیہ السلام کی طرف دی فرمائی کہ میرے حکام کی تبلیغ میں کوشش کرنا ہے پاکار۔ قول سے کہتے ہیں کہ میں نے حق پر کیا ہے اور دنیا کے لئے غم و ملال... بعض عورتی عبادت گزاروں کے ہندوگان کے لئے سریانی زبان میں بیان کر رہا ہے کہ وہ کو تارے کہ میں حق ہوں زندہ جاوید ہوں یا خداوندی میں ان تمام حق کو جو میرے بارے میں ہے نہ صاحب مانع ہے نہ صاحب مصلحتیں اور صاحب حسد ہے نہ کوئی مانع ہے بل والے ان کے شواہد میں نبی اور پوچھا سوئی اور نبی ان کے لئے دے دے ان کے لئے یہاں اور سر میں نبی و راوی مائل رخسار کھڑے ہوئے زمین مبارک کھنکھایا اور پوچھا سوئی کی طرح کشمیری کی جگہ گروں پر گویا غزنی جگہ ہے انہیں میں کو یا سوتا حرکت ہے نیز سے ناف تک ایک جہزی کی طرح ہالوں کی اہلی تیرا ملا وہ الزامیت پر ہاں نہ ہیں۔ تبھی اور آدم پر کوشش جب لوگوں کے مراد آئے تو ان کو صاحب نے چلے تو کو یا سوطان سے اترتے ہیں تیرا ملا وہ سے محمد پر بھی نے یہ بدعت الہی میں مطلوب بن سیدان سے بیان کی ہے۔

غیب کا ذکر... حنفی مکتبی عثمان بن عفان بن عمر بن ابی بن عثمان سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے خاندان کے بعض بزرگوں نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے ہاں ایک تحریر شدہ "وق" پشت پشت سے چلا آ رہا تھا تو ان کا اسلام کا دور آیا اور وہ ان کے پاس محفوظ تھا جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو وہی آپ کی خدمت میں لائے اس میں تحریر تھا:

"بسم اللہ قولہ الحق وقول الظالمین فی کتاب" هذا اللہ کما لامت لہ فی آخر الزمان لیقولن
اطر الہم ویو لرو علی اوسانہم ویخو علون البھو و الی اعد الہم لیہم صلا لولکانت فی قوم
سوح ما اعلکوا بالظوفان ولی عاد ما اعلکوا بالریح ولی لعود ما اعلکوا بالصبحۃ بسم اللہ وقولہ
الحق وقول الظالمین فی کتاب"

"بسم اللہ" کا فرمان بنی حق ہے اور ظالموں کی بات بے ہودا ہے یہ کہ اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگی ان کے اعضاء

اطراف میں آدھ بھٹی ہوئی اور ان کے محبوب اور پیارے سخت مصیبت میں مبتلا ہوں گے جنہوں پر مسند و مہر کے حملے اور ہوں گے ان میں انصاف و انصاف کے بارے میں ہے اگر وہ ملوث ہو جائیں تو وہ لوگوں میں شراب ہو جائے گی، ان میں سے تو وہاں صبر و صبر سے چوتھ ہوئی، قصہ میں ہوئی تو وہ دیکھنا اسے ہلاک نہ ہوئی، ہم اللہ اس کا فرماں کیا ہے اور انہوں نے کہا بول تیار ہے یہ سن کر ہر مومن اللہ تعالیٰ سے تعجب کا اظہار کیا۔

[illegible]

اسی (امجد اللہ بن نوا میں) اسحاق بن یعقوب بن عبد اللہ بن جعفر بن عمرو بن اسید اور عبد اللہ (امجد عمرو بن اسید) سے جان کرتے ہیں جیسے کجائی نے ظاہر کیا ہے۔ ان کو کہہ کر آیا تو وہ کہنے لگے کہ اب عمرو اور محمد بن رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نہیں بتایا کہ تم نے ان کو پہچاننا چاہیے۔ اب جو کہہ کر بھی اللہ عز و جل سے کہنا کہ اب رسول اللہ ﷺ ہیں تو انہوں نے ان کی جیسا جواب دیا اب جو کہہ کر کہہ دیا کہ اب رسول اللہ ﷺ ہیں تو انہوں نے ان کی جیسا جواب دیا اب جو کہہ کر بھی چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ ہیں سے کہہ کر آئے تو وہ جلتا والا سے کہنے لگے کہ تم عمرو بن اسید ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو تو دیکھا تو جیسا کہ آپ نے بھی بتایا ہے انہوں نے پہچان لیا کہ رسول اللہ ﷺ (علیہ السلام) ان کے پاس خرید و فروش رسول اللہ ﷺ کے وجود مبارک کا قصہ سنا ہے ہم کل بیان کر چکے ہیں اس طرح جیسا کہ یہ کہہ کر اس کا کجائی کر چکے ہیں۔

سیف بنی یزید کا قصہ اور اس کی رسول اللہ ﷺ کے متعلق بشارت

"ہوا تھا چاہن" میں ایڈیٹر فریضی نے عبداللہ بن عباس سے چاہن کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد وہ سال بعد مسیق بن آدم کی زبان (جس کی لغوی معنی ہیں: زبانِ آدم) سے جو کلام انہیں آج بھی وحی ہو چکا ہے وہ اسے کہہ کر مہربان ہو گیا تو عرب کے حضور وہ پورے شہر اہل اس کی خدمت میں مبارک باد اور تحنیت کے لئے حاضر ہوئے اور قریش کے وفد میں عبداللہ بن عباس بھی شامل ہوئے۔ یہ وہی عبداللہ بن عباس ہیں جو عاتق بن ابی اسد وغیرہ کے حضور قریش کے سربراہ اور دو لوگ تھے لوگ "منہ" میں آئے تو معلوم ہوا کہ وہ "اہل غراند" میں ہے۔ جس کا ترجمہ عربی میں اہلِ اہلسنت ہے کیا ہے۔

وَأَسْرَبَ عَلَيْنَا لَحْجًا مُرْتَفَعًا لَيْسَ رَأْيُكَ طَعْدَانِ دَارَ مَنْكَ مَحَلَّلًا

چنانچہ "ناس غدا" میں اس کے پاس اجازت طلب کرنے والا حاضر ہوا اور اس نے غدا کی حیثیت اور غدا و منہات سے سیف بن آدمی پر ان کو گواہ کیا تو اس نے ملاقات کی اجازت دے دی۔ عید المطلب نے وہاں میں داخل ہو کر بات کرنے کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا اگر آپ میرے سامنے بات کر سکتے ہیں تو اجازت ہے، چنانچہ میرا خطاب لے لیا، بادشاہ سلامت غدا نے آپ کو بلند مرتبہ عطا کیا، یہ عالمی مقام مرحمت کیا، باطنی منزلت سے غدا اسے مشرف خاندان میں پیدا کیا، باطنی خاندان سے میں نمودار کیا، جس کے کچھ مشرف کی اساس زمین پر ہے اور شاخ ملک

کی لاش سے حجاب اتر رہا ہے چاقو صحت سے اچھا ہے قبر لڑتے اتر چکے ہیں اور وہ کل ہوتا ہے کیا ہوئے والا فرار ہوتا ہے دیکھ آوی
کی لڑائی تھی تو انھیں کاغذ سے نہ جانتے تھے کہ وہ ساقی ہوتا ہے اور ان کا قصہ ہوتا ہے کہ وہ وہاں جاتی وہاں وہاں پر توین تخت کا مالک ہے کہ ان کی
اور تو اس کا وہاں اپنے سے مصالحت اسراحت کرنا چاہتے تھے زندہ رہا ہے کہ اسے پھر اس کے کہا

شہادت النبیین
واورک المبری
فلو لم لا ملک من الامم واحدا
ولا مہل الا السی السموات والارض
لم یمل السی اولی السموات والارض
معدن فی السی لای علی احمر النضر
نظر من ان عینہ من عینہ
عینہ السی السی السی السی
فان لم تک الاہم ابلیس حیدر السی
وہم من السی والسی من السی

"میں آل قرنی کی جنگ میں اسیروں کی طرف سے کھاتے ہوئے اور اللہ کے کتاب نے ان کی توجہ سے متاثر کر دیا۔ یہ جاننا
اور جو وہاں کی اور کھاتے کا اچھا ہوتا ہے اور پھر ہے اللہ تعالیٰ کی امت جس سے تم اور جیو گناہ کر دیا وہ میری نفس کو بڑا لایا
تک پائی رکھے گا۔ پھر اپنے والے کی پھر کھاتے ہوتے ہیں آل مروان مامری آتھیں لڑائی میں ان کی۔ ان کو وہ کھاتے رکھے گا
جس نے کھاتے سے بڑا کرنا ہے اور پھر کے ساتھ ہے بل کوئی جو نہیں۔"

فان السی السی السی السی
علی السی السی السی السی
ان السی السی ان السی السی
السی السی السی السی السی
اذا السی السی السی السی
السی السی السی السی السی
السی السی السی السی السی
السی السی السی السی السی

"قرش پر ہمارا ہے جو ہر چیز کو خوب جانتا ہے کیا میری قوم کو معلوم نہیں کہ اللہ کا ایک پیغام ہے جس سے عید اور ایک
لوگ ہم وہ وہاں کے۔ جب آل غالب سے ایک نئی بیوٹ ہو گا تو میں جو پھر ہو گا کہ وہاں میں واقع ہے اس وقت
تم اپنے علاقہ میں اس کی دعا کرو اسے نئی عام اب ایک سعادت اس کی دعوتیں مقرر ہے۔"

نبی آوریں۔ یہ اللہ کی بعثت کا اقرار امام بلذری رحمہ اللہ نے حضرت امین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

حضرت عمر کا غنہ و غنا صحیح ہوتا تھا ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ ایک مسکین داخل آرائی آپ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرا غنہ و غنا مجھ پر غصہ نہ ہو تو یہ شخص اپنے چٹیلہ بن قحطام سے بوجہ جاہلیت میں کا ان تھا تو شرم فرمایا کیا اس کو بلا دوں یا نہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مذکور ہوا ہلاکت کی اس نے کہا کہ مجھ سے آج تک مائیں ہاتھ کی لے نہیں کی ہاں اگر اس نے یا اعتراض کیا کہ میں واقعی جاہلیت میں کا ان تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کے جن کا عجب خداوند کو ن سنا ہے اس سے کہا میں ایک روز بازار میں تھا تو وہ مسکین میرے پاس پہنچا ہوا تھا ان

وَاللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَسَلَامًا
وَمَا مَعَكُمْ مِنْ بَعْدِ الْكَلَامِ
وَاللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَسَلَامًا
وَأَمَّا

”کیا تو نے جنت کو دوران کی نامیدی نہ کر لی کی کو بیٹے سے بعد کسان کا بلی ساروں اور پشت پر حق کے ساتھ چمت نہ کیا تو نہیں دیکھا؟“

حضرت عمر نے کہا میں نے صحیح کہہ دیا میں بھی ایک دفعہ حق کے پاس سوار تھا کہ ایک آدمی مجھے لے کر آیا پھر اس کو نہ رخ کیا اس کے بعد سے انکی پلندہ آواز آتی جو میں نے بھی نہ سنی تھی اور آواز یہ سن رہا جلیج لمر جلیج و جعل فصیح یقول لا الہ الا اللہ، اس طرح ایک مرتبہ کام ہے کہ ایک شخص انسان لا الہ الا اللہ کہتا ہے جس وہاں سے خدا نہ کر لیا۔ کہو نہ جہنم میں کیا کہو صحیح انسان کی یہ اسلام میں ہے۔ (غیر ذہب البعاری)

سوار بن قحطام۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ ایک کن سوار بن قحطام یہ مذہبی یا سیدی ”سرا“ کے واسطے ہوا کہ ایک شہد تھا اور ابن مسعود بن جبر رضی اللہ عنہ اور ابو جعفر محمد بن علی اس سے روایت بھی بیان کرتے ہیں اور بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ میں علقہ اعدا بن دوحہ براہی رحمۃ اللہ علیہ و غیرہ نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے عثمان و قاضی نے محمد بن کعب ثقفی سے کیا ہے کہ ان کا شمار ”اشرف یمن“ میں تھا یہ ابو حاتم نے ”ذلائع“ میں ذکر کیا ہے اور یہ بیان متعدد اساتذہ سے منقول اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے طریق ہے محمد بن اسحاق احمد اللہ بن کعب ثقفی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں لوگوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عربی آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے مسجد میں آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہو کر فرمایا یہ شخص یا تو مشرک ہے یا بھی از اسلام کا کہن تھا وہ شخص سلام کہہ کر بیٹھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: مسلمان ہو؟ تو اس نے کہا ہاں، اسے میرا کیا تم المؤمنین۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم جاہلیت میں کا کہن تھے اس نے کہا سبحان اللہ! آپ میرے متعلق دو گمان ہیں اور آپ نے مجھ سے میرا طرز کا سلام اختیار کیا ہے جو شراب آپ نے کسی سے بھی اختیار نہ کیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی یاد ہم تو کھل از اسلام اس سے بھی بدترین حال میں تھے کہ بتوں کے پرستار دوران کے ملوہ تھے یہاں تک کہ ان کو کوفی نے ہمیں اسلام سے باز کیا تو اس شخص نے کہا ہاں میں جاہلیت میں کا کہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے من کی کوئی بات نہ سنا تو اس نے کہا کہ اسلام کے ظہور سے قریب ایک سو چتر جن نے تجھ سے کہا: اللہ مگر اسی طلوع و غروب و انبساط و انقباض و لحوہ و لہو بالانقلاب و احلاص و احلاصہ اور کثر جہنم، ہے ان اسحاق کہتے ہیں یہ کام کچھ اور دوروں سے شاعر گویا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاہلی میں تھے قریش کے چند افراد کے ہمراہ ایک بے گناہ جو جو عاقبتی نے چھڑا دیا کیا وہم اس کے گشت کی تقسیم کے جتنے تھے کہ بچ ایک میں سے اس کے بعد سے میرے ”داد“ کی کہی نہ تھی یہ اسلام کے ظہور سے قریب ایک سو چتر ہوا کہ اللہ ہے وہ آواز یہ تھی: ہذا رب امریخ، میں شیخ یقول لا الہ الا اللہ اور بقول ابن دینار و القلاب بن: و جعل فصیح بلسان فصیح یقول لا الہ الا اللہ (۶۷) کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے (مجلس نے یہاں شاعر چمچے۔

میں نے کہا بھڑے، مجھے سوئے دے تم میری رات بھر آیا اور اس نے بیچ مار کر کہا سلام کرنا اور پھر میری ہات پر غور کرنا اور پھر اسے صلیب و صلیب ہو لوئی ابن غالب سے ایک رسول بھیجے جو اللہ اور اس کی عبادت کی طرف بلاتا ہے، پھر اس نے کہا۔

عَجَبْتُ لِمَا جِئْتُكَ بِهِ
وَمَا لَمْ يَكُنْ لِي بِكَ بَلَامَةٌ
لَهُدًى لِي مَكَانَ لِي هُدًى
مِنْكُمْ لِي لِي كَمَا لِي مِنْكُمْ
فَلَوْ حَمَلَ لِي السُّلْطَانُ مِنْكُمْ
وَأَمَّا بَعْدُ لِي لِي لِي لِي

”میں نے جتنا دیکھا ان کے اور ان کے قلعہ میں پر حیرت کا اظہار کیا جو تم کی طرف رشہ و ہدایت کے لئے کو رہت
ہیں ان کا بھڑا ہوا پاک پید کی طرح نہیں، آل ہاشم کے صحت و صحت کی طرف چھوڑ دینی آٹھوں سے ان کا سر اور چھوڑ دینا
یہ سن کر میں اٹھا کر لڑنے لگا تو دینی نے میرا دل کھل دیا ہے، پھر میں نے ہار کر تھا یا رسول اللہ ﷺ کہ میں مجاہد کے درمیان ہٹ کر ایضاً
فرمانے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا کام ہمت فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: کہو چنانچہ میں نے کہا۔

أَلَا لِي لِي لِي لِي لِي
وَمَا لَمْ يَكُنْ لِي بِكَ بَلَامَةٌ
لِي لِي لِي لِي لِي
أَتِيَاكَ وَبَوَّلَ لِي لِي لِي
فَتَسْتَبْرَأُ لِي لِي لِي لِي
لِي لِي لِي لِي لِي
فَتَسْتَبْرَأُ لِي لِي لِي لِي
وَأَتِيَاكَ لِي لِي لِي لِي

”میرا نام راز (یعنی جن) رات بھگ جائے اور سو جانے کے بعد آیا اور جو میں بتا رہا ہوں اس میں وہ جھوٹا نہیں۔ اتنا اتر میں
رات اس کا یہ کہتا تھا کہ میرے پاس کوئی ابن غالب کی طرف سے ایک رسول آیا ہے۔ میں گولہ ہوں کہ اللہ کے حوالہ پر چچ
زوال نہ ہو اور میرا غالب آئے والے سے جھجکا داسون ہے۔“

وَأَتِيَاكَ لِي لِي لِي لِي
لِي لِي لِي لِي لِي
لِي لِي لِي لِي لِي
وَأَتِيَاكَ لِي لِي لِي لِي
وَأَتِيَاكَ لِي لِي لِي لِي
وَأَتِيَاكَ لِي لِي لِي لِي

”وہ آپ کو آج، ان کی قسمت اللہ کی طرف قریب ہیں۔ اب اگر وہ اور اہل آپ، وہ اہل آپ کے لئے لگا، اسے ہر چھنے والے
سے بچاؤ، آپ نازل ہوئے، اسلحہ کا نام کی اللہ عزت کا تم فرمائیں اگرچہ وہ کتنے ہی دشوار ہوں۔ اُس روز آپ میرے شیع
ہوں جب آپ کے پیغمبر سواروں کی سٹارشی لی سٹارشی ہوئے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ کو اس کا بہ کرام ملنی لگے تو یہ اشعار کہیں نہ کہیں سرورِ کائنات اور فرما سوتے ہیں کہ چھ سے چھک اشعار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ میری وہ چار روئیں کہ یہ روایت آپ سے بلاشبہ سنوں، کیا آپ بھی وہ جن کو آپ کے پاس آتا ہے؟ تو اس سے کہا جب سے میں نے قرآن کی تلاوت شروع کی ہے وہ اشعار یا اہلِ شگاہ جنات کی صدا سے بھیجے۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک روز قس و سح سے کھلم کھلا کر یہ اشعار سن کر تعجب و حیرت سے رہ گئے تھے کہ وہ تو قرآنی (آثار و افلاک نہیں) تو انھیں "آلِ قرآن" کا سبب عمر سے ان پر ان فصیح سے ملنے لگی، یہ کہ جب کہ اللہ نے انھیں "وہ نہیں" کہ یہ حدِ قطع بنا اور جہاں ہی کی روایت عمر رضی اللہ عنہ سے ان پر یہ حدِ قطع ہے کہ انھوں نے قرآن سے انھیں ملنے والے عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے والے اشعار۔

مکہ کا ارادہ..... "بہو تعجب نہ ہو کہ خراگلی، مہاجر خراگلی، خراگلی میں روایت کرتے ہیں کہ وہ ان کا رہنے والا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے کہا سوا! تمہیں خدا کی قسم ہے یہ بات سنا کر کیا تم نے بھی کہا تھا کہ کا کام کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: اسے میرا بھائی نہیں! یہ بات کہا بہت تعجب غرہ ہے آپ کی وہم و گہم میں سے اس کی غلط بات کہیں کی جیسے تھمتے تھی۔ یہ تو میرا بھائی نہیں نے کہا، اسے سوا! اس کے لڑکے کا نام کاہلہ رکھا تو آپ کی ایسے ہیست بہت معلوم ہوئی ہے تو اس نے کہا: ہاں! اللہ وہ چاہتا تھا میں سے ہے جو عمر رضی اللہ عنہ سے تھا۔ یہ ہے؟ اس نے کہا میں رماہ جاہلیت میں کاہلہ تھا، میں دیکھ رات سورا تھا کہ میرا بھائی اس نے یہ جہیز لڑکے کا سوا! اس طرح میں کہتا ہوں۔ میں نے کہا: کہو کیا بات ہے؟ تو اس نے جواب دیا:

عَجِبْتُ لِمُحِبِّهِ وَالْحَمْدُ لَهُ
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ
 وَهُوَ الَّذِي مَكَرَ اللَّهُ فِيهِ لِي
 مَعَهُ وَمَنْ يَخِفْهُ لِرَحْمَتِهِ
 أَلَّا يَحِلَّ فِي الصَّلَاةِ مَنْ مِثْلِهِمْ
 أَمَّا بَعْدُ فَيَسْأَلُكَ اللَّهُ رَأً

میں نے جیسا کہ آپ یاد رکھیں اس کی بات کو کوئی نصیحت نہیں دی، دوسری بات پھر وہ آیا اور میرا دماغ نہ کھڑا ہوا، اس وقت میں نے کہا: سنا ہے تو اس نے کہا:

عز وجلت لعلهم يحسنون ويحفظون
وحيثما كانوا لم ينسوا الله
فهم على الهدى
فما كان من ذلك الا انهم
لما ارسل اليهم الرسول
من قبلك

”یہ سن کر مجھے کچھ تعجب ہوا اور میں سو گیا تیسری رات بھی اس نے حسبِ معمول چاکر کر کہا، سہولتا اچھلتا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کیا، ”تو اس نے کہا کہ کدھ میں نئی ٹھاہر ہو چکا ہے۔ وہ اللہ کی عبادت کی رحمت دیتا ہے، ان سے جا کر سولہ سو عریضہ تہذیب میں کہتا ہوں۔“

تو میں نے یہ سنا تو اس نے کہا

تبرکت لیلہ جن و تنہا ہزارہا
درمہدہ المہر میں اکوڑا ہا

١٥٠
 ١٥١
 ١٥٢
 ١٥٣
 ١٥٤
 ١٥٥
 ١٥٦
 ١٥٧
 ١٥٨
 ١٥٩
 ١٦٠
 ١٦١
 ١٦٢
 ١٦٣
 ١٦٤
 ١٦٥
 ١٦٦
 ١٦٧
 ١٦٨
 ١٦٩
 ١٧٠
 ١٧١
 ١٧٢
 ١٧٣
 ١٧٤
 ١٧٥
 ١٧٦
 ١٧٧
 ١٧٨
 ١٧٩
 ١٨٠
 ١٨١
 ١٨٢
 ١٨٣
 ١٨٤
 ١٨٥
 ١٨٦
 ١٨٧
 ١٨٨
 ١٨٩
 ١٩٠
 ١٩١
 ١٩٢
 ١٩٣
 ١٩٤
 ١٩٥
 ١٩٦
 ١٩٧
 ١٩٨
 ١٩٩
 ٢٠٠
 ٢٠١
 ٢٠٢
 ٢٠٣
 ٢٠٤
 ٢٠٥
 ٢٠٦
 ٢٠٧
 ٢٠٨
 ٢٠٩
 ٢١٠
 ٢١١
 ٢١٢
 ٢١٣
 ٢١٤
 ٢١٥
 ٢١٦
 ٢١٧
 ٢١٨
 ٢١٩
 ٢٢٠
 ٢٢١
 ٢٢٢
 ٢٢٣
 ٢٢٤
 ٢٢٥
 ٢٢٦
 ٢٢٧
 ٢٢٨
 ٢٢٩
 ٢٣٠
 ٢٣١
 ٢٣٢
 ٢٣٣
 ٢٣٤
 ٢٣٥
 ٢٣٦
 ٢٣٧
 ٢٣٨
 ٢٣٩
 ٢٤٠
 ٢٤١
 ٢٤٢
 ٢٤٣
 ٢٤٤
 ٢٤٥
 ٢٤٦
 ٢٤٧
 ٢٤٨
 ٢٤٩
 ٢٥٠
 ٢٥١
 ٢٥٢
 ٢٥٣
 ٢٥٤
 ٢٥٥
 ٢٥٦
 ٢٥٧
 ٢٥٨
 ٢٥٩
 ٢٦٠
 ٢٦١
 ٢٦٢
 ٢٦٣
 ٢٦٤
 ٢٦٥
 ٢٦٦
 ٢٦٧
 ٢٦٨
 ٢٦٩
 ٢٧٠
 ٢٧١
 ٢٧٢
 ٢٧٣
 ٢٧٤
 ٢٧٥
 ٢٧٦
 ٢٧٧
 ٢٧٨
 ٢٧٩
 ٢٨٠
 ٢٨١
 ٢٨٢
 ٢٨٣
 ٢٨٤
 ٢٨٥
 ٢٨٦
 ٢٨٧
 ٢٨٨
 ٢٨٩
 ٢٩٠
 ٢٩١
 ٢٩٢
 ٢٩٣
 ٢٩٤
 ٢٩٥
 ٢٩٦
 ٢٩٧
 ٢٩٨
 ٢٩٩
 ٣٠٠
 ٣٠١
 ٣٠٢
 ٣٠٣
 ٣٠٤
 ٣٠٥
 ٣٠٦
 ٣٠٧
 ٣٠٨
 ٣٠٩
 ٣١٠
 ٣١١
 ٣١٢
 ٣١٣
 ٣١٤
 ٣١٥
 ٣١٦
 ٣١٧
 ٣١٨
 ٣١٩
 ٣٢٠
 ٣٢١
 ٣٢٢
 ٣٢٣
 ٣٢٤
 ٣٢٥
 ٣٢٦
 ٣٢٧
 ٣٢٨
 ٣٢٩
 ٣٣٠
 ٣٣١
 ٣٣٢
 ٣٣٣
 ٣٣٤
 ٣٣٥
 ٣٣٦
 ٣٣٧
 ٣٣٨
 ٣٣٩
 ٣٤٠
 ٣٤١
 ٣٤٢
 ٣٤٣
 ٣٤٤
 ٣٤٥
 ٣٤٦
 ٣٤٧
 ٣٤٨
 ٣٤٩
 ٣٥٠
 ٣٥١
 ٣٥٢
 ٣٥٣
 ٣٥٤
 ٣٥٥
 ٣٥٦
 ٣٥٧
 ٣٥٨
 ٣٥٩
 ٣٦٠
 ٣٦١
 ٣٦٢
 ٣٦٣
 ٣٦٤
 ٣٦٥
 ٣٦٦
 ٣٦٧
 ٣٦٨
 ٣٦٩
 ٣٧٠
 ٣٧١
 ٣٧٢
 ٣٧٣
 ٣٧٤
 ٣٧٥
 ٣٧٦
 ٣٧٧
 ٣٧٨
 ٣٧٩
 ٣٨٠
 ٣٨١
 ٣٨٢
 ٣٨٣
 ٣٨٤
 ٣٨٥
 ٣٨٦
 ٣٨٧
 ٣٨٨
 ٣٨٩
 ٣٩٠
 ٣٩١
 ٣٩٢
 ٣٩٣
 ٣٩٤
 ٣٩٥
 ٣٩٦
 ٣٩٧
 ٣٩٨
 ٣٩٩
 ٤٠٠
 ٤٠١
 ٤٠٢
 ٤٠٣
 ٤٠٤
 ٤٠٥
 ٤٠٦
 ٤٠٧
 ٤٠٨
 ٤٠٩
 ٤١٠
 ٤١١
 ٤١٢
 ٤١٣
 ٤١٤
 ٤١٥
 ٤١٦
 ٤١٧
 ٤١٨
 ٤١٩
 ٤٢٠
 ٤٢١
 ٤٢٢
 ٤٢٣
 ٤٢٤
 ٤٢٥
 ٤٢٦
 ٤٢٧
 ٤٢٨
 ٤٢٩
 ٤٣٠
 ٤٣١
 ٤٣٢
 ٤٣٣
 ٤٣٤
 ٤٣٥
 ٤٣٦
 ٤٣٧
 ٤٣٨
 ٤٣٩
 ٤٤٠
 ٤٤١
 ٤٤٢
 ٤٤٣
 ٤٤٤
 ٤٤٥
 ٤٤٦
 ٤٤٧
 ٤٤٨
 ٤٤٩
 ٤٥٠
 ٤٥١
 ٤٥٢
 ٤٥٣
 ٤٥٤
 ٤٥٥
 ٤٥٦
 ٤٥٧
 ٤٥٨
 ٤٥٩
 ٤٦٠
 ٤٦١
 ٤٦٢
 ٤٦٣
 ٤٦٤
 ٤٦٥
 ٤٦٦
 ٤٦٧
 ٤٦٨
 ٤٦٩
 ٤٧٠
 ٤٧١
 ٤٧٢
 ٤٧٣
 ٤٧٤
 ٤٧٥
 ٤٧٦
 ٤٧٧
 ٤٧٨
 ٤٧٩
 ٤٨٠
 ٤٨١
 ٤٨٢
 ٤٨٣
 ٤٨٤
 ٤٨٥
 ٤٨٦
 ٤٨٧
 ٤٨٨
 ٤٨٩
 ٤٩٠
 ٤٩١
 ٤٩٢
 ٤٩٣
 ٤٩٤
 ٤٩٥
 ٤٩٦
 ٤٩٧
 ٤٩٨
 ٤٩٩
 ٥٠٠
 ٥٠١
 ٥٠٢
 ٥٠٣
 ٥٠٤
 ٥٠٥
 ٥٠٦
 ٥٠٧
 ٥٠٨
 ٥٠٩
 ٥١٠
 ٥١١
 ٥١٢
 ٥١٣
 ٥١٤
 ٥١٥
 ٥١٦
 ٥١٧
 ٥١٨
 ٥١٩
 ٥٢٠
 ٥٢١

مشرک تھا ہی کی والدہ زینب بنت عبد اللہ بن عبد بن خویلد (کیے تھے خیران) تھیں اس کے اسوں میں صامت، یعنی صاحبہ اور بی بی حیرہ تھیں۔ یہ بت کی تھیں کہ حضرت محمدؐ نے ان سے دعا کی ہے کہ ایک روز تم کے پاس ایک جانور لائے گا، بت سے آواز آئی اے ماہران سلو، صبرت ہو گی، کیونکہ خیر خدا پر اور شر خدا ہو گیا ہے۔ "سحر" سے ایک نبی اللہ کے پیغمبر ہیں کے ساتھ سموت ہو گیا ہے اور سحر سے ترش ہو بت کو کر دے اور سحر کی حرمت سے محفوظ رہے گا، جیسے یہ کہ بڑی پریشانی اور جراتی ہوئی چھوٹا بڑا ایک جانور لائے گا اور سحر سے آواز آئی، میری طرف متوجہ ہو ایک مجلس بت میں یہ نبی سموت، اللہ کی طرف سے حق نیا ہے اس پر ایمان لاؤ، آگ کی حرمت سے محفوظ رہو گے ایسی آگ کہ بڑھن و جڑے۔

پھر ماہران یا ایک عجیب و غریب واقعہ تھا اور میرے ایک عقیدہ کا منکر تھا۔ ایک مجازی کیا اسم نے یہ چھ کوئی نئی خبر نائے ہو اس نے کہا احمد کا پھر ہو چکا ہے۔ بڑے ایک سے کہتا ہے اللہ کی طرف بلانے والے کی بات، انوار میں سے کہا جی بات عمر نے بت سے سنی تھی۔ چنانچہ میں نے بت کر دیا اور یہ کہ وہ پادرمیہ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اللہ تعالیٰ نے میرا عین سلام کے لئے کھول دیا اور میں نے مسلمان ہو کر کہا:

كُنْتُ رَجُلًا جَاهِلًا لَا وَكَلَاءَ لَنَا

وَمَا نَطْلُبُ إِلَّا جَنَّةَ لَدُنْكَ

فَلَا تُخْلِفْ عَمَلِي هَذَا يَا مَنْ هُوَ أَجَلُنَا

وَلَمْ يَكُنْ جَنَّتِي مَنِّي عَمَلِي بِسْمِ

بِأَوَّلِهِ يَا مَنْ عَمِلُ عَمْرٍو أَحْوَجُهَا

فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَدُنْكَ رَجُلًا جَاهِلًا لَا وَكَلَاءَ لَنَا

"میں نے" یا "جو" بت کو پاس پائی کر دیا، تھارا ایک، رب تھا اور گرائی کی جڑ سے اس کا طواف کر۔ تھے، ہونے لگی۔ ان میں گرائی سے بچا یا جان کا دین میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا، اسے جانے والے امر و اور اس کے بھائیوں (نبی صامت، نبی طاس) کو بتائے کہ "جو شخص" یا "جو" کو کھانا کھاتا ہے جس میں کافر ہوں۔"

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (اے میں) میں صبر کا شوق نہیں ہو، جو توں کا دعاء ہی، شراب کا ریا ہیں، اسم تھا سالی کا دھک ہو مجھے سال ہوئی، اور کبیر میں بھی ختم ہو گئی، میں لاؤں ہیں، دعا فرمائیے کہ اللہ بھلاں۔ سے بڑے ہزار کرو ہے شرم و حیا مٹا کر وہ اور مجھے نیک لگاؤ ہے جو وہ سے فر رسول اللہ ﷺ نے وہ فرمائی: یا اللہ اس کو کفر و سرور کے بجائے قرآن کی طروت کی توفیق، سے حرام کے بجائے طاعت کی خواہش پیدا کر، برکاتی کے بجائے صحت و پاک دہائی سے اسکا دل کو روز بخلاؤ و مٹا کر، وہ کیجئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی دعا توں کی، میں بدکاری و بد کرداری سے باز آ گیا، لہذا عرض دل ہو گیا، میں نے چار شاہ، پانی کش، نصف قرآن منہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک چار حین میں، ماہران خطا کیا اور میں نے کہا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانِي لِهَذَا وَمَا كُنْتُ مِنَ الْمُهْتَدِينَ

لَا تُخْلِفْ عَمَلِي هَذَا يَا مَنْ هُوَ أَجَلُنَا

وَلَمْ يَكُنْ جَنَّتِي مَنِّي عَمَلِي بِسْمِ

بِأَوَّلِهِ يَا مَنْ عَمِلُ عَمْرٍو أَحْوَجُهَا

فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَدُنْكَ رَجُلًا جَاهِلًا لَا وَكَلَاءَ لَنَا

وَمَا نَطْلُبُ إِلَّا جَنَّةَ لَدُنْكَ

"یا رسول اللہ! آپ کی طرف میری ساری مبادیوں کو جمع کرتی آئی ہے، ان سے عمارت تھکے، چنانچہ آپ میری خطا سے کہیں کہ میرا رب مجھے بخشے اور میں کا حساب لیں، میں نے اللہ کی خاطر طاعت کی ہے، میں کی جانے میری رائے نہیں اور انسان کا طریقہ میرا طریقہ ہے۔"

وَكُنْتُ امْرُؤًا بِالْمَعْرُوفِ الْمَهْرُ مَوْلَانَا
 هَلْ لِي حَقٌّ فِي ذَنْبِ حَبِيبٍ مَوْلَانَا
 هَلْ لِي بِالْمَعْرُوفِ عَرُوفَانَا
 وَبِالْمَهْرِ امْرُؤًا بِالْحَصْنِ لِي فَرَجِي
 هَلْ لِي حَقٌّ فِي ذَنْبِ لِي الْجَهْدِ وَلِي هَبِي
 هَلْ لِي مَا مَوْسِي وَلِي مَا حَبِي

”میں صہ شباب میں شراب اور زنا کا ربا تھا یہاں تک کہ میں نے جنم کوست اور خواب کر دیا اس نے مجھے شراب کے خمار کے لئے خوف اور خشیت عطا کی اور زنا کے بدلے پا کھڑی اور میری شرم بگاڑ کر کہ کر دیا میرا قصد و رادہ وہ جہل کے لئے وقف ہے اللہ ہی کے لئے میرا رزق اور رنج ہے۔“

جب میں اہل قوم کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے طعن و طعنت کی اور بوجھل کھلایا ایک شاعر نے میری بھڑکوائی میں نے سوچا کہ ان کی بھڑکوں تو اپنی ہی بھڑکوں کا۔ چنانچہ میں نے سنا کہ ہوا کیا مجھے ان کی امداد تک خبر پہنچی چنانچہ میں نے کہوئی اس پر اس کا ٹھکان تھا اس نے انہوں نے مجھ سے اتفاق کی ساسے امی غلام میں نے آپ کی طرف طرف گیری کی اور آپ کے قصد کو گوارا سمجھا کرتا رہے دیکھیں یہی کیا کام رہتا ہے یہ تو کوئی سفاقت نہیں دیکھیں پلے آؤ گم کے سوسرہ انجام دیا ہے دین پر قائم ہو چنانچہ میں نے ان کے امر کا انکار کیا تو ان میں چلا آیا اور یہ کیا:

لَا تَكْفُرْ بَعْدَ مَا كُنْتُمْ مِلًّا
 لَا يَفْطِنُ الظُّلُمُ انْ يَكُنْ مَعَالِيكُمْ
 وَكُلُّكُمْ حَمَلٌ بِفَنِي عَمَّا يَفْطِنُ
 فَاهْرَقْنَا مَدْحَكُمْ عَنْ كِبَرِكُمْ
 فَيَحْبِبُوا مَدْحَ لِي خُشْعَانًا لِي
 مَا لِي الْقُلُوبُ عَلَيْكُمْ فَانْقَلَبُوا غُرُ
 وَفِي الْقُلُوبِ كَمِ الْفَضْلِ اَوْ الْاَعْنَ

”اے میری قوم! جو ہمارے ہم سے بغض رکھنا چاہتے تھے ہمارے ہمارے ہمارے ہم سے بغض رکھنا چاہتے تھے اور زکوٰۃ اور دھوکہ کی طرح ہے ہمارے یہ جیوں کو لوگ اہمیت نہیں دیتے جبکہ طاعتی کن ہیں کو ہر کوئی اہمیت دیتا ہے ہمارا شاعر ہم سے اور گزرتا ہے اور تمہارا شاعر ہمارے ہمارے میں بغض ہوتا ہے اور چاہے انسان ہے خوب چاہے لوگ ہمارے جیوں میں تمہارے حقیقی کوئی قصاص کہیں نہیں اور تمہارے جیوں میں ہمارے خلاف کیے تھے اور بغض رکھتا ہے۔“

صورت ذراں کہتے ہیں کیا فلاں سب کا اللہ تعالیٰ نے اسامی کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

یہ فقہاء و شیعہ ہیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی خبر ایک عورت کو جن کے ذریعے معلوم ہوئی وہ سفید پرچہ سے کی شکل میں آ کر ان کی دیوار پر چسپاں کیا اس عورت نے کہا اللہ سے قریب کیوں نہیں آتا کہ ہم آپ کی بیعت میں کچھ مال دل گئے تو اس نے کہا کہ میں ایک بیعت ہوا ہے جس نے ذرا کو حرام قرار دیا ہے اور طاعت کو مجھن لیا۔ واللہ علی ما نزل۔ انہیں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی خبر سب سے پہلے وہ یہی ایک عورت ”فاطمہ“ کے جس نے پوچھنا کیا وہ اس ایک مرد آیا اور وہ چار پر کھڑا ہوا اس نے کہا: مجھے کیوں نہیں آتا؟ اس نے جواب دیا بالکل مجھے بتا دے گا کہ تو ایک رسول مبعوث ہوا ہے جس نے ذرا کو حرام قرار دے دیا ہے۔ بعض دوسرے تابعین نے بھی ایسی کوئی بیان کیا ہے اور اس میں کلام ”اکن اولادنا“ آیا ہے اور اس میں حرج یہ ہے کہ ایک مدت تک اس سے غائب

لَا تُكْفِرُ بَرًّا وَلَا فَاجِرًا ۚ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ يَتْلُو آيَاتِ اللَّهِ

”اے مومن! جو ان کو رسول کہہ دو گے تو ان کی نفی ہو کہ جو ان کو نبی کہہ دو گے تو ان کی نفی ہو۔ انہیں یہ کیا ہو گیا؟ کہ حجت زور ہوئے ہو یا تم ان کو کہہ رہے ہو کہ وہ رسول ہیں؟ ان کو خود کہہ دیں کہ وہ رسول ہیں یا کہ ان کے کہنے سے ان کے کہنے سے ان کی نفی ہو۔“

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ

وَصَلِّ عَلَىٰ سَائِرِ رُسُلِكَ اَللّٰهُمَّ

اَعِزَّ ذِي حَكَمٍ مِّنَ الْاَحْكَامِ

بِاَدْرِ بَلَدِ طُورٍ وَوَالِدِ عِلْمٍ

وَالْمَدِينَةِ الْمَحْمُودَةِ الْمُنِزَلَةِ

وَبِزَّجْرِ الْمَنَازِعِ عَنِ الْاَعْيَانِ

وَالْمَسْرُوعِ وَالْاَوَّلَانِ وَالْعَوْرَمِ

مِنَ الْاَقْصَىٰ لِيَسْهُوَ فَرْدٌ

مَعَهُ الْاَقْصَىٰ فَلَئِنْ لَّمْ يَكُنْ

”اللہ نے اس نام اور اس کو رسول کی تعلیم دیکھی کہ یہ سب احکام میں اختلاف پر ہے۔ نماز اور حج پر بھی اختلاف ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ رسول ہیں۔ ان کو خود کہہ دیں کہ وہ رسول ہیں یا کہ ان کے کہنے سے ان کے کہنے سے ان کی نفی ہو۔“

یا شہداء! ان کے کہنے سے چلنا ہے۔ یہی طریقہ اسلام کی طرف عزیمت کرنا اور مسلمان ہونے کا ہے۔

دفعہ پنجم میں بھی ایک عجیب واقعہ..... فرنگی مسیحیوں کے ہاں یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض ایسے مسیحی تھے جنہوں کا خواب یہ تھا کہ وہ رسول کے کہنے کا عادی تھا۔ ہوا تاکہ اس میں بھی چاہا تھا۔ مسیحیوں کی حقیقت اور دشواری اور ان کی بے خبری کی حالت و جرات کی خبر سے عرب میں ”فرنگی“ اور ”فرنگ“ (فرنگیوں کا اقرب حاصل کرنے والا) کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے اپنے آقا اسلام کو دیکھا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ وہ رسول کے کہنے کا عادی تھا۔ وہ میدان میں سرزد ہوا تھا کہ مجھے نیچے سے تیار اور میں رسول کے سر کر سولی کے نیچے کا کھینچ کر دوں گا۔ رسول کے کہنے سے ان میں سے ایک نے کہا:

”اَعُوذُ بِعَظِيمِ هَذَا الرَّوْدِ مِنَ الْجَنِّ مِنْ اِنْ اَوْطَىٰ اَوْ اَعَاجَ“

اس لڑکے نے جو یہ کہنے کے ساتھ میں پہلا لنگھوں کے بچھا لیتے سے زبانی کے کلمات سے دوچار کیا ہے۔ میں تو کہہ رہا تھا کہ آپ کا ایک لڑکا ہے جس کی بات میں ہے اور آپ میں غزوئے اس کے ہیں جس میں پہلے چاہتا ہے میں تمہارا کہہ کر کہہ دوں گا۔ میں نے دیکھا کہ یہ لڑکا وہ چاہے جس خواب سے اور وہ تو پہلے پہلے کی طرح خواب تھا۔ یہ رسول میں جاگ گیا۔ اس کے گرد ہوا میں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک لڑکا تھا۔ اس میں وہ دیکھا کہ یہ خواب آیا اور دیکھا کہ اس کی تقریر یہی ہے۔ میں نے ذکر کیا کہ ایک لڑکا تھا (یہ لڑکا جسے خواب میں نظر آیا تھا) کہ اس کے ہاتھ میں لڑکے سے اور ایک لڑکا اس کا ہاتھ سے اس کو کھینچ کر دے گا۔ یہ کہہ رہا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عن لاقاة الإنسی لا تعرض لها
واختر بها ما نشئت من أنوار
ولقد بغالى متك ما لم احتسب
ألا رعبت الرابسی وفعاری
تسمو إليه بحربة مسمومة
لبالغ عذلك يا لها العفار

”اے مالک! رک جا میرا حق میں تھہر پڑے، رک جا۔ اس آدمی کی آغوش سے اس کو نکھان نہ پکچا، اس کے بجائے میری
نیل گاہوں میں سے پتہ کر لے۔ تیرا یہ کام میرے گمان میں بھی نہ تھا، سب کچھ تو گھر گھر آتے اور وہ مداری کا احساس کرتے تو اس
کی طرف نہ ہر پڑا لکڑے لے کر بوجھ دیتے، ماسکایا انتظار، تیرا یہ کام ناکام آؤ۔“

یہ سن کر صف اور جہان نے کہا:

أدبرت أن تعلمو وتحققن ذكركم
فبعضر مسنونة لبنا العجزو
مداكن لبهم مبد لبنا مفسی
أن الخيل صوبو بعرو الاعمال
فأفعد للصدك بما معكبر انما
كسان المسحیر مهلهل بن دثار

”اے ہر شخص! ار کیا تو بلند نہ چاہتا ہے اور بلا وجہ تیری شہرت کو اٹھار کرتا ہے۔ ماضی میں ان کا کوئی رئیس و عظیم نہ تھا، بے
فک ہجرت لوگوں کی اولاد میں بکھر لو اور ہے۔ اسے سن کر تو اپنی راہ لے، اپنا دوسرا دوسرا پتہ پھیل گیا تھا۔“

وہ انہیں سن، شگزی رہے تھے کہ تھی، تھی کا گئے اور وار نہیں، شیخ نے ان کو جو ان کو کہا ہے، اٹھائے اس سرور نہا گیر کی آغوش کے بجائے جو چاہو
پکڑ لو۔ اس تو جو ان نے ایک گائے بکڑی اور ہے کیا۔ پھر مجھے شیخ نے کہا: یہاں اب اسب کسی میدان میں پڑاؤ کرنا اور خطر و محسوس کہ تو یوں پر محسوس
(اعوذ باللہ رب محمد من هول هذا الوائس) ”اس آواز کی ہولناکی سے میں اللہ سے جو رہے تم بھلاستے پندہ مانگتا ہوں“ کسی شخص کی پناہ مت
لو، ان کا اسلحہ ختم ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو اس نے کہا عربی نما ہے، شرقی اور غربی نہیں، بلکہ عالم گیر کیا ہے، مومنان کے دواڑ پہ سوار
ہوا ہے۔ میں نے پوچھا اس کا پاسے کون کون ہے؟ تو اس نے کہا ”افغانستان، عربیہ“۔ جب کچھ ہوئی تو میں نے سفر کا عزم کیا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا۔
رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو پختہ حق میرے ساتھ لے کر ہر اسارا اور آکر بنا اور مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی چنانچہ میں مسلمان ہو گیا۔ سعید
بن جبیر کہتے ہیں کہ کو اللہ کان و حال من الناس، ہوں ہوں ہر حال من اللعن... (آئیے ہمیں کہ بارے میں نازل ہوئی۔)

غیر اللہ سے بنا۔... غزالی (اس کے برعکس بیان کرتے ہیں) (ابراہیم بن اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ داؤد بن حسین، تکریم بابی
مہاس اہل سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی راہی میں درندے کا خطرہ محسوس ہو تو چھوڑ دو اور احوال دیکھنا، سال والحب من شہر الاسد (یہ روایت
مختلف ہے اور نقل ہے بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنات سے جنگ کا بے بنیاد قصد۔... بخاری، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ
عنہ کی جنات کے ساتھ جنگ و جدال کا قصہ بیان کرتے ہیں جو ”عہد“ کے ایک کتبہ کو ”میں پر عمل آیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ آپ کو اپنی رائے کے لئے
بجھا تھا تو جنات نے نہ کٹا چاہا اور ان کی سی توڑی تو علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سارے... یہ قصہ نہایت طویل اور بے بنیاد اور نہایت مکر ہے، واللہ اعلم۔

[illegible]

عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ مَوْلَى
الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ
أَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ النَّبِيِّ
وَأَمِيرُ الْمُسْلِمِينَ

”میرے اپنے کرم و خدمت کی وجہ سے مہمان کی کیا شکایت کی بنا پر محسوس کی طرح رات کو جہان سے ہانڈ تو تو حق اور غلط انداز سے کرتا ہے اور تیری تازگی کی جگہ سے پہلے حوا کے درجے سر سے جدا ہو گا۔“

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 هَذَا كِتَابٌ وَاسِعٌ فِيهِ
 مَا لَا يَحِيطُ بِهِ قَلْبُ
 الْإِنْسَانِ وَلَا يُمْسِكُهُ
 قَلَمٌ وَلَا يَحْصِيهِ عِلْمٌ

”اے نور محمدان! ہم کی کیا نسبت ہے ہم کا سب سے بڑا اور اہم رشتہ جو ہے یہاں۔ کس جنگ کی؟“

پھر اسے انکو کہ مجھے پتہ کھلایا اور کہ ”فندق“ کا اصلی عینک میں سے پتہ چھوڑ دیجئے اس نے مجھے چھوڑ دیا تو میں تھوڑی سی دور گیا کہ میرے حال میں خیال آیا کہ یہ درجہ پچیسویں نمبر پر تھا اب اس پر نو کی گئی تھی اس لئے صورت پہلے سے پانچویں نمبر پر اس کے پاس چلتا تھا اور وہاں مسافر کو ایک ایک نوآں نے پھر ”بیمار“ کے دروازے پر آ کر بیٹھ گیا، وہ مجھے نیچے کھینچ کر لے گیا، ”الحدک“ نام اصلی عینک، جس نے کہ چھوڑ دیجئے اس سے کچھ اب فیمر۔ اس لئے ”جاری“ سے پھر لی مٹھائی اور خوشی کی تمام حالت دیکھنے، عرب کا دستور تھا کہ جب کسی پر صاحب آجاتے تو اس کی خوشی سے مال کھٹ کر دیا جاتا ہے پانچویں نمبر پر آ کر وہ عینک اس کی خدمت کرتا تھا۔

پھر اس نے کہا: مگر وہ اس لیے اپنے ساتھ لے جو بچا رہا ہو۔ یعنی حق سے کوئی غلطی نہیں کی کہ میرا دم اٹھ ارضی اور مجھ پر حکم نہیں۔ چنانچہ وہ ان آدمیوں سے روانہ ہوئے اور ایک حبیب اور خطرناک کمان کھان کھان میں بیٹھ گئے۔ اسی نے بعد ازاں سے "اسلمہ ارضی" اور "محم الاہی" کو کھنسنوں سے تھام لیا۔ تاکہ ان کا غیب ہو سکے۔ پھر ان سے دور اور ایسی کوئی راہ نہ ہو کہ وہ فوراً ایک گھوڑے پر چلے گئے۔ پھر اس نے خبر لی کہ "اسلمہ ارضی" اور "محم الاہی" کو

$$\frac{1}{\sqrt{\pi}} \int_{-\infty}^{\infty} f(x) e^{-x^2} dx = \frac{1}{\sqrt{\pi}} \int_{-\infty}^{\infty} f(x) e^{-x^2} dx$$

نے جو چاہا کر لیا اور کچھ تو شاہد ہے کہ اگر کوئی کان مشاہدہ ہوا، کچھ سمجھتی تھ تو میں تجھے ہوانا کلمات بتا دوں، پھر اس نے کہا:

لا مقام ہذا لکھتہ تعظیم ہا میں غلو حد ولا صباح انا لا

"اے ابن کھو لو اس کو سن سے سے اور صبح نہ سنا ہوا"

حد کہتے ہیں وہ وہاں پہنچی کی طرف غریب زاد سے چلایا، دست پہنچی تو میں نے دیکھا کہ وہاں گھٹ اور سانپ مردہ پڑے ہیں اور مجھے غریب اور شاہد کی کھٹکتو سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ تشریف لے گئے ہیں۔ اؤٹھم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے مکہ کو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی "ایضہ عتہ" میں رحلت کی تو میں کسی ضرورت کے لئے "حضرت موت" روانہ ہو گیا، وہاں سے واپس کے دوران میں راستہ میں کسی جگہ پر پہنچا تو کھاتا کرات کو یہ آواز سن کر ہم گئے:

ایا عمرو تاولی السہود وراح النوم وانقطع الوجود

پھر جو ہم نے مثل سابق طویل فقہ بیان کیا ہے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کا واقعہ... حضرت ابو نعیم قحیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے وقت میں "شام" میں تھا میں نے کسی ضرورت کے لئے سفر کیا جب رات آئی تو میں نے کہا: (اے افسی حو لو عطلو ہذا الوادی اللیلۃ، میں اس شب اس وادی کے غصہ میں ہی کی پڑا میں ہوں، اب میں اس لیت گیا تو میں نے یہ صدا اٹھائی غلی اعدہ بالکھ فان الحسن لا یجیر احد علی اللہ، افسے ہوا، کھ، کیونکہ جنت افسے کی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ میں نے یہ سن کر کہا: اللہ ہی تو کیا کہتا ہے "تو اس نے کہا: افسے تو مگر رسول اللہ ﷺ ہی سے ہو چکا ہے، ہم نے انھوں "میں اس کے پیچھے لیا، اس کی بے رحم اسلام قبول کر کے اس کے ساتھ ہی رہے ہیں۔ روایت کے کہ غریب کی دیکھیں تم وہ جگہ میں ارمان پر انھوں سے انکار ہرستے ہیں تو بھی تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور سلطان ابو جابر تم راہی کا بیان ہے کہ میں نے کہا: "میرا چاہ" میں کہ تمام کو تلاش کیا اور اس سے ملاقات کر کے سارا فقہ عبادت اور اب نے کہا: بات حق اور حقیقت پر میں نے یہ شک وہی حرم نہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جہت کا حرم مدینہ ہو گیا اور یا شیعہ وہ سب انبیاء سے انھیں ہے، اس کے پاس تو اپنا جاب داری کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی رحلت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

"سوانح" بیت۔ حاتم بن اسامہ شامی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم "سوانح" بیت کے ہر پار پر حاضر نہ ہو اور وہاں سے نکلیں گے کہ ہمارے ہم سے کچھ لوگ کا یہ روز شامیابی کے لئے ہو رہا، اسے قریب کیا تو اس بیت کے پہلے سے ایک آواز اٹھ ہوئی کہ جنت کے چھکنے سے تم ہو گئے ہیں ارمان پر حرم ان کے قتل ہرستے ہیں، یہی کی جو سب سے کاتام "اللہ ہے" (اللہ تعالیٰ نے یہ فقہ حقیقی بیان کیا ہے)۔

حضرت راشد رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کا عجیب واقعہ... ابو نعیم راشد بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ "معاذ" میں "سوانح" نامی کتاب تھی، قہر بن ہادی تھماری کی پرستش کرتے تھے، ایک دن بنی قریظہ نے "راشد" کو جلاؤ سے کر "سوانح" کے ارد پار پر بھیجا، راشد کا بیان ہے کہ میں نے سویرے "سوانح" سے اسے آئندہ ہر بیت کے پاس سے گزرا تو اس نے سنا کہ "سوانح" سے یہ آواز آئی یہ نہایت عجیب چیز "اللہ ہے" اور راشد بن عبد اللہ سے اسے ایک کی ظہور ہوا ہے، مجھ سے وہاں رہا تو میں پرچہ لے کر آیا، اسے سے صبح کرتے تھے اسان پر سامان خف کر رہا گیا ہے اور جنت پر حرم سے برساتے جاتے ہیں۔ پھر رات میں ایک اور بیت کے اندر سے آواز آئی "اللہ ہی تو کیا کہتا ہے" اسے ظہور ہو چکا ہے، پھر روز بروز صبح سے اور آواز آ رہا ہے، شکل اور صلی کی کی یقین کر رہے ہیں، پھر ایک اور بیت کے اندر سے آواز آئی

ان الہی وراث النبوة والہدی

بعہد ابن مریم من قریب من ہمد

نسی افسی یجبر ہما منی

وہما یسکون النوم حلفا لوعد

ﷺ نے میرے مسلمان ہونے کی پہلی اطلاع دی، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس جن نے وفاداری کی ہے اور پاس بات کا اہل تھا اور تمام مہمانت میرے گھر پہنچا دیے ہیں۔

”عجم کبیر“ میں طبرانی نے خرم قاضی کے تہذیب و تعارف میں (حسین بن اسحاق بن عیسیٰ بن محمد بن ابراہیم شامی عبد اللہ بن موسیٰ اسکندری، سعید مقبری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خرم بن قاضی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ کو اپنے آقا اسلام کے قصہ سے آگاہ کروں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تو میں نے سارا قصہ سنایا (لیکن اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو استقبال کرنے والا بتایا ہے) میں نے عرض کیا میں فسوس کے آداب سے واقف نہیں تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے فسوس کا طریقہ بتایا میں فسوس کے مسجد میں داخل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ جو چاند کی طرح حسین و جمیل تھے وہ دربار سے تھے جس مسلمان نے یہاں استیجاب نہ کیا پھر شروع و ختم شروع سے نماز ادا کی وہ مٹتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس حدیث پر کوئی کام نہیں کروں میں عبرت ناک مرداوں کا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے شہادت دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی شہادت کو درست قرار دیا۔

ابو نعیم (محمد بن عثمان بن ابی شیبہ محمد بن محمد بن حنفیہ محمد بن حسن) حسن سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خرم بن قاضی کو کہا کہ تم اپنی محبت خدیجہ سے بیعت نہ کرو؟ تو خرم نے گواہی دے کر اللہ کی قسم سنائی۔

”سج“ کی کہ میں آج اور پچھون گولی۔ ابو نعیم، عبد اللہ بن دہیشی سے بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ سچ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جو اس آسمانی کے مشابہ تھا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہاں اللہ تعالیٰ نے سطح فسانی کو ایسے پیدا کیا جیسے گوشت کا ٹکڑا ہڈی پر ہوتا ہے اس میں ہڈی اور پٹھے (“عصب”) کا ہمہ دستان تک نہ تھا سوائے سر کی کھوپڑی کے اور وہ کپڑے کی طرح پاؤں سے منسلک ہے۔ چاہتا تھا اور اس کے اعضا میں سے صرف زبان متحرک تھی، جب اس نے مکہ آنے کا عزم کیا تو اسے سواری پر اڑا کر لایا گیا اس کے پاس چار ترکش آئے (۱) عبد شمس اور (۲) کھاتم پسران عبد مناف بن قصی، (۳) احوص بن غزیر اور (۴) عقیل بن ابی وقاص اور انہوں نے ”آفتاب“ کہا: ”ہم سبھی“ ہیں اور آپ کا استقبال کرتے آداب میں زانی کے لحاظ سے ایک ضروری امر ہے۔ عقیل بن ابی وقاص نے ہندی نکو اور دروغی خبر دے دی کہ حضور پر پیش کیا اور یہ بیت اللہ کے دروازے پر رکھ دیا کہ سچ کو یہ معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔ پھر سچ نے کہا جناب عقیل! اپنا ہاتھ رکھا ہے۔ سچ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے عقیل! ہم سے غلطی چروں کے جاننے والی کی، خطا اس کے غصے والی کی، عہد چروا کرنے والی کی اور کعبہ کی عمارت کی توجہ ایک تختہ لایا ہے وہ ہندی نکو اور دروغی خبر دے اس نے کہا اے سچ! آپ نے بالکل درست کہا۔ پھر اس نے کہا: ہم سے سرت و فرحت لانے والے کی تو سر فروج اور سانی کمان کی، غرض حال اور آسودگی لانے والے کی، عہد اندھے چروے ہوئے کی، گھبراہٹ کے درخت اور اس کے پھل کی بے شک ایک کوا دھم جانب سے گزرا ہے اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ ”بنی سچ“ سے نہیں بلکہ قریش ہیں تو سب نے کہا اے سچ! آپ کے علم و عقل کی وجہ سے آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے، آپ ہمیں مستحقین کے واقعات سے آگاہ فرمادیں، لیکن یہ کہ آپ کو اس کا علم ہو اس نے کہا اب تم نے مطلب کی بات کہی ہے۔ پس سنو اور اللہ کا کھجور پر فضل ہے اے گروہ عرب اتم پر ساندہ ہو اور اصل و سیرت میں تم اور عجم یکساں ہو، عجم ہمارے تم سے تم عجم و عرب ہمارے نسل سے عقیدہ اور دانشور ہیں اور اس کے جوہر ہم کے علم کے طلب گاروں گے، جن کو پاش پاش کریں گے سید سکندر کی شکست پہنچ جائیں گے، ان کو تہ تیغ کریں گے اور مال قیمت بیع کریں گے۔ اور جب مزید روایات کیا کہ اے سچ! کیونکر لوگ ہیں؟ تو سچ نے کہا: ہم سے بیت اللہ کو شوالے کی، اسن اور اس کے کینوں کی تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جن کو تو زمین گے، شیطان کی ہڈی سے من موزیں گے تو خیر پرست ہوں گے اللہ کے بند کی امانت کریں گے، عالی شان عمارت تعمیر کریں گے، جوانوں سے مسائل پوچھیں گے۔

انہوں نے طرح و وضاحت طلب کی کہ اے سچ! یہ کس کی نسل سے پیدا ہوں گے؟ تو سچ نے کہا: انشرف میں سے، انشرف انشرف کی قسم، محمد و شرف تک پہنچانے والے کی قسم، رقیعہ میدان کو تہ و بالا کرنے والے کی قسم، بے حساب افساد کرنے والے کی قسم کہ محمد بن عبد مناف کی اولاد اے! انھوں نے انھوں کے اور ان کے درمیان امتیاز اور اختلاف ہوگا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا جناب سچ! جو سن گولی تو ان کے متعلق بڑی اندوہناک ہے چاہیے بتا دے کہ وہ کس طائفہ میں پیدا ہوں گے؟ تو سچ نے کہا کہ ہم سے زائد جاوید کی عاقبت امتیاز تک پہنچانے والے کی، اسی شہر کے سے ایک نوجوان عجم پر ہوا کہ جہر و شہ

ہولائی کی طرف اپنا ہاتھ کیڑے گا۔ بیاد اترے اور بے ہودہ باتوں کے بڑک کی تعین کرے گا متعدد خداؤں کی عبادت سے بیزاری کا اظہار کرے گا اور صرف ایک خدا کی عبادت کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس ستودہ صفات کی روح قبض کرے گا وہ دوسرے زمین پر معدوم منظور ہوگا اور آسمان میں موجود مشہور ہوگا۔

پھر اس کا جانشین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوگا جو کچھ فیصلہ کرے گا حقوق و واجبات کے دلانے میں کوتاہی نہ کرے گا اور کثرت ہوگا۔ بعد ازاں اس کا خلیفہ ہندو زمین انسان ہوگا۔ تجر بکار نہیں ہوگا۔ درشت اور سخت کام کو چھوڑ دے گا، سپہ سالار اور کثرت کی غیافت کرے گا اسلام کو تسلیم کرے گا۔ پھر اس کا خلیفہ تجر بکار ہوگا اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا، اجتماعی طور پر لوگ اس کے تابع ہو جائیں گے، پھر جوش انقام سے اس کو تنقیح کریں گے اور بے دردی سے اس کو قتل کر دیں گے، سارے بڑا اظہار ک کام کر کر دیں گے بعد ازاں اس کا خلیفہ ہوگا، دین کا حامی و ناصر، جنگجو کی رائے اور تدبیر کے تابع، مابلی ائمہ میں لشکر کو تسلیم کرے گا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا جانشین ہوگا، دوسرے لشکر کا اہتمام کرے گا، اس کی تعریف و ستائش بڑے نام ہوگی مال کو اکٹھا کرے گا اور تمباکھا جائے اس کے بعد اس کی اولاد میں مال کی ریل چلیں ہوگی۔

بعد ازاں چند بادشاہوں کے ان میں خون ریزی ہوگی۔ بعد ازاں خلیفہ ہوگا مجلس و تدار اور ان کو جاہ کی طرح پیٹ کر رکھ دے گا۔ اس کا جانشین بہتر خواہش سے گزیرے گا اور ہوگا پسندیدہ اور تدار طرز پر فتوحات کرے گا۔ پھر اس کا جانشین ایک پست قدر شخص ہوگا، اس کی پشت پر بار بار ہوگا وہ فوت ہو جائے گا اور حکومت صحیح سالم قائم ہوگی۔

پھر معمولی عمر کے بعد تارکھ اور تدار جانشین ہوگا، ملک تباہی سے ہلکتا رہے گا۔ پھر اس کا بھائی جانشین ہوگا وہ اصل طرز پر بحرانی کرے گا، آمدنی اور بار بار کے کسرا پے پر قابض ہوگا۔ اس کے بعد اس کی طرف دیندار پیش پرست خلیفہ ہوگا۔ اس کے عزیز و اقارب باہمی مشاورت کے بعد مسزول کر کے اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر اس کے بعد ساتوں خلیفہ ہوگا، ملک تباہی کے دہانے پر ہوگا، اس وقت ہر خلیفہ آزاد ملک پر حرمیں ہوگا پھر اس کا جانشین مظلوم خلیفہ ہوگا، فطمان کا لشکر تدار کو بھنی کرے گا۔ جب تدار تار فطمان کے درمیان علاقہ دمشق میں دو لشکر حرام ہوں گے اس وقت یمن اور حصوں میں منقسم ہو جائے گا ایک مشیر و فطمان دوسرا طریدہ و ذیل۔ دوست و اصحاب پیش و پشت میں مخالف قیدی بندیں ہو گئے۔ پیدل اور سوار لشکر کے درمیان اس زمانہ میں حکانات پر بادہ جا نہیں گئے، تدار و فطمان سے مال و دولت بچھین لیا جائے گا، عاملہ عورتوں کے صلہ ضائع ہو جائیں گے زکوٰۃ بکھرتے آئے گا، مال قبیلہ غنایت کا طلبگار ہوگا، تدار قبیلہ ریشہ فطمان میں ہوگا، مظلوم اور شریر فطمانی حکومت کے سمو اہوں گے۔ نیک اور شریف لوگ، حکومت کے معتبر ہوں گے، مضر میں مہنگائی حد سے تدار کر جائے گی، ہر ایک دوسرے کو ملی کر جرحی طرح کالے گا، پھر دوران خندقوں سے چلے جائیں گے، جن پر نیچے نصب ہیں۔ اشراف و اشراف کا نایاب و کامران ہو جائیں گے، وہ مضطرب و پریشان ہوں گے، نیند مفید ہوگی نہ سکون و اطمینان، وہ کسی شہر میں داخل ہو گئے اور فساد و فتنہ کی نذر ہو جائیں گے۔

پھر تدار اذائیں گے جو بیادہ لوگوں کو پیٹ لیں گے، مسلح لوگوں کے قتل کے لئے مداخلت کرنے والوں کی گرفتاری کے لئے لوگ تدار ہو جائیں گے، بے پائی کی اعلیٰ سطح پر درونا ہوگا، پھر دین مت جائے گا، انقلاب برپا ہو جائے گا، آسمانی کنیوں کا انکار ہوگا، جمہور پر ذوالق آہ و رفت اور پل تار ہو جائیں گے، صرف جزیروں میں آباد لوگ محفوظ رہیں گے، کھیتی باڑی تار ہو جائے گی، گنوار اور غیر مذہب غالب آ جائیں گے، ایسے پر تعداد میں قاتل و قاتلوں پر کھینچتی اور حرف گیری نہ ہوگی۔ کاش قوم کے لئے کوئی اذہ و دل انسان ہو، محض آرزوں اور فتنہ کا سے کام نہیں چلا۔ سامعین نے پوچھا ہے: سچ، پھر کیا ہوگا؟ تو اس نے کہا: پھر ایک شخص ظاہر ہوگا اور فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔

یہاں تدار تدار عجیب و غریب ہے، ہم نے فصل اس میں تدار فتنہ و فساد کے واقعات اور عجوبہ بیان کی وہ سے نقل کیا ہے۔ شاہد یمن ربیع بن خضر کے ساتھ تدار اور سچ کا قصہ اور رسول اللہ ﷺ کی بیاد کا تذکرہ الہدایہ میں بیان ہو چکا ہے۔ جب سامانی بادشاہ نے ایمان کے نگرے کالے تار قتل کدہ خضر ہو جانے اور حویدان کے خواب کے وقت، عہد سچ کو سچ کے پاس بھیجا تھا، یہ واقعات اس بات معروض و جوا میں آتے، جب تار تار بیان دے زمین پر غریب لائے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فصل شدہ حصہ دوم..... تاریخ ابن کثیر